UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226185
UNIVERSAL
LIBRARY

UnEven Page Numbers within the book only

وبہ نستعین

الحمد للہ کہ لشکر شیطانی کی سرکوبی کے

لیے زبردست رئیس، غریب نفسانی کی نبض شناسی کے لیے حکیم نفیس، وحشت

ضلالت زائل کرنیکے لیے بیمثل انیس، صحبت ہدایت حاصل کرنیکیلئے بےنظیر جلیس یعنے

تلبیس ابلیس

مع ترجمۂ اردو

تخنیس تدلیس

تصنیف حامی دین مبین، ناصر شرع متین، سردار فوج اسلام و مسلمین، سالار

لشکر ایمان و موحدین مولانا عبدالرحمن بن علی بن جوزیؒ بہ ترتیب و تحریر

مرسلین میر قافلہ مسلمین مولانا امیر علی صاحب لکھنوی

سنہ ۱۳۲۳ھ

(بقداد جلد ۱۰۵۰)

رجسٹری شدہ

قیمت بلجلد پختہ

مصنف تلبیس ابلیس کے مختصر حالات از کتاب طبقات ابن جوزی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کا نام عبدالرحمن ہے اور لقب جمال الدین اور کنیت ابو الفرج اور ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں۔ جوزی کی نسبت میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ آپکے دادا جعفر بصرے کے ایک فرضہ کی طرف منسوب تھے جس کا نام جوزہ تھا اور فرضۃ النہر نہر کے دہانے کو کہتے ہیں جہاں سے پانی لیا جاتا ہے اور فرضۃ البحر اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتیاں بندھتی ہیں یہ اکثر لوگوں کا قول ہے اور سمعانی کہتے ہیں کہ یہ ایک مقام کی طرف نسبت ہے جسکو فرضۃ الجوز کہتے ہیں اور شیخ عبدالصمد بن ابو الجیش کہتے ہیں کہ یہ بصرے کے ایک محلے کی طرف نسبت ہے جسکا نام محلۃ الجوز ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ نہیں بلکہ شہر واسط میں اُنکے گھر میں جوز یعنی اخروٹ کا ایک درخت تھا جسکے سوا وہاں اور کوئی اسکا درخت نہیں تھا اور آپکے بن پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۰۸ھ ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۱۰۹ھ اور خود اُن کی ایک تحریر ملی تھی جس میں لکھا ہوا تھا کہ مجکو اپنی پیدائش کا وقت ٹھیک معلوم نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ والد صاحب کا ۱۱۴ھ میں انتقال ہوا تھا اور والدہ کہتی تھیں کہ اُس وقت تمھاری عمر تقریباً تین برس کی تھی۔ اس بنا پر آپکا سن پیدائش ۱۱۱ھ یا ۱۱۲ھ ہوگا اور آپ بغداد میں درب حبیب میں پیدا ہوئے تھے آپکے والد بچپن میں انتقال کر گئے تو آپکی والدہ اور پھوپھی نے آپکی پرورش کی۔ اور آپکے ہاں تانبے کی تجارت ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کی بعض پرانی سندوں میں ابن جوزی صفار لکھا ہوا ہے اور جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی پھوپھی ابو الفضل بن ناصر کے یہاں لے گئیں تو آپنے انکی طرف توجہ کی اور اُن کو حدیث سنائی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کی ابتدائی تعلیم ۱۱۶ھ میں ہوئی تھی۔ اور قرآن شریف یاد کیا اور ائمہ قرآن کی ایک جماعت نے آپکے پڑھا۔ اور آپنے بڑے ہونے کے بعد شہر واسط میں علی بن بات الفلانی سے قرآن شریف روایات کے ساتھ پڑھا اور خود بہت کچھ حاصل کیا اور طالب علمی کی طرف توجہ کی اور آپنے اپنے مشائخ میں سات اشخاص کو ذکر کیا ہے حالانکہ ان کے سوا اور بھی ایک جماعت سے علم حاصل کیا ہے لیکن بڑے بڑے مشائخ پر اکتفا کیا ہے جیسے ابن الحصین۔ قاضی ابوبکر انصاری۔ ابوبکر مرزقی۔ ابو القاسم حریری۔ علی بن عبدالواحد دینوری۔ ابو الوفا ابن عقیل۔ ابو غالب بن بنار اور اُن کے بھائی یحیٰی۔ ابو عبداللہ بارع۔ ابو الحسن علی بن احمد موحد۔ ابو غالب ماوردی۔ ابو الحسن بن زاغونی۔ ابو منصور بن خیرون ابو القاسم سمرقندی عبدالوہاب انماطی عبدالملک کروجی۔ ابو القاسم عبداللہ بن محمد اصبہانی خطیب اصبہان۔ ابو سعید زوزنی۔ ابو سعد بغدادی یحیٰی بن طراح۔ اسمٰعیل بن ابو صالح موذن۔ ابو القاسم بن علی بن علی علوی ہری واعظ۔ ابو منصور قزاز۔ عبدالجبار بن ابراہیم بن عبدالوہاب بن مندہ۔ اور ۱۳۶ھ میں آپ کو اجازت دی گئی کہ آپ باب بدر میں سلطان کی موجودگی میں وعظ کے لیے بیٹھیں اور سلطان نے آپکی مالی خدمت کی۔ شیخ کہتے ہیں کہ چاشت کیوقت سے لیکر عصر کے بعد تک لوگ اپنے لیے جگہ کا انتظام کرتے رہے اور وہاں پر چند چبوترے تھے جو کرایہ پر لیے گئے چنانچہ ایک آدمی کی جگہ دو تین قیراط کو ملتی تھی۔ پھر آپ باب بدر میں عرفہ کے روز وعظ کے لیے تشریف لے گئے تو لوگ چاشت ہی کے وقت سے حاضر ہونے لگے اور گرمی سخت تھی اور لوگ روزے سے تھے کہتے ہیں اُس روز ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ ایک شخص نے آپکے سر پر سایہ تانا جس کو دس آدمی ظہر سے عصر تک پکڑے رہے اور لوگوں نے انکو پانچ قیراط دیئے۔ اور بہت سے پنکھے دوگنی قیمت کو خریدے گئے اور اُس روز ایک شخص چلایا کہ اس بھیڑ میں ابھی میرے سو دینار چوری گئے تو سلطان نے اُسکو سو دینار دیئے۔ پھر شیخ کہتے ہیں کہ اُسی سال میں نے عاشورا کے روز جامع مسجد منصور میں وعظ کی ایک مجلس قائم کی اور اتنے لوگ حاضر ہوئے جن کا اندازہ ایک لاکھ تھا اور ایسا ہی واقعہ ۹ھ میں بھی ہوا۔ شیخ کہتے ہیں مجھسے اہل حربیہ نے چاہا کہ میں اُن کے لیے رات کو وعظ کی مجلس قائم کی تو میں نے اُنسے ۶ ربیع الاول جمعرات کا وعدہ کیا یعنی ۹ھ میں اور بغداد وغیرہ کے لوگوں کی وہاں اسقدر کثرت ہوئی جو نصف شعبان کی کثرت سے کہیں زیادہ تھی تو میں باب بصرہ سے جاکر مغرب کے بعد حربیہ میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگ بہت سی مشعلیں لیکر ایک بڑی جماعت میرے ساتھ ہولی تو جب میں باب بصرہ سے نکلا تو میں نے حربیہ والوں کو دیکھا کہ اتنی مشعلیں لیکر آرہے ہیں جن کا شمار ممکن نہیں

زین القصص یک جلد۔ موافق للمرافق یک جلد۔ الشاہد للشہود یک جلد۔ واسطات العقود من شاہد و مشہود یک جلد۔ المہلب دو جزو۔ المدہش یک جلد۔ صبا نحو یک جلد محاسنۃ العقل یک جز۔ لقط المجال یک جز۔ معانی المعانی چند جز۔ فتوح الفتوح یک جلد۔ التعازی المأوکیہ یک جز۔ المقعد المقیم یک جز۔ کتاب ایقاظ الوسنان والراقات بجوال الحیوان والنبات دو جزو۔ نکت المجالس البدریہ دو جزو۔ نزہۃ الادیب دو جزو۔ منتہی المنتہی یک جلد۔ تبصرۃ المبتدی ۲۰ جز۔ کتاب الیاقوتہ دو جز۔ کتاب تحفۃ الواعظ یک جلد۔ مختلف فنون میں تصنیفات۔ ذم الہوی یک جلد۔ صید الخاطر ۶۵ جزو۔ کتاب احکام الاشعار باحکام الاشعار ۲۰ جزو۔ کتاب القصاص والمذکرین۔ کتاب تقویم اللسان یک جلد۔ کتاب الاذکیار یک جلد۔ کتاب المحتقی یک جلد۔ **تلبیس ابلیس** دو جلد۔ لقط المنافع فی الطب دو جلد۔ التشیب والخضاب یک جلد۔ اتحاد الاعیان یک جز۔ الثبات عند الممات دو جز۔ تنویر الغبش فی فضل السودان والحبش یک جلد۔ البحث علی حفظ العلم وذکر کبار المحفاظ یک جز۔ اشراف الموالی دو جز۔ کتاب اعلام الاحیار باغلاط الاخبار یک جلد۔ کتاب تحریم المحل المکروہ یک جز۔ کتاب المصباح المضی لرد دعوۃ الامام المستضی یک جلد۔ کتاب عطف العلماء علی الامراء والامراء علی العلماء یک جز۔ کتاب النصر علی المصر یک جز۔ العجب العجیب یک جلد۔ الفجر النوری یک جلد۔ مناقب الستر الرفیع یک جز۔ ناقلۃ من الاشعار یک جز۔ المقامات یک جلد۔ من سألنی یک جز۔ الطب الروحانی یک جز۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں ابن قطیعی نے خود اُنکے خط سے نقل کیا ہے اور اُنکو سنایا ہو اور اُنمیں پڑھایا ہے اور باوجود اسکے اس فہرست کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنکے بعد کی تصنیف ہیں جنمیں سے بعض کی فہرست یہ ہے۔ کتاب بیان الخطاء والصواب من احادیث الشہاب ۱۶ جزو کتاب الہاز الاشہب المنقض علی من خالف المذہب یہ ایک تعلیق ہے فقہ میں۔ کتاب الوفا بفضائل المصطفےٰ دو جلد۔ کتاب النور فی فضائل الایام والشہور یک جلد۔ تقریب الطریق الابعد فی فضل مقبرۃ احمد۔ کتاب مناقب الامام الشافعی۔ کتاب العزلۃ۔ کتاب الریاضۃ۔ کتاب منہاج الاصابہ فی محبۃ الصحابہ۔ فنون الالباب الظاہر والمتجانبین۔ تقویم اللسان۔ مناقب ابی بکر یک جلد۔ مناقب علی یک جلد۔ فضائل ایوب یک جلد درۃ الاکلیل فی التاریخ چار جلد۔ اس کتاب کو آپکے پوتے نے ذکر کیا ہے۔ الامثال یک جلد۔ المنفعۃ فی المذاہب الاربعہ دو جلد۔ المختار من الاشعار ۱۰ جلد۔ رؤس القوارير دو جلد۔ المرتحل فی الوعظ یک جلد۔ کبیر نسیم الریاض یک جلد۔ ذخیرۃ الوعظ چند جزو۔ الزجر المخوف۔ الانس والمحبۃ المطرب اللبیب۔ الزبد الوریہ فی الوعظ الناصری دو جزو۔ الفاخر فی ایام الامام الناصر یک جلد۔ المجد الصلاحی یک جلد۔ لغۃ الفقہ دو جز۔ اور کہا جاتا ہو کہ آپ کی ایک کتاب ہے عقد الخناصر فی ذم الخلیفۃ الناصر اور ایک کتاب ہے شیخ عبد القادرؒ کی گرفت میں۔ غریب الحدیث یک جلد۔ جمع الاحادیث دو جز۔ الفصول الوعظیہ حروف کی ترتیب پر۔ سلوۃ الاحزان دس جلد۔ الشوق فی الوعظ۔ المجالس الیوسفیہ فی الوعظ۔ یہ کتاب آپنے اپنے بیٹے یوسف کے لیے لکھی ہو۔ الوعظ المقبری یک جز۔ قیام اللیل تین جز۔ المناجات یک جز۔ جواہر الزواہر فی الوعظ چار جز۔ کنز المذکر۔ النجاۃ بالخوف دو جز۔ المرتقی لمن اتقی۔ اور اسکے علاوہ آپکی اور بھی تصنیفات ہیں اور میں نے سنا ہو کہ صحاح جوہری پر آپکا حاشیہ ہو اور آپنے اُسپر گرفت کی ہو اور فنون ابن عقیل کو کچھ اوپر دس جلد وں میں مختصر کیا ہو ذہبی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ کسی عالم نے ایسی تصنیفات کیں جیسی آپنے کیں۔ آپکے پوتے ابو مظفر کہتے ہیں میرے دادے ۱۰ رمضان کو جمعہ کے روز یعنی ۵۹۷ھ میں والدہ سلطان کی قبر کے نیچے جو معروف کرخی کے متصل ہو وعظ کے لیے بیٹھے اور میں موجود تھا تو آپنے چند شعر پڑھے جسپر مجلس ختم ہو گئی۔ پھر آپ منبر سے اُترے اور پانچ روز تک بیمار رہے اور جمعرات کو مغرب عشار کے درمیان میں اپنے گھر میں انتقال کیا والدہ کہتی تھیں کہ میں نے اُنکو موت سے پہلے سنا کہ بار بار کہہ رہے تھے کہ میں کیا کہتا ہوں پر عمل کرونگا۔ کتابیں تو میرے لیے ختم ہو گئیں اور آپکے غسل کے لیے ہمارے شیخ ناصر الدین بن سکینہ اور ضیاء الدین بن خبیر صبح کے وقت تشریف لائے اور بغداد کے لوگ جمع ہوئے اور دوکانیں بند ہو گئیں اور محلوں کے لوگ آئے اور ہم نے جنازہ کو رسیوں سے باندھکر اُنکے سپرد کیا اور وہ جنازے کو اُسی قبر کے نیچے لے گئے جہاں آپ وعظ کے لیے بیٹھے تھے اور اتفاق ایسا ہوا کہ آپ کی نماز آپکے بیٹے ابو القاسم علی نے پڑھائی کیونکہ مشاہیر اُن تک پہنچ نہ سکے۔ پھر جنازے کو جامع مسجد منصور کو لے گئے اور لوگوں نے آپ کی نماز پڑھی اور لوگوں کی سخت کشمکش تھی گویا میلے کا دن تھا امام احمد بن حنبل کے پاس قبر پر جنازہ نماز جمعہ کے وقت تک نہیں پہنچا اور موسم گرمی کا تھا۔ اور ساتھیوں میں بہت لوگوں نے روزہ توڑ ڈالا اور خندق ظاہریہ میں پانی میں جا گرے اور قبر تک تھوڑا ہی سا کفن پہنچا اور جنازہ قبر میں سُوقت اتارا گیا جب مغرب کا وقت ہوا تھا اور اکبر اور لوگوں کو آپ کی مفارقت کا سخت صدمہ ہوا اور بہت روئے اور لوگ آپ کی قبر کے پاس سارے رمضان رہے۔ قرآن کے ختم کرتے تھے اور قندیلیں اور مشعلیں اور جتھے کے جتھے بیٹھتے تھے اور احمد بن سلیمان حربی نے اُسی رات کو آپکو یاقوت کے منبر پر بیٹھا دیکھا جسمیں جواہرات جڑے ہوئے تھے اور فرشتے آپکے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ آپکا کلام سُن رہا تھا۔ یہ تمام مضامین تواریخ کی مستند کتاب طبقات ابن رجب حنبلی سے اردو میں نقل کیے گئے ہیں لیکن نہایت اختصار کے ساتھ وہاں پر آپکے حالات پندرہ صفحوں میں لکھے ہوئے ہیں جن میں بڑے بڑے علمی معارک کا بیان ہے جن حضرات کو شوق ہو وہاں دیکھیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ابو محمد عبد الحق۔ اعظم گڈھی عفی عنہ آخر ذیحجہ ۱۳۲۳ھ

صاف معلوم ہوتا ہو کہ حنفی شافعی مالکی مذہب میں نہ تو پہلے کوئی ولی ہوا نہ آئندہ ہوگا لیکن کون کہہ سکتا ہو کہ اس وجہ سے حضرت شیخ قابل تسلیم نہ رہے یا آپکے فضائل کالعدم ہو یا ایسا ہی سمجھ لیا

فہرست تجنیس تدلیس ترجمہ تلبیس ابلیس مشتمل بر جمیع ابواب و بیانات وضروری فصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
حمد و نعت اور باعث تصنیف کتاب کا بیان	۱	فصل اُن مسلمانوں کی مذمت میں جو فلاسفہ اور مہندسیان کی پیروی کرتے ہیں	۶۴
کتاب کے مضامین و ابواب کا مجمل بیان	۴	ہیکل پرستوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان	۶۵
پہلا باب سنت اور جماعت کے لازم پکڑنے کی تاکید کے بیان میں	۵	بت پرستوں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۶۷
جماعت کے اختیار کرنے کے بارے میں احادیث	″	بت پرستوں پر ابلیس کی ابتدائی تلبیس کا بیان	۶۸
سنت اختیار کرنے کے بارے میں آثار	۸	آگ اور سورج اور چاند پوجنے والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان	۷۶
دوسرا باب ہر قسم کی بدعت اور بدعتیوں کی مذمت کے بیان میں	۱۱	**فصل** چاند اور ستارے پوجنے والوں کے بیان میں	۷۷
فصل سنت اور بدعت کے معنی کی تشریح میں	۱۶	زمانہ جاہلیت والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان	۸۳
فصل اہل بدعت کی تقسیم کے بیان میں	۲۰	زمانہ جاہلیت کے بعض اُن لوگوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ اور اُسکی	
تیسرا باب ابلیس کی چالوں اور فتنوں سے بچنے کے بیان میں	۲۹	خالقیت اور قیامت اور ثواب اور عذاب کو مانتے تھے	۸۳
فصل ابلیس کے سب سے پہلے خود شبہے میں پڑے ہونے کے بیان میں	۳۰	زمانہ جاہلیت کی بعض بدعتوں کا بیان	۸۵
ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہونے کا بیان	۴۳	نبوت کے منکروں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۸۶
آدمی کے بدن میں شیطان کے خون کی طرح دوڑنے کا بیان	۴۴	برہمنوں کے چھ شبہے اور اُنکے جواب	۸۷
شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان	″	ہندوؤں کی بعض عجیب عبادتوں کا بیان	۹۳
چوتھا باب تلبیس اور غرور کے معنے میں	۴۷	یہود پر تلبیس ابلیس کا بیان	۹۵
دل کی ایک عجیب مثال	″	نصاریٰ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۹۹
پانچواں باب عقائد اور دیانات میں شیطان کے تلبیس کرنے میں	۴۹	صابی فرقہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۰۱
سو شیطانیہ کے لیے شیطان کی تلبیس کا بیان	″	صابی کی تحقیق کے متعلق علما کے اقوال	″
قدریہ پر شیطان کی تلبیس کا بیان	″	مجوس پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۰۳
اللہ تعالیٰ کے وجود کی ایک قطعی دلیل اور ملحدوں کا اعتراض اور جواب	۵۴	فلکیات والوں اور منجموں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۰۷
طبائعیوں پر شیطان کی تلبیس کا بیان	″	قیامت کے منکروں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۰۸
ثنویہ پر شیطان کی تلبیس کا بیان	۵۶	تناسخ والوں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۱۰
[illegible]	۵۸	[illegible]	۱۱۲
[illegible]	۶۱	[illegible]	″
[illegible]	۶۳	[illegible]	″
		فصل [illegible]	۱۱۴

مضامین	صفحہ
فصل فرقہ مجسمہ کی تردید کے بیان میں	۱۱۹
فصل اُس طریقے کے بیان میں جس سے ابلیس کی تلبیس سے بچ جائے۔	۱۲۳
خوارج پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۲۵
روافض پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۳۵
فرقہ باطنیہ پر تلبیس ابلیس اور اُس کے آٹھ ناموں کا بیان	۱۴۴
فصل اس بیان میں کہ لوگ اس بدعت میں کیوں داخل ہوئے	۱۵۰
فصل باطنیہ کے حیلوں کے بیان میں جنسے لوگوں کو پھانستے ہیں	۱۵۲
فصل باطنیہ کے بعض مذہبی اعتقادات کے ذکر میں	۱۵۳
فصل پچھلے باطنیہ کے زور پکڑنے اور اُنکی سرکوبی کے بیان میں	۱۵۶
فصل بعض زندیقوں کے بیان میں	۱۵۹
چھٹا باب عالموں پر فنون علم میں تلبیس ابلیس کے بیان میں	۱۶۱
قاریوں پر تلبیس ابلیس کا بیان	〃
محدثین پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۶۵
فقہاء پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۷۲
واعظوں اور قصہ بیان کرنے والوں پر تلبیس ابلیس کا ذکر	۱۸۱
نحوی اور ادیب لوگوں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۸۶
شاعروں پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۹۱
علمائے طب پر تلبیس ابلیس کا بیان	۱۹۲
فصل غرور وغیرہ کے متعلق علماء کاملین پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۱۹۳
فصل شہرت وغیرہ کے متعلق علماء کاملین پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۱۹۴
فصل علماء کاملین پر ایک مخفی تلبیس کے بیان میں	۱۹۶
ساتواں باب بیان ملک و سلاطین پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۱۹۶
والیان ملک و سلاطین پر تلبیس ابلیس کے بارہ طریقوں کا بیان	〃
آٹھواں باب عابدوں پر عبادت میں تلبیس ابلیس کے بیان میں	۲۰۲
عابدوں پر قضائے حاجت اور حدث میں تلبیس ابلیس کا ذکر	۲۰۳
عابدوں پر وضو میں تلبیس کا ذکر	۲۰۴
عابدوں پر اذان میں تلبیس کا ذکر	۲۰۸
عابدوں پر نماز میں تلبیس کا ذکر	۲۰۸
عابدوں پر قرأت قرآن میں تلبیس ابلیس کا بیان	〃
عابدوں پر روزہ میں تلبیس ابلیس کا بیان	۲۱۸
عابدوں پر حج میں تلبیس ابلیس کا بیان	۲۲۱
مجاہدین پر تلبیس ابلیس کا بیان	〃

مضامین	صفحہ
نصیحت کرنے والوں پر تلبیس ابلیس کا ذکر	۲۲۶
نواں باب زاہدوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۲۲۹
دسواں باب صوفیوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۲۴۸
فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صوفی مسلم ہونے کہلانے اور بعد میں اور نام پیدا ہونے اور صوفیہ کی وجہ تسمیہ کے بیان میں	۲۴۸
فصل صوفیہ کی ایک اور وجہ تسمیہ اور اسکی تردید کے بیان میں	۲۵۰
صوفیہ کی بعض تصانیف اور احیاء العلوم میں داخل حدیثیں بھری ہوئی ہونے کے بیان میں	۲۵۳
فصل صوفیہ کی تصنیفات کے بے سند ہونے کے بیان میں	۲۵۶
فصل اوائل صوفیہ کے کتاب و سنت پر اعتماد کرنے اور اس بارے میں اُنکے اقوال کے بیان میں	۲۵۸
بعض شیوخ صوفیہ کی غلطیوں کا بیان	۲۵۹
طہارت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۲۶۷
نماز کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۲۶۸
مکان کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان۔	〃
مال چھوڑنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۲۶۹
فصل فقر اور مال اور اُنکے حال کے بیان میں	۲۷۸
فصل مال چھوڑنیکے بُرے نتائج کے بیان میں	۲۷۹
فصل مال کے متعلق بعض لوگوں کی ایک غلطی کے بیان میں	۲۸۱
فصل مال کے متعلق متقدمین اور متاخرین صوفیہ میں فرق کے بیان میں	۲۸۳
فصل مال کے متعلق اوائل صوفیہ کی احتیاط کے بیان میں	۲۸۴
فصل مال کے متعلق بعض شیوخ صوفیہ کی حالت کے بیان میں	۲۸۵
لباس کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	〃
فصل لباس کے متعلق مصنف کے زمانے کے بعض صوفیہ کی عادت کے بیان میں	۲۸۶
فصل اُن لوگوں کی مذمت میں جو صوفیہ کے ساتھ تشبہ چاہتے ہیں	〃
فصل مرقع وغیرہ کے مکروہ ہونے کی وجوہ کے بیان میں	۲۸۸
فصل مرقع کے بارے میں صوفیہ کے طریقہ اور اسکی اسناد کی تردید میں	۲۹۰
فصل صوفیوں کے رنگین کپڑے پہننے اور اسکی تردید میں	۲۹۲
فصل لباس شہرت کے مکروہ اور ممنوع ہونے کے بیان میں	〃
فصل صوفیہ کی مخصوص ہیئت کے بیان میں	۲۹۳
فصل لباس کے متعلق سلف صالحین کی عادت کے بیان میں	۲۹۶

مضامین	صفحہ
الفصل پرانے لباس کی برائی کے بیان میں	۲۹۹
فصل اس سوال کے جواب میں کہ کس قسم کا لباس پہننا خواہش نفسانی سے	۳۰۰
کھانے پینے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	//
تقدمین صوفیہ کے افعال کا کسی قدر بیان	//
سماع اور رقص کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۳۲۷
فصل لفظ غنا کی تحقیق اور زمانۂ سابق اور موجودہ کے گانے کے فرق کے بیان میں	۳۲۹
فصل سماع کا حکم بالتفصیل بیان کرنے سے پہلے ایک جامع نصیحت کے بیان میں	۳۳۳
فصل امام اعظم کے مذہب میں روایات کے مختلف فیہ اور مرجح گانے کے ممنوع ہونے کے بیان میں	۳۳۵
فصل امام مالکؒ کے مذہب میں گانے کے ممنوع ہونے کے بیان میں	۳۳۶
فصل امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں گانے کے ممنوع ہونے کے بیان میں	۳۳۷
فصل امام شافعیؒ کے مذہب میں گانے کے ممنوع ہونے کے بیان میں	//
فصل گانے کے ممنوع اور مکروہ ہونے کے دلائل کے بیان میں	۳۳۸
فصل ان شبہوں کے بیان میں جن سے گانا سننے والے دلیل لاتے ہیں	۳۴۵
فصل بعض صوفیہ کے اس اعتقاد کی تردید میں کہ گانا بعض صوفیہ کے حق میں مستحب ہے	۳۶۱
فصل بعض صوفیہ کے اس دعوے کی تردید میں کہ سماع سے قربت الٰہی ہوتی ہے	//
وجد میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۳۶۳
نوجوانوں کی صحبت کے بارے میں اکثر صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۳۸۰
توکل کے دعوے کرنے اور سب اسباب قطع کرنے اور مال جمع کرنے اور چھوڑ دینے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۰۰
پیشہ اختیار کرنا صحابہ و تابعین وغیرہ	۴۰۵
علائق کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۱۱
تنہائی اور گوشہ نشینی کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۱۲
خشوع اور سر جھکانے اور ناموس قائم رکھنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۱۵
ترک نکاح کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۱۷
فصل ترک نکاح کی بعض خرابیوں کے بیان میں	۴۲۱
اولاد نہ چاہنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۲۲
تفکر اور سیاحت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۲۳
تعمیر زاویہ کے ویرانوں میں بیٹھنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۲۵

مضامین	صفحہ
صوفیہ کے ان خلاف شرع افعال کا بیان جو اکثر صوفیہ سے صادر ہوتے ہیں صادر ہوئے	۴۲۵
مسافر کے سفر سے واپس آنے کے متعلق صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۴۵
تجرید کے متعلق صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۴۸
علمی شغل ترک کرنے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۴۹
فصل فقر کی شریعت اور حقیقت میں تفریق کی تردید میں	۴۵۱
امام غزالیؒ کا قول کہ جو شخص صوفی ہے وہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے	//
اسکو بہ ثبوت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہے	//
علمی کتابیں دفن کرنے اور دریا میں بہا دینے کے متعلق صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۵۲
علمی شغل والوں پر اعتراض کرنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۶۰
علمی مسائل میں کلام کرنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۶۳
قرآن کی تفسیر میں صوفیہ کے کلام کا تھوڑا سا بیان	//
حدیث و فقہ میں صوفیہ کے کلام کا کسی قدر بیان	۴۷۰
شطحیات اور دعاوی کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان	۴۷۲
چند افعال منکرہ کا بیان جو صوفیہ سے منقول ہیں	۴۷۱
فصل فرقہ ملامتیہ کی تردید میں	۴۸۷
فصل فرقہ اباحیہ کی تردید میں	۴۸۸
فرقہ اباحیہ کے چند شبہے اور انکے جواب	۴۸۹
گیارھواں باب ان لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں جو کرامات کی قسم کی چیزوں کو دین سمجھتے ہیں	۵۰۴
فصل کرامات کے قسم کی چیزوں سے بعض لوگوں کے بہک جانے کے بیان میں	۵۰۶
فصل ان لوگوں کی ان چند باتوں پر تنبیہ کرنیکے بیان میں جو بظاہر کرامت معلوم ہوتی ہیں	۵۰۷
بارھواں باب حرام پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۵۰۹
فصل نفس کی پابندی اور علمائی مخالفت کی پروا نکرنے کی مذمت میں	۵۱۰
فصل علماء پر فقر کو ترجیح دینے کی مذمت میں	//
فصل شہر والوں کو چھوڑ کر بیرونی زاہدوں کو اختیار کرنے کی مذمت میں	۵۱۱
فصل اس قول کی مذمت میں کہ جب عالم لوگ شرع پر نہیں چلتے تو ہم کس لئے چلیں	۵۱۳

مضامین	صفحہ
فصل عقیدہ پر بھروسہ کرنے اور فعل کی پروا نہ کرنے کی مذمت میں	۵۱۴
عیاروں پر لوگوں کے مال لینے میں تلبیس ابلیس کا بیان	۵۱۵
فصل نوافل کی پابندی اور فرائض ضائع کرنے کی مذمت میں	۵۱۷
فصل وعظ سننے اور عمل نہ کرنے کی مذمت میں	۵۱۷
فصل مالداروں پر تلبیس ابلیس اور اُسکے اقسام کے بیان میں	۵۱۸

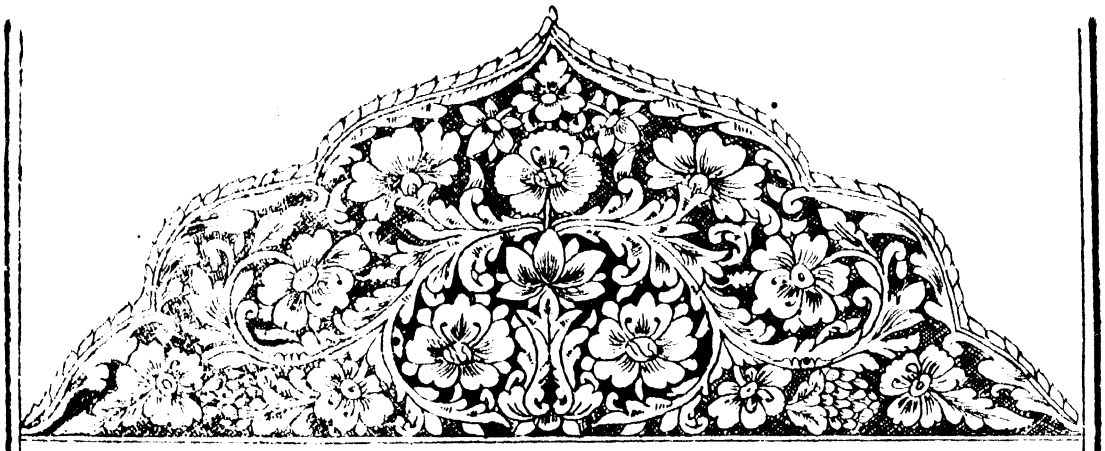
مضامین	صفحہ
فصل فقراء پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۵۲۱
فصل عورتوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۵۲۷
تیرھواں باب طول امل کے ساتھ تمام لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں	۵۳۰

تمت

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک جواہر سلک اختلال دوران مولوی یوسف حسین صاحب سلمہ

اے خدا شیطان کے پھندے سے تو ہم کو بچا — تو نگہباں ہو ہمارا سال و مہ صبح و مسا
ابتدا ہر کام کی ہے نام سے تیرے مدام — تیری رحمت ہے محیط انتہا و ابتدا
بے نہایت خوبیاں ہیں تیری رب العلمیں — عام رحمت تیری یاں اور خاص ہے روز جزا
فیصلے کے دن کا مالک تجھ سوا کوئی نہیں — کانپتے ہوں گے جہاں سب اولیا کو انبیا
خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم سب کریں — تجھ سوا کوئی نہیں ہے لائق حمد و ثنا
اپنی ہر حاجت میں دینی ہو دنیا ہو دنیوی — خاص تیری ہی مدد کے ہیں طلبگار اے خدا
تو ہمیں ہر بات میں ہر کام میں ہر حال میں — دین میں دنیا میں ہر دم سیدھے رستے پر چلا
راہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا ہر دم فضل ہے — صالح و اہل شہادت اہل صدق و انبیا
اُس رہ کج سے بچانا جس پہ ہیں اہل غضب — جان کر جو ضد سے ہوتے ہیں رہ حق سے جُدا
تیز یارب ہم کو رکھ محفوظ از راہ ضلال — یا الٰہی کیجیو مقبول یہ میری دعا

حضرت میر معظم سید اہل شرف — پیرو راہ سلف مستوجب مدح و ثنا
خیر خواہ اہل سنت قامع اہل بدع — ناصر دین محمد محو توحید خدا
جن کے مطبع میں ہمیشہ سے بفضل کردگار — طبع ہوتی ہیں کتابیں علم سنت کی سدا
ان دنوں اک اور طرفہ کی ان کے ہاں کتاب — چھپ کے نکلی ہے بآب و تاب و بازیب و صفا
نام ہے تلبیس ابلیس ابن جوزی کی لکھی — اُن محرر جس میں شیطاں کے سبھی مکر و دغا
آنکھ کے واسطے یک بارگی اک جال ہے — تا نہ ہو شیطان کا راہ ہُدا میں سامنا
دیندار ہیں ہوں مشغول عبادات اہل — برخلاف دین احمد ہو نہ اُن کا راستا
لیکن اُس کا فائدہ اہل عصر سے خاص تھا — اہل ہند کم اشنا تھے اُس سے بخوبی آشنا
اُس لیے اُستاد نے ترجمہ کرکے چھاپا ہے یہاں — تا کہ خاص عام کا اُس سے بر آوے مدعا
ابن جوزی پیشوا علامہ کی ہے جب یہ کتاب — فضیلت کم نہیں کیا ہم کریں مدح و ثنا
پنج دہ و دو صد ہجری واسطے ذی الحجہ میں — رکھ کے چھپنے کا ہوا اس قبل التوا
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]



بسم الله الرحمن الرحيم

وما توفيقي الا بالله قال الشيخ الامام العالم جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد بن علي الجوزي الحنبلي الواعظ البغدادي رح الحمد لله الذي سلم ميزان العدل الى اكف اولي الالباب وارسل الرسل مبشرين ومنذرين بالثواب والعقاب وانزل عليهم الكتب مبينة للخطاء والصواب وجعل الشرائع كاملة لا نقص فيها ولا عاب احمده حمد من يعلم انه مسبب الاسباب واشهد بوحدانيته شهادة مخلص في نيته غير مرتاب وان محمدا عبده ورسوله وقد سدل الكفر على وجه الايمان الحجاب فسبحانه الظلام بنور الهداية وكشف النقاب وبين للناس ما نزل اليهم واوضح مشكلات الكتاب وجعلهم على المحجة البيضاء لا سرب فيها ولا سراب وصلى الله عليه وعلى جميع الآل وكل الاصحاب وعلى

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم شیخ امام عالم ربانی جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی معروف بابن الجوزی الحنبلی واعظ بغدادی نے فرمایا حمد و ثناء اعلیٰ شایان حضرت باری تعالیٰ ہے جس نے ترازوی عدل عقلا کے ہاتھوں میں سپرد فرمائی اور انبیاء برگزیدہ بھیجکر مطیعین کو ثواب کی خوشخبری سنائی اور منکرین کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ اور ان پر سچی کتابیں نازل فرما کر ٹیڑھی جہنمی راہوں سے راہ راست کی تمیز صاف صاف بتلائی۔ اور ہر قسم کی عملی شریعت بغیر نقص و عیب کے کمال کو پہنچائی میں ایسے شخص کی طرح اس کی حمد کرتا ہوں جس کو یقین ہے۔ کہ وہی مسبب الاسباب ہے۔ اور اس کی وحدانیت کی گواہی ایسے مخلص کیطرح ادا کرتا ہوں جس کی نیت میں نہ کچھ شک ہے۔ نہ ارتیاب ہے اور یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں خاتم النبیین احمد مجتبیٰ بکمال عبودیت ازلی مقبول ہیں جن کو رب عزوجل نے ایسے وقت مبعوث فرمایا۔ جب ایمان کے چہرہ پر کفر نے اپنا پردہ لٹکایا۔ تو اس سراج المنیر آفتاب رسالت نے نور ہدایت سے تاریکی کو مٹایا۔ اور امر حق کے چہرے سے باطل کا پردہ اٹھایا۔ اور بندوں کے لئے جو پیغام اترا۔ اس کو صاف صاف بیان کیا۔ اور قرآن مجید کے مشکلات کو واضح کر دیا۔ آخر انکو ایسے صاف ہموار روشن رستہ پر چھوڑا ہے جسمیں نہ اونچا خالی ہے۔ نہ دھوکا ہے صلی اللہ علیہ وعلی جمیع الآل وکل الاصحاب وعلی

التابعین لهم باحسان الی یوم الحشر والحساب وسلم تسلیما کثیرا اما بعد فان اعظم النعم علی
الانسان العقل لانه الآلة فی معرفة الله سبحانه والسبب الذی یتوسل به الی تصدیق الرسل الا
انه لما لم یمض بکل الموابین الجد والرب بعثت الرسل وانزلت الکتب فمثال الشرع الشمس ومثال
العقل العین فاذا فتحت وکانت سلیمة رات الشمس ولما ثبت عند العقل اقوال الانبیاء لصادقة
بدلایل المعجزات الخارقة سلم الیهم واعتمد فیما اخفی علیهم ولما انعم الله سبحانه علی هذا العالم الانسی
بالعقل افتتحه بنبوة ابیهم آدم علیه السلام فکان یعلمهم عن وحی الله عزوجل فکانوا علی
الصواب الی ان انفرد قابیل بهواه فقتل اخاه ثم تشعبت الاهواء بالناس فشردبهم فی بیداء

الفتنة

ترجمہ التابعین لہم باحسان الی یوم الحشر والحساب وسلم تسلیما کثیرا **اما بعد** واضح ہو کہ انسان پر عقل بڑی نعمت ہے کیونکہ اسی ذریعہ سے اللہ تعالی کی معرفت
حاصل ہوتی ہے اور اسی وسیلہ سے رسولوں کی تصدیق نصیب ہوتی ہے لیکن جو تعلق بندے اور اُسکے رب کے درمیان ہی جب عقل سے اسکا کام پورا نہو سکا اور رسول
بھیجے گئے اور کتابیں اُتاری گئیں تو عقل کی مثال آنکھ ہی اور شرع کی مثال آفتاب ہے پس آنکھ کھولنے پر جب ہی آفتاب دیکھے گی کہ درست ہو ورنہ نہیں اور جب عقل
کے نزدیک انبیاء کے دلائل معجزات سے یہ ثابت ہوا کہ جو کچھ انبیاء فرماتے ہیں یہ اقوال سچ ہیں تو عقل نے اُن کا کہنا بسر وچشم قبول کیا اور پوشیدہ امور میں
اُن کے کہنے پر اعتماد کیا **ف** جب انبیا علیہم السلام نے فرمایا کہ ہمکو تمہارے رب عزوجل نے تمہارے پاس بھیجا ہی کہ اگر ہمپر ایمان لاؤ تو تمہارے لیئے جنت ہے
اور اگر اپنے جی کی پیروی کرو تو تمہارے لیئے عذاب جہنم ہی عقل نے دیکھا کہ یہ چیزیں نظر نہیں آتی ہیں تو اُسنے دلیل چاہی کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ آپ لوگ اللہ کے بھیجے ہوئے
ہیں انبیاؤنے جناب باری تعالی میں عرض کیا تو اللہ تعالی نے اُنکے ہاتھوں سے دنیا میں وہ چیزیں پیدا کیں جو یہاں کسی ترکیب سے نہیں پیدا ہو سکتی ہیں تو عقل نے جان لیا
کہ یہ بیشک اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے ہیں تو انکا کہنا سچ ہے اضح ہو کہ مصنف نے رسالہ اذکیا میں کہا کہ عقل کا لفظ چار معنی پر بولا جاتا ہی (اوّل) وہ چیز
جس سے انسان حیوان میں فرق ہے جس سے فکر و تدبیر کرکے باریک صنعتیں نکالتا ہے امام احمد حارث محاسبی نے جو کہا کہ وہ پیدائشی قوت ہے تو اُس سے یہی معنی مراد
ہیں (دوم) جائز و محال سمجھنے والی قوت طبعی کا علم (سوم) تجربہ سے جو ملکہ حاصل ہو (چہارم) پیدائشی قوت کا کمال حتے کہ فانی خواہشیں چھوڑے اور آخرت
مانگے مترجم کہتا ہے کہ عقل کی دو قسمیں ہیں ایک عقل جسمانی جو مجموعہ اس ظاہری باطنی کا نام ہے اور حیوانات میں یہ سب اس نہیں ہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی
ہیں کیونکہ انسان سنے زیادہ قوی ہیں اور تجربہ و سن بلوغ سے یہ عقل قوی ہوجاتی ہے اور اسی عقل سے انسان دنیا کی زندگی کے سامان پیدا کرتا ہی اور
جسقدر بدن قوی ہو اُسقدر یہ عقل تیز ہوتی ہے اور بدن کی موت کے ساتھ مرجاتی ہے قسم دوم عقل روحانی وہ روح کی حواس ہیں اور جب قلب پر مہر ہو
تو نہیں کھلتی ہیں بلکہ ایمان ہی سے کھلتے ہیں بدلیل قولہ تعالی ماکان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ الآیۃ یعنی کسی جی کو ایمان حاصل کرنے کی قدرت نہیں مگر جب اللہ تعالی کا
ارادہ ہو اور وہ شرک کی پلیدی عقلوں پر ڈالتا ہے (ھ) ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الآیۃ یعنی ملت ابراہیمی سے وہی منہ موڑتا ہے جو بے عقل ہو معلوم ہوا کہ کافر بے عقل
ہوتے ہیں یعنی یہ عقل نہیں رکھتے اگرچہ قسم اوّل میں بڑے ہوشیار ہوں اور اوسکیواسطے آیات کثیرہ دلیل ہیں فاتہ تعالی اعلم (ب) جب اللہ نے اس عالم انسانی پر عقل کا انعام کیا تو پہلے پہل
اُنکے باپ آدم کی پیغمبری سے شروع کیا پس آدم انکو اللہ تعالی کی وحی سے تعلیم فرمایا کرتے تھے سب انسان ٹھیک راہ پر جمع تھے یہانتک کہ قابیل نے اپنی خواہش نفس کی
پیروی میں جدا ہوکر اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا۔ (ت) اب سے اختلاف شروع ہوا) پھر تو لوگ مختلف خواہشوں کی پیروی میں جدا جدا شاخیں ہوکر مختلف گمراہیوں

الضلال حتی عبدوا الاصنام واختلفوا فی العقائد والافعال اختلافا خالفوا فیہ الرسل والعقول
باتباعہم الاھواءھم ومیلا الی عاداتہم وتقلیدا للاکابر اھم فصدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا
فریقا من المؤمنین فصل واعلم ان الانبیاء جاءوا بالبیان الکافی وقابلوا الامراض بالادواء الشافی و
توافقوا علی منہاج لم یختلف فاقبل الشیطان ابلیس یخلط بالبیان اشتباھا وبالادواء سماوبالسبیل
الواضح جورا مضلۃ ومازال یلعب بالعقول الی ان التقی فرق الجاھلیۃ فی مذاھب سخیفۃ وبدع
قبیحۃ فاصبحوا یعبدون الاصنام فی البیت الحرام ویحرمون البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام و
یرون وأد البنات ویمنعونھن المیراث الی غیر ذالک من الضلال الذی سوّلہ لہم ابلیس فبعث اللہ
سبحانہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فرفع المقابح وشرع المصالح فسار اصحابہ معہ وبعدہ لا فی ضوء نورہ
سالمین من الحدور وغرورہ فلما انسلخ نہار وجوھہم اقبلت اغباش الظلمات فعادت الاھواء تتشعب
بدعا وتضیق سبلا مازال متسعا ففرق الاکثرون دینہم وکانوا شیعا ونھض بلیس یلبس

ترجمہ کے بیابانون مین پھٹکنے لگے یہانتک نوبت پہنچی کہ بُت پوجنے لگے اور طرح طرح کے عقیدے وافعال ایسے نکالے کہ وہ رسول کے ارشاد وعقل کی ہدایت سے مخالف تھے یہ سب اس لیئے کہ انہون نے اپنی جی کا کہنا مانا اور اپنی رسوم وعادات کے پابند ہوئے اور اپنے باپ دادون کی تقلید کی پس ابلیس نے اُن پر اپنا گمان سچا کرلیا کہ ان فرقون نے اُس کی پیروی کرلی سوائے ایک فریق مؤمنین کے **فصل** واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کافی بیان لائے اور ہر مرض کی شافی دوا بتلائی اور سب پیغمبرون کا اتفاق ایک ہی راہ مستقیم (توحید) پر ہے اس مین کچھ اختلاف نہین ہے پھر شیطان ابلیس نے آکر بیان کافی کے ساتھ اپنا شُبہ ملایا اور دوائے شافی کے ساتھ اپنا زہر ملایا اور واضح راہ کو دونون طرف گمراہ کرنے والی پگڈنڈیان ملائین اور اسی طرح وہ برابر اُن کی عقلون سے کھیلتا رہا یہانتک کہ اُس نے اسلام سے پہلے زمانۂ جہالت والے لوگون کو حماقت کے مختلف مذاہب مین اور قبیح بدعتون مین پراگندہ کردیا نتیجہ یہ ہوا کہ بیت الحرام (کعبہ) مین بُت پرستی کرنے لگے اور بحیرہ وسائبہ وحام ووصیلہ کو حرام ٹھہرایا اور بیٹیون کو زندہ درگور کرنا بہتر جانتے اور لڑکیون اور اُن کی مانند کمزور وارثون کو میراث نہ دیتے اسی طرح کی بہت گمراہیان ابلیس نے اُن کی نظر مین رچائی تھین یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ نے قبیح بدباتین دور فرمائین اور نیک مصلحت کی باتون کی شرع مقرر فرمائی چنانچہ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپکے ساتھ اور آپکے بعد اس شرع نورانی کی روشنی مین دشمن شیطان اور اُس کے فریب سے بچے ہوئے راہ چلتے رہے جب اُن کے نورانی چہرے جیسے دن کی طرح روشنی تھی فوت ہوئے تو پھر گھٹاٹوپ اندھیریان سامنے آئین۔ اور نفس پرستی دوبارہ بدعتون کی بنیاد جمانے لگی۔ اور جو کشادہ راہ شریعت چلی آتی تھی اُس مین کوتاہی کا جال بنانے لگی چنانچہ بہتیرے لوگ دین حق سے پھوٹ کر جُدا جُدا فرقے ہوگئے حالانکہ پہلے متفق جماعت تھے۔ اور ابلیس نے اُن کو مکاری مین پھانسا۔ اور

لہ کما قال اللہ تعالےٰ لقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المؤمنین ۱۲ سہ بحیرہ وغیرہ کا ذکر قرآن شریف مین سورہ انعام مین ہے۔ بحیرہ اونٹ کان پھاڑ کر بتون کے نام پر چھوڑتے اور سائبہ سانڈ ہے۔ اور حام چند بار جفتی کے بعد سواری وبار برداری سے آزاد ہونا۔ اور وصیلہ چند پیٹ جننے کے بعد بُت کے نام پر آزاد ہوتی اور اُن کی صورتین اقسام جانورون مین مختلف تھین اور تفصیل اردو تفسیر مواہب الرحمان مین دیکھو۔

یزخرف ویغرق ویؤلف وانما یلقیه التلصص فی لیل الجهل فلو قد طلع علیه صبح العلم اقتضح فرایت ان اخذ
من مکائده واد ل علی مصائده فان فی تعریف الشر تحذیرا من الوقوع فیه ففی الصحیحین من حدیث
حذیفة قال کان الناس یسألون رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الخیر وکنت اسأله عن الشر
مخافة ان یدرکنی وعن ابن عباس قال والله ما اظن علی ظهر الارض الیوم احدا حب الی الشیطان
هلاکا منی فقیل وکیف فقال والله انه لیحدث البدعة فی مشرق او مغرب فیحملها الرجل الی
فاذا انتهت الی قمعتها بالسنة فتردعلیه کما اخرجها **فصل** وقد وضعت هذا الکتاب محذرا من
فتنه ومخوفا من محنه وکاشفا عن مستوره وفاضحا له فی خفی غروره والله المعین بجوده کل
صادق فی مقصوده وقد قسمته ثلثة عشر بابا تنکشف بمجموعها تلبیسه وتتبین للفطن تفهیمها
وتدلیسه فمن انتهض بغرمه للعمل بما صح منه ابلیسه والله موفق فیما قصدت وملهمی الصواب فیما
اردت ذکر تراجم الابواب **الباب الاول** فی الامر بلزوم السنة ولجماعة **الباب الثانی** فی ذم البدع

ترجمہ بدکاری اُن پر رچانا اور اُن کو پھوٹ مین ڈالنا شروع کیا۔ اور جان رکھو کہ ابلیس کی چوری جبھی بن پڑتی ہے کہ نادانی و
جہالت کی اندھیری رات ہو۔ اور اگر اُس پر صبح علم کی روشنی پڑ جائے تو وہ فضیحت ہو جائے گا **لہذا** مجھے مناسب معلوم ہوا کہ ابلیس کی
مکاریون سے ڈرادون اور اُس کے شکاری جال کے موقعے بتادون کیونکہ بدی کی شناخت بتلانا اس مین مبتلا ہونے سے بچانا ہے چنانچہ صحیحین مین
حدیث حذیفہ رضہ سے وارد ہے۔ کہ لوگ تو رسول اللہ صلعم سے نیکیان دریافت کیا کرتے اور مین آپسے برائیان پوچھتا تاکہ ایسا نہ ہو مین اُس مین مبتلا
ہو جاؤن **ابن عباس** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ مین نہین جانتا کہ آج روئے زمین پر کوئی دوسرا ہے جس کا مرنا شیطان کو میرے مرنے سے
زیادہ پسند ہو عرض کیا گیا کہ یہ کیون ہے تو فرمایا کہ شیطان کہین مشرق یا مغرب مین کوئی بدعت نکالتا ہے جس کو مرد مسلمان (حکم پوچھنے)
میرے پاس لاتا ہے پس وہ مجھ تک یہ بدعت لے کر پہنچا ہی تھا کہ مین اُس کو بدعت کے پیچھے رسول اللہ صلعم کی راہ لگا دیتا ہون پس شیطان
کی نکالی ہوئی بدعت جون کی تون اُس پر پھینک ماری جاتی ہے **فصل** مین نے اس کتاب کا موضوع یہ رکھا کہ وہ ابلیس کے فتنون سے
ہوشیار کرنے والی اور اُس کی قبیح بیہودگیون سے ڈرانے والی اور اُس کی چھپی چالون کو کھولنے والی اور اُس کے خفیہ دھوکے ظاہر
کرنے والی ہے اور اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے ہر سچے کی مراد پوری کرنے والا ہے۔ اور مین نے اس کتاب کو تیرہ ۱۳ باب پر منقسم کیا ان سب کے
مجموعہ سے شیطان کی تلبیس کھل جائیگی اور سمجھ دار کو اُس کی تدلیس سمجھنا آسان ہوگا اور جس بندۂ صالح نے اُس پر عمل کرنے کا عزم مصمم کیا
تو اُس سے شیطان ہار کر چیخ اٹھیگا اللہ تعالےٰ ہی مجھے میرے مقصود کی توفیق دینے والا اور میری مراد مین ٹھیک بات کا الہام فرمانے والا ہے

مضامین ابواب کا مجمل بیان

باب اوّل سنت[۱] وجماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید کا بیان **باب دوم** بدعت و بدعتیون کی مذمت کا بیان +

[۱] سنت وہ طریقہ ہے جس پر رسول اللہ صلعم فرماتے تھے اور وہ یقینی طور سے متواتر اصحابؓ سے حاصل ہوا اور جماعت اسی پر متفق تھی پھر خوارج نے پہلے پھوٹ ڈالی پھر فتنہ پھیلا ۱۲

والمبتدعین الباب الثالث فی التحذیر من فتن ابلیس ومکائدہ الباب الرابع فی معنی التلبیس و الغرور الباب الخامس فی ذکر تلبیسہ فی العقائد والدیانات الباب السادس فی ذکر تلبیسہ علی العلماء فی فنون العلم الباب السابع فی ذکر تلبیسہ علی الولاۃ والسلاطین الباب الثامن فی ذکر تلبیسہ علی العبّاد فی فنون العبادات الباب التاسع فی ذکر تلبیسہ علی الزہاد فی زہدہم الباب العاشر فی ذکر تلبیسہ علی الصوفیۃ الباب الحادی عشر فی ذکر تلبیسہ علی المتدینین بما یشبہ الکرامات الباب الثانی عشر فی ذکر تلبیسہ علی العوام الباب الثالث عشر فی ذکر تلبیسہ علی الکل بتطویل الامل الباب الاول فی الامر بلزوم السنۃ والجماعۃ عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ خطب بالجابیۃ فقال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من اراد منکم بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد وعن جابر بن سمرۃ قال خطبنا عمر بن الخطاب الناس بالجابیۃ

ترجمہ۔ باب سوم ابلیس کے فتنہ وکرون سے ڈرانے کا بیان۔ باب چہارم ابلیس کے مکر کا ٹھکنے اور دھوکا دینے کے کیا معنی ہین باب پنجم عقیدون مین اور دینی اعمال مین ابلیس کے مکر کا بیان باب ششم عالمون کو فنون علم مین دھوکا دینے کا بیان باب ہفتم سلاطین وحوالیان ملک پر ابلیس کی تلبیس کا بیان باب ہشتم عابدون پر فنون عبادات مین اُس کی تلبیس کا بیان باب نہم زاہدون پر اُن کے زہد مین ابلیس کی تلبیس کا بیان باب دہم صوفیون پر شیطانی تلبیس کا بیان باب یازدہم بدعت اختیار کرنے والون پر ایسی دولت سے تلبیس کرنا جو کرامت کے مشابہ ہے باب دوازدہم عوام پر اُس کی تلبیس کا بیان باب سیزدہم دور دراز امیدون کے ذریعے سے سب لوگون پر اُس کی تلبیس کا بیان۔ باب اوّل سنت وجماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید کا بیان۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ مین لوگون کو خطبہ سُنانے مین فرمایا کہ جس طرح مین تم مین کھڑا ہون۔ اسی طرح ہم مین کھڑے ہوکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سُنایا۔ پس فرمایا کہ تم مین سے جس کو بہتر وسط جنت مرغوب ہو۔ اُس کو چاہیئے کہ طریقہ جماعت کو لازم پکڑے رہے۔ کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہے۔ اور دو سے دور تر ہے ف بعض نسخون مین یہ حدیث متعدد عبارات سے مذکور ہے۔ شاید مصنف نے اشارہ کیا کہ یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے بعض نے خطبہ جابیہ مین اور بعض نے بدون ذکر جابیہ کے بھی روایت کی۔ یہ حدیث طویل ہے۔ طبرانی رح نے معجم صغیر مین سند کیا کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جابیہ مین عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ سُنایا۔ پس فرمایا کہ جیسے مین تم مین کھڑا ہون اسی طرح ہم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر فرمایا۔ کہ تم لوگ بزرگی مانو میرے اصحاب کی۔ پھر جو اصحاب کے بعد ہون گے پھر جو اُن کے بعد ہون گے پھر جھوٹ پھیل جائیگا یہانتک کہ آدمی گواہی دے گا حالانکہ وہ موقعہ پر حاضر وگواہ نہین کیا گیا تھا اور قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہین چاہی گئی۔

ف اختیار الخ یعنی ان لوگون نے وہ عمل اختیار کیا جو شرع مین گناہ ہے مگر اُن کو ظاہر مین نفع حاصل ہوا تو شیطان نے تلبیس کی کہ اس سے تم کو کرامت حاصل ہوگئی ۱۲

فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فى مثل مقامى هذا فقال من احب منكم ان ينال بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد قال الترمذى هذا احسن صحيح **وعن** عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اراد بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد **وعن** ابن عمر بن الخطاب ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من سره ان يسكن بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد **وعن** عرفجة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يد الله على الجماعة والشيطان مع من يخالف الجماعة **وعن** اسامة بن شريك قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يد الله على الجماعة فاذا شذ الشاذ منهم اختطفته الشياطين كما يختطف الذئب الشاة من الغنم **وعن** عبد الله قال خط رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خطا بيده ثم قال هذا سبيل الله مستقيما ثم خط عن

ترجمہ پس جس کو یہ پسند ہو۔ کہ وہ وسط جنت میں گھر پاوے۔ تو چاہیئے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہے اور وہ دو سے دور تر ہے خبردار ہو۔ کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ کیونکہ ان دونوں کا تیسرا شیطان ہوگا خبردار ہو۔ کہ جس شخص کو اس کی برائی ناگوار گزرے۔ اور اس کی نیکی اس کو خوش کرے۔ تو وہ مومن ہے۔ اور طحاوی نے اس کو مختصر روایت کیا۔ طبرانی رح نے دوسرے مقام پر کہا۔ کہ اس حدیث کو عبداللہ بن الزبیر رض اور ربعی بن خراش ثقہ تابعی وغیرہم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام ترمذی نے بطریق عبداللہ بن عمر رض کے حضرت عمر رض سے پورا خطبہ جابیہ روایت کیا اور اس میں یہ لفظ زیادہ ہے (لوگو تم پر فرض ہے کہ جماعت کیساتھ رہو اور خبردار رہو پھوٹ سے بہت بچو) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بطریق زید بن وہب تابعی کے حضرت عمر سے بدون قصہ جابیہ کے روایت کیا۔ **عرفجہ** رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جماعت پر اللہ تعالے کا ہاتھ ہے۔ اور جو کوئی جماعت سے مخالف ہو شیطان اوسی کے ساتھ ہے۔ **اسامہ** بن شریک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جماعت پر اللہ تعالے کا ہاتھ ہے پس جب اُن میں سے کوئی پھوٹ کے الگ ہوا۔ تو اُسی کو شیاطین اُچک لیتے ہیں جیسے بھیڑیا گلہ سے الگ بھٹکی ہوئی بکری کو اچک لے جاتا ہے **ف** رواہ احمد معناہ فی الترمذی عن ابن عمر وابن عباس قولہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ یعنی اللہ کی حفاظت و رحمت ہے جیسے بندوں میں یہ محاورہ معروف و مشہور ہے کہ فلان مفلس کے سر پر ہاتھ رکھو کہ اس کا بیڑا پار ہو جاوے (مترجم) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک خط سیدھا کھینچا پھر فرمایا کہ یہ اللہ تعالے کی راہ مستقیم ہے۔

پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچے

یمینہ وشمالہ ثم قال ھذہ السبل لیس منھا سبیل الا علیہ شیطان یدعو الیہ ثم قرأ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ **وعن** معاذ بن جبل ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیۃ والناحیۃ فایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ والمسجد **وعن** ابی ذر عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ قال اثنان خیر من واحد وثلثۃ خیر من اثنین واربعۃ خیر من ثلاثۃ فعلیکم بالجماعۃ فان اللہ عز وجل لن یجمع امتی الا علی ھدی **وعن** ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیأتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی قال الترمذی ھذا حدیث غیر مفسر ولا یعرف مثل ھذا الا من ھذا الوجہ **ورواہ ابوداؤد**

ترجمہ - پھر فرمایا کہ یہ کج راہیں ہیں ان میں سے کوئی راہ خالی نہیں جس پر ایک شیطان نہ ہو جو اپنی راہ کی طرف بلاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ **ترجمہ** بیشک یہی میری راہ ہے سیدھی تم اسی کی پیروی کرو اور دیگر راہوں پر نہ چلنا کہ وہ تم کو میرے راہ سے جدا کر کے بچلا دیں ھ **ف** رواہ الدارمی وہو فی بعض النسخ ایضاً **معاذ** بن جبل نے کہا۔ کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان آدمیوں کا بھیڑیا ہے (یعنی جسکو جماعت کی راہ سے جدا پاتا ہے ہلاک کر دیتا ہے) جیسے بکریوں کا بھیڑیا۔ جس بکری کو گلہ سے دور اور بھٹکی پاتا ہے۔ پکڑ لیتا ہے۔ پس خبردار تم پھوٹ کر مختلف رستہ چلنے سے بچنا۔ اور تمپر واجب ہے۔ کہ جماعت و عامہ مؤمنین و مسجد کو لازم پکڑو **ف** رواہ احمد **ابوذر** رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دو بہتر ہیں اور دو سے تین بہتر ہیں اور تین سے چار بہتر ہیں پس تمپر واجب ہے۔ کہ جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ یہ نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو سوائے ہدایت کے جمع کرے (یعنی ہدایت ہی پر متفق کریگا) **ف** رواہ احمد **عن** ابن عمرو رضی اللہ عنہ یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو فتنہ بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) پر آیا وہی قدم بقدم میری اُمت پر آنیوالا ہے۔ حتی کہ اگر انمیں ایسا شخص ہوا ہے جس نے علانیہ اپنی ماں سے بدکاری کی۔ تو اس امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ حرکت کریگا اور بنی اسرائیل پھوٹکر بہتر فرقوں ہو گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں متفرق ہوگی یہ سب فی النار ہیں سوائے ایک فرقہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ ناجی فرقہ کون صفت پر ہوگا فرمایا جس صفت پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے کہا۔ کہ یہ حدیث غریب ہے تفسیر کیساتھ فقط اسی اسناد سے ہی **ف** یعنی بدون تفسیر فقط تہتر فرقوں کی پھوٹ تک متعدد اسانید صحیحہ سے ثابت ہے اور شک نہیں کہ جو فرقہ اس طریقہ پر ہے جس پر آپ مع اصحاب تھے وہ جنتی ہے + **م** اور

فی سننه من حدیث معاویة بن ابی سفیان انه قام فقال الا ان من قبلکم من اهل الکتب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملة وان هذه الملة ستفترق علی ثلثة وسبعین ملة اثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وهی الجماعة **وعن** عبد الله قال الاقتصاد فی السنة خیر من الاجتهاد فی البدعة **وعن** ابی بن کعب قال علیکم بالسبیل والسنة فانه لیس من عبد علی سبیل وسنة ذکر الرحمٰن ففاضت عیناه من خشیة الله فتمسه النار وان اقتصادا فی سبیل وسنة خیر من اجتهاد فی خلاف سبیل وسنة **وعن** ابن عباس قال النظر الی رجل من اهل السنة یدعو الی السنة وینهی عن البدعة عبادة **وعن** ابی العالیة قال علیکم بالامر الاول الذی کانوا علیه قبل ان یفترقوا قال عاصم فحدثت به الحسن فقال قد نصحک والله وصدقک

الاقتصاد

اپنی سنن میں معاویہ بن ابی سفیان کی حدیث روایت کی کہ انہوں نے کھڑے ہو کر فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ اہل کتاب جو تم سے پہلے تھے وہ بہتر ملتوں میں متفرق ہوئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقوں میں متفرق ہو جائیگی انمیں سے بہتر تو النار ہیں اور ایک فرقہ جنت میں ہے **ف** واضح ہو کہ فی النار ہونا دو صورتوں کو شامل ہے ایک یہ کہ آدمی ایمان کے لگاؤ سے بالکل خارج ہوا اگرچہ دین رسالت سے خارج ہو گیا جیسے معتزلہ اور شیعہ وغیرہ ہیں تو نتیجہ یہ کہ اول فی النار ہونگے پھر انکے لیئے وہاں سے نکالے جانے کی امید ہے اور دوم یہ کہ دین توحید ہی سے خارج ہو گیا جیسے بعضے روافض جو حضرت علی رضی اللہ عنہ میں الوہیت کہتے ہیں اور جیسے باحیہ فقیر اور بعضے مرجیہ جو نفاق اقراری کو ایمان کہتے ہیں حالانکہ دلمیں کچھ نہیں ہے تو یہ کفار ہیں ہمیشہ جہنم میں رہینگے۔ م عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنت کے طریقہ پر راہ سط چال سے عبادت کرنا۔ بدعت کے طریقہ پر محنت کوشش کی عبادت سے بہتر ہے **ف** اس بدعت سے یہ غرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس طریقہ سے عمل نہیں کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہو جیسے بیس رکعات تراویح سے یہ افضل ہے کہ تہجد کیوقت آٹھ رکعات میں قرآن شریف جس قدر حفظ ہو۔ پڑھے۔ اور اگر کسی نے ناجائز طریقہ سے عبادت نکالی تو وہ مردود ہے اور اسکا حکم مکروہ و حرام و کفر تک پونہچتا ہے جیسے مقبرہ میں آواز سے قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ اور چلہ کشی اسطرح کہ نماز سے عاجز ہو احرام ہے اور بغداد کو قبلہ بنا کر اور دہرمنہ کر کے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ غوثیہ پڑھنا کفر ہے م ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ راہ حق و طریقہ رسالت کو لازم پکڑنا تمپر واجب ہے کیونکہ جس بندہ نے طریقہ حق تعالیٰ و سنت رسول اللہ پر قائم ہو کر اللہ تعالیٰ الرحمن الرحیم کو یاد کیا پس اُس کی خوف سے اس بندہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو یہ نہوگا کہ اسکو آگ چھوجاوے اور راہ الٰہی و سنت رسالت پناہی پر اعتدال کی عبادت کرنا بہت بہتر ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ برخلاف سبیل و سنت کی جد و جہد کرے **ف** اگر ایک شخص رات دن نماز میں پڑھے اور وہ طریقہ سنت پر نہو تو اس سے وہ ولی اللہ بہت بہتر ہے جو ظاہر و باطن میں طریقہ سنت کے موافق فرائض و معمولی سنتیں ادا کرتا ہو۔ م ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کوئی طریقہ سنت پر ہو کہ بدعت سے منع کرتا اور طریقہ رسالت کی وصیت کرتا ہو تو ایسے شخص کو دیکھنا عبادت ہے **ف** کیونکہ یہ ولی ہے اسکے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آویگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد اچھی عبادت ہے۔ م ابو العالیہ تابعی نے فرمایا کہ تمپر واجب ہے کہ وہ پہلا طریقہ اختیار کرو جسپر اہل ایمان پھوٹ پڑنے سے پہلے متفق تھے **ف** یہ حضرت ابوبکر و عمر کا پورا زمانہ تھا اور اکثر مدت حضرت عثمان کی خلافت سے تھا۔ م عاصم نے کہا کہ میں نے ابو العالیہ کا یہ قول حسن بصری سے بیان کیا تو کہا۔ کہ ہاں واللہ ابو العالیہ نے سچ کہا اور تمکو خبر نہ اسی کی نصیحت فرمائی

وعن الاوزاعی قال اصبر نفسك على السنة وقف حيث وقف القوم وقل بما قالوا وكف عما كفوا عنه واسلك سبيل سلفك الصالحين فانه يسعك ما وسعهم وعن الاوزاعی قال رأيت رب العزة فی المنام فقال لی يا عبد الرحمن انت الذی تأمر بالمعروف وتنهی عن المنكر فقلت بفضلك يا رب وقلت يا رب امتنی على الاسلام فقال وعلى السنة وعن سفيان يقول لا يستقيم قول لا بعمل ولا يستقيم قول وعمل الا بنية ولا يستقيم قول وعمل ونية الا بموافقة السنة وعن يوسف بن اسباط قال قال سفيان يا يوسف اذا بلغك عن رجل بالمشرق انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام واذا بلغك عن آخر بالمغرب انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام فقد قل اهل السنة والجماعة وقال ايوب انی لاخبر موت الرجل من اهل السنة

ترجمہ اوزاعی (امام عبد الرحمن بن عمرو کبار اولیائے محدثین سے ہیں) رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ طریقۂ سنت پر اپنے جی کو تھامے رہ اور جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم ٹھیر گئے۔ تو بھی وہاں ٹھیر جا اور جہاں انہوں نے کلام کیا وہاں تو کلام کر اور جس چیز سے وہ رک رہے تو بھی رک رہ اور اپنے دین کے سلف صالحین (صحابہؓ) کی راہ چل کیونکہ جہاں انکی سمائی ہوئی تیری بھی سمائی ہوگی **ف** یعنی تو بھی جنت عالیہ میں اُن کے ساتھ پہنچ جائیگا۔ امام **اوزاعی** رح نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے رب العزۃ جل جلالہ کو خواب میں دیکھا مجھسے فرمایا کہ اے عبد الرحمن تو ہی میری راہ میں نیک باتوں کا تقید کرتا اور بُری باتوں سے منع کرتا ہے میں نے عرض کیا کہ اے رب یہ تیری ہی فضل سے مجھے نصیب ہوا ہے میں نے التجا کی کہ اے رب مجھ اسلام پر موت دیجیو فرمایا بلکہ اسلام اور سنت پر **ف** یعنی اسلام و سنت پر موت کی آرزو کر کیونکہ میں تجھی اپنے پسندیدہ دین اسلام پر اپنے حبیب رسول اللہ کے طریقۂ سنت پر وفات دونگا۔ **سفیان الثوری** (امام جلیل القدر مشہور) فرماتے تھے کہ کوئی قول ٹھیک نہیں ہوتا جبتک اُسکے ساتھ عمل نہو پھر کوئی قول و عمل ٹھیک نہیں ہوتا جب تک نیت صحیح نہو اور کوئی قول و عمل و نیت ٹھیک نہیں ہوتی جب تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ سنت سے مطابق نہو **ف** صحابہؓ کے بعد حدیث شریف سے طریقۂ رسالت معلوم ہوتا ہے اور یہ متقی ظاہر و باطن کی موافقت سے ہوگا حتی کہ اگر خالی ظاہری اعمال میں موافق ہو اور باطنی خوف و عظمت الٰہی و شوق آخرت و دائمی یاد سے غافل ہو تو گویا بے نیت ہے اور ایسے لوگ ہمیشہ سے بہت کم ہیں۔ (م) **یوسف** ابن اسباط نے کہا۔ کہ مجھ سے سفیان ثوری نے فرمایا کہ اے یوسف۔ اگر تجھے خبر ملے کہ فلان شخص سرحد مشرق میں سنت کے طریقہ پر مستقیم ہے تو اُس کو سلام بھیج اور اگر تجھے خبر ملے کہ ایک شخص دیگر سرحد مغرب میں طریقۂ سنت پر مستقیم ہے تو اُس کو سلام بھیج کہ اہل سنت والجماعت بہت کم رہ گئے ہیں **ف** ظاہر کے سنت و جماعت تو ابتدا سے برابر بکثرت اور سب سے بڑا گروہ رہتے آئے۔ جن سے یہ متواتر ثابت ہوا۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا۔ اور وہ ظاہر و باطن میں کامل تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا خلیفہ کیا تھا کہ تابعین کو راہ ثبوت و طریقۂ سنت سکھلاویں۔ پھر تابعین کے بعد بالکل آخرت کی خالص نیت والے بہت کم رہے (م) **ایوب سختیانی** (امام مشہور) نے کہا کہ میں طریقۂ ثبوت پر عمل کرنے والوں میں سے جب کسی کے مرنے کی خبر سنتا ہوں ۔

وکانی افقد بعض اعضائی وعن ایوب ان من سعادۃ العرب والعجم ان یوفقھما اللہ تعالیٰ بعالم من اھل السنۃ وعن ابن شوذب قال ان من نعمۃ اللہ علی الشاب اذا نسک ان یواخی صاحب سنۃ یحملہ علیھا وعن یوسف بن اسباط یقول کان ابی قدریا واخوالی روافض فانقذنی اللہ تعالیٰ بسفیان وعن معتمر بن سلیمان یقول دخلت علی ابی وانا منکسر فقال لی مالک قلت مات صدیق لی قال مات علی السنۃ قلت نعم قال لاتحزن علیہ وعن سفیان الثوری قال استوصوا باھل السنۃ خیرا فانھم غرباء وعن ابی بکر بن عیاش السنۃ فی الاسلام اعز من الاسلام فی سائر الادیان وعن الشافعی یقول اذا رایت رجلا من اصحاب الحدیث فکانی رایت رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن الجنید یقول الطرق کلھا مسدودۃ علی الخلق الا من اتبع اثر الرسول

ترجمہ تو اُسکا جاتا رہنا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میرے بدن کا کوئی جزو جاتا رہا ایوب رح یہ بھی فرماتے تھے کہ عرب اور عجم دونوں کی نیکبختی کے آثار مین سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنمین اہل السنۃ کا عالم عطا فرماوے ف یعنی ایسا عالم اُنکا پیشوا کرے جو طریقہ رسالت کا عالم ہو سنت پر مستقیم ہو اُس زمانہ مین لوگ عالم کی تعظیم واقتدا کرتے تھے اب تو ربانی عالم کے دشمن ہوجاتے ہین اور شیطانی مکار جاہل طالب دنیا کی پیروی کرتے ہین اور یہی حدیث شریف مین صریح آیا ہے (م) عبداللہ بن شوذب (امام عابد) رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نوجوان جب طاعت الٰہی پر متوجہ ہو تو اُسپر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس کا بھائی چارہ ایسے مرد صالح سے کردے جو طریق سنت پر مستقیم ہو تاکہ وہ صاحب سنت اس نوجوان کو بھی طریق سنت پر اُبھار لے جاوے یوسف بن اسباط نے کہا کہ میرا باپ قدری معتزلی تھا اور میرے ننہیال کے لوگ رافضی تھے پھر اللہ کا شکر ہے کہ اسنے امام سفیان الثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے مجھکو ان دونون گمراہ فرقون سے نکال کر نجات دی ف حضرت ابن شوذب کی قول کی یہ مثال ہے (م) معتمر بن سلیمان التیمی نے کہا کہ مین اپنے باپ (حضرت سلیمان التیمی امام جلیل زاہد کبیر الشان تابعی) کی خدمت مین حاضر ہوا اُسوقت مین شکستہ خاطر تھا مجھسے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے مین نے عرض کیا کہ میرا ایک دوست انتقال کر گیا مجھسے پوچھا کہ کیا وہ طریق سنت پر مرا ہی مین نے کہا کہ جی ہان۔ فرمایا کہ پھر تو کچھ غم نکر ف یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مین گیا۔ امام سفیان الثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے علماء شاگردونسے) فرمایا کہ اہل سنۃ کے حق مین بھلائی کرنیکی وصیت قبول کرو کہ یہ پردیسی بیچارے بہت کم ہین امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جسطرح شرک وباطل دینونکی بہ نسبت اسلام نادر وعزیز ہے اسی طرح اسلام مین بدعتی فرقون کی بہ نسبت فرقہ سنت نادر وعزیز بلکہ بہت نادر وعزیز ہے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب مین کسی شخص کو جو حدیث وسنت والا ہو دیکھتا ہون تو ایسا ہے گویا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے کسیکو دیکھ لیا ف کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی رائے وقیاس کو بالکل دخل نہین دیتے تھے۔ بلکہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا کیا ہے یا دیکھکر منع کیا اسی پر رہتے تھے اور ان سے تابعین واہل حدیث نے یہی طریقہ لیا اور اپنے نفس کو طریق سنت کے تابع کیا اور یہی ایمان ہے کیونکہ حدیث صحیح مین حضرت رسول اللہ صلعم سے آیا کہ تم مین سے کوئی ایمان والا نہو جبتک کہ اُسکا جی جو کچھ مین لایا ہون اُسکے تابع ہوجاوے (م) شیخ الطریقہ شیخ جنید رح فرماتے تھے کہ راہین سب طرق پر بند ہین سوائے اُس شخص کے جو رسول اللہ کے نشان قدم کی پیروی کی پس جسنے سنت رسول اللہ کی پیروی

واتبع سنته ولزم طریقته فان طرق الخیرات کلها مفتوحة علیه **وعن الجنید** بن محمد قال الطریق الی الله عز وجل مسدود علی خلق الله تعالی الا علی من اقتفی آثار رسول الله صلی الله علیه وسلم والمتابعین لسنته کما قال الله عز وجل لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

الباب الثانی فی ذم البدع

والمبتدعین **عن عائشة** قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا ما لیس فیه فهو رد **ومن طریق اخر** عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس فیه فهو رد **وعن** عائشة رضی الله تعالی عنها ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال من عمل امرا لیس علیه امرنا فهو رد اخرجاه فی الصحیحین **وعن** عبد الله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من رغب عن سنتی فلیس منی انفرد باخراجه البخاری

ترجمہ کی اور آپ کا طریقہ لازم پکڑا۔ تو نیکیوں کی سب راہیں اس پر کھلی ہیں **ف** پورا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہر نفس کا رستہ ہے۔ ولیکن راہیں سب خلق پر بند ہیں الخ۔ **شیخ جنید** رحمہ اللہ تعالیٰ سے دوسری روایت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب حاصل کرنے کی راہ سب خلق پر مسدود ہے۔ سوائے اُن مومنوں کے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے۔ اور آپ کے طریقہ سنت کے تابع ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (یعنی) بے شک تمہارے واسطے نیک طریقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ ۱۲

باب دوم

ہر قسم کی بدعت و بدعتیوں کی مذمت کے بیان میں **ام المؤمنین** عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ہمارے امر (دین) میں ایسی چیز نکالی جو اس (دین) میں نہیں ہے۔ تو وہ رد ہے + **ف** یعنی اُسی نکالنے والے بدعتی پر اُسی پھینک ماری گئی اللہ تعالیٰ ایسی بدعت سے بغض رکھتا ہے تو بجائے رضائے الٰہی کے وہ مردود کیا گیا یہ حدیث دوسری اسناد صحیح سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے **ام المؤمنین** عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کسی نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے (صحیحین) **عبد اللہ** بن عمرو نے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کسی نے میری طریق سنت سے بے رغبتی کی تو وہ مجھ سے نہیں ہے (صحیح بخاری)

وعن عبد الرحمن بن عمرو السلمي وحجر بن حجر قالا أتينا العرباض بن سارية وهو ممن نزل فيه ولا على الذين إذا ما أتوك لتحملهم قلت لا أجد ما أحملكم عليه فسلمنا وقلنا أتيناك زائرين وعائدين ومقتبسين فقال عرباض صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح ذات يوم ثم اقبل علينا بموعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال قائل يا رسول الله كان هذه موعظة مودع فماذا تعهد إلينا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح

ترجمہ عبد الرحمن بن عمرو السلمی اور حجر بن حجر الکلاعی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی یہ عرباض بن ساریہ اُن صحابہ میں سے ہیں جنکے حق میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت الآیۃ یعنی اُن محتاج مومنوں پر بھی جہاد میں ساتھ نہ جانے میں کچھ حرج نہیں کہ جو تیری خدمت میں اس امید پر آئے تھے کہ تو اُن کو سواریاں عطا فرمائے تو نے اُن سے کہا کہ میرے پاس ایسی چیز نہیں ہے کہ تمہاری سواری کا انتظام کروں تو وہ اس غم سے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹے کہ اُن کے پاس ایسی مالیت نہیں کہ جسکو راہ الٰہی میں خرچ کرتے (ھ) (یعنی یہ صحابی اللہ تعالیٰ کی گواہی سے سچے مومنین میں سے تھے) پس ہمنے عرباض رضی اللہ عنہ کو سلام کرکے کہا کہ ہم لوگ آپکی خدمت میں اس نیت سے آئے ہیں کہ آپ کی دیدار سے مشرف ہوں اور آپ سے فیوض علمی حاصل کرکے لیجاویں پس عرباض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر ایسی نصیحت بلیغ فرمانے لگے جسکو سنکر آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل خوف الٰہی سے لرزنے لگے (پھر صحابہ میں سے) کسی کہنے والے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نصیحت گویا الوداعی (رخصتی) نصیحت ہے پس آپ ہماری پراخت کیواسطے ہمیں کیا عہد رکھتے ہیں (یعنی ہمکو وصیت فرمادیجئے) فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا تقوی رکھنا اور اپنے امام کا حکم سننا اور فرمانبرداری کرنا اگرچہ تمہارا امام کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ میرے بعد جو کوئی تم میں سے جیتا رہیگا وہ بکثرت اختلاف اور پھوٹ دیکھے گا۔ پس تم پر واجب ہے کہ میرا طریقہ اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کا طریقہ لازم پکڑنا اور سکو ہاتھوں سے مضبوط پکڑنا بلکہ اُسکو دانتوں سے سخت پکڑے رہنا اور خبردار خبردار تم نئی نکالی ہوئی باتوں سے بہت بچنا کیونکہ ہر نئی نکالی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (اور ہر گمراہی جہنم میں ہے) امام ترمذی نے اس حدیث کی روایت کے بعد کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ف خلفائے راشدین بالاتفاق حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری خلافت میرے بعد تیس برس تک ہی رہیگی پھر سلطنت کی خلافت ہوگی اس مدت میں چھ مہینے باقی رہے تھے کہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی پھر حضرت امام حسن رضی نے چھ مہینے خلافت کرکے خلافت نبوت پوری کی ٹھیک ۴۰ھ کے بعد شروع سال میں خلافت چھوڑکر اہل شام سے صلح کرلی پس ان خلفاء راشدین کی سنت بھی طریقہ نبوت میں شامل ہے کیونکہ یہ نبوت کی خلافت تھی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سب جہان کو پہنچانے کیلئے اور اسلام کا طریقہ طاعت و بغاوت پورا ظاہر کرنیکے لیئے یہ کبار اصحاب آپ کی جگہ خلیفہ تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی کو سب لوگ خلیفہ رسول اللہ کہا کرتے تھے جان رکھو کہ اہل معرفت کے نزدیک مومن کا ہر کام دین ہے لیکن عوام کے سمجھانیکے لیئے علماء نے کہا کہ دین میں جسکو کوئی نئی بات نکالی وہ بدعت کہلائی واللہ اعلم۔ اسی قیامت تک اس بدعت پر عمل کرنیوالوں کا عذاب بھی لکھا جاویگا۔

وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا فرطكم على الحوض وليختلجن رجال دوني فاقول يارب اصحابي فيقال انك لا تدري ما احدثوا بعدك اخرجاه في الصحيحين
وعن عبد الله بن محيريز قال يذهب الجبن قبل القوة وعن معمر قال كان ابن طاؤس جالسا وعنده ابنه فجاء رجل من المعتزلة فتكلم في شئ فادخل ابن طاؤس اصبعيه في اذنيه وقال يابني ادخل اصبعيك في اذنيك حتى لا تسمع من قوله شيئا فان هذا القلب ضعيف ثم قال اي بني اسدد فما زال يقول اسدد حتى قام الرجل وعن عيسى بن محل الضبي قال كان رجل معنا يختلف الى ابراهيم قال فبلغ ابراهيم انه قد دخل في الارجاء فقال له ابراهيم اذا قمت من عندنا فلا تعد وعن محمد بن داؤد الحداد قال قلت لسفيان بن عيينة ان هذا يتكلم في القدر يعني ابراهيم بن ابي يحيى

ترجمہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین حوض کوثر پر تمہارا پیشرو ہونگا اور ضرور کچھ لوگ آوینگے وہ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی روک لی جاوینگے تو مین کہونگا کہ ای رب یہ تو میرے اصحاب ہین تو مجھسے کہا جائیگا کہ تجھے نہین معلوم ہے کہ انہون نے تیرے بعد کیا نیا طریقہ نکالا تھا یہ حدیث صحیحین مین ہے ف مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کے اکثر طرق مین یہ مضمون ہے کہ جب وہ لوگ دوزخ سے گرفتار کرلیے جاوینگے تو آپ فرماوینگے کہ ای رب یہ لوگ تو کچھ دیر میری صحبت مین رہے تھے ارشاد ہوگا کہ تجھے یہ معلوم نہین ہے کہ تیرے بعد انہون نے کیا برا طریقہ اختیار کیا یہ لوگ برابر الٹے پاؤن مرتد ہوتے گئے۔ علماے امت سب متفق ہین کہ یہ وہی قومین ہین جو آپ کی وفات کے بعد مرتد ہوگئین اور ابوبکرؓ نے اصحاب مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا جمیع اصحاب نے ان قومون کی کثرت دیکھکر یہی راے دی کہ انکو انکے حال پر چھوڑ دیجیے ہم لوگ کیونکر انسے مقابلہ کرسکتے ہین ابوبکرؓ نے نہ مانا اور کہا کہ اگر کوئی میرا ساتھ نہ دے تو بھی مین تنہا لڑونگا یہانتک کہ یہ لوگ اسلام مین پھر آوین یا مین مارا جاؤن تاکہ جناب باری تعالے مین عذر رہو کہ مین نے تیری راہ مین جہاد سے دریغ نہین کیا آخر صحابہؓ آپکے حکم ماننے پر مجبور ہوے اور اللہ تعالے نے آپکے لشکر ونکو ایسی فتح و نصرت دی کہ تھوڑی ہی دیر مین سب مسلمان ہوگئے اور بہت سے مرتد مارے گئے اسوقت صحابہؓ نے آپکی خلافت کو اسلام پر اللہ تعالے کا فضل عظیم جانا اور بہت شکر گزار ہوے ھ۔ عبد اللہ بن محیریزؒ کہتے ہین کہ دین ایک ایک سنت کرکے جاتا رہیگا جیسے رسی ایک ایک بل ٹوٹ کر جاتی رہتی ہے ف حدیث مین ہے کہ جو بدعت نکلی اسکی شامت سے ایک سنت اٹھائی جاتی ہے معمرؒ کہتے ہین کہ طاؤس تابعی کسیر ابیٹھے تھے اور انکے پاس انکا بیٹا بیٹھا تھا اتنے مین ایک شخص فرقہ معتزلہ مین سے آیا اور ایک شرعی بات مین بداعتقادی کی گفتگو کرنے لگا طاؤسؒ نے اپنے دونون کانون مین اپنی انگلیان دیدین اور بیٹے سے کہا کہ اے فرزند تو بھی اپنی دونون انگلیان اپنے کانون مین دیدے تاکہ تو اسکی گفتگو کچھ نہ سنے اسلیے کہ یہ دل ضعیف ہے پھر کہا کہ اے فرزند خوب زور سے کان بند کرلے پھر برابر یہی کہتے رہے کہ ای فرزند خوب زور سے بند کیے رہنا یہانتک کہ وہ معتزلی گمراہ اٹھکر چلا گیا عیسے بن محل الضبیؒ نے کہا کہ ایک شخص ہمارے ساتھ ابراہیم رحمہ اللہ تعالے کی خدمت مین جایا کرتا تھا پھر ابراہیم کو خبر ملی کہ وہ شخص مرجیہ کے گروہ مین شامل ہوا ہے تو ابراہیمؒ نے اوسسے فرمایا کہ اب جو تو ہمارے پاس سے جاتا ہے تو پھر ہمارے یہان نہ آنا ف مرجیہ گمراہ بدعتی فرقہ تھا۔ جس نے اپنی راے سے دین نکالا تھا کہ قرآن شریف مین جہنم کے عذاب کی آیتین فقط دھمکانیکے لیے ہین اور جس نے خالی زبان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کردیا تو وہ جنتی ہے چاہے اعتقاد نہو اور چاہے نماز وغیرہ نہ پڑھے اور اسکے گناہ کچھ نہین لکھے جاوینگے بلکہ نیکیان لکھی جاوینگی اور اسی قسم کے باطل اعتقادات نکالے ہین محمد بن داؤد الحداد کہتے ہین کہ مین نے سفیان بن عیینہ رحمہا اللہ تعالے سے ذکر کیا کہ یہ شخص جس کا نام ابراہیم بن ابی یحیے ہے

فقال سفیان عرفوا الناس امرہ وسلوا ربکم العافیۃ **وعن** صالح قال دخل رجل علی ابن سیرین وانا شاھد ففتح بابا من ابواب القدر فتکلم فیہ فقال ابن سیرین اِمّا اَنْ تقوم واِمّا اَنْ نقوم **وعن** مفسر قال کان ابن لی جالسًا وعندہ ابنہ فجاء رجل من المعتزلۃ فتکلم فی شیٔ فادخل اصبعہ فی اذنیہ فقال یا بنی ادخل اصبعک فی اذنیک حتی لا تسمع من قولہ شیئًا فان ھذا القلب ضعیف ثم قال ای بنی شد دفما زال یقول اشد حتی قام الاخر **وعن** ابی مطیع قال رجل من اھل الاھواء لایوب کلمۃ قال ولا نصف کلمۃ **وعن** ایوب السختیانی قال ما ازداد صاحب بدعۃ اجتھادا الا ازداد من اللہ عزوجل **وعن** سفیان الثوری یقول البدعۃ احب الی ابلیس من المعصیۃ فان المعصیۃ تتاب منھا والبدعۃ لا یتاب منھا **وعن** مؤمل بن اسمٰعیل قال مات عبد العزیز بن ابی رواد وکنت فی جنازتہ حتی وضع باب الصفا فصف الناس جاء الثوری فقال لمن جاء الثوری فجاء حتی فرق الصفوف والناس ینظرون الیہ فجاوز الجنازۃ ولم یصل علیہ لانہ کان یرمی بالارجاء **وعن** الثوری یقول من سمع من مبتدع لم ینفعہ اللہ

ترجمہ تقدیر کے معاملہ مین کلام کرتا ہو تو ابن عیینہ نے مجھسے فرمایا کہ لوگون کو اسکی حال سے ہوشیار کردو اور اپنے رب عزوجل سے عافیت مانگو **ف** تاکہ اس شخص کو وہ کو فتنہ سے محفوظ رہو واضح ہو کہ شافعی نے ابراہیم بن ابی یحیی کی تعریف کی ہو شاید اس نے قدریہ مذہب جو خوارج و معتزلہ کا اعتقاد ہو کہ بندہ اپنے افعال پیدا کرتا ہو اور جیسا کرے ویسا ہو جاتا ہو یہ قبیح عقیدہ نہین رکھا تھا بلکہ تقدیر کے معاملہ مین مباحثہ کیا تھا لیکن بالاتفاق محققین محدثین کے نزدیک اسکی روایت ضعیف ہے **وعن** ام صالح نے کہا کہ مین ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی تابعی جلیل کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور تقدیر کی دراز دستی مین سے ایک دروازہ گفتگو کرنیکے لیئے کھولا تب ابن سیرین نے اوس سے فرمایا کہ یا تو اوٹھ جا یا مین ہی اوٹھ جاؤن **ف** ایک نسخہ مین اس مقام پر طاؤس کی روایت مذکور ہو جو اوپر گزری **وعن** ابن ابی مطیع سے روایت ہو کہ ایک بدعتی نے کہا کہ آپ سے ایک کلمہ کہون فرمایا کہ نہین بلکہ آدھا کلمہ بھی مت کہہ **ایوب** سختیانی تابعی جلیل نے فرمایا کہ بدعتی جسقدر جد و جہد زیادہ کرتا ہو اسی قدر اللہ تعالی سے زیادہ دور ہوتا جاتا ہو **ف** یہ نہایت عمدہ نکتہ معرفت ہو اس لیئے کہ جب تقدیر اللہ تعالی کے علم و حکمت سے ہو جسکا ایک قطرہ بھی تمام مخلوقات آسمان و زمین کو نہین سما سکتا تو جسقدر زیادہ غور کریگا اسیقدر زیادہ شیطان کی گمراہی مین پڑیگا اسیطرح جو مشرک مانند بت پرست یا نصرانی وغیرہ کے جسقدر زیادہ کلمہ شرک کا ورد کریگا اسسے قدر گناہ کی زیادہ کثرت اور اللہ تعالی سے دوری ہوگی **وعن** سفیان الثوری نے فرمایا کہ ابلیس کو گناہ کی نسبت بدعت زیادہ پسند ہو اس لیئے کہ گناہ سے توبہ کیجاتی ہو یعنی گناہگار خود اسکو گناہ جانتا ہو تو اس سے توبہ کرنے پر آمادہ رہتا ہو اور بدعت ایسی گمراہی ہو کہ اس سے توبہ نہین کیجاتی **ف** کیونکہ بدعتی مانند معتزلی و نیچری و رافضہ کے اپنے ایکو حق پر جانتا ہو **وعن** مؤمل بن اسمٰعیل نے کہا کہ عبد العزیز بن ابی رواد کی انتقال کیا مین اوسکے جنازہ مین شریک تھا جب جنازہ باب الصفا پر لاکر رکھا گیا وہان لوگون نے نماز کیلیے صفین جمائین اتنے مین سفیان ثوری تشریف لائے اور صفون کو چیرتے ہوئے لوگون نے کہا وہ سفیان ثوری آتے ہین سفیان ثوری آگے بڑھ گئے اور نماز نہین پڑہی اور لوگ دیکھتے رہگئے اسلیے کہ یہ شخص مرجیہ سمجھا جاتا تھا **ف** ترجم کہتا ہو کہ عبد العزیز بن رواد سے مرجیہ کا عقیدہ ثبوت پہنچا ہوا شاید مین مرجیہ کا دوسرے معنی یہ ہون کہ اعمال کو ایمان کا رکن نہین کہتے تھے واللہ اعلم اور مصنف کا مطلب یہ کہ سفیان الثوری نے لوگون کو دیکھا کہ نماز پڑہتے ہین تاکہ لوگ بدعت کی تہمت سے بھی دور رہین **وعن** سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے بدعتی کو علم سنایا تو اس نے اللہ تعالی اسکو نفع

بما سمع ومن صافحه فقد نقض الاسلام عروة عروة **وعن** سعید الکربزی قال مرض سلیمان التیمی فبکی فی مرضه بکاء شدیدا فقیل له ما یبکیک لتجزع من الموت قال لا ولکن مررت علی قدری فسلمت علیه فاخاف ان یحاسبنی ربی علیه **وعن** فضیل بن عیاض یقول من جلس الی صاحب بدعة فاحذروه **وعن** فضیل بن عیاض یقول ایضا من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج نور الاسلام من قلبه **وعنه** ایضا یقول اذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اخر ولا یرتفع لصاحب البدعة الی الله عز وجل عمل ومن اعان صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام سمعت رجلا قال للفضیل من زوج کریمته من فاسق فقد قطع رحمها وقال الفضیل من زوج کریمته من مبتدع فقد قطع رحمها من جلس مع صاحب بدعة لم یعط الحکمة واذا علم الله عز وجل من رجل انه مبغض لصاحب بدعة رجوت ان یغفر له قال المصنف قلت وقد روی بعض هذا الکلام مرفوعا عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام **وعن** محمد بن النضر الحارثی قال من اصغی بسمعه الی صاحب بدعة نزعت منه العصمة ووکل الی نفسه **وعن** اللیث بن

ترجمہ اور جس نے بدعتی سے مصافحہ کیا تو اُسنے اسلام کی دستکی توڑی سعید الکربزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان التیمی رح بیمار ہوئے۔ تو حالت مرض مین بہت کثرت سے رونا شروع کیا آخر آپ سے عرض کیا گیا کہ یا حضرت آپ کیون روتے ہین کیا موت سے اس قدر گھبراہٹ ہے فرمایا کہ نہین بلکہ بات یہ ہے کہ ایک وزیر اگذرا ایک بدعتی کی طرف ہوا تھا جو تقدیر سے منکر اور مخلوق کو قادر رکھتا تھا مین نے اُس بدعتی کو سلام کر لیا تھا۔ تو اب مجھے سخت خوف ہے کہ میرا پروردگار کہین مجھ سے اسکا حساب نکرے **فضیل** بن عیاض (زاہد عالم معروف) فرمائے تھے۔ کہ جو کوئی کسی بدعتی کے پاس بیٹھا ہو۔ تم اوس سے بچے رہنا **فضیل** بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی نے کسی بدعتی سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے نیک اعمال میٹ دیتا ہے۔ اور اسلام کا نور اُس کے دل سے نکال دیتا ہے

ف اس مقام سے خیال کرو کہ خود بدعتی کا کیا حال ہوگا رح **فضیل** رح یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب تو بدعتی کو رستہ مین دیکھے تو اپنے واسطے دوسرا رستہ اختیار کرلے اور بدعتی کا کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ کی جناب مین بلند نہین کیا جاتا ہے اور جس کسی نے بدعتی کی اعانت کی تو خوب یاد رکھو کہ اُس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی اور مین نے سنا کہ ایک نے **فضیل** سے کہا کہ جس نے اپنی دختر کسی فاسق یا بدعتی سے بیاہی تو اُس نے قرابت پیدا کی تھا اُس سے قطع کر دیا اُس نے **فضیل** نے اُسے جواب دیا کہ جس شخص نے اپنی لڑکی کو بدعتی سے بیاہ دیا تو اُس نے قرابت پیدا کی تھا اُس سے قطع کر دیا اور جو تو اُسکو حکمت (دینی معرفت) نہین دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جس بندہ کو جانتا ہے کہ وہ بدعتی سے بغض رکھتا ہے تو مین امید وار ہون کہ اللہ تعالیٰ اُسکو بخشے **مصنف** رح نے فرمایا کہ اس مین سے تھوڑا کلام حدیث مین روایت کیا گیا ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے بدعتی کی توقیر کی تو اُسنے اسلام کی بنیاد ڈھانے مین مدد کی محمد بن النضر الحارثی رح نے فرمایا کہ جس شخص نے بدعتی کی بات سننے کو کان لگائے تو اس سے حفاظت الٰہی نکال لیجاتی ہے اور وہ اپنے نفس کے سپرد چھوڑا جاتا ہے لیث بن

اهوی ان بدعۃ

سعد یقول لو رأیت صاحب هوی یمشی علی الماء ما قبلته **فقال** الشافعی اما انه قصر لو رایته یمشی علی الهواء ما قبلته **وعن** بشر بن الحارث انه یقول جاءت هذا الذی یقال له المریسی وانا فی السوق فلو لا انه کان موضع شهرة لکان موضع شکر وسجود الحمد لله الذی اماته هکذا قولوا قال المصنف وقد روی بعض هذا الکلام مرفوعا عن عائشة رض قالت قال رسول الله صلعم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام **قال** المصنف حدثت عن محمد بن سهل البخاری قال کنا عند الغزالی فجعل یذکر اهل البدع فقال له رجل لو حدثنا کان اعجب الینا فغضب وقال کلامی فی اهل البدع احب الی من عبادة ستین سنة **فصل** **قال المصنف** فان قال قائل قد مدحت السنة وذممت البدعة فما السنة وما البدعة فانا نری کل مبتدع فی زعمنا یزعم انه من اهل السنة **فالجواب** ان السنة فی اللغة الطریق ولا ریب فی ان اهل النقل والاثر المتبعین اثار رسول الله صلی الله علیه وسلم واثار اصحابه هم اهل السنة لانهم علی تلک الطریق التی لم یحدث فیها حادث وانما وقعت الحوادث والبلاء بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه والبدعة عبارة

ترجمہ سعد رحمہ اللہ تعالی (امام معروف) فرماتے تھے کہ اگر مین دین کے خودرے کو دیکھون کہ پانی پر چلتا ہی تو بھی اوسکو قبول نکرون **امام** شافعی رحمہ اللہ تعالی نے جب امام لیث کا یہ کلام حکمت سُنا تو فرمایا کہ امام لیث رحمہ نے پھر کم کہا اور مین تو اگر بدعتی کو دیکھون کہ ہوا پر اُڑتا پھرتا ہے تو بھی اُس کو قبول نہ کرون **بشر** بن الحارث (امام شیخ معروف جنکو بشر حافی کہتے ہین) فرماتے تھے کہ مین نے مریسی بدعتی پیشوا کے مرنے کی خبر بیچ بازار مین سُنی اگر وہ مقام شہرت نہوتا تو یہ موقعہ تھا کہ مین شکر کرکے اللہ تعالی کے لیے سجدہ کرتا کہ الحمد للہ الذی اماتہ یعنی اللہ تعالی کا شکر ہی کہ جس نے اس مفسد بدعتی کو موت دی اور تم لوگ یون ہی کہا کرو **ف** بعض نسخے مین حدیث ام المومنین عائشہ رض اس مقام پر ہے۔ م **مصنف** رح نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ محمد بن سہل البخاری نے کہا۔ کہ ہم لوگ امام غزالی کے پاس تھے اُنھون نے بدعتیون کی مذمت شروع کی تو ایک نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ ذکر چھوڑ کر ہم کو حدیث سُناتے تو ہم کو زیادہ پسند تھا۔ امام غزالی یہ سنکر بہت غصہ ہوگئے اور فرمایا۔ کہ بدعتیون کی تردید مین میرا کلام کرنا مجھے ساٹھ برس کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے **فصل** مصنف رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اگر یہان کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے طریق سنت کی تعریف فرمائی اور بدعت کی مذمت بیان کی تو ہم کو بتلائیے کہ سنت کیا ہے اور بدعت کیا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ہر بدعتی اپنے آپ کو اہل سُنّت مین سے جانتا ہے **جواب** اُس کا یہ ہے کہ سنت کے معنی راہ کے ہین اور کچھ شک نہین کہ جو لوگ اہل حدیث و آثار ہین کہ بذریعہ ثقات اولیار کی روایات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب و خلفاے راشدین رض کے نشان قدم کی پیروی کرتے ہین۔ یہی لوگ اہل السنت ہین کیونکہ یہی اُس راہ و طریقہ پر ہین جس مین کوئی نئی نکالی ہوئی بات شامل نہین ہوپائی اسلیئے کہ بدعتین اور نئے طریقے تو بعد رسول صلعم کے اور آپکے اصحاب کے طریقہ کے بعد نکلی ہین اور بدعت اُس فعل بد کو کہتے ہین

عن فعل لم یکن فابتدع والاغلب ممن ابتدع عنها انها تصادم الشریعة بالمخالفة او یوجب التعامل علیها بزیادة او نقصان فان ابتدع شئ لایخالف الشریعة ولا یوجب التعامل علیها فقد کان جمهور السلف یکرهونه وکانوا ینفرون من کل مبتدع وانکان جائزا حفظا للاصل وهو الاتباع وقد قال زید بن ثابت لابی بکر وعمر رضی الله عنهما حین قالا له اجمع القرآن کیف تفعلان شیئا لم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم وعن عبد الله بن ابی سلمة ان سعد بن مالك سمع رجلا یقول لبیك ذا المعارج فقال ماکنا نقول هذا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وعن ابی البختری قال اخبر رجل عبد الله بن مسعود ان قوما یجلسون فی المسجد بعد المغرب فیهم رجل یقول کبروا الله کذا واسبحوا الله کذا واحمدوا الله کذا فاذا رأیتهم فعلوا ذلك فأتنی واخبرنی بمجلسهم فاتاهم فجلس فلما سمع ما یقولون قام وکان رجلا حدیدا فقال انا عبد الله بن مسعود والله الذی لا اله غیره لقد جئتم ببدعة ظلما او لقد فضلتم اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم علما فقال عمرو بن عتبة استغفر الله فقال علیکم بالطریق

ترجمہ جو نیا نکل آیا اور پہلے نہیں تھا۔ اور اکثر بدعات کا یہ حال ہے کہ وہ شریعت کی مخالفت سے شریعت کو درہم برہم کرتی ہیں۔ یا جب بدعت پر عملدرآمد عام ہو تو شریعت میں کمی بیشی ہو جاتی ہے اور اگر کوئی ایسی بدعت نکالی جاوے جو شریعت سے مخالف نہیں ہے اور نہ اوس پر عملدرآمد سے نقص یا زیادتی لازم آتی ہے تو ایسی بدعت سے بھی عموماً بزرگان سلف کراہت کرتے اور عموماً ہر قسم کی بدعتی سے نفرت کیا کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہوتا کہ اصل جو کہ اتباع سلف ہی محفوظ رہے **تم دیکھو** کہ جب حضرت ابوبکر رضہ نے اپنی خلافت میں اور عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو قرآن شریف کو جمع کر تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ دونوں صاحب کیونکر ایسا کام کرنے پر آمادہ ہوئے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے اور عبد اللہ بن ابی سلمہ رحہ نے کہا کہ سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) نے ایک حاجی سے سُنا کہ وہ تلبیہ میں یہ لفظ کہتا ہے لبیك ذا المعارج تو فرمایا۔ کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ لفظ نہیں کہتے تھے **ف** یعنی اُس کو منع نہ کیا لیکن بتلا دیا۔ کہ یہ بدعت ہے ابو البختری رحہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ یہاں مسجد میں مغرب کے بعد ایک قوم (حلقہ کرکے) بیٹھتی ہے اُنمیں ایک شخص کہتا جاتا ہے کہ اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہو۔ اور اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھو اور اتنی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرو (یہ لوگ اس کے کہنے کے موافق کرتے جاتے ہیں) عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہ سنکر کہا کہ جب تو اُن کو ایسا کرتے دیکھتا تو میرے پاس آکر مجھے خبر کر دیتا کہ اب وہ لوگ بیٹھے ہیں (اوسنے وقت پر خبر دی) تو عبد اللہ بن مسعود رضہ اُن کی مجلس میں جاکر نزدیک پہنچ گئے جب اُنکا ذکر کرنا بطور مذکور بالا سُن لیا تو کھڑے ہو گئے اور ابن مسعود رضہ سخت آدمی تھے پھر فرمایا کہ میں ابن عبد اللہ بن مسعود قسم ہوں اُس پاک معبود کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ تم لوگوں نے بیجا ظلم سے ایک بدعت نکالی ہے اور تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (اپنے نزدیک) علم میں بڑھ گئے ہو پھر عمرو بن عتبہ نے

فالزموه ولئن اخذتم يمينا وشمالا لتضلن ضلالا بعيدا **وعن** ابن عبد ان قال كنا عند ابراهيم النخعي فجاء رجل فقال يا ابا عمران ادع الله لي ان يشفيني فرأيت انه كرهه كراهة شديدة حتى عرفنا كراهية ذلك في وجهه وذكر ابراهيم السنة فرغب فيها وذكر ما احدث الناس فكرهه وقال فيه **وعن** ذي النون يقول وجاءه اصحاب الحديث فسألوه عن الخطرات والوساوس فقال انا لا اتكلم في شئ من هذا فان هذا الحديث سلوني عن شئ من الصلوٰة او الحديث قال ورأى ذو النون ابنه على خف احمر فقال انزع هذا يا بني فانه شهرة ما لبسه رسول الله صلى الله عليه وسلم انما لبس النبي صلى الله عليه وسلم خفين اسودين ساذجين **فصل** قال المصنف قد بينا ان القوم كانوا يحترزون من كل بدعة وان لم يكن لها بأس لئلا يجر ذلك شيئا لم يكن وقد جرت محدثات لانصادم الشريعة ولا تتعاطى عليها فلم يروا بفعلها باسا كما روي ان الناس

ترجمہ - اسی کو لازم پکڑو - اور اگر تم لوگ ادہر اودہر پڑے پھرے تو دور کی گمراہی مین پڑ جاؤ گے **ف** مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث کو امام ابن عبد البر نے اس سے زیادہ طویل روایت کیا اسمین یہ بھی ہی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسے کلمات کہے کہ منور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کے بدن سلامت موجود ہین کہ تمنے یہ بدعت نکالی اور فرمایا کہ اگر تم لوگ اتنی دیر تک ہر ایک اپنے لیئے استغفار کرتا تو اس سے بہت بہتر ہوتا راوی نے بیان کیا کہ اللہ نے بعد اسکے دیکھا کہ اس جماعت ذوالنون مین سے اکثر خارجیون کے ساتھ ہو گئے تھے۔ م **ابن**[1] عبدان سے روایت ہے کہ ہم لوگ ابراہیم نخعی رح کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص نے آکر کہا کہ اے ابو عمران آپ میرے لیئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا کرے تو مین نے دیکھا کہ ابراہیم نخعی رح کو اس کلمہ سے بہت کراہت پیدا ہوئی حتی کہ ہم نے انکی چہرہ سے اسکے آثار دیکھے اور ابراہیم نخعی رح نے طریقۂ سنت کا ذکر فرما کر اسی کی رغبت دلائی اور لوگون نے جو بدعت نکالی ہی اسکو ذکر کر کے اوس سے کراہت ظاہر کی اور اسکی مذمت فرمائی **ذی النون** مصری (اولیاے معروفین سے ہین) کی پاس محدثین علماء مین سے لوگ آئے اور ذوالنون سے نفسانی خطرے اور شیطانی وساوس کو دریافت کیا (یعنی اسکی کیا حقیقت ہے) تو شیخ ذوالنون رح نے فرمایا کہ مین اس معاملہ مین کچھ گفتگو نہین کرتا ہون کیونکہ ایسی گفتگو نئی نکالی ہوئی بدعت ہی تم مجھ سے کچھ نماز سے یا حدیث سے پوچھو **ذوالنون** رح نے اپنے بیٹے کو سرخ موزہ پہنے دیکھکر فرمایا کہ اے فرزند یہ شہرت کی چیز ہے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین پہنا بلکہ آپ نے سادی سیاہ موزے پہنے ہین **فصل** مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم نے یہ بات بیان کردی کہ پیشوایان سلف وخلف ہر بدعت سے احتراز کرتے تھے اگرچہ وہ ایسی بدعت نکالی گئی ہو کہ اسمین بظاہر کچھ مضایقہ نہین ہے اس سے اُن کی غرض یہ تھی کہ شریعت مین ایسی بات ہی پیدا نہ ہونے پائے جس کا وجود پہلے نہین تھا۔ تاہم ایسی چند باتین جاری ہو گئین جن سے شریعت کو صدمہ نہین پہونچا اور نہ اُن کی عملدرآمد عام سے کچھ تغیر ہے تو اپنے عمل کرنے مین کچھ مضایقہ نہین دیکھتے تھے **چنانچہ** روایت ہے کہ ماہ رمضان کی راتون مین کچھ لوگ

[1] قولہ ابن عبدان مترجم کو نہین معلوم ہوا کہ یہ کس بزرگ کا نام ہی ۱۲

کانوا یصلون فی رمضان وحدانا و کان الرجل یصلی فیصلی بصلاتہ الجماعۃ فجمعہم عمر رضی اللہ عنہ
علی ابی بن کعب فلما خرج فراھم قال نعمت البدعۃ ھذہ وکذلک قال الحسن القصص
بدعۃ ونعمت البدعۃ کم من اخ مستفاد ودعوۃ مستجابۃ **وقال المصنف**
قلت وانما جمعھم عمر علی ابی لان صلوۃ الجماعۃ مشروعۃ وانما قال الحسن فی القصص نعمت
البدعۃ لان الوعظ مشروع ومتی اسند المحدث الی اصل مشروع لم یذم فاما اذا کانت البدعۃ
کالتی فقد اعتقد نقض الشریعۃ وان کانت مضادۃ فھی اعظم فقد بان بما ذکرنا ان
اھل السنۃ ھم المتبعون وان اھل البدعۃ ھم المظھرون شیئا لم یکن قبل لا مستند لہ
ولھذا استتروا ببدعھم ولم یکتم اھل السنۃ مذھبھم وکلمتھم ظاھرۃ ومذھبھم
مشھور والعاقبۃ لھم **وعن** المغیرۃ بن شعبۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یزال من امتی قوم ظاھرین علی الناس حتی یاتیھم امر اللہ وھم ظاھرون

ترجمہ تنہا ایک ایک اپنی اپنی نماز پڑھا کرتے تھے اور کہیں ایک نمازی کے پیچھے کچھ لوگ اقتدا کر کے اُسکی امامت سے نماز پڑھتے تھے پس حضرت خلیفہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب کو ایک امام اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اقتدا میں جمع کر دیا۔ پھر ایک رات نکلے تو اُن کو دیکھکر فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے حسن بصری رح نے اسی طرح مجلس وعظ کی نسبت فرمایا کہ یہ بدعت ہی لیکن اچھی بدعت ہی کہ اس مجلس میں بہت سے دینی دوست مل جاتے ہیں اور اکثر دعائیں مقبول حال ہو جاتی ہیں **مصنف** رح نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو اُبی ابن کعب رض کے پیچھے جماعت میں اس لیے جمع کر دیا کہ شرع میں جماعت سے نماز ثابت ہے اور حسن بصری رح نے وعظ کو اس لیے بدعت حسنہ فرمایا کہ وعظ خود مشروع ہی اور کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جو نئی بات کسی شرعی اصل پر مبنی ہو وہ مذموم نہیں ہوتی ہی۔ اور اگر کوئی بدعت ایسے طریقہ سے نکالی جائے کہ گویا وہ کسی امر خیر کو پورا کرنیوالی سمجھی جاوے تو شریعت کے ناقص ہونیکا اعتقاد ہی یہ بدتر اعتقاد ہی پھر اگر وہ کسی شرعی اصل سے مخالف ہو تو نہایت بدتر ہو گئی **ف** مترجم کہتا ہی کہ اصل اسمین حدیث صحیح ہی کہ جو ایسی بات نکالے جو ہمارے اس دین میں نہ ہو تو بدعت مردود ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں خود اسی حدیث میں مذکور ہی کہ مسجد میں بعض لوگ تو ایک شخص کی امامت سے تراویح پڑھتے تھے اور کچھ لوگ تنہا فرد فرد پڑھتے تھے تو حضرت عمر رض نے فقط یہ کیا کہ جو فرد فرد تھے اونکو بھی ایک ہی امام کے پیچھے جمع کر دیا ولیکن تنہا پڑھنے سے منع نہیں فرمایا چنانچہ اسی حدیث میں ہی کہ عشرہ اخیرہ میں حضرت ابی بن کعب نے خود آنا چھوڑ دیا تھا۔ اور اُس زمانہ میں صحابہ رض کے واسطے جماعت سے ادا کرنیکی لیے شرعی اصل موجود تھی کہ خود آنحضرت صلعم نے چند روز انکو جماعت سے پڑھائی تھی بلکہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رض و علی رض خلافت نبوت پر تھے اور رسول اللہ صلعم نے اُن طریقہ کو بھی سنت قرار دیا ہے تو ہمارے لیے بھی اصل کافی ہی ہمکو اسمین بحث کرنیکی ضرورت نہیں رہی بلکہ جو بات اُنکے طریقہ کے علاوہ ہو وہ بحث میں آویگی اور حضرت عمر رض اسکو بدعت فقط اسوجہ سے فرمایا کہ زمانہ رسول اللہ صلعم میں عموماً شب مہ میں ایسا نہیں ہوتا تھا فافہم۔ مصنف رح نے کہا کہ ہمارے بیان مذکور بالا سے واضح ہو گیا کہ اہل سنت وہی لوگ ہیں جو آثار رسول صلعم و خلفاء راشدین کی اتباع کرتے ہیں (جو طبقہ صحابہ و تابعین و مابعد میں متواتر ظاہر چلا آئی ہیں) اور اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو جماعت کا متواتر طریقہ چھوڑ کر ایسی چیز ظاہر کرتے ہیں۔ جو پہلے زمانہ میں نہ تھی۔ اور نہ وہ کسی اصل شرعی پر مبنی ہے۔ اسی وجہ سے بدعتی لوگوں کو دیکھو گے اپنی بدعت کو مخفی رکھتے ہیں برخلاف اہل السنۃ کے اپنے مذہب کو چھپاتے نہیں کلمہ ظاہر اور انکا مذہب متواتر مشہور چلا آتا ہی اور عاقبت بھی انہی کیلئے ہی والحمد للہ رب العالمین۔

ف یعنی بعض

ف یعنی جو بات ظاہر میں بظاہر دین کی ہو اور اصل میں دین کی نہ ہو اور اسکو دین سمجھکر کیا جاوے تو وہ بدعت ہو گی اور اسکا ترک واجب ہو گا اور اگر وہ بات دین کی ہو اور اسکو دین سمجھکر کیا جاوے تو وہ بدعت نہ ہو گی اور اسکا ترک واجب نہ ہو گا۔ منہ عفی عنہ

ف یعنی جو بات دین کی ہو اور اسکو دین سمجھکر کیا جاوے تو وہ بدعت نہ ہو گی اور اسکا ترک واجب نہ ہو گا۔ منہ عفی عنہ

اخرجاه فی الصحیحین وعن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خذلهم حتی یاتی امر الله قال المصنف انفرد باخراجه مسلم وقد مر وهذا المعنی عن النبی صلی الله علیه وسلم معاویة وجابر بن عبد الله وقرة وعن الترمذی قال قال محمد بن اسماعیل قال علی المدینی هم اصحاب الحدیث فصل فی بیان اقسام اهل البدع عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال تفرقت الیهود علی احدی وسبعین فرقة او اثنین وسبعین والنصاری مثل ذلک وتفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقة قال الترمذی هذا حدیث صحیح قال المصنف وقد ذکرنا هذا الحدیث فی الذی قبله وفیه کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه واصحابی وعن انس بن مالک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال

ترجمہ یہ حدیث صحیحین میں ہی ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سوا ایک گروہ حق پر ظاہر ہونگے اُن کو کچھ مضر نہ ہوگا اگر کوئی اُن کی مدد نہ کرے (وہ برابر بنصرت الٰہی غالب رہینگے) یہانتک کہ امر الٰہی آجاوے (رواہ مسلم فقط) واضح ہو کہ اس معنی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جابر بن عبد اللہ و معاویہ و قرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے امام ترمذی نے امام بخاری رح سے نقل کیا کہ حضرت علی بن المدینی رح فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں جس قوم کا ذکر ہے یہ اہل حدیث ہیں ف مترجم کہتا ہے کہ علی بن المدینی رح کے زمانہ میں مامون بن الرشید خلیفہ بدعتی کی وجہ سے معتزلہ فرقہ نے بہت زور باندھا اور صدہا عالم اس فتنہ میں مقتول ہوا لیکن آخر کو اہل حدیث ہی غالب ہوئے اور اللہ تعالے نے بعد اُس امتحان کے انھیں کو احترام و عزت عطا کی اور واضح ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طریقہ نبوت پر آخرت کو چاہنے والے امتی پانچ سو برس تک اپنی امت سے فرمائے ہیں جیسا کہ صحیح الانبا و حدیث سنن ابی داؤد میں مصرح ہے اور یہی واقع ہوا پھر آپکے معجزہ بیانی کے مطابق دشمنوں کے دلوں سے اس امت کی ہیبت جاتی رہی اور تداعی الامم کا واقعہ پیش آیا اور روم ارض وابق میں اترے اور خراسان کی طرف ترکوں کی ہاتھوں بلابل پیش آئے ولیکن اہل السنتہ جو اُسوقت شام و مصر میں اور کچھ ہندوستان میں منحصر تھے اُسوقت بھی غالب ہی رہے چنانچہ کتب تواریخ میں صاف ان معجزات کے مطابق ظہور ہوا ہے۔ فصل اہل بدعت کے اقسام کے بیان میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی تو اکہتر فرقوں میں متفرق ہوئے تھے یا بہتر فرقوں میں اور اسی قدر فرقوں میں نصاریٰ متفرق ہوئے اور میری امت تہتر فرقوں میں متفرق ہوگی۔ امام ترمذی نے (بعد روایت کے) کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے مصنف رح نے کہا کہ ہم نے اس حدیث کو سابق میں ذکر کیا ہے اُس روایت میں اسقدر زائد ہے کہ یہ سب فرقے فی النار ہیں سوائے ایک فریق کے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس نجات پانیوالے فریق کی کیا ملت ہوگی فرمایا کہ وہ فریق اسی بات پر ہوگا جسپر آج میں اور میرے اصحاب ہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ان بنی اسرائیل تفرقت احدی وسبعین فرقۃ فھلکت سبعون فرقۃ وخلصت فرقۃ واحدۃ وان امتی ستفترق علی اثنین و سبعین فرقۃ تھلک احدی وسبعون وتخلص فرقۃ واحدۃ قالوا یا رسول اللہ ما تلک الفرقۃ قال الجماعۃ قال المصنف فاقبل وھل ھذہ الا ثنتین وسبعین فرقۃ

ترجمہ کہ بنی اسرائیل باہمی اختلاف سے پھوٹ کر اکہتر فرقے ہو گئے جنمین سے ستر فرقے ہلاکت (جہنم) مین پڑے اور ایک فرقہ عذاب سے چھوٹا اور رہے دونون بعد میری امت کے بہتر فرقے ہو جائینگے جنمین سے اکہتر ہلاکت مین پڑینگے اور فقط ایک فرقہ نجات پاویگا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ فرقہ کیا ہوگا فرمایا کہ وہ جماعت ہوگا **ف** یعنی اُسی طریقہ ثبوت پر جمع رہینگے جسپر آج اصحاب مجتمع ہین یہ واضح ہو کہ محققین علمانے بیان کیا کہ ایمان توحید آدمی کی نجات کا اصل اصول ہے چنانچہ حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ جب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت غمناک اور متحیر ہوئے حتی کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اوٹھالیا اور ہم یہ پوچھنے نہ پائے کہ اس امر کی نجات کیونکر ہے تو حضرت صدیق رضی نے کہا کہ مین پوچھ چکا ہون عثمان رضی نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون آپ کو اللہ تعالے نے ایسے کمال سے سرفراز کیا ہے آپ ہم کو آگاہ کیجیئے تو حضرت صدیق رضی نے بیان کیا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسکو پوچھا تھا تو فرمایا۔ کہ نجات کا مدار اُس کلمہ پر ہے جو مینے اپنے چچا ابوطالب پر پیش کیا تھا۔ اور ابوطالب نے اُس کے قبول سے انکار کیا ۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل نجات اعتقادِ توحید ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جب یہ اعتقاد دل مین سچا ہوگا یعنی نفس کا دھوکا نہ ہوگا۔ تو پہچان یہ کہ آدمی اپنے جی کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالے کی بندگی کریگا اور نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج وغیرہ پر عامل ہوگا۔ بعض محققین نے کہا۔ کہ یہ اعمال بمقابلہ ایمان توحید کے ایسے ہین جیسے ذرہ برابر دنیا مین سے ایک آدمی کا گھر بمقابلہ عرش اعظم کے حقیر ہے **تو معلوم ہوا** کہ جو کوئی اُس اعتقاد توحید پر ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمایا تھا۔ اور اپنے آپ کو دین حق کے لیئے وقف کرے اسلام سچا لاوے کہ اللہ تعالی رب العالمین کے واسطے گردن جھکاوے جو کچھ رسول اللہ صلعم نے بتلایا اوسپر یقین لاوے اور جس طریق پر آپ چلتے تھے اوسی طریق سنت کو راہ حق جانے تو یہ نجات کی راہ ہے اور اگر اس اعتقاد مین خارجی یا رافضی یا معتزلی کیطرح مخالفت کی تو نجات کی راہ سے بھٹک گیا۔ اور شرک کی بدبو اُس مین آنے لگی تو جہنم مین آگ سے ظاہر و باطن جلیگا بشرطیکہ اس ضلالت مین یہانتک نہ پہنچا ہو کہ دین حق سے خارج ہی ہو گیا ہو تو پھر کافرون و مشرکون کیساتھ ہمیشہ جہنم کی بستی مین رہیگا۔ اور دیکھو اگر کلمہ توحید و طریق سنت پر سچا اعتقاد ہو لیکن وہ بدکاری کی شامت مین پھنسا۔ اور ظاہر مین اتنے حصہ مین نفس کی پیروی کی اور یہانتک ہوا۔ کہ آخرت مین حرارت آفتاب سے سر کا بھجا اُبلنے اور ہولناک تکلیفون سے بھی کفارہ نہ ہوا بلکہ جہنم مین ڈالا گیا۔ تو اُس کا عذاب گمراہ فرقہ کی طرح نہ ہوگا۔ جیسے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل توحید مین سے جو جہنم مین گیا۔ تو اوپر کے طبقہ مین رہیگا اور وہان پہونچتے ہی مردے کے مثل ہو جائے گا اور اُس کے دل کو آگ نہ جلا دے گی۔ یہ پوری روایت جامع صغیر وغیرہ مین ہے اس بیان سے حدیث شریف کے معنی حل ہو گئے۔ کہ گمراہ فرقے فی النار ہونگے اور جس فرقہ سنت و جماعت کو نجات ہو وہی نجات کے واسطے ہے و للہ تعالی الحمد والمنۃ۔

مصنف رح کہتے ہین اگر پوچھا جاوے۔ کہ بھلا اس سنت کی یہ گمراہ فرقے جنکی خبر حدیث مین دیگئی ہے تمہاری پہچان مین بھی آگئے ہین یا

فالجواب انا نعرف الافتراق واصول الفرق وان کل طائفۃ من الفرق انقسمت
الی فرق وان لم یخط باسماء تلک الفرق ومذاهبها وقد ظهر لنا من اصول الفرق
الحروریۃ والقدریۃ والجهمیۃ والمرجیۃ والرافضۃ والجبریۃ وقد
قال بعض اهل العلم ان اصل الفرق الست وقد انقسمت کل فرقۃ
منها اثنتی عشرۃ فرقۃ فصارت اثنین وسبعین فرقۃ وانقسمت الحروریۃ
اثنتی عشرۃ فرقۃ فاولهم الازرقیۃ قالوا لا نعلم احدا مؤمنا وکفروا اهل القبلۃ الا من دان
لقولهم والاباضیۃ قالوا من اخذ لقولنا فهو مؤمن ومن اعرض عنه فهو منافق

ترجمہ تو جواب یہ ہے کہ اتنی بات تو ہم نے قطعی پہچان لی کہ پھوٹ پڑ گئی (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم جس اتفاق وجماعت پر تھے۔ اُس جماعت سے پہلے پہل خارجیون کے ٹکڑے پھوٹ کے علیحدہ ہو گئے۔ پھر معتزلہ وروافض وغیرہ کے ٹکڑیون نے جماعت کو چھوڑ کر اپنی ٹکڑی علیحدہ کر لی تو یہ معجزہ تو ہم نے صاف دیکھ لیا کہ جماعت سے پھوٹ ہوئی) اور ہم کو ان پھوٹے ہوئے فرقون کی اصلین بھی پہچان پڑتی ہین۔ بلکہ یہ بھی پہچان لیا گیا۔ کہ خود ہر فرقہ جو جماعت اعظم سے پھوٹ کر جُدا ہوا تھا خود اُس کے پھوٹ سے ٹکڑے ہو گئے۔ اگرچہ ہم کو ان سب فرقون کے نام اور گمراہی کے مذہب الگ الگ تفصیل کے ساتھ معلوم نہون۔ اور دیکھو۔ کہ بدعتی فرقون کی اصلون مین سے مفصلۂ ذیل ہم کو ظاہر مین معلوم ہو گئے ہین حَرُوْرِیہ وقَدَرِیہ وجَہمِیہ ومُرجِیَہ ورافِضَہ وجَبرِیَہ (یہ چھ ظاہر ہین) اور بعضے اہل علم نے کہا۔ کہ بدعت ضلالت کی جڑ یہی چھ فرقے ہین اور ہر فرقہ کی بارہ شاخین ہین۔ تو کل بہتر شاخین ہوئین۔ جو جماعت سے پھوٹ کے فرقہ فرقہ ہو گئے ف مترجم کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کی عجب قدرت وتمام رحمت اس دین اسلام پر یہ ہے۔ کہ ان گمراہ فرقون کی باوجود یکہ اس کثرت سے شاخین ہو گئین اور فریق جماعت فقط ایک فریق ہے۔ لیکن ہر زمانہ اور ہر صدی مین ابتدا سے اس وقت تک فریق جماعت بکثرت زائد رہتا چلا آیا۔ حتے کہ جب فریق جماعت دس کروڑ مانا جاوے تو اس وقت مین یہ بہتر گمراہ فرقے ایک کروڑ بھی ہرگز نہ ہوئے بلکہ آدھا کروڑ بھی نہ تھے۔ بلکہ شاید دس لاکھ ہون تاکہ اللہ تعالےٰ کا دین حق ہمیشہ بندگان حق اہل توحید سے متواتر چلا جاوے۔ کیونکہ جب تک فریق جماعت اس قدر زائد نہ ہو تب تک قطعی متواتر نہین رہ سکتا تھا۔ بلکہ دو تین صدی کے بعد ان بدعتیون کی بہت سے فرقے تو کالعدم ہو گئے (مترجم مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فرقہ حروریہ کی بارہ شاخین ہین (ہر ایک خارجی فرقہ کا عجب مختلف گمراہ اعتقاد ہے) چنانچہ شاخ اوّل ازرقیہ ہے اسکا بانی نافع ازرق خارجی تھا) یہ فرقہ زعم رکھتا کہ اُسکو تو کوئی آدمی مؤمن نہین دکھائی دیتا سوائے اس شخص کی جو اس فرقہ کے قول پر ہو انہون نے اہل قبلہ کو کافر قرار دیا ف مترجم کہتا ہے کہ اُس زمانہ مین ایک جماعت صحابہ وبکثرت اکابر تابعین موجود تھے پھر اس ظالم گمراہ فرقہ کا قول دیکھو شاخ دوم ناصبیہ جسکا قول یہ تھا کہ جو کوئی ہماری کہنی پر ہو وہ تو مؤمن ہے اور جو ہم سے پھیرے وہ منافق ہے (نہ مؤمن ہے نہ کافر ہے)

والتغلبیۃ قالوا ان اللہ لم یقض ولم یقدر والجارحیۃ قالوا ما ندری ما الایمان والخلق کلہم معذورون والخلفیۃ زعموا ان من تراخی الجہل من ذکروا ممن کفروا الکوزیۃ قالوا لیس لاحد ان یمس احدا الا ما عرف الطاہر من النجس ولا ان یاکل حتی یغتسل ویتوب والکنزیۃ قالوا لا یسع احدا ان یحط مالہ احدا الا ما لم یکن مستحقا بل یکنزہ فی الارض

ترجمہ - سوم تغلبیہ جس گمراہ فرقہ کا اعتقاد یہ تھا۔ کہ خدا نے نہ کچھ جاری کیا۔ اور نہ کچھ تقدیر مین مقدر کیا **ف** مترجم کہتا ہی۔ کہ خارجی فرقہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کو جن مین مہاجرین و انصار و اہل بدر و بیعۃ الرضوان وغیرہ بکثرت شامل تھے سب کو کافر کہتا تھا۔ تو اس فرقہ سے کہا گیا۔ کہ ابھی آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائے چالیس برس نہین گزرے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح سے حضرت عثمان و حضرت علی اور یہ اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے اکابر مقرب صحابہ مین سے ہین یہ سب زمانہ متواتر جانتا ہے۔ کیا تم انکار کر سکتے ہو۔ خارجیون نے کہا کہ بیشک یہ تو سب ہی جانتے ہین اور جو بات آفتاب کی طرح روشن ہی ہم اُس سے کیونکر انکار کرین گے تو کہا گیا کہ پھر جب اللہ تعالے نے قرآن مجید مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو مومنین صادقین اور مومنون حقا اور مفلحون فرمایا ہے تو یہ اصحاب کبار سب سے پہلے اس صفت مین داخل ہو گئے۔ خارجی فرقہ نے کہا کہ ہان اُس وقت بے شک داخل ہو گئے تھے پھر بعد اس کے ابوبکر و عمر تو بیشک اوسی طریقہ پر رہے لیکن عثمان و علی نے ہماری راے مین وہ طریقہ بدلا تو اس صفت سے خارج ہو گئے اور رسول اللہ صلعم نے اُسوقت کے مطابق ان لوگون کو جنتی کہا تھا۔ پھر جب وہ حال نہ رہا۔ تو سب باتین جاتی رہین۔ تب خارجی فرقے کو جواب دیا گیا کہ یہ تم نے بڑی غلطی کھائی۔ کیونکہ اللہ تعالے نے جب اُن لوگون کا جنتی ہونا مقدر کیا تھا۔ تو قضائے مقدر پوری ہوگئی اب اسمین تغیر کیونکر ممکن ہے۔ خارجی نے کہا۔ کہ ہم اپنے نزدیک ضرور جانتے ہین۔ کہ یہ لوگ کافر ہو گئے۔ اور ہم یہ نہین مانین گے کہ خدا نے کچھ مقدر کیا ہے۔ بلکہ تقدیر کچھ چیز نہین ہے۔ لیکن جو کوئی جیسا کرے ویسا ہوتا جاویگا۔ اور تقدیر ہماری سمجھ مین نہین آتی۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ دیکھو اس بدبخت فرقہ نے متواتر اعتقاد کو چھوڑ کر کفر اختیار کرنا منظور کر لیا۔ اور وہ عداوت جو اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم سے اُسکے جی مین بیٹھ گئی تھی وہ نہ چھوڑی۔ یہی حال روافض وغیرہ کا ہے نعوذ باللہ من الضلال

شاخ چہارم جارمیہ کا یہ قول ہے۔ کہ ہم نہین جان سکتے کہ ایمان کیا چیز ہے۔ اور مخلوق بیچارے سب معذور ہین (اُن کو معاف ہے جبکہ ایمان پہچاننا محال ہے) پنجم خلفیہ نے یہ قول نکالا کہ جس کسی نے جہاد چھوڑا وہ کافر ہے چاہے مرد ہو یا عورت ہو ششم کوزیہ نے نکالا۔ کہ کسی کو کسی کا چھونا روا نہین ہے۔ کیونکہ ہم کو پاک و نجس کی شناخت واقعی نہین ہو سکتی ہے اور جب تک ہمارے سامنے کوئی نہا کر توبہ نکرے تب تک اُسکے ساتھ کھانا نہین جائز ہے **ف** دیکھو اس پاکیزگی کے مکر سے کس طرح شیطان نے اس احمق فرقہ کو دھوکا دیا جس سے لوگون مین بے انتہا پھوٹ و جدائی پڑ جاوے حالانکہ شرع مین باہم میل جول و اتفاق کی بہت تاکید رکھی گئی ہی ہفتم کنزیہ کا یہ قول ہے کہ کسی کو کچھ مال دینا حلال نہین ہی۔ کیونکہ شاید یہ شخص اس مال کے پانے کا مستحق نہ ہو (تو غیر مستحق کو دینا ظلم ہوگا۔ تو اس گناہ سے کفر ہو جائے گا) بلکہ واجب یہ ہے کہ مال کو خزانہ کر کے زمین مین دفن کر دے

حتی یظہر اھل الحق والشمارخیۃ قالوا لا باس بمس النساء الاجانب لانھن ریاحین والاخنسیۃ قالوا لا یلحق المیت بعد موتہ خیر ولا شر والحکمیۃ قالوا من حاکم الی مخلوق فھو کافر والمعتزلۃ من الحروریۃ قالوا اشتبہ علینا امر علیؓ ومعاویۃ فنحن نتبرأ من الفریقین والمیمونیۃ قالوا الامام لا یرضی اھل محلتنا وانقسمت القدریۃ اثنتی عشرۃ فرقۃ الاحمریۃ وھی التی زعمت ان فی شرط العدل من اللہ ان یملک عبادہ امورھم ویحول بینھم و بین معاصیھم والثنویۃ وھی التی زعمت ان الخیر من اللہ والشر من ابلیس والمعتزلۃ الذین قالوا مخلوق القرآن وجحدوا الرؤیۃ والکیسانیۃ وھم الذین قالوا لا ندری ھذہ الافعال من اللہ او من العباد ولا نعلم اثیاب العباد بعد الموت ام یعاقبون والشیطانیۃ قالوا ان اللہ لم یخلق الشیطان والشریکیۃ قالوا ان السیئات کلھا مقدرۃ الا الکفر

ترجمہ پھر جب قطعی یقینی دلیل سے کوئی شخص سب سے زیادہ مستحق معلوم ہو۔ تو اوس کو دے (پھر جو کوئی اسی طرح دوسرے درجہ کا مستحق ہو اُس کو دے وعلی ہذا القیاس) یعنی اس مکر سے کبھی زکوٰۃ دینا نہ پڑے ہشتم شمارخیہ (تسفی رحمۃ اللہ علیہ نے شماخیہ نام لکھا ہے) اس خبیث فرقہ کا یہ قول ہے کہ اجنبی عورتوں کو چھونے ومساس کرنے میں کچھ ڈر نہیں ہے اسلیئے کہ عورتیں تو ریاحین بنائی گئی ہیں ف ریاحین کی خوشبو سونگھنا اور چھونا روا ہوتا ہی۔ اور نہم اخنسیہ کا یہ قول ہے۔ کہ مرنے کے بعد میت کو کچھ بھلائی یا برائی لاحق نہیں ہوتی ہے ف یعنی عذاب وثواب کے انکار کرتے ہیں دہم محکمیہ کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی مخلوق کیطرف فیصلہ چاہنے جاوے تو وہ کافر ہے ف اسی وجہ سے جب حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ واہل شام میں ثالثی فیصلہ قرار پایا تو اس خارجی فرقے نے امیر المومنین کے لشکر سے جدا ہوکر دونوں فریق کو کافر کہنا شروع کیا یازدہم معتزلہ یعنی حروریہ میں سے معتزلہ وہ فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ علی بن ابیطالب ومعاویہ کا معاملہ ہم پر مشتبہ ہوا یعنی حکم صاف نہیں کھلتا ہے اسلیئے ہم دونوں فریق سے بیزاری وتبرا کرتے ہیں دوازدہم میمونیہ فرقہ کہتا ہی کہ کوئی امام نہیں ہوسکتا جب تک ہمارے اہل محلہ راضی نہوں ف اہل محلہ سے اپنی ملت والے مراد لیتا ہی واللہ اعلم اور فرقہ قدریہ بھی بارہ ۱۲ گروہ میں منقسم ہوا (۱) احمریہ اسکا قول یہ ہے کہ (اللہ تعالےٰ پر عدل جاری کرنا فرض ہی اور) اللہ تعالےٰ کے عدل میں شرط یہ ہے کہ اپنے بندوں کو اُنکے کاموں کا مختار کرے اور اُن کے گناہوں کے درمیان حائل ہوکر روکے اور (۲) فرقہ ثنویہ کہتا ہے کہ بھلائی تو اللہ تعالےٰ کیطرف سے پیدا ہوتی ہے اور برائی ابلیس پیدا کرتا ہے اور (۳) معتزلہ کہتا ہے کہ یہ قرآن پیدا کیا ہوا ہے اور آخرت میں خدا کا دیدار محال ہے ف مترجم کہتا ہے کہ سب بدعتی گمراہ فرقے اللہ تعالےٰ کے دیدار کو محال کہتے ہیں اسمیں خوارج وروافض وغیرہ سب یکسان ہیں م اور (۴) کیسانیہ جو کہتے ہیں کہ ہمکو نہیں معلوم ہوتا کہ یہ افعال آیا اللہ کیطرف سے پیدا ہوتے ہیں یا بندوں سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ بھی ہم نہیں جانتے کہ بندے بعد موت کے ثواب پاوینگے یا عذاب پاوینگے اور (۵) شیطانیہ جسکا قول ہے کہ خدا نے شیطان کو نہیں پیدا کیا ہے اور (۶) شریکیہ جو کہتے ہیں کہ سب برائیاں مقدر ہیں سوائے کفر کے

والوهمية قالوا ليس لافعال الخلق ولا لهم ذات ولا الحسنة ولا السيئة ذات
والربوبية قالوا كل كتاب نزل من الله تعالى فالعمل به حق ناسخا كان او
منسوخا والمثيرية زعموا ان من عصى ثم تاب لم تقبل توبته والناكثية زعموا
ان من نكث بيعة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا اثم عليه والقاسطية فضلوا طلب
الدنيا على الزهد فيها والنظامية تبعوا ابراهيم النظام فى قوله من زعم ان الله شئ فهو
كافر وانقسمت الجهمية اثنتى عشرة فرقة المعطلة زعموا ان كل ما يقع عليه وهم الانسان فهو مخلوق و
ان من ادعى ان الله يرى فهو كافر والمرسية قالوا اكثر صفات الله مخلوقة والواردية جعلوا البارى سبحانه و
فى كل مكان والملتزقة قالوا لا يدخل النار من عرف ربه ومن دخلها لم يخرج منها ابدا

ترجمہ اور (۷) وہمیہ کہتے ہین کہ مخلوق کے افعال کی ذات نہین ہے اور نہ نیکی و بدی کی ذات ہے اور (۸) ربوبیہ (الوقتہ) کہتے ہین۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتابین اُتری ہین تو اُس پر عمل کرنا فرض ہے خواہ کوئی اُسکو ناسخ کہے یا منسوخ کہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس نفس پرست فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدم ع کے وقت مین بھائی بہن کا نکاح و بطن مختلف سے جائز تھا تو اب بھی یہ لوگ اُس پر عمل کرینگے اسی طرح حضرت یعقوب کے وقت مین دو بہنون کا نکاح اور مابعد شراب خواری وغیرہ سب عمل مین لاوینگے اور (۹) مثیریہ کہتے ہین کہ جس نے گناہ کرکے توبہ کی تو اُس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور (۱۰) ناکثیہ فرقہ کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑدی تو اُس پر گناہ نہین ہے اور (۱۱) قاسطیہ کہتے ہین کہ دنیا مین زاہد ہونے سے یہ افضل ہے کہ دنیا تلاش کرنیمین کوشش کرے اور (۱۲) نظامیہ جس نے ابراہیم نظام کی پیروی مین یہ کہا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو شئے کہے تو وہ کافر ہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی فرقہ اعتقاد معتزلہ پر گمراہ ہے اور یہ ایک بات اُس گمراہی پر اور زیادہ بڑھائی ہے اسی طرح ان سب فرقون مین باہم مخالفت ہے اور سب خلاف طریقہ رسالت ہین۔ م۔ اور جہمیہ فرقہ مین بھی بارہ شاخین ہین (۱) معطلہ جو کہتے ہین کہ جس چیز پر انسان کا وہم پڑے وہ مخلوق ہے اور جو کوئی دعوے کرے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے تو وہ کافر ہے (۲) مرسیہ (مُرَیسیہ) فرقہ گمراہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اکثر صفات مخلوق ہین اور (۳) واردیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے **ف** تعجب ہے کہ اسی گمراہ فرقہ کا یہ اعتقاد اکثر عوام اہل السنۃ مین پھیل گیا اور یہ لوگ بھی کہنے لگے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے شاید اسکا سبب یہ ہوا کہ محکمۂ عدالت و قضا مین قسم لینے کا یہ طریقہ تھا کہ خدا کو حاضر ناظر جانکر قسم کہا دُیا گواہی دو تو عوام اپنی بعلمی سے یہ سمجھے کہ خدا حاضر موجود ہے حالانکہ قاضی کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ عالم و ناظر ہے اور یہی عربی محاورہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تجکو دیکھتا اور علیم و خبیر ہے یہ یاد کرکے سچی قسم کھائی گا عوام نے اپنی سمجھ سے حاضر کے یہ معنی لگائی جیسے آپسمین بولا کرتے ہین لہذا علماء پر فرض ہے کہ وعظ مین اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و اعتقاد حق کو اول بیان کیا کرین تاکہ آیندہ انکی نصیحت سے ایمان والون کو مفید ہو واللہ سبحانہ ہو الموفق اور (۴) ملتزقہ کہتا ہے کہ جسنے اللہ کو پہچانا وہ جہنم مین نہ جائے گا اور جو کوئی جہنم مین گیا وہ کبھی وہانسے نہین نکالا جائیگا **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس فرقہ جاہل کے نفس نے اُن کو یہ یقین دلایا کہ تم لوگ اللہ کی پہچان والے ہو اور اس جاہل نے

والزنادقة قالوا ليس لاحد ان يثبت لنفسه ربا لان الاثبات لا يكون الا بعد ادراك الحواس وما لا يدرك فليس بشئ ولا يدرك لا يثبت والحرقية زعموا ان الكافر تحرقه النار مرة واحدة ثم يبقى محترقا ابدا لا يجد حر النار والمخلوقية زعموا ان القرآن مخلوق والفانية زعمت ان الجنة والنار فنيان ومنهم من قال لم تخلقا والمرئية جحدوا الرسل وقالوا انما هم حكماء والواقفة قالوا لا نقول القرآن مخلوق ولا غير مخلوق والقبرية ينكرون عذاب القبر والشفاعة واللفظية قالوا لفظنا بالقرآن مخلوق وانقسمت المرجئة اثنتي عشرة فرقة التاركية قالوا ليس لله على خلقه فريضة سوى الايمان به فمن آمن به وعرفه فليفعل ما شاء والسابية قالوا ان الله تعالى سبب خلقه ليعملوا ما شاءوا والمرجئة قالوا لا يسمى الطائع طائعا ولا العاصي عاصيا لانا لا ندري ما له عند الله +

ترجمہ اور (۵) زنادقہ کہتے ہین کہ کسی کے واسطے یہ ممکن نہین ہے کہ اپنی ذات کی واسطے کوئی رب (پروردگار) ثابت کرے اسلیئے کہ ثابت کرنا جبھی ہوسکتا ہے کہ حواس سے ادراک کرلے حالانکہ یہ ادراک نہین ممکن ہے تو یہ حواس کے ادراک کرنے کا آلہ نہین ہوسکتے ہین تو پھر جو چیز ادراک ہی نہین ہوسکتی ہے تو ثابت بھی نہین ہوسکتی ہے **ف** مترجم کہتا ہے۔ کہ یہ دلیل محض غلط اور بالکل خبط ہے اور سرے سے یہی غلط ہے کہ رب کو ثابت کرے اسلیئے کہ پہچاننا اور رہے اور ثابت کرنا اور رہے اسیواسطے مصنف رحمۃ نے ان احمقونکی دلیل بھی نقل کردی تاکہ لوگ سمجھ لین کہ یہ فرقہ کیسا بے وقوف ہے اور (۶) حرقیہ فرقہ کا قول ہے کہ کافر کو (جب جہنم مین ڈالا جائیگا) آگ ایکبار جلاکر کوئلہ کردیگی پھر وہ ہمیشہ کوئلہ پڑا رہیگا اسکو آگ کی جلن محسوس نہوگی اور (۷) مخلوقیہ کہتا ہے کہ یہ قرآن مخلوق ہے (۸) فانیہ فرقہ کا قول ہے کہ جنت و دوزخ دونون فنا ہونیوالی ہیں اور اُن مین سے بعضے یہ کہتے ہین کہ ہنوز وہ دونون پیدا ہی نہین ہوئی ہین اور (۹) عربیہ نے پیغمبرون سے انکار کیا یعنی اللہ تعالیٰ کیطرف سے بھیجے ہوئے نہین ہین بلکہ وہ لوگ صرف عقلا تھے **ف** یہ قول محض کفر ہے اور یہی اس زمانہ مین نیچریہ فرقہ کا قول ہے جو سرسید احمد خان کی کتاب مین جو تفسیر کے نام سے لکھی ہے صاف مذکور ہے اور (۱۰) واقفیہ کہتے ہین کہ ہم توقف کرتے ہین نہ یہ کہتے ہین کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ یہ کہ نہین مخلوق ہے اور (۱۱) قبریہ کہتا ہے کہ قبر مین عذاب (ثواب) نہین ہے اور نہ آخرت مین شفاعت ہے اور (۱۲) لفظیہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن کے ساتھ ہمارا تلفظ کرنا مخلوق ہے اور اسیطرح مرجیہ فرقے کی بھی بارہ قسمین ہین (۱) تارکیہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مخلوق پر کوئی عمل فرض نہین ہے سوائے ایمان کے پس جب بندہ اُسپر ایمان لایا اور اُس کو پہچانا تو پھر جو چاہے وہ کرے اور (۲) سابیہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کرکے چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہین وہ کرین **ف** مترجم کہتا ہے کہ ان پھر جو کچھ کرینگے اُسکا عوض آخرت مین پائینگے لیکن اس گمراہ فرقے نے اِس سے انکار کیا۔ اور (۳) مرجیہ کہتا ہے کہ ہم کسی بدکار کو عاصی و نافرمان نہین کہہ سکتے اور نہ کسی نیکوکار کو طائع و فرمانبردار کہہ سکتے کیونکہ ہم کو یہ نہین معلوم کہ اُسکے لیئے عند اللہ کیا ہے **ف** اس فرقہ کا یہ مطلب نہین کہ ہم انجام نہین جانتے ہین اس لیے کہ انجام کو کوئی نہین جانتا ولیکن جو حالت بالفعل موجود ہے یہ ظاہر ہے تو یہ فرقہ اِس سے بھی منکر ہے گویا کہتا ہے کہ اس بدکار کی بدکاری شاید پسندیدہ ہو اور یہ قبیح گمراہی ہے +

والسّاكتيّة قالوا الطاعات ليست من الايمان والبهشمية قالوا الايمان العلم ومن لا يعلم الحق من الباطل والحلال من الحرام فهو كافر والعملية قالوا الايمان العمل والمستثنية قالوا الاستثناء في الايمان والمشبهة يقولون لله بصر كبصري ويد كيدي والحشوية جعلوا حكم الاحاديث كلها واحدا فعندهم ان ترك النفل كترك الفرض والظاهرية الذين لا يقولون بالقياس والبدعية اول من ابتدع الاحداث في هذه الامة وانقسمت الرافضة اثنى عشرة فرقة العلوية قالوا ان الرسالة كانت الى علي وان جبريل اخطأ والامرية قالوا ان عليا شريك محمد في امره والشيعية قالوا ان عليا وصي رسول الله وولية من بعده وان الامة كفرت ببيعة غيره والاباحية

الاحاديث

ترجمہ اور (۴) ساکتیہ کہتا ہے کہ نیک اعمال یعنی طاعات کچھ ایمان سے نہیں ہیں اور (۵) بھشمیہ کہتا ہے کہ ایمان علم ہے اور جس نے حق کو باطل سے تمیز کرنا اور حلال کو حرام سے تمیز کرنا نجانا وہ کافر ہے اور (۶) عملیہ کہتا ہے کہ ایمان فقط عمل ہے اور (۷) مستثنیہ نے ایمان میں استثنا سے انکار کیا اور (۸) مشبہہ کہتا ہے کہ خدا کی آنکھ میری آنکھ جیسی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی طرح ہاتھ ہے **ف** اور عرش پر اسطرح مستوی ہے۔ جیسے ہم لوگ تخت پر بیٹھتے ہیں (۹) حشویہ نے سب احادیث کا ایک حکم ٹھہرایا چنانچہ ان کے نزدیک فرض ترک کرنے کا حکم ویسا ہی ہے جیسے نفل ترک کرنے کا **ف** مترجم کہتا ہے کہ حشویہ نام اسلیئے ہوا کہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں الٓمٓ اور طٰسٓ اور حٰمٓ وغیرہ حروف مقطعات صرف زائد حروف بے معنی ہیں اور جو آیتیں عذاب کا خوف دلانے والی ہیں وہ فقط دھمکی ہے نعوذ باللہ من کفرہم۔ (۱۰) ظاہریہ وہ فرقہ ہے جو شرعی مسائل میں قیاس سے حکم اجتہادی نکالنے سے انکار کرتے ہیں اور (۱۱) بدعیہ جس نے اول اول اس امت میں بدعت کا احداث شروع کیا **ف** دوازدہم مذکور نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ اُس کا یہ اعتقاد ہے کہ جب ہم نے ایمان کا اقرار کیا تو جو کچھ نیکی کریں وہ مقبول ہے اور جو برائیاں مانند زنا اور چوری وغیرہ کے عمل میں لاویں وہ بخشی جاتی ہیں چاہے توبہ کرے یا نہ کرے واللہ اعلم۔ فرقہ رافضہ کی بھی بارہ شاخیں ہیں (۱) علویہ کہتا ہے کہ رسول بنانے کا پیغام اصل میں جبریل علیہ السلام کے ہاتھ حضرت علی کیطرف بھیجا گیا تھا اور جبرئیل نے غلطی کرکے دوسری جگہ پہونچا دیا **ف** جیسے یہود کہتے تھے کہ جبرئیل نے ہماری عداوت سے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیل میں وحی اُتاری ہے یہ لوگ کافر ہیں (۲) امریہ۔ یہ فرقہ کہتا ہے کہ کار نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ شریک ہیں **ف** یہ بھی ظاہر کفر ہے (۳) شیعیہ فرقہ کہتا ہے کہ علی رضؓ وصی رسول اللہ اور آپ کے بعد خلیفہ تھے اور امت نے دوسری کی بیعت کرکے کفر کیا **ف** مترجم کہتا ہے کہ امام ذہبی وغیرہ نے لکھا ہے کہ قدیم شیعیہ فرقہ کا قول فقط یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور جس نے ان سے لڑائی کی اُس نے گناہ کمایا پھر اس فرقہ میں بعضے بڑھکر کہنے لگے بلکہ علی رضؓ سب سے افضل ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر و عثمان کو پہلے خلیفہ اسلیئے کر دیا تاکہ خلافت کا خاتمہ علی رضؓ پر ہو۔ اور آپ کی اولاد میں قیامت تک باقی رہے جیسے نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوئی اور جو قول مصنف نے بیان کیا یہ رافضہ فرقہ کا جو آخر میں پیدا ہوا ہے (۴) اسحاقیہ

قالوا النبوة متصلة الی یوم القیامة وکل من یعلم علم اهل البیت فهو نبی والناؤوسیة قالوا علی افضل الامة فمن فضل غیرہ علیه فقد کفر والامامیة قالوا لا یمکن ان تکون الدنیا بغیر امام من ولد الحسین وان الامام یسلمه جبریل فاذا مات بدل مکانه مثله والزیدیة قالوا ولد الحسین کلهم ائمة فی الصلوات فمتی وجد منهم احد لم یجز الصلوة خلف غیرهم برهم وفاجرهم والعباسیة زعموا ان العباس کان اولی بالخلافة من غیرہ والمتناسخة قالوا الارواح تتناسخ فمن کان محسنا خرجت روحه فدخلت فی خلق تسعد بعیشه وان کان مسیئا دخلت روحه فی خلق تشقی بعیشه والرجعیة زعموا ان علیا واصحابه یرجعون الی الدنیا وینتقمون من اعدائهم واللاعنة یلعنون عثمان وطلحة والزبیر ومعویة وابا موسی وعائشة وغیرهم والمتربصة تشبهوا بزی النساک ونصبوا فی کل عصر رجلا ینسبون الیه الامر ویزعمون انه مهدی هذه الامة فاذا مات نصبوا اخر وانقسمت الجبریة اثنتی عشرة فرقة فمنهم المضطریة قالوا الافعل للاد ے بل الله یفعل الکل والافعالیة قالوا لنا افعال ولکن لا استطاعة لنا فیها وانا نحن کالبهائم

ترجمہ فرقہ کہتا ہے کہ نبوت تا قیامت ہوتی چلی جائیگی اور جو کوئی اہل بیت کا علم جانے وہی نبی ہوتا ہوگا (۵) ناؤوسیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ حضرت علیؓ سب امت سے افضل ہین پس جو کوئی کسی دوسرے صحابی کو آپ پر فضیلت دے وہ کافر ہوگا (۶) امامیہ فرقہ کہتا ہے کہ دنیا کبھی ایک امام سے خالی نہ ہوگی اور وہ امام اولاد حسین رضی اللہ عنہ سے ہوگا اور اسکو جبرئیل علیہ السلام تعلیم کرتا ہوگا جب وہ مرے گا تو بجائے اُسکے دوسرا اسکی مثل قائم ہوگا **ف** اس زمانہ مین جس فرقے نے امامیہ اپنا نام رکھا ہو وہ تو ناؤوسیہ ورافضیہ وغیرہ کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے (۷) زیدیہ فرقہ کہتا ہے کہ نماز کے امام کل اولاد حسین ہین تو جب تک اُن مین سے کوئی ہو تو کسی غیر کے پیچھے نماز نہین جائز ہے خواہ وہ پرہیزگار ہو یا اُسکے افعال خلاف شرع ہون (۸) عباسیہ فرقہ کا زعم یہ ہے کہ سب سے زیادہ حقدار خلافت عباس بن عبد المطلب تھے (۹) متناسخہ فرقہ کا یہ قول ہے کہ روحین ایک بدن سے نکلکر دوسرے بدن مین جاتی ہین چنانچہ اگر وہ شخص نیکوکار تھا تو اُسکی روح نکلکر ایسے بدن مین پڑجاتی ہے جو دنیا مین عیش سے رہنے والا ہے اور اگر بدکار تھا تو ایسے بدن مین پڑتی ہے جو دنیا مین کوفت و تکلیف سے زندگی بسر کریگا۔ (۱۰) رجعیہ فرقہ کا زعم یہ ہے کہ حضرت علی اور آپکے اصحاب دنیا مین دوبارہ لوٹ آوین گے اور یہان اپنے دشمنون سے اپنا بدلا لینگے (۱۱) لاعنہ فرقہ وہ ہے جو حضرت عثمان و طلحہ و زبیر و معاویہ و ابو موسی اشعری و ام المومنین عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتے ہین (۱۲) متربصہ ایک فرقہ ہے کہ عابد فقیروں کا سا لباس پہنتے ہین اور ہر وقت مین ایک شخص کو مقرر کرکے رکھتے ہین۔ کہ یہی اس عصر مین صاحب الامر ہے اور یہی اس امت کا مہدی ہے پھر جب وہ مرا تو دوسرے کو اسیطرح مقرر کر لیتے ہین۔ اور جبریہ فرقہ بھی بارہ قسمون مین منقسم ہوا ہے از انجملہ (۱) مضطریہ فرقہ کہتا ہے کہ آدمی کچھ بھی نہین کرسکتا بلکہ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ تعالے ہی کام کرتا ہے (۲) افعالیہ فرقہ کہتا ہے کہ ہمارے افعال تو ہم سے صادر ہوتے ہین لیکن ہم کو اُسکے کرنے مین استطاعت خود نہین ہے بلکہ ہم لوگ بمنزلہ جانوروں کے ہین۔ + + + + + + + +

تقاد بالجبل والمفروغية قالت كل الاشياء قد خلقت والان لا يخلق شئ والنجارية زعموا ان الله تعالى
يعذب الناس على فعله لا على فعلهم والمبائنة قالوا عليك بما يخطر بقلبك فافعل ما توسمت منه الخير والكسبية
قالوا لا يكسب لعبد ثوابا ولا عقابا والسابقة قالوا من شاء فليعمل ومن شاء لم يعمل فان السعيد لا تضره ذنوبه و
الشقي لا ينفعه بر والجبية قالوا من شرب كاس محبة الله تعالى سقطت عنه عبادة الاركان والخوفية قالوا من احب
الله لم يسعه ان يخافه لان الحبيب لا يخاف حبيبه والبكرية قالوا من زاد على ما سقط عنه بقدر ذلك من العبادة و
الحسنية قالوا الدنيا بين الناس سواء لا تفاضل بينهم فلما ورثهم ابوهم آدم والمحية قالوا انما الفعل ولنا
الاستطاعة **الباب الثالث في التحذير من فتن ابليس ومكايده** قال المصنف
اعلم ان الآدمي لما خلق فتركب فيه الهوى والشهوة ليجتلب بذلك ما ينفعه
و وضع فيه الغضب ليدفع به ما يوذيه واعطى العقل كالمؤدب يامره بالعدل
فيما يجتلب ويجتنب وخلق الشيطان محرضا له على الاسراف في اجتلابه واجتنابه

الفروغية

الفكرية

کہ وہ رسی سے بندہ کر جدہر چاہتے ہین لیجاتے ہین (۳) مفروغیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ کل چیزین پیدا ہو چکین اب کچھ پیدا نہین ہوتا ہے
(۴) نجاریہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو اُن کے نیک و بد افعال پر عذاب نہین کرتا بلکہ اپنے فعل پر عذاب کرتا
ہے (۵) مبائنیہ فرقہ کہتا ہے کہ تجھپر لازم فقط وہ ہی جو تیرے دلمین آوے پس جس دلی خطرہ سے تجھے بہتری نظر آوے اُسپر عمل کر (۶)
کسبیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ بندہ کچھ ثواب یا عذاب نہین کماتا ہی (۷) سابقہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ جس کا جی چاہے نیک کام کرے اور
جس کا جی چاہے نہ کرے اسلیئے کہ جو نیکبخت ہی اُسکو گناہونسے کچھ ضرر نہین ہوگا اور جو بدبخت ہے اُسکو نیکیونسے کچھ فائدہ نہ ہوگا (۸) حبیہ فرقہ کہتا ہی کہ جسنے شراب
کا پیالہ پیا اُس سے ارکان عبادت ساقط ہو جاتے ہین (۹) خوفیہ فرقہ کہتا ہی۔ کہ جس نے اللہ تعالی سے محبت کی تو اوسکو روا
نہین کہ اللہ تعالی سے خوف کرے اس لیئے کہ محب اپنے محبوب سے خوف نہین کر سکتا (۱۰) بکریہ فرقہ کہتا ہے کہ جس قدر علم معرفت
بڑہے اوسیقدر عبادت اُس کے ذمہ سے ساقط ہوتی جاتی ہی (۱۱) حسنیہ فرقہ کہتا ہی۔ کہ دنیا سب لوگونمین برابر مشترک ہے
کسیکو دوسرے پر زیادتی نہین ہی کیونکہ وہ اُن کے باپ آدم علیہ السلام کی میراث ہی (۱۲) محیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ یہ افعال ہم سے
صادر ہوتے ہین اور ہم کو ان کی استطاعت و قدرت حاصل ہے **باب سوم** ابلیس کی مکاری چالون اور فتنون
سے بچنے کی تاکید کا بیان **مصنف** نے کہا کہ انسان مین خواہش نفسانی و شہوات مرکب ہین جنکی وجہ سے وہ ایسی چیزین
تلاش کرلاتا ہی جنکو اپنے جی مین آرام و نفع پہنچانیوالی جانتا ہی۔ اور انسان مین غضب (غصہ) بھی رکھا گیا ہے جس سے وہ ایذا
دینے والی چیزین دفع کرتا ہی۔ اور اُسکو عقل بھی عطا ہوئی ہی جو اُس کو طفیل نفس کے واسطے گویا ادب دینے والی معلم ہی کہ اُس کو
سکھاتی رہتی ہی کہ جو چیزین حاصل کرے یا جن کو دفع کرے سب اعتدال کے ساتھ ہون اور شیطان اوسکا دشمن پیدا کیا گیا
ہے جو گمراہ کو ابھارتا رہتا ہے۔ کہ حاصل کرنے اور دفع کرنے مین حد سے بڑھ چلے

قالوا یجب علی العاقل ان یاخذ حذرہ من ھذا العدو الذی قد بان عداوتہ من زمن ادم وقد بذل نفسہ و عمرہ فی افساد احوال بنی ادم وقد امر اللہ تعالی عز وجل بالحذر منہ فقال لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون وقال الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء وقال یرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا وقال انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلاۃ فھل انتم منتھون وقال انہ عدو مضل مبین وقال ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر وقال ولا یغرنکم باللہ الغرور وفی القرآن من ھذا کثیر **فصل** وینبغی ان یعلم ان ابلیس لعنہ اللہ شغلہ التلبیس ولم من اشتبہ الامر علیہ فاعرض عن النص الصحیح علی الصریح واخذ یقاضل

ترجمہ حکمار ربانیہ رحمہم اللہ تعالی نے کہا کہ عاقل پر لازم ہے کہ ایسے دشمن سے ہر وقت بچا رہے جسکی عداوت انسان کے ساتھ زمانہ آدم علیہ السلام سے صاف ظاہر ہو چکی ہے جس نے اپنے آپ کو تمام عمر اسی واسطے وقف کر دیا ہے۔ کہ ہر حال مین اولادِ آدم ع کی بربادی مین اپنی پوری کوشش صرف کریگا۔ اور اللہ عزوجل نے انسان کو اگر یہ قوت نہین دی کہ شیاطین کو دیکھین تو اُسکے عوض مین آگہی دیدی اور) اس دشمن سے بچے رہنے کی تاکید فرمائی بقولہ تعالی لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین الایۃ (سیقول سربع اول) یعنی اے اہل ایمان تم لوگ شیطان کے قدمون کی نشانی پر چلو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تمکو بری باتون اور بدکاریون ہی کی تاکید کرتا رہتا ہے اور نیز اس امر کی کہ تم لوگ اللہ تعالی کی شان مین وہ بات کہو جسکا علم تم کو نہین ہے وبقولہ تعالی الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تمکو محتاج ہو جانے سے ڈراتا ہے اور قبیح بدکاریون کی تاکید کرتا رہتا ہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ معجزہ آنکھون دیکھا ہے کہ راہ خیر مین خرچ کرتے وقت یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ بال بچون کا ساتھ ہے اور پھر یہی شخص بال بچون کے ختنہ وغیرہ مین فحش قبائح مین اسراف کیساتھ خرچ کرتا ہے یہ بالکل شیطان کی اتباع ہے (م) وبقولہ تعالی ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا یعنی شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو دور کی گمراہی مین بھٹکا دے وبقولہ تعالی انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر - الایۃ یعنی شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب وقمار بازی سے تم لوگون مین باہمی عداوت اور بغض ڈالدے اور تمکو یاد الٰہی ونماز سے روک رکھے اب تو تم ان کاموں سے باز رہو گے ھ۔ وبقولہ تعالی انہ عدو مضل مبین یعنی شیطان کھلا ہوا گمراہ کرنیوالا دشمن ہے ھ۔ وبقولہ تعالی ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا الایۃ یعنی شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسکو دشمن بنائے رہو وہ اپنے گروہ کو اسلیے بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ بھی جہنم مین رہنے والے ہو جاوین ھ۔ وبقولہ تعالی ولا یغرنکم باللہ الغرور یعنی شیطان تمکو اللہ تعالی کیساتھ دھوکے مین نہ ڈالے **ف** بچے رہو اور قرآنمجید مین اس قسم کی آیات بکثرت وارد ہین **فصل** جان لینا چاہیئے کہ ابلیس جسکا یہی کام ہے کہ اپنی ہمجنس مخلوقات کو تلبیس وشبہہ مین ڈالتا ہے سب سے پہلے وہ خود شبہہ مین پڑا پھر اور امر الٰہی سے مشتبہ ہو کر صریح حکم سجدے سے جو بالکل صحیح تھا مونہہ موڑ کر قیاس دوڑانے لگا اور خلقت

بین الاصول فقال خلقتنی من نار وخلقته من طین فما ردف ذلک بالاعراض علی المالک الحکیم فقال ارأیتک هذا الذی کرمت علی والمعنی حین لم کرمته غور هذا الاعتراض ان الذی فعلته لیس بحکمة ثم اتبع ذلک بالکبر فقال انا خیر منه ثم امتنع من السجود فاهان نفسه التی اراد تعظیمها باللعنة والنقمة فمتی سول للانسان امرا فینبغی ان یحذر منه اشد الحذر ولیقل له حین امره ایاه بالسوء انما تریدنی بما تامرنی تصحی ببلوغ شهوتک وکیف ینصح صواب النصح للغیر من لم ینصح نفسه ثم کیف اثق بنصیحة عدو انا نظرت فیما تقوله منفذ فلا یبقی لانه یستعین بالنفس لانه یبحث علی هواها فلیستحضر العقل ان ثبت التفکر فی عواقب الذنب لعل الله توفیق یبعث جندا عرمرما یهزم عسکر الهوی والنفس وعن عیاض بن حمار قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یا ایها الناس ان الله عز وجل امرنی ان اعلمکم ما جهلتم مما علمنی فی یومی هذا ان کل مال نحلته عبدی فهو له حلال وانی خلقت عبادی حنفاء کلهم فاتتهم الشیاطین فاجتالتهم عن دینهم وامرتهم ان یشرکوا بی ما لم انزل به سلطانا

ترجمہ کے غاصر مین فضیلت دینے لگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگاہ فرمایا خلقتنی من نار وخلقته من طین یعنی ابلیس نے کہا کہ تو نے مجھکو آگ سی پیدا کیا ہے اور اُسکو تو نے گوندہی مٹی سی پیدا کیا ہی وھ۔ پھر اس نافرمانی کے بعد مالک حکیم عزوجل کی جناب مین اعتراض لایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ارأیتک هذا الذی کرمت علی الآیۃ یعنی مجھے آگاہ کر دی کہ آخر تو نے اسکو کیون مجھپر فضیلت دی اس اعتراض کی تہ مین اُسکی یہ جہالت ہی کہ تو نے جو اسکو مجھپر فضیلت دی تو یہ کچھ حکمت نہین ہی پھر اسکے بعد تکبر کرنے لگا کہ انا خیر منه یعنی مین اس سی بہتر ہون پھر سجدہ بجالانے سی باز رہا اس سی کچھ نہ ہوا سوائی اسکے کہ شیطان نے خود اپنے نفس کو دائمی لعنت و عذاب سے خوار کیا۔ حالانکہ اپنے نزدیک وہ اپنے نفس کی بزرگی کرنا چاہتا تھا۔ پھر جب شیطان کسی انسان پر کوئی بات رچاوے۔ تو انسان کو سخت پرہیز کے ساتھ شیطان دشمن سی ڈرنا چاہیئے۔ اور جب وہ بری بات کہے تو اُس کو جواب دے کہ اے شیطان جو کچھ تو مجھ سی کہتا ہے اسمین میری خیر خواہی بس یہی ہے کہ جو کچھ میری خواہش ہے وہ مجھے حاصل ہو جاوے لیکن جس نے اپنی ذات کی خیر خواہی نہ کی وہ دوسرے کی سچی خیر خواہی کیونکر کریگا۔ اس کے علاوہ مین خاص دشمن کی خیر خواہی پر کیونکر بھروسا کرون لہذا تو اپنی راہ لے کیونکہ میری نزدیک تیری بات کارگر ہونے والی نہین ہے۔ اب شیطانکو کوئی حیلہ باقی نہ رہے گا سوائے اسکے کہ وہ انسان کی نفس امارہ سے مدد لی کیونکہ وہ آدمی کے جی کو اُسکی چھپتی چیز پر اُبھاریگا۔ تو اُسوقت عقل کو بلانا چاہیئے تاکہ وہ ثابت قدم ہو کر گناہ کی انجام کار مین فکر کرے امید ہے کہ توفیق اپنا مدد کی لشکر عزم بھیجدی کہ اُسکی مردانہ ہمت سے لشکر شیطانی و نفسانی بھاگ کھڑے ہون گے

عیاض بن حمار نے کہا کہ رسول صلعم نے فرمایا ای لوگو اللہ نے مجھکو حکم دیا ہی کہ تم کو وہ باتین بتاؤن جو تم نہین جانتے اور اللہ نے مجھکو آج ہی بتائین ہین وہ یہ کہ اللہ فرماتا ہی جو مال مین نے اپنے بندے کو بخشدیا وہ اسکو حلال ہے اور مین نے اپنے تمام بندے کو ایک سچے دین پر پیدا کیا پھر شیطانین اُنکی پاس آئی اور اُنکو اُنکے دین سی پھیر دیا اور اُن کو حکم دیا کہ میری ساتھ اُن چیزون کو شریک کرین جنکی باری مین مینے کوئی برہان نہین نازل کی

وان اللہ تعالیٰ نظر الی اھل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا من اھل الکتاب وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
خطب ذات یوم فقال فی خطبتہ ان ربی عزوجل امرنی ان اعلمکم ما جھلتم مما علمنی فی یومی ھذا کل مال نحلتہ عبدا
فھو لہ حلال وانی خلقت عبادی حنفاء کلھم وانھم اتتھم الشیاطین فاضلتھم عن دینھم وحرمت علیھم ما احللت لھم وامرتھم
ان یشرکوا بی ما لم انزل بہ سلطانا وان اللہ نظر الی اھل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا من اھل الکتاب وعن جابر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ فادناھم منہ منزلۃ اعظمھم فتنۃ یجیء احدھم فیقول
فعلت کذا وکذا فیقول ما فعلت شیئا قال ویجیء احدھم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین اھلہ قال فیدنیہ منہ او قال فیلتزمہ ویقول نعم انت
وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابلیس وقتہ یئس ان یعبدہ المصلون ولکن فی التحریش بینھم
قال المصنف انفرد باخراج الحدیث والذی قبلہ مسلم وفی لفظ حدیثہ قد یئس ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب وعن انس بن مالک عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطان واضع خطمہ علی قلب ابن آدم فان ذکر اللہ خنس وان نسی اللہ التقم قلبہ

ترجمہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو عرب سے لیکر عجم تک دیکھا تو سوائے چند بقایائے اہل کتاب کے سب پر غصہ فرمایا **عیاض**
بن حمار رضؓ کہتے ہین کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا۔ اور اس خطبہ مین فرمایا کہ میرے پروردگار عزوجل نے مجھ کو
ارشاد فرمایا کہ تمکو وہ باتین تعلیم کرون جو تم نہین جانتے اور مجھکو آج ہی اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمائی ہین وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مینے جو
کچھ اپنے بندونکو بخشدیا وہ حلال ہے اور مینے اپنے بندونکو ایک دین برحق پر پیدا کیا پھر اُنکے پاس شیاطین آئے اور اُن کو اُنکے دین سے
گمراہ کردیا اور جو چیزین مینے اُن پر حلال کی تھی شیاطین نے حرام کردی اور اُن کو حکم دیا کہ میری ساتھ اُس چیز کو شریک کرین جسکے لیئے مینے کوئی
حجت نازل نہین کی پھر خدا تعالیٰ نے اہل زمین کو دیکھا اور بجز چند باقیماندہ اہل کتاب کے سب اہل عرب وعجم پر غصہ فرمایا **جابر** رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس لعین اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکرون کو بھیجتا ہے اُن لشکرون مین سے
شیطان کے نزدیک زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو بڑی بڑی فتنہ پردازی کرتا ہے۔ پھر اُنمین سے ایک آتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے کہ مین نے ایسا کیا اور ویسا
کیا شیطان جواب دیتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہین کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن مین سے ایک آکر کہتا ہے کہ مین نے فلان شخص اور
اُسکی اہل مین تفرقہ ڈالدیا یہ سنکر شیطان اُسکو اپنے قریب بٹھاتا ہے یا یہ فرمایا کہ بغل مین لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہان بیشک تو اچھا ہے اور تو نے بڑا کام کیا
جابر رضؓ نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شیطان اُس بات سے ناامید ہوگیا ہے کہ نمازی لوگ اوسکی پرستش کرین لیکن اُن کی درمیان لڑائی جھگڑا ڈالنے
مین قابو پائیگا **مصنف** رحؒ نے کہا کہ یہ خیر کی دو توحیدین فقط مسلم نے روایت کی ہین اور اُن کی روایت مین اسطرح ہے کہ شیطان کو اس سے
ناامیدی ہوگئی کہ جزیرۂ عرب مین نمازی لوگ اُسکی عبادت کرین **انس** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان
اپنی سونڈ کو فرزند آدم کے دل پر رکھے ہوئے ہے اگر وہ خدا تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو سونڈ پیچھے ہٹا لیتا ہے اور اگر خدا کو بھول جاتا ہے تو اُسکے دل کو

وعن ابن مسعود قال ان الشیطان اطاف باھل مجلس ذکر لیفتنھم فلم یستطع ان یفرق بینھم فاتی خلقة یذکرون الدنیا فاغوی بینھم حتی اقتتلوا فقام اھل الذکر فحجز وا بینھم فتفرقوا وعن قتادة قال ان لابلیس شیطانا یقال له تبقب الجمه اربعین سنة فاذا دخل الغلام فی ھذا الطریق قال له دونك انا کنت الھم بمثل ھذا اجلب علیه واقتنه وعن ثابت البنانی قال بلغنا ان ابلیس ظھر لیحیی بن زکریا علیھما السلام فرای علیه معالیق من کل شئ فقال یحیی یا ابلیس ما ھذه المعالیق التی اری علیك قال لھذه الشھوات التی اصیب بھن ابن ادم قال فھل لی فیھا من شئ قال ربما شبعت فثقلتك عن الصلوٰة وثقلتك عن الذکر قال ھل غیر ذلك قال لا والله قال لله علی ان لا املأ بطنی من الطعام ابدا قال ابلیس ولله علی ان لا انصح مسلما ابدا وعن الحارث بن قیس قال اذا اتاك الشیطان وانت تصلی فقال انك ترائی فزدھا طولا وعن ابن عامر سمع عبید بن رفاعة یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم قال کان رجل فی بنی اسرائیل فاخذ الشیطان جاریة فخنقھا والقی فی قلوب اھلھا ان دواءھا عند الراھب فاتی بھا ان یقبلھا فلم یزالوا به حتی قبلھا وکانت عنده فاتاه الشیطان فقال له الان تفضح یاتیك اھلھا فاقتلھا فانك ان تقل ما تت فقتلھا ودفنھا

ترجمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ شیطان کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو یاد خدا کر رہی تھی اُس نے اُن کو فتنے مین ڈالنا چاہا مگر تفرقہ پردازی نہ کرسکا پھر ایک لوگون مین آیا جو دنیا کی باتین کر رہی تھے اُن کو بہکایا یہانتک کہ کشت وخون ہونے لگا خدا کا ذکر کرنیوالے لوگ انمین بیچ بچاؤ کرنے کے لیے اوٹھے اس طور پر اُن مین تفرقہ پڑگیا **قتادہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابلیس کے پاس ایک شیطان ہے جسکو تبقب کہتے ہین اُس کے منہ پر چالیس برس سے لگام چڑھا رہی ہے جب لڑکا اس رستے مین آتا ہی تو اُس شیطان سے کہتا ہی کہ اس لڑکے کو پکڑلے اسی کے لیے مین نے تیرے منہ پر لگام چڑھائی تھی اس پر غلبہ کر اور اُس کو فتنہ مین ڈال **ثابت** بنانی کہتے ہین کہ مجھکو یہ حدیث پہنچی کہ ابلیس حضرت یحییٰ پر ظاہر ہوا۔ اُنہون نے دیکھا کہ سیپر ہر قسم کے (لشکر) ہین پوچھا کہ ای ابلیس یہ لشکر کیسے ہین جو تجھپر نظر آتے ہین کہنے لگا کہ یہ دنیا کی شہوتین ہین جنمین مین فرزند آدم کو مبتلا کرتا ہون حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ کیا انمین میرے واسطے بھی کچھ ہے بولا کہ جب آپ شکم سیر ہوتے ہین تو نماز کا پڑہنا آپ پر گران کر دیتا ہون اور ذکر الٰہی آپ پر بار ہوجاتا ہی حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ اسکے سوا اور بھی کچھ ہی کہا بخدا اور کچھ نہین حضرت یحییٰ نے کہا خدا کی قسم اب مین کبھی ہرگز پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤنگا ابلیس بولا خدا کی قسم مین اب کبھی کسی مسلمان کی خیر خواہی نہین کرونگا **حارث** بن قیس سے روایت ہی کہ جب نماز پڑھنے کی حالت مین تیرے پاس شیطان آوے اور کہے کہ تو ریا کر رہا ہے تو نماز کو خوب طویل کردے ابن **عامر** نے عبید بن رفاعہ سے سُنا وہ رسول اللہ صلعم تک سند پہنچا کر روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا اُسکے زمانے مین شیطان نے اگر ایک لڑکی کا گلا دبایا اور اُس لڑکی کے گھر والون کے دلمین ڈالدیا کہ اسکی دوا راہب کے پاس ہے وہ لوگ اس لڑکی کو لیکر راہب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسکو اپنے پاس رکھو الغرض وہ لڑکی راہب کے پاس رہنے لگی پھر اُس کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ اب تو رسوا ہوجائیگا لڑکی کے گھر والے اگر تجھکو مار ڈالینگے تو اُس لڑکی کو مار ڈال جب لوگ تیرے پاس آئین تو کہدینا کہ مرگئی راہب نے اسکو قتل کیا اور دفنا دیا۔

فاتی الشیطان اھلھا فوسوس الیھم فالقی فی قلوبھم انہ اجلھا ثم قتلھا ودفنھا فاتاہ اھلھا فسألوہ فقال ما
فاخذوہ فاتاہ الشیطان فقال انا الذی اخذتما وانا الذی القیت فی قلوب اھلھا وانا الذی
اوقعتک فی ھذا فاطعنی تنحنی واسجد لی سجدتین فسجد لہ سجدتین فھو قولہ قال اللہ عزوجل کمثل الشیطان
اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف اللہ رب العالمین وقال المصنف وقد رأیت
لھذا الحدیث علی صفۃ اخری عن وھب بن منبہ ان عابدا کان فی بنی اسرائیل وکان من اعبد اھل
زمانہ وکان فی زمانہ ثلاثۃ اخوۃ لھم اخت وکانت بکرا لیست لھم اخت غیرھا فخرج البعث علی ثلاثتھم فلم یدروا
عند من یخلفون اختھم ولا من یامنون علیھا ولا عند من یضعونھا قال فاجمع رأیھم علی ان یخلفوھا عند عابد
بنی اسرائیل وکان ثقۃ فی انفسھم فاتوہ فسألوہ ان یخلفوھا عندہ فتکون فی کنفہ وجوارہ الی ان یفعلوا من غزاتھم
فلما ذلک علیھم ونعوذ باللہ منھم ومن اختھم قال فلم یزالوا بہ حتی اطاعھم فقال انزلوھا فی بیت حذاء صومعتی فانزلوھا
فی ذلک البیت ثم انطلقوا وترکوھا فمکثت فوجد ذلک العابد فکان ینزل الیھا بالطعام من صومعتہ فیضعہ عند باب
الصومعۃ ثم یخلی بابہ ویصعد فی صومعتہ ثم یامرھا فتخرج فتاخذ ما وضع لھا من الطعام

ترجمہ زمان بعد شیطان لڑکی کے گھر والوں کے پاس آیا۔ اور اُن کے دلوں مین وسوسہ ڈالا کہ راہب نے اُس کو پیٹ رکھوایا اور فضیحت
کے خوف سے اُسے قتل کر ڈالا۔ لڑکی کے گھر والے آئے اور پوچھا۔ راہب نے کہا۔ لڑکی مرگئی لوگون نے راہب کو پکڑا شیطان راہب کے پاس آیا اور
کہا کہ دیکھ مین نے ہی اُس لڑکی کا گلا دبایا تھا اور مین نے ہی اُس کے گھر والون کے دلون مین یہ بات ڈالی تھی اور مین نے ہی تجھ کو اس بلا مین
پھنسایا ہے اب میرا کہا مان تو نجات ہوگی مجھکو دو سجدے کرلے راہب نے شیطان کو دو بار سجدہ کیا اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے +
کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر الآیہ یعنی شیطان کی مثال ہے کہ آدمی سے کہتا ہے کافر ہوجا پھر جب وہ کافر ہوگیا تو کہتا ہے
مین تجھ سے الگ ہون۔ مین اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہون **مصنف** نے کہا ہم کو اس حدیث کی روایت ایک اور طرز پر بھی پہنچی
ہے **وہب** بن منبہ کہتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا۔ کہ اُس کے زمانہ مین کوئی عابد اُس کا مقابل نہ تھا اُس کے وقت
مین تین بھائی تھے۔ اُن کی ایک بہن تھی جو بالکرہ تھی اُس کے سوائے وہ اور بہن نہ رکھتے تھے اتفاقاً اُن تینون بھائیون کو کہین لڑائی پر جانا
پڑا اُن کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جس کے پاس اپنی بہن کو چھوڑ جائین اور اُس پر بھروسہ کرین لہذا سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ اُس کو عابد
کے سپرد کر جائین وہ عابد اُن کے خیال کے موافق تمام بنی اسرائیل مین ثقہ و پرہیزگار تھا۔ اُس کے پاس آئے اور اپنی بہن کو حوالہ کرنیکی
درخواست کی کہ جب تک ہم لڑائی سے واپس آئین ہماری بہن آپکے سایۂ عاطفت مین رہے۔ راہب نے انکار کیا اور اُن سے اور اُن
کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی اُنہون نے نہ مانا حتی کہ راہب نے منظور کرلیا۔ اور کہا کہ اپنی بہن کو میرے عبادتخانہ کے سامنے کسی گھر مین
اُنہون نے ایک مکان مین اُس کو لا اتارا اور چلے گئے وہ لڑکی عابد کے قرب مین ایک مدت تک رہی عابد اُس کے لیے کھانا لے کر
چلتا تھا اور اپنی عبادتخانہ کے دروازے پر رکھکر کواڑ بند کرلیتا تھا اور اندر واپس چلا جاتا تھا اور لڑکی کو آواز دیتا تھا وہ اپنی گھر سے آکر کھانا لے جاتی تھی +

قال وهب بن منبه فتلطف له الشيطن فلم يزل يرغبه في الخير ويعظم عليه خروج الجارية من بيتها نهارا ويخوفه
ان يراها احد فيغلقها فلو مشيت بطعامها حتى تضعه على باب سطحها كان اعظم لاجرك فلم يزل به حتى مشى اليها
بطعامها فوضعه في بيتها قال فلبث بذلك زمانا فجاءه ابليس فرغبه في الخير وحثه عليه وقال له لو كنت
وتحدثها فتانس بحديثك فانها قد استوحشت وحشة شديدة قال فلم يزل به حتى حدثها زمانا يطلع اليها من
صومعته قال ثم اتاه ابليس بعد ذلك فقال لو كنت تنزل اليها فتقعد على باب صومعتك وتحدثها وتقعد على باب
بيتها فتحدثك كان انس لها فلم يزل به حتى انزله فاجلسه على باب صومعته فحدثها وتخرج الجارية حتى يقعد على باب بيتها
قال فلبثا زمانا يتحدثان ثم جاءه ابليس فرغبه في الخير والثواب فيما يصنع لها وقال لو خرجت من باب صومعتك
فجلست قريبا من باب بيتها فحدثتها كان انس لها فلم يزل به حتى فعل قال فلبثا بذلك زمانا حتى جاءه ابليس فرغبه
في الخير وفيما له من حسن الثواب فيما يصنع بها وقال لو دنوت من باب بيتها فحدثتها ولم تخرج من بيتها ففعل فكان ينزل من صومعته
فيقعد على باب بيتها فحدثها فلبثا بذلك زمانا ثم جاءه ابليس فقال له لو دخلت البيت معها فحدثتها ولم تترکها تبرز وجهها لاحد
كان احسن بك قال فلم يزل به حتى دخل البيت فجعل يحدثها نهاره كله فاذا امسى عاد الى صومعته قال ثم اتاه

ترجمہ راوی نے کہا کہ پھر شیطان نے عابد کو نرمایا۔ اور اُس کو خیر کی ترغیب دیتا رہا۔ اور لڑکی کا دن مین عبادتخانہ تک آنا اُس پر
گران ظاہر کرتا رہا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکی دن مین کھانا لینے کے لیئے گھر سے نکلے اور کوئی شخص اُسکو دیکھکر اُس کی عصمت مین
رخنہ انداز ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اُسکا کھانا لے کر اُس کے دروازے پر رکھ آیا کرے اسمین اجر عظیم ملیگا۔ غرضکہ عابد کھانا لے کر
اُس کی گھر تک جانے لگا۔ بعد ایک مدت کے پھر شیطان اُس کے پاس آیا اور اُس کو خیر کی ترغیب دی اور اس بات پر
اُبھارا کہ اگر تو اس لڑکی سے بات چیت کیا کرے تو تیرے کلام سے یہ مانوس ہو کیونکہ اُس کو سخت وحشت ہوتی ہے شیطان
نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا حتی کہ راہب اُس سے بات چیت کرنے لگا اپنے عبادتخانہ سے اُتر کر اُس کے پاس آنے لگا۔ پھر شیطان
اُس کے پاس آیا۔ اور اُس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو عبادتخانہ کے در پر اور وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے اور دونون باہم باتین کرو
تاکہ اوسکو انس ہو آخر کار شیطان نے اُسکو صومعہ سے اُتار کر دروازے پر لا بٹھایا۔ لڑکی بھی گھر سے دروازے پر آئی عابد باتین
کرنے لگا ایک زمانے تک یہ حال رہا پھر شیطان نے عابد کو کار خیر کی رغبت دی اور کہا بہتر ہے کہ تو خود لڑکی کے گھر
کے قریب جا کر بیٹھے اور ہمکلامی کرے اسمین زیادہ دلداری ہے عابد نے ایسا ہی کیا۔ شیطان نے پھر تحصیل ثواب کی رغبت دی
اور کہا کہ اگر لڑکی کے دروازے سے قریب ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ اُس کو دروازے تک آنیکی بھی تکلیف نہ اُٹھانی پڑی عابد نے
یہی کیا کہ اپنے صومعے سے لڑکی کے دروازے پر آکر بیٹھتا تھا۔ اور باتین کرتا تھا۔ ایک عرصے تک یہ کیفیت رہی شیطان نے
پھر عابد کو اُبھارا کہ اگر عین گھر کے اندر جا کر باتیں کیا کرے تو بہتر ہے تاکہ لڑکی باہر نہ آوے اور کوئی اُسکا چہرہ نہ دیکھ پائے۔ غرض
عابد نے یہ شیوہ اختیار کیا۔ کہ لڑکی کے گھر کے اندر جا کر دن بھر اُس سے باتین کیا کرتا اور رات کو اپنی صومعے مین چلا آتا۔ اسکے بعد پھر

ابلیس بعد ذلک فلم یزل یزینها له حتی ضرب لعابد علی فخذها وقبلها فلم یزل به ابلیس یحسنها فی عینه ویسوّل
له حتی وقع علیها فاحبلها فولدت غلاما فجاءه ابلیس فقال له ارأیت ان جاءه اخوة هذه الجاریة وقد
ولدت منک غلاما کیف تصنع لا امن علیک ان تفتضحا ویفضحوک فاعمد الی ابنها فاذبحه وادفنه فانها
ستکتم ذلک علیک مخافة اخوتها ان یطلعوا علی ما صنعت بها ففعل فقال له اتراها تکتم اخوتها ما صنعت
بها ففعل فقال خذها فاذبحها وادفنها مع ابنها قال فلم یزل به حتی ذبحها والقمها فی الحفیرة مع ابنها والبث علیها
صخرة عظیمة وسوّی علیها وصعد الی صومعته یتعبد فیها فمکث بذلک ما شاء الله ان یمکث حتی قتل اخوتها
من الغزو فجاؤوه فسألوه عن اختهم فتناهاهم وترحم علیها وبکاها وقال وکانت خیرا مرأة وهذا قبرها
فانظروا الیه فاتی اخوتها القبر فبکوا اختهم وترحموا علیها واقاموا علی قبرها ایاما ثم انصرفوا الی اهلهم قال
فلما جنّهم اللیل واخذوا مضاجعهم اتاهم الشیطان فی النوم فی صورة رجل مسافر فبدأ باکبرهم فنادی عن اختهم فاخبره بقول العابد
وبموتها وترحمه علیها وکیفیة الامر موضع قبرها فکذبه الشیطان وقال لم تقد قتم امر اختکم انه قد احبل اختکم
وولدت منه غلاما فذبحه وذبحها معه خوفا منکم والقاهما فی حفیرة

ترجمہ شیطان اُس کے پاس آیا۔ اور لڑکی کی خوبصورتی اُس پر ظاہر کرتا رہا یہانتک کہ عابد نے لڑکی کے زانو پر اپنا ہاتھ مارا
اور اوسکے رخسارہ کا بوسہ لیا۔ پھر روز بروز شیطان لڑکی کو اُس کی نظروں مین آراستہ دیتا رہا۔ اور اُس کے دل پر غلبہ
کرتا رہا حتی کہ وہ اُس سے ملوث ہوگیا۔ اور لڑکی حاملہ ہوکر ایک لڑکا جنی پھر شیطان عابد کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اب یہ
بتاؤ اگر اس لڑکی کے بھائی آگئے اور اس بچہ کو دیکھا تو تم کیا کروگے۔ مین ڈرتا ہون کہ تم ذلیل ہو جاؤ۔ یا وہ تمہین رسوا
کرین تم اس بچے کو لو اور ذبح کرکے زمین مین گاڑ دو۔ یہ لڑکی اس معاملہ کو ضرور اپنے بھائیون سے چھپائیگی اس خوف
سے کہ کہین وہ نجان لین کہ تمنے اُسکے ساتھ کیا حرکت کی عابد نے ایسا ہی کیا پھر شیطان نے اُس سے کہا کہ کیا تم یقین کرتے ہو کہ یہ
لڑکی تمہاری ناشائستہ حرکت کو اپنے بھائیون سے پوشیدہ رکھے گی ہرگز نہین تم اسکو بھی پکڑوا اور ذبح کرکے بچے کیساتھ دفن کردو
غرض عابد نے لڑکی کو بھی ذبح کیا۔ اور بچہ سمیت گڑھے مین ڈالکر اُسپر ایک بڑا بھاری پتھر رکھدیا اور زمین کو برابر کرکے اپنی
عبادتخانہ مین جاکر عبادت کرنے لگا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد عورت کے بھائی لڑائی سے واپس آئے اور عابد کی پاس جاکر
اپنی بہن کا حال پوچھا عابد نے اُن کو اُس کے مرنیکی خبر دی اور افسوس ظاہر کرکے رونے لگا اور کہا کہ وہ بڑی نیک بی بی تھی دیکھو
اوسکی قبر ہے بھائی قبر پر آئے اور اُس کی لیے دعائے خیر کی اور رہے اور چند روز اوسکی قبر پر پھر اپنے لوگون مین آئے راوی نے کہا جب رات ہوئی اور وہ اپنے
بستر پر سوئے شیطان اُن کو خواب مین ایک مسافر آدمی کی صورت بنکر نظر آیا پہلے بڑے بھائی کی پاس گیا اور اُسکی بہن کا حال پوچھا اوسنے عابد کی اُسکی
مرنیکی خبر دینا اور اُسپر افسوس کرنا اور مقام قبر دکھانا بیان کیا شیطان نے کہا سب جھوٹ ہے تمنے کیونکر اپنی بہن کا معاملہ سچ مان لیا عابد نے
تمہاری بہن سے فعل بد کیا وہ معاملہ چھپکر ایک بچہ جنی عابد نے تمہارے ڈر کے مارے اُس بچہ کو اُسکی ماں سمیت ذبح کیا اور ایک گڑھا کھودکر دونو کو

لہ اظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ بنی اسرائیل کا ہے اور اخیر مین جو یہ فقرہ ہے کہ فقال لہ ابلیس الخ اسکا مضاف محذوف ہے یعنی فقال لہ شیطان ابلیس الخ

اخبرکم

احتفرها خلف باب البیت الذی کانت فیه عن یمین من دخله فانطلقوا فادخلوا البیت فانکم ستجدونهما هالکین جمیعا کما اخبرتکم قال واتی الاوسط فی منامه فقال له مثل ذلک ثم اتی الی اصغرهم فقال له مثل ذلک فلما استیقظ القوم استیقظوا متعجبین بما رای کل واحد منهم فاقبل بعضهم علی بعض یقول کل واحد منهم لقد رایت عجبا فاخبر بعضهم بعضا بما رای قال کبیرهم هذا احلم لیس بشیء فامضوا بنا ودعوا هذا قال اصغرهم لا امضی حتی الی ذلک المکان فانظر فیه قال فانطلقوا جمیعا حتی اتوا البیت الذی کانت فیه اختهم ففتحوا الباب وبحثوا الموضع الذی وصف لهم فی منامهم فوجدوا اختهم وابنهما مذبوحین فی الحفیرة کما قیل لهم فسألوا عنها العابد فصلا ق قول ابلیس فیما صنع بهما فاستعدّ واعلیه ملکهم فاتزل من صومعته وقد مرّ لیصلب فلما اوقفوه علی الخشبة اتاه الشیطان فقال قد علمت انی انا صاحبک الذی فتنتک فی المرأة حتی اجللتها وذبحتها فان انت اطعتنی الیوم وکفرت بالله الذی خلقک خلصتک مما انت فیه قال وکفر العابد بالله فلما کفر العابد بالله خلی الشیطان بینه وبین اصحابه فصلبوه قال ففیه نزلت هذه الآیة کَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکَ الی قوله جزاؤا الظالمین وعن وهب ان راهبا یخلی فی صومعته فی زمن المسیح واراده ابلیس

ترجمہ جس گھر مین وہ تھی اُسکے اندر داخل ہونے مین وہ گڑھا دہنی جانب پڑتا ہے۔ تم چلو اور اُس گھر مین جاؤ تمکو وہان دونون مان بیٹے ایک جگہ مین گے جیسا کہ مین تم سے بیان کرتا ہون۔ راوی نے کہا کہ پھر شیطان منجھلے بھائی کی خواب مین آیا اوس سے بھی ایسا ہی کہا پھر چھوٹے کے پاس گیا اُس سے بھی یہی گفتگو کی جب صبح ہوئی تو سب لوگ بیدار ہوئے اور یہ تینون اپنے اپنے خواب سے تعجب مین تھے ہر ایک آپسمین ایک دوسرے سے بیان کرنے لگا۔ کہ مینے رات عجیب خواب دیکھا سب نے باہم جو کچھ دیکھا تھا۔ بیان کیا بڑے بھائی نے کہا یہ خواب فقط خیال ہے اور کچھ نہین یہ ذکر چھوڑ دو۔ اور اپنا کام کرو چھوٹا کہنے لگا کہ مین تو جبتک اُس مقام کو دیکھ نہ لونگا باز نہ آؤنگا تینون بھائی چلے اور جس گھر مین انکی بہن رہتی تھی آئے دروازہ کھولا۔ اور جو جگہ اُن کو خواب مین بتائی تھی تلاش کی اور جیسا اُنسے کہا گیا تھا اپنی بہن اور اُسکے بچے کو ایک گڑھے مین ذبح کیا ہوا پایا۔ اُنہون نے عابد سے کل کیفیت دریافت کی عابد نے شیطان کے قول کی اپنے فعل کے بارے مین تصدیق کی اُنہون نے اپنے بادشاہ سے جاکر نالش کی عابد صومعے سے نکالا گیا اور اُسکو دار پر کھینچنے کے لیے لیچلے جبکہ اُس کو دار پر کھڑا کیا گیا شیطان اُسکے پاس آیا اور کہا کہ تمنے مجھے پہچانا مین ہی تمہارا وہ ساتھی ہون جسنے تمکو عورت کے فتنے مین ڈالدیا۔ یہانتک کہ تمنے اسکو حاملہ کردیا اور ذبح کرڈالا اب اگر تم میرا کہنا مانو اور جس خدا نے تمکو پیدا کیا ہے اُسکی نافرمانی کرو تو مین تمکو اس بلا سے نجات دون راوی نے کہا کہ عابد خدا سے کافر ہوگیا پھر جب عابد نے کفر باللہ کیا شیطان اُس کو اُس کے ساتھیونکے قبضہ مین چھوڑ کر چلا گیا۔ اُنہون نے اُس کو دار پر کھینچا اسی بارے مین یہ آیت نازل ہوئی کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر الآیہ یعنی شیطان کی مثال ہو کہ انسان سے کہتا ہے کفر کر جب وہ کافر ہوگیا تو کہنے لگا مین تجھسے الگ ہون مین اللہ رب العالمین سے خوف کرتا ہون اس شیطان اور اوس کافر دونون کا انجام یہی ہے کہ دونون ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اور ظلم کرنیوالون کی یہی سزا ہے **وہب** سے روایت ہے کہ حضرت عیسے کے زمانے مین ایک راہب اپنے صومعے

نیز ملاحظہ کرین تعلیم ابلیس صفحہ اس کا اردو ترجمہ

فلم یقدر فتراءاه بکل دامة فلم یقدر علیه واتاه متشبها بالمسیح فقال ان کنت المسیح فما الی لک حاجة الیس قد
امرتنا بالعبادة ووعدتنا القیامة انطق لسانک فلا حاجة لی فیک فانطلق اللعین عنه وترکه **وعن سالم بن**
عبد الله عن ابیه قال لما رکب نوح فی السفینة رای فیها شیخا لم یعرفه فقال له نوح ما ادخلک قال دخلت لا
قلوب اصحابک فتکون قلوبهم معی زاد انهم معک قال نوح اخرج یا عدو الله فقال ابلیس خمس
اهلک بهن الناس وساحدثک منهن ثلاث ولا احدثک باثنتین فاوحی الی نوح قل له انه لا
حاجة لی الی الثلاث ومره یحدثک باثنتین قال بهما اهلک الناس وهما الکبر بن الحسد وبالحسد لعنت
وجعلت شیطانا رجیما والحرص هبط آدم الجنة کلها فاصبت حاجتی منه بالحرص **قال** ولقی ابلیس موسی علیه
السلام فقال یا موسی انت الله اصطفاک الله برسالته وکلمک تکلیما وانا من خلق الله اذنبت وانا اریدان اتوب فاشفع
لی الی ربی عزوجل ان یتوب علی فدعا موسی ربه فقیل یا موسی قد قضیت حاجتک فلقی موسی ابلیس فقال قد امرت
ان تسجد لقبر آدم ویتاب علیک فاستکبر وغضب وقال لم اسجد له حیا اسجد له میتا ثم قال
ابلیس یا موسی ان ذلک علی حقا بما شفعت الی ربک فاذکرنی عند ثلاث لا اهلک فیهن

فقال

ترجمہ تو کچھ قابو نہ چلا اور اُس کے پاس ہر مذہب سے آیا لیکن کسی طرح اُس پر قابو نہیں چلا پھر انکا کہ اُس کو پاس حضرت عیسیٰ کی شبیہ بنکر آیا اور اُس سے کہا کہ اگر تو میرے
ہے تو مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں کیا تو نے ہم کو عبادت کرنے کا حکم نہیں کیا اور قیامت کا وعدہ نہیں دیا چل اور اپنا کام کر مجھے تجھسے کچھ کام
نہیں ابلیس لعین چلا گیا اور اُسے چھوڑ دیا **سالم** بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو اُس
میں ایک انجان بڈھے کو دیکھا۔ حضرت نوح نے اُس سے کہا تو یہاں کیوں آیا اُس نے جواب دیا کہ میں تمہارے یاروں کے دلوں پر
قابو کرنے کو آیا ہوں تاکہ اُن کا دل میرے ساتھ ہوں اور جسم تمہارے ساتھ حضرت نوح نے کہا کہ اے خدا کے دشمن نکل جا۔ ابلیس بولا کہ پانچ
چیزیں ہیں جن سے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں اُن میں سے تین تمہیں بتا دونگا۔ اور دو تمسے نہ کہونگا۔ حضرت نوح کو وحی ہوئی کہ اُس سے کہو تیری کی
مجھے حاجت نہیں وہ دو بیان کرا بلیس نے کہا اُنہیں دو سے میں آدمیوں کو ہلاک کرتا ہوں اور اُن کو کوئی جھوٹ نہیں کہہ سکتا ایک حسد کہ
اُسی کی وجہ سے میں ملعون ہوا اور شیطان مردود کہلایا دوسری حرص کہ حضرت آدم کے لیے تمام جنت مباح کر دی گئی مینے حرص کی بدولت
اُن سے اپنا کام نکال لیا **راوی** نے کہا کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور کہنے لگا اے موسے اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی رسالت کیلئے
برگزیدہ فرمایا ہے اور تم سے ہمکلام ہوا ہے میں بھی خدا کی مخلوق میں شامل ہوں اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ
میرے پروردگار عزوجل کے پاس میری سفارش کیجئے کہ میری توبہ قبول کرے حضرت موسے نے اللہ سے دعا کی حکم ہوا کہ اے موسیٰ ہم تمہاری حاجت
بر لائے پھر حضرت موسے شیطان سے ملے اور کہا کہ مجھے ارشاد ہوا ہے کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر تو تیری توبہ قبول ہو شیطان نے
انکار کیا اور غصے میں آکر کہنے لگا کہ جب مینے آدم کو اُنکی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب مُردے کیا سجدہ کرونگا۔ پھر شیطان نے کہا کہ اے موسیٰ تم نے
جو اپنے پروردگار کے پاس میری سفارش کی ہے اسلیئے تمہارا مجھ پر ایک حق ہے تم مجھکو تین حالتوں میں یاد کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو اُن تین

اذکرنی حین تغضب فان وحی فی قلبک وعینی فی عینک واجری منک مجری الدم واذکرنی حین تلقی الزحف فانی
اتی ابن ادم حین یلقی الزحف فاذکره ولده وزوجته واهله حتی یولی وایاک ان تجالس امرأة لیست بذات محرم
فانی رسولها الیک ورسولک الیها وعن سعید بن المسیب قال ما بعث الله بنیا الا لم ییأس ابلیس ان یهلکه
بالنساء وعن فضیل بن عیاض قال حدثت بعض اشیاخنا ان ابلیس جاء الی موسی وهو یناجی ربه عزوجل فقال له
الملک ویلک ما ترجوه منه وهو علی هذه الحالة یناجی ربه قال ارجو منه ما رجوت من ابیه ادم وهو فی الجنة
وعن عبد الرحمن بن زیاد بن انعم قال بینما موسی جالس فی بعض مجالسه اذ اقبل ابلیس وعلیه برنس له ثلوان
فیه لوانا فلما دنا منه خلع البرنس فوضعه ثم اتاه فقال له السلام علیک یا موسی قال له موسی من انت قال انا ابلیس قال
انت فلا حیاک الله ما جاء بک قال جئتک لاسلم علیک لمنزلتک من الله ومکانک منه قال فما هذا الذی
علیک قال به اختطف قلوب بنی ادم قال فما الذی اذا صنعه الانسان استحوذت علیه قال اذا اعجب بنفسه واستکثر
ونسی ذنوبه واحتقر ذلک تلا تا لا تخل بامرأة لا تحل لک فانه ما خلا رجل بامرأة لا تحل له الا کنت

ترجمہ۔ ایک تو غصے کے وقت مجھکو یاد کرو۔ کیونکہ میرا وسوسہ تمہارے دل میں ہے اور میری آنکھ تمہاری آنکھ میں ہے
اور میں تمہاری رگ و پوست میں خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہوں دوسرے جہاد وغیرہ کی حالت میں میرا خیال کیا کرو کیونکہ میں فرزند آدم کے پاس اُسوقت
جاتا ہوں جب وہ کفار سے مقابلہ کرتا ہے اور اُس کے بال بچے بی بی گھر والے یاد دلاتا ہوں یہانتک کہ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے تیسرے غیر محرم
عورت کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو کیونکہ میں تمہارے پاس اُسکا قاصد ہوں اور اس کے پاس تمہارا پیامبر ہوں سعید بن مسیب سے روایت ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا۔ مگر یہ کہ شیطان اس بات سے ناامید نہیں ہوا کہ اُسکو عورتوں کے ذریعہ سے ہلاک کرے فضیل بن عیاض
کہتے ہیں ہمکو اپنے بعض مشائخ سے یہ حدیث پہونچی کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اُسوقت حضرت موسیٰ اللہ تعالےٰ سے باتیں
کرتے تھے۔ شیطان سے فرشتے نے کہا وای ہو تجھپر اس حالت میں کہ حضرت موسیٰ اپنے پروردگار سے باتیں کر رہے ہیں تو اُن سے کیا خواہش رکھتا ہے جو امید یا کہ میں انسے وہ
ہوں جو اس کے باپ آدم سے بہشت میں چاہتا تھا عبد الرحمن بن زیاد بن انعم سے روایت ہے کہ ایک وقت حضرت موسیٰ کسی مجلس میں
بیٹھے تھے اتنے میں ابلیس اُن کے پاس آیا اور اُسکے سر پر کلہ دار ٹوپی تھی جسمیں طرح طرح کے رنگ تھے جب حضرت موسیٰ سے قریب ہوا تو
ٹوپی اُتار ڈالی اور سامنے رکھ لی پھر اگر سلام علیک کیا حضرت موسیٰ نے کہا تو کون ہے بولا میں ابلیس ہوں تجھسے بولے خدا تجھے زندہ
نہ رکھے تو کیوں آیا کہنے لگا میں آپکو سلام کرنے کے لیئے آیا تھا کیونکہ آپکا مرتبہ اور آپکی منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہے حضرت
موسیٰ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو میںنے تیرے سر پر دیکھی تھی۔ کہا کہ اُس سے اولاد آدم کے دلونکو لبھا لیتا ہوں پوچھا کہ بھلا یہ تو
بتا کہ وہ کونسا کام ہے جسکے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال
کرتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے اے موسیٰ میں تمکو تین باتوں سے ڈراتا ہوں ایک تو غیر محرم عورت کیساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا
کیونکہ جب کوئی شخص غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ میں بذات خود ہوتا ہوں +

صاحبه دون اصحابی حتی افتنه بها ولا تعاهد الله عهدا لا وفیت به فانه ما عاهد الله احد عهدا الا کنت صاحبه
دون اصحابی حتی احول بینه وبین الوفاء به ولا تخرجن صدقة الا امضیتها فانه ما اخرج رجل صدقة فلم
یمضها الا کنت صاحبه دون اصحابی حتی احول بینه وبین الوفاء بها ثم ولی وهو یقول یا ویلاه ثلاثا تعلم
موسی ملیحذر ابنی آدم **وعن** حسن بن صالح قال سمعت ان الشیطان قال للمرأة انت نصف جندی وانت سهمی الذی ارمی به فلا اخطی وانت موضع سری وانت رسولی فی حاجتی **وعن** عقیل بن معقل بن اخی وهب بن منبه قال سمعت وهبا یقول قال راهب للشیطان ویلک ای اخلاق بنی آدم اهون لک علیهم قال الجدة ان العبد اذا کان حدیدا قلبناه کما یقلب الصبیان الکرة **وعن** ثابت قال لما بعث النبی صلی الله علیه وسلم جعل ابلیس یرسل شیاطینه الی اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فیجیئون بعضهم لیس فیما شیء فقال مالکم لا تصیبون منهم شیئا فقالوا ما صحبنا قوما قط مثل هؤلاء قال ردیلهم عسی ان تفتح لهم الدنیا هنالک تصیبون حاجتکم منهم **وعن** ابی موسی الاشعری قال اذا اصبح ابلیس بث جنوده فیقول من افضل مسلما البسه التاج

حسین

الرحمن

ترجمہ میرے ساتھی نہین ہوتے یہانتک کہ اُس عورت کی ساتھ اُس کو فتنے مین ڈالدیتا ہون دوسرے اللہ تم سے جو عہد کرواُسکو پورا کیا کرو کیونکہ جب کوئی اللہ تعالےٰ سے عہد کرتا ہی تو اُس کا ہمراہی اپنے ساتھیونکو چھوڑکر مین خود ہوتا ہون یہانتک کہ اُس شخص اور وفاء عہد کے درمیان حائل ہوجاتا ہون تیسری جو صدقہ نکالا کرو اُسے جاری کردیا کرو کیونکہ جو کوئی صدقہ نکالتا ہی اور اُسی جاری نہین کرتا تو مین اُس صدقہ اور اوسکے پورا کرنے کے بیچ مین حائل ہوجاتا ہون اور یہ کام بذات خود کرتا ہون اپنے ساتھ والونسے نہین لیتا یہ کہکر شیطان چلدیا اور تین بار کہا ہای افسوس موسی نے وہ باتین جان لین جن سے بنی آدم کو ڈرائیگا **حسن** بن صالح کہتے ہین مجھے سنا ہی کہ شیطان عورت سے کہتا ہی تو میرا آدھا لشکر ہی اور تو میرے لیے ایسا تیر ہے کہ جسکو مارتا ہون نشانہ خطا نہین کرتا۔ اور تو میری بھید کی جگہ ہے اور تو میری حاجت برلانے مین قاصد کا کام دیتی ہے **عقیل** بن معقل بن اخی وہب بن منبہ نے کہا مجھے وہب سے سنا کہ ایک راہب پر شیطان ظاہر ہوا اُس نے اُس سے پوچھا کہ اولاد آدم کی کونسی ایسی خصلت ہی جو اُن کی بار مین تیری بہت معاون ہوتی ہے شیطان نے جواب دیا کہ تیزی غضب جب انسان تند مزاج ہوتا ہے تو ہم شیاطین اُس کو اسطرح اُلٹتے پلٹتے ہین جیسے لڑکے گیند کو اُلٹھکاتے پھرتے ہین **ثابت** سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس لعین نے اپنے شیاطین کو اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجنا شروع کیا وہ سب نامراد لوٹے اور اپنے کارروائی کے دفتر اُسی طرح سادہ لیگئے کچھ اُن مین نہین لکھا تھا شیطان نے اُن سے کہا تمکو کیا ہوگیا اس قوم پر کچھ بھی حملہ نکرسکے اُنہون نے جوابدیا کہ ہمنے ایسے لوگ آجتک نہین دیکھے ابلیس نے کہا خیر اسوقت انکو جانے دو اور درگذر کرو عنقریب دنیاوی فتوحات انکو حاصل ہونگی اُس وقت تم انسے خاطرخواہ اپنا مطلب نکال لوگے **ابوموسی** اشعری سے مروی ہی کہ جب صبح ہوتی ہی ابلیس اپنے لشکرونکو منتشر کردیتا ہی پھر کہتا ہی کہ جو تم مین سے کسی مسلمان کو گمراہ کریگا مین اُس کو تاج پہناؤن گا۔

قال فیقول له القائل لم ازل بفلان حتی طلق امرأته قال یوشك ان یتزوج ویقول اخر لم ازل بفلان حتی عق قال یوشك ان یبر قال ویقول القائل لم ازل بفلان حتی شرب قال انت قال ویقول لم ازل بفلان حتی زنے قال فیقول انت قال ویقول لم ازل بفلان حتی قتل فیقول انت انت **وعن الحسن** قال کانت شجرة تعبد من دون الله فجاء الیها رجل فقال لاقطعن هذه الشجرة فجاء لیقطعها غضبا لله فصور له الشیطان فی صورة انسان فقال ما تریدان اقطع هذه الشجرة التی تعبد من دون الله قال اذا انت لم تعبدها فما یضرك من عبدها قال لاقطعها فقال له الشیطان هل لك فیما هو خیر لك لا تقطعها ولك دینار ان کل یوم اذا اصبحت عندوسادتك قال فمن ضمن لی بذلك قال انا لك فرجع واصبح فوجد دینارین عند رأسه ثم اصبح بعد ذلك فلم یجد شیئا فقام فذهب غضبا لیقطعها فتمثل له الشیطان فی صورة فقال ترید قال اری قطع هذه الشجرة التی تعبد من دون الله قال کذبت مالك الی ذلك من سبیل لیقطعها فضرب به الارض وخنقه حتی کاد یقتله قال تدری من انا انا الشیطان جئت اول مرة غضبا لله فلم یکن لی علیك سبیل فحدثت بالدینارین فترکتها فلما جئت غضبا للدینارین سلطت علیك **وعن** مجاهد قال ابلیس خمسة من ولده قد جعل کل واحد منهم علی شیء من امره

قال فیقول انت وعن الحسن قال کانت

فلم

دینارا

وسادته اقطع

ترجمہ راوی نے کہا کہ ایک اُن مین سے آکر بیان کرتا ہی کہ مین نے فلان مسلمان سے اُس کی بی بی کو طلاق ہی دلوا کر چھوڑا۔ ابلیس کہتا ہے۔ عجب نہین کہ دوسری شادی کرلے ایک اَور بیان کرتا ہے کہ مین نے فلان مسلمان سے اُس کے مان باپ کی نافرمانی ہی کرا کر چھوڑی شیطان کہتا ہے عجب نہین کہ وہ پھر اُن کی خدمت کرے گا ایک اَور بیان کرتا ہے کہ مین نے فلان کو شراب پلا کر چھوڑی شیطان کہتا ہے تو نے بڑا کام کیا۔ ایک اَور بیان کرتا ہی کہ مین نے فلان مسلمان کو زنا کرا کے چھوڑا شیطان کہتا ہے تو نے بھی بڑا کام کیا ایک اَور کہتا ہی کہ مین نے فلان سے قتل ہی کرا کر چھوڑا شیطان کہتا ہی تو نے بہت ہی بڑا کام کیا **حسن** کہتے ہین کہ ایک درخت تھا جسکی لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے اُس درخت کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ مین اس درخت کو ضرور کاٹ ڈالون گا یہ کہکر خدا کے خوف سے اُس نے درخت کے کاٹنے کا قصد کیا اتنے مین شیطان ایک انسان کی صورت اختیار کر کے اُس کے سامنے آیا اور کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے اُس شخص نے جواب دیا کہ اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہون جسکو لوگ خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہین شیطان نے کہا کہ جب تم اس درخت کی پرستش نہین کرتے تو دوسرون کی عبادت کرنے سے تمہارا کیا نقصان ہے اُس نے جواب دیا کہ مین اُسکو ضرور کاٹونگا شیطان نے کہا کیا تمہارے لیے ایسی چیز چاہتے ہو جو تمہارے لیے بہتر ہو اس درخت کو مت کاٹو تم کو ہر روز علی الصباح دو دینار تکیہ کے نیچے سے ملا کرین گے اُس نے کہا کہ تمہاری بات کا ضامن کون ہے شیطان بولا مین خود ذمہ وار ہون وہ شخص واپس لوٹ آیا اگلے روز صبح کو دو دینار اپنے سرہانے پائے پھر جو دوسرے دن صبح کو اُٹھا تو اُسے کچھ نہ ملا غصے مین آکر درخت کو کاٹنے کے لیے اُٹھا شیطان اُس کے پاس آدمی کی صورت مین آیا تو کہا تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہون جسکی خدا کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے شیطان نے کہا تو جھوٹا ہے تو خدا کے خوف سے اس کو نہین کاٹتا وہ شخص درخت کو کاٹنے لگا شیطان نے اُس کو زمین پر دے مارا اور اُس کا گلا گھونٹ دیا قریب تھا کہ اُس کا دم نکل جاوے پھر اُس سے کہا تو مجھے جانتا ہے کہ مین کون ہون مجھکو شیطان کہتے ہین پہلی بار تو خدا کے واسطے غصہ مین بھرا ہوا آیا تھا تو مین تجھپر قابو نہ پا سکا۔ اس لیے تجھ کو فریب دیا کہ دو دینار ملا کرین گے تو نے اُس کو چھوڑ دیا اب جب کہ تو دینارون کے لیے غصہ کر کے آیا تو مین تجھ پر غالب ہوا **مجاہد** نے کہا کہ ابلیس کی اولاد مین سے پانچ ہین جن مین سے ہر ایک کو ایک کام پر جس کا اُس نے حکم کیا ہے مقرر کر رکھا ہے +

ثم سماهم فذکر تترا والاعور ومسبوط وداسم وزلنبور فاما تتر فهو صاحب المصیبات الذی یامر بالشور وشق الجیوب ولطم الخدود
ودعوی الجاهلیة واما الاعور فهو صاحب الزنی الذی یامر به ویزینه واما مسبوط فهو صاحب الکذب الذی یسمع فیلقی الرجل فیخبره
بالخبر فیذهب الرجل الی القوم فیقول لهم قد رایت رجلا اعرف وجهه ولا ادری ما اسمه حدثنی بکذا وکذا واما داسم فهو الذی یدخل
الرجل الی اهله یریه العیب فیهم ویغضبه علیهم واما زلنبور فهو صاحب السوق الذی یرکز رایته فی السوق **وعن مخلد بن**
حسین قال ما تذنب الله تعالی العباد الی شیء الا اعترض فیه ابلیس بامرین مایا بایهما ظفر اما غلوا فیه واما تقصیر
عنه **وعن عبد الله بن عمر** ویقول ان ابلیس موتوفی الارض السفلی فاذا تحرک کان کل شر فی الارض بین اثنین فصاعدا
من تحرکه **قال المصنف** قلت وفتن الشیطان ومکائده کثیرة وسیاتی فی غضون هذا الکتاب ما یلیق بکل
موضع انشاء الله تعالی ولکثرة فتن الشیطان وتشبثها بالقلوب عزه السلامة فان من یدعوا
الی ما یحث علیه الطبع فهو کمن اد لسفینة صغیرة فیا سرعة انحدارها
ولما رکب الهوی فی هاروت وماروت لم یستمسکا فاذا رات
الملائکة مؤمنا قد مات علی الایمان تعجبت من سلامته **وعن**
عبد العزیز بن رفیع قال اذا عرج بروح العبد المؤمن الی السماء قالت
الملائکة سبحان الذی نجا هذا العبد من الشیطان ویحه کیف نجا

ترجمہ اور اُن کے نام یہ ہین تتر اعور مسبوط داسم زلنبور تتر کا اختیار ہین تو مصیبتونکا کاروبار ہی جنمین لوگ ہائے واویلا کرتے ہین اور گریبان پھاڑتے ہین اور مُنہ پر
طمانچے مارتے ہین اور ایام جاہلیت کی سی باتین کرتے ہین اور اعور زنا کا حاکم ہی گویا زنا کا مرتب کرتا ہی اور اُسی کا اچھا کر کے دکھاتا ہی اور مسبوط اُس کذب و دروغ پر مامور ہی جسمین لوگ کان لگا کر سنتے ایک
انسان سے ملتا ہی جھوٹی خبر اُسکو دیتا ہی وہ شخص لوگونکی پاس آتا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے ایک انسان کو دیکھا جسکی صورت پہچانتا ہون مگر نام نہین جانتا مجھسے ایسا
ایسا کہتا تھا اور داسم کا کام یہ ہی کہ آدمی کیساتھ اُسکی گھر مین داخل ہوتا ہی اور گھر والونکی عیب اُسکو دکھاتا ہی اور اُس کو اُن پر غضبناک کرتا ہی اور زلنبور بازار
کا مختار ہی بازار مین اگر اپنا جھنڈا گاڑتا ہی **مخلد** بن حسین کہتے ہین کہ اللہ تعالی بندونکو کسی شی کی طرف نہین بلاتا مگر یہ کہ شیطان اُس مین دخل دیکر دو
مین سے ایک کام گذرتا ہی یا تو وہ اُس شے مین افراط کرتے ہین یا اُس سے کوتاہی کرتے ہین **عبد اللہ بن عمر** کہتے ہین کہ شیطان سب سے نیچے والی زمین مین
جکڑا ہوا ہی پھر جب وہ جنبش کرتا ہی تو زمین پر سب شر و فساد جو کہ دو یا زیادہ شخصون مین پیدا ہوتا ہی وہ اُس کی حرکت سے ہوتا ہی **مصنف** نے کہا مین کہتا
ہون کہ شیطان کے مکر اور فتنے بہت ہین اور انشاء اللہ تعالی اس کتاب مین اپنی اپنی موقع پر بیان ہونگے اور چونکہ شیطان کے فتنے بکثرت ہین اور دلونکو گھیرے ہوے
ہین اس لیے انسان کو اُسکے مکایدسے بچنا مشکل ہی کیونکہ جو شخص آدمی کو اُسکی مرغوب الطبع چیز پر اُبھارتا ہی تو وہ ایسا ہی جیسی کشتی کے لئے دریا کا بہاو
ہوتا ہی دیکھو کس تیزی سے کشتی روان ہوتی ہی۔ اور جبکہ ہاروت و ماروت مین خواہش نفسانی کا مادہ پیدا کر دیا گیا۔ تو وہ ضبط نہ کر سکے لہذا جب فرشتے
کسی مسلمان کو ایمان پر مرتا ہوا دیکھتے ہین تو اُسکی سلامت بچنے سے تعجب کرتے ہین **عبد العزیز** بن رفیع کہتے ہین کہ جب بندہ مومن کی روح آسمان پر لے
جاتے ہین تو فرشتے کہتے ہین سبحان اللہ اس بندے کو خدا نے شیطان سے نجات دی تعجب ہے کہ یہ بیچارہ کیونکر بچ گیا ❁

ذکر الاعلام بان مع کل انسان شیطانا وعن ابن نشیط انہ حدثہ عروۃ الزبیر ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج من عندہا لیلا قالت فغرت علیہ فجاء فرای ما اصنع فقال مالک یا عائشۃ اغرت فقلت وما لی لا یغار مثلی علی مثلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوقد اخذ شیطانک قلت یا رسول اللہ اومعی شیطان قال نعم قلت ومع کل انسان شیطان قال نعم قلت ومعک یا رسول اللہ قال نعم ولکن ربی عزوجل اعانی علیہ حتی اسلم قال المصنف انفرد باخراجہ مسلم ویجیئ فی لفظ اخر اعانی علیہ فاسلم قال ابو سلیمان الخطابی عامۃ الرواۃ یقولون فاسلم علی مذہب الفعل الماضی یریدون ان الشیطان قد اسلم الا سفیان بن عیینۃ فانہ یقول فاسلم ای اسلم من شرہ وکان یقول ان الشیطان لا یسلم قال المصنف قلت قول ابن عیینۃ حسن وہو یظہر اثر المجاہدۃ لمخالفۃ الشیطان الا ان حدیث ابن مسعود کانہ یرد قول ابن عیینۃ وہو ما اخبرنا بہ عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ عزوجل اعانی علیہ فلا یامرنی الا بحق وعن سالم عن ابیہ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نشیط عروۃ بن

ما یتعلق بہ

وانا اقول

ترجمہ (بیان اسکا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہی) ابن نشیط کہتے ہین کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی پاس سے اُٹھکر باہر تشریف لیگئے حضرت عائشہ کہتی ہین مجکو رشک ہوا پھر آپ تشریف لائے تو مجکو سوچ مین پایا فرمایا اے عائشہ تجکو کیا ہوا کیا تجھ رشک ہوا مینے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا مجھ ایسی عورت کو آپ ایسے کے بارے مین کیونکر رشک نہو آپنے فرمایا اے عائشہ کیا تجھپر تیرا شیطان غالب آیا مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ شیطان ہی فرمایا ہان مین نے عرض کیا اور کیا ہر آدمی کے ساتھ شیطان ہی فرمایا ہان مین نے عرض کیا اور آپکے ساتھ یا رسول اللہ فرمایا ہان میرے ساتھ بھی ہی مگر میرے پروردگار عزوجل نے مجھکو اُسپر غالب کردیا ہی کہ وہ مسلمان ہوگیا مصنف نے کہا یہ حدیث فقط مسلم مین ہے۔ اور دوسرے لفظ مین یون آئی ہے کہ خدا تعالی نے مجکو اُسپر غالب کردیا پس مین اُسکے شر سے بچا رہتا ہون ابو سلیمان خطابی نے کہا عامہ رواۃ لفظ فاسلم کو بصیغہ ماضی غائب کہتے ہین یعنی وہ شیطان مسلمان ہوگیا مگر سفیان بن عیینہ فاسلم بصیغہ مضارع متکلم کہتے ہین یعنی مین اُسکے شر سے بچا رہتا ہون سفیان کا قول ہی کہ شیطان مسلمان نہین ہوتا مصنف نے کہا مین کہتا ہون کہ ابن عیینہ کا قول حسن ہے اور اس سے ریاضت و محنت کشی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان اس کے مخالف ہے لیکن بظاہر عبد اللہ بن مسعود کی حدیث ابن عیینہ کے قول کو رد کرتی ہے چنانچہ عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہین۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم مین سے کوئی فرد بشر نہین۔ مگر اُس کے ساتھ ایک ہمراہی جن اور ایک ہمراہی فرشتہ موکل ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اور آپ کے ساتھ یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ عزوجل نے اس پر مجھے غالب کردیا۔ اس لیے مجکو حق بات کے سوا نہین بتاتا سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما من احد الا وقد وكل به قرينه من الجن قالوا وانت يا رسول الله قال وانا الا ان الله اعانني عليه فاسلم فلا يامرني الا بخير قال المصنف انفرد باخراجه مسلم وسالم هو ابن ابي الجعد واسم ابي الجعد رافع وظاهره اسلام الشيطان ويحتمل القول الاخر بيان ان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم عن صفية بنت حيي قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم معتكفا فاتيته ازوره ليلا فحدثته ثم قمت فانقلبت فقام معي يقلبني وكان منزلها في دار اسامة بن زيد فمر رجلان من الانصار فلما رايا النبي صلى الله عليه وسلم اسرعا فقال النبي صلى الله عليه وسلم على رسلكما انها صفية بنت حيي فقالا سبحان الله يا رسول الله قال ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم واني خشيت ان يقذف في قلوبكما شرا او قال شيئا اخرجاه في الصحيحين قال ابو سليمان الخطابي وفي هذا الحديث من العلم استحباب ان يتحرز الانسان من كل امر من المكروه مما تجري به الظنون ويخطر بالقلوب وان يطلب السلامة من الناس باظهار البراءة من الريب قال ويحكى في هذا عن الشافعي رحمه الله انه قال خاف النبي صلى الله عليه وسلم ان يقع في قلوبهما شيء من امره فيكفرا وانما قال هذا شفقة عليهما لا على نفسه ذكر التعوذ من الشيطان قال المصنف قد امر الله عز وجل بالتعوذ من الشيطان

يقلبني

ترجمہ ۔ کہ ہر ایک آدمی کیساتھ اُسکا قرین موکل ہے ۔ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ آپکی ساتھ فرمایا میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو اُسپر غالب کردیا ۔ لہذا وہ اسلام لے آیا تو اب مجھکو نیک کام کے سوا نہین بتاتا **مصنف** رح کہا یہ حدیث فقط مسلم ہی نے اور سالم راوی حدیث ابو الجعد کے بیٹے ہین اور ابو الجعد کا نام رافع ہے حدیث کے ظاہر الفاظ سے شیطان کا اسلام لانا پایا جاتا ہے اور احتمال دوسرے قول کا بھی ہے **بیان** اس بات کا کہ شیطان آدمی مین خون کی طرح دوڑتا ہے حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی نے کہا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین تھے مین رات کو آپکی زیارت کے لیئے گئی اور آپ سے باتین کرکے واپس آنے لگی آپ میرے ساتھ مجھکو گھر پہنچانے کے لیئے ہولیئے حضرت صفیہ کا مکان اسامہ بن زید کے احاطہ مین تھا اتنے مین دو آدمی انصار کے نمودار ہوئے انہون نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۔ تو تیزی کے ساتھ آگے بڑھے آپنے اُن سے فرمایا ٹھیرو ٹھیرو میرے ساتھ صفیہ ہے ۔ وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ یہ آپ کیا فرماتے ہین ۔ ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے جسم مین خون کی طرح دوڑتا ہے مین اس بات سے ڈرا کہ کہین تمہارے دلون مین خیال فاسد یا فرما دیا کوئی بات نہ ڈال دے یہ حدیث صحیحین ہی کی ہے ۔ ابو سلیمان خطابی نے کہا کہ اس حدیث مین فقہی بات یہ ہے کہ انسان کو ہر ایسے امر مکروہ سے بچنا مستحب ہے جس سے بدگمانیان پیدا ہون اور دلونمین خطرے گذرین اور چاہیئے کہ عیب سے اپنی برات ظاہر کرکے لوگون کی طعن سے بچنے کی کوشش کرے اسی بنا پر نبی صلعم سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کا خوف ہوا کہ کہین اُن دونون انصاریون کے دلمین کوئی خیال ناقص آوے جسکی وجہ سے وہ کافر ہوجائین اور یہ آپکا فرمانا اُن کی بہتری کے لیئے تھا کچھ اپنے نفع کے واسطے نہین ۔

شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان

مصنف رح کہتے ہین کہ اللہ عزوجل نے ایک تو تلاوت قرآن مجید کے وقت شیطان سے

عند التلاوة فقال تعالى وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وعند السحر قال سبحانه وتعالى قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الى آخر السورة فاذا امر بالحرز من شرهٗ فى هذين الامرين فكيف فى غيرهما **وعن** ابى التياح قال قلت لعبد الرحمن بن حبيش ادركت النبى صلى الله عليه وسلم قال نعم قلت كيف صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة كادته الشيطين فقال ان الشيطين تحدرت تلك الليلة على رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاودية والشعاب وفيهم شيطان بيده شعلة نار يريدان يحرق بها وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهبط اليه جبريل فقال يا محمد قل ما اقول قال قل اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقا يطرق بخير يا رحمن قال فطفئت نارهم وهزمهم الله تبارك وتعالى **وعن** عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ان الشيطان ياتى احدكم فيقول من خلقك فيقول الله تبارك وتعالى فيقول فمن خلق الله فاذا وجد احدكم ذلك فليقل امنت بالله ورسله فان ذلك يذهب عنه **وعن** عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطان لمة بابن ادم

قل اعوذ برب الناس

فيهبط اليه التامة

ترجمہ پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا **واذا قرات القران فاستعذ بالله** الخ یعنی جب تم قرآن شریف پڑھا کرو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو دوسرے جادو کیے جانے کے وقت چنانچہ ارشاد فرمایا **قل اعوذ برب الفلق** الخ جبکہ ان دو موقعون مین شیطان کے شر سے بچنے کا حکم فرمایا تو دوسرے موقعون کا تو کیا ذکر **ابو التیاح** کہتے ہین مین نے عبد الرحمن بن حبیش سے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے وہ بولے ہان مینے کہا بھلا یہ تو بتاؤ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر شیاطین نے مکر گانٹھا تھا۔ تو آپنے کیا کیا تھا اُنہون نے جواب دیا کہ شیاطین جنگل کی نالیون سے اور پہاڑون کی گھاٹیون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اور اُن مین سے ایک شیطان اپنے ہاتھ مین آگ کا شعلہ لیے ہوئے تھا چاہتا تھا کہ آپکے چہرۂ مبارک کو جلادے اتنے مین آپکے پاس حضرت جبریل آئے اور کہا یا رسول اللہ کہیے فرمایا کیا کہون۔ کہا یہ دُعا پڑھیے۔

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر كل طارق الا طارقا يطرق بخير يا رحمن راوی نے بیان کیا کہ اس دعا کے پڑھنے سے شیاطین کی آگ بجھ گئی اور خدا نے اُن کو شکست دی **عائشہ** رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا۔ وہ کہتا ہے خدا نے پھر پوچھتا ہے۔ کہ خدا کو کس نے بنایا۔ بس جب تم مین سے کسی کے دل مین یہ خیال آئے تو یون کہنا چاہیے **امنت بالله ورسله** اُس کے کہنے سے یہ خیال جاتا رہیگا **عبد اللہ** ابن مسعود کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند آدم کو شیطان بھی چھوتا ہے۔

وللملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد بالشر وتكذيب بالحق واما لمة الملك فايعاد بالخير وتصديق
بالحق فمن وجد من ذلك شيئا فليعلم انه من الله فليحمد الله ومن وجد الاخرى فليتعوذ من الشيطن ثم
قرأ الشيطن يعدكم الفقر ويأمركم بالفحشاء قال المصنف وقد رواه جرير عن عطاء فوقفه على ابن مسعود
وعن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعوذ الحسن والحسين فيقول اعيذكما بكلمات
الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة ثم يقول هذا كان ابي ابراهيم عليه السلام يعوذ
اسمعيل واسحق اخرجاه في الصحيحين قال ابوبكر الانباري لهامة واحد الهوام ويقال هي كل نسمة تهم
بالسوء واللامة الملمة وانما قال لامة لتوافق لفظ هامة فيكون ذلك اخف على اللسان وعن ثابت قال
قال مطرف نظرت فاذا ابن ادم معلق بين يدي الله عزوجل وبين ابليس فان شاء ان يعصمه عصمه وان تركه ذهب به ابليس
قد حكي عن بعض السلف انه قال لتلميذه ما تصنع بالشيطن اذا سول لك الخطا قال اجاهده
قال فان عاد قال اجاهده قال فان عاد قال اجاهده قال هذا يطول عليك ولكن استعث بصاحب الغنم يكفه عنك
ما تصنع قال اكابده وارده بجهدي قال هذا يطول عليك ولكن استعث بصاحب الغنم يكفه عنك

هكذا في نسخ هامة وكذا في

ترجمہ اور فرشتہ بھی مس کرتا ہے جب شیطان چھوتا ہے تو وہ برائی میں پڑجاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور جب فرشتہ مس کرتا ہے تو
نیکی کیطرف جھکتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے جب تمہارے دل میں خیال نیک آئے تو سمجھ لو خدا کی طرف سے ہے اور اللہ تعالے
کا شکر کرو اور جب بری بات جی میں آئے تو شیطان سے پناہ مانگو پھر آپنے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر و
یامرکم بالفحشاء الخ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور بری باتیں بتاتا ہے **مصنف** رح نے کہا کہ اس حدیث
کو جریر نے عطا سے اور عطا نے ابن مسعود سے موقوفا روایت کیا ہے **ابن عباس** رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کیلئے تعوذ فرماتے تھے اور اسطرح کہتے تھے اعیذکما بکلمات اللہ التامۃ من کل
شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ پھر فرماتے تھے کہ اسیطرح میرے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسمعیل و اسحاق کے لیئے
پناہ مانگا کرتے تھے یہ حدیث صحیحین میں ہے **ابوبکر** انباری نے کہا ھامہ واحد ہوام اور ہامہ اس مخلوق کو کہتے ہیں جو بدی کا قصد
کرے اور لامہ بمعنی ملمہ ہے یعنی رنج پہنچنے والی اور حدیث میں لامۃ فقط ھامۃ کی مناسبت سے آیا ہے اور زبان پر خفیف ہے **ثابت** سے روایت ہے کہ مطرف نے
کہا کہ میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ فرزند آدم اللہ عزوجل اور ابلیس کے درمیان میں پڑا ہے اگر خدا چاہتا ہے کہ اس کو محفوظ رکھے تو بچا لیتا ہے اور اگر چھوڑ دیتا ہے
تو شیطان اس کو لیجاتا ہے بعض سلف سے حکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب شیطان گناہ کو تیری نظر میں آرایش دیگا تو تو کیا کریگا اس نے جواب
دیا کہ میں اس کو محنت میں ڈالونگا ان بزرگ نے کہا کہ اگر پھر دوبارہ ایسا کرے تو تو کیا کریگا شاگرد نے کہا کہ اس کو مشقت میں ڈالونگا ان بزرگ نے فرمایا کہ یہ بات بہت
بڑی ہے یہ بتا کہ اگر تو کسی بکریوں کے گلے پر گذرے تو گلے کا کتا تجھ پر حملہ کرے اور تجھ کو چلنے سے باز رکھے تو تو کیا کریگا اس نے کہا میں کتوں کو مار ڈالونگا
اور بقدر امکان رساؤں ان بزرگ نے کہا یہ تیرے لیے بہت آسان ہے تو کتے کے مالک کو کیا کریگا اور وہ تم کو مشقت میں ڈالنے لگا

قال للصنف قلت واعلم ان مثل ابلیس مع المتقی والمخلط کمثل رجل جالس لیس بین یدیه طعام فمر به کلب فقال له اخساء فذهب فمر باخر بین یدیه طعام ولحم وکلما خساه لم یبرح فالاول مثل المتقی یرد الشیطان فیکفیه قرده الذکر والثانی مثل المخلط لایفارقه الشیطان لمکان تخلیطه **الباب الرابع فی معنی التلبیس والغرور** قال **المصنف** التلبیس اظهار الباطل فی صورة الحق والغرور نوع جهل یوجب اعتقاد الفاسد صحیحا اوردیا جیدا وسببه وجود شبهة اوجبت ذلک وانما یدخل ابلیس علی الناس بقدر ما یمکنه ویزید تمکنه منهم ویقل علی مقدار خطهم وغفلتهم وجهلهم وعلمهم **واعلم** ان القلب کالحصن وعلی ذلک الحصن سور وللسور ابواب وفیه ثلم وساکنه العقل والملائکة یتردد ون الی ذلک الحصن والی جانبه ریض فیه الهوی والشیاطین تختلف الی ذلک الریض من غیر مانع وللحرب قائم بین اهل الحصن واهل الریض والشیاطین لاتزال تدور حول الحصن تطلب غفلة الحارس او السور ومن بعض الثلم فینبغی للحارس ان یعرف جمیع ابواب الحصن الذی قد وکل بحفظه وجمیع الثلم وان لایفتر عن الحراسة لحظة فان العدو مایفتر **قال رجل للحسن البصری** أینام ابلیس قال لو نام لوجدنا راحة

ترجمہ مصنف نے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ جاننا چاہیئے ابلیس کی مثال متقی اور دنیادار کے ساتھ ایسی ہی جیسے ایک آدمی بیٹھا ہوا اور اُس کے سامنے کھانا ہو اُس پر کتے کا گذر ہوا اور اُس نے اُس کو دھتکارا تو وہ جھٹ چلدیا پھر وہ دوسرے شخص پر گذرا اور اُس کے کھانا اور گوشت ہو جب وہ اُس کو دم اٹھتا ہے تو وہ بھاگتا نہیں۔ پہلی مثال متقی کی ہے کہ اُس کے پاس شیطان آتا ہے تو اُس کے دور کرنے کے لیے فقط ذکر خدا کافی ہے اور دوسری مثال دنیادار کی ہے کہ اُس سے شیطان جدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہر ایک سے ملا جلا رہتا ہے +

چوتھا باب تلبیس اور غرور کے معنوں میں **مصنف** نے کہا تلبیس کے معنی باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرنا ہے اور غرور ایک قسم کی نادانی ہے جس کی وجہ سے فاسد عقیدہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور ناقص چیز اچھی نظر آتی ہے اور اس نادانی کا سبب فقط کسی ایسے شبہ کا وجود ہے جس سے یہ بات پیدا ہوئی اور ابلیس اپنے حتی المقدور لوگوں کے پاس آتا ہے اور اُن پر قابو پانا چاہتا ہے اور اُس کا غالب ہونا آدمیوں کی عقل و دانش اور جہل و علم کے موافق کم و بیش ہوتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ انسان کا دل مثل قلعے کے ہے اور اُس قلعے کی ایک چار دیواری ہے اور اُس چار دیواری میں دروازے ہیں اور روزن ہیں اُس میں عقل رہتی ہے اور فرشتے اُس قلعے میں آتے جاتے رہتے ہیں اور قلعے کے ایک طرف ریض ہے اُس میں خواہشات اور شیاطین آتے جاتے ہیں جن کو کوئی نہیں روکتا قلعے والوں اور ریض والوں میں لڑائی ہوتی ہے اور شیاطین قلعے کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاسبان غافل ہو جاوے یا کسی روزن سے آڑ ہٹ جائے تو قلعے میں گھس پڑیں۔ لہذا پاسبانوں کو چاہیئے کہ اُن کو قلعے کے جن جن دروازوں کے لیے مقرر کیا ہے اُن کی خبر گیری رکھیں اور تمام روزنوں کا خیال رکھیں اور پاسبانی سے ایک لحظہ بیخبر نہ ہوں کیونکہ دشمن موقعہ کا منتظر ہے۔ اور بیخبر نہیں **کسی شخص** نے حسن بصری سے پوچھا کہ یا حضرت کیا کبھی شیطان سوتا بھی ہے **جواب** دیا کہ شیطان کو نیند آتی تو ہم لوگوں کو بہت راحت ملتی +

مستتر

وهذا الحصن مستنير بالذكر مشرق بالايمان فيه مراة صيقلة يترا فيها صور كما يمر به فاقل ما يقعد الشياطين
فى الربض اكثار الدخان لتسود حيطان الحصن وتصدأ المراة وشمال الفكر ترد الدخان وصيقل الذكر يجلو المراة
وللعدو حملات فتارة يحمل فيدخل الحصن فيكر عليه الحارس فيخرج وربما دخل فغاب وربما اقام بغفلة الحارس
وربما كدت الريح الطاردة الدخان فتسود حيطان الحصن وتصدأ المراة فيهرم الشيطان ولا يدرى به وربما خرج الحارس
بغفلته واسر واستخدم واقيم يستنبط الحيل فى موافقة الهوى ومساعدته وربما صار كالفقيه فى الشر قال
بعض السلف رايت الشيطان فقال لى قد كنت القى الناس فاعلمهم فصرت القاهم واتعلم منهم وربما هجم الشيطان على
الزكى الفطن ومعه عروس الهوى قد جلاها فيتشاغل الفطن بالنظر اليها فيستتبسره وان
اقوى العدو والذى يوثق به الاسر الجهل واوسطه فى القوة الهوى واضعفه
الغفلة ومادام درع الايمان على المرء متين فان نيل العدو
لا يقع فى مقتل وعن الحسن بن صالح يقول ان الشيطان ليفتح للعبد
تسعة وتسعين بابا من الخير يريد به بابا من الشر

ترجمہ - پھر وہ قلعہ ذکر خدا سے روشن اور ایمان سے پر نور ہے - اُس مین ایک جلا کیا ہوا آئینہ ہے جس
مین صورتین نظر آتی ہین جب شیاطین رمنہ مین بیٹھتے ہین تو پہلے دھوان کثرت سے کرتے ہین جس سے قلعے کی دیوارین سیاہ ہوجاتی
ہین - اور آئینہ زنگ آلود ہوجاتا ہے یہ دھوان فکر کی ہوا سے زائل ہوتا ہی اور آئینہ پر ذکر الٰہی صیقل کا کام کرتا ہی دشمن کا حملہ
کئی طرح سے ہوتا ہے کبھی تو قلعے کے اندر آنے لگتا ہے تو پاسبان اُسپر حملہ کرتا ہے اور کبھی داخل ہوکر چھپ رہتا ہے اور
کبھی پاسبان کی غفلت سے قلعے مین قیام کرتا ہی - بسا اوقات دھوئین کو اڑا دینے والی ہوا ٹھیر جاتی ہے تو قلعے کی دیوارین سیاہ
رہتی ہین - اور آئینہ مین زنگ ہوتا ہے - تو شیطان جلد آتا ہی - اور اُس کو کوئی نہین جانتا - اور اکثر اوقات پاسبان اپنی غفلت کی
وجہ سے باہر چلا جاتا ہی - تو قید کرلیا جاتا ہی - اور اُس سے شیاطین خدمت لیتے ہین اور وہ ہوائے نفسانی کی موافقت کرکے خوشدلی
سے لشکر شیاطین مین رہ جاتا ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شر و فساد کا گرو گھنٹال بن جاتا ہے **ایک** بزرگ کہتے ہین مین نے
شیطان کو دیکھا - اُس نے مجھسے کہا - کہ ایک زمانہ وہ تھا - کہ مین لوگون سے ملتا تھا - تو اُن کو تعلیم دیتا تھا اب یہ حالت ہے کہ اُن سے
ملتا ہون اور خود تعلیم لیتا ہون اور اکثر اوقات شیطان ہوشمند اور عاقل آدمی پر ہجوم کرتا ہی اور خواہش نفسانی کو ایک دولہن کی
صورت مین اُس کی نظرون مین جلوہ گر کرتا ہی وہ شخص اُس کو دیکھکر شیطان کی قید مین پھنس جاتا ہے اور زیادہ قوی دشمن جب
کی زنجیر مین آدمی جکڑ جاتا ہے جہل و نادانی ہے اُس سے کم خواہش نفسانی ہی اُس کے بعد ایک دشمن ضعیف غفلت ہے جبتک ایمان
کی زرہ مومنون پر رہتی ہے اوس وقت تک دشمن کا تیر کارگر نہین ہوتا **حسن بن صالح** کہتے ہین کہ شیطان آدمی کے
لیئے ننانوے دروازے نیکی کے کھولدیتا ہے جس سے ایک دروازہ برائی کا مقصود ہوتا ہے +

وعن الاعمش قال حدثنا رجل کان یکلم الجن قالوا لیس علینا اشد ممن یتبع السنة واما اصحاب الاهواء فانا نلعب بهم لعبا الباب الخامس فی ذکر تلبیسه فی العقائد والدیانات ذکر تلبیسه علی السوفسطائیة قال المصنف هؤلاء قوم ینسبون الی رجل یقال له سوفسطا زعموا ان الاشیاء لا حقیقة لها فان ما نشاهده یجوز ان یکون علی ما نشاهده ویجوز ان یکون علی غیر ما نشاهده وقد اورد العلماء علیهم بان قالوا لمقالتکم هذه حقیقة ام لا فان قلتم لا حقیقة لها وجوزتم علیها البطلان فکیف یجوز ان تدعوا الیها لا حقیقة له فانکم تقرون بهذا القول انه لا یحل قبول قولکم وان قلتم لها حقیقة فقد ترکتم مذهبکم قال المصنف وقد ذکر مذهب هؤلاء ابو محمد الحسن بن موسی النوبختی فی کتاب الآراء والدیانات وقال رأیت کثیرا من المتکلمین قد غلطوا فی امر هؤلاء غلطا بینا لانهم ناظروهم وجاثوهم ورامو ا بالحجاج والمناظرة والرد علیهم ولم یثبتوا حقیقة الامر والمشاهدة فکیف تکلم من یقول لا ادری اتکلمنی ام لا وکیف یناظر من یزعم انه لا یدری اموجود هو معه ام لا وکیف یخاطب من یدعی ان المخاطبة بمنزلة السکوت فی الابانة وان الصحیح بمنزلة الفاسد قال ثم انه انما یناظر من یقر بضرورة ویعترف بامر فجعل ما یقربه سببا الی التصحیح ما یجحده فاما من لا یقر بذلک فجادلته مطروحة

السوفطائیة

نستبعده

الامر

ترجمہ۔ اعمش نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو جنوں سے باتین کرتا تھا کہ شیاطین باہم گفتگو کرتے تھے کہ جو لوگ سنت نبوی کے تابع ہین وہ ہمارے لیے نہایت ہی سخت ہین لیکن جو خواہش نفسانی کے بندے ہین اُن کے ساتھ تو ہم کھیلتے ہین +

پانچوان باب شیطان کا عقائد و دیانات مین تلبیس کرنا۔ (سوفسطائیہ کے لیے شیطان کی تلبیس کا بیان) **مصنف** کہا۔ سوفسطائیہ ایک قوم ہے جو ایک شخص کیطرف منسوب ہین جسکو سوفسطا کہتے ہین اس قوم کا خیال ہی کہ اشیاء کی کوئی حقیقت نہین کیونکہ جو چیز ہم دیکھتے ہین ممکن ہی کہ جیسی ہم دیکھتے ہین ویسی ہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ اُسکے خلاف ہو علماء نے اُن پر یہ اعتراض کیا ہے اور پوچھا ہی کہ تمہارے اس قول کی کوئی حقیقت ہی یا نہین اگر تم کہو کہ کچھ حقیقت نہین اور اس بطلان کو جائز رکھو تو ایسا دعوے جسکی کوئی حقیقت نہین کیونکر جائز ہو سکتا ہی اس لیئے کہ تم اس قول سے اقرار کرتی ہو کہ تمہاری بات قابل تسلیم نہین۔ اور اگر تم یہ کہو کہ اس قول کی حقیقت ہے تو تم نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا **مصنف** نے کہا کہ ان لوگون کے مذہب کا تذکرہ **ابو محمد** حسن بن موسے نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات مین کیا ہی اور کہا ہی کہ مین نے اکثر علماء متکلمین کو دیکھا کہ اس جماعت کی بابت مین اُنہون نے صریح غلطی کی کیونکہ اُنہون نے اس قوم سے بحث و مباحثہ کیا اور دلائل اور مناظرہ سے اُنکی تردید کی حالانکہ یہ لوگ حقیقت اور امر اور مشاہدہ ہی کو ثابت نہین کرتے پھر ایسے شخص سے کیونکر کلام کرے جو کہتا ہی کہ مجھے نہین معلوم۔ تم مجھ سے کلام کرتے ہو یا نہین اور ایسا آدمی کس طرح مناظرہ کرتا ہی۔ جو اتنا نہین جانتا کہ خود وہ موجود ہے یا معدوم اور ایسا انسان کیسے خطاب کرتا ہی جو خطاب کو بمنزلہ سکوت سمجھنے کا دعوی کرتا ہی اور صحیح کو شامل فاسد کے خیال کرتا ہی نوبختی نے کہا پھر مناظرہ وہی شخص کرتا ہے جو ایک ضرورت کا مقر ہو اور ایک امر کا معترف ہو اور جسکا وہ مقر ہوا سکو ایسی چیز کی صحت کا سبب قرار دے جس سے وہ منکر ہو لیکن جو شخص اُسکا معترف نہوا سکا مجادلہ اعتبار سے ساقط ہے

وقال المصنف قلت وقد رد هذا الكلام ابو الوفا بن عقيل فقال ان اقواما قالوا كيف نكلم هؤلاء وقائم
ما يمكن الجادل ان يقرب المعقول الى المحسوس ويستشهد بالشاهد فيستدل به على الغائب وهؤلاء لا
يقولون بالمحسوسات فيم يكلمون قال وهذا كلام ضيق العطن ولا ينبغي ان يؤيس من معالجة هؤلاء فان اعتاهم ليس بأكثر
من الوسواس فلا ينبغي ان يضيق عطننا عن معالجتهم فانهم قوم آخر جتهم عوارض الخراف مزاج وما شابهها
مثلهم الا كمثل رجل رأى ولدا احول فلا يزال يرى القمر بصورة قمرين حتى انه لم يشك في ان في السماء قمرين
فقال له ابوه انما القمر واحد وانما السوء في عينك فط عينك الحولاء وانظر فانما فعل قال اري قمرا واحدا اني
غطيت احدى عيني فغاب احدهما فجاء من هذا القول شبهة ثانية فقال له ابوه ان كان ذلك كما ذكرت
فغط الصحيحة ففعل فرأى قمرين فعلم صحة ما قاله ابوه وعن محمد بن عيسى النظام قال
مات ابن لصالح بن عبد القدوس فمضى اليه ابو الهذيل ومعه النظام وهو غلام
حدث كا لمتوجع له فرآه منخرفا فقال ابو الهذيل لا اعرف لجزعك وجها اذ كان
الناس عندك كالزرع فقال صالح يا ابا الهذيل انما اجزع عليه لانه لم يقرأ
كتاب الشكوك فقال له ابو الهذيل وما كتاب الشكوك قال هو كتاب وضعته

ترجمہ مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ اس کلام کو ابو الوفا بن عقیل نے رد کیا۔ اور کہا ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ ہم سوفسطائیان
سے کیا کلام کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ مباحثہ کرنیوالا معقول کو محسوس سے ملائے اور شاہد کو پیش کر کے اوسکی وجہ سے غائب پر
دلیل لاوے حالانکہ یہ لوگ سرے سے محسوسات ہی کے قائل نہیں ابو الوفا کہتے ہیں اور یہ کلام تنگ حوصلگی ہے یہ چاہیئے کہ ان لوگوں کے معالجہ سے مایوس ہو کر فارغ ہو جائیں
کیونکہ ان کو جو کچھ خبط ہوا ہے وہ فقط وسواس سے زیادہ نہیں لہذا ایسا زیبا نہیں کہ اُن کے تعرض سے حوصلہ تنگ کیا جاوے کیونکہ یہ
وہ لوگ ہیں جنکو برگشتگی مزاج کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہماری اور اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو خدا نے بھینگا بیٹا بخشا وہ ہمیشہ
ایک چاند کو دو چاند دیکھتا ہے حتے کہ اُس کو اس امر میں کوئی شک و شبہہ نہیں رہتا کہ آسمان پر دو چاند ہیں اُس سے اُس کا باپ کہتا ہے
کہ چاند ایک ہی ہے صرف قصور تیری آنکھ کا ہے اپنی عیب دار آنکھ بند کر کے دیکھ جب وہ لڑکا اسطرح کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں ایک چاند
اسوجہ سے دیکھتا ہوں کہ ایک آنکھ بند کیے ہوں دوسرا چاند غائب ہو گیا اب اس قول کیا اور شبہہ پیدا ہو گیا پھر اسکے باپ نے کہا
کہ اگر تیرے قول کے مطابق اسوجہ سے ایک چاند جاتا رہا۔ تو اچھی آنکھ بند کر کے نظر کر جب اُس نے ایسا کیا تو دو چاند دکھائی دیے اب
اُسنے باپ کی بات کو درست جانا محمد بن عیسی نظام نے کہا۔ کہ صالح بن عبد القدوس کا ایک بیٹا مر گیا اُس کی پاس ابو الہذیل کا گذر ہوا میں
بھی اُنکی ہمراہ تھا اور اس زمانے میں میں لڑکا تھا صالح نے دردناک آواز سے گفتگو کی اس کی حالت متغیر دیکھکر ابو الہذیل نے کہا کہ تجھے
رنج و غم کی کوئی وجہ نہیں کھلتی کیونکہ تمہارے نزدیک آدمی ایسے ہیں جیسے کھیتی صالح نے جوابدیا کہ اے ابو الہذیل میں بیٹے کا غم محض اسلیے کرتا
ہوں کہ اُس نے کتاب الشکوک کو نہ پڑھا ابو الہذیل نے پوچھا کتاب الشکوک کیا ہے کہنے لگا۔ ایک کتاب ہے جو میں نے تصنیف کی ہے

من قرأه يشك فيما قد كان حتى يتوهم انه لم يكن وفيما لم يكن حتى يظن انه قد كان فقال له
النظام فشك انت فى موت ابنك واعمل على انه لم يمت وان كان قد مات وشك ايضا انه قرأ
الكتاب وان كان لم يقرأه وحكى ابو القاسم البلخى ان رجلا من السوفسطائية كان يختلف الى
المتكلمين فاتاه مرة فناظره فامر المتكلم باخذ دابته فلما خرج لم يرها فرجع اليه وقال سرقت دابتى
فقال ويحك لعلك لم تات راكبا قال بلى قال فكر فقال هذا امر اتيقنه فجعل يقول له تذكر فقال
ويحك ما هو موضع تذكر انا لا اشك انى جئت راكبا قال فكيف تدّعى انه لا حقيقة لشئ فان حال اليقظان
كحال النائم فرجع السوفسطائى ورجع عن مذهبه **فصل** قال ابو محمد النوبختى وقد زعمت فرقة من المتجاهلين
انه ليس للاشياء حقيقة ولا صحة فى نفسها بل حقيقتها عند كل قوم على حسب ما يعتقد فيها فان العسل
يجده صاحب المرة الصفراء مُرًّا ويجده غيره حلوا قالوا فكذلك العالم قديم
عند من اعتقد قدمه محدث عند من اعتقد حدوثه واللون جسم عند من
يعتقده جسما وعرضا عند من اعتقده عرضا قالوا فلو توهمنا عدم المعتقدين
وقف الامر على وجود من يعتقد قال وهولاء من جنس السوفسطائية فيقال لهم اقوالكم

ترجمہ جو اسکو پڑھتا ہی اُس کو ہو چکی ہوئی چیز وںمین شک پڑتا ہے یہانتک کہ اُس کو وہم ہو جاتا ہی کہ نہین ہوئین اور جو باتین نہین
ہوئین اُن مین شبہہ ہوتا ہی حتی کہ خیال کر لیتا ہے کہ ہو چکین نظام کہتے ہین بیٹے صالح سے کہا کہ پھر اب تم بھی اپنے بیٹے کے مرنے
مین شک کرو اور اسپر عمل کرو کہ وہ نہین مرا گو کہ مر چکا اور شبہہ مین پڑ جاؤ کہ اُس نے کتاب الشکوک پڑھ لی اگرچہ نہین پڑھی +
ابو القاسم بلخی حکایت کرتے ہین کہ ایک سوفسطائی شخص کسی متکلم کے پاس آیا جایا کرتا تھا ایک بار اُن کے پاس آیا اور کچھ
مناظرہ کیا اُن عالم نے کسی سے کہدیا کہ اس شخص کی سواری کہین لے جاؤ جب وہ سوفسطائی باہر آیا تو اپنی سواری کو نہ پایا عالم کے پاس
گیا اور کہنے لگا کہ میری سواری چوری گئی عالم نے جواب دیا کہ یہ کیا کہتے ہو شاید تم سواری پر نہ آئی ہو گے اُسنے کہا کیون نہین عالم نے کہا سوچ لو
وہ کہنے لگا مین اس امر کا یقین کرتا ہون عالم نے بار بار کہنا شروع کیا کہ یاد کر لو وہ کہنے لگا آپ کیا فرماتے ہین یہ کچھ یاد کرنیکی بات نہین مجکو
کامل یقین ہی کہ مین سوار ہو کر آیا ہون عالم نے کہا پھر تم کیونکر دعوے کرتے ہو کہ اشیا کی کوئی حقیقت نہین کیونکہ حالت بیداری اور حالت خواب
یکسان ہے سوفسطائی لاجواب ہوا اور اپنی مذہب سے رجوع کیا **فصل** ابو محمد نوبختی نے کہا کہ ایک نادانون کا جرگہ خیال کرتا ہی کہ اشیا کی حقیقت
خاص ایک نہین بلکہ ہر شی کی حقیقت ہر قوم کے نزدیک اُن کے اعتقاد کے موافق ہی مثلاً شہد صفراوی مزاج والے کو تلخ معلوم ہوتا ہی اور دوسرونکو
شیرین اسیطرح عالم کو بھی جو لوگ قدیم مانتے ہین اُنکی نزدیک قدیم ہی اور جو حادث جانتے ہین اُنکی نزدیک حادث ہی اور رنگ کو جو لوگ جسم فرض کرتے
ہین اُنکی نزدیک جسم ہی اور جو عارض سمجھتے ہین اُنکی نزدیک عارض ہی پھر وہ کہتے ہین کہ اب ہم اگر اعتقاد رکھنے والونکو بھی معدوم خیال کرین
تو یہ اعتقاد رکھنے والے کے وجود پر موقوف ہوگا نوبختی نے کہا یہ لوگ بھی سوفسطائیہ کی قسم سے ہین ان کے جواب مین کہا جاتا ہی کہ کیا یہ تمہارا قول

فسیقولون هو صحیح عندنا باطل عند خصمنا قلنا دعوٰکم صحة قولکم مردودة واقرارکم بان مذهبکم
عند خصمکم باطل شاهد علیکم ومن شهد علی قوله بالبطلان من وجه فقد کفی خصمه بتبیین فساد
مذهبه وسما یقال لهم اتثبتون للمشاهدة حقیقة فان قالوا لا لحقوا بالاولین وان قالوا حقیقتنا
علی حسب الاعتقاد فقد نفوا عنها الحقیقة فی نفسها وصار الکلام معهم کالکلام مع الاولین **فصل** قال
النوبختی ومن هؤلاء من قال ان العالم فی ذوب وسیلان قالوا ولا یمکن الانسان ان یتفکر فی الشیء
الواحد مرتین لتغیر الاشیاء دائما فیقال لهم کیف علمتم هذا وقد انکرتم ثبوت ما یوجب العلم وربما
کان احدکم الذی نجیبه الان غیر الذی کلمناه ذکر **تلبیسه علی الدهریة** قال المصنف
قد اوهم ابلیس خلقا کثیرا انه لا اله ولا صانع وان هذه الاشیاء کانت بلا مکون وهؤلاء لما لم
یدرکوا الصانع بالحس ولم یستعملوا فی معرفة العقل حدوده وهل یشک ذو عقل فی وجود صانع فان
الانسان لو مر بقاعا لیس فیها بنیان ثم عاد فرأی حائطا مبنیا علم انه لا بد له من بان بناه فهذا
المهاد الموضوع وهذا السقف المرفوع وهذه الابنیة العجیبة والقوانین الجاریة علی وجه الحکمة اما تدل علی صانع

ترجمہ تو وہ کہین گے۔ کہ ہان ہمارے نزدیک صحیح ہے اور ہمارے مخالف کے نزدیک باطل ہی ہم جواب دینگے
کہ تمہاری قول کا صحیح ہونا مردود ہے اور تمہارا یہ اقرار کرنا کہ تمہارا مذہب تمہارے مخالف کی نزدیک باطل ہے تمپر حجت ہے اور جو کسی وجہ سے
اپنے قول کے باطل ہونے پر حجت لائے تو اُس کا مخالف اسکے فساد مذہب کے ظاہر کرنے مین کافی و غالب ہوجائیگا اور ایک دوسرا جواب اس قوم کا یہ ہے
کہ اُن سے پوچھا جاوے تم مشاہدہ کے لیئے کوئی حقیقت ثابت کرتے ہو یا نہین اگر وہ کہین کہ نہین تو اسکا جواب اول الذکر
جماعت مین مذکور ہوچکا اور اگر کہین کہ مشاہدہ کی حقیقت اعتقاد پر موقوف ہے تو اُنہون نے اُس سے نفس حقیقت کی نفی کردی
اب اُن کے ساتھ وہی کلام ہوگا جو پہلے فرقہ کیساتھ تھا **فصل** نوبختی نے کہا اس قوم مین سے بعض ایسے ہین جو کہتے ہین۔ کہ
عالم گھلتا رہتا ہے اور بہتا رہتا ہے اُن کا قول ہے کہ انسان ایک شئی کو دوبار ذہن مین نہین لاسکتا کیونکہ اشیاء ہمیشہ متغیر
ہوتی رہتی ہین اُن کو جواب دیا جاتا ہے کہ تم کو یہ علم کہان سے آگیا حالانکہ تم خود اُسی چیز کا انکار کرتے ہو جسکی وجہ سے یہ علم آیا۔
دوسرے جب ہم تم مین سے کیکو جواب دینگے تو وہ شخص وہ نہ ہوگا جس سے ہم نے کلام کیا تھا **شیطان** کی تلبیس کا ذکر **مصنف** نے کہا ابلیس نے بہت سی مخلوق کو وہم مین ڈال دیا ہے کہ نعوذ باللہ۔ کوئی معبود اور صانع نہین اور یہ اشیاء بغیر
کسی موجود کنندہ کے وجود مین آگئین ان لوگون نے جبکہ صانع کو جس کے ذریعہ سے نہ پایا۔ اور اسکی معرفت کے لیے عقل کو
کام مین نہ لائے تو اُس کی ہستی کا انکار کر بیٹھے کیا بھلا کوئی عاقل آدمی صانع کے وجود مین شک لاسکتا ہے اگر انسان کا گذر کسی میدان مین
ہوتا ہے جہان کوئی عمارت نہو پھر کبھی دوبارہ وہان دیوار کھڑی دیکھے تو یقینًا جانیگا۔ کہ اس دیوار کا کوئی بنانیوالا ہے پھر کیا یہ فرش زمین اور
یہ آسمان بلند اور یہ عجیب بنیادین اور حکمت کی موافق جاری قوانین صانع مطلق پر دلالت نہین کرتے

وما احسن ما قال بعض العرب ان البعرة تدل علی البعیر فهیکل علوی یهدیٰ اللطافة ومرکز سفلی یهدیٰ الکثافة
اما یدلان علی اللطیف الخبیر ثم لو تامل الانسان فی نفسه لکفیٰ دلیلا وشفی غلیلا فان فی هذا الجسم من الحکم
ما لا یسع ذکره فی کتاب ومن تامل تحدید الانسان لیتقطع وتعریض الاضراس لتطحن واللسان
یقلب الممضوغ وتسلط الکبد علی الطحن للطعام ینضجه ثم ینفذ الی کل جارحة قدرها یحتاج الیه من الغذاء وهذه
الاصابع التی قد هیئت فیها العقد لتنطوی وتنفتح فیمکن العمل ولم یوف لکثرة عملها اذ لو جوّفت لصدها
الشیٔ القوی فکسرها وجعل بعضها اطول من بعض لتستوی اذا ضمت واخفی ما فی البدن ما به قوامه وهو
النفس التی اذا ذهبت فسد والعقل الذی یرشد الی المصالح وکل شیٔ من هذه الاشیاء ینادی انی الله
شک وانما یخبط الجاحد لانه طلبه من حیث الحس ومن الناس من جحده لانه ما اثبت وجوده من حیث
الجملة لم یدرکه من حیث التفصیل فنجد اصل الوجود ولو اعمل هذا الفکر لعلم ان لنا اشیاء لا تدرک
الا جملة کالنفس والعقل ولم یمنع احد من اثبات وجودها وهل
الغایة الا اثبات الخالق جملة وکیف یقال کیف هو وما هو ولا کیفیته ولا ماهیة ومن

ترجمہ کسی عرب نے کیا خوب کہا ہی ان البعرة تدل علی البعیر فهیکل علوی یهدیٰ اللطافة ومرکز سفلی یهدیٰ الکثافة اما
یدلان علی اللطیف الخبیر یعنی اونٹ کی مینگنی اونٹ پر دلالت کرتی ہے۔ پھر پیکر علوی اس لطافت سی اور مرکز سفلے اس
کثافت سے کیا لطیف و خبیر پر دلالت نہین کرتے پھر اگر انسان اپنے نفس مین تامل کری تو اُس کے واسطے ایک کافی وشافی دلیل موجود
ہے کیونکہ اس جسم انسانی مین وہ حکمتین ہین جن کے بیان کی کتاب مین گنجایش نہین جو شخص غور کریگا کہ دانت اس لیئے تیز ہین تاکہ
ٹکڑے کرین ڈاڑین اسلیئے چوڑی ہین کہ پیس ڈالین اور زبان لقمہ کو اولٹتی پلٹتی ہے اور جگر طعام پر مسلط ہی اُسے پکاتا ہی پھر ہر خارجی
حصہ کو بقدر ضرورت غذا پہونچاتا ہے اور ان انگلیون مین اسلیے گرہین لگائین تاکہ کھلین اور بند ہو جائین اور کام کر سکین پھر انگلیون
کو ہڈی سے خالی نرا گوشت ہی نہ رکھا۔ کیونکہ اگر پولی ہوتین تو مضبوط چیز سے اُنہین صدمہ پہونچتا اور ٹوٹ جاتین پھر کوئی انگلی بڑی
کوئی چھوٹی بنائی جب سب ملجاتی ہین تو برابر ہو جاتی ہین اور بدن انسانی مین اُس چیز کو پوشیدہ کیا جس سے بدن قائم ہے۔ وہ
نفس ہے جس کے نکلجانے سے بدن فاسد ہو جاتا ہی۔ اور عقل ہے جو مصلحتون کی ہدایت کرتی ہی ان چیزون مین سے ہر ایک بآواز بلند پکار
کر کہتی ہی کہ انی الله شک کیا خدا کی ہستی مین کوئی شبہہ ہی منکرین فقط اسوجہ سے بیراہ ہو گئے کہ اُنہون نے خدا کو حس
ظاہری کے ذریعے سے طلب کیا بعض لوگون نے اسلیئے خدا کا انکار کیا کہ جسکا وجود اجمالی طور پر ثابت کیا گیا اُنہون نے تفصیلی
حیثیت سے اُسکا ادراک نکیا لہذا اصل وجود ہی سے منکر ہو گئے اور اگر یہ لوگ اپنے غور و فکر کو کام مین لاتے تو جان لیتے کہ خود ہم مین
ایسی چیزین ہین جنکا ادراک ہم اجمالی طور پر کرتے ہین جیسے نفس اور عقل حالانکہ کوئی انکا وجود ثابت کرنے سے باز نہین رہا اور زیادہ سے زیادہ اتنا
ہی کہ خالق کا وجود مجمل طور پر ثابت کیا جاتا ہی اور یہ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ کیسا ہی اور کیا ہی جب کہ نہ اُس کی کوئی کیفیت ہے نہ ماہیت

ومن الادلة القطعية على وجوده ان العالم حادث بدليل انه لا يخلو من الحوادث وكل ما لا
ينفك من الحوادث حادث ولا بد لحدوث هذا الحادث من سبب وهو الخالق سبحانه وللملحدين اعتراض
يتطاولون به على قولنا لا بد للصنعة من صانع فيقولون انما تعلقتم في هذا بالشاهد واليه تقاضيتم فنقول
كما انه لا بد للصنعة من صانع فلا بد للصورة الواضعة من الصانع من مادة تقع الصورة فيها كالخشب
لصورة الباب والحديد لصورة الفاس قالوا فدليلكم الذي تثبتون به الصانع يوجب قدم العالم والجواب
انه لا حاجة بنا الى مادة بل نقول ان الصانع اخترع الاشياء اختراعا فانا نعلم ان الصور و
الاشكال المتجددة في الجسم كصورة الدولاب ليس لها مادة وقد اخترعها ولا بد لها من مصور فقد
اريناكم صورة وهي شيء جاءت لا من شيء ولا يمكنكم ان تروا صنعة جاءت لا من صانع ذكر
تلبيسهم على الطبايعيين قال المصنف لما رأى ابليس قلة موافقته على وجود الصانع لكون العقول
شاهدة بانه لا بد للمصنوع من صانع حسن لاقوام ان هذه المخلوقات فعل الطبيعة وقال ما من شيء
يخلق الا من اجتماع الطبائع الاربع فيه فدل على انها الفاعلة

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی قطعی دلائل مین سے ایک یہ ہے کہ عالم حادث ہے کیونکہ وہ حوادث سے خالی نہین اور جو چیز کہ حوادث سے کبھی نہ ہو وہ حادث ہے اب اس حادث کے حدوث کا کوئی سبب ہونا ضرور ہے وہی سبب خالق سبحانہ وتعالیٰ ہے **ملحدین** زبان درازی سے ہمارے اس قول پر اعتراض کرتے ہین کہ صنعت کے لیے کوئی صانع ضرور ہوتا ہے وہ کہتے ہین کہ تمہارا اس بارے مین اس دلیل پر دارمدار ہے اور اسی دلیل سے تم فیصلہ کرتے ہو ہم کہین گے کہ جسطرح صنعت کے لیے صانع کا ہونا ضرور ہے اسی طرح اس صورت کیلیے جو صانع نے بنائی ایک مادہ کا ہونا لازمی ہے جسمین وہ صورت واقع ہو جیسے لکڑی دروازے کی صورت کے لیے اور لوہا کلہاڑی کی صورت کے واسطے ملحدین کہتے ہین کہ اب جس دلیل سے تمنے صانع کا وجود ثابت کیا تھا اسی دلیل سے عالم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے **جواب** یہ ہے کہ ہمکو مادہ کی کوئی حاجت نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ صانع نے اشیاء کی ایجاد و اختراع کی ہے کیونکہ ہم جانتے ہین کہ جسم مین صورتین اور اشکال متجددہ جیسے دولاب کی صورت اُس مین کوئی مادہ نہین حالانکہ صانع نے اس صورت کو اختراع کیا ہے اور اُس کے لیے مصور کا ہونا ضرور ہے اب ہم نے تم کو ایک ایسی صورت دکھادی جسکا وجود عدم محض سے ہوا۔ اور تم ہم کو کوئی ایسی صنعت نہین دکھا سکتے جو بغیر کسی صانع کے ظہور مین آئی ہو۔

شیطان کی تلبیس کا ذکر طبایعین پر **مصنف** رح نے کہا کہ جب شیطان نے دیکھا۔ کہ صانع کا انکار کرنے مین اُسکی بات کہانی جاتی ہے کیونکہ عقلین اس بات کی شاہد ہین کہ مصنوع کے لیے صانع کا ہونا لازم ہے تو چند اقوام کی نگاہون مین اس عقیدہ کو زینت دی کہ یہ تمام مخلوقات صرف طبیعت کا فعل ہے اور سمجھایا کہ دنیا مین جو اشیا ہین وہ سب چارون طبیعتون کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہین جس سے معلوم ہوا کہ وہ طبیعتین ہی فاعل ہین

الطبائع کا ردیع

وجواب هذا ان نقول اجتماع الطبائع دليل على وجودها لا على فعلها ثم قد ثبت ان الطبائع لا تفعل الا باجتماعها وامتزاجها وذلك يخالف طبيعتها فدل على انها مقهورة وقد سلموا انها ليست بحية ولا عالمة ولا قادرة ومعلوم ان الفعل المتسق المنتظم لا يكون الا من عالم حكيم فكيف يفعل فرس ليس بعالم ولا ومن ليس بقادر قادرا فان قالوا فلو كان الفاعل حكيما لم يقع في بنائه خلل ولا وجدت هذه الحيوانات المضرة فعلم انه ليس بعالم قلنا ينقلب هذا عليكم بما مر منه من كلامكم المنتظمة المحكمة التي لا يجوز ان يصدر مثلها من طبع فما الخلل المشار اليه فيمكن ان يكون للابتلاء والزجر او العقوبة او في طيه منافع لا نعلمها ثم اين فعل الطبيعة من شمس تطلع في نيسان على انواع من الحبوب فترطب الحصرم والخلالة وتنشف البرة وتيبسها ولو فعلت طبعا ليبست الكل او رطبته فلم يبق الا ان الفاعل المختار استعملها بالمشية في يبس هذه الادخار ونضج هذه المتناول والعجب ان التي وصلت اليها اليبس في الكنة لا تلقح جرمها والتي رطبتها تلقح جرمها ثم انها تبيض ورد الخشخاش وتحمر الشقائق وتمض الرمان وتحلو العنب والماء واحد وقد اشار عز وجل الى هذه بقوله سبحانه يسقى بماء واحد ونفضل بعضها على بعض في الاكل

باطنية

ترجمہ جواب اسکا یہ ہے کہ ہم کہتے ہین طبائع کا اجتماع تو اسکی دلیل ہے کہ طبائع موجود ہین نہ یہ کہ وہ خود فاعل ہین۔ پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ طبائع بغیر اجتماع اور باہمی آمیزش کے فعل نہین کرتین اور یہ امر خود طبائع کی طبیعت کے خلاف ہی جس سے ثابت ہوا کہ طبائع مجبور و مقہور ہین اور یہ امر مسلم ہے کہ طبائع مین حیات اور علم اور قدرت نہین ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایک باانتظام اور باقاعدہ فعل کسی عالم و داناہی سے سرزد ہوگا پھر جب کوئی چیز خود عالم نہین وہ دوسرے عالم کا فاعل کب ہوسکتی ہے اور جسمین خود قدرت نہین وہ ایک قادر کا فاعل کیا ہوگی اگر منکرین کہین کہ فاعل اگر حکیم و داناہوتا تو اسکی عمارت مین خلل نہ پایا جاتا اور یہ موذی حیوانات موجود نہ ہوتے معلوم ہوا کہ سب کچھ طبیعت سے ہے ہم جواب دینگے کہ یہ اعتراض تمہین پر لوٹتا ہے کہ اس سے جو امور باانتظام اور استوار صادر ہوئے طبیعت سے ایسے امور صادر نہین ہوسکتے اور خلل جو تم کہتے ہو تو ممکن ہے کہ امتحان اور تنبیہ اور سزا کی غرض سے ہو یا اس خلل مین ایسے منافع پوشیدہ ہون جنہین ہم نہین جانتے پھر ہم پوچھتے ہین کہ ماہ نیسان مین آفتاب کی طبیعت کا اثر کہان چلا جاتا ہی کہ انواع و اقسام کے غلون اور میوون پر طلوع ہوتا ہے پھر غورہ انگور وغیرہ کو تر کرتا ہی اور گیہون کا عرق کھینچکر اسکو خشک کر دیتا ہے اگر آفتاب کا فعل طبعی ہوتا۔ تو سب کو خشک کر دیتا۔ یا تر کر ڈالتا۔ اب فاعل مختار کے سوا کوئی نہ رہا جس نے اپنی مرضی کے موافق آفتاب سے کام لیا کہ ایک کو ذخیرہ کیلئے خشک کر دیا اور دوسرے کو کھانیکے لیئے تر رکھا۔ اور لطف یہ ہے کہ جسکو حرارت آفتاب نے خشکی پہونچائی ہو وہ خلاف مین ہوتا ہی اور اسکے جسم سے حرارت ملتی نہین ہوتی اور جسکے جسم سے ملی ہوتی ہے اس کو تر رکھا یعنی گیہون کو خشک کر دیا اور انگور کو تری پہونچائی پھر وہی حرارت خشخاش کی پھولکو سفید کرتی ہے اور گل لالہ کو سرخ بناتی ہے اور انار کو کھٹ مٹھا رکھتی ہی اور انگور کو ترشی پہونچاتی ہے حالانکہ پانی ایک ہی ہی اور اسی کی طرف اللہ نے اشارہ فرمایا ہے یسقی بماء واحد ونفضل بعضها على بعض في الاكل یعنی سیوجا ایک ہی پانی سے سینچتے ہین اور ہم کہانے مین بعض کو بعض پر فوقیت بخشتے ہین

ذکر تلبیسه علی الثنویة قال المصنف وهم قوم قالوا صانع العالم اثنان ففاعل الخیر نور وفاعل الشر ظلمة وهما قدیمان لم یزالا ولن یزالا قویین حساسین درّاکین سمیعین بصیرین وهما مختلفان فی النفس والصورة متضادان فی الفعل والتدبیر فجوهر النور فاضل حسن صاف نقی طیب الریح حسن المنظر ونفسه نفس خیرة کریمة حکیمة نفاعة منها الخیر واللذة والسرور والصلاح ولیس فیها شئ من الضر ولا من الشر وجوهر الظلمة علی ضد ذلک من الکدر والنقص ونتن الریح وقبح المنظر ونفسها نفس شریرة بخیلة سفیهة منتنة ضارة منها الشر والفساد کذلک حکاه ابو محمد النوبختی عنهم قال وزعم بعضهم ان النور لم یزل فوق الظلمة وقال بعضهم بل کل واحد الی جانب الاخر وقال اکثرهم النور لم یزل مرتفعا فی ناحیة الشمال والظلمة منحطة فی ناحیة الجنوب لم یزل کل واحد منهما مبائنا لصاحبه قال النوبختی وزعموا ان کل واحد منهما له اجناس خمسة اربعة منها ابدان وخامس هو الروح وابدان النور الاربعة النار والنور والریح والماء وروحه الشیح ولم یزل یتحرک فی هذه الابدان وابدان الظلمة اربعة الحریق والظلمة والسموم والضباب وروحها الدخان وسموا ابدان النور ملائکة وسموا ابدان الظلمة شیاطین وعفاریت وبعضهم یقول الظلمة تولد الشیاطین والنور یتولد الملائکة وان النور یقدر علی الشر ولا یجوز منه والظلمة لا تقدر علی الخیر ولا یجوز منها وذکر لهم مذاهب

ترجمہ (شیطان کی تلبیس کا ذکر ثنویہ پر) مصنف رح نے کہا ثنویہ وہ قوم ہے جسکا مقولہ ہے کہ صانع عالم دو ہیں ایک فاعل خیر جو نور ہے دوسرا فاعل شر جو ظلمت ہے اور یہ دونوں قدیم ہیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگے دونوں قوی حساس سمیع بصیر ہیں اور دونوں کے دونوں نفس اور صورت میں مختلف ہیں فعل اور تدبیر میں باہم برعکس ہیں جو جوہر نور ہے وہ صاحب فضل وحسن اور صاف ہے خوشبو اور خوبصورت ہے اور اُس کی ذات خیر وبرکت والی اور جود وکرم والی اور دانا اور نفع رسان ہے اُسی سے خیر اور لذت اور سرور اور بہتری ظاہر ہوتی ہے اسمیں کسی قسم کی زیان رسانی اور بُرائی نہیں جو جوہر ظلمت ہے وہ اُسکے برخلاف ہے اُس میں کدورت اور نقص اور گندگی اور بدمزگی ہے اور اس کی ذات مفسد اور کنجوس اور نادان اور زیان دہ ہے اُسی سے جھگڑا اور فساد نکلتا ہے ثنویہ کی کتابوں سے ان کا یہ عقیدہ ابو محمد نوبختی نے اسیطرح نقل کیا ہے **نوبختی** نے کہا بعض ثنویہ کا خیال ہے کہ نور ہمیشہ ظلمت کے اوپر رہتا ہے بعض کا گمان ہے کہ ایک دوسرے کی جانب ہے اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ نور ہمیشہ جانب شمال بلند ہوتا رہا اور ظلمت جانب جنوب گرتی رہی اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے سے علیحدہ رہے **نوبختی** رح نے کہا ثنویہ کا مقولہ ہے۔ کہ یہ دونوں خدا پانچ پانچ جنس پر منقسم ہیں جن میں سے چار جسم ہیں اور پانچویں روح نور کے چاروں جسم یہ ہیں۔ نار۔ نور۔ ہوا۔ پانی اور روح روشنی ہے جو ان بدنوں میں ہمیشہ متحرک رہتی ہے ظلمت کے چار جسم ہیں سوزش تاریکی غبار اور روح دھواں ہے اُنہوں نے نور کے اجسام کا نام ملائکہ ہے اور ظلمت کے اجسام کا نام شیاطین اور عفاریت کہا ہے بعض کہتے ہیں کہ ظلمت سے شیاطین پیدا ہوتے ہیں اور نور سے ملائکہ تولد پاتے ہیں اور نور کو شر پر قدرت نہیں۔ اور نہ شر اوس سے ممکن ہے۔ ظلمت خیر پر قادر نہیں۔ اور نہ خیر اس سے ممکن ہے **نوبختی** رح نے اُنکے مذاہب

مختلفة فيما يتعلق بالنور والظلمة ومذاهب سخيفة فمنها انه فرض عليهم سابقا ان لا يدخروا لاقوتهم يوم
وقال بعضهم على الانسان صوم سبع العمر وترك الكذب والبخل والسحر وعبادة الاوثان والزنا والسرقة
وان لا يؤذى ذا روح فى مذاهب طريقة اخترعوها بواقعاتهم الباردة وذكر يحيى بن بشر النهاوندى
ان قوما منهم يقال لهم الديصانية زعموا ان طينة العالم كانت طينة خشنة وكان تحال جسم الباري
الذى هو النار زهانا فتاذى بها فلما طال ذلك عليه قصد تنحيتها عنه فتوصل فيها واختلطت بما تركب من بينهما النور
لهذا العالم النورى والظلمى فما كان من جهة الصلاح فمن النور وما كان من جهة الفساد فمن الظلمة وهؤلاء
يقاتلون الناس ويخيفونهم ويزعمون انهم يخلصون بذلك النور من الظلمة فى مذاهب سخيفة وانما
حملهم على هذا انهم رأوا فى العالم سرا واختلافا فقالوا لا يكون من اصل واحد شيئان متضادان كما
يكون فى النار التسخين والتبريد وقد رد العلماء عليهم فى قولهم ان الصانع اثنان فقالوا لو كانا اثنين لم يخل اما ان يكونا قادرين
او عاجزين او احدهما قادرا والآخر عاجزا لا يجوز ان يكونا عاجزين لان العجز يمنع ثبوت الالهية ولا يجوز ان يكون احدهما
عاجزا فيقال ان يقال هما قادران فيتصوران احدهما يريد تحريك هذا الجسم فى حالة واحدة يريد الآخر

ترجمہ نور اور ظلمت کے متعلق مختلف بیان کیے ہین۔ اور پوچ عقاید ذکر کیے ہین اُنمین سے ایک یہ ہے کہ اُنپر محنت و مشقت فرض
ہے اور ایک دن کی خوراک سے زیادہ ذخیرہ نہ جمع کرین بعض کہتے ہین کہ انسان پر عمر کے ساتوین حصے کی مدت کے روزے رکھنا اور جھوٹ
اور بخل اور جادو اور بت پرستی اور زنا اور چوری چھوڑ دینا فرض ہے اور کسی ذی رُوح کو ایذا نہ دینا چاہیئے اس بارے مین اُنکے مذاہب مین
جو انہون نے اپنے خیالات ناقصہ سے ایجاد کر لیے ہین یحیے ابن بشر نہاوندی نے ذکر کیا کہ اُنمین سے ایک قوم ہے جنکو دیصانیہ کہتے
ہین اُنکا خیال ہے کہ عالم کی طینت سخت و درشت تھی وہ طینت ایک زمانہ تک جسم باری تعالیٰ مین جسکو نار کہتے ہین حلول کیے رہی باری تعالےٰ
نے اس سے تکلیف پائی جب اُسکو ایک زمانہ گذرا تو اُس نے اپنے جسم سے اُس طینت کو جدا کرنا چاہا وہ جسم طینت مین ملگیا اور گدلا ہوگیا
اِسی جسم اور طینت سے یہ عالم مرکب ہوا جو کہ نوری اور ظلمی ہے اب جو کچھ صلاح کی قسم سے ہوتا ہے وہ نور کیطرف سے ہے اور جو
فساد کی قسم سے ہو وہ ظلمت کی جانب سے ہے جن لوگون کا یہ عقیدہ ہے وہ آدمیونکو قتل کرتے اور آزار پہونچاتے ہین اور اپنے
اِس مذہب کے رد سے استدلال کرتے ہین کہ اِس حرکت سے نور کو ظلمت سے جُدا کرتے ہین اُن کو اِس عقیدہ پر جس نے مجبور کیا وہ یہ ہے کہ اُنہون
عالم مین شر اور اختلاف دیکھا۔ لہذا سمجھ گئے کہ ایک اصل سے دو متضاد چیزین ظاہر نہین ہوسکتین جسطرح آگ مین گرمی اور
سردی نہین جمع ہوسکتین۔ علما نے اُنکے اِس قول کو کہ صانع عالم دو ہین یون رد کیا ہے کہ اگر خدا دو ہوتے تو ضرور
ہے کہ دونون یا قادر ہوتے یا عاجز یا ایک قادر ہوتا اور دوسرا عاجز۔ اب یہ تو ممکن نہین کہ دونون عاجز ہون کیونکہ عجز کے ساتھ الٰہیت
کا ثبوت نہین ہوسکتا اور یہ بھی جائز نہین کہ دونون مین سے ایک عاجز ہو لہذا ایک صورت باقی رہگئی کہ دونون قادر ہون اب ذہن مین آتا ہے
کہ دونون مین سے ایک قادر کسی جسم کو ایک حالت مین حرکت دینا چاہتا ہے اور دوسرا

فیہا تسکینہ ومن المحال وجود ما یریدانہ فان تم مراد احدھما ثبت عجز الاخر وردوا علیہم فی قولھم ان النور یفعل الخیر والظلمۃ تفعل الشر بانہ لو ھرب مظلوم فاستتر بالظلمۃ فھذا خیر قد صدر من شر ولا ینفع مثل ھذا النفس فی الکلام مع ھؤلاء فان مذاھبھم خرافات لا اصل لھا **ذکر تلبیسہ علی الفلاسفۃ وتابعیھم** قال المصنف انما تمکن ابلیس من التلبیس علی الفلاسفۃ من جھۃ انھم انفردوا بآرائھم وعقولھم وتکلموا بمقتضی ظنونھم من غیر التفات الی الانبیاء فمنھم من قال بقول الدھریۃ وانہ لا صانع للعالم حکاہ النوبختی وغیرہ عنھم ومنھم یحیی بن بشر النہاوندی ان ارسطاطالیس واصحابہ زعموا ان الارض کوکب فی جوف ھذا الفلک وان فی کل کوکب عوالم کما فی ھذا الارض انھار واشجار کما فی ھذہ الارض وانکروا الصانع واکثرھم اثبت علۃ قدیمۃ للعالم ثم قال بقدم العالم وانہ لم یزل موجودا مع اللہ تعالی ومعلولا لہ ومساوقا غیر متاخر عنہ بالزمان مساوقۃ المعلول للعلۃ والنور للشمس فی الذات والرتبۃ لا بالزمان فیقال لھم لم انکرتم ان یکون العالم حادثا بارادۃ قدیمۃ اقتضت وجودھا فی الوقت الذی وجد فیہ فان قالوا فھذا یوجب ان یکون بین وجود الباری وبین المخلوقات زمان قلنا الزمان مخلوق ولیس قبل الزمان زمان ثم یقال لھم ھل کان الحق قادرا علی ان یجعل سلک الفلک

اس کے سکون کا خواہان ہی یہ دونون جس امر کا ارادہ کرتے ہین اُسکا ظہور ہین آنا محال ہی کیونکہ اگر ایک کی مراد پوری ہوگی تو دوسرے کا عجز ثابت ہوگا۔ ثنویہ کے اس مقولہ کو کہ فاعل خیر نور ہی اور فاعل شر ظلمت ہی۔ علما نے یون رد کیا ہے کہ اگر کوئی مظلوم بھاگ کر ظلمت سے پناہ لے تو یہ خیر ہے جو شر سے صادر ہوئی اس قوم کیساتھ کلام کرنیمین نفس کو راغب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ انکے مذاہب محض خرافات ہین جنکی کوئی اصل نہین ہے

(شیطان کی تلبیس کا ذکر فلاسفہ اور اُن کے تابعین پر) **مصنف** رح نے کہا کہ شیطان نے فلاسفہ کو دھوکا دینے پر اس جہت سے قابو پایا۔ کہ یہ لوگ فقط اپنی رایون اور عقلون کے ہو رہے اور اپنے خیالات کی مطابق گفتگو کی انبیا علیہم السلام کی طرف متوجہ نہین ہوئے ان مین سے بعض دہریہ ہین جو دہریہ فرقے کے ہم مشرب ہین اور کہتے ہین کہ عالم کا کوئی صانع نہین ہے علامہ کا یہ مقولہ نوبختی وغیرہ نے اُن کی کتابون سے نقل کیا ہے یحییٰ بن بشر نہاوندی نے ذکر کیا۔ کہ ارسطاطالیس اور اُسکے اصحاب کا خیال ہے کہ زمین ایک ستارہ ہے جو کہ اس آسمان کے جوف مین ہے اور ہر ایک ستارہ مین اس زمین کی طرح کے عالم ہین باغ اور درخت اور نہرین ہین جیسے کہ زمین مین ہین اور یہ فرقہ صانع کو نہین مانتا اور انمین سے اکثر وہ ہین جو عالم کے لیے علت قدیمہ ثابت کرتے ہین پھر عالم کو قدیم کہتے ہین اور قائل ہین کہ عالم ہمیشہ خدا تعالی کے ساتھ موجود اور اُسکا معلول رہا اُس کے وجود سے پیچھے نہین ہٹا اُسکے ساتھ ایسا رہا جیسے کہ معلول علت کیساتھ رہتا ہی اور نور شمس کیساتھ لازم ہی۔ اور یہ لزوم بالزمان نہین بلکہ بالذات اور بالرتبہ ہی اس گروہ کی جو ہمین کہا جاتا ہی کہ تم قدیم ارادہ کی جہت سے عالم کے حادث ہونیکا انکار کیون کرتے ہو کیونکہ ارادہ قدیمہ اس عالم کے اسیوقت موجود ہونے کو چاہتا تھا۔ جسوقت یہ عالم پایا گیا۔ پھر اگر وہ کہین کہ اس سے لازم آتا ہی کہ وجود باری اور وجود مخلوقات مین ایک زمانہ ہو تو ہم جواب دینگے کہ زمانہ مخلوق ہی اور زمانہ سے پہلے کوئی زمانہ نہین۔ پھر اس قوم سے کہا جاتا ہے کہ تم یہ بتاؤ کہ آیا خدا مین یہ قدرت ہی کہ آسمان کو اسی موجودہ

اکبر

الاعلی اکثر مما هو بذراع او اقل مما هو بذراع فان قالوا لا یمکن فهو تعجیز وان ما لا یمکن ان یکون اکثر منه او اصغر
فوجوده علی ما هو علیه واجب لا ممکن والواجب لیستغنی عن علة وقد سترو امذهبهم بان قالوا الله عزوجل
صانع العالم وهذا لا یجوز عندهم لا حقیقة لان الفاعل مرید لما یفعله وعندهم ان العالم ظهر ضرورة
لان الله تعالیٰ فعله ومن مذاهبهم ان العالم باق ابدا کما لا بدایة لوجوده فلا نهایة قالوا لانه معلول علة قدیمة
وکان المعلول مع العلة ومتی کان العالم ممکن الوجود لم یکن قدیما ولا معلولا وقد قال جالینوس لو کانت
الشمس مثلا تقبل الانعدام ظهر فیها ذبول فی هذه المدة الطویلة فیقال له قد یفسد الشیء بغتة
لا بالذبول ثم من این لهم انها لا تذبل فانها عندهم یمقدار الارض مائة وسبعین مرة ونحو ذلک فلو نقص
منها مقدار جبال لربین ذلک للحس ثم نحن نعلم ان الذهب والیاقوت یقبلان الفسا وقد یبقیان
سنین ولا یحس نقصانهما وانما الایجاد والاعدام بارادة القادر والقادر لا یتغیر فی نفسه ولا تحدث له
صفة وانما یتغیر الفعل بارادة قدیمة **فصل** وقد حکی ابو محمد الحسن بن موسی النوبختی فی کتاب الآراء
والدیانات ان سقراط کان یزعم ان اصول الاشیاء ثلثة علة فاعلة والعنصر والصورة قال الله عزوجل هو العقل العنصر

مثالاً

ترجمہ بلندی سے ایک آدھ ہاتھ کم زیادہ کردے۔ اگر وہ کہیں کہ یہ بات ممکن نہیں۔ تو یہ ایک تو خدا کو عاجز بنانا ہے دوسرے جس چیز کا بڑھنا گھٹنا ممکن نہ ہو۔ اُس کا اپنی اصلی حالت پر موجود رہنا واجب ہے نہ ممکن اور جو چیز واجب ہوتی ہے۔ وہ علت سے مستغنی ہے اس قوم نے جو یوں کہا کہ خدا تعالیٰ عالم کا صانع ہے تو دراصل اپنا مذہب چھپایا ہے عالم کا مصنوع ہونا اُنکے خیال میں جائز ہے حقیقت میں نہیں کیونکہ فاعل اپنے فعل میں ارادہ کرنیوالا ہوتا ہے اور اُنکے نزدیک عالم کا ظہور ضرور سے خدا کے فعل سے نہیں ہے اس فرقہ کے مذہب میں سے یہ بھی ہے کہ عالم ہمیشہ رہیگا۔ جسطرح اس کی ابتدا نہیں اُسیطرح انتہا بھی نہیں ہے کیونکہ عالم علت قدیمہ کا معلول ہے اور معلول اپنی علت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اور جب عالم ممکن الوجود ہوا تو نہ قدیم ہوگا۔ اور نہ معلول ہوگا جالینوس نے کہا ہے کہ مثلاً فرض کرو۔ اگر آفتاب قابل انعدام ہوتا تو اس قدر مدت دراز میں اوس پر ژمردگی ظاہر ہوتی اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ بہت سی چیزوں میں ژمردگی نہیں آتی بلکہ یکایک فاسد ہوجاتی ہیں علاوہ ازیں تمنے کیونکر جان لیا کہ آفتاب میں ژمردگی اور کمی نہیں آئی۔ کیونکہ آفتاب فلاسفہ کے نزدیک زمین سے ایک سو حصے یا اُس سے کم وبیش بڑا ہے۔ پھر اگر اوس میں سے پہاڑوں کے برابر کم بھی ہوجائے۔ تو وہ حس سے معلوم نہ ہوگا۔ پھر ہم جانتے ہیں کہ یاقوت اور سونا فاسد ہوجاتے ہیں حالانکہ برسوں تک باقی رہتے ہیں اور اُنکا نقصان محسوس نہیں ہوتا۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ ایجاد اور اعدام اوسی قادر کے ارادہ سے ہے۔ جو کہ اپنی ذات میں تغیر سے پاک ہے۔ اور اُس کی کوئی صفت حادث نہیں فقط اُس کا فعل متغیر ہوتا ہے جو ارادۂ قدیمہ کے متعلق ہے **فصل**۔ ابو محمد حسن بن موسی نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات میں نقل کیا ہے کہ سقراط کا خیال ہے کہ اشیاء کے اصول تین ہیں۔ علت فاعل۔ اور عنصر اور صورت۔ وہ کہتا ہے۔ اللہ عزوجل تو عقل ہے۔ اور عنصر

هو الموضوع الاول للكون والفساد والصورة جوهر لا جسم وقال اخر منهم الله عزوجل هو العلة الفاعلية
والعنصر المنفعل وقال اخر منهم العقل رتب الاشياء هذا الترتيب وقال اخر منهم بل الطبيعة فعلة
وحكى يحيى بن بشر بن عمير النهاوندى ان قوما من الفلاسفة قالوا لما شاهدنا العالم مجتمعا
متفرقا ومتحركا وساكنا علمنا انه محدث ولا بد من محدث ثم رأينا ان الانسان يقع في الماء ولا يحسن السباحة
فيستغيث بذلك الصانع المدبر فلا يغيثه او في النار فعلمنا ان ذلك الصانع معدوم وقال و
نلا يغيثه
اختلف هؤلاء في عدم هذا الصانع على ثلث فرق فرقة زعمت انه لما اكمل العالم استحسنه فخشي
ان يزيد فيه او ينقص منه فيفسد فاهلك نفسه وخلا منه العالم وبقيت الاحكام تجري بين حيوانات
ومطبوعات على ما اتقن وقالت الفرقة الثانية بل ظهر في ذات الباري تحول فلم يزل يجذب قوته ونوره
نور
حتى صارت القوة والنور في ذلك التحول وهو العالم وساء نور الباري وكان الباقي منه ليس بنور وزعموا انه
سيجذب النور من العالم اليه حتى يعود كما كان ولضعفه عن مخلوقاته اهمل امرهم فشاع الجور وقالت
الفرقة الثالثة بل الباري لما اتقن العالم تفرقت اجزاؤه فيه وكل قوة في العالم فهي من جوهر الالهوتية

ترجمہ کون وفساد کا موضوع اول ہے اور صورت جسم نہین ہے بلکہ جوہر ہے۔ اسی فرقہ مین سے دوسرے کا قول ہے کہ اللہ تعالے
علت فاعلی ہے اور عنصر منفعل ہے تیسرا کہتا ہے کہ عقل نے اشیاء کو اسی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہی چوتھے کا مقولہ ہے کہ عقل
نے ترتیب نہین دی۔ بلکہ طبیعت کا فعل ہے یحیے بن بشر بن عمیر نہاوندی نے نقل کیا کہ فلاسفہ مین سے ایک قوم کا
قول ہے کہ جب ہم نے عالم کو مجتمع اور متفرق اور متحرک اور ساکن دیکھا تو جان لیا کہ وہ حادث ہے۔ اور حادث کے لیے
کسی محدث کا ہونا ضروری ہے۔ پھر ہمنے دیکھا کہ آدمی پانیمین جا گرتا ہے اور اچھی طرح تیرنا نہین جانتا۔ لہذا اُس صانع
و مدبر سے فریاد کرتا ہے مگر وہ اُس کی فریاد رسی نہین کرتا۔ اسی طرح کوئی آگ مین گر پڑتا ہے۔ تو ہمنے معلوم کر لیا کہ صانع
معدوم ہے یحیے نے کہا کہ عدم صانع کے بارے مین یہ لوگ تین فریق ہین ایک فرقہ کا تو یہ خیال ہے کہ جب صانع نے عالم کو کامل
اور تمام کر دیا۔ تو اُسکو اچھا معلوم ہوا۔ اسلیے وہ ڈرا کہ کہین اُسمین زیادتی کمی نہ آجاے جس سے وہ فاسد ہو جاے اس
خوف سے اُسنے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا اور عالم اُس سے خالی ہو گیا۔ اور تمام احکام حیوانات اور عالم کے مطبوعات مین جاری
اتفاق باقی رہ گئی۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایسا نہین بلکہ باری تعالے کی ذات مین ایک شور و غوغا ظاہر ہوا۔ اس لیے اُسکی قوت
منجذب ہوتی رہی۔ اور نور گھٹتا رہا حتی کہ وہ نور اور قوت اُس شور و دریا مین آگئے اُسی شور کو عالم کہتے ہین اور باری تعالے کا
نور بگڑ گیا۔ اور اُسمین سے ایک حد دور رہگیا۔ اور ان لوگون کا گمان ہے کہ عالم مین سے نور جذب ہو کر اُسکی طرف جائیگا پھر وہ جیسا تھا ویسا
ہی ہو جائیگا اور چونکہ وہ اپنی مخلوقات کی کارپردازی سے کمزور تھا اسلیے اُنکا کاروبار مہمل چھوڑ دیا اسلیے جور و ظلم شائع ہو گیا تیسرا فرقہ
گمان کرتا ہے کہ یون نہین بلکہ باری تعالے جب عالم کو مستحکم کر چکا تو اُسکے اجزا عالم مین متفرق ہو گئے۔ اور عالم مین جو قوت ہے وہ جوہر لاہوتی سے ہے +

قال هذا الذی ذکرہ یحیی بن بشر نقلتہ من نسخۃ بالنظامیۃ قد کتبت منذ مائتین وعشرین سنۃ ولولا انہ قد قیل ونقل فی ذکرہ بیان ما فعل ابلیس فی تلبیسہ لکان الاولی الاضراب عن ذکرہ تعظیما للہ عزوجل ان یذکر بمثل ھذا ولکن قد بینا وجہ الفائدۃ فی ذکرہ **فصل** وقد ذھب اکثر الفلاسفۃ الی ان اللہ تعالی لا یعلم شیئا وانما یعلم نفسہ قد ثبت ان المخلوق یعلم نفسہ ویعلم خالقہ فقد زاد مرتبۃ المخلوق علی رتبۃ الخالق قال المصنف وھذا اظھر فضیحۃ من ان یتکلم علیہ فانظر الی ما زینہ ابلیس بھا ھؤلاء الحمقی مع ادعائھم کمال العقل وقد خالفھم ابو علی بن سینا فی ھذا فقال بل یعلم نفسہ ویعلم الاشیاء الکلیۃ ولا یعلم الجزئیات وتلفق ھذا المذھب منھم المعتزلۃ فکانھم استکثروا المعلومات والحمد للہ الذی جعلنا ممن ینفی عن اللہ سبحانہ وتعالی الجھل والنقص ونؤمن بقولہ الا یعلم من خلق وقولہ ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا وذھبوا الی ان علم اللہ وقدرتہ ھو ذاتہ فراروا بزعمھم وجوابھم ان یقال ان ھو قدیم وھو موصوف بصفات الکمال **فصل** وقال المصنف وقد انکرت الفلاسفۃ بعث الاجساد والارواح الی الابدان ووجود جنۃ و

مارتبہ ھو لاء

ترجمہ مصنف نے کہا یہانتک جو کچھ ذکر ہوا۔ وہ یحیی بن بشر نے بیان کیا ہے جسکو مینے نظامیہ مین ایک نسخہ سے نقل کیا جو آجسے ۲۲۰ سو برس مین لکھا گیا تھا۔ اور اگر اسکے نقل کرنے سے ابلیس کے تلبیس کا بیان مقصود نہوتا تو اللہ تعالی کی تعظیم کے سبب سے اس بیان سے روگردانی بہتر ہوتی ایسی ناشائستہ عقائد کا ذکر کرنا زیبا نہین لیکن ہمنے اُسکے ذکر کرنے مین فائدہ کی صورت بیان کردی + **فصل** اکثر فلاسفہ اسطرف گئے ہین کہ اللہ تعالی کو کچھ علم نہین فقط اپنی ذات کا علم ہے حالانکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ مخلوق کو اپنی ذات کا علم ہے۔ اور اپنے خالق کا بھی علم ہے۔ تو گویا انہون نے مخلوق کا رتبہ خالق کے مرتبہ سے بڑھا دیا **مصنف** نے کہا اتنی ہی بات سے اس عقیدہ کی سخت رسوائی ظاہر ہوگئی زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین غور کا مقام ہے کہ ان احمقون کو ابلیس نے کیسا فریب دیا۔ باوجودیکہ یہ لوگ کمال عقل کا دعوی کرتے ہین اس عقیدہ مین شیخ بوعلی سینا اُن کے خلاف ہے وہ کہتا ہے کہ یہ بات نہین بلکہ خدا کو اپنے نفس کا علم ہے اور اشیاء کلیہ کا بھی علم ہے لیکن جزئیات کا علم نہین اس مذہب کو معتزلہ نے بھی ان لوگون سے لیا ہے گویا انہون نے معلومات زیادہ ہیم پہونچائی الحمد للہ کہ خدا تعالی نے ہم کو اُس جماعت مین داخل کیا جو ذات باری تعالی سے جہل اور نقص کو دور کرتی ہے اور ہم اللہ تعالی کے اس ارشاد پر ایمان لائے لا یعلم من خلق یعنی کیا اللہ تعالی کو مخلوق کا علم نہین وقولہ ویعلم ما فی البر والبحر یعنی اللہ تعالی کو بحر و بر کی ہر چیز کا علم ہے کوئی پتا درخت سے نہین گرتا مگر یہ کہ اللہ تعالی جانتا ہے اور معتزلہ اس طرف گئے ہین کہ اللہ تعالی کا علم اور اُسکی قدرت خود اُس کی ذات ہی ہے یہ عقیدہ اسلئے رکھا تاکہ دو قدیم ثابت نہ کرنا پڑین **جواب** اس قوم کا یہ ہے کہ قدیم فقط ایک ذات ہے جو صفات کمالیہ سے موصوف ہے **فصل** مصنف نے کہا۔ کہ مرنے کے بعد اوٹھنے سے اور روحون کے بدنون مین لوٹائے جانے سے اور بہشت

مصنف نے فلاسفہ سے انکار کیا ہے

ونار جسمانيتين وزعموا ان تلك الامثلة ضربت لعوام الناس ليفهم الثواب والعقاب الروحانيين و
زعموا ان النفس تبقى بعد الموت بقاء سرمديا اما في لذة لا توصف وهي لا نفس الكاملة او الم لا يوصف وهي النفس
المتلوثة وقد تتفاوت درجات الالم على مقادير الناس وقد تنجي عن بعضها الالم ويزول فيقال لهم نحن لا
ننكر وجود النفس بعد الموت ولذلك سميت عودها اعادة ولا ان لها نعيما وشقاوة ولكن ما المانع من حشر الاجساد
ولم ننكر اللذات الجسمانية في الجنة والنار وقد جاء الشرع بذلك فنحن نؤمن بالجمع بين السعادتين والشقاوتين
الروحانية والجسمانية واما اقامتكم الحقائق في مقام الامثال فتحكم بلا دليل فان قالوا انا لا بد ان يخلق
ويوكل ويستحيل قلنا القدرة لا يقف بين يديها شئ على ان الانسان انسان بنفسه فلو وضع بدن
من تراب غير التراب الذي خلق منه لم يخرج عن كونه هو هو كما انه تتبدل اجزاؤه من الصغر الى الكبر وبالهزال
والسمن فان قالوا لم يكن البدن ناحتى ترقى من حالة الى حالة الى ان صار لحما وعرقا قلنا قدرة الله سبحانه
لا تقف على المفهوم المشاهد ثم قال قد اخبرنا نبينا عليه السلام ان الاجساد تنبت
في القبور قبل البعث **عن ابي هريرة** قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين
النفختين اربعون قالوا يا ابا هريرة اربعون يوما قال ابيت قال اربعون شهرا

ترجمہ اور کہتے ہین کہ یہ فقط مثالین ہین جو عوام الناس کے لئے بیان کیگئی ہین تاکہ عذاب وثواب روحانی سمجھ مین آجائے۔ اور خیال کیا ہے
کہ نفس بعد موت کے ہمیشہ کیلئے زندہ رہتا ہے یا تو ایسی لذت مین ہوتا ہی جو بیان مین نہین آسکتی وہ کامل نفوس ہوتے ہین یا ایسی تکلیف مین ہوتا
ہے جسکا بیان نہین ہوسکتا ہے یہ وہ نفوس ہین جو گناہون مین آلودہ ہوتے ہین اور اس تکلیف کے درجے لوگون کے اندازونکی موافق کم
وبیش ہوا کرتے ہین اور کبھی بعض نفوس سے یہ تکلیف مٹ بھی جاتی اور دور ہوجاتی ہی اس قوم کے جواب مین کہا جاتا ہے کہ موت کے بعد وجود نفس کے ہم
منکر نہین اور اسیلواسطے نفس کے عود کو اعادہ کہتے ہین اور نہ اس سے انکار کرتے ہین۔ کہ نفس کے لیے راحت اور رنج ہی مگر یہ بتاؤ کہ حشر اجساد
کو کونسی چیز مانع ہے اور ہم بہشت اور دوزخ مین لذات جسمانی کا کیون کر انکار کرین جبکہ شریعت نے ہمکو اسکی تعلیم دی لہذا ہم سعادت و
شقاوت روحانی وجسمانی دونون پر ایمان لاتے ہین اور لیکن تم جو حقائق کو مقام امثال مین قائم کرتے ہو یہ بلا دلیل زبردستی ہے پھر اگر وہ کہین۔ کہ
ابدان کا بعد ریزہ ریزہ اور معدوم ہوجانے کے پھر پیدا ہونا محال ہے تو ہم جواب دینگے کہ قدرت کے سامنے کوئی بات بعید نہین علاوہ اسکے انسان اپنی ذات
مین انسان ہی۔ اب اگر اس خاک کے سوا جس سے وہ پیدا ہوا ہے دوسری خاک کا بدن اوسکے لئے بنا دیا جائے تو انسان انسانیت سے خارج
نہین ہوگا چنانچہ اسکے اجزا خورد سے بزرگی کی طرف اور لاغری سے فربہی بدلتے رہتے ہین اور اگر وہ کہین کہ بدن وہ بدن نہین بلکہ ایک حالت سے دوسری
حالت مین ترقی کرگیا حتی کہ رگ وپوست بن گیا۔ تو ہم جواب دینگے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مفہوم مشاہد پر موقوف نہین **مصنف** نے کہا کہ ہمکو ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اجساد قبل از بعث قبرون سے اُگینگے **ابوہریرہ** سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا دونون نفخون کے درمیان
چالیس دن کا زمانہ ہوگا لوگون نے کہا ای ابوہریرہ کیا چالیس دن کا زمانہ ہوگا جواب دیا کہ مجھے یاد نہین۔ پوچھا کیا چالیس مہینے ہون گے +

قال ابیت قالوا اربعون سنة قال ابیت قال ثم ینزل الله تعالی ماء من السماء فینبتون کما تنبت البقل
قال ولیس من الانسان شئ الا یبلی الا عظما واحدا وهو عجب الذنب ومنه ترکب الخلق یوم القیامة
اخرجه البخاری ومسلم **فصل وقال المصنف** وقد لبس ابلیس علی اقوام من اهل ملتنا فدخل
علیهم من باب قوة ذکائهم وفطنتهم وآرائهم ان الصواب اتباع الفلاسفة لکونهم حکماء صدقت
فیهم افعال واقوال دلت علی نهایة الذکاء وکمال الفطنة کما ینقل من حکمة سقراط وبقراط وافلاطون وارسطاطالیس و
جالینوس وهؤلاء قد کانت لهم علوم هندسیة ومنطقیة وطبیعیة واستخرجوا بفطنهم امورا خفیة لا
انهم لما تکلموا فی الالهیات خلطوا ولذلک اختلفوا فیها ولم یختلفوا فی الحساب والهندسیات **قال المصنف**
قد ذکرنا جنس تخلیطهم فی معتقداتهم وسبب تخلیطهم ان قوی البشر لا تدرک تلک العلوم الا جملة والرجوع
فیها الی الشرائع وقد حکی هؤلاء المتاخرین فی الامثال ان اولئک الحکماء کانوا ینکرون الصانع ویدفعون
الشرائع ویعتقدون انها نوامیس وحیلا فضد قولهم حکمهم فرفضوا شعار الدین واهملوا الصلوات و
الادیان المحظورات واستباحوا نواهی الشرع وخلعوا ربقة الاسلام والیهود والنصاری اعذارهم لکون اولئک متمسکین
بشرائع دلت علیها معجزات والمبتدعة فی الدین اعذر منهم لانهم یدعون النظر فی الادلة وهؤلاء لا مستند لکفرهم الا عدم علمهم بازاء الفلاسفة کانوا حکماء اتراهم ما علموا ان الانبیاء حکماء

ترجمہ کہا مجھے خیال نہیں سوال کیا کیا چالیس برس کی مدت ہوگی جواب دیا کہ مجھ کو خیال نہیں آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا تو تم اسطرح اگو گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔ اور فرمایا کہ انسان کی ہر شے بوسیدہ ہوتی ہے مگر صرف ایک ہڈی باقی رہتی ہے اور وہ ہڈی دم گزنب کی ہے اسی سے قیامت کے دن خلقت مرکب ہوگی یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے **فصل مصنف** نے کہا کہ ابلیس نے دو مذہب الون میں سے چند قوموں پر تلبیس کی تو اپنی ذکاوت اور ذہن اور عقلوں کی راہ سے داخل ہوا اُن کو سمجھایا کہ فلاسفہ ہی کی پیروی صواب ہے کیونکہ ان لوگوں سے ایسے ایسے افعال اور اقوال صادر ہوئے جو نہایت ذکا اور کمال عقل پر دلالت کرتے ہیں یہ لوگ ہمیشہ سقراط و بقراط و افلاطون و ارسطاطالیس و جالینوس کی حکمت میں پڑے رہتے ہیں حالانکہ ان حکما پر فقط علوم ہندسہ و منطق و طبعیات کا مدار ہے اور انہوں نے اپنی عقل سے یہ شیدہ امور نکالے ہیں لیکن جب انہوں نے الٰہیات میں گفتگو کی تو گڈمڈ کر دیا اور اسیوجہ سے انمیں اختلاف پڑا اور حساب و ہندسہ میں خلاف نہوا **مصنف** نے کہا کہ ہمنے اُن کی تخلیط کا بیان اُنکے عقائد میں کیا ہے اور اُنکی تخلیط کا سبب یہ ہے کہ بشری قوتیں علوم الٰہیہ کو فقط اجمالی طور سے ادراک کر سکتی ہیں اور اس ادراک کیلئے شرائع کیجانب رجوع کرنا پڑتا ہے اور ان متاخرین کیلئے امثال میں بیان کیا گیا کہ حکما متقدمین صانع کے منکر تھے اور شرائع کو دور کر دیتے تھے بلکہ انکو ابلہ فریبی اور دھوکا دہی سمجھتے تھے پس متاخرین نے اُنکے خیالات کی تصدیق کی اُنہوں نے شعار دین کو چھوڑ دیا نماز و زکوٰۃ مہمل اور بیکار سمجھا ممنوعات کو مرتکب ہوئے اور حدود شریعت کو ناچیز جانا اور اسلام کی پابندی دور کر دی ان لوگوں کی نسبت یہود و نصاریٰ اپنے عقائد میں معذور ہیں کیونکہ وہ اپنی شرائع کی پابندی جنمیں معجزات دلالت کرتے ہیں اور اہل بدعت بھی معذور ہیں کیونکہ وہ ادلہ شرعیہ میں غور و فکر کرتے ہیں اور ان لوگوں کے کفریات کی کچھ بھی سند نہیں ہے بخلاف

وزیادۃ وما قد حکی لھؤلاء عن الفلاسفۃ من جحد الصانع محال فان اکثر القوم یثبتون الصانع ولا ینکرون النبوات وانما اھملوا النظر فیھا وسلم منھم قلیل فاتبعوا الدھریۃ الذین ظھر فسادھم بمرات وقد رأینا من المتفلسفۃ من امتنا جماعۃ لم یکسبھم التفلسف الا التحیر فلا ھم یعملون بمقتضاہ ولا بمقتضی الاسلام بل فیھم من یصوم ویصلی ثم یاخذ فی الاعتراض علی الخالق وعلی النبوات ویتکلم فی انکار بعث الاجساد ولا یکاد یفھم عن احد الا وقد ضربہ الفقر فاضر بہ فھو قانعا نہ فی تسخط علی الاقدار والاعتراض علی المقدور حتی قال لی بعضھم انا لا اخاصم الا من فوق الفلک وکان یقول اشعارا کثیرۃ فی ھذا المعنی فمنھا قولہ فی صفۃ الدنیا اتراھا صنعۃ من صانع ام ترامیہ من غیر رام ومنہ قولہ واحیرتا من وجود ما یقومہ منا اختیارا ولا علم نقتبس کانہ فی عنا ما یخلصنا منہ ذکاء ولا ایان ولا شرس ونحن فی ظلمات مالھا قمر یضیء فیھا ولا شمس ولا قبس موکلین حیاری قد تکیفنا جھلا بجھمنا فی وجھہ عبس فالفعل فیہ بلا ریب کلا عمل والقول فیہ کلام کلہ ھوس

فصل ولما کانت الفلاسفۃ قریبا من زمان شریعتنا والدھریۃ کذلک صد بعض اھل ملتنا بھذہ الی التمسک بھذہ وبعضھم صد بھذہ الی التمسک بھذہ فتری کثیرا من المحققین اذا نظروا فی باب الاعتقاد تفلسفوا واذا نظروا فی

ترجمہ اور حکماء سے زیادہ بھی ہین اور ان لوگونکو جو حکما سے انکار صانع کی خبر ملی ہے تو محض دروغ اور محال ہی کیونکہ انمین سے صانع کو ثابت کرتے ہین اور نبوتون کے منکر نہین الا آنکہ اُسمین غور کرنا بیکار جانا۔ ان مین سے معدودے چند بچے کہ دہریہ کے تابع ہو گئے جنکی فہمون کا فساد کئی مرتبہ ظاہر کیا جا چکا کہ ہم نے اپنی اُمت کے تفلسف پیشون مین سے اکثر کو دیکھا کہ اُنکو اس تفلسف سے بجز سرگردانی کے کچھ حاصل نہین ہوا۔ اب نہ وہ مقتضائے فلسفہ ہی سمجھتے ہین اور نہ مقتضائے اسلام جانتے ہین بلکہ بہت سے اُنمین ایسے ہین جو روزہ رکھتے ہین نماز پڑھتے ہین اور پھر خالق اور نبوتون پر اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہین اور حشر اجساد کے انکار مین بحث کرتے ہین اور جسکو دیکھیے فقر و فاقہ کی مصیبت مین گرفتار ہے وہ عام طور پر قضا و قدر سے ناراض ہے حتی کہ مجھسے بعض متفلسفہ نے کہا کہ ہم تو اُوسی سے مخاصمہ کرتے ہین جو آسمان پر ہے اور اس بارے مین بہت سے اشعار پڑہتا تھا چنانچہ اُنمین سے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہی۔ جو دنیا کی صفت مین ہی۔ کیا تم دنیا کو کسی صانع کی صنعت خیال کرتے ہو یا تم اُسکو ایسا تیر سمجھتے ہو جسکا کوئی پھینکنے والا نہین۔ ان ہی مین سے چند شعرونکا ترجمہ یہ ہے افسوس دنیا مین ہمارے لیے بھلائی کو نہ اختیار پیش کرتا ہے نہ علم سے حاصل ہوتی ہے پھر تحصیل علم سے کیا فائدہ ہی۔ ہم زمانے کے ہاتھون سے ایسی مصیبت مین گرفتار ہین جس سے نہ عقل ہی نجات دے سکتی ہے اور نہ نرمی اور نہ تندخوئی۔ ہم ایسی تاریکیون مین پڑے ہین جنمین نہ کوئی چاند چمکتا ہے نہ آفتاب روشن ہی اور نہ کوئی چنگاری سلگتی ہے ہم سراسیمہ و حیران ہین جہل نے ہم کو گھیر رکھا ہی جو کہ ہمپر شروی کرتا ہے۔ بیشک زمانے مین عمل کرنا محض بیکار ہی اور کسی قسم کی گفتگو کرنا بالکل ہوس ہی **فصل** چونکہ ہمارے زمانہ سے فلاسفہ اور رہبان دونون کا زمانہ قریب ہی لہذا ہمارے اہل ملت مین سے بعض نے تو اُنکا دامن پکڑ لیا۔ اور بعض نے اُنکی اطاعت کی اسی لیے تم اکثر اُنمونکو دیکھتے ہو کہ جب وہ اعتقاد کے باب مین غور کرتے ہین تو تفلسف مین پڑ جاتے ہین اور جب زہد کی باب مین فکر کرتے ہین

فی باب الزهد ترهبوا فسئل الله ثباتا علی ملتنا وسلامة من عدونا الله علی الاجابة ذکر تلبیسه علی اصحاب الهیاکل
وهم قوم یقولون ان لکل روحانی من الروحانیات العلویة هیکلا او عنی اجراما من الاجرام السمائیة هو هیکله ونسبته
الی الروحانی المختص به نسبة ابداننا الی ارواحنا فیقولون هو مدبره والمتصرف فیه فمن جملة الهیاکل العلویة السیارات و
الثوابت قالوا ولا سبیل لها الی الروحانی بعینه فنتقرب الی هیکله بکل عبادة وقربان وقال آخرون منهم لکل هیکل سماوی
شخص من الاشخاص السفلیة علی صورته وجوهره فعمل هؤلاء الصور ونحتوا الاصنام ونبوا لها بیوتا وقد ذکر یحیی بن
بشر النهاوندی ان قوما قالوا الکواکب السبعة وهی زحل والمشتری والمریخ والشمس والزهرة و
عطارد والقمر هی المدبرات لهذا العالم وهن یصدرن عن امر الملأ الاعلی وتصبوا لها الاصنام علی
صورتها وقربوا لکل واحد منها ما یشتهیه من الحیوانات فجعلوا لزحل صنما عظیما من الآنك اعمی یقرب الیه بثور مسن أعور
به البیت تحته محفورا وفوقه درابزین من حدید علی تلك الحفرة فیضرب الثور حتی یدخل البیت ویمشی علی ذلك
الدرابزین من الحدید فتغوص بدنه ورجلاه هناك ثم توقد تحته النار حتی یحترق ویقول المقربون

مقدس انت ایها الاله الاعمی المطبوع علی الشر الذی لا یفعل خیرا قربنا لك ما تشتهی
فتقبل منا واکفنا شرك وشر ارواحك الخبیثة

آنك الاسرب ١٢ یعنی شیشہ ١٢

ترجمہ تو راہب بن جاتے ہین پس ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہین کہ ہمکو ہمارے مذہب پر قائم رکھے اور ہمارے دشمن سے ہمین بچائے
ہیکل پرستونکا بیان ابلیس کی تلبیس کا بیان ہیکل پرست وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ علوی روحانیات مین سے ہر ایک روحانی کے لیئے
ایک پیکر ہی یعنی اجرام فلکی مین سے ایک جرم اُسکی صورت ہی اور ایک روحانی کیطرف جو اُسکے ساتھ مختص ہی منسوب ہی جسطرح ہمارے
روحونکی نسبت ہمارے ابدان کی جانب ہی وہی روحانی اُوسکا مدبر ہے اور وہی اُسمین تصرف کرتا ہی منجملہ سیاکل علویہ کے ثوابت اور سیارے
ہین اس گروہ کا قول ہی کہ ہماری رسائی خاص رُوحانی تک نہین ہوسکتی اس لیئے ہم اوسکی پیکر کی پرستش کرتے ہین اور اوسپر چڑہاوے چڑہاتے
ہین اس قوم کا دوسرا فریق کہتا ہے کہ ہر پیکر آسمانی کے لیئے اُسی کی صورت اور جوہر کا ایک شخص اشخاص سفلی مین سے ہے لہذا اس
فریق نے صورتین بنائی ہین اور بت تراشے ہین اور اُن کے لیئے مکان تیار کیئے ہین **یحییٰ** بن بشر نہاوندی نے ذکر کیا ایک قوم کا
قول ہی کہ سات ستارے زحل اور مشتری اور مریخ اور شمس اور زہرہ اور عطارد اور قمر اس عالم کے مدبر ہین اور ملاء اعلی کے حکم سے صدور پاتے
ہین اس قوم نے ان ستارون کی صورتین پیتل کے بنین اور انمین سے ہر ایک کیلئے ایک حیوان جو اُسکے مشابہ ہی چڑہاوا مقرر کیا ہی زحل
کیواسطے ایک بت کور چشم سیسے کا بنایا ہی اسیر ایک بڈھا بیل چڑہایا جاتا ہی اس بیل کو ایک گڑہے پاس لاتے ہین جو نیچے کھودا ہوتا ہی اس
گڑہے کی اوپر لوہے کی درابزین ہوتی ہین بیل کو مارتے ہین یہانتک کہ وہ اُس گڑہے مین داخل ہوجاتا ہی اور اُن درابزون پر چلتا ہی جس سے اُسکے پاؤن
جکڑ جاتے ہین پھر اُسکے تلے آگ روشن کیجاتی ہے حتی کہ بیل جلکر رہ جاتا ہی پرستش چڑہاتے والے کہتے ہین کہ اے معبود نابینا تو پاک ہی تیری
طبیعت مین وہ شر ہی کہ کبھی نیکی نہین کرتا ہمنے تجھپر وہ چیز چڑہائی جو تجھسے مشابہ ہی ہمسے اُسکو قبول کر اور اپنی شر اور اپنی ارواح خبیثہ کی برائی

ویقربون للمشتری صبیا طفلا وذلک انهم یشترون جاریة فیطأها السنة الاصنام السبعة فتحمل
وتلد حتی تصنع ویاتون بها وبالصبی علی یدیها ابن ثمانیة ایام فیحسنونه بالمسال والایروهی تبکی علی یدی ویقولون
ایها الرب الخیر الذی لا یعرف الشر فقربنا لک من لا یعرف الشر لجانسک فی الطبیعة فتقبل قرباننا وارزقنا خیرک
وخیر ارواحک الخیرة ویقربون للمریخ رجلا اشقر انمش ابیض الراس من الشقرة یاتون به فیدخلونه فی حوض عظیم ویشدونه
فیوقونه الی اوتاده فی قعر الحوض ویملئون الحوض زیتا حتی یبقی الرجل قائما الی حلقه ویخلطون بالزیت الادویة المقویة للعصب
اللحم حتی اذا دار علی الحوک بعد ان یغذیا بالاغذیة المعفنة اللحم والجلد فیصبر علی راسه فیسلخوا عصبة من جلده ولفوه
تحت راسه فاتوا بالی صنمهم الذی هو علی صورة المریخ فقالوا ایها الاله الشریر ذو الفتن والحروب قربنا الیک ما تشتهیه
لتقبل قرباننا وتکفنا شرک وشرار ارواحک الخبیثة الشریرة ویزعمون ان الراس تبقی فیه الحیوة سبعة ایام ویکلمهم
یعلمهم ما یصیبهم تلک السنة من خیر وشر ویقربون للشمس تلک المراة التی قتلوا ولدها للمشتری
ویطوفون بصورة الشمس ویقولون مسبحتک وهللة ایتها الالهة النورانیة قربنا لک ما تشتهیه فتقبل
قربانا وارزقنا من خیرک واعذنا من شرک ویقربون للزهرة عجوزا

ترجمہ مشتری پر ایک شیر خوار لڑکا چڑھاتے ہین اُسکا طریق یہ ہے کہ ایک لونڈی خریدتے ہین اُس سے ساتون برس کے مجاور وصلی
کرتے ہین وہ حاملہ ہوجاتی ہے وضع حمل تک اُسکو نہین چھیڑتے بعد اُسکے لاتے ہین آٹھ روز کا بچہ اُس کی گود مین ہوتا ہے اُس بچہ کے
جسم مین سوئیان اور کانٹے چبھوتے ہین وہ لونڈی ندامت کے مارے روتی ہے یہ نیاز چڑھا کر کہتے ہین کہ ای معبود خیر جو کہ شر سے ناواقف
ہی ہمنے تجھپر ایسے شخص کو چڑھایا ہی جو شر کو مطلق نہین جانتا طبیعت مین تیرا ہمجنس ہے ہماری نیاز قبول کر اور اپنی ارواح نیک کی خیر
ہمکو نصیب کر **مریخ** پر ایک آدمی بھورے رنگ کا سفید داغون والا جس کا سر بھورے پن کی وجہ سے سفید ہوتا ہی چڑھاتے ہین اُس آدمی کو
لاتے ہین اور ایک بڑے حوض مین داخل کرتے ہین اور حوض کی تہ مین میخین گاڑ کر اُس کو باندھ دیتے ہین پھر حوض کو روغن زیتون سے
بھر دیتے ہین وہ شخص اُس مین گلے تک ڈوبا ہوا کھڑا رہتا ہے اور زیتون مین ایسی دوائین ملاتے ہین جو اعصاب کو قوت پہنچائین اور
جسم پر گوشت بڑھاوین جب ایک سال گذر جاتا ہے اور فربہی بخش غذاؤن سے موٹا تازہ ہوتا ہے تو اُس کی چربی کھال سے جدا
کرتے ہین اور اُس کے سر کے نیچے لپیٹتے ہین پھر اُس بُت کے پاس لاتے ہین جو مریخ کی صورت پر ہے اور کہتے ہین اے معبود شریر فتنہ
فتنہ وفساد ہمنے تجھپر وہ نیاز چڑھائی جو تیرے مشابہ ہی ہماری نیاز قبول کر اور ہم کو اپنے اور اپنی ارواح شریرہ وخبیثہ کی شر سے
محفوظ رکھ اُن کا خیال ہے کہ اُس کے سر مین سات دن تک حیات باقی رہتی ہے وہ اُنسے گفتگو کرتا ہی اور اُس سال جو خیر و شر
اُنکو پہونچنے والا ہی وہ جانتا ہے **شمس** پر اُس عورت کو چڑھاتے ہین جس کے بچے کو مشتری کے لیئے مار ڈالا تھا شمس کی
صورت کا طواف کراتے ہین اور کہتے ہین اے نورانی معبود تو قابل مدح وثنا ہے ہم نے تجھ پر وہ چڑھاوا چڑھایا ہے جو تیری مشابہ ہے
ہماری نظر قبول کر اور ہم کو اپنی خیر نصیب کر اور اپنی بُرائی سے پناہ دے **زہرہ** پر ایک بیباک ادھیڑ بڑی عورت چڑھاتے ہین

شطا ماجنة يقدمونها بين يديها وينادون حولها ايتها الالهة الماجنة اتينا لك قربانا بياضا كبياضك وجاجنة
كجاجنك وطرفا كطرفك فتقبليها ثم ياتون بالحطب فيجعلونه حول العجوز ويضرمون فيه نارا الى ان يحترق
فيختون رمادها في وجه الصنم ويقرنون لعطارد شابا اشمر حاسيا كاتبا متاديا ياتون به بجيلة وكذا يفعلون بالكل
يخدعونهم ويفتنونهم وليسقونهم ادوية تزيل العقل وتخرس الالسنة فيقدمون هذا الشاب الى صنمهم ساجدين ويقولون
ايها الرب الظريف جئناك بشخص ظريف وبطبعك اهيئا فتقبل منا ثم ينشرون الشاب نصفين ويربعون على
اربع خشبات حوله ويضرم في كل خشبة النار حتى يحترق ويحترق الربع معها ويختون رمادها في وجهه
ويقربون للقمر رجلا ادم كبيرا وجه ويقولون يا بريك الالهة وخفيف الاجرام العلوية ذكر تلبيس ابليس
على عباد الاصنام قال المصنف كل محنة لبس بها ابليس على الناس فسببها الميل الى الحس والاعراض عن مقتضى العقل
ولما كان الحس يانس بالميل دعا ابليس خلقا كثيرا الى عبادة الصور وابطل عندهم كل عمل العقل وعونه فمنهم من
حسن له انه الاله وجدها ومنهم من وجد فيهم قليلا فطنة يعلم انه لا يوافقه على هذا فزين
ان عبادة هذا تقرب الى الخالق

ترجمہ اسطرح کہ اُس اوھیڑ عورت کو زہرہ کے روبرو کرکے اُسکے گرد پکارتے ہین۔ کہ اے بیباک معبودہ ہم تیرے لیئے وہ قربانی کرتے ہین جس کی سفیدی تیری سفیدی کے مشابہ ہے جسکی بیباکی تیری بیباکی سے ملتی ہوئی ہے جسکی نظربازی تیری نظربازی کی مانند ہے ہماری قربانی قبول کر۔ پھر لکڑیان لاتے ہین اور اُس عورت کے گرد انبار لگاکر آگ سلگاتے ہین۔ حتی کہ عورت جلکر خاک ہوجاتی ہے۔ اور اُس کی راکھ لیکر اس بُت کی مونہہ پر ملتے ہین عطارد پر ایک جوان آدمی خوشخرام لکھا پڑھا حسابدان آداب سے واقف پڑھاتے ہین اُسکو کسی حیلہ سے پھانس لاتے ہین اور ہر ایک کو جس قدر مذکور ہوے اُسی طرح مکر و فریب مین پھانستے اور لالچ دیتے اور ایسی دوائین کھلاتے ہین جس سے عقل زائل اور زبان بند ہوجاتی ہے اُس جوان کو عطارد کے روبرو کرکے کہتے ہین کہ (اے ظریف معبود ہم تیرے پاس ایک شخص ظریف لائے ہین۔ اور ہم نے تیری طبیعت کو پہچان لیا۔ اب ہم سے اس نیاز کو قبول کرلے) پھر اس جوان کو چیر کر دو ٹکڑے پھر چار ٹکڑے کرڈالتے ہین اور بت مذکور کے گرد چار لکڑیون پر چڑھایا جاتا ہے یعنی ہر ٹکڑا ایک لکڑی پر ہوتا ہے) پھر ہر لکڑی مین آگ لگاتے ہین وہ جلنے لگتی ہے اُس کیساتھ چوتھائی ٹکڑا بھی جل جاتا ہے اُسکی راکھ لیکر بت کی منہ پر ملتے ہین اور قمر کے لیئے ایک مرد گندم گون بڑے چہرہ والا چڑھاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ اے معبود ہمکو ہر کارے اور بالائی اجرام کے ہلکے **بت پرستون پر تلبیس ابلیس کا بیان** **مصنف** نے کہا کہ ہر امتحان جس سے ابلیس نے لوگون پر شبہہ ڈالا۔ تو اُسکا سبب یہ کہ خواہش جو اسکی طرف جھکی۔ اور عقل جس امر کو مقتضی ہے اُس سے منہ پھیر لیا اور حواس کا میلان اپنے مثل کیطرف ہوا کرتا ہے۔ لہذا ابلیس نے بکثرت مخلوق کو صورتون کی پوجا کرنے کی طرف بلایا۔ اور ان لوگون مین عقل کا عمل ایکبارگی مٹا دیا۔ پس انمین سے بعضونکو تو یہ سمجھایا۔ کہ یہی صورت خود تمہاری معبود ہے۔ اور وہ حق مان گئے اور بعضونمین کچھ تھوڑی سی دانائی تھی جس سے وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ مجھسے اس بات پر موافقت نہ کرینگے تو ان کیلیے یہ رچایا کہ اگر اس صورت کی بندگی کرو تو تم کو خالق

فقالوا ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى ذكر بداية تلبيسه على عبدة الاصنام وعن هشام بن محمد بن السائب
الكلبي قال اخبرني ابي قال اول ما عبد الاصنام ان ادم عليه السلام لما مات جعله بنو شيث بن ادم في مغارة
في الجبل الذي اهبط عليه ادم بارض الهند ويقال للجبل نود وهو اخصب جبل في الارض قال هشام فاخبرني
ابي عن ابي صالح عن ابن عباس قال وكان بنو شيث يأتون جسد ادم في المغارة فيعظمونه ويترحمون عليه
فقال رجل من بني قابيل يا بني قابيل ان لبني شيث دوارا يدورون حوله يعظمونه وليس لكم شيء
فنحت لهم صنما وكان اول من عملها قال هشام واخبرني ابي قال كان ود وسواع ويغوث ويعوق و
نسر قوما صالحين فماتوا في شهر فجزع عليهم ذووا قاربهم فقال رجل من بني قابيل يا قوم هل لكم ان اعمل لكم خمسة اصنام
على صورهم غير اني لا اقدر ان اجعل فيها ارواحا قالوا نعم فنحت لهم خمسة اصنام على صورهم ونصبها لهم فكان الرجل يأتي اخاه وعمه وابن عمه
فيعظمه ويسعى حوله حتى ذهب ذلك القرن الاول وعملت على عهد يزد بن مهلائيل بن قينان بن انوش بن شيث
ابن ادم ثم جاء قرن اخر فعظموهم اشد من تعظيم القرن الاول ثم جاء من بعدهم القرن الثالث

ترجمہ کی جناب مین تقرب دلاوے گی چنانچہ قرآنمجید مین اُنکا مقولہ ہے۔ ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (ترجمہ) ہم ان عورتونکو
نہین پوجتے مگر اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہم کو تقرب دلاوین **بت پرستونپر ابلیس** کی ابتدائی تلبیس کا بیان (ہشام بن محمد
بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ بت پرستی کی بنیاد اسطرح شروع ہوئی کہ جب آدم علیہ السلام نے انتقال کیا۔ تو
شیث بن آدم کی اولاد نے انکی لاش اُس پہاڑ کی غار مین رکھی جسپر جنت سے اوتارے گئے تھے وہ پہاڑ سرزمین ہندوستان مین ہے اور
اُوسکا نام نود ہی۔ اور وہ روے زمین کے پہاڑون سے زیادہ سرسبز ہے۔ ہشام نے کہا کہ پھر میرے باپ نے مجھے خبر دی **بروایتہ** عن ابی صالح عن
ابن عباس کہ ابن عباس بیان کرتے تھے کہ شیث کی اولاد اُس پہاڑ کے غار مین آدم کی لاش پاس جایا کرتی پس اُسکی تعظیم کرتے اور
اوسپر ترحم کرتے تھے یہ دیکھکر قابیل کی اولاد مین سے ایک نے کہا کہ اے بنی قابیل دیکھو کہ بنی شیث کی پاس ایک چیز ایسی ہے جسکے گرد گھومتے
اور اُسکی تعظیم کرتے ہین۔ اور تمہارے پاس کچھ نہین ہی۔ پھر انکے لیے ایک مورت گڑھی۔ اور یہی پہلا شخص ہے جس نے مورت بنائی
ہشام نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ **ود** اور **سواع** اور **یغوث** اور **یعوق** اور **نسر** یہ سب بندگان صالح
تھے۔ پھر ایک ہی مہینے مین سب نے انتقال کیا۔ تو انکی برادری والون کو ان کی وفات سے بڑا صدمہ ہوا پس بنی قابیل مین سے ایک نے
اُنسے کہا کہ اے قوم کیا تم چاہتے ہو کہ مین اُنکی صورتون کے پانچ مورتین تمکو گھڑ دون (تو گویا وہ تمہارے سامنے ہونگے) سو اراتنی بات
کے کہ مجھ یہ قدرت نہین کہ انکی روحین انمین پہناؤن اُنھون نے کہا کہ ہان ہم چاہتے ہین پس اُسنے اُنکو پانچ بت گڑھ دیے جو انکی
صورتون کے موافق تھے اور وہان نصب کر دیئے پس آدمی اپنے بھائی و چچا و چچیرے بھائی کی مورت پاس آتا اور اُسکی تعظیم کرتا اور
اس کا گرد پھرتا اور انکی شناخت بزمانہ یزد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم ہوئی تھی۔ پھر یہ پہلی صدی گزر گئی اور
دوسری صدی آئی تو اول قرن سے بڑھ کر اُنھون نے اُن مورتون کی تعظیم و تکریم کی پھر ان کے بعد تیسرا قرن آیا

فقالوا ما عظّم اولئك الا وهم يرجون شفاعتهم عند الله فعبدوهم وعظموهم واشتد كفرهم فبعث
الله اليهم ادريس فدعاهم فكذبوه فرفعه الله مكانا عليا ولم يزل امرهم يشتد فيما قال الكلبي عن
ابي صالح عن ابن عباس حتى ادرك نوح فبعثه الله نبيا وهو يومئذ ابن اربعمائة وثمانون سنة
فدعاهم الى الله عز وجل في بعثة عشرين ومائة سنة فعصوه وكذبوه فامر الله عز وجل ان
يصنع الفلك فصنع منها وركبها وهو ابن ستمائة سنة وغرق من غرق ومكث بعد ذلك ثلثمائة
وخمسين سنة وكان بين آدم ونوح الفا سنة ومائتا سنة فاهبط الماء هذه
الاصنام من ارض الى الارض حتى قذفها الى ارض جدة فلما نضب الماء بقيت على
الشط فسفت الريح عليها حتى واريتها قال الكلبي وكان عمرو بن لحي كاهنا وكان
يكنى ابا ثمامة له زئي من الجن فقال له عجل المسير واظعن منها والبشر بالخير و
السلامة اين صفة جدة تجد فيها اصناما معدة فاوردها تهامة ولا تهب سادتها ثم ادع العرب الى
عبادتها فاتى نهر جدة فاستثارها ثم حملها حتى وردبها تهامة

ترجمہ تو کہنے لگے کہ ہم سے اگلے لوگ جو ہمارے بزرگ تھے بیفائدہ انکی تعظیم نہین کرتے تھے بلکہ اس لیئے تعظیم کرتے تھے کہ اللہ تعالی کے نزدیک انکی شفاعت (سفارش) کے امیدوار تھے۔ پس یہ لوگ ان مورتون کو پوجنے لگے اور انکی شان بزرگ قرار دی اور کفر شدید ہوا پس اللہ تعالی نے انکی طرف ادریس علیہ السلام کو رسول کرکے بھیجا۔ ادریس نے انکو توحید کیطرف بلایا تو انہون نے ادریس کو جھٹلایا اور اللہ تعالی نے ادریس کو مقام بلند مین اوٹھالیا۔ اور کلبی کی روایت ابی صالح عن ابن عباس مین ہی کہ بت پرستونکا معاملہ سخت ہوتا گیا۔ یہانتک کہ نوح کے ادراک کا زمانہ آیا اور وہ چار سو اسی (۴۸۰) برس کے تھے کہ اللہ تعالی نے انکو پیغمبری عطا کی پس نوح نے انکو ایکسو بیس برس تک اپنی نبوت کے زمانہ مین اللہ تعالی کیجانب بلایا۔ انہون نے نہ مانا۔ اور نوح علیہ السلام کو جھوٹا ٹھیرایا پس اللہ تعالی نے نوح کو حکم دیا کہ کشتی بناوے پھر جب نوح کشتی بناکر فارغ ہوئے اور اُسپر سوار ہوچکے تو چھ سو برس کے تھے اور طوفان مین جو غرق ہونیوالے تھے غرق ہوئے اور نوح علیہ السلام اسکے بعد تین سو پچاس ۳۵۰ برس تک زندہ رہے اور آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک دو ہزار دو سو برس کا فرق تھا۔ اور پانی کا طوفان ان بتون کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک زمین سے دوسری زمین تک اوچھالتا پھرا یہانتک کہ پانی کے پھیرون نے انکو جدہ مین لاکر ڈالا جب پانی خشک ہوا تو یہ مورتین کنارے ساحل پر پڑی رہین اور ہوا کے جھونکون سے ریگ بیابان اڑکر اسقدر اونپر پڑی کہ یہ ریگ کے نیچے دب گئین کلبی نے کہا کہ عمرو بن لحی ایک کاہن تھا اُسکی کنیت ابو ثمامہ تھی اور ایک جن اُسکا موکل تھا اوسنے کاہنون کے لہجہ مین اوسسے کہا کہ عجل المسير واظعن منها والبشر بالسعد والسلامة + ايت صفة جدة + تجد فيها اصناما معدة فاوردها تهامة ولا تهب سادتها ثم ادع العرب
الى عبادتها یعنی تہامہ سو کجاوہ کس کر جلد اپنی آ یعنی سعد و سلامتی مین پہنچا پھر جدہ کے کنارے جاوہان تجھکو رکھی ہوئی مورتین ملینگی انکو تہامہ مین لاکر آباد کر یہان کے سردارون سے خوف نہ کھا پھر عرب کو انکی عبادت کیلیے بلا۔ عمرو بن لحی نے جاکر نہر جدہ سے نشان ڈھونڈکر انکو نکالا پھر لاد کر تہامہ لایا

ثم انه مرض مرضا شديدا فقيل له ان بالبلقا من الشام حمة ان اتيتها برأت فاتاها فاستحم بها فبرأ ووجد اهلها
يعبدون الاصنام فقال ما هذا فقالوا نستسقي بها المطر ونستنصر بها على العدو فسألهم ان يعطوه منها فعطوا فقدم بها
مكة ونصبها حول الكعبة واتخذت العرب الاصنام وكان اقدمها مناة وكان مصنوعا على ساحل البحر من ناحية المشلل
بقديد بين مكة والمدينة فكانت العرب جميعا تعظمه وكانت الاوس والخزرج ومن ينزل مكة والمدينة وما قرب من المواضع
يعظمونه ويحجون له ويهدون له ولم يكن احد اشد اعظاما له من الاوس والخزرج وعن ابن ياسر قال كانت الاوس
والخزرج ومن يأخذ باخذهم من عرب اهل يثرب وغيرهم يحجون فيقفون مع الناس المواقف كلها ولا يحلقون
رؤسهم فاذا انفروا اتوه فحلقوا عند رؤسهم واقاموا عنده لا يرون لحجتهم تماما الا بذلك وكانت مناة لهذيل و
خزاعة فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا فهدمها عام الفتح ثم اتخذوا اللات واللات بالطائف وهي احدث
من مناة وكانت صخرة مربعة وكانت سدنتها من ثقيف وكانوا قد بنوا عليها بناء وكانت قريش وجميع
العرب يعظمها وبها كانت العرب يسمي زيد اللات وتيم اللات فكانت
في موضع منارة مسجد الطائف اليسرى اليوم فلم يزل كذلك حتى اسلمت ثقيف

نستسقي

اوس وخزرج دو بھائی تھے جن کی اولاد میں انصار ہیں ۱۲

ترجمہ پھر عمرو کو بڑی سخت بیماری ہوا۔ تو اُس سے کہا گیا۔ کہ بلقا شام میں ایک گرم چشمہ ہے اگر تو جاکر اُس میں نہائے تو اچھا ہو جائے۔ وہ منحوس وہاں جاکر نہایا۔ اور اچھا ہو گیا اور دیکھا کہ وہاں کے لوگ مورتیں پوجتے ہیں اُنسے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم ان سے بارش پاتے ہیں انکی مدد سے دشمنوں پر غالب ہو جاتے ہیں ابن لحی نے اُنسے ایک بت مانگا۔ اُنھوں نے دیدیا۔ وہ اُسکو مکہ میں لایا اور خانہ کعبہ کے گرد بٹھایا اور عرب نے بتوں کو معبود بنا لیا۔ اور سب سے پرانا بت مناۃ تھا وہ بحر قلزم کے کنارے مشلل کے ایک جانب قدید میں مکہ و مدینہ کی درمیان میں بنایا گیا تھا۔ اور عرب سب اُسکی تعظیم کرتے اور اوس و خزرج اور جو کوئی مدینہ و مکہ اور اُس قرب و جوار کے مواضع میں رہتا سب اُسکی تعظیم کرتے اور اُسکی واسطے قربانی کرتے اور اُس کیلیے ہدیے بھیجتے رہتے تھے اور یوں تو یہ سب لوگ اُسکی تعظیم کرتے۔ لیکن اُوس و خزرج سے بڑھکر کوئی اُس کی تعظیم نہ کرتا **ابن یاسر** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اوس و خزرج اور جو کوئی اُن کے مسلک پر چلتا تھا خواہ یثرب (مدینہ) کا ہو یا دوسری جگہ کا ہو یہ لوگ حج کرنے آیا کرتے اور ہر ایک موقف میں لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوتے و لیکن اپنا سر نہیں منڈاتے تھے پھر جب مکہ سے روانہ ہوتے تو مناۃ کے یہاں جاکر اُس کے پاس اپنا سر منڈاتے اور وہاں ٹھیرتے تھے اور بدون اس کے اپنا حج پورا نہیں جانتے تھے اور بت مناۃ قبیلہ ہذیل و خزاعہ کا تھا۔ اور مکہ فتح کرنے کے سال میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بھیجا حضرت علیؓ نے اُسکو توڑ کر منہدم کر دیا پھر مناۃ کے بعد لوگوں نے لات کو نکالا تھا وہ مناۃ کی بہ نسبت جدید تھا اور طائف میں ایک بڑی مربع پتھر پر بنایا گیا تھا۔ اور اُسکے دربان قبیلہ ثقیف کے لوگ تھے۔ اُنھوں نے اُس پر عمارتیں بنائی تھیں۔ اور قریش اور جمیع عرب اُس کی تعظیم کرتے تھے۔ اور عرب اُسی کی نسبت زید اللات اور تیم اللات وغیرہ نام رکھتے تھے اور اب جہاں مسجد طائف ہے اُسکی بائیں منارہ کے مقابل پر تھا۔ پس وہ برابر اسی حالت پر رہا یہانتک کہ ثقیف مسلمان

فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم المغيرة بن شعبة فهدمها وحرقها بالنار ثم اتخذها ظالم بن اسعد
كانت بوادي من نخلة الشامية فوق ذات عرق وبنوا عليها بيتا وكانوا يسمعون منه الصوت وعن ابن عباس قال
كانت العزى شيطانة ياتي ثلاث سمرات ببطن نخلة فلما افتتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة
بعث خالد بن الوليد فقال ائت بطن نخلة فانك تجد ثلث سمرات فاعضد الاولى فاتاها فعضدها فلما
جاء اليه قال هل رأيت شيئا قال لا قال فاعضد الثانية فاتاها فعضدها ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال
هل رأيت شيئا قال لا قال فاعضد الثالثة فاتاها فاذا هو لحية ناشرة شعرها واضعة يديها على عاتقها تضرب
بانيابها وخلفها دنية السلمي وكان سادنها فقال خالد كفرانك لا سبحانك اني رأيت الله قد اهانك ثم
ضربها فقلق رأسها فاذا هي حمة ثم عضد الشجرة وقتل دنية السادن ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم واخبره فقال
تلك العزى ولا عزى بعدها للعرب قال هشام وكانت لقريش اصنام في جوف الكعبة وحولها واعظمها عندهم
هبل كان فيما بلغني من عقيق احمر على ظهره انسان مكسور اليد اليمنى ادركته قريش كذلك فجعلوا اليد من ذهب و
كان اول من نصبه خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر وكان في جوف الكعبة وكان قداه سبعة اقداح

ترجمہ ہوکر رسول اللہ صلعم نے مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ اُنہون نے اُسکو منہدم کر کے آگ سے پھونک دیا۔ پھر اُسکو ظالم بن اسعد ابھا کا
اور ذات عرق سے اوپر نخلہ شامیہ کو وادی مین نصب کر کے اُسپر کوٹھری بنائی اور یہ لوگ اُس سے آواز سنا کرتے تھے ابن عباسؓ
سے روایت ہے کہ عزیٰ ایک شیطانہ عورت تھی جو بطن نخلہ کے تین درخت کیکر پر آیا کرتی تھی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ
فتح کیا تو خالد بن الولید سے فرمایا کہ تو بطن نخلہ مین جاوہان تجھے کیکر کے تین درخت ملینگے اُنمین سے اوّل درخت کو جڑ سے کاٹ ڈالنا۔
خالدؓ نے وہان جاکر ایک درخت کو جڑ سے کھود پھینکا۔ اور واپس آئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نے کچھ دیکھا تھا خالدؓ نے عرض
کیا کہ جی نہین آپنے فرمایا کہ پھر جاکر دوسرے کو جڑ سے کاٹ دے خالدؓ نے حکم کی تعمیل کی جب واپس آئے تو پھر آپنے پوچھا کہ تو نے
کچھ دیکھا تھا۔ خالدؓ نے کہا کہ جی نہین آپ نے فرمایا کہ پھر جاکر تیسرے درخت کو بھی جڑ سے کاٹ دے پس خالدؓ وہان پہونچے تو دیکھا
کہ وہ بال بکھیرے اپنے دونون ہاتھ دونون کندھون پر رکھے اپنے دانت کٹکٹاتی ہے۔ اور اس کے پیچھے دنیہ السلمی کھڑا ہے جو اُس کا
دربان تھا خالدؓ نے کہا کہ تجھسے کفر نے تعریف کیونکہ مین نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے خوار کیا پھر اُسکو تلوار ماری تو اُسکا مونہہ بگڑ گیا اور دیکھا
تو وہ کوئلہ ہی پھر خالدؓ نے درخت مذکور کاٹ ڈالا اور دنیہ دربان کو بھی قتل کر ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر
حال عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ یہی عزی تھی اب آیندہ عرب کیواسطے عزی نہوگی ہشام بن الکلبی نے بیان کیا کہ قریش کے بہت سے بُت
خانۂ کعبہ کے اندر اور اسکی گرد باہر تھے۔ اور سب سے بڑا ان کے نزدیک ھُبل تھا۔ اور مجھے خبر ملی ہے کہ وہ سُرخ یاقوت کا تھا۔
اُسکی پیٹھ پر ایک آدمی بنا ہوا تھا جسکا دایان ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا قریش نے اسی صورت سے اُسکو پایا تھا۔ پھر اُسکا ہاتھ سونیکا بنا کر لگایا سب سے
اول اس بُت کو خزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر نے نصب کیا تھا اور یہ بیچ کعبہ مین تھا۔ اور اس کے آگے سات لکڑیان پڑی تھین جن کی شکل

مکتوب فی احدھما صریح والآخر ملصق فاذا شکوا فی مولود اھدی الیہ ثم ضربوا بالقداح فان خرج صریح الحقوہ
وان کان ملصقا رفعوہ وکانوا اذا اختصموا فی امر او اراد وا سفرا او حاجۃ ضربوا بالقداح عندہ وھو الذی قال لہ ابو سفیان
یوم احد اعل ھبل وغلا دینک وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اعلی واجل وکان لھم اساف ونائلۃ
وعن ابن عباس ان اسافا ونائلۃ رجل وامرأۃ من جرھم یقال لہ اساف بن یعلی ونائلۃ بنت زید من
جرھم وکان یتعشقھا فی ارض الیمن فاقبلوا حجاجا فدخلوا البیت فوجدوا غفلۃ من الناس وخلوۃ من البیت
ففجر بھا فی البیت فمسخا فاصبحا فوجدوھما مسخین فاخرجوھما فوضعوھما فعبدتھما خزاعۃ وقریش ومن حج البیت بعد
من العرب قال ھشام لما مسخا حجرین وضعا عند الکعبۃ لینتظر الناس بھما فلما طال مکثھما وعبدت الاصنام من
معھما وکان احدھما یلصق الکعبۃ والآخر فی موضع زمزم فقلقت قریش لذلک یلصق الکعبۃ الی الآخر فکانوا ینحرون ویذبحون
عندھما وکان من تلک الاصنام ذو الخلصۃ وکان مروۃ بیضاء منقوشۃ علیھا کھیئۃ التاج وکانت بیتا بین مکۃ والیمن علی سیرۃ
سبع لیال من مکۃ وکانت تعظمھا وتھدی لھا البدن وکان بموضع من ارض سیا یقال لہ بلخع تعبدہ

حمیر ومن والاھا فلم تزل یعبد ونہ حتی ھوّد ھم

ترجمہ پڑی تھین ایک مین صریح اور دوسری مین ملصق لکھا ہوا تھا۔ اور لوگ جب کسی بچہ مین شک کرتے تو ھبل کے نام چڑھاوا لیجاتے
پھر ان تیرون سے پانسہ پھینکتے اگر صریح نکلتا تو اُس بچہ کو الفت سے لیتے اور اگر ملصق نکلتا تو دفع کرتے اسی طرح جب کسی امر مین جھگڑتے
یا سفر کا قصد کرتے تو ھبل کے پاس جاکر پانسہ پھینکتے تھے اور ابو سفیان بن حرب نے اُحد کی لڑائی کے دن اسی بت کو کہا تھا۔ کہ
اعل ھبل یعنی اے ہبل تیرا دین بلند ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اعلی واجل یعنی اللہ تعالی برتر اور بزرگتر ہے +
مصنف نے کہا کہ مشرکون کے بتون مین سے اساف ونائلہ بھی تھے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اساف ونائلہ قبیلہ جرہم مین سے
ایک مرد وایک عورت تھی اُنکو اساف بن یعلی اور نائلہ بنت زید کہتے تھے یہ دونون جرہم کی نسل سے تھے اور دونون کا عشق زمین یمن
شروع ہوا تھا پھر قافلہ کے ساتھ دونون حج کو آئے اور ایک رات دونون خانہ کعبہ مین داخل ہوئے تو وہان خالی گھر پایا کوئی آدمی نہ
تھا پس اساف نے نائلہ سے بدکاری کی تو مسخ ہوکر پتھر ہوگئے صبح کو لوگون نے انکو مسخ پاکر خانہ کعبہ سے باہر نکالکر قائم کیا بعد ازان قریش
وخزاعہ ودیگر عرب نے جو حج کو آتے تھے ان دونون کو پوجنا شروع کیا ہشام بن الکلبی نے کہا کہ جب یہ دونون مسخ ہوکر پتھر ہوگئے تو کعبہ کے باہر اس غرض
سے رکھے گئے تھے کہ لوگون کو عبرت ہو جب زیادہ مدت گذری اور بتون کی پوجا شروع ہوئی تو بتون کے ساتھ انکی بھی پوجا ہونے لگی اور
پہلے ایک تو کعبہ سے ملصق تھا اور دوسرا زمزم کے مقام پر تھا پھر قریش نے کعبہ کی پاس والا بھی اوٹھاکر دوسرے سے ملادیا اور اُنکی پاس
قربانی کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے منجملہ بتون کے ایک ذوالخلصہ تھا سفید دودھیا پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اور اُسپر تاج کی سی صورت
نقش تھی اور مکہ سے سات روز کے رستہ پر یمن اور مکہ کے درمیان ایک مکان مین رکھا تھا اُسکی بھی تعظیم ہوتی اور چڑھاوے کی قربانی بھیجی
جاتی تھی ف نسر ایک بت زمین سبا کی موضع بلخع مین تھا جسکو قبیلہ حمیر اور اُسکی حلیف دوست پوجتے تھے اور برابر اس بت کی پرستش

ذونواس فلم تزل هذه الاصنام تعبد حتى بعث الله النبي صلى الله عليه وسلم فامر بهدمها وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رفعت الى النار فرايت عمرو بن لحي قصبا احمر ازرق يجر قصبه في النار قلت من هذا قيل هذا عمرو بن لحي اول من بحر البحيرة ووصل الوصيلة وسيب السائبة وحمى الحام وغير دين اسماعيل وعبادة الاوثان قال هشام وحدثني ابي وغيره ان اسماعيل عليه السلام لما سكن مكة وولد له بها اولاد فكبروا حتى ملكوا مكة ونفوا من كان بها من العمالق ضاقت عليهم مكة ووقعت بينهم الحروب والعداوات واخرج بعضهم بعضا فتفسحوا في البلاد والتماس المعاش وكان حملهم على عبادة الاوثان والجادة انه كان لا يظعن من مكة ظاعن الا احتمل معه حجرا من حجارة الحرم تعظيما للحرم وصيانة بمكة فحيث ما حلوا وضعوه وطافوا به كطوافهم بالكعبة تيمنا منهم بها وصبابة بالحرم وحبا له وهم بعد يحفظون الكعبة ومكة يحجون ويعتمرون وعلى ارث ابراهيم واسماعيل ثم عبدوا ما استحسنوا ولسوء ما كانوا عليه واستبدلوا

ترجمہ کرتے رہے یہانتک کہ ذونواس نے ان لوگوں کو یہودی بنالیا۔ اور ان بتوں کی برابر پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ (علیہ پاکر) انکے منہدم کرنیکا حکم فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میرے سامنے کی گئی تو میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ ایک شخص پست قد سرخ رنگ کہ نجا ہے وہ آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹتا پھرتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہی عمرو بن لحی ہے جس نے سب سے اول بحیرہ اور وصیلہ اور سائبہ اور حام کو نکالا اور حضرت اسمٰعیل کا دین بگاڑا اور عرب کو بت پرستی کی طرف بلایا بتوں کے نام پر بحیرہ کان بہاں کہ چھوڑتے اور وصیلہ نر و مادہ جننے والی یا دو نر کے بعد تیسری مادہ یا برعکس جنتی تو بت کے نام پر چھوڑتے اور اسکی دوسری صورتیں بھی تفسیروں میں مذکور ہیں اور سائبہ جیسے سانڈ ہے اور حامی ایک مدت تک نر اونٹ کی جفتی لینے یا لانے کے بعد بت کے نام پر آزاد کرتے ہشام بن الکلبی نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن السائب اور دوسروں نے بیان کیا کہ جب اسمٰعیل مکہ میں ساکن ہوئے اور انکی اولاد پیدا ہو کر بڑے ہوئے تو مکہ کے مالک ہو گئے اور وہاں سے قوم عمالقہ کو نکال دیا تو کثرت ہونے سے مکہ میں انکی گنجائش نہ رہی اور باہم ان میں لڑائیاں و عداوت واقع ہوئی اور بعض نے بعض کو نکال دیا آخر دوسرے بلاد میں پھیلے اور روزی کی تلاش میں بھی نکلے پھر جس باعث سے انہوں نے اوں بتوں و پتھروں کی پرستش شروع کی یہ ہے کہ انمیں سے جو کوئی مکہ سے باہر جاتا تو وہ ضرور اپنے ساتھ حرم سے ایک پتھر لیجاتا کیونکہ وہ لوگ حرم مکہ کی تعظیم کرتے تھے تو جہاں کہیں منزل اختیار کرتے وہاں اسی پتھر کو رکھ لیتے اور طواف کعبہ کیطرح اسکا طواف کرتے کیونکہ اسکو متبرک سمجھتے اور اس لئے کہ حرم کو مصئون جانتے اور اس سے محبت کرتے تھے اور باوجود اسکے انمیں مکہ و کعبہ کی تعظیم بدستور باقی رہتی تھی چنانچہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی شریعت پر خانہ کعبہ کا حج و عمرہ ادا کیا کرتے تھے پھر رفتہ رفتہ اپنی نفسانی کے موافق پوجنے لگے اور طریقہ قدیم کو بھول گئے۔ اور دین ابراہیم و اسمٰعیل کے بدلے دوسرا

بدین ابراهیم واسماعیل غیر نصب الاوثان وما الی ما کانت علیه الامم من قبلهم واستخرجوا ما کان بعید قوم نوح وفیهم بقایا من علم ابراهیم واسماعیل یتمسکون بها من تعظیم البیت والطواف به والحج والعمرة والوقوف بعرفة والمزدلفة واهدا البدن والاهلال بالحج والعمرة وکانت تزار تقول اذا اهلت لبیک اللهم لبیک لبیک لاشریک لک الا شریکا هو لک تملکه وما ملک وکان اول من غیر دین اسمعیل فنصب الاوثان وسیب السائبة ووصل الوصیلة عمرو بن ربیعة وهو لحی بن حارثة وهو ابو خزاعة وکانت ام عمرو بن لحی فهیرة بنت عامر بن الحرث وکان الحارث هو الذی یلی امر الکعبة فلما بلغ عمرو بن لحی نازعه فی الولایة و قاتل جرهم بنی اسمعیل فظفر بهم واجلاهم عن الکعبة ونفاهم من بلاد مکة

ترجمہ دین اختیار کر لیا اور بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان کا بھی وہی حال ہوا جو ان سے پہلی امتوں کا حال ہو چکا تھا اور انہوں نے وہ بت نکالے جن کو نوح کی قوم پوجتی تھی اور باوجود اس کے انمیں بعض امور شریعت ابراہیم و اسمعیل سے ایسے باقی رہے جنکو نہیں چھوڑا جیسے بیت اللہ کی تعظیم و اسکا طواف کرنا و حج و عمرہ اور وقوف عرفات و مزدلفہ اور اونٹ وغیرہ قربانی کا ہدیہ بھیجنا اور حج و عمرہ کے لیے تلبیہ کہنا۔ اور قبیلہ نزار کے لوگ جب احرام باندھتے تو تلبیہ اس طرح کہتے لبیک اللھم لبیک لاشریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک یعنی لبیک الٰہی لبیک لبیک تیرا کوئی شریک نہیں ہے سوائے ایسے شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے تو ہی اسکا اور اس کی مملوک چیزوں کا مالک ہے۔ قولہ سولے ایسے الخ یہ فقرہ اپنی طرف سے ملا کر شریک کر لیا۔ پھر سب سے پہلے جس نے دین اسمعیل کو بدلا اور بت کدے کیے اور سانڈ چھوڑے۔ اور وصیلہ کی رسم نکالی وہ عمرو بن ربیعہ اور ربیعہ ہی لحی بن حارثہ ہے اور یہی حارثہ قبیلہ خزاعہ کا جد اعلیٰ ہے اور عمرو بن لحی کی ماں کا نام فہیرہ بنت عامر بن الحارث ہے اور یہی حارث خانہ کعبہ کا متولی تھا پھر جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو متولی ہونیمیں حارث سے جھگڑا کرنے لگا آخر قبیلہ جرہم نے اولاد اسمعیل سے قتال کیا اور فتحیاب ہو کر انکو کعبہ کے متولی ہونے سے بلکہ بلاد مکہ سے خارج کر دیا +

عہ وفی البخاری ص۱۶۲ ج۱ باب اذا انفلتت الدابة فی الصلوة الحدیث الثانی من ذلک الباب وھو حدیث طویل اخر طرفہ ولقد رایت جھنم یحطم بعضھا بعضا حین رایتمونی تاخرت ورایت فیھا عمرو بن لحی وھو الذی سیب السوائب اھ قولہ عمرو بن لحی بضم اللام وفتح المھملة وشدة المثناة التحتیة وبیجی فی قصة خزاعة انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبہ فی النار وکان اول من سیب السوائب وھی جمع سائبة وھی التی کانوا یسیبونھا لالھتھم فلا یحمل علیھا شیء اھ کرمانی قسطلانی وایضاً فی البخاری ص۴۹۹ ج۱ باب قصة خزاعة قال وقال ابو ھریرة قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبہ فی النار وکان اول من سیب السوائب عمرو بن عامر قیل ھو من احلام بن قمعة فان قلت تقدم فی باب اذا انفلتت الدابة فی الصلوة ورایت فیھا عمرو بن لحی الخ (کذا فی الاصل ھھنا فتشکوی کالم یقرع) عہ بخاری ص۴۹۹ باب قصة خزاعة عن ابی ھریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمرو بن لحی بن قمعة بن خندف او خزاعة اھ لحی بضم اللام وفتح المھملة وتشدید المثناة ابن قمعة بفتح القاف والمیم وتخفیفھا وبالمھملة والعین وقیل بکسر القاف وشدة المیم بفتحھا وکسرھا وقیل بفتحھا وسکون المیم ابن خندف بکسر المعجمة وسکون النون وکسر المھملة وفتحھا وبالفاء وھی ام القبیلة فلا یصرف وقمعة منسوب الی الام والا فابوہ اسد الیاس بن مضر واسم الخندف لیلی والخندف لقبھا

وتولی حجابۃ البیت من بعدھم وحضر الحج فدعا العرب الی عبادتھا فاجابہ عوف بن عارۃ بن زید
اللات فدفع الیہ وَدًّا فحملہ وکان بوادی القریٰ بدومۃ الجندل وسمی ابنہ عبد وَدٍّ فھو اول من سمی بہ وجعل عوف ابنہ
عامر اساد نالہ فلم یزل بنو یدبنونہ حتی جاء اللہ بالاسلام قال الکلبی فحدثنی مالک ابن حارثۃ انہ رای ودا
قال وکان ابی یبعثنی باللبن الیہ فیقول اسقہ الضاح فاشربہ قال ثم رایت خالد بن الولید بعد کسرہ فجعلہ جذاذا
وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث خالد بن الولید من غزاۃ تبوک لھدمہ فجالت بینہ وبین ھدمہ
بنو عبد ود وبنو عامر فقاتلھم وھدمہ وکسرہ وقتل یومئذ رجلا من بنی عبد ود یقال لہ قطن بن شریح فاقبلت
وھو مقتول وھی تقول الا تلک المودۃ لا اللہ ومہ ولا یبقی علی الدھر الفجیع ولا یبقی علی الحدثان غفر
لہ ام یشاھقہ رووم، ثم قالت یا جامعا جامع لاحتناء ولکبد، یا لیتما رلم تولد ولم تلد ثم اکبت علیہ فشھقت فماتت
قال الکلبی فقلت لمالک بن حارثۃ صفی لی ودا حتی کانی انظر الیہ قال کان ثمتال رجل کاعظم ما
یکون من الرجال قد دبر ای نقش علیہ حلتان متزر بحلۃ مرتد باخری علیہ
سیف قد تقلدہ وقد تنکب قوس

ترجمہ اور بعد ان کے خود خانہ کعبہ کا متولی بن بیٹھا۔ اور جب حج کا موسم آیا تو عمرو بن لحی نے سب عرب کو بتوں کی پرستش کی
جانب بلایا پس عوف بن عذرہ بن زید اللات نے اس کا کہنا مان لیا تو اس نے عوف مذکور کو ودّ نام بت حوالہ کیا۔ وہ ود کو
لے گیا اور وادی القریٰ کے قریب دومۃ الجندل میں رکھا اور اسی کے نام سے منسوب کرکے اپنے بیٹے عبد ود کا نام رکھا اور یہی
شخص سب سے پہلے اس بت کے نام سے منسوب ہوا اور عوف نے اپنے دوسرے بیٹے عامر کو اس بت کا دربان مجاور مقرر کیا۔
اسوقت سے اسکی اولاد برابر اس بت کی پرستش کا دین رکھتے آتے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام بھیجا۔ کلبی نے کہا کہ مجھ سے مالک
بن حارثہ نے بیان کیا کہ میں ود کو دیکھا تھا اور میرا باپ میرے ہاتھ دودھ بھیجا کرتا تھا کہ یہ لیجا کر اپنے معبود کو پلا تو میں اسکو خود پی جاتا
تھا پھر بعد اس کے میں نے دیکھا کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے خالد بن الولید رضہ کو اس بت کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا تھا وہاں عبد ود کی اولاد اور عامر کی اولاد
نے خالد رضہ کو اس کے توڑنے سے روکا اور مانع ہوئے پس خالد رضہ انسے قتال کرکے اس بات کو منہدم کرکے توڑ ڈالا۔ اور اس لڑائی
میں خالد نے بنی عبد ود میں سے ایکشخص کو قتل کیا تھا جسکا نام قطن بن شریح تھا تو اسکی لاش پر اسکی ماں یہ کہتی ہوئی دوڑی آئی سو آگاہ رہو کہ الفت
ہمیشہ پائدار نہیں رہتی اور زمانہ میں کوئی نعمت باقی نہیں رہیگی۔ اور پہاڑ سی بڑی حوالہ زمانہ میں نہیں بچتا اور اسکی ماں چوٹی پر بیٹا ہے پھر اس نے کہا۔
سو اے میرے دل وجگر کے جمع کرنے والے۔ اے کاش تیری ماں پیدا نہ ہوتی اور تجھ کو نہ جنتی۔ پھر اس کی لاش پر اوندھی گر کر
لپٹی اور زور سے ایک نعرہ مارا اور مر گئی۔ کلبی نے کہا کہ میں نے مالک بن حارثہ سے کہا کہ ود کی صورت کو ایسے عبارت ظاہر کیجئے کہ گویا میں
اس کو دیکھ رہا ہوں۔ مالک نے کہا کہ ایک بڑے قد کی صورت تھا جو بڑے سے بڑا ہو سکتا ہے اور اس پر دو حلہ بنائے گئے
تھے ایک ازار کی طرح تہہ اور دوسرا اوڑھے تھا اور اوڑھے ہوئے ایک تلوار لٹکائے ہوئے کمان لئے ہوئے

وبين يديه حربة فيها لواء وقصبة فيها نبل يعني جعبة قال واجابت عمرو بن لحي مضر بن نزار فدفع الى رجل من هذيل يقال له الحارث بن تميم بن سعد بن هذيل بن مدركة بن الياس بن مضر سواعًا فكان بارض يقال لها رهاط ببطن نخلة بعيدة من بلده من مضر فقال رجل من العرب ترا هم حول قبلتهم عكوفا كما عكفت هذيل على سواع ؛ بطل جنابه صاحب لديه ؛ عنا ئر من ذخائر كل راع ؛ واجابته مذحج فدفع الى انعم بن عمرو المرادي يغوث وكان بالكمة باليمن بعيدة مذحج ومن والاها واجابته همدان فدفع الى مالك بن مرتد بن خشم يعوق وكان بخيوان بطن من همدان ومن والاهم باليمن واجابته حمير فدفع الى رجل من ذي رُعَيْن يقال له معدي كرب صنعة لا من صنعه وما خيل اليهم من الاصنام تشفع فحال ليس فيه شبهة تتعلق بها ذكر تلبيس ابليس على عابدي النار والشمس والقمر قال المصنف قد لبس ابليس على جماعة فحسن عبادة النار وقال لهم انها لا يستغني العالم عنه ومن هنا زين عبادة الشمس وذكر ابو جعفر بن جرير الطبري انه لما قتل قابيل هابيل وهرب من ابيه آدم الى اليمن اتاه ابليس فقال له ان هابيل انما قبل قربانه واكلته النار لانه كان يخدم النار ويعبدها

ترجمہ اور آگ کے ایک نیزہ بطور جھنڈے کے لیے ہوئے تھا اور ترکش میں تیر تھے۔ کلبی رح نے کہا کہ مضر بن نزار نے بھی عمرو بن لحی کا کہنا مان لیا تو اس نے ہذیل کے ایک شخص کو جسکا نام حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا ایک بت دیا جسکو سواع کہتے تھے اور وہ بطن نخلہ کی زمین رھاط میں تھا اور اس کے قرب وجوار کے مضر اسکی عبادت کرتے تھے چنانچہ عرب کے ایک شاعر کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے ؎ تو انکو دیکھے کہ اپنے قبیلہ کے گرد عبادت میں ایسے جھکے ہیں جیسے ہذیل کے لوگ سواع کے گرد پوجا کے لئے جھکے رہتے تھے ؛ ہمیشہ اسکی درگاہ پر اپنا نذر دیکھو۔ کہ ہر ایک راعی کے ذخیرہ کے نفائس ہیں کلبی نے کہا کہ مذحج نے بھی اسکا کہنا قبول کیا تو اس نے انعم بن عمرو المرادی کو وہ بت دیا جس کا نام یغوث تھا وہ یمن کے ایک ٹیلہ پر تھا اور مذحج اس کے حلیف تو میں اس بت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور ھمدان نے اسکا کہنا مان لیا تو اس نے مالک بن مرتد بن خشم کو وہ بت دیا جس کا نام یعوق تھا وہ ایک گاؤں میں رکھا گیا جس کا نام خیوان تھا اسکو قبیلہ ہمدان و اسکے یمنی حلیف پوجا کرتے تھے۔ قبیلہ حمیر نے اسکا کہنا مانا تو اس نے ذی رُعین کے ایک شخص کو جسکا نام معدیکرب تھا ایک ساختہ بت دیا جو اسکا بنا ہوا نہ تھا پہر بت پرستوں کے خیال میں جو یہ اعتماد جم گیا ہے کہ بت ہماری سفارش کیا کرتے ہیں تو یہ محض خیال ہے جس میں کوئی مناسبت بھی بتوں کے ساتھ نہیں ہے ؛

آگ وسورج وچاند پوجنے والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان

مصنف نے کہا کہ ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس سے یہ رچایا۔ کہ آگ کی عبادت کریں اور کہا کہ آگ ایسا جوہر ہے کہ عالم کو اس سے چارہ نہیں یعنی عالم کے لئے یہ ضروری ہے اور اسی سے آفتاب کی پوجا بھی رچائی۔ امام ابو جعفر بن جریر الطبری نے ذکر کیا کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کے پاس سے بھاگ کر یمن کو چلا گیا۔ تو ابلیس نے اس کے پاس آکر کہا۔ کہ ہابیل کا نذرانہ اس جہت سے قبول ہوا۔ اور آگ نے اس کو کھا لیا ؛

فانصب لنت نارا تکون لك ولعقبك فبنى بيت نار فهو اول من نصب النار وعبدها **قال الجاحظ** وجاء زراد شت من بلخ وهو صاحب المجوس فادعى ان الوحى ينزل عليه على جبل سيلان فدعا اهل ملك النواحى البازرة الذين لا يعرفون الا البر دوا قنس بانه لم يبعث الا الى اهل الجبال فقط وشرع لاصحابه التوضى بالابوال وغسيان الامهات وتعظيم النيران مع امور سخيفة **قال** ومن قول زراد شت كان الله وحده فلما طالت وحشته فكر فتولد من فكره ابليس فلما مثل بين يديه اراد قتله فامتنع منه فلما امتناعه ادعى الهية وقد بنى عابد والنار لها بيوتا كثيرة **قال** ومن رسم لها بينا فريدون فاتخذ لها بيت بطرسوس واخر ببخارا واتخذ لها بميمن بيتا بسجستان واتخذ لها بيت ابوقباذ بناحية بخارا وبنيت بعد ذلك بيوت كثيرة وكان زراد شت قد وضع نارا زعم انها جاءت من السماء فاكلت قربانهم وذلك انه بنى بيتا وجعل فى وسطه مرآة وقال القربان حطب وطرح عليه الكبريت فلما استوت الشمس فى كبد السماء قابلت كوة فى ذلك البيت فخر شعاع الشمس فوقع على المرآة فانعكس على الحطب فوقعت فيه النار فقال لا تطفوا هذه النار **فصل قال المصنف** وقد حسن ابليس لهؤلاء

ترجمہ کہ وہ آگ کی خدمت کرتا تھا اور اس کو پوجتا تھا اب تو بھی آگ مہیا کر تو آیندہ تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے وہ کارساز ہوگی۔ پس اس نے ایک آتشخانہ بنایا اور آگ کو پوجنے لگا **جاحظ** نے بیان کیا کہ **زراد شت** جس کو مجوسی اپنا پیغمبر مانتے ہیں وہ بلخ سے آیا۔ اور دعوی کیا کہ وہ کوہ سیلان پر تھا وہاں اسپر وحی نازل ہوئی اور یہ ممالک بہت سرد ہیں وہاں کے لوگ سوائے سردی کے کچھ نہیں جانتے ہیں اور اقرار کیا کہ وہ فقط ان پہاڑیوں کے سوائے کسی کی طرف پیغمبر کرکے نہیں بھیجا گیا ہے اور جن لوگوں نے اسکو مانا اُن کے لئے اس نے ایسے قبیح امور سے شرع مقدر کی جیسے اقسام پیشاب سے وضو کرنا اور ماؤں (بیٹیوں و بہنوں) سے وطی کرنا اور آگ کی پوجا کرنا وغیرہ اور زراد شت مذکور کے اقوال میں سے یہ ہے کہ اللہ اکیلا تھا جب تنہائی کو مدت دراز گذر گئی تو اُسنے غور و فکر کرکے ابلیس کو بنایا جب ابلیس اس کے روبرو آیا تو خدا نے اس کو قتل کرنا چاہا ابلیس نے روکا اور مانع ہوا تو جب خدا نے دیکھا کہ وہ قابو میں نہیں آتا ہے تو ایک مدت کیلئے اس سے صلح کرلی۔ **واضح** ہو کہ آتش پرستوں نے آگ کی پوجا کرنے کے لئے بہت سے آتشخانے بنائے چنانچہ سب سے اول فریدون نے آگ کی پوجا کے لئے طرسوس میں آتشخانہ بنایا اور دوسرا بخارا میں بنایا اور بہمن نے سیستان میں بنایا اور ابو قباد نے نواح بخارا میں بنایا اور اسکے بعد بکثرت آتشخانے بنائے گئے اور زراد شت نے ایک آگ رکھی تھی جسکی نسبت وہ مدعی تھا کہ یہ آسمان سے اتری ہے اور اسی نے ان کے نذرانے کھائی ہیں اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ اس نے ایک حلقہ بنایا اور اسکے درمیان میں ایک شیشہ نصب کیا اور نذرانہ کا جانور ایک لکڑی پر لٹکایا جسپر گوگرد لگا ہوا تھا جب ٹھیک دوپہر کو سورج سر پر آیا اور چھت کے روشندان سے سورج کی کرن اس شیشہ پر پڑی تو گوگرد کی تیزی سے لکڑی میں آگ لگی۔ زراد شت نے کہا کہ اب تم لوگ اس آگ کو بجھنے نہ دینا +

فصل مصنف نے کہا کہ ابلیس نے چند اقوام کے خیال میں + + +

صباۃ القمر والآخرین عبادۃ النجوم قال ابن قتیبۃ کان قوم فی الجاھلیۃ عبدوا الشعریٰ العبور وفتنوا بھا و
اقربوا لھا الوضع المشابھۃ علی زعمھم وقیل لبعضھم ان الکواکب والافلاک اقرب الاجسام الی الخالق
فعظموھا وقربوا لھا ثم عملوا الاصنام وبنی جماعۃ من الناس بیوتا کانت للاصنام فمنھا بیت علی ثنیۃ جبل
بالصغد فیہ اصنام اخرجھا بسا سبایا تجمع وجعلہ بیت نار والبیت الثانی والثالث فی ارض
الھند والرابع بمدینۃ بلخ بناہ بنو شھر قبل ظھور الاسلام فخرب اھل بلخ والخامس بیت بصنعاء
بناہ الضحاک علی اسم الزھرۃ فخربہ عثمان بن عفان والسادس بناہ قابوس الملک علی اسم الشمس بمدینۃ فرغانۃ فخربہ
المعتصم وذکر یحیی بن بشر بن عمیر انھا ولدان ان شریۃ الھند وضعھا لھم رجل یقال لہ برھمن ووضع لھم اصناما وجعل اعظمھم
بیوتھم بیتا بالملتان وھی مدینۃ من مدائن السند جعل فیھا صنمھم الاعظم الذی ھو بصورۃ الھیولی الاکبر وھذہ المدینۃ فتحت فی
ایام الحجاج وادار دواقلع الصنم فخرج الیھم من جوفہ کثیر ولم تقلعوہ جعلنا لکم ثلث ما یجمع لہ من المال فامر عبد الملک بن مروان
بترکہ فلما حج الیہ من الثلث فوجدہ لا یبلغ ان یحمل منہ درا ھم علی قدر ما یمکنہ من مائۃ

[illegible] اور دوسروں کے خیال میں ستاروں کی پرستش اچھی دکھلائی ابن قتیبہ نے کہا کہ اسلام سے پہلے جہالت
کے زمانہ میں ایک قوم نے ستارہ شعریٰ العبور کو پوجا اور اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑے اور اس کے واسطے وہ نذرانہ چڑھایا جس کو اپنے
زعم میں اس کے مشابہ سمجھے بعض کے خیال میں یہ سمایا کہ ستارے اور آسمان بہ نسبت دیگر اجسام کے خالق سے زیادہ نزدیک ہیں اس
خیال پر ان چیزوں کی تعظیم کرنے لگے اور ان کے لئے چڑھاوے چڑھانے لگے پھر ان کے نام کے بت بنائے اور بہت سے پرانے زمانہ کے
لوگوں نے تھوں کے واسطے گھر بنائے تھے از انجملہ اصفہان میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک گھر تھا جس میں بت رکھے تھے پھر جب بسا سبب
بھوسی ہو گیا تو اس نے اسکو آتشخانہ بنایا [illegible] میں تھے اور چھارم شہر بلخ میں تھا جسکو بنو شہر نے
[illegible] بلخ کے مسلمانوں نے اسکو خراب کر دیا پنجم بتخانہ شہر صغار میں تھا جسکو ضحاک نے زہرہ ستارے
کے نام پر بنایا تھا اسکو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے برباد کر دیا۔ ششم شہر فرغانہ میں قابوس شاہ نے آفتاب کے نام پر بنایا تھا۔
اسکو خلیفہ معتصم عباسی نے خراب کیا یحییٰ بن بشیر بن عمیر ہانوندی نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا دین وہان کے لوگوں کی لئے ایک شخص برہمن نے بنایا تھا
[illegible] کہ بہت سے بت بنائے اور سب سے بڑا بتخانہ اس نے ملتان میں بنایا تھا اور یہ سندھ کے شہروں سے بڑا
شہر تھا اسی بتخانہ میں ان کا سب سے بڑا بت تھا جو ہبولائے اکبر کی صورت پر بنایا تھا (یعنی اپنے خیال کے موافق) اور حجاج ثقفی کے
زمانہ میں یہ شہر فتح ہوا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اس بت کو توڑ دیں تو مجاوروں و متولیوں نے کہا کہ اگر تم اسکو باقی رکھو تو جس قدر
اس کا چڑھاوا آتا ہے۔ اس کا تہائی ہم تم کو دیں گے۔ پس سپہ سالار نے حجاج کو لکھا اس نے خلیفہ عبد الملک بن
مروان کو لکھا اس نے حکم دیا کہ اچھا باقی رکھو۔ پس دو ہزار فرسخ سے اس بت کا حج کرنے آتے۔ اور
[illegible] حاجی کے لئے یہ شرط تھی۔ کہ اسکے نذرانہ کے لئے سو روپیہ [illegible]

الی عشرة الاف لایکون اقل من هذا ولا الکثر ومن المحال صعه ذلک ثم یتحه فیلقیه فی هذا الوادی المقدس
هنالک ویطوفون بالصنم فاذا ذهبوا قسم ذلک المال ثلثه للسدنة وثلثه لعمارة المدینة وحصنها
وثلثه لسدنة الصنم ومعابده قال المصنف قلت انظر کیف تلاعب الشیطان بهؤلاء وذهب بقلوبهم
فتحنوا بایدیهم ما عبدوه وما احسن ما عاب الحق عزوجل اصنامهم فقال الهم ارجل یمشون بها ام لهم ایدٍ
یبشطون بها ام لهم اعین یبصرون بها ام لهم اذان یسمعون بها وکان الاشارة الی العیان ای انتم تمشون وتبطشون و
تبصرون وتسمعون والاصنام عاجزة عن ذلک وهی جماد وهم حیوان فکیف یعمل التام الناقص ولو تفکروا
لعلموا ان الآله یصنع الاشیاء ولا یصنع ویجمع ویلیس مجموع وتقوم الاشیاء به والمصنوع بها وکان من تلک الاصنام واحدة وهی تعظم
لها اخثم وبجیلة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجریر الا تکفینی ذا الخلصة فوجه الیه فسار الیه بخمسین فارسا من احمس فقتلوا من
باهله فظفر بهم وهدم بنیان ذی الخلصة واضرم فیه النار وذو الخلصة الیوم عتبة باب مسجد

ترجمہ سے دس ہزار تک کے درمیان جس سے ہوسکے نذر چڑھادی اور اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوسکتا تھا اور جو کوئی اسقدر نذرانہ نہیں لایا تو اس کا حج پورا نہ ہوگا پھر جو کوئی مال لئے ہوئے درشن کو آتا وہ مال پہلے ایک بڑے صندوق میں ڈال دیتا جو وہاں رکھا تھا بہت کا طواف کرتا جب درشنی لوگ چلے جاتے تو وہ صندوق کھولا جاتا اس میں سے تہائی مال مسلمان کا حق تھا اور ایک تہائی اس شہر کی قلعہ جات وغیرہ کی مرمت میں خرچ ہوتا اور باقی ایک تہائی اس کے مجاوروں وخدمتیوں کا حق تھا مصنف نے کہا کہ ذرا غور کرو کہ کس طرح ان لوگوں کو شیطان نے اپنا مسخرہ بنایا اور انکی عقلیں گم کیں کہ جس چیز کو اپنے ہاتھوں سے گڑھا تھا اسی کی پوجا کرنیلگے اور اللہ تعالیٰ نے ان مسخروں کے بتوں کی بہت اچھی مذمت فرمائی ہے بقولہ تعالیٰ الهم ارجل یمشون بها ام لهم ایدٍ یبطشون بها ام لهم
اعین یبصرون بها ام لهم آذان یسمعون بها یعنی کیا ان بتوں کے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں یا انکے ہاتھ ہیں کہ جن سے گرفت کرتے ہیں یا انکی آنکھیں
ہیں جن سے دیکھتے ہیں یا انکے کان ہیں جن سے سنتے ہیں (دیا بت پرستوں کی طرف اشارہ ہے یعنی تم لوگ پیروں سے چلنے و ہاتھوں سے
گرفت کرسکتے ہو اور دیکھتے وسنتے ہیں اور یہ تمہارے بت تو ان سب باتوں سے عاجز ہیں اور یہ بیجان جمادات ہیں اور تم لوگ جیوان جاندار ہو
تو کیونکر پوری خلقت کے جاندار نے ناقص جمادات کو اپنا معبود بنایا ہے اور اگر بت پرست ذرا غور کرتے تو اسقدر ضرور جان لیتے کہ
معبود خدا تو چیز وں کا بنانے والا ہوتا ہے اور وہ خود نہیں بنایا جاتا ہے اور وہی جمع کرتا ہے وہ خود نہیں جمع کیا جاتا اور کل اشیاء کا قیام
اوسی کی قدرت سے ہوتا ہے اس کو کوئی قائم نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنا چاہیے جو سب صورت سے کامل ہو نہ وہ کہ جس میں
کچھ قدرت نہیں اور انہیں بتوں میں سے ذوالخلصہ تھا جسکو خثعم وبجیلہ اوسکی تعظیم کرتے اور قربانی چڑھاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ
سے فرمایا کہ تو مجھے اس ذی الخلصہ سے کفایت نہیں کرتا پس جریر رضؓ سواران احمس (۱۵۰) لے کر روانہ ہوئے تو خثعم و باہلہ دونوں
قبیلوں نے جریر رضؓ کو روکا اور جریر رضؓ نے مقابلہ میں ان کو بھگا دیا۔ اور ذی الخلصہ کی عمارت میں آگ لگادی۔ اور
منہدم کرڈالی اور ذی الخلصہ اب مسجد

تبالہ وکان لدوس صنم یقال لہ الکفین فلما اسلموا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطفیل بن عمرو فحرقہ و کان لبنی الحارث بن یشکر صنم یقال لہ ذو الشری وکان لقضاعۃ ولخم وجذام وعاملۃ وغطفان صنم فی مشارف الشام یقال لہ الاقیصر وکان لمزینۃ صنم یقال لہ بہم وبہ کانت تسمی عبدتہم وکان لعنزۃ صنم یقال لہ سعیر وکان لطی صنم یقال لہ الفلس وکان لاہل کل دار من مکۃ صنم فی دارہ یعبدونہ فاذا اراد احدہم السفر کان آخر ما یصنع فی منزلہ ان یتمسح بہ واذا قدم من سفرہ کان اول ما یصنع اذا دخل منزلہ ان یتمسح بہ وفیہم من اتخذ بیتا ومن لم یکن لہ صنم ولا بیت نصب حجرا مما استحسن ثم طاف بہ وسموہا الانصاب وکان الرجل اذا سافر فنزل منزلا اخذ اربعۃ احجار فنظر الی احسنہا فاتخذہ ربا وجعل ثلاثا اثافی لقدرہ واذا ارتحل ترکہ فاذا نزل منزلا آخر فعل مثل ذلک ولما ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مکۃ دخل المسجد والاصنام منصوبۃ حول الکعبۃ فجعل یطعن لیسبۃ قوسہ فی عیونہا ووجوہہا ویقول جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ثم امر بہا فکفئت علی وجوہہا فاخرجت من المسجد فحرقت وعن ابن عباس

ترجمہ بتالہ کا جو کہ ثقیف کا بت تھا (یعنی اس بت کو چوکھٹ بنا دیا گیا) اور قبیلہ دوس کا ایک بت تھا جسکو ذو الکفین کہا کرتے تھے جب وہ لوگ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن عمرو (ذی النور الازدی) کو بھیجا انہوں نے اس کو جلا دیا اور بنی حارث بن یشکر کا ایک بت تھا جس کو ذو الشری کہتے تھے اور قضاعہ ولخم وجذام وعاملہ وغطفان کا ایک بت ملک شام کے مشرقی حصہ میں تھا اسکو اقیصر کہتے تھے اور مزینہ کا ایک بت بنام بہم تھا اور اسی کے نام پر اس کے پوجنے والوں کے نام لئے جاتے تھے۔ اور قبیلہ عنزہ کے بت کا نام سعیر تھا اور قبیلہ طی کے بت کو فلس کہتے تھے اور مکہ کے ہر محلہ میں ایک ایک بت رہتا تھا اس کو اسی محلہ والے پوجتے تھے اور جب اس محلہ والوں میں سے کوئی سفر کو جانا چاہتا تو سب سے پہلے کام اس کا یہ تھا کہ اس بت کو چھوے اور جب سفر سے آتا تو سب سے پہلے اس محلہ میں داخل ہو کر یہ کام کرتا کہ اس بت کو چھوتا بعض ان میں ایسے تھے کہ اونہوں نے بت کا گھر بنایا تھا یعنی بت کو کوٹھری میں رکھا تھا اور بعض جس کے پاس کوئی عمارت نہ تھی اس نے اپنی نظر سے کوئی اچھا پتھر ہی تلاش کر کے رکھ لیا تھا پھر اس کا طواف کیا اور مشرکین انکو انصاب کہتے تھے اور جب کوئی مشرک سفر کو جاتا اور کسی منزل پر اترتا تو چار پتھر تلاش کر کے لاتا ان میں سے جو پتھر اس کو اچھا معلوم ہوتا اس کو اپنا رب بنا لیتا اور باقی سے اپنی ہانڈی کا چولھا بنا لیتا اور جب وہاں سے کوچ کرتا تو اسکو چھوڑ جاتا پھر جب دوسری منزل پر اترتا تو وہاں بھی ایسا ہی کرتا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ پر غالب ہوئے تو مسجد الحرام میں گئے وہاں خانہ کعبہ کے گرد مورتیں رکھیں تھیں اور آپ کمان کی نوک سے انکی آنکھوں و چہروں پر چبھوتے جاتے اور یہ کہتے جاتے جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ یعنی حق آگیا اور باطل مٹا اور باطل تو ہمیشہ ہی نیست ہوتا ہے۔ پھر حکم فرمایا تو سب بت اوندھے گرائے گئے پھر مسجد سے نکلوا کر پھونک دے گئے ف بعض کتب السیر میں ہے کہ جس بت کیطرف اشارہ کرتے وہ اوندھا گر جاتا تھا۔ اور یہ اقرب ہے اگرچہ اسناد میں کچھ کلام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال فی زمان یرد عبدة الاصنام ورجع من رجع عن الاسلام **وعن** مهدی بن میمون قال سمعت ابا رجاء
العطاردی یقول لما بعث النبی صلی الله علیه وسلم فسمعنا به لحقنا بمسیلمة الکذاب لحقنا بالنار قال وکنا
نعبد الحجر فی الجاهلیة فاذا وجدنا حجرا هو احسن منه نلقی ذلک ونأخذه فاذا لم نجد حجرا جمعنا حثیة من تراب
ثم جئنا بغنم فحلبنا ها علیه ثم طفنا به **وعن** ابی رجاء العطاردی قال کنا نعد الرمل فنجمعه ونحلب علیه
فنعبده وکنا نعد الحجر الابیض فنعبده زمانا ثم نلقیه **وعن** ابی عثمان النهدی یقول کنا فی الجاهلیة نعبد حجرا
فسمعنا منادیا ینادی یا اهل الرحال ان ربکم قد هلک فالتمسوا ربا قال فخرجنا علی کل صعب وذلول فبینما
نحن کذلک نطلبه اذ نحن بمنادینا ینادی انا قد وجدنا ربکم او شبهه قال فجئنا فاذا نحن بحجر فنفرنا
علیه الجزور **وعن** عمرو بن عتبة قال کنت امرأ ممن یعبد الحجارة فنزل الحی لیس معهم
الٰه فیخرج الرجل منهم فیاتی باربعة احجار فینصب ثلثة لقدره ویجعل احسنها
الها یعبده ثم لعله یجد ما هو احسن منه قبل ان یرتحل فیترکه ویاخذ غیره وسئل سفیان بن
عیینة کیف عبدت العرب الحجارة والاصنام فقال اصل عبادتهم الحجارة والاصنام

یزید

کثیر

عیینة

مزید

ترجمہ کہ ایک زمانہ آویگا کہ بت پرست لوگ لوٹائے جائینگے اور جو پھرنے والے ہین دین اسلام سے پھر جائینگے **مہدی** بن میمون نے
کہا کہ مین نے ابو رجاء العطاردی سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہم نے آپ کی بعثت کی خبر سن کی پھر
کذاب سے ملے تو آگ مین ملے اور ابو رجاء نے بیان کیا کہ ہم لوگ زمانۂ جاہلیت مین پتھرون کو پوجا کرتے تھے۔ پھر جب ہم ایک پتھر سے
بہتر دوسرا پتھر خوبصورت پاتے تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنے لگتے تھے اور جب ہم کسی مقام پر پتھر نہ پاتے تو ریگ
کا تودہ جمع کر لیتے اور ایک بھیڑ لاکر اُسپر کھڑی کر کے دہان اسکا دودہ دودہ دیتے پھر اُس تودہ کے گرد طواف کیا کرتے **ابو** رجاء
العطاردی سے مروی ہے کہ ہم بالو لیکر اسکو جمع کر کے اوسپر دودہ دودہ دیتے پھر اُسکو پوجتے اور سپید پتھر لیکر ایک مدت تک اُسکو پوجتے
پھر اوسے پھینک دیتے **ابو** عثمان النھدی سے روایت ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین پتھر پوجتے ایکدفعہ ہم نے سنا کہ ایک پکارنیوالا پکارتا ہے
کہ اے قوم والو تمہارا رب تباہ و ہلاک ہوگیا ہے اب کوئی دوسرا رب تلاش کرو۔ تو ہم لوگ نکلکر ہر طرف اونچے نیچے میدانمین ڈھونڈھتے
پھرتے تھے کہ اتنے مین ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ہم نے تمہارا رب پایا ہے (یا اسیطرح کوئی اور لفظ کہا) پھر ہم لوگ لوٹ آئے تو دیکھا کہ ایک پتھر
پایا ہے پھر اوسپر اونٹونکی قربانی کی گئی **ف** ابو رجا العطاردی و ابو عثمان دونون کبیر تابعی تھے **عمرو** بن عتبہ نے کہا کہ مین بھی اُن ہی لوگونمین تھا
جو پتھر پوجتے تھے پھر جب گروہ خاندان جاکر کہین (پانی پر) اترتی اور اُنکے ساتھ معبود (پتھر) ہنین ہوتا تو آدمی انمین سے نکلا جاتا اور چار پتھر لاتا پہلے
تین پتھر و نسی مانڈی کا چولھا بناتا اور چوتھا پتھر جو سب سے اچھا ہوتا اُسکو معبود بنا کر رکھتا اسکی پوجا کرتا پھر اُسی پانی پر سے اڈالنے کی زمانہ ہی
مین شاید وہ کبھی اُس سے خوبصورت پتھر پایا جاتا تو پہلے پتھر کو پھینک دیتا اور دوسرے کو معبود بنا لیتا **سفیان** بن عیینہ سے پوچھا گیا۔ کہ
عرب نے پتھرون اور بتون کی پوجا کیونکر شروع کی تو فرمایا کہ وہ لوگ اصل مین اونٹون پر سے پتھرونکی عبادت کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی۔

قالوا البیت حجر فحیث ما نصبنا فھو بمنزلۃ البیت **وقال** ابو معشر کان کثیر من اھل الھند یعتقدون الربوبیۃ و یقرون ان للہ تعالی ملائکۃ الا انھم یعتقدون نہ صورۃ کاحسن الصور وان الملائکۃ اجسام حسنۃ وانہ و ملائکتہ محبتی بنو فی السماء واتخذوا اصناما علی صورۃ اللہ عندھم وعلی صورۃ الملائکۃ فعبدوھا **ابو کبشۃ** الذی کان المشرکون ینسبون الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اشعری وقال قطعت السماء عرضا نجم غیرھا فعبدوھا وخالف قریشا فلما بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودعا الی عبادۃ اللہ وترک الاوثان قالوا ھذا ابن ابی کبشۃ ای شبیہ ممثلہ فی الخلاف کما قال بنو اسرائیل لمریم یا اخت ھارون ای یا شبیہ ھارون فی الصلاح وھما شعریان احدھما ھذہ والشعری الاخری ھی الغمیصاء وھی تقابلھا وبینھما المجرۃ والغمیصاء من الذراع البسطی فی نجم الاسد تلک فی الجوزاء وزین ابلیس للاخرین من عبادۃ الملائکۃ قالوا ھے باٰت اللہ تم عما یقولون علوا کبیرا وزین للاخرین عبادۃ العجل والبقر وکان السامری من قوم یعبدون البقر فھذا صاغ عجلا وجاء فی التفسیر ان فرعون کان یعبد تیسا وابلیس فی ھؤلاء من عمل فکرہ ولا استعمل عقلہ فی تدبیر ما یفعل **قال** المصنف انظر کیف تلاعب الشیطان ھؤلاء وتعبث بعقولھم فحنتوا بایدیھم ما عبدوہ وما احسن ما عاب الحق عز وجل علیھم اصنامھم فقال الھم ارجل یمشون بھا ام لھم ایدی یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا وکان الاشارۃ الی العبای انتم تمشون وبیطشون وتبصرون وتسمعون والاصنام عاجزۃ عن ذلک وھجاھم حیث فکیف عبدتم الناقص ولو تفکروا لعلموا ان لا یصنع الاشیاء الا یصنع ویجمع ولیس یجمع یقوم الاشیاء بہ ولا یقوم بھا وانما ینبغی ان یعبد امن لھا کمال من کل الوجوہ

ترجمہ کہ انہون نے کہا بیت اللہ پتھر ہے تو ہم جہان کہین کوئی پتھر رکھ لین وہی بمنزلہ بیت اللہ کے ہو جاویگا **ابو معشر** نے کہا کہ بہت سے ہندوون کا اعتقاد یہ ہے کہ رب بیشک ہی اور یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی کے ملائکہ بھی ہین لیکن وہ لوگ اللہ کو سب سے اچھی صورت تصور کرتے ہین اور ملائکہ کو بھی خوبصورت اجسام بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا اور ملائکہ نے آسمان مین مخلوق سے پوشیدگی کر لی ہی اور اپنے نزدیک خدا کی صورت پر بت بنائے اور ملائکہ کی صورتون کے بت بنائے اور اُن کی پوجا کرتے ہین **ابو کبشہ** جسکی نسبت کر کے رسول اللہ صلعم کو مشرکین لوگ ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے وہ پہلا شخص ہی جس نے شعری کو پوجا اور کہا کہ یہ ستارہ آسمان کو چوڑان مین کاٹتا ہے اور سوا اس کے کوئی ستارہ اس کو عرض مین طے نہین کرتا اس خیال پر اس کو پوجنا شروع کیا اور قریش کے خیالات سے مخالف ہوا لہذا جب رسول اللہ صلعم مبعوث ہوے اور لوگون کو اللہ تعالی وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا اور کہا کہ بتون کو چھوڑ دو تو قریش نے کہنا شروع کیا کہ یہ بھی ابو کبشہ کا بیٹا ہی یعنی جیسے ابو کبشہ نے ہم سے مخالفت کی اسی طرح اس نے مخالفت کی اور بنی اسرائیل نے اسی محاورہ کے موافق حضرت مریم کو اخت ہارون کہا تھا یعنی ہارون کی طرح نیک بخت صالح ہے جاننا چاہیے کہ شعری دو ہین ایک یہی شعری عبور ہی اور دوسرے کو شعری غمیصا کہتے ہین وہ اس کے مقابل ہے اور دونون کے درمیان مین مجرہ (ثریا) ہے اور غمیصا برج اسد مین ذراع مبسوط ہے اور یہ شعری بُرج جوزا مین ہے **ابلیس** نے دیگر قومون پر فرشتون کی پوجا رچائی اور انہون نے فرشتون کو خدا کی بیٹیان کہا تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا اور شیطان نے ایک اور قوم پر گھوڑے و گائے کی پوجا رچائی اور **سامری** گائے پوجنے والون مین سے تھا لہذا اُس نے گوسالہ بنایا تھا اور تفسیر مین آیا ہی کہ فرعون بھی بیندھا پوجتا تھا ان احمقون مین کوئی ایسا نہ تھا جسنے فکر و عقل سے کچھ کام لیا ہو **فصل** بعض نسخون مین یہان مصنف کا وہ قول مذکور ہی جو اوپر گذرا کہ دیکھو کیونکر شیطان نے انکو اپنا مسخرہ بنایا +

بیل اور بندھے

ذکر تلبیسہ علی الجاھلیۃ قال المصنف قد ذکرنا کیف
لبس ابلیس علیہم فی عبادۃ الاصنام ومن اقبح تلبیسہ علیہم فی ذلک تقلید الاباء من غیر
نظر فی دلیل کما قال اللہ عزوجل واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا
اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ومن المعنی یتبعونھم ایضا وقد لبس علی طائفۃ
منھم واتفقوا بمذاھب الدھریۃ وانکروا الخالق وجحدوا البعث وھؤلاء الذین قال اللہ تعالی فیھم ما ھی الا حیوتنا
الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر وعلی اٰخرین منھم فاقروا بالخالق لکنھم جحدوا الرسل والبعث
وعلی اٰخرین فزعموا ان الملائکۃ بنات اللہ وامال اٰخرین منھم الی مذھب الیھود والنصاری و
اٰخرین الی مذھب المجوس وکان ھذا فی بنی تمیم منھم زرارۃ بن حدس التمیمی وابنہ حاجب وممن کان

ترجمہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان مصنف نے
کہا ہم نے بیان کردیا کہ ابلیس نے کیونکر ان لوگوں پر بت پوجنے میں تلبیس کی۔ اور سب سے بدتر اس معاملہ میں اُس کی تلبیس ان جاہلوں
پر یہ تھی کہ بغیر دلیل کے بے سوچے سمجھے اپنے باپ دادوں کی تقلید کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا واذا قیل لھم
اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون
یعنی جب اُن لوگوں سے کہا جاوے کہ جو اللہ تعالے نے اُتارا ہے۔ اُسکی پیروی کرو۔ تو کہیں کہ نہیں بلکہ ہم تو اُسی
راہ چلے چلے گیں۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے تو کیا باپ دادوں کی تقلید پر اڑے رہیں گے۔ اگرچہ ان کے
باپ دادے نہ کچھ سمجھتے اور نہ راہ پاتے تھے۔ اور ان میں سے ایک گروہ پر شیطان نے ایسی تلبیس کی کہ دہریہ کے طریق
اختیار کرلیے اور خالق اور مرنے پیچھے جی اُٹھنے کا انکار کیا اور کہا کہ کوئی پیدا کرنیوالا نہیں اور نہ کبھی مرے اُٹھائے جاویں اور اسی فرقہ کے حق میں اللہ تعالے نے
فرمایا ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین یعنی کچھ نہیں یہی فقط ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہم کبھی
لوٹھائے نہ جائیں گے وما یھلکنا الا الدھر اور ہم کو یہی زمانہ کی گردش ہلاک کرتی ہے ث مترجم
کہتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں تو بکثرت دہریے موجود ہیں۔ لیکن دنیا میں عیش کی زندگی بسر کرنے میں ایک انتظامی
قانون کے پابند ہیں مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ ان میں سے ایک فرقہ پر ابلیس نے یہ تلبیس کی کہ
خالق کا اپنی رائے سے اقرار کیا۔ لیکن رسولوں اور قیامت سے انکار کیا۔ اور ایک فریق پر یہ تلبیس کی کہ
ملائکہ اللہ تعالے کی بیٹیاں ہیں۔ اور ایک فرقہ کو دین یہود و نصاری کی طرف مائل کیا۔ اور ایک
فرقہ کو مجوسی دین کی طرف مائل کیا۔ اور یہ عقیدہ عرب کے اکثر بدو بنی تمیم
میں تھا۔ چنانچہ زرارہ بن حدس التمیمی اور اُس کے بیٹے حاجب بن زرارہ
کا یہی عقیدہ تھا۔ اور بعضے عرب ایسے تھے +

یقر بالخالق والابتداء والاعادة والثواب والعقاب عبد المطلب بن هاشم وزید بن عمرو بن نفیل وقیس بن ساعدة وعامر بن الظرب وکان عبد المطلب قد رای ظالما لم تصبه عقوبة فقال تالله ان وراء هذه الدار لدارا یجزی فیها المحسن والمسیئ **ومنهم زهیر** بن ابی سلمی القائل ؎ یؤخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب او یعجل فینقم ثم اسلم **ومنهم زید** الفوارس بن حصن **ومنهم** القلمس بن امیة الکنانی کان یخطب بفناء الکعبة وکانت العرب لا تصدر عن مواسمها حتی یخطبها ویوصیها فقال یوما یا معشر العرب اطیعونی ترشدوا قالوا وما ذاک قال انکم تفردتم بآلهة شتی انا لا علم ما الله بکل هذا راض وان الله رب هذه الآلهة وانه لیجب ان یعبد وحده فتفرقت عنه العرب ذلک العام ولم یسمعوا موعظته وکان فیهم قوم یتولون من مات فربطت علی قبره راحلته وترکت حتی تموت حشر علیها ومن لم یفعل به ذلک حشر ماشیا وممن قاله عمرو بن زید الکلبی وعبد المطلب بن هاشم وزید بن عمرو بن نفیل وقیس بن ساعدة

ترجمہ کہ خالق کا اقرار کرتے اور کہتے کہ اسنے ابتدا پیدا کیا۔ اور آخر بعد موت کے دوبارہ پیدا کریگا اور ثواب وعذاب بھی ملیگا اور ان مین سے عبد المطلب اور زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ اور عامر بن الظرب بھی تھے اور روایت ہی کہ عبد المطلب نے ایک ظالم کو دیکھا جسکو دنیا مین اوس کے ظلم کی سزا نہین پہونچی تو کہا کہ خدا کی قسم اس دار دنیا کے سوائے دوسرا جہان ہی جہان نیک و بد کو اپنا عوض ملیگا۔ اسی فرقہ مین سے **زہیر** بن ابی سلمی بھی تھا جسکا قصیدہ سبعہ معلقہ مین موجود ہے) اور اسی کا یہ شعر ہے۔ ؎ یوخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب او یعجل فینقم یعنی جب خدا کے نزدیک تمہاری دلی بد نیتی معلوم ہے اور چھپ نہین سکتی تو دو ہی صورتین ہین یا تو وہ عذاب مین تاخیر کریگا۔ تو نامۂ اعمال مین لکھکر ذخیرہ رکھی جائیگی۔ روز حساب کے لیئے یا بالفعل ہی تم سے انتقام لیا جاویگا کہ عذاب دیا جاویگا **ف** یہ شخص یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ تعالی دل کے بھید سب جانتا ہی مصنف نے کہا کہ پھر یہ شخص زمانۂ اسلام مین مسلمان ہوگیا اور اسی قسم مین سے **زید** الفوارس بن حصین تھا اور اسی قسم مین سے **قلمس** بن امیہ الکنانی تھا اور یہ شخص کعبہ کے سایہ مین کھڑا ہوکر وعظ سنایا کرتا تھا اور عرب کے قبائل مواسم حج سے بغیر اس کا خطبہ سنے ہوئے اور وصیت لیئے ہوئے واپس نہین جاتے تھے ایکروز اسنے کہا کہ ای قوم عرب میری بات سنو۔ اور مانو تم فلاح پاؤگے عرب نے کہا کہ وہ کیا بات ہے اسنے کہا کہ تم لوگونمین سے ہر کنبہ نے الگ الگ بت بنا لیئے ہین اور جدا جدا ہوگئے ہو اور مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی ان سب سے راضی نہین ہی اور اللہ تعالی ان سب ٹھاکرونکا پروردگار ہے اور وہ یہی چاہتا ہی کہ فقط اسی کی عبادت کیجاوی یہ سنکر عرب کے لوگ اس سال متفرق ہوگئے اور اسکی نصیحت کچھ نہین سنی **عرب** مین بعض قوم ایسی تھی جسکا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص مرا اور اسکی قبر پر اسکا اونٹ باندہ دیا گیا اور چھوڑ دیا گیا یہانتک کہ وہ بھی مرگیا تو یہ شخص حشر مین یہ سواری پاویگا اور اگر ایسا نہ کیا جاوے تو وہ پیدل محشر مین جاے گا اور اسی قوم مین سے عمرو بن زید الکلبی تھا اور عبد المطلب بن ہاشم اور زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ تھا۔

قال المصنف واکثر هولاء لم یزل عن الشرک وانما تمسک منهم بالتوحید ورفض الاصنام القلیل
القس وزید ومازالت الجاهلیة تبتدع البدع الکثیرة فمنها النسیئ وهو تحریم الشهر الحلال وتحلیل
الشهر الحرام وذلک ان العرب کانت قد تمسکت من ملة ابراهیم علیه السلام بتحریم الاشهر الاربعة
فاذا احتاجوا الی تحلیل المحرم للحرب اخروا تحریمه الی صفر ثم یحتاجون الی صفر ثم کذلک حتی
تدافع السنة وکانوا اذا حجوا قالوا لبیک لا شریک لک الا شریکا هو لک تملکه وما ملک ومنها تولیة الذکر
دون الانثی ومنها ان احدهم کان اذا مات ورث نکاح زوجته اقرب الناس منه
ومنها البحیرة وهی الناقة تلد خمسة ابطن فان کان الخامس انثی شقوا اذنها وحرمت
علی النساء والسائبة من الانعام کانوا یسیبونها فلا یرکبون لها ظهرا ولا یحلبون
لها لبنا والوصیلة الشاة التی تلد سبعة ابطن فان کان ذلک السابع ذکرا
انثی قالوا وصلت اخاها فلا تذبح وتکون منافعها للرجال دون النساء فان ماتت
اشترک فیها الرجال والنساء والحام الفحل ینتج من ظهره عشرة ابطن فیقولون قد حمی ظهره فیسیبونه لاصنامهم

ترجمہ مصنف نے کہا کہ انمین سے اکثر ایسے تھے کہ برابر شرک پر رہے اور بہت کم ایسے ہوئے کہ بتون کو چھوڑ کر فقط خدا کو مانا ہو جیسے
قیس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل اور زمانہ جاہلیت کے لوگ ہمیشہ بکثرت نئی نئی بدعتین نکالا کرتے منجملہ اُن بدعات کے نسئ
ہے یعنی حلال مہینے کو حرام کر دینا اور حرام مہینے کو حلال کر دینا اور بات یہ تھی کہ عرب والے ملت ابراہیم سے تین مہینے چار ماہ (رجب۔ ذوالقعدہ
ذوالحجہ۔ محرم) کی حرمت پر تمسک رہے۔ لیکن جب قبائل مین خانہ جنگی ہوتی اور محرم مین لڑائی کی ضرورت ہوتی تو اسکو حلال کر لیتے
اور اُسکی تحریم کو صفر پر نسی کرتے یعنی ہٹا کر تاخیر کرتے پھر اگر صفر مین بھی لڑائی ختم نہ ہوتی تو ضرورت سے اسکو آیندہ تاخیر کرتے چلے جاتے
یہانتک کہ سال پلٹ جاتا اور ان لوگونکا یہ حال تہا کہ جب حج کرتے تو تلبیہ اسطرح کہتے لبیک لا شریک لک الا شریکا هو لک
تملکه وما ملک یعنی لبیک تیرا کوی شریک نہین ہے سوا ایسے شریک کے جو تیرا ہو تو اُسکا اور اُسکے مملوکون کا مالک ہے منجملہ بدعتونکے
مردونکو میراث دینا اور عورتون کو محروم رکھنا منجملہ ان کے یہ کہ جب کوئی مرتا تو اُسکی زوجہ کے نکاح کا وارث وہ مرد ہوتا جو میت کے اقربا
مین سب سے زیادہ قریب ہے ف مگر باپ یا بیٹا نہین بلکہ جس سے نکاح ہو سکتا ہو منجملہ ان کے بحیرہ کی رسم نکالی یعنی وہ اونٹنی
جو پانچ پیٹ جنی پس اگر پانچوان پیٹ مادہ جنی تو اسکے کان پھاڑ دیتے اور عورتون پر اُسکا کھانا حرام کیا سائبہ نکالی یعنی اونٹ گائے
بکری کے قسم سے جانورکو آزاد چھوڑ دیتے۔ نہ اُسکی پیٹھ پر کوئی سواری لیتا اور نہ کوئی اُسکا دودھ دوہ سکتا تھا وصیلہ
کی رسم مقرر کی وصیلہ وہ بکری جو سات پیٹ جنی اگر ساتوان پیٹ دو بچہ ایک نر اور دوسرا مادہ ہو تو کہتے کہ اس نے مادہ کے ساتھ
اُس کا بھائی ملا دیا تو وہ ذبح نہین کیجاتی اور اُسکا نفع (دودھ وبال وغیرہ) فقط مردون کے لیے ہوتا اسمین عورتون کے لیے کچھ نہ ہوتا اور اگر مر جاتا تو اس مین مرد
عورتین دونون شریک ہوتے حام نکالا یعنی وہ نر جس سے جنتی کھلا کر دس پیٹ جنائے تو کہتے کہ اسنے اپنی پیٹھ کی حمایت کر لی اور اُسکو بتون کے نام پر سانڈ کی طرح

ولا يحل عليه ثم يقولون ان الله امرنا بهذا فذالك معنى قوله تعالى ولكن الذين كفروا يفترون على الله الكذب
ثم ان الله عز وجل رد عليهم فيما حرموه من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام وفيما احلوه بقولهم خالصة لذكورنا
ومحرم على ازواجنا فقال قل الذكرين حرم ام الانثيين المخنان كان حرم الذكرين فكل الذكور حرام وان كان حرم الانثيين
فكل الاناث حرام وان كان حرم ما اشتملت عليه ارحام الانثيين فانها تشتمل على الذكور والاناث فيكون كل
جنين حراما وزين لهم ابليس قتل اولادهم فالانسان منهم يقتل ابنته وبغل وكلبه ومن جملة ما لبس عليهم
ابليس انهم قالوا لو شاء الله ما اشركنا اى لو لم يرض شركنا حال بيننا وبينه فتعلقوا بالمشية وتركوا الامر
ومشية الله نعم الكائنات وامره لا يعم مرادا ته فليس لاحد ان يتعلق بالمشية بعد ورود الامر ومذاهبهم السخيفة
التى ابتدعوها كثيرة لا يصلح تضييع الزمان بذكرها ولا هى مما يحتاج الى تكلف ردها **ذكر تلبيس ابليس**
على جاحدى النبوات قال المصنف قد لبس ابليس على البراهمة والهند وغيرهم فزين لهم جحد النبوات ليست
طريق ما يصل من الاله وقد اختلف اهل الهند **فمنهم** دهرية **ومنهم** ثنوية **ومنهم** على مذهب
البراهمة **ومنهم** من يعتقد نبوة ادم وابراهيم

ترجمہ اور اُس پر کچھ لادا بھی نہ جاتا پھر مشرکین یہ دعوے کرتے کہ اللہ تعالی نے ہمکو ان رسموں کا حکم دیا ہی اور یہ جھوٹ
تھا اللہ تعالی نے فرمایا لکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب لیکن جو لوگ کافر رہتے ہین وہ اللہ تعالی پر جھوٹ بہتان باندھتے
ہین پھر مشرکون نے جو بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام کو حرام ٹھیرایا۔ اور جسقدر حلال بتلایا کہ خالص مردون کے لیئے حلال ہی نہ عورتونکے
لیئے تو اللہ تعالی نے اُسکو رد کیا بقولہ قل آلذکرین حرم ام الانثیین الآیۃ یعنی اگر نر ہونیکی وجہ سی ان جانورونمین حرمت ہے تو جو جانور نر ہوگا وہ حرام
ہو جائیگا اور اگر مادہ ہونیکی جہت سے حرمت ہے تو جو مادہ جانور ہو حرام ہوگی اور مادہ کے جھول مین آنیسے حرمت ہوتی ہی تو مادہ کے پیٹ مین نر ومادہ
دونون ہونگے مین پس دونو حرام ہونگے **ف** پھر معلوم ہوا کہ یہ سب مشرکونکا جاہلانہ افترا ہی **منجملہ** قبائح کی ابلیس نے عرب کے گنوار دنیر اولاد کا قتل کرنا
رچایا چنانچہ اُنمین بہت ایسے تھے کہ اپنی دختر کو مار ڈالتے اور کتے کو اُسکا گوشت کھلا کر پالتے اور **منجملہ** جاہلتون کے جس سے ابلیس نے اپنے تلبیس کی
ایک یہ تھا کہ جو اللہ تعالی نے فرمایا قالوا لو شاء اللہ ما اشرکنا یعنی مشرکون نے جھگڑا لوپن سی کہا کہ اگر اللہ تعالی چاہتا تو ہم لوگ شرک نکرتے یعنی اگر وہ
ہمارا یہ شرک سے راضی نہ ہوتا تو ایسا زبردست ڈالدیتا کہ ہم اُسکے ساتھ شرک نہ کرسکتے دیکھو ان جاہلون نے اللہ کی مشیت کو پکڑا اور حکم چھوڑ دیا اور مشیت
حکم کو شامل ہی اور حکم سے عام مراد نہین ہوتی تو حکم خاص آجانیکے بعد کیسکو روا نہین ہی کہ مشیت کی حجت پکڑے **واضح** ہو کہ مشرکون کی یہ
تلبیس اور وہی ملتی جو انہون نے نکالی تھی وہ بہت کثرت سے ہین کہانتک انکو بیان کیا جاوے اور وہ ایسی بیہودہ ہین کہ اونکو رد کرنیکی
ضرورت بھی نہین ہی **نبوت سے منکر وپر تلبیس ابلیس** کا بیان مصنف نے کہا کہ ابلیس نے برہمن ہندوون وغیرہ پر اپنی
تلبیس کرکے اونکو نبوت سے منکر ہونیکی ڈالدی تاکہ اس تلبیس سے جو فیض رحمت پونہچتا اس کا راستہ بند کردیا اور ہندوون کی فرقے
بہت سے ہین **بعض** دہریہ ہین اور **بعض** ثنویہ ہین اور **بعض** برہمنونکے مذہب پر ہین **بعض** فقط آدم وابراہیم علیہما السلام کی نبوت کے

وقد حکی ابو محمد النوبختی فی کتاب الآراء والدیانات ان قوما من الهند البراهمة اثبتوا الخالق والرسل والجنة والنار وزعموا ان رسولهم ملک اتاهم فی صورة البشر من غیر کتاب له اربعة ایدٍ واثنا عشر رأسا من ذلک راس انسان وراس اسد وراس فرس وراس فیل وراس خنزیر وغیر ذلک من رؤس الحیوان وانه امرهم بتعظیم النار ونهاهم عن القتل والذبح الا ما کان للنار ونهاهم عن الکذب وشرب الخمر واباح لهم الزنا وامرهم ان یحلقوا اللحیة ومن ارتد منهم ثم رجع حلقوا رأسه ولحیته وحاجباه واشفار عینیه ثم ینهب فیسجد للبقر فی هذه الدیانات یضیع الزمان بذکرها قال المصنف وقد القی ابلیس الی البراهمة ست شبهات الشبهة الاولی استبعادا اطلاع بعضهم علیٰ ما خفی عن بعض فقالوا ما هذا الا بشر مثلکم والمعنی وکیف اطلع علیٰ ما خفی عنکم وجواب هذه الشبهة انهم لو ناظروا العقول شخص یخص بخصائص یعلو بها علی ابناء جنسه فیصلح بتلک الخصائص للتلقف الوحی اذ لیس کل احد یصلح لذلک وقد علم الکل ان للسیمیاء رکبا لا مرتجة منفذة واخری الی الوجود وتقام ما یعرض من الفساد البدنی فاذا املک النبات ولا سیما بخواص صلح ابدان خلقت للفناء ههنا وللبقاء والدار الآخرة

ترجمہ۔ اور شیخ ابو محمد نوبختی نے کتاب الآرا، والدیانات مین ذکر کیا کہ ہندو برہمنون کی ایک قوم نے ثابت کیا کہ خالق ہے۔ اور رسول آئے ہین اور بہشت و دوزخ ٹھیک ہے اور کہتے ہین۔ کہ اُن کا رسول ایک فرشتہ آیا تھا جو آدمی کی صورت مین تھا لیکن اُس کے پاس کوئی کتاب نہین تھی اور چار ہاتھ اور دس سر تھے ان مین ایک سر آدمی کے سر کی طرح تھا۔ اور باقی شیر گھوڑے ہاتھی سور وغیرہ حیوانات کے سرون کی طرح تھے۔ اور اُس نے اُن کو حکم دیا کہ آگ کی تعظیم کرین۔ اور قتل و ذبح سے منع کیا سوا اس کے کہ آگ کی تعظیم کے لیئے جانور ماریں اور اُن کو جھوٹ و شراب خواری سے منع کیا اور زنا اُن پر مباح کر دیا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ گائے کی پوجا کرین اور جب انمین سے کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے۔ تو اس کا سر اور داڑھی و مونچھین و بھوئین و پلکین سب مونڈ ڈالتے ہین پھر اُس کو لیجا کر گائے کا سجدہ کراتے ہین اس قسم کی بیہودہ ہذیان کی باتین بہت ہین کہانتک اُس کے بیان سے وقت ضائع کیا جائے

مصنف نے کہا کہ ابلیس نے برہمہ پر چھ شبہے ڈالے ہین شبہہ اول یہ ہے کہ ایک شخص کا اُن چیزون پر مطلع ہونا جن پر دون سے مخفی رکھی گئی ہین چنانچہ وہ کہا کرتے تھے ماھذا الا بشر مثلکم مطلب یہ ہے کہ جو بات دو سرون پر پوشیدہ ہو وہ ایک شخص پر کیونکر ظاہر ہو سکتی ہے **جواب** اس کا یہ ہے کہ اگر یہ لوگ انسانی عقلون سے بات کرتے تو اُن کو بتلاتے۔ کہ ان کی جنس مین ایک شخص مین ایسے عمدہ خصائل ہوتے ہین جن کی وجہ سے وہ [illegible] رکھتا ہے پس ان خاص فضائل کے وجہ سے وہ اس لائق ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو وحی حاصل ہو اور ہر ایک آدمی اس لائق نہین ہو سکتا۔ اور سب لوگون کو یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مزاج مرکب فرمائے ہین اور انمین بہت فرق پیدا کیا ہے اور بہت سی دوائین پیدا فرمائین جو بدن کے فساد کو اصلاح پر لاتی ہین۔ تو جب اللہ تعالےٰ نے نباتات و پتھرون مین ایسی خاصیتین پیدا کین جن سے اس بدن کی اصلاح ہو جاتی ہے جو حقیقت مین اسے دار فنا مین مٹ جانے کے لیئے رکھا گیا ہے تو دار آخرت

لم یبعد ان یخص اشخاصا من خلقه بالحکمة البالغة والدعایة الیه اصلاحا لمن یفسد فی العالم بسوء
الاخلاق والافعال ومعلوم ان المخالفین لا یستنکرون ان یختص اقوام بالحکمة لیسکنوا فورات
الطبائع الشریرة بالموعظة وکیف ینکرون امداد الباری سبحانه بعض الناس برسایل ووصایا یصلح بها العالم
ویطیب اخلاقهم ویقیم بها سیاستهم وقد اشار عز وجل الی ذلک فی قوله تعالی اکان للناس عجبا ان اوحینا
الی رجل منهم ان انذر الناس الشبهة الثانیة قالوا هلا ارسل ملکا فان الملائکة الیه اقرب ومن الشک فیهم ابعد و
الآدمیون یجبلون الریاسة علی جنسهم فیوقع ذلک شکا وجواب هذا من ثلثة اوجه احدها ان فی قوی الملائکة
قلب الجبال والصخر فلا یمکن اظهار معجزة تدل علی صدقهم لان المعجزة ما خرقت العادات وهذه عادة الملائکة وانما المعجزة
الظاهرة علی ید بشر ضعیف یکون دلیلا والثانی ان الجنس الی الجنس امیل فصلح ان
یرسل الیهم من جنسهم لئلا ینفروا ولیعقلوا عنه ثم تخصیص ذلک الجنس بالعجز عن جنسه
دلیل علی صدقه والثالث ان الملبس فی قوی البشر رؤیة الملک وانما الله تعالی یقوی
الانبیاء بما یزرقهم من ادراک الملائکة وهذا قال الله تعالی ولو جعلناه ملکا لجعلناه رجلا

ترجمہ مین باقی رکھنے کے لیئے ضرورت زاید ہے تو کچھ بعید نہین کہ اللہ تعالی اپنی مخلوقاتمین سے کچھ اشخاص کو حکمت بالغہ کیساتھ خاص کرے
جسکے ذریعہ سے وہ مخلوق کو اللہ تعالی کیطرف بلاوین اور مخلوقات مین جنکے اندر بسبب بداعمالیون و بداخلاقیونکے فساد ہوگیا ہے انکو اصلاح
پر لاوین اور یہ بات معلوم ہے کہ جو لوگ نبوت مین مخالفت کرتے ہین وہ اس سے انکار نہین کرتے کہ کچھ قومین حکمت کیساتھ مخصوص ہون
تاکہ شریر طبیعتون کے جوش کو اچھی نصیحت سے ٹھنڈا کرین تو پھر کیونکر منکر ہون گے کہ اللہ تعالی بعض لوگونکو ایسی رسالت و وصیت سے
مخصوص فرماوے جس سے وہ لوگ عالم کی اصلاح کرین اور اُنکے اخلاق درست کرین اور اُنکی سیاست ٹھیک کرین اور اللہ تعالی
نے بھی اسکی جانب اشارہ فرمایا بقولہ تعالی اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منهم ان انذر الناس الخ یعنی کیا لوگونکو اس امر سے تعجب ہوا
کہ ہم نے انمین سے ایک مرد کو یہ وحی بھیجی کہ لوگونکو ڈراوے **دوم** شبہہ یہ کہ منکرون نے کہا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو رسول کرکے کیون نہ بھیجا کیونکہ
ملائکہ اس سے اقرب ہین اور انمین شک ہونا بہت بعید ہے اور آدمیون مین یہ خصلت ہی کہ اپنی جنس کے آدمیونپر سردار ہوجانا پسند کرتے ہین تو
اس سے شک پیدا ہوگا **جواب** اسکا تین وجہ سے دیا گیا ہے (اول) یہ کہ ملائکہ کی قوت مین یہ ہی کہ بڑے پہاڑونکو اُلٹ دین تو ایسا کوئی معجزہ نہیں
ہوسکتا جو انکی سچائی پر دلیل ہوسکے کیونکہ معجزہ وہ ہوتا ہی جو اس جنس کی عادات کے خلاف محال ہو اور ملائکہ کی یہ عادت ہی تو معجزہ صرف
کمزور آدمی ہی کے ہاتھ سے ظاہر ہوکر اُسکی نبوت کے صدق دعوی پر دلیل ہوسکتا ہی (دوم) یہ کہ ہر جنس کو اپنے ہم جنس کیطرف زیادہ
میلان ہوتا ہی تو یہ لائق ہوا کہ لوگون کی طرف انکی جنس سے آدمی بھیجا جاوے تاکہ اس سے نفرت نہ کرین اور اُسکی باتونکو سمجھین پھر اسی
ہمجنس کو خاصکر ایسی چیز بطور معجزہ دیجاتی ہے جس سے اس جنس والے عاجز ہون تاکہ اوس کے صدق دعوی پر دلیل ہوجاوے (سوم) یہ کہ آدمی کو یہ طاقت
نہین ہی کہ فرشتہ کو دیکھکر زندہ بچ سکے اور انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالی خاصکر ایک قسم کا ادراک نصیب کرتا ہی اسلیئے اللہ تعالی نے فرمایا ولو جعلناه ملکا

لینظروا الیہ ویاتسوا بہ ویفہموا منہ ثم قال وللبسنا علیہم ما یلبسون ای لخلطنا علیہم ما یخلطون علی انفسہم حتی یشکوا فلا یدرون امالک ہو ام لا **والشبہۃ الثالثۃ** قالوا نری ما یدعیہ الانبیاء من علم الغیب والمخبرات وما یلقی الیہم من الوحی یظہر جنسہ علی الکہنۃ والسحرۃ فلم یبق لنا دلیل نفرق بین الصحیح والفاسد **والجواب** ان یقال ان اللہ تعالی بین الحجج لدفع الشبہۃ وکلف العقول للفرق فلا یقدر ساحر ان یحیی میتا ولا ان یخرج من عصا حیۃ واما الکاہن فقد یصیب وقد یخطی بخلاف النبوۃ التی لا خطأ فیہا **ویوجہ الشبہۃ الرابعۃ** قالوا لا یخلو ان یجیئ الانبیاء بما یوافق العقل او بما یخالفہ فان جاؤا بما یخالفہ لم یقبل وان جاؤا بما یوافقہ فالعقل یغنی **والجواب** ان نقول قد بینت ان کثیرا من الناس یعجزون عن سیاسات الدنیا حتی یحتاجون الی متمم کالحکماء والسلاطین فکیف بامور الالٰہیۃ والاخرۃ **الشبہۃ الخامسۃ** قالوا قد جاءت الشرائع باشیاء ینفرہا العقل فکیف یجوز ان تکون صحیحۃ من ذلک ایلاء الحیوان **والجواب** العقل ینکر ایلاء الحیوان بعضہ لبعض فاما اذا حکم الخالق بالایلاء لم یبق للعقل اعتراض وبیان ذلک ان العقل قد عرف حکمۃ الخالق

نسخہ

نبت

ترجمہ جعلناہ رجلا یعنی اگر ہم فرشتہ کو رسول بناوین تو اُسکو مرد کی صورت مین بناوین یعنی تاکہ اُسکو دیکھکر مانوس ہو کر اُس کی ہدایت کو سمجھین پھر فرمایا وللبسنا علیہم ما یلبسون یعنی جو شبہہ یہ لوگ اپنے اوپر ڈالتے ہین وہی ہم ان پر ڈالین یعنی اگر وہ فرشتہ بصورت مرد آدمی ہوگا۔ تو نہ جانینگے کہ یہ فرشتہ ہے کہ حقیقت مین آدمی ہے **ف** اور اگر نہ کھائے نہ پیئے اور نہ نکاح کرے تو اس قسم کے شرائع اُنکو کیسے معلوم ہون اور یہ آدمی کے جامہ مین یہ خواہش اس مین مرکب ہو تو وہی کیفیت ہوگی **شبہہ سوم** منکرون نے کہا کہ انبیاء جو معجزات کا دعوی کرتے ہین اور جو علم الغیب بتلاتے ہین اور جو وحی انپر آتی ہے تو ہم دیکھتے ہین کہ اس قسم کے آثار کاہنون و ساحرون سے ظاہر ہوتے ہین تو کس دلیل سے ہم فرق پہچانین کہ یہ معجزہ ہے اور جادو نہین ہے۔ تو صحیح و فاسد مین فرق کی دلیل نہ رہی **جواب** یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے شبہہ دور کرنے کی حجتین بیان فرمائین۔ اور عقلون کو پابند کیا کہ دونون مین فرق کرلے۔ تو جادوگر کو یہ قدرت نہین ہے کہ مرے کو زندہ کردے یا عصا سے اژدہا نکالے رہا کاہن تو وہ کبھی ٹھیک کہتا ہے کبھی غلط یعنی تو مین سے ایک بات سچ کہتا ہے اور باقی جھوٹ کہتا ہے۔ برخلاف نبوت کے کہ اُس مین کچھ غلطی و خلاف نہین ہے **ف** اور خصوصاً آسمانی چاند کو دو ٹکڑے کرنا کسی ساحر سے ممکن نہین ہے **شبہہ چہارم** یہ ہے کہ منکرون نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام جو کچھ لائے وہ عقل کے خلاف ہے تو قبول نہین ہے۔ اور اگر عقل کے موافق ہے تو عقل ہی کافی ہے **جواب** یہ ہے کہ خوب ثابت ہوگیا کہ بکثرت آدمی اپنے دنیاوی معاملات سیاست سے عاجز ہین حتی کہ ایک متمم عقلا جیسے وسلاطین کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو بھلا امور الٰہی و آخرت سے کیونکر عاجز نہ ہونگے **ف** یعنی اسی مین کل عاجز ہین تو وحی الٰہی کی ضرورت ہے **شبہہ پنجم** یہ کہ شریعت مین چند چیزین ایسی آئی ہین جن سے ہماری عقل نفرت کرتی ہے جیسے جانور کو قتل کرنا تو یہ شریعت کیسے صحیح ہوسکتی ہے **جواب** یہ ہے بیشک عقل اس سے منکر ہے کہ ایک حیوان دوسرے حیوان کو دکھ دے اور جب خالق نے ایسا حکم دیا ہو تو عقل کو اعتراض کی جگہہ نہین رہی اس جواب کا شرح بیان یہ ہے کہ عقل کی نزدیک ثابت ہوگیا۔ کہ خالق

سبحانہ وانہ لاخلل فیہا ولا نقص فاوجبت علیہ ہذہ المعرفۃ التسلیم لما خفی عنہ ومتی اشتبہ علینا امر فی
فرع لم یجز ان یحکم علی الاصل بالبطلان ثم قد ظہرت حکمۃ ذلک فانا نعلم ان الحیوان یفضل علی
الجماد الناطق افضل مما لیس بناطق بما اوتی من الفہم والفطنۃ والقوی النظریۃ والعملیۃ وجاز ہذا
الناطق الی بقائہ مہملۃ ولا یقوم فی ابقاء القوی مقام اللحم شیء ولا یستطرق بتناول القوی الضعیف وما
فیہ فائدۃ عظیمۃ لما قلت فائدۃ وانما خلق الحیوان البہیم للحیوان الکریم فلو لم یذبح لکثر وضاق بہ
المرعی ومات فیتاذی الحیوان الکریم بجیفتہ فلم یکن لایجادہ فائدۃ فاما الم الذبح فانہ یسیر وقد
قیل لا یوجد اصلا لان الحس باللام اغشیۃ الدماغ لان فیہ الاعصاب الحساسۃ ولذلک
اذا اصابتہا آفۃ من صرع او سکتۃ لم یحس الانسان بالم اذا قطعت الاوداج سریعا لم یصل الالم الجسم الی
محل الحس ولہذا قال علیہ السلام اذا ذبح احدکم فلیحد شفرتہ ولیرح ذبیحتہ الشہمۃ السکینۃ قالوا ربما
یکون لاہل الشرائع قد ظفروا بخواص من حجاۃ وخشب والجواب ان ہذا الکلام ینبغی ان یستحیی من ایرادہ

ترجمہ اور اس مین کچھ خلل و نقص نہین ہی۔ اور جب یہ معرفت عقل کو مل گئی تو اسپر لازم ہے کہ خالق کی سب احکام تسلیم کرے
اگرچہ بعض کی حکمت اُسپر مخفی رہی اور اگر کسی شاخ کی حکمت سمجھ مشتبہ ہو تو بھی یہ جائز نہین کہ ہم جڑ کے باطل ہونیکا حکم لگاوین پھر ہم کہتے ہین۔ کہ
اس حکم کی حکمت بھی ظاہر ہو گئی چنانچہ ہم کہتے ہین کہ جمادات پر حیوانات کو فضیلت ہے اور حیوانات مین غیر ناطق پر ناطق کو فضیلت ہی کیونکہ ناطق
کو فہم و فطنت دی گئی۔ اور نظری و عملی قوتین عطا کی گئی ہین اور ناطق کا باقی رہنا بہ نسبت غیر ناطق کے زیادہ اہتمام کے قابل ہے۔ اور ناطق
کی یہ قوتین باقی رہنے مین گوشت کے قایم مقام اور کوئی چیز نہین ہے تو کچھ مضایقہ نہین ہے کہ جس قسم کا فائدہ عظیم ہے وہ کم فائدہ والے
کو کھالے اور کمزور کو قوی تناول کرے۔ اور بہائم حیوان تو بزرگ حیوانات اشرف المخلوقات کے لیئے پیدا ہوئے ہین پھر اگر بہائم ذبح نہ
کیئے جاوین تو بہت کثرت سے بڑھ جاوین اور چراگاہ کھیتی باڑی کی گنجایش نرہے اور مرین تو اُن کے مردار کی بدبو سے اشرف المخلوقات
کو بہت ایذا رہو (بلکہ اسکی قوای عقلیہ مین خلل ہوجاوے) تو بہائم کے ایجاد کا کچھ فائدہ بھی نہ رہے۔ اور یہ جو تم کہتے ہو کہ ذبح کرنے مین دکھ ہی تو
یہ بہت خفیف ہے اور بعض حکما نے کہا کہ درد بالکل محسوس نہین ہوتا کیونکہ درد کا محسوس ہونا دماغ کی جھلیون کو ہوتا ہے اسواسطے
کہ اسی مین اعصاب حساسہ ہوتے ہین اسی وجہ سے جب خود دماغ کو صرع یا سکتہ پہونچتا ہے تو انسان کو کچھ درد محسوس نہین
ہوتا اور ذبح مین جب تیزی سے شاہ رگین کاٹ دی گئین تو درد ایسے محل مین نہین پونہچا جسکو حس ہو اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حکم دیا کہ تم مین سے جب کوئی ذبح کرے تو چھری تیز کرلینا چاہیئے اور ذبیحہ کو آرام دینا چاہیئے **ف** اور اگر حیوان کی غذا
ہوجانے مین مصیبت ہوتی تو حکیم مطلق عزوجل درندہ جانورونکو خشکی و تری مین ایسی حقیقت پر پیدا کرتا کہ ساگ پات کھاتے یا انکے
دانت پنجے نہوتے کیونکہ انسان مین اگر عقل ہی تو درندون مین نہین ہے فافہم **شبہہ ششم** نبوت کے منکرون نے کہا کہ شاید صاحبان شریعت کو بعضی پتھرو
لکڑی کی کچھ خواص معلوم ہوگئی ہون یعنی اُسکی ذریعہ سے معجزہ بنالیا **جواب** یہ کہ شبہہ وارد کرنے والون کو کچھ شرم کرنی چاہیئے تھی۔

فانه لم یبق شیٔ من العقاقیر الا وقد ضحت خواصها وبان سترها فلو ظفر واحد منهم بشیٔ واظهر خاصیة لوقع
الانکار من العلماء بتلک الخواص وقالوا هذا لیس منک انما هذه خاصیة فهذا یعلم ان المعجزات لیست وعابل هی بین
صخرة خرجت منها ناقة وعصا انقلبت حیة وحجر تفجر عیونا وهذا القرآن الذی له منذ نزل دیرین الست مأة سنة
فالاسماع تدرکه والافکار تتدبره والتحدی به علی الدوام ولم یقدر احد علی معارضة سورة منه فاین هذا والخاصیة والسحر
الشعبدة قال ابو الوفاء علی بن عقیل رضی الله عنه طینت قلوب اهل الالحاد لاستتار کلمة الحق وثبوت
الشرائع بین الخلق والاستشاع وامرها کابن الریوندی ومن شاکله کبعض العلماء
ثم مع ذلک لا یرون لمقالتهم بناهة ولا اثر ابل الجوامع تتدفق زحاما والاذانات
تملاء اسماعهم بالتعظیم لشان النبی صلی الله علیه وسلم والاقرار بما جاء به وانفاق
الاموال والانفس فی الحج مع رکوب الاخطار ومعاناة الاسفار ومفارقة
الاهل والاولاد

ترجمہ اس لیئے کہ نباتات کے خواص ومنافع مدت دراز سے بخوبی ظاہر ہو چکے اور بھید کھل چکا ہے پھر اگر کسی شخص کو کوئی پتھر یا لکڑی جاتی
اور وہ اسکی خاصیت ظاہر کرتا (مثلاً موسیٰ کے عصا مین کوئی خاصیت ہوتی) تو ان چیزون کے جاننے والے اُسیوقت کہتے کہ یہ آپکا معجزہ
نہین ہی بلکہ اس لکڑی یا پتھر کی خاصیت ہی۔ پھر معلوم ہی کہ معجزات کچھ ایک ہی قسم کے نہ تھے بلکہ اقسام ہین جیسے پہاڑ سے ناقہ نکلا اور موسیٰ
کا عصا بالکل بدلکر اژدہا ہو گیا اور پتھر سے چشمے جاری ہوئے اور یہ قرآن عظیم معجزہ کبریٰ ہی کہ قریب چھ سو برس کے ہوئے جب سے نازل ہوا ہی اور کان
اسکو سنتے ہین اور افکار اس مین غور کرتے ہین اور اس سے تحدی کی گئی کہ اسکی ایک سورۃ کی مثل بنا کے لاؤ اور یہ تحدی قیامت تک باقی ہی۔
پھر کسیکو یہ قدرت نہ ہوئی کہ ایک آیت بھی اسکے علاوہ کہین سے بنا کے لاتا **ف** بلکہ اب تو عقلاً محال ہو گیا اسلیئے کہ عرب عرباء جو کامل فصیح
اہل زبان تھے جب لاکھون نے عاجزی کا اقرار کیا تو اب جو کوئی مدعی ہو وہ قطعاً واہی وکاذب ہی خصوص جبکہ اہل زبان سے بھی نہو اور عرب
مین یہود ونصاریٰ سب موجود تھے۔ اور عراق ونجران مبنی تغلب مدت تک اسلام نہ لائے اور لڑایان لڑی **مصنف** رح نے کہا کہ پھر کہان یہ معجزہ عظیم
اور کہان خاصیت وسحر وشعبدہ شیخ ابو الوفا علی بن عقیل رحمہ اللہ نے کہا کہ ملحدون کی جبلت کا خمیر یہ ہی کہ دل سے چاہتے ہین کہ کسیطرح
کلمہ حق چھپ جاوے اور مخلوقات مین شریعت کا ثبوت نہ رہے اور نہ اسکی احکام پر عمل کرین انہین ملحدون مین سے ابن الراوندی فیلسوف وابو العلاء
المعری شاعر اور انکی مانند بہت ہین (جیسے اکثر دیلمی روافض تھے) اور باوجود اس کوشش کے ان ملحدون کو اپنی گفتگو کی کچھ قدر نہین دکھائی دیتی
اور نہ کچھ اثر پاتے ہین بلکہ ان خبیثون کی امید کے برخلاف جامع مسجدین لوگون کی کثرت ازدحام سے لبریز ہوتی ہین اور پانچون وقت عام مسجدون مین
بندگان حق کی اذانون سے ان ملحدون کے کانون مین سوراخ ہوتے ہین کہ بندگان باریتعالی جل وعلا اس کے رسول مصطفے سید الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا کی تعظیم کرتے جو نعمت ہدی آپ لائے صاف گواہی سے اسکا اقرار کرتے ہین اور حج مین اپنی جانین ومال خرچ
کرنے قریب باوجودیکہ سفر مین ہر طرح کے خطرات ومشقت اور آل واولاد سے مفارقت برداشت کرنی پڑتی ہی لیکن حکم شریعت کی تعظیم کا

فجعل بعضهم یندس فی اهل النقل فیضع المفاسد علی الاسانید ویضع السیر والاخبار وبعضهم یزید فی ما یقارب المعجزات من ذکر خواص فی الحجر وخوارق للعادات فی بعض البلاد واخبار عن الغیوب عن کثیر من الکهنة والمنجمین ویبالغ فی تقریر ذلک حتی قالوا ان سطیحا قال فی حق النبی خبأ له حجة برفی احلیل مهر والاسود کان یعظ ویقول الشیء قبل کونه وهلهنا الیوم معزمون یکلمون الجنی الذی فی بطن المجنون فیکلمهم بما کان یکون وما شاکل ذلک من الخرافات فمن رای مثل هذا قال بقلة عقله وقلة تلمحه بقصد هؤلاء الملحدة وهل جاء به الانبیاء الا مقاربة هذا ولیس قول الکاهن حجة فی احلیل مهر وقد اخفیت هذا الاخفاء باکثر من قوله وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم وهل بقی هذا وقع فی القلوب وهذا التقویم یطیق بالمنع من الرکوب الیوم وهل ترک تلمح هذا الا الغبی والله ما قصد وابذلک الا قصدا ظاهرا ولمحوا لمحا جلیا فقالوا تعالوا ننکر الحوالات علی البلاد والاشخاص والنجوم والخواص فلا یخلو مع الکثرة من مصادفة الاتفاق لواحد من هذه فیصدق بها الکل یبطل ما جاء به الانبیاء خرقا للعادات

ترجمہ پھر ان ملحدون کے مکر کو دیکھو کہ بعضے تو یہ کرتے ہین کہ علماء نقل کے یہان کسی فاجر کو لالچ دیکر جھوٹی اسناد سے فسادی بات بناکر انکی کتابونمین خفیہ داخل کراتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کے خالات اور صحابہ رض کے واقعات مین جھوٹی سیرت وخبرین بناکر اسیطرح علماء نقل کے یہان داخل کراتے ہین اور بعضے ملحدون نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہی کہ معجزات کے مشابہ چیزین نقل کرتے ہین کہ بعضے ملکون مین ایسا پتھر ہوتا ہے جسکی یہ خاصیت ہے یعنی اُس سے خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے کاہنون ومنجمون سے غیب کی خبرین نقل کرتے ہین اور اُس کے انداز سے مین بہت مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ ان ملحدون نے بیان کیا کہ سطیح کاہن کے امتحان کے لیے کسینے بچھیرے کے رہ کے سوراخ مین گیہون کا دانہ رکھدیا تھا اور سطیح سے پوچھا کہ جو کچھ ہمنے مخفی کیا ہے وہ بتلاؤ تو اُس نے کہا کہ حجبر فی احلیل مهر یعنی بچھیرے کے آلہ زہ مین گیہون کا دانہ ہی اور اسود عنسی حالت وعظ مین بعض بات جو ہونیوالی ہے قبل وجود کی بتلاتا تھا اور آجکل یہان بہت عامل موجود ہین جو اس جنی سے باتین کرتے ہین جو مجنون کے پیٹ مین ہوتا ہی۔ تو وہ اُن کو بہت سی ہونیوالی باتین بتلاتا ہے شیخ ابوالوفاء رح نے کہا کہ یہ لوگ اسی قسم کے خرافات بہت بیان کرتے ہین اور جس نے یہ دیکھا تو اپنی کم عقلی سے ان ملحدون کا اصلی فتنہ نہین سمجھتا اور کہنے لگتا ہی کہ نبوت کے ذکر مین جو اس قسم کی مخفی باتین بتلانیکا حال آیا ہی تو کیا اسکے قریب پہونچتا ہی بلکہ نبوت مین فقط اسیقدر تو آیا ہی وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم مین تمکو آگاہ کرتا ہون جو تم اپنے گھرونمین کھاتے ہو اور جو چھپا رکھتے ہو اور کیا اب اسکی کچھ وقعت دلونمین باقی رہی اور یہ مراہ عادت ہی تو ہوا کہ ابھی وقوع منع نہین ہوا شیخ نے کہا کہ دیکھو اس غبی نے کیسا اشتباہ کیا ہی اور ان لوگون نے جو کچھ قصد کیا وہ ظاہر ہی اور جدھر اشارہ کیا وہ کھلا ہوا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ آؤ ہم تم کو بکثرت ملکون وشخصون ونجوم وخواص کے حوالی بتلادین۔ اور اس کثرت سے خود ظاہر ہے۔ کہ آخر کوئی ایک امر تو سچ ہوگا اور جب ایک بات سچ مانی گئی تو پھر سب سچ مانی جاوین کیون کہ سب ہی یکسان ہین تو پھر یہ دعوے کہ جو انبیا لائے تھے وہ خرق عادت تھا یہ دعوے باطل ہوگیا۔

شرذمة من قوم من الصوفية ان فلانا اهوى بانائه الى دجلة فامتلأ ذهبا فصار هذا كالعادة بطريق الكرامات من المتصوفين وبطريق العادات في حق المنجمين وبطريق الخواص في حق الطبايعيين وبطريق الكهانة في حق المعزمين والعرافين فاي حكم بقي لقوله عيسى فانبئكم بما تاكلون وما تدخرون في بيوتكم واي خرق بقي للعادات وهل العادات الا استمرار الوجود وكثرة الحصول واذا نبههم العاقل المتدين على ما في هذا من الفساد قال الصوفي انتنكر كرامات الاولياء وقال اهل الخواص انتنكر المقناطيس التي يجذب الحديد والنعامة تبلع النار فنسكت عن جحدها لم يكن لاجل ما كان وقيل للحق معهم هذا والباطنية من جانب والمنجمون من جانب مع ارباب المناصب لا يعتقدون ولا يحلون الا بقولهم فسبحان من يحفظ هذه الملة ويعلي كلمتها حتى ان كل الطوائف تحت قهرها اقبالا من الله عز وجل على حراسات النبوات وتعالا اهل المحال **فصل** ومن الهند البراهمة قوم قد حسن لهم ابليس ان يتقربوا باحراق نفوسهم فيجف للانسان منهم اخدود ويجتمع الناس فيجيء مضحيا بالخلوق والطيب ويضرب المعازف والطبول والصنوج ويقولون طوبى لهذه النفس التي تعلق الى عالي الجنة

ترجمہ پھر ان فسادیوں میں سے کسی نے صوفیہ میں سے ایک جماعت کو اپنے پاس بلا کر دخل کیا جو یہاں کرتے پھرتے ہیں کہ فلاں بزرگ نے اپنے پیالہ کو دجلہ کیطرف جھکا کر سونے سے بھر لیا اور یہ بطور کرامت کے صوفیوں کیطرف سے عادت ہوگئی اور منجموں کے حق میں بطور عادت کے ہوا اور طبیعی گروہ میں بطریق خواص شیا کے ہوا اور اہل عزیمت یعنی عاملوں و عرافین کیطرف سے بطور کہانت ہوا تو اب عیسیٰ کے قول (وما تدخرون في بيوتكم) کا حکم کیا رہا اور ایسی خرق عادت کیا ہوئی کیونکہ یہ تو برابر ہوتا رہا اور عادت اسی کو کہتے ہیں کہ وہ چیز بار بار ہو اور اکثر پائی جائے پھر جب کسی عاقل دیندار نے انکو ہوشیار کیا کہ اسمیں یہ فساد ہے تو صوفی مکار جھگڑنے لگتا ہے کہ کیا اب اولیا اللہ کی کرامت سے انکار کرتے ہو۔ اور طبیعی کہتا ہے کہ کیا تم خواص سے منکر ہو کہ مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے اور شتر مرغ آگ کی انگارہی نگل جاتا ہے۔ تو آخر وہ اصلی بات واقعی کی وجہ سے ان کی جھوٹی باتوں سے بھی سکوت کرتا ہے تو یہ زمانہ ہے کہ اسمیں حق کے معتقد کو ان ملحدوں سے پریشانی ہے اور ایک طرف باطنیہ ملاحدہ ہیں اور ایک طرف منجم ہیں مع ارباب مناصب کے یعنی امراء و سلاطین و وزراء وغیرہ جو حل و عقد کے مالک ہیں۔ اور لوگ انہی کی باتوں پر چلتے ہیں باوجود اس فرعظیم کے **پاک ہے حق** سبحانہ وتعالیٰ جو اس ملت حنیفیہ کی حفاظت فرماتا ہے اور اس کا کلمہ بلند رکھتا ہے یہاں تک کہ یہ سب گروہ اس کے قہر کے نیچے مقہور ہیں کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے نبوت کے احکام کی نگہبانی رکھی اور ملاحدہ حیلہ گروں کو مردود اور نابود کیا **فصل** ہندوستان کے برہمنوں میں سے بعض قوم ہے جن پر شیطان نے یہ رچایا کہ اپنی جان جلا کر خدا کے یہاں تقرب حاصل کریں چنانچہ جب کوئی آمادہ ہوتا ہے۔ تو اس کے لیئے ایک گڑھا کھودا جاتا ہے۔ یعنی آگ بھری جاتی ہے۔ اور لوگ بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ اور اس کو خوشبو لگا کر خلوق سے لتھ کرتے ہیں۔ اور ڈھول و نقارہ وجھانجھ بجاتے ہوئے یہ کہتے ہوئے لاتے ہیں۔ کہ اس جیو کو مبارک ہو کہ اب بیکنٹھ کے اونچے درجہ پر چڑھ جاوے گا۔

ویقول هو لیکن هذا القربان مقبولا ویکون ثوابی الجنة ثم یلقی نفسه فی الاخدود فیحرق فان هرب نابذوه ونفوه وتبرأوا منه حتی یعود **ومنهم** من یحمی له الصخر فلا یزال یلزم صخرة صخرة حتی ینقب جوفه ویخرج معاه فیموت **ومنهم** من یقف قریبا من النار الی ان یسیل ودکه فیسقط **ومنهم** من یقطع من ساقه وفخذه قطعا ویلقیها الی النار والناس یزکونه ویمدحونه ویسألون مثل مرتبته حتی یموت **ومنهم** من یقف فی اخشاب البقرة الی ساقه ویشعل فیه النار فیحترق **ومنهم** من یعبد الماء ویقول هو حیاة کل شئ فیسجد له **ومنهم** من یحفر له اخدود قریبا من الماء فیقع فی الاخدود حتی اذا التهب قام فانغمس فی الماء ثم رجع الی الاخدود حتی یموت فان مات وهو بینهما حزن اهله وقالوا حرم الجنة وان مات فی احدهما شهد والیه بالجنة **ومنهم** من یزهق نفسه بالجوع والعطش فیسقط اولا عن المشی ثم عن الجلوس ثم ینقطع کلامه ثم تبطل حواسه ثم تبطل حرکته ثم یخمد **ومنهم** من یهیم فی الارض حتی یموت **ومنهم** من یغرق نفسه فی النهر **ومنهم** من لا یأتی النساء ولا یوارک الا العورة وهم جراشاهوتحته بقرة وعندها رجل بیده کتاب یقرأ فیه طوبی لمن ارتقی هذا الجبل ویجیء بطنه

ترجمہ وہ کہتا ہے کہ تمہاری یہ قربانی مقبول ہو اور میرا ثواب جنت ہو پھر وہ اپنے آپ کو اس خندق مین ڈالدیتا ہے اور جل کر خاک سیاہ ہوجاتا ہے اور اگر وہ آگ مین نہ کودا اور بھاگ کھڑا ہوا تو اُس کو تھکارتے اور نکالتے اور اُس سے قطع تعلق کرتے ہین آخر وہ لاچار ہوکر پھر جلنا اختیار کرتا ہے **بعض** کے لیئے ایک پتھر سخت گرم کیا جاتا ہے اور اُس کے پیٹ پر لگایا جاتا ہے اور اسی طرح دوبارہ کیا جاتا ہے اور برابر اسی طرح اُس کے پیٹ سے پتھر گرم لگائے رہتے ہین یہانتک کہ اُس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے اور آنتین نکل پڑتی ہین تب وہ مرجاتا ہے **بعض** اس قدر آگ سے نزدیک کھڑا ہوتا ہے کہ اُس کی چربی گلکر بہتی ہے تب گرکر جل جاتا ہے اور **بعض** کی پنڈلی اور ران سے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر آگ مین ڈالے جاتے ہین اور لوگ اُس کی تعریف کرتے جاتے ہین اور اُس کے مثل مرتبہ مانگتے ہین آخر وہ مرجاتا ہے اور **بعض** گائے کے گوبر مین (یعنی کنڈون مین) ساق تک کھڑا ہوتا ہے اور اُس مین آگ لگادیجاتی ہے اور وہ جل کر مرجاتا ہے **بعض** ہنود پانی پوجتے ہین اور کہتے ہین کہ اسی سے جاندار کی زندگی ہے پس اُس کو سجدہ کرتے ہین اور **بعض** کے لئے پانی کے قریب خندقین کھودیجاتی ہین تو وہ خندقون مین گر پڑتا ہے یہانتک کہ جب آگ مشتعل ہوتی ہے تو وہ اُٹھکر پانی مین غوطہ مارتا ہے اور پھر وہ پانی سے خندقون کی طرف لوٹتا ہے یہانتک کہ مرجاوے پھر اگر وہ پانی و خندق کے درمیان مین مرگیا تو اُس کی لوگ غمگین ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ جنت سے محروم رہا اور اگر وہ پانی یا خندق مین مرا تو گواہی دیتے ہین کہ وہ جنت مین پہنچ گیا **بعض** ان مین بھوک پیاس سے تڑپ کے جان دیتا ہے پس پہلے تو چلنے سے عاجز ہوکر بیٹھ جاتا ہے پھر بیٹھنے سے عاجز ہوکر مردہ کی طرح لیٹ جاتا ہے پھر بات نہین نکلتی پھر حواس مین خلل ہوکر تڑپنے لگتا ہے پھر تڑپنا بھی موقوف ہوکر مرجاتا ہے **بعض** ان مین سے زمین مین آوارہ ہوکر مخبوط پھرتا ہے اور **بعض** ان مین سے اپنے آپ کو دریا مین غرق کرکے مرجاتا ہے اور **بعض** ان مین سے عورت کے پاس نہین جاتا اور بالکل ننگا پھرتا ہے فقط ایک چٹ سی لنگوٹی باندھے پھرتا ہے **ہند** مین ایک بلند پہاڑ ہے اُس کے نیچے ایک بوزنت ہے وہان ایک شخص کتاب لیئے پڑھتا اور کہتا ہے۔ کہ مبارک ہو اُس کو جو اس پہاڑ پر چڑھ کر اپنا پیٹ پھاڑ کر

واخرج معاه بيده **ومنهم** من ياخذ الصخور فيرض بها جسده حتى يموت والناس يقولون طوبالك وفالهند عندهم
انهار فيخرج اقوام من عباداهم يوم عيدهم وهنالك رجال فياخذون ما على العباد من الثياب ويبطحونهم
فيقطعونهم نصفين ثم يلقون احد النصفين في نهر والنصف الاخر في نهر يزعمون انهما يجريان الى الجنة **ومنهم**
من يخرج الى البراح ومعه جماعة يدعون له ويهنونه بهيئة فاذا اصحر جلس وجمع سباع الطير من كل
جهة فيتجرد من ثوبه ثم يمتد والناس ينظرون اليه فتنهد الطير فتاكله فاذا تفرقت الطير جاء الجماعة
فاخذوا من عظامه واحرقوها وتبركوا بها في نعال طويلة قد ذكرها ابو محمد النوبختي يضيع الزمان في كتابتها
والعجب ان الهند يوخذ عنهم الحكمة وهم دقاقو الاعمال **فسبحان** من اعمى قلوبهم حتى قادهم بالبس هذا المقام
قال وفيهم من يزعم ان للجنة ثنتان وثلثون مرتبة وان مكث اهل الجنة في ادنى مرتبة منها اربع مائة الف
ثلثة وثلثين الف وستمائة وعشرين سنة وكل مرتبة اضعاف ما قبلها وان النار اثنتان وثلثون مرتبة
منها ستة عشرة مرتبة فيها الزمهرير وصنوف عذابه وست عشر مرتبة فيها الحريق وصنوف
عذابه **ذكر تلبيس ابليس على اليهود قال المصنف** قد لبس عليهم في اشياء كثيرة

ترجمہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنتین نکالڈالے اور **بعض** انمین وہ ہے جو بڑا پتھر اٹھاکر اپنا بدن کچل کر مرجاتا ہے اور لوگ اسکو مبارکباد دیتے
جاتے ہین **ہند** مین دو دریا ہین اور جو فقیر لوگ غارون وغیرہ مین بیٹھے رہتے ہین وہ عید کے روز نکلکر وہان آتے ہین اور کچھ لوگ وہان
مقرر ہین وہ ان جوگیون اور عابدون کے کپڑے وغیرہ اوتار لیتے ہین اور انکو پٹ لٹاکر دو ٹکڑے کاٹ ڈالتے ہین ایک ٹکڑا ایک دریا
مین اور دوسرا ٹکڑا دوسرے دریا مین ڈال دیتے ہین اور ان لوگون کا دعوی یہ ہے کہ یہ دونون دریا بہکر جنت مین جاتے ہین +
بعض ان مین سے نکلکر آفتاب مین جاتا ہے جہان دھوپ کے سوا سایہ نہین ہے اور کچھ لوگ اسکے ساتھ دعا دیتے اور مبارکباد
کہتے جاتے ہین جب وہ صحرا مین جاتا ہے تو بیٹھ جاتا ہے اور شکاری چڑیان ہر طرف سے اکٹھی ہوتی ہین پھر وہ ننگا ہوکر لیٹ جاتا ہے اور لوگ
اسکو دیکھتے ہین اور شکاری چڑیان ہر طرف سے اوسپر ہجوم کرکے اسکو کھاتی ہین جب وہ چلی جاتی ہین تو لوگ آکر اوسکی ہڈیان
لیجاکر جلاتے اور اوسکی راکھ تبرک بناتے ہین شیخ ابو محمد **نوبختی** نے اس کے ساتھ بہت طول طویل افعال ذکر کیئے ہین ان کے
لکھنے مین تضیع اوقات ہی تعجب کی بات یہ ہے کہ ہندوستان سے مسافر لوگ حکمت کی باتین لے جاتے ہین اور انمین باریک اعمال ہین
باوجود اس کے پاک ہے حق سبحانہ تعالی کہ جس نے ہندیون کو ایسا اندھا کردیا کہ شیطان نے انکو اس طرح ہانکا جس کا
نمونہ بیان کیا گیا۔ ابو محمد نوبختی نے لکھا۔ کہ **بعض** ہندی دعوی کرتا ہی کہ جنت کے ۳۲ درجات ہین اور اگر کوئی جنتی اس کو سب
سے نیچے درجے مین چار لاکھ تینتیس ہزار چھ سو بیس سال رہا تو اوپر بڑہیگا اور ہر بالائی مرتبہ پر بہ نسبت اول کے دوچند ہے اور جہنم بھی
۳۲ درجے مین از انجملہ ۱۶ مرتبہ مین زمہریر وغیرہ طرح طرح کے عذاب ہین اور باقی ۱۶ مرتبہ مین جلن اور طرح طرح کے عذاب ہین +
یہود پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ ابلیس نے یہود کو بھی طرح طرح کے تلبیس مین گمراہ کیا

نذكر منها نبذة ليستدل بها على تلك فمن ذلك تشبيههم الخالق بالخلق ولو كان تشبيههم حقا لجاز عليه ما يجوز عليهم وحكى ابو عبد الله بن حازم من اصحابنا ان اليهود زعموا ان الاله المعبود رجل من نور على كرسي من نور على راسه تاج من نور وله اعضاء كما للادميين ومن ذلك قولهم عزير ابن الله ولو فهموا ان حقيقة البنوة لا تكون الا بالتبعيض والخالق ليس بذي ابعاض لانه ليتم علمهم لم يثبتوا بنوة ثم ان الولد في معنى الوالد وقد كان عزير لا يقوم الا بالطعام والله منزه عن الاشياء لا من قام به وانما دعاهم الى هذا مع جهلهم بالحقائق انهم راوه قد عاب عنهم وقرأ التوراة من حفظه فكلموا بذلك من ظنونهم الفاسدة ويدل على ان القوم كانوا في غاية من الجهل انهم لما راوا اثر القدرة في فرق البحر لهم ثم مروا على اصنام طلبوا مثلها فقالوا اجعل لنا الها كما لهم الهة فلما زجرهم موسى عن ذلك بقي في نفوسهم فطهر المستور بغبائهم العجل وانما حملهم على هذا شيئان احدهما جهلهم بالخالق والثاني انهم ارادوا ما ليس في الحس لغلبة الحس عليهم وبعد الحفل عنهم ولو لا جهلهم بالمعبود ما اجترؤا عليه بكلمات القبيحة كقولهم ان الله فقير

ترجمہ اس ڈھیری مین سے ایک مٹھی نمونہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے باقی پر قیاس دوڑایا جاسکتا ہے **ازانجملہ** یہ کہ یہود نے خالق کو مخلوق سے مشابہ کیا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ اگر تشبیہ حق ہوتی تو جو باتین مخلوق پر جائز ہوتی ہین وہ اُسپر بھی جائز ہوتین۔ شیخ ابو عبد اللہ بن حازم حنبلی نے ذکر کیا۔ کہ یہود کا زعم ہے کہ اللہ معبود ایک نور کا شخص ہی وہ نور کی کرسی پر نور کا تاج رکھے ہوئے بیٹھا ہے اور آدمیون کی اعضا کیطرح اُس کی اعضا ہین **ازانجملہ** یہود نے دعوی کیا کہ **عزیر** خدا کا بیٹا ہے اگر یہودی سمجھ رکھتے ہوتے کہ فرزند ہونا حقیقت مین اسی طرح ہوسکتا ہی کہ بیٹا اپنے باپ کا جزو ہوتے تو پھر حماقت مین نہ پڑتے اس لئے کہ خالق عزوجل کی یہ شان نہین ہی کہ اُس کے ٹکڑی ہوسکین یا بعض بعض ہوسکے اس لیئے کہ وہ کچھ مرکب نہین ہی تو اپنی حماقت سے اُسکا بیٹا نہ بناتے **پھر** بیٹا بھی باپ کے معنی مین ہوتا ہے۔ حالانکہ **عزیر** بغیر کھانے پینے کے قائم نہین رہتے تھے اور **اللہ** وہ ہی جو سب مخلوق اشیا کا قیام ہے اور وہ نہین کہ جسکا قیام اللہ تعالی سے ہے۔ **واضح** ہو کہ یہودی حقائق سے بھی واقف نہ تھے اور باوجود اس کے یہ قول جو اُنہون نے کہا تو اس کا باعث یہ ہوا کہ اُنہون نے عزیر کو دیکھا کہ موت کے سو برس بعد زندہ ہوکر آئے اور تمام توریت اپنے حفظ سے سُنائی تو (پچھلے زمانہ کے) یہود نے اپنے یہودی قیاس سے (نصرانیون کی مشابہت کرنیکو) عزیر کی نسبت یہ کلمہ کہا۔ اور اس قوم کی بھدی سمجھ پر دلیل یہ ہی کہ اُنھون نے اللہ کی قدرت دیکھی کہ کسطرح اُسنے بنی اسرائیل کیلئے سمندر پھاڑ دیا۔ پھر جب پار ہوکر ایک قوم کے بتون پر گزر ہوا تو حضرت موسی سے درخواست کی کہ ہمارے لیئے بھی ایسے ہی بُت بنا دیجئے جیسے اُن کے واسطے بُت ہین پھر جب موسی علیہ السلام نے انکو جھڑکا تو جب سے کہین انکے دلونمین مخفی خواہش باقی رہگئی جو سامری کو گوسالہ بنانے پر انکی عبادت کرنے سے ظاہر ہوئی اور جس چیز نے ان لوگون کو ایسی افعال پر آمادہ کیا وہ دو باتین تھین ایک یہ کہ یہ لوگ اپنی خالق عزوجل کی شان سے جاہل تھے اور دوم یہ کہ اُنہون نے چاہا کہ انکا معبود وہ ہو جو اُنکی حواس مین آوے اسلیئے کہ حواس اُپر غالب تھے اور عقل سے یہ لوگ حد درجہ پرے تھے **ف** یہی حال آتک جمیع یہود و نصاری مین صاف ظاہر ہی۔ اور اگر یہ لوگ اپنے معبود سے جاہل نہ ہوتے تو کبھی اُسکی شان مین ایسے کلمات ناشائستہ کہنے کی جرات نہ کرتے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہود نے کہا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء اللہ ہمارا محتاج ہے اور ہم اسکے

وفخر انبیاء وقولهم یدالله مغلولة **ومن تلبیسه** علیهم انهم قالوا لا یجوز نسخ الشرائع وقد علموا ان من دین آدم جواز نکاح الاخوات وذوات المحارم والعمل فی یوم السبت لم ینسخ ذلک بشریعة موسیٰ قالوا لا یجوز اذا امر الله بشیء کان حکمة فلا یجوز تغییره قلنا قد یکون التغییر فی بعض الاوقات حکمة فان تقلیب الآدمی من صحة الی مرض والموت کله حکمة وقد حظر علیکم العمل یوم السبت واطلق لکم یوم الاحد وهذا من جنس ما انکرتم وقد امر الله ابراهیم بذبح ابنه ثم نهاه عن ذلک **ومن تلبیسه** علیهم انهم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودة وهی ایام التی عبدنا فیها العجل وقضاؤکم کثیرة **ثم حملهم** ابلیس علی الخاص فخصوا واسانوا فی کتابهم فی صفة نبینا صلی الله علیه وسلم وغیروا ذلک وقد امروا ان یؤمنوا به ورضوا بذلک لانفسهم فعلموهم عاندوا وجاهروا فقال الله تعالیٰ **ثم انتم** هؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم من دیارهم تظاهرون علیهم بالاثم والعدوان وان یاتوکم اسٰری تفادوهم وهو محرم علیکم اخراجهم افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوة الدنیا ویوم القیٰمة یردون الی اشد العذاب وما الله بغافل عما تعملون اولئک الذین اشتروا الحیوة الدنیا بالاخرة فلا یخفف عنهم العذاب ولا هم ینصرون ولقد اتینا موسی الکتاب وقفینا من بعده بالرسل وآتینا عیسی ابن مریم البینات وایدناه بروح القدس افکلما جاءکم رسول بما لا تهوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون وقالوا قلوبنا غلف بل لعنهم الله بکفرهم فقلیلا ما یؤمنون ولما جاءهم کتاب من عند الله مصدق لما معهم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءهم ما عرفوا کفروا به فلعنة الله علی الکافرین بئسما اشتروا به انفسهم ان یکفروا بما انزل الله بغیا ان ینزل الله من فضله علی من یشاء من عباده فباءو بغضب علی غضب وللکافرین عذاب مهین واذا قیل لهم آمنوا بما انزل الله قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءه وهو الحق مصدقا لما معهم قل فلم تقتلون انبیاء الله من قبل ان کنتم مؤمنین ولقد جاءکم موسی بالبینات ثم اتخذتم العجل من بعده وانتم ظالمون وواعدنا موسی اربعین لیلة

ببیت المدراس فقال اخرجوا الی اعلمکم فقالوا عبد اللہ بن صوریا فخلا بہ فناشدہ بدینہ وبما انعم اللہ
علیہم واطعمہم من المن والسلوی وظللہم من الغمام اتعلم انی رسول اللہ قال اللھم نعم وان القوم لیعرفون
ما اعرف وانہ بصفتک ونعتک مبین فی التوراۃ ولکنہم حسدوک قال فما یمنعک انت قال اکرہ خلاف قومی وعسی ان
یتبعونی ویسلموا فاسلم وعن سلمۃ بن سلامۃ بن وقش قال کان ناس منہم فی بنی عبد الاشہل قال فخرج علینا یوما من بیتہ قبل مبعث النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حتی وقف علی مجلس بنی عبد الاشہل قال سلمۃ وانا یومئذ احدث من فیہم سنا علی بردۃ مضطجعا فیہا بفناء اھلی
فذکر البعث والقیامۃ والحساب والمیزان والجنۃ والنار فقال ذلک لقوم اھل شرک واصحاب اوثان لا یرون ان بعثا کائنا
فقال لہ ویحک یا فلان ترے ھذا کائنا ان الناس یبعثون بعد موتہم الی ارض فیہا جنۃ ونار یجزی من فیہا باعمالہم قال
نعم والذی یحلف بہ لیودن احدھم ان لہ لحظۃ من تلک النار اعظم تنور فی الدار تحمونہ ثم تدخلونہ ایاہ فتطبقون
علیہ ان ینجو من تلک النار غدا قالوا اللہ ویحک وما آیۃ ذلک قال نبی مبعوث من اھل ھذہ البلاد واشار بیدہ نحو مکۃ والیمن قالوا ومتی تراہ

ترجمہ مدرسہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو تم میں سب سے بڑا عالم ہو اس کو میرے سامنے لاؤ انہوں نے کہا کہ وہ عبد اللہ بن صوریا ہیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کو تنہا بلایا اور الگ اسکو اس کے دین کی قسم دلائی کہ بعوض اُس حق کے کہ اللہ تعالے نے بنی اسرائیل پر انعام کیا اور من وسلوی کھانے کو
دیا اور بادل سے اُن پر سایہ کیا تو سچ بتلا۔ کہ تو یہ جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں عبد اللہ بن صوریا نے کہا کہ ہاں اللہ میں جانتا ہوں اور یہ قوم
سب میری طرح آپ کو پیغمبر پہچانتے ہیں اور بیشک آپ کی صفت وتعریف توریت میں صاف صاف مذکور ہے ولیکن یہ لوگ آپ سے حسد کرتے ہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے کہا کہ پھر تجھ کو کیا چیز مانع ہے اُس نے کہا کہ مجھ کو اپنی قوم سے مخالفت کرنا گوارا نہیں ہے اور امید ہے کہ عنقریب
یہ لوگ آپ کے تابع ہونگے اور اسلام لاوینگے تب میں بھی مسلمان ہو جاونگا **سلمۃ** بن سلامہ ابن وقش سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے بنی عبد الاشہل
کے محلہ میں ہمارے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایکدفعہ اپنے گھر سے نکل کر ہماری پاس آیا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ ابھی نبی صلے اللہ علیہ
وسلم مبعوث نہیں ہوئے تھے الغرض وہ یہودی بنی عبد الاشہل کی مجلس میں آکر ٹھہرا ہوا اور مسلمہ نے کہا کہ وہاں کے لوگوں میں اُسوقت میں سب سے چھوٹا
تھا اور میں ایک چادر لپیٹے اپنے لوگوں کے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا۔ پس اُس یہودی نے موت کے بعد زندہ کر کے اوٹھائے جانے کا اور قیامت کا
اور میزان وجنت ودوزخ کا ذکر کیا۔ اور یہ قوم اس زمانہ میں اہل شرک وبت پرست تھی موت کے بعد زندگی کی قائل نہ تھی تو کہنے لگے کہ اے فلان
بھلا تو سمجھتا ہے کہ یہ بات ہونے والی ہے کہ بعد موت کے لوگ زندہ کر کے اُٹھائے جاوینگے ایسے ملک میں جہاں جنت ودوزخ ہے وہاں
اپنے اپنے اعمال کے موافق بدلا دیے جاوینگے اُس یہودی نے کہا۔ کہ ہاں اور قسم ہے کہ جہنمی اُس دن آرزو کریگا کہ کاش اس جہنم کی آگ ایک لحظہ
نکال کر ایک بہت بڑے تنور میں ڈالا جاوے تم لوگ یہاں بڑے سے بڑا تنور تصور کرو جس کو تم خوب آگ جلا کر گرم کرو۔
پھر اُس کو اس میں ڈال کر اوپر سے بند کر دو تو وہاں جہنم کی آگ سے بچ کر اس تنور میں بند ہونے کی آرزو کریگا۔
قوم نے یہودی سے کہا کہ ارے جو کچھ تو کہتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اُس نے مکہ ویمن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ انہیں ملکوں
سے ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے۔ قوم نے کہا کہ تیرے نزدیک وہ کب تک مبعوث ہوگا۔

قال فنظر الیّ وانا من احدثهم سنا فقال ان یستنقذ هذا الغلام عمره یدرکه قال سلمة فوالله ما ذهب
الیل والنهار حتی بعث الله رسوله صلی الله علیه وسلم وهو حی بین اظهرنا فامنا به وکفر به بغیا وحسدا فقلنا ویلک
یا فلان الست قلت لنا فیه ما قلت قال بلی ولکن لیس بذلک **ذکر تلبیس ابلیس علی النصاری** قال المصنف
تلبیسه علیهم کثیر فمن ذلک انهم ان الخالق سبحانه جوهر فقالت الیعقوبیة اصنا الیعقوبیة والملکیة
اهل دین الملک والنسطوریة اصحاب نسطور یقین ان الله جوهر واحد اقانیم ثلاثة فهو واحد
فی الجوهریة ثلاثة فی الاقنومیة واحد لا اقانیم عندهم الاب والابن والاخر روح القدس **بعضهم**
یقول الاقانیم خواص **وبعضهم** یقول صفات **وبعضهم** یقول اشخاص وهؤلاء قد نسوا
انه لو کان الاله جوهرا لجاز علیه ما یجوز علی الجواهر من التحیز بالمکان والتحرک
والسکون والاوان **ثم سؤال لبعضهم** ان المسیح هو الله قال ابو محمد الموجی زعمت الملکیة و
الیعقوبیة ان الله ولدت مریم هو الاله **وسؤال الشیطان لبعضهم** ان المسیح ابن الله **وقال**
بعضهم المسیح جوهران احدهما قدیم والاخر محدث ومع قولهم هذا فانی المسیح یفترون

ترجمہ یہودی نے نظر دوڑا کر مجھے دیکھا کہ میں ان میں سب سے چھوٹا ہوں۔ تو کہا کہ اگر یہ لڑکا اپنی عمر تک پہنچ گیا تو اس پیغمبر کا زمانہ پاویگا۔ **مسلمہ** رضی نے کہا کہ واللہ کچھ بہت دن نہیں گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور وہ یہودی ابھی تک ہماری محلہ میں زندہ موجود تھا۔ تو ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اُس یہودی نے بغاوت و حسد سے انکار کیا۔ تو ہم نے اُس سے کہا کہ اری بدبخت تو وہ نہیں ہے جس نے ہم سے فلاں روز اس پیغمبر کے بارہ میں ایسا ایسا کہا تھا۔ اُسنے کہا کہ ہاں میں نے کہا تو تھا لیکن یہ وہ پیغمبر نہیں ہیں۔ **نصاریٰ** کے تلبیس ابلیس کا بیان۔
مصنف نے کہا کہ ابلیس نے نصاریٰ پر بہت سی تلبیس کردی ہے **از انجملہ** اُس نے نصاریٰ کے وہم میں یہ ڈالدیا کہ خالق سبحانہ تعالیٰ جوہر ہے چنانچہ نصاریٰ کے فرقہ یعقوبیہ نے (جو یعقوب کے شاگرد ہیں) اور ملکیہ نے (جو بادشاہی دین پر کہلاتے تھے) اور نسطوریہ نے (جو نسطور کے تابع تھے) ان سب گمراہوں نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ جوہر واحد ہے تین اقنوم والا ہے وہ تین اقنوم ہیں ایک ہے اور اقنوم ہونے میں تین ہیں اور ان تین اقنوم میں سے ایک باپ ہے اور دوسرا بیٹا ہے اور تیسرا روح القدس ہے پھر **بعض** نے کہا کہ اقنوم خواص ہیں اور **بعض** نے کہا کہ صفات ہیں اور **بعض** نے کہا کہ اشخاص ہیں ان لوگوں نے سوچا کہ اگر اللہ تعالیٰ جوہر ہوتا تو جو چیزیں جواہر کے لوازم ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جائز ہوتیں جیسے کسی مکان میں ہونا اور حرکت کرنا اور ساکن ہونا اور کسی وقت و زمانہ میں ہونا **پھر** ابلیس نے بعض نصاریٰ پر یہ تلبیس کی کہ مسیح ہی اللہ ہے **تو بعضے** نے کہا کہ ملکیہ اور یعقوبیہ نے کہا کہ مریم نے جسکو جنا تھا وہی اللہ ہے اور **بعض** پر شیطان نے تلبیس کی کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے **اور بعض** نے کہا کہ مسیح میں دو جوہر ہیں ایک قدیم ہے اور دوسرا حادث ہے اور باوجودیکہ یہ لوگ مسیح کو بارہا میں یہ زعم بیان کرتے ہیں پھر بھی قرآن کو اسکو

بحاجته الی الطعام ولا یختلفون فی انه صُلب ولم یقدر علی الدفع عن نفسه ویقولون انما فعل هذا بالناسوت فهل لا دفع عن الناسوت ما فیه من اللاهوت ثم لبس علیهم امر نبینا صلی الله علیه وسلم حتی جحدوا بعد ذکره فی الانجیل ومن الکنائس من یقول عن نبینا صلی الله علیه وسلم انه نبی الا انه مبعوث الی العرب خاصة وهذا تلبیس من ابلیس استغفلهم فیه لانه متی ثبت انه نبی فالنبی لا یکذب وقد قال بعثتُ الی الناس کافة وقد کتب الی قیصر وکسری وسائر ملوک الاعجم ومن تلبیسه ابلیس علی الیهود والنصاری انهم قالوا لا یجوز ان الله لا جل اسلافنا منا الانبیاء والاولیاء فاخبر الله عز وجل عنهم بذلک نحن ابناء الله واحباؤه ای منا ابناء عزیر وعیسی وکشف هذا التلبیس ان کل شخص یطالب بحق الله علیه فلا یدفعه عنه ذو قرابته ولو تعلق المحبة بشخص لاجل غیره بموضع القرابة لتعلق البغض وقد قال نبینا صلی الله علیه وسلم لابنته فاطمة لا اغنی عنک من الله شیئا وانما فضل المحبوب بالتقوی فمن عدمها عدم المحبة ثم ان محبة الله تعالی للعبد لیست تشفع محبة الادمیین بعضهم بعضا اذ لو کانت کذلک کان الامر محتمل

ترجمہ کھانے پانی کی ضرورت تھی اور سب کے سب یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو سولی دی گئی اور وہ قتل سے اپنے آپکو نہ بچا سکا۔ اور اس کا جواب یہ دیتے ہین کہ یہ ناسوت کے ساتھ کیا گیا یعنی جو جزو اسمین مخلوقیت کا تھا وہ سولی دیا گیا یہ جواب رد کیا گیا کہ اسمین جو لاہوت کا جزو تھا۔ اُسنے ناسوت سے یہ بلا کیون نہ دفع کی پھر انجیل مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر صاف تھا۔ مگر شیطان نے ان پر تلبیس کی توہت دھرمی سے انکار کر گئے اور کنائس مین سے بعضے لوگ ہمارے نبی صلعم کے بارے مین کہنے لگے کہ وہ نبی ہین مگر فقط عرب کے واسطے بھیجے گئے ہین اور یہ ابلیس نے انپر عجب تلبیس کی اور غفلت مین ڈالدیا کیونکہ جب معلوم ہوا کہ وہ نبی ہین تو نبی جھوٹ نہین بولتا۔ اور بیشک آپ نے فرمایا کہ مین تمام جہان کے سب لوگون کی طرف رسول بھیجا گیا ہون اور کچھ شک نہین کہ آپ نے قیصر و کسری و دیگر ملوک عجم سب کے نام ہدایت کے فرمان لکھے تھے ابلیس نے یہود و نصاری دونو پر جو تلبیس کی اسمین سے ایک تلبیس یہ ہے کہ ان دونون نے دعوی کیا کہ ہمارے بزرگون کی وجہ سے خدا ہمکو عذاب نہین کریگا۔ کیون کہ ہم مین نبی اسرائیل سے انبیاء و اولیا گزرے ہین چنانچہ اللہ تعالی نے انکا زعم قرآن مین بیان فرمایا نحن ابناء الله واحباؤه۔ یعنی ہم تو خدا کے بیٹے اور اُسکے محبوب ہین مطلب یہ کہ ہم خدا کے بیٹے عزیر ہین اور عیسے ہین اس تلبیس کا پردہ اس طرح کھلتا ہے کہ اگر کوئی شخص پر اللہ تعالی کے حق کا مطالبہ ہوتا ہے (جیسے نماز روزہ) تو کوئی قرابتی اُسکے ذمہ سے خدا کے حق کو دفع نہین کرسکتا اور سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کسی شخص سے محبت ہو اور وہ اس کی وجہ سے غیر پر جاوے جو محبوب کا قرابتی ہے تو عداوت و بغض بھی اسی طرح متعدی ہوگا۔ یعنی جس کافر سے بغض ہے۔ وہ بغض بھی اُسکی قرابتی پر جاوے اگرچہ وہ مومن ہو یعنی یہ صریح باطل ہے اور بیشک ہمارے نبی صلعم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کہ لا اغنی عنک من الله شیئا یعنی مین تجھ سے خدا تعالی کا عذاب نہین دفع کرسکتا ہون (یعنی شفاعت کی اجازت تو ایمان پر موقوف ہے) اور محبوب کو فضیلت تقوی پر ہے اگر شرک وغیرہ سے بچی ہے جس جو تقوی نہین کرسکتا اس کے لیے محبت بھی نہین ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالی کی محبت بندہ کی مثل کچھ جوش قلب نہین ہوتی جیسی آدمیون کی محبت باہم ہوا کرتی ہے کیونکہ اگر محبت ایسی ہوتی تو امر محتمل تھا۔

ذكر تلبيسه على الصابئين قال المصنف اصل هذه الكلمة اعني الصابئين من قولهم صبأ اذا خرج من
شئ الى شئ وصبأ ناب البعير اذا ظهرت وصبأنا نابه اذا خرج والصابئون الخارجون من دين الى دين وللعلماء في هذا مذاهب شتى
اقوال احدها انهم قوم بين النصارى والمجوس رواه سالم عن سعيد بن جبير وليث عن مجاهد والثاني انهم بين اليهود
والمجوس رواه ابن ابي نجيح عن مجاهد والثالث انهم بين اليهود والنصارى رواه القسم بن ابي بزة عن مجاهد والرابع انهم
صنف من النصارى الين قولا منهم رواه ابو صالح عن ابن عباس والخامس انهم قوم من المشركين لا كتاب لهم
رواه القاسم ايضا عن مجاهد والسادس انهم كالمجوس قاله الحسن والسابع اكفر فرقة من اهل الكتاب يقرأ الزبور
الزبور قاله ابو العالية والثامن انهم قوم يصلون القبلة ويعبدون الملائكة ويقرأون الزبور قاله قتادة ومقاتل
والتاسع انهم طائفة من اهل الكتب قاله السدي والعاشر انهم كانوا يقولون لا اله الا الله وليس لهم عمل ولا كتاب ولا نبي الا قولا لا اله الا الله
قاله ابن زيد وقال المصنف هذه اقوال المفسرين مثل ابن عباس والقاسم والحسن وغيرهم واما المتكلمون فقالوا مذهب الصابئين يختلف فمنهم من يقول
ان هناك هيولى كان لم يزل يصنع العالم من ذلك الهيولى وقال اكثرهم العالم

ترجمہ۔ صابی فرقہ پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف نے کہا کہ صابئین کی اصل اس محاورہ سے ہے کہ صبأ
یہ اس وقت کہتے ہین جب تو ایک چیز سے نکلکر دوسری چیز مین چلا جاوے وصبأت النجوم اسوقت بولتے ہین جب
ظاہر ہوجاوین صبأنا یہ جب بچہ کے دانت نکل آوین صابئون وہ لوگ جو ایک دین سے نکلکر دوسرے دین مین چلے جاوین
صابئون کے مذاہب کے بارہ مین علماء کے دس اقوال ہین قول اول یہ کہ صابئہ ایک قوم ہے جو مجوس و نصاریٰ کے درمیان
مین ہے اسکو سالم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا اور لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا قول دوم یہ کہ وہ یہود و مجوس کے درمیان
قوم ہے اسکو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا۔ قول سوم یہ کہ صابئہ یہود و نصاریٰ کے بیچ مین اسکو قاسم بن ابی بزہ نے
مجاہد سے روایت کیا چہارم وہ نصاریٰ مین سے ایک قوم ہے جنکا قول بہ نسبت نصاریٰ کے نرم ہے اسکو ابو صالح نے ابن عباس سے
روایت کیا پنجم یہ ایک قوم مشرکین مین سے ہے انکے واسطے کوئی کتاب نہین ہے اسکو بھی قاسم نے مجاہد سے روایت کیا ششم
یہ کہ صابئہ مثل مجوس کے ہین یہ حسن بصری کا قول ہے ہفتم یہ کہ یہ اہل کتاب مین سے ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتے ہین یہ ابو العالیہ کا قول
ہے ہشتم یہ کہ صابئہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہین اور ملائکہ کی عبادت کرتے اور زبور پڑھتے ہین یہ قتادہ و مقاتل کا قول
ہے نہم یہ کہ اہل کتاب مین سے ایک گروہ ہے یہ سدی کا قول ہے۔ دہم یہ فرقہ فقط لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور نہ کچھ کام و عمل کرتے
ہین اور نہ ان کے واسطے کوئی کتاب ہے اور نہ پیغمبر ہے۔ فقط لا الہ الا اللہ قول ہے یہ ابن زید کا قول ہے مصنف رح
نے کہا کہ یہ اقوال مفسرین مثل حضرت ابن عباس و قاسم و حسن وغیرہم سے مروی ہین اور متکلمین نے کہا کہ صابئون
کے مذاہب مختلف ہین بعض کہتے ہین کہ یہان فقط ایک ہیولی ہے وہی ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ بنانے والا
اسی ہیولی سے عالم کو بناتا ہے۔ اکثر صابیہ کہتے ہین کہ عالم قدیمی ہے

لیس بمحدث وسموا الکواکب ملائکۃ وسماھا قوم منھم الھۃ وعبدوھا وبنوا لھا بیوت عبادات وھم یدعون ان بیت اللہ الحرام واحد منھا وھو بیت زحل وزعم بعضھم انہ لا یوصف اللہ الا بالنفی دون الاثبات فیقال لیس بمحدث ولا موات ولا جاھل ولا عاجز قالوا لئلا یقع نسبۃ ولھم تعبدات شرائع منھا انھم یزعمون ان علیھم ثلث صلوات فی کل یوم اولھا ثمان رکعات وثلاث سجدات فی کل رکعۃ اخذ وسبعۃ ایام اولھا بسیم یقین من کانون الاول وسبعۃ اولھا الثمان لیال تمضی من شیاطا او یختمون صیامھم بالصدقۃ والذبائح وھو موالحم الجزور فی خرافات یضیع الزمان بذکرھا وزعموا ان الارواح الخیرۃ تصعد الی الکواکب الثابتۃ والی الضیاء وان الشریرۃ تنزل الی

خرافات یضیع الزمان بذکرھا وزعموا ان الارواح الخیرۃ تصعد الی الکواکب الثابتۃ والی الضیاء وان الشریرۃ تنزل الی

اسفل الارض والی الظلمۃ وبعضھم یقول ھذا العالم لا یفنی وان الثواب والعقاب فی التناسخ ومثل ھذہ المذاھب لا یحتاج الی تکلف ردھا اذ ھی دعاوی بلا دلیل **وقد حسن ابلیس** لاقوام من الصابئین انھم راوا الکمال فی تحصیل مناسبۃ بینھم وبین الروحانیات العلویۃ باستعمال الطھارات وقوانین ودعوات واشتغلوا بالتنجیم والتسخیر وقالوا لا بد من متوسط بین اللہ وبین خلقہ فی تعریف المعارف

ترجمہ پیدا نہیں ہوا ہے اور ستاروں کو یہ لوگ ملائکہ کہتے ہیں اور انمیں سے ایک قوم نے ستاروں کا نام الٰہ رکھا۔ اور اُن کی عبادت کرتے ہیں اور اُن کے لیئے عبادت خانے بناتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ اُن میں سے ایک خانہ جو زحل کا خانہ ہے وہی خدا کا بیت الحرام ہے **بعض** نے زعم کیا کہ خدا کی صفت نفی سے بیان ہو سکتی ہے اثبات سے نہیں ہو سکتی چنانچہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مخلوق نہیں ہے وہ مردہ نہیں ہے وہ جاہل نہیں ہے۔ وہ عاجز نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس لیے کہا کہ مشابہت اور نسبت ثابت نہ ہو اور انہوں نے اپنی عبادت کے طریقے بنا لیے ہیں **از انجملہ** کہتے ہیں کہ اُنپر ہر روز تین نمازیں ہیں اول نماز آٹھ رکعات اور ہر رکعت میں تین سجدے ہیں اُسکا وقت طلوع آفتاب کے وقت ختم ہوتا۔ دوم پانچ رکعتیں ہیں اور سوم بھی پانچ رکعات ہیں اور انپر ایک ماہ کے روزے ہیں اُنکا شروع ماہ آذر کے آٹھ راتیں گذری ہوتا ہے اور سات دن کے روزے اُسوقت ہیں جبکہ کانون کی اواسات روز باقی رہتے ہیں اور سات دن کے روزے اور ہیں جنکی ابتدا شباطا کی آٹھ راتیں گذرنے پر ہے اور اپنے روزوں کے ختم پر صدقہ دیتے اور قربانی کرتے ہیں اور اُونٹ کا گوشت حرام رکھتے اور اسی قسم کے دیگر خرافات ہیں۔ جن کے بیان میں تضیع اوقات ہے اور صابیہ کا گمان یہ ہے کہ نیک روحیں ثوابت تاروں کی جانب چڑھ جاتی ہیں اور نور میں پہونچتی ہیں اور شریر روحیں زمین اقطار یکی طرف اُتاری جاتی ہیں **بعض** صابیہ کہتے ہیں کہ یہ عالم فنا نہوگا۔ اور ثواب و عذاب بذریعہ تناسخ کے ملتا ہے یعنی جیسے ہندو آواگون کہتے ہیں اور ایسے مذاہب کی تردید میں زیادہ تکلف کی ضرورت نہیں اس لیئے کہ یہ سب بلا دلیل کے محض دعوی ہیں **ابلیس** نے بہت سے صابئین کو یہ اچھا دکھایا کہ کمال اس طرح حاصل کریں کہ انمیں اور عالم بالا کی روحانیات میں بذریعہ طہارتوں کے مناسبت حاصل ہو اور چند قوانین و دعاؤں کا ورد کریں اور یہ لوگ نجوم کی تعلیم و تسخیر میں پڑ گئے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی درمیان میں کوئی درمیانی واسطہ ضرور ہونا چاہیئے۔ جو معارف کی شناخت

والارشاد للصالح الا ان ذلك المتوسط ينبغي ان يكون روحانيا لا جسمانيا قالوا فنحن نجعل لانفسنا مناسبة قدسية
بيننا وبينه فيكون ذلك وسيلة لنا اليه وهؤلاء ينكرون بعث الاجساد ذكر تلبيس ابليس على المجوس قال يحيى
بن بشر النهاوندي كان اول ملوك المجوس كومرث فجاءهم بدينهم ثم تتابع المدعون للنبوة فيهم حتى نشأ زرادشت
وكانوا يقولون ان الله عز وجل شخص روحاني ظهر وظهرت معه اشياء روحانية تامة فقال لا يتهيأ لغيري ان يبدع مثل
هذا الذي ابتدعتها فتولد من فكرته هذه الظلمة لما كان فيها حدود لقدرته غيره فقامت الظلمة
تغالبه وكان ممن لا هل النار زراشت عبادة النار والصلوة الى الشمس يتاولون فيها انها ملكة العالم وهي
التي تأتي بالنهار وتذهب بالليل وتحيي النبات والحيوانات وترد الحرارات الى اجسامها وكانوا
لا يدفنون موتاهم في الارض تعظيما لها ويقولون منها نشئوا الحيوانات كلها وكانوا
لا يغتسلون بالماء تعظيما له وقالوا لان به حياة كل شئ الا ان يستعملوا قبله بول
البقر ونحوه ولا يبزقون فيه ولا يبولون قتل الحيوانات ولا ذبحها وكانوا يغسلون وجوههم
ببول البقر تبركا به واذا كان عتيقا كان اكثر بركة ويستحلون فروج الامهات

کیومرث

نشئوا

ترجمہ کراوی۔ اور خوبیون کی طرف ہدایت کرے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ درمیانی واسطہ کوئی جسمانی شخص نہ ہو بلکہ روحانی ہو پس
ہم اپنے واسطے اپنے اور خدا کے درمیان مناسبت قدسیہ تلاش و حاصل کرتے ہین تاکہ وہ ہمارے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہو جاوے اور اُس تک
پہونچاوے اور یہ لوگ جسمانی حشر سے انکار کرتے ہین **مجوس** پر تلبیس ابلیس کا بیان **یحییٰ** بن بشر نہاوندی نے کہا کہ مجوس
کا پہلا بادشاہ کیومرث تھا۔ اوسی نے ان کو یہ دین بتلایا۔ پھر ان مین پے در پے نبوت کے مدعی پیدا ہوئے یہانتک کہ آخر مین
زرادشت مشہور ہوا۔ اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ایک شخص روحانی ہے وہ ظاہر ہوا۔ تو اُس کے ساتھ روحانی چیزین پوری
ظاہر ہوئین پھر اُس نے کہا کہ کوئی دوسرا اس طرح ایجاد نہ کر سکے جیسے مین ایجاد کرتا ہون پس اُس نے اپنے فکر سے یہ تاریکی پیدا
کی۔ تاکہ غیر کی قدرت سے انکار ہو سکے پھر اُس تاریکی نے اُٹھکر اُس پر غلبہ پانا شروع کیا **منجملہ** اُن اُمور کے جو زرادشت نے
مجوسیون اور آتش پرستون کے لئے ایجاد کئے ایک آگ کی پوجا ہے اور آفتاب کی جانب نماز ہے اور اسکی دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ آفتاب اس عالم
کا بادشاہ ہے وہی دن کو لاتا اور رات کو لے جاتا ہے اور نباتات کو زندہ کرتا اور حیوانات کو بڑہاتا اور انکی اجسام مین حرارات کو پھیر
لاتا ہے اور مُردون کو تعظیم زمین کی وجہ سے اسمین دفن نہین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس سے پیدائش حیوانات ہے ہم
اس کو گندہ نہین کرینگے۔ اور پانی کی تعظیم کی وجہ سے اس سے نہاتے نہ تھے۔ اور کہتے کہ اسی سے ہر چیز کی زندگی ہے
لیکن اگر اس سے پہلے گائے وغیرہ کا پیشاب استعمال کر لیتے تو پانی استعمال کرتے۔ اور اسمین تھوکتے نہ تھے اور
حیوانات کا قتل و ذبح جائز نہ رکھتے تھے اور اپنا مونہہ گائے کے پیشاب وغیرہ سے بطور تبرک کے دھوتے اور جسقدر
گائے کا پیشاب پرانا ہوتا اوسی قدر اوس مین زیادہ تبرک سمجھتے تھے اور اپنی باؤن کی فرج اپنے واسطے حلال سمجھتے تھے

وقالوا الابن احق بتسکین شہوۃ امہ واذا مات زوج المرأۃ فابنہ اولی بالمرأۃ فان لم یکن ابن اکتری رجل من مال المیت ویجہزون للرجل ان یتزوج بامۃ والف واذا ارادت الحائض ان تغتسل دفعت دینارا الی الموبد فیحملہا الی بیت النار ویقسمہا علی اربع وینصفہا لسبابتہ واظہر ہذا الامر مزدک فی ایام قباد واباح النساء لکل من شاء وکم نسل قباد یقتدی بہ العامۃ ففعلوا بالنساء مثلہ فلما بلغ الامر نوشیروان قال لقباد اخرجہا الی فانک ان منعتنی شہوتی لم یتم ایمانک فہم باخراجہا فجعل انوشیروان یبکی بین یدی مزدک ویقبل یدیہ ویقبل رجلہ بین یدی ابیہ قباد ویسألہ ان یہب امہ فقال قباد لمزدک الست تزعم ان المؤمن لا ینبغی ان یرد عن شہوتہ قال بلی قال فلم ترد انوشیروان عن شہوتہ قال قد وہبتہا لہ ثم اطلق للناس فی اکل المیتۃ فلما ولی انوشیروان افنی المزدکیۃ قال ومن اقوال المجوس ان الارض لا نہایۃ لہا من اسفلہا وان السماء حلد من جلود الشیاطین والرعد انما موحرکۃ خزخرۃ الحفاریت المحبوسۃ فی الافلاک الماسورۃ فی حربہ

ترجمہ اور کہتے کہ ماں کی شہوت بجھانے کی کوشش کرنے کا حق بیٹے پر زیادہ ہے اور جب شوہر مرجاوے تو بیٹا اس عورت کا زیادہ مستحق ہے اور اگر بیٹا نہ ہو تو میت کے مال سے کوئی مرد کرایہ پر کر لیا جاتا تھا۔ اور مرد کے واسطے جائز رکھتے کہ وہ سو عورتوں و ہزار عورتوں سے نکاح کرلے جب حایضہ عورت غسل کرنا چاہتی تھی تو ہربد (داروغہ آتش خانہ) کو ایک اشرفی دیتی۔ وہ اسکو آتش خانہ میں لے جاتا۔ اور جانور کی طرح چار پاؤں پر اسکو کھڑا کرکے اپنی انگلی سے اس کے اندام شرم میں آمد و رفت کرتا اور یہ قاعدہ بادشاہ قباد کے وقت میں **مزدک** نے ظاہر کیا اور عورتیں اس نے ہر مرد کے واسطے مباح کردیں کہ جو مرد جس عورت سے چاہے وطی کرے اور قباد کی عورتوں سے خود وطی کی تاکہ باقی سب لوگ اس فعل میں اس کی اقتدا کریں چنانچہ عموماً عورتوں کے ساتھ یہی طریقہ عمل میں آنے لگا یہانتک کہ جب نوشیروان کے ماں کا ہنگام آیا تو اس نے بادشاہ قباد سے کہا کہ نوشیروان کی ماں کو میرے پاس بھیجدے اگر تو انکار کریگا اور میری شہوت پوری نہ ہونے دیگا تو تیرا ایمان درست نہ ہوگا قباد نے قصد کیا کہ اسکو بھیجدے جب یہ خبر نوشیروان کو پہونچی تو اسنے مزدک کے سامنے رونا شروع کیا اور باپ کے سامنے مزدک کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں چومتا رہا۔ اور درخواست کی کہ میری ماں کو مجھے بخشدے تو قباد نے مزدک سے کہا کہ آپکا قول یہ نہیں ہے کہ مومن کو اسکی شہوت سے روکنا نچاہیئے کہا کہ ماں ہے تو قباد نے کہا کہ پھر آپ کیوں نوشیروان کو اسکی شہوت سے روکتے ہیں مزدک نے کہا کہ اچھا میں نے اسکی ماں اسکو ہبہ کردی پھر مزدک نے لوگوں کو مرد ارکھانے کی اجازت دیدی جب قباد کے مرنے کے بعد نوشیروان بادشاہ ہوا۔ تو اسنے مزدکیوں کو یکقلم قتل کرکے نیست کردیا ہنا وندی نے لکھا کہ مجوس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ زمین کی کچھ انتہا نیچے کی طرف نہیں ہے اور آسمان جو نظر آتا ہے تو شیاطین کی کھال میں سے ایک کھال ہے اور گرج فقط ان عفریتوں کی خرخرہ کی آواز ہے جو افلاک میں قید ہیں۔ اور لڑائیوں میں قید ہوئے ہیں

والجبال من عظامهم والبحر من ابوالهم ودمائهم **وتبع المجوس** رجل فی زمان انتقال دولة بنی امیة الی بنی العباس واستغوی خلقا وجرت له قصص یطول الامر بذکرها فهو اخر من ظهر للمجوس **وذکر بعض العلماء** انه کان للمجوس کتابان دسوهما الیهم احد ثوادینا فرفعت کتبهم **ومن اطرف تلبیس ابلیس علیهم** انهم راوا فی الافعال خیرا وشرا وسوء فظنوا ان فاعل الخیر لا یفعل الشر فاثبتوا الهین وقالوا احدهما نور حکیم لا یفعل الا الخیر والاخر شیطان هو ظلمة لا یفعل الا الشر علی نحو ما ذکرناه من الثنویة **قال المصنف** وقد ذکرنا شبههم وجوابها **وقال بعضهم** الباری قدیم ولا یکون منه الا الخیر والشیطان محدث ولا یکون منه الا الشر فیقال لهم اذا اقررتم بان النور خلق الشیطان فقد خلق اس الشر **وزعم بعضهم** ان الخالق هو النور تفکر فکرة ردیة فقال اخاف ان یحدث فی ملکی من یضادنی وکانت فکرته ردیة فحدث منها ابلیس فرضی ابلیس ان ینسب الی الرداءة بعد اثبات انه شریک **وحکی** نوبختی ان بعضهم قال ان الخالق شک فی شیء وکان الشیطان من ذلک الشک

ترجمہ اور پہاڑ انکی ہڈیان ہین۔ اور سمندران کے پیشاب وخون سے جمع ہوا ہے۔ جب بنی امیہ سے دولت اسلامی منتقل ہوکر بنی عباس کے ہاتھہ مین آئی تو اس زمانہ مین ایک شخص مجوس کے دین کا تابع پیدا ہوا اور اُس نے بہت مخلوق کو گمراہ کردیا اور اس کے متعلق بہت سے وقایع پیش آئے جن کا ذکر طویل ہے اور یہ آخری شخص ہی جس نے مجوس کا دین ظاہر کیا **بعض علماء** نے بیان کیا کہ مجوس کے واسطے آسمانی کتابین تھین جنکو تلاوت کرتے اور پڑہتے پڑہاتے تھے پھر انہون نے نیا دین نکالا وہ کتابین اُٹہالی گئین **اور منجملہ** عجائب تلبیس کے جو ابلیس نے مجوس پر ڈالیں یہ اطراف ہے کہ مجوس نے افعال میں نیک وبد دیکہے پھر ابلیس نے ان کو تلبیس مین ڈالا۔ کہ نیکی کا پیدا کرنے والا برائی نہین پیدا کرتا ہے۔ تو انہون نے دو خدا ثابت کئے۔ اور کہا کہ ان مین سے ایک نور ہے۔ وہ حکیم ہے۔ وہ فقط خیر پیدا کرتا ہے اور دوسرا شیطان ہے۔ وہ تاریکی ہے وہ فقط بدی وبرائی پیدا کرسکتا ہے۔ جیسے ہم نے ثنویہ کے مذہب کے بیان مین ذکر کیا ہے۔ **مصنف** نے کہا کہ وہان مین نے ان کے شبہات وجوابات ذکر کردئے ہین **بعض** مجوس نے کہا کہ باری تعالیٰ قدیم ہے۔ اس سے سوائے بہتری کے کچھ نہین ہوسکتا اور شیطان مخلوق ہے اور اس سے سوائے بدی کے کچھ نہین ہوسکتا **جواب** یہ کہ ان سے کہا جاوے کہ جب تم نے اقرار کیا کہ نور (یزدان) نے شیطان کو (اہرمن کو) پیدا کیا تو اس نے بدی کا پتلا مجسم پیدا کردیا (یعنی اس سے زیادہ بدی کیا ہوگی) **بعض** مجوس نے کہا کہ خالق نور ہے۔ وہ روی فکر سوچتا ہے۔ چنانچہ اس نے سوچا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ میری بادشاہت مین کوئی ایسا پیدا ہو۔ جو میرا مخالف ہوجاوے۔ اور یہ فکر اس کی ردی تھی۔ اس سے ابلیس پیدا ہوگیا۔ پھر بعد شریک ثابت ہونے کے ابلیس فقط اتنی بات پر راضی ہوگیا۔ کہ وہ ردی چیزون کی طرف منسوب رہے **شیخ نوبختی** نے ذکر کیا ہے کہ بعض مجوس نے کہا۔ کہ خالق نے کسی بات مین شک کیا تھا تو اس شک سے شیطان پیدا ہوگیا

قال وزعم بعضهم ان الاله والشيطن جسمان قديمان كان بينهما تضاد وكانت الدنيا سليمة من
آفة والشيطان بمعزل عنها فاحتال ابليس حتى خرق السماء بجنوده فهرب الرب عز وجل عن قوتهم بملائكته فاتبعه
ابليس حتى حاصره وحاربه ثلثة الاف سنة لا هو يصل اليه ولا الرب يدفعه ثم صالحه على ان يكون ابليس و
جنوده في الدنيا سبعة الاف سنة ورأى الرب ان الصلاح في احتمال مكروه ابليس الى ان ينقضي الشرط
والناس في البلايا الى انقضائه ثم يعودون الى النعيم وشرط ابليس عليه ان يمكنه من اشياء ردية فوضعها في
هذا العالم وانهما لما فرغا من شرطهما اشهدا عدلين ودفعا سيفيهما الى العدلين وقالا من نكث قتلناه بسيفة
هذا يا نات كثيرة يضيع الوقت بذكرها فتركناها كذلك ونذكر ما انتهى تلبيس ابليس اليه مما انتزاذكر
شئ من هذا التخليط والعجب انهم يجعلون الخالق خيرا ثم يزعمون انه حدث منه فكرة ردية فعلى قولهم
يجوز ان يحدث من فكرة ابليس ملك ثم يقال لهم ايجوز ان يبقى الشيطان بما ضمن فان قالوا لا قيل
لهم فلا يليق بالحكمة استبقاءه وان قالوا نعم فقد اقروا بوجود

الوفاء المحمود ٥

ترجمہ اور کہا کہ بعض مجوس کا یہ زعم ہے کہ آلہ و شیطان دو جسم قدیم ہین ۔ان دونون مین موافقت تھی اور دنیا آفت سے پاک تھی ۔
اور شیطان اس سے الگ تھا پھر ابلیس نے چالاکی سے تدبیر نکالکر آسمان پھاڑا اور اپنے لشکرون کو لیکر چڑھ دوڑا تو آلہ ان کی
قوت سے خوف کرکے اپنے فرشتون کو ساتھ لیکر بھاگا اور ابلیس نے اسکا پیچھا کرکے محاصرہ کرلیا اور تین ہزار برس تک لڑائی رہی نہ تو ابلیس ہی آلہ تک
پہونچ سکا اور نہ آلہ ہی نے اسکو دفع کیا پھر آلہ نے اس شرط پر ابلیس سے صلح کرلی کہ سات ہزار برس تک ابلیس اور اسکے لشکر دنیا
مین رہین اور آلہ نے اسمین بہتری دیکھی کہ ابلیس کے مکروہ کو برابر برداشت کرتا رہے یہانتک کہ شرط کی میعاد پوری ہوجاوے اور دنیا
کے لوگ اس مدت کے گزرنے تک آفات و بلا مین رہین جب یہ مدت گزر جائیگی تو پھر عیش مین ہوجائینگے اور ابلیس نے آلہ سے یہ شرط کرلی
تھی کہ اسکو ردی چیزون پر قابو دیگا ۔ تو اس نے اس عالم مین ردی چیزین رکھدین اور یہ مجوسی کہتے ہین کہ جب آلہ و شیطان
ان شرائط سے فارغ ہوئے تو دو عادلون کو اسپر گواہ کرلیا اور دونون نے اپنی تلوارین انہین دونون عادلون کے حوالے کین اور انہون
نے کہدیا کہ تم مین سے جس کسی نے عہد توڑا ہم اسکو قتل کردینگے اسی قسم کی بیہودہ باتین بہت سی ذکر کین جنکے لکھنے مین وقت رائگان
ہوتا ہے اسلیئے ہم نے انکو چھوڑ دیا اور ہم اس خبط کو بھی بیان نہ کرتے اگر یہ مفاد نہوتا کہ ہوش ہو کہ کہانتک ابلیس کی تلبیس کا اثر ہوا
ہے اور اس قوم احمق سے تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ خالق کو خیر و بہتر بتلاتے ہین پھر کہتے ہین کہ اس سے فکر ردی سرزد ہوئی جس سے شیطان پیدا
ہوگیا یعنی جو کہ بدی کی جڑھ ہے اور ان لوگون کے قول پر یہ جایز ہوتا ہے کہ ابلیس کے فکر سے فرشتہ پیدا ہوجاوے ۔ پھر ان لوگون سے کہا
جاوے کہ تمہاری کہنے کے موافق پہلا یہ ہوسکتا ہے کہ شیطان نے جو عہد کیا ہے وہ پورا کرے اگر یہ لوگ جواب دین کہ وہ نہین پورا کرسکتا
ہے تو کہا جاوے کہ پھر اسکو باقی رکھنا حکمت سے منافی ہے اور اگر کہین کہ ہان وفا کریگا تو کہا جاوے کہ تم نے اقرار کرلیا کہ عہد پورا کرنیکی اچھی خصلت

من الشر یرو کیف اطاع الشیطان العدالین وقد عصی ربه وکیف یجوز الفتک علی الاله وهذه خرافات
لولا التفرج فیما صنعه ابلیس یا لعقول ما کان لذکرها معنی ذکر تلبیس ابلیس علی المنجمین و
اصحاب الفلک قال ابو محمد النوبختی ذهب قوم الی ان الفلک قدیم لا صانع له وحکی جالینوس
عن قوم انهم قالوا زحل وحده قدیم وزعم قوم ان الفلک طبیعة خامسة لیست فیه حرارة ولا برودة
لا رطوبة ولا یبوسة ولیس بخفیف ولا ثقیل وکان بعضهم یری ان الفلک جوهر نار وانه اختطف من الارض
بقوله وراثیة وقال بعضهم ان الکواکب من جسم یتشابه الحجارة وقال بعضهم هی من غیم ینطفی کل یوم ویستنیر بالیل مثل الفحم یشتعل
وقال بعضهم جسم القمر مرکب من نار وهواء وقال الاخرون الفلک من الماء والریح والنار وانه بمنزلة الکرة وانه یتحرک
حرکتین من المشرق والمغرب ومن المغرب الی المشرق قالوا وزحل یدور الفلک فی نحو من ثلثین
سنة والمشتری فی نحو من اثنتی عشرة سنة والمریخ فی نحو سنتین والشمس والزهرة وعطارد فی سنة
والقمر فی ثلثین یوما وقال بعضهم افلاک الکواکب سبعة فالذی یلینا فلک القمر ثم فلک عطارد ثم
فلک الزهرة ثم فلک الشمس ثم فلک المریخ ثم فلک المشتری ثم فلک زحل ثم فلک الکواکب الثابتة واختلفوا فی مقادیر اجرام الکواکب

ترجمہ اُس شریر محض سے صادر ہوگئی اسی طرح اِن لوگون سے کہا جاوے کہ جب شیطان نے اپنے خدا ہی کی نافرمانی کی تو پھر ان دونون
درمیانی عادلون کی اطاعت کیسے کریگا اور کہا جاوی کہ آلہ پر غلبہ کرنا کیسے جایز ہوسکتا ہی اور یہ سب باتین خرافات ہین انکے ذکر کرنیکا بھی
کچھ مطلب نہین تھا۔ سوا اسکے کہ لوگونپر یہ ظاہر ہو کہ شیطان نے کس طرح عقلونپر تسلط کیا ہی **فلکیات** والون اور **منجمون** پر تلبیس ابلیس کا
بیان شیخ ابو محمد نوبختی نے کہا کہ ایک قوم کا مذہب یہ ہے کہ فلک قدیم ہی اسکا بنانیوالا کوئی نہین ہی اور جالینوس نے ایک قوم سے نقل کیا کہ انکا یہ دعوے
تھا کہ فقط فلک زحل قدیم ہی اور **ایک قوم** کا یہ گمان ہی کہ فلک کی پانچوین طبیعت ہی یعنی نہ حرارت ہے نہ رطوبت ہی نہ سردی ہی نہ خشکی ہی
بلکہ ان چارون کے علاوہ پانچوین طبیعت ہے اور نہ بھاری ہے نہ ہلکا ہے اور **بعض** کی یہ راے تھی کہ فلک ایک آتشی جوہر ہے
اور قوت دورانیہ کے ساتھ وہ زمین سے لیا گیا ہے **بعض** نے کہا کہ ستارے پتھر کے مشابہ جسم سے بنے ہین اور بعض نے کہا یہ بدلی
سے ہین ہر روز دن مین بجھ جاتے ہین اور رات مین روشن ہوجاتے ہین جیسے کوئلہ مین آگ لگنی سے شعلہ ہوجاتا ہی اور پھر بجھ جاتا ہی اور بعض نے کہا کہ قمر کا جسم آگ اور ہوا
سے مرکب ہی **دوسرون** نے کہا کہ فلک پانی اور ہوا اور آگ سے بنا ہی اور وہ بمنزلہ گیند کے ہی اور وہ دو حرکتین کرتا ہی ایک مشرق ہی مغرب کیطرف ہی اور دوسری مغرب
مشرق کیطرف ہے اور ان لوگونکا قول ہے کہ زحل ستارہ قریب تیس (۳۰) سال مین آسمان کا دور ختم کرتا ہی اور مشتری قریب بارہ سال مین
ختم کرتا ہی اور مریخ قریب دو سال کے دورہ پورا کرتا ہی اور سورج و زہرہ و عطارد ایک سال مین دور کرتے ہین اور چاند تیس (۳۰) دن دور کرتا ہی
بعض نے کہا کہ کواکب کے سات افلاک ہین پس یہ فلک جو ہم سے نزدیک ہے۔ چاند کا فلک ہی پھر فلک عطارد
پھر فلک زہرہ۔ پھر فلک آفتاب۔ پھر فلک مریخ۔ پھر فلک مشتری۔ پھر فلک زحل ہے پھر ان بڑے ہوئے ستارونکا
کا فلک ہے۔ اور **کواکب** کی بڑائی چھٹائی مین یہ لوگ اختلاف کرتے ہین

فقال اکثر الفلاسفة اعظمها جرما الشمس وهو نحو من مائة وستة وستين مرة مثل الارض والکواکب الثابتة مقدار کل واحد منها نحو من اربعة وتسعين مرة مثل الارض والمریخ نحو مرة ونصف مثل الارض قالوا ومن کل موضع من الفلک الی ان یعود الیه مائة الف فرسخ الف فرسخ واربعة وستين فرسخا وقال بعضهم الفلک حی والسماء حیوان وفی کل کوکب نفس قال قدماء الفلاسفة والنجوم تفعل الخیر والشر وتحطی وتمنع علی حسب طبائعها من النحوس والسعود ویؤثر فی النفوس والابدان وانها حیة فمالة ذکر تلبیس ابلیس علی جاحدی البعث قال المصنف قد لبس علی خلق کثیر فجحدوا البعث واستحالوا الاعادة بعد البلی واقام لهم شبهتین احدهما انه اراهم ضعف المادة والثانیة اختلاط الاجزاء المتفرقة فی اعماق الارض قالوا وقد یاکل الحیوان الحیوان فکیف یتهیأ اعادته وقد حکی القرآن شبهتهم فقال فی الاولی ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون هیهات هیهات لما توعدون وقال فی الثانیة اءذا ضللنا فی الارض اءنا لفی خلق جدید وهذا کان مذهب اکثر الجاهلیة قال قائلهم یخبرنا الرسول بانا سنحیی، وکیف حیاة اصداء وهام وقال اخر حیاة ثم موت ثم نشر حدیث خرافة یا ام عمرو

ترجمہ۔ اکثر فلاسفہ نے کہا کہ آفتاب کا جرم سب سے بڑا ہی اور زمین سے قریب ایک سو ساٹھ گونہ کی زیادہ ہی اور جو کواکب ثابتہ یعنی بیحرکت بڑی ہوئی ہین وہ ہر ایک زمین سی قریب چورانوی گونہ کے زیادہ ہیں اور مریخ قریب ڈیڑھ گونہ زمین کی ہے اور یہ لوگ کہتے ہین کہ اعلاء فلک کی ہر مقام سی وہان عود کرنی تک ایک لاکھہ ایک ہزار چونسٹھہ فرسخ ہین اور بعض نے کہا کہ فلک زندہ ہی اور آسمان جاندار ہین اور ہر ستارہ میں جان ہی پرانے فلاسفہ نے کہا کہ ستارے نیکی وبدی کے کام کرتے ہین اور ہر ایک ستارہ اپنی نیک یا منحوس طبیعت کیموافق عطا کرتا ہے یا روکتا ہی اور جان وجسم مین انکا اثر ہوتا ہے اور وہ سب زندہ ہین اپنا اپنا کام کیا کرتے ہین مردہ ہونیکے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے منکر وپر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ ابلیس نے بہت سے لوگونپر تلبیس کی تو اونہون نے موت کے بعد زندگی سے انکار کیا اور سڑگل جانیکے بعد دوبارہ اعادہ کو محال تصور کیا اور ابلیس نے اُنپر دو شبہے ڈال دیے ایک یہ کہ اس نے ان لوگونکو مادہ کا ضعیف ہونا دکہلایا دوم یہ دکہلایا کہ بدن کے اجزای متفرقہ زمین کی تہ مین متفرق ہوگئے اور انہون نے کہا کہ کبھی ایک حیوان دوسرے حیوان کو کہا لیتا ہے تو کیسے اعادہ ہوسکتا ہی اور قرآن شریف مین ان کے دونون شبہے مذکور فرمائے ہین چنانچہ اول شبہہ کی نسبت فرمایا ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون هیهات هیهات لما توعدون یعنی کافرون نے آپس مین کہا۔ کہ کیا تم کو وہ پیغمبر یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مرے اور خاک ہوگئے اور ہڈیان ہوگئے تو پھر تم نکالے جاؤگے جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو یہ بہت دور ہی۔ ہے۔ اور دوسری شبہہ کی نسبت فرمایا۔ أاذا ضللنا فی الارض اءنا لفی خلق جدید یعنی کیا جب ہم زمین مین گم ہوگئے تو کیا ہم نئی خلقت میں پیدا ہونگے۔ ہے یہی اکثر زمانہ جاہلیت والون کا مذہب تھا اس مین جاہلیت والون کے اشعار ہیں ہم کو رسول خبر دیتا ہے کہ ہم پھر زندہ کیے جاوینگے بھلا سڑی ہوئی پریشان چیزیں کیونکر زندہ ہوسکتی ہے دوسرے جاہل کا شعر حیات ہی پھر موت ہے پھر زندگی ہے اے ام عمرو یہ خرافہ کی کہانی ہے

والجواب عن شبهتهم الاولى ان ضعف المادة فى الثانى وهو التراب يدفعه كون البداية من نطفة ومضغة وعلقة ثم اصل الآدميين هو آدم من تراب على ان الله سبحانه لم يخلق شيئا مستحسنا الا من مادة سخيفة فانه اخرج هذا الآدمى من نطفة والطاؤس من البيضة المدورة والطاقة الخضراء من الحبة العفنة فالنظر ينبغى ان يكون الى قوة الفاعل وقدرته لا الى ضعف المواد وبالنظر الى قدرته يحصل جواب الشبهة الثانية ثم قد اراناكما لا نموذج فى جمع المتمزق فان نحالة الذهب المتفرقة فى التراب الكثير اذا القى عليها قليل من زيبق اجتمع الذهب مع تبدده فكيف بالقدرة الالهية التى من تاثيرها خلق شئ لا من شئ على اناقد رنا ان هذا التراب غير ما استحالت اليه الابدان لعدم لان الآدمى ينفسه لا يبدنه فانه يتحلل ويسمن ويتغير من صغر الى كبر وهو هو ومن اعجب الادلة على البعث ان الله تعالى قد اظهر على ايدى انبيائه ما هو اعظم من البعث وهو قلب العصا حيوانا واخراج ناقة من صخرة واظهر حقيقة البعث على يد عيسى وقال المصنف وقد رددنا هذا شرحا فى الرد على الفلاسفة فصل وقد لبس ابليس على اقوام شهد اقدرة الخالق سبحانه

ترجمہ اول شبہ کا جواب یہ ہی کہ دوسری زندگی میں جس مادہ یعنی خاک کو تم ضعیف ٹھراتے ہو وہ غلط ہی کیونکہ ابتدا میں انسان نطفہ پھر خون کی تھکے پھر لوتھڑی سے پیدا ہوا تھا پھر آدمیونکی جو اصل ہی یعنی آدم وہ تو خاک ہی سے بنائی گئے تھی علاوہ برین اللہ تعالیٰ جو خوبصورت خلقت پیدا کی وہ ضرور کسی ضعیف مادہ سی بنائی چنانچہ اللہ تعالیٰ آدمی کو نطفہ سی بنایا اور طاؤس کو گول انڈی سی بنایا اور سبزی کا گچھا ایک گندہ بڑی دانہ سی نکالا پس چاہئے کہ پیدا کرنیوالی کی قوت و قدرت پر نظر ہو اور مادہ کی کمزوری و متفرق ہونے پر نظر نہین ہونا چاہئی اور قدرت پر نظر کرنے سے دوسرے شبہہ کا بھی جواب نکل آتا ہی پھر اللہ تعالےٰ نے ہم کو متفرق ذرون کے جمع ہو جانیکا نمونہ دکھلادیا چنانچہ جب سونے کے ریزے بہت سی خاک میں متفرق ملے ہوتے ہین تو جب اسپر تھوڑا سا پارہ ڈالا جاوے تو سب سونے کے ذرات جو متفرق تھی جمع ہو جاتے ہیں پھر بھلا قدرت آلہیہ میں کیا تردد ہو سکتا ہی جس کے اثر سے بدون کسی چیز کے خلقت موجود ہو جاتی ہے علاوہ برین اگر یہ فرض کرین کہ دوبارہ پیدا کرنیکی صورت میں اس خاک کے سوائے دوسری خاک سے جسم پیدا ہونگی تو بھی کچھ مضرت نہین ہی اسواسطے کہ آدمی تو اس روح کا نام ہی اس بدن کا نام نہین ہے کیونکہ آدمی بدستور باقی رہتا ہی اور جسم کبھی گل جاتا ہی اور کبھی موٹا ہو جاتا ہی اور بچپن سے بوڑھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہی آدمی رہتا ہی اور سب سے عجیب دلیل جس سے بعث ثابت ہوتا ہی یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھون سی ایسے امور ثابت فرمائے جو دوبارہ زندگی سے بہت بڑھے ہوئے ہین جیسے موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو بدکر اژدہا حیوان بنا دیا۔ اور پہاڑی کے جوف سے ناقہ عظیم پیدا کر دیا اور عیسےٰ علیہ السلام کے ہاتھون سے دوبارہ زندگی حقیقت مین کھلادی مصنف نے کہا کہ ہمنے فلاسفہ کی تردید مین اسکی توضیح زیادہ بیان کی ہی فصل بعض اقوام نے خالق سبحانہ تعالےٰ کی قدرت مشاہدہ کی +

ثم اعترضت لهم الشبهة ان اللتان ذكرناهما تردد وا في البعث فقال قائلهم ولئن رددت الى ربي لاجدن خيرا منها منقلبا وقال العاص بن وائل لاوتين مالا وولدا وانما قالوا هذا لموضع شكهم وليس عليهم ابليس في ذلك فقالوا ان كان بعث فنحن على خير لان من انعم علينا في الدنيا بالمال لا يمنعناه في الاخرة وقال المصنف وهذا غلط منهم لانه لم لا يجوز ان يكون الاحباط اسند رجاء وعقوبة ولا نسلم ان من يحبي ولدا ويطيل في الشهوات عمده ذكر تلبيسه على القائلين بالتناسخ قال المصنف وقد لبس ابليس على اقوام فقالوا بالتناسخ وان ارواح اهل الخير اذا خرجت دخلت في ابدان خيرة فاستراحت وارواح اهل الشر اذا خرجت دخل في ابدان شريرة فتجازيا عليها المشاق وهذا المذهب ظهر في زمن فرعون وموسى وقد ذكر ابو القاسم البلخي ان ارباب التناسخ لما رأوا الم الاطفال والسباع والبهائم استحال عندهم ان يكون لها ليمتحن به غيرها او ليعوض او لمعنى اكثر من انها مملوكة فصح عندهم ان ذلك لذنوب سلفت منها قبل تلك الحال وذكر يحيى بن بشر بن عمير النهاوندي ان الهند يقولون الطبائع اربع بهيمي مركبة ونفس وعقل وهيولى مرسلة فالمركبة هي الرب الاصغر

يجوز

ترجمہ پھر انکو یہ دونون شبہے مذکورہ عارض ہوئے۔ تو اُن کو دوبارہ زندگی مین تردد ہو گیا چنانچہ انمین سے ایک نے کہا ولئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منہا منقلبا یعنی بطور شک کے کہا کہ کیا اگر مین اپنے رب کے یہان لوٹایا گیا تو اس سے بہتر مرجع پاؤنگا۔ **عاص** بن وائل نے کہا کہ لاوتین مالا وولدا یعنی طعنے سے کہا کہ وہان بھی میرے واسطے مال واولاد عنایت ہونگے یہ اُن کا قول بوجہ شک کے تھا۔ اور ابلیس نے اپنے اُن معاملہ مین تلبیس ڈالدی اور کہنے لگے کہ اگر وہان دوبارہ زندگی ہوئی تو ہم ہی اچھے رہینگے کیونکہ جسنے ہمکو دنیا مین یہ نعمت مال واولاد دی ہے وہ آخرت مین بھی ہم کو مکرم رکھیگا **مصنف** رح کہتے ہین کہ یہ اُن کی غلطی ہے اس لیئے کہ وہ لوگ یہ کیون نہین سمجھتے کہ شاید دنیا مین ہم کو یہ چیزین استدراج وعذاب کی طور پر دی گئی ہون کیونکہ آدمی کبھی اپنے فرزند کو پرہیز کراتا اور اپنے غلام کو اُس کی خواہشون مین مطلق الغنان کر دیتا۔ **تناسخ** (آواگون) والون پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف رح کہتے ہین کہ ابلیس نے بعض اقوام پر تلبیس کی کہ وہ لوگ آواگون کے قائل ہو گئے کہ نیکون کی روحین جب بدنسے نکلتی ہین تو اچھے بدنمین داخل ہوتی ہین پس مال ودولت سے عیش کرتی ہین اور بدکارون کی روحین جب نکلتی ہین تو بُرے اجسام مین داخل ہوتی ہین تو انپر مشقتین ڈالی جاتی ہین اور یہ مذہب زمانہ فرعون وموسیٰ سے ظاہر ہوا ہے **ابو القاسم** البلخی نے ذکر کیا کہ ان لوگون نے یہ مذہب اس خیال سے اختیار کیا کہ جب انہون نے دیکھا کہ بچون اور درندون وجانورون کو دکھ حاصل ہوتا ہے تو انکی سمجھ مین یہ بات کسی طرح نہ آئی کہ انکے دکھ سے غیرونکا امتحان کیا جائے یا اُن کو ثواب وعوض دیا جائے یا کسی غیر معنی سے ہو سوے اتنی بات کے کہ یہ چیزین مملوک ہین تو اُنہون نے اپنے زعم مین یہ صحیح سمجھا۔ کہ اس حالت سے پہلے ان سے کچھ گناہ سرزد ہوئے ہین جن کی یہ سزا ہے **یحییٰ بن عمیر النہاوندی** نے کہا کہ ہندو کہتے ہین کہ طبیعتین چار ہین مادہ مطلقہ۔ مادہ مرکبہ نفس عقل پس مادہ مرکبہ چھوٹا رب ہے + + + +

والنفس هي الهيولى الاصغر والعقل الرب الاكبر والهيولى هو ايضا اكبر وان الانفس اذا فارقت الدنيا
صارت الى الرب الاصغر وهو الهيولى المركبة فان كانت محسنة صافية قبلها في طبعه فصفاها حتى يخرجها
الى الهيولى الاصغر وهو النفس حتى تصير الى الرب الاكبر فتخلصه الهيولى الاكبر فان كان محسنا تام الاحسان
اقام عنده في العالم البسيط وان كان محسنا غير تام اعاده الى الرب الاكبر ثم يعيده الرب الاكبر الى
الهيولى الاصغر ثم يعيده الهيولى الاصغر الى الرب فيخرجه مما زحا الشعاع حتى بقلة حشيشة
يأكلها الانسان فتحول انسانا ويولد ثانية في العالم وهكذا يكون حاله في كل مولد تموت ثم واما المسيئون
فانهم اذا بلغت نفوسهم الى الهيولى الاصغر تعلست فصارت حشايش يأكلها البهائم فيصير الروح في
بهيمة ثم نسخ من بهيمة الى اخرى عند موت تلك البهيمة فلا يزال منسوخا متردد في العالم ويعود كل نفس
الى صورة الانسان ان احسن في صورة الانسي بالمحسنين قال المصنف قلت فانظر لهذه التلبيسات التي رتبها لهم
ابليس على ما عن له لا يستند الى شيء وهذا مذهب باطل بالادلة العقلية والنقلية وعن ابي الحسن علي بن نظيف المتكلم قال كان يحضر مجلسنا ببغداد
للامامية يعرف بابي بكر بن الفلاس فحدثنا انه دخل على بعض من كان يعرفه بالتشيع ثم صار يقول بمذهب هذا التناسخ

العلل الانسي

ترجمہ اور نفس ہی مادہ اصغر ہے اور عقل رب اکبر (بڑا) ہے اور وہی مادہ اکبر بھی ہی اور نفوس جب دنیا چھوڑتے ہین تو چھوٹے رب کے پاس جاتی
ہین اور وہی مادہ مرکبہ ہی پس اگر یہ نفس نیک و صاف ہو وہ اسکی اپنی طبیعت مین قبول کرتا ہے پھر اوسکو صاف کرکے مادہ اصغر کے یہان نکالتا
ہے اور وہ نفس ہے یہانتک کہ وہ رب اکبر کے یہان جاتا ہے وہ اسکو رب اکبر کے یہان پہونچاتا ہی وہ اسکو مادہ اکبر کے یہان بیجتا ہی۔ پھر اگر
وہ نیکی مین پورا تھا تو عالم بسیط مین اوس کے پاس رہتا ہے اور اگر وہ نیکی مین پورا نہ ہوا تو وہ دوبارہ رب اکبر کے پاس واپس کرتا ہی پھر رب اکبر اسکو
مادہ اصغر کے پاس بھیجتا ہے پھر مادہ اصغر اسکو رب کے پاس پھیر دیتا ہی تو وہ اسکو نورانیت سے مخلوط نکالتا ہی حتی کہ ایسا ساگ کر دیتا ہی
جسکو آدمی کھاتے ہین تو وہ انسان کی صورت مین بدل جاتا ہی۔ اور دوبارہ اس عالم مین پیدا ہوتا ہے اور یہی حال اوسکا ہر موت کی وقت
ہوتا جب وہ یہان مرتا ہی۔ رہے وہ لوگ جو بدکردار ہین تو انکے نفوس جب مادہ اصغر کے پاس بھیجے جاتے ہین تو الت کر گھاس ہو جاتی ہین۔
لیکن ایسی گھاس پات جسکو جانور کھاتے ہین تو اوس کی روح کسی جانور کی صورت مین جاتی ہے پھر اس جانور کے مرنے پر کسی دوسرے جانور کے
اندر ہو جاتی ہے اسی طرح ہمیشہ تناسخ سے صورتون مین پھرتی رہتی ہے۔ اور ہزار برس کے بعد انسانی صورتمین پھر جاتی ہی پھر اگر اوسنے انسانی
صورتمین نیکی اختیار کی تو نیکیون مین مل جاتی ہے **مصنف** رح نے کہا کہ دیکھو ان گمراہون کے واسطے کسطرح ابلیس نے یہ تلبیسات ترتیب دیکر
انپر ڈالی ہین کہ بدون کسی دلیل مستند کی اونھون نے یہ تلبیسات قبول کرلین حالانکہ عقلی و نقلی سب طرح کی دلیلون سے یہ مذہب باطل ہے
ابو الحسن علی بن نظیف المتکلم نے بیان کیا کہ بغداد مین ہمارے پاس فرقہ امامیہ کا ایک پیشوا جس کو ابو بشر بن الفلاس
کہتے تھے۔ آیا کرتا تھا۔ اوسنے ہم سے بیان کیا۔ کہ مین ایک شخص کے پاس جایا کرتا تھا جسکو مین شیعہ
جانتا تھا ایک مدت کے بعد مین نے دیکھا۔ کہ وہ تناسخ کا قائل ہو گیا۔

فرجعت تبکی فاذا السنور الاسود وھو عیسی ھا ویحک بین عینیھا وراسھا وعینیھا تدمع کما جرت عادۃ السنانیر
بذالک یبکی بکاء شدیدا فقلت لہ لم تبکی فقال ویحک ما تدری ھذہ السنور تبکی کلما مسحتھا ھذہ
امی لاشک وانما تبکی من رؤیتھا الی حسرۃ قال واخذ یخاطبھا خطاب من عندہ انھا تفھم
عنہ وجعلت السنور تصیح قلیلا قلیلا فقلت لہ فھی تفھم عنک ما تخاطبھا بہ فقال نعم فقلت افتفھم
انت عنھا صیاحھا قال لا قلت فاذات المسوخ وھی الانسان ذکر تلبیس ابلیس علی امتنا فی العقائد
والدیانات قال المصنف دخل ابلیس علی ھذہ الامۃ فی عقائدھا من طریقین احدھما التقلید للاباء والاسلاف
والثانی الخوض فیما لا یدرک غورہ او یعجز الخائض عن الوصول الی عمقہ فاوقع اصحاب ھذا القسم فی فنون من
التخلیط فاما الطریق الاول فان ابلیس زین للمقلدین ان الادلۃ قد تشتبہ والصواب قد یخفی والتقلید سلیم
وقد ضل فی ھذہ الطریق خلق کثیر وبہ ھلاک عامۃ الناس فان الیھود والنصاری قلدوا اباءھم وعلماءھم و
کذلک اھل الجاھلیۃ واعلم ان العلۃ التی بھا مدحوا التقلید بھا یذم لانہ اذا کانت الادلۃ تشتبہ والصواب
یخفی وجب ھجر التقلید لئلا یوقع فی ضلال وقد ذم اللہ سبحانہ الواقفین مع تقلید اباءھم واسلافھم فقال تعالی

ترجمہ چنانچہ ایک روز مین نے دیکھا کہ اسکے سامنے ایک سیاہ بلی بیٹھی ہی وہ اسکو پیار کرتا اور اسپر ہاتھہ پھیرتا اور اسکا سر و آنکھین
کھجلاتا ہی۔ اور بلی کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین جیسے عموماً بلیون کی عادت ایسی حالت مین یونہی جاری ہی اور وہ شخص
بہت روتا ہی۔ مین نے اس سے کہا کہ آپ کیون روتے ہین اسنے کہا کہ واہ کیا تجھے یہ بھی نظر آتا ہی کہ جسقدر مین اس پر
ہاتھہ پھیرتا ہون یہ روتی ہے یہ بلاشک میری ماں ہی اور مجھہ دیکھہ کر حسرت سے روتی ہے اور اس سے اس طرح باتین کرنا لگا
جیسے کوئی اپنے نزدیک سمجھدار سے باتین کرتا ہی اور بلی نے آہستہ آہستہ میون میون کرنا شروع کیا مین نے کہا کہ تم جو کچھ
کہتے ہو یہ سمجھتی ہے۔ کہنے لگا کہ ہان۔ مین نے کہا کہ تم بھی اس کی بولی سمجھتے ہو کہا کہ نہین مین نے کہا کہ پھر تو تجھہ مین تناسخ ہوا
اور وہ انسان ہے **تلبیس ابلیس** کا بیان اس امت پر عقائد اور دیانات مین **مصنف** نے کہا کہ ابلیس دو طریقون
سے اس امت کے عقائد مین داخل ہوا (ایک) باپ دادون کی تقلید (دوم) ایسی بات مین خوض کرنا جسکی تہ نہین ملسکتی ہی یا
غور کرنیوالا اسکی تہ کو نہین پہونچ سکتا ہی پس ابلیس نے دوسری قسم کی لوگون کو طرح طرح کے خراب غلط ملط مین ڈالدیا۔ رہا طریق اول تو ابلیس
نے مقلدون پر یہ رچایا کہ دلیلین کبھی مشتبہ ہوتی ہین اور راہ صواب مخفی ہوجاتی ہی تو تقلید کرلینا سلامت راہ ہی اس راہ تقلید مین بکثرت مخلوق
گمراہ ہوئی اور عموماً اسی سے لوگون پر تباہی آئی بیشک یہود و نصاریٰ نے اپنے باپ دادونکی اور اپنے پادریون اور پوپون کی تقلید کی اور
اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت والے بھی اسی تقلید مین پڑے تھے اور واضح ہو کہ جس دلیل سے انہون نے تقلید کی تقریباً اسی سے اسکی مذمت نکلتی
ہی کیونکہ جب دلیلین مشتبہ ہین اور صواب مخفی ہی تو ضرور تقلید کو چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ ضلالت مین نہ پڑجاوی اور بیشک اللہ تعالیٰ نے
ان لوگون کی مذمت فرمائی جو اپنے باپ دادونکی تقلید مین پڑے تھے بقولہ تعالیٰ قالوا انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ وانا علی اٰثارھم مقتدون اور

بل قالوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون قال اولو جئتکم باھدی مما وجدتم علیہ اباءکم
قالوا انا بما ارسلتم بہ کافرون وقد قال اللہ تعالے انھم الفوا اباءھم ضالین فھم علی اثارھم یھرعون وقال المصنف اعلم
ان المقلد علی غیر ثقۃ فیما قلدہ فی التقلید ابطال منفعۃ العقل لانہ انما خلق للتامل والتدبر وقبیح
بمن اعطی شمعۃ لیستضیئ بھا ان یطفیھا ویمشی فی ظلمۃ واعلم ان عموم اصحاب المذاھب یظھر فی قلوبھم الشخص
فیتبعونہ قولہ من غیر تدبر بما قال وھذا ھو الضلال لان النظر ینبغی ان یکون الی القول لا الی القائل
کما قال علی علیہ السلام للحرث بن حوط وقد قال لہ اتظن انا نظن ان طلحۃ والزبیر کانا علی باطل
فقال لہ یا حار انہ ملبوس علیک ان الحق لا یعرف بالرجال اعرف الحق تعرف اھلہ وکان احمد بن حنبل یقول من
ضیق علم الرجل ان یقلد فی اعتقادہ وھذا اخذ احمد بقولہ رضی اللہ عنہ فی الجد وترک قول ابی بکر الصدیق فان قالوا فالعوام لا یعرفون الدلیل فکیف
تقلدہ فی الجملۃ ان دلیلہ الاعتقاد ظاھر علی ما اشرنا الیہ فی ذکر الدھریۃ ومثال ذلک لا یخفی علی عاقل ولما الفروعیات فانھا لما کثرت حوادثھا وعنا
علی العامۃ غوائلھا وقرب لہ الخطا فیھا کان اصلح ما یفعلہ العامی فیھا التقلید لمن قد ستر ولظن ان اجتھاد العالمی فی اختیار من یقلدہ

ترجمہ یعنی کفار نے کہا نہین بلکہ ہم نے اپنے باپ دادونکو ایک طریقہ پر پایا اور ہم اُن ہی کے قدم کی اقتدا کرتے ہین پیغمبر نے
کہا کیا تم تقلید ہی کیئے جاؤگے اگرچہ مین اُس سے بہتر ہدایت لایا ہون جسپر تمنے اپنے باپ دادونکو پایا ہی۔ یعنی کیا ایسی صورتمین بھی
تم انہین گمراہون کی پیروی کروگے وبقولہ تعالیٰ انھم الفوا اباءھم ضالین الآیہ یعنی کافرون نے اپنے بزرگون کو گمراہ پایا تھا تو یہ
بھی اُنکے نشان قدم پر دوڑی جاتے ہین (ھم) مصنف نے کہا کہ یہ بات جان لینا چاہیئے کہ مقلد نے جس بارہ مین تقلید کی اسمین اعتماد پر
نہین ہوتا اور تقلید کرنیمین عقل کی منفعت بھی زائل کرنا لازم ہے اسلیئے کہ عقل تو اسلیئے پیدا کی گئی ہے کہ غور و تامل کرے اور جس شخص کو
خدا نے شمع دی ہو جس سے روشنی ہوتی ہے وہ اگر شمع کو بجھادی اور اندھیری مین چلے تو اُس کی یہ حرکت قبیح ہے واضح ہو کہ جتنے
اصحاب مذاہب ہین اُن کے ذہن مین ایک شخص بڑی شان کا متصور ہوگیا تو جو کچھ اُسنے کہا اُسکو بی سوچ سمجھے مانتے اور اسکی پیروی کرتے
ہین اور یہی عین گمراہی ہے کیونکہ نگاہ درحقیقت بات پر چاہیئے اور بات کہنے والے پر نہین چاہیئے چنانچہ حارث بن حوط نے حضرت علی رضؓ
سے کہا تھا کہ کیا آپ گمان کرتے ہین کہ ہمارا گمان یہ ہے کہ طلحہ و زبیر جاہل پر تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا کہ ای حارث
تجھپر معاملہ مشتبہ ہے حق کا پہچاننا لوگونسے نہین ہوتا ہے بلکہ حق کو پہچان لے تو حق والے لوگ بھی پہچان جائینگا۔ اور امام احمد بن حنبل کہا کرتے
تھے کہ آدمی کی تنگی علم سے یہ ہے کہ اپنے اعتقاد مین کسی شخص کی تقلید کرلے اور اسی وجہ سے احمدؒ نے جد کے مسئلے مین ابوبکر الصدیقؓ کا قول چھوڑ
دیا اور زید بن ثابت کا قول لیا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ عوام تو دلائل نہین جانتے ہین تو کیونکر تقلید نہ کرینگے جواب یہ کہ اعتقاد کی دلیل بالکل
ظاہر ہے جیسا کہ ہم نے دہریہ فرقہ کی تردید مین اشارہ کیا ہی۔ اور ایسی واضح دلیل کسی پر مخفی نہین ہوسکتی جس کو عقل دی گئی ہو رہے
مسائل فرعیہ تو یہ چونکہ بکثرت نئے نئے واقع ہوتے ہین اور عوام پر انکا پہچاننا دشوار ہے اور دھوکا کھانا قریب ہے اسلیئے ان مسایل مین
عالمی کو تقلید کرنا بہتر ہے ایسے شخص کی تقلید کرے کہ جسکو علم و نظر حاصل ہو اور دین عالمی کا اختیار اسکے ہاتھ مین ہے کہ کسی شخص عالم کی تقلید کرے

فصل واما الطریق الثانی فان ابلیس کما تمکن من الاغبیاء فورطھم فی التقلید ساقھم سوق البھائم ثم
رای خلقا فیھم نوع ذکاء وفطنۃ فاستغواھم علی قدر تمکنہ منھم فمنھم من قنع عند الجمود علی التقلید واحرہ
بالنظر ثم استعوی کلا من ھؤلاء فمنھم من راٰہ ان الوقوف مع ظواھر الشرائع عجز فساقھم الی مذاھب
الفلاسفۃ ولم یزل بھؤلاء حتی خرجوا عن الاسلام وقد سبق ذکرھم فی الرد علی الفلاسفۃ ومن ھؤلاء من حسن لہ
ان لا یعتقد الا ما ادرکتہ حواسہ فقال لھؤلاء بالحواس علمتم صحۃ قولکم فان قالوا نعم کابروا لان حواسنا تدرک
قالوا اذا ما یدرکہ الحواس لا تقع فیہ خلاف وان قالوا بغیر الحواس نقضوا قولھم ومنھم من نفرہ ابلیس عن التقلید و
حسن لہ الخوض فی علوم الکلام والنظر فی اوضاع الفلاسفۃ لیخرج بزعمہ عن عمار والعمد قد تنوعت احوال المتکلمین و
الکلام باکثرھم الی الشکوک وبعضھم الی الالحاد ولم یسلک القدماء من فقھاء ھذہ الامۃ عن
الکلام عجزا ولکنھم راوا انہ لا یشفی علیلا تمرد الصحیح علیلا فامسکوا عنہ ومنھم من خاض فیہ حتی قال الشافعی لان یبتلی
العبد بکل ما نھی اللہ عنہ ما عدا الشرک خیر لہ من ان ینظر فی الکلام قال واذا سمعت الرجل یقول الاسم

عجزوا

ترجمہ فصل جاننا چاہیئے کہ دوسرا طریق قابل تفصیل کیونکہ ابلیس نے جسطرح احمقونکو قابو مین لاکر محض تقلید کے گرداب مین ڈبویا۔
اور جانورون کی طرح انکو اُن کے متبوع کے پیچھے ہانک لیگیا۔ توغبی لوگون کے برخلاف جن مین اُسنے کچھ فہم کی تیزی دیکھی اُن کو
بھی جتنا جسپر قابو پایا گمراہ کیا چنانچہ بعض کو اُسنے سمجھایا کہ محض تقلید پر جم جانا قبیح ہے اور انکو ارشاد کیا کہ عقائد اسلام مین غور کرین
پھر اُسنے اُنمین سے ہر ایک کو ایک طریقہ سے گمراہی مین ڈالا چنانچہ بعض نے دیکھا کہ ظاہر شریعت پر ٹھیرنا عاجزی ہے تو
ابلیس ان لوگون کو کھینچکر فلاسفہ کے مذہب مین لے گیا اور برابر اُنکے خیالات کو دوڑاتا رہا یہانتک کہ آخر یہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور
فلاسفہ کے رد مین ان کا تذکرہ ہوچکا ہے بعض کے خیال مین یہ رہا کہ فقط اُسی بات پر اعتقاد جمادی جو حواس کی ادراک مین آوے
ان گمراہون سے پوچھا جاوے کہ کیا تمنے حواس سے اپنے قول کی صحت پہچانی ہے اگر کہین کہ ہان تو جھوٹے جھگڑالو ہونگے کیونکہ ہمارے
حواس نے تو اسکو صحیح نہ جانا جو وہ اپنے حواس سے ادراک کرنا بیان کرتے ہین کیونکہ حواس سے جو چیز پہچانی جاتی ہے اُسمین جسقدر
لوگ یہ حواس رکھتے ہین کوئی اختلاف نہین کرتا ہے اور اگر کہین کہ ہمنے اسکو حواس کے علاوہ دوسری چیز سے ادراک کیا تو خود اُنہون نے
اپنے قول کو توڑ دیا بعض کو ابلیس نے تقلید سے نفرت دلائی اور یہ رجحایا کہ علم کلام مین خوض کرین اور فلاسفہ کے اوضاع دیکھین اور
وہ اس سے اپنے زعم مین سمجھتا ہے کہ مین عوام کے خول سے نکل آیا اور فرقہ متکلمین کے حالات طرح طرح سے بگڑے اور
اکثر کو زکا انجام یہ ہوا کہ کلام سے اُن کے دل حق مین شکوک پیدا ہوگئے اور بعضے الحاد مین مبتلا ہوگئے اور واضح رہے کہ دین اسلام کا
نے جو علم کلام سے کنارہ کیا تو یہ عاجزی سے نہین تھا بلکہ اُنہون نے کمال عقل سے دیکھ لیا کہ اس سے بیماری کو صحت نہین ہوتی
تیر پیاسے کی پیاس بجھتی ہے بلکہ اور بڑھ جاتی ہے اور سب کو اس مین خوض کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ
کہ اگر آدمی سوا شرک کے باقی ہر گناہ مین مبتلا ہو تو اس سے بہتر ہے کہ علم کلام مین نظر کرے اور کہا کہ جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ وہ کہتا ہے

لہ یعنی حواس اُس کو پہچان لیتے ہین تو کل حواس جسکے جو ن سب کا یہی حکم ہونا چاہیئے

هو المسلی وغیر المسمی فاشهد انه من اهل الکلام ولا دین له قال وحکی عن اهل الکلام ان یضربوا بالجرید ویطاف بهم فی العشائر والقبائل ویقال هذا جزاء من ترک الکتاب والسنة واخذ فی الکلام وقال الخلیل بن احمد یفتل لا یفلح صاحب کلام ابدا علماء الکلام زنادقة وقال المصنف قلت وکیف لا یلزم ان الکلام مرفوض یفضی بالمعتزلة الی انهم قالوا ان الله تعالی یعلم جمل الاشیاء ولا یعلم تفاصیلها وقال جهم بن صفوان علم الله وقدرته وحیاته محدثة وقال ابو محمد التوزنجی عن جهم انه قال ان الله عز وجل لیس بشیء وقال ابو علی الجبائی وابو هاشم ومن تابعهما من البصریین المعدوم شیء وذات ونفس جوهر وبیاض جسم وصفة وقال البارزی لا یقدر علی جعل الذات ذاتا ولا العرض عرضا ولا الجوهر جوهرا وانما هو قادر علی الذات من اجل الوجود وحکی القاضی ابو یعلی فی کتاب المقتبس عن شیخ العلماء والمعتزلة لنعیم اهل الجنة وعقاب اهل النار آخر لا یوصف الله بالقدرة علی رفعه ولا تصح الرغبة حینئذ الیه ولا الرهبة منه لانه لا یقدر اذ ذاک علی خیر ولا علی شر ولا نفع ولا ضر قال وبقی اهل الجنة جمودا سکونا لا یفیضون بکلمة ولا یتحرکون حرکة ولا یقدرون ولا ارجهم علی شیء من ذلک والحرکات کلها لا بد لها من آخر تنتهی الیه لا یکون بعده شیء وقال المصنف قلت واذکر

یفلح

انه ادرکه

جمودا

ترجمہ عین سمی ہے یا غیر مسمی ہے تو سمجھ لے کہ کلام والون مین سے ہے اور اسکا کچھ دین نہین ہے اور اہل کلام کی حق مین نقل کیا کہ چھڑیون سے پیٹے جاوین اور اُنکو محلہ اور قبیلہ قبیلہ مین پھرایا جاوے اور پکارا جاوے کہ یہ ایسے شخص کی سزا ہے جس نے قرآن وحدیث چھوڑکر علم کلام مین خوض شروع کیا احمد بن حنبل نے کہا کہ کلام والا کبھی فلاح نہین پاویگا اور کلام جاننے والی ملحد زندیق ہوتے ہین مصنف نے کہا کہ کیونکر علم الکلام کی مذمت نہ کیجائے تم دیکھتے ہو کہ اُسنے معتزلہ کی نوبت یہانتک پہنچائی کہ انکا یہ قول ہے کہ اللہ تعالی چیزون کو مجمل جانتا ہے اور تفصیل سے نہین جانتا ہے جہم بن صفوان نے کہا کہ اللہ تعالی کا علم وقدرت وحیات سب پیدا ہوئی ہین ابو محمد توزنجی نے جہم کا یہ قول نقل کیا کہ اللہ تعالی کچھ چیز نہین ہے ابو علی الجبائی اور ابو ہاشم اور اُن کے تابعین معتزلہ نے کہا کہ معدوم ایک شیء ہے اور ذات ونفس جوہر ہین اور سفیدی وشے وزردی عرض ہین اور اللہ تعالی کو یہ قدرت نہین کہ ذات کو ذات بنادے یا عرض کو عرض بنادے یا جوہر کو جوہر بنادے بلکہ یہ قدرت ہو کہ عدم سے وجود مین کردے قاضی ابو یعلی نے کتاب المقتبس مین نقل کیا کہ شیخ علماء المعتزلہ نے کہا کہ جنت والون کی نعمت کا اور جہنم والون کے عذاب کا آخر خاتمہ ہے اللہ کا یہ وصف نہین ہو سکتا کہ وہ اسکو دفع کرنے پر قادر ہے اور ایسی صورت مین اس کی جانب رغبت صحیح نہین ہے اور نہ اُس سے خوف کرنا چاہئے کیونکہ وہ اس صورت مین کسی بھلائی یا برائی پر قدرت نہین رکھتا ہے اور کسی نفع یا ضرر پر قادر ہے اور اس نے کہا کہ اہل جنت جب سکوت مین پڑے رہینگے نہ کوئی کلمہ بول سکینگے اور نہ جنبش کرینگے اور نہ کسی چیز پر قادر ہونگے اور نہ انکا رب ان مین سے کسی بات پر قادر ہوگا اس لیئے کہ سب حادث کیلئے آخر انتہا ضرور ہے کہ وہانتک پہونچکر ختم ہوجاوے پھر اس کے بعد کچھ نہ ہو مصنف نے کہا کہ

ابو القاسم عبد الله بن احمد بن محمد البلخی فی کتاب المقالات ان ابا الهذیل اسمه محمد بن الهذیل العلاف
وهو من اهل البصرة من عبد القیس مولی لهم فانفرد بان قال اهل الجنة یتقضی حرکاتهم فیصیرون
الی سکون دائم وان لم یقدر الله علیه نهایة ولو خرج الی الفعل ولن یخرج استحال ان یوصف الله
بالقدرة علی غیره وکان یقول ان علم الله هو الله وان قدرة الله هی الله وقال ابو هاشم من تاب عن
کل شیء الا انه شرب جرعة من خمر فانه یعذب کعذاب اهل الکفر ابدا وقال النظام ان الله
لا یقدر علی شیء من الشر وان ابلیس یقدر علی الخیر والشر وقال هشام الفوطی ان الله لا یوصف بانه عالم
لم یزل وقال بعض المعتزلة یجوز علی الله سبحانه الکذب لکنه لم یقع منه وقالت الجبریة لا قدرة للعباد
بل هو کالحرکات مسلوب الاختیار والفعل وقالت المرجئة ان من اقر بالشهادتین وابطل کل المعاصی یدخل الجنة
وخالفوا الاخبار الصحاح فی اخراج الموحدین من النار قال ان عقیبا اشبه یکون واضع الارجاء زندیقا فان
صلاح العالم باثبات الوعید واعتقاد الجزاء فالمرجئة لما لم یمکنهم جحد الصانع لما فیه من نفور الناس ومخالفة العقل
فاتته الاثبات وفی الخشیة والمراقبة وهدموا سیاسة الشرع فهم شرطائفة علی الاسلام

ترجمہ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن البلخی نے کتاب المقالات مین لکھا۔ کہ ابو الہذیل محمد بن ہذیل علاف نے جو اہل بصرہ مین سے
قوم عبد القیس کا غلام تھا اور فرقہ معتزلہ مین سے تھا اُس نے تنہا یہ قول نکالا کہ اہل جنت کی حرکات ختم ہو جائینگے تو آخر
وہ ساکن ہو کر ہمیشہ کے لئے بت کی طرح سے سکون مین پڑے رہینگے اور اگر اُس کی نہایت مقدر نہ ہو تو بالفعل قدرت سے
خارج ہو اور یہ نہین ہو سکتا تو غیر متناہی پر قدرت بھی محال ہے اور یہ شخص کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالی کا علم خود اللہ ہے اور اُسکی
قدرت خود اللہ ہے **ابو ہاشم** معتزلی نے کہا کہ جس شخص نے ہر گناہ سے توبہ کی ولیکن اُسنے ایک گھونٹ شراب پی تو اُسکی
وجہ سے ہمیشہ کے لیئے کافرون کی طرح عذاب مین پڑا رہیگا **نظام** معتزلی نے کہا کہ اللہ تعالی کو کسی بُرائی پر کچھ قدرت
نہین ہے اور ابلیس کو برائی و بھلائی دونو پر قدرت ہے **ہشام الفوطی** کہتا تھا کہ اللہ کا یہ وصف نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ کے لیئے
عالم ہے **بعض** معتزلہ نے کہا کہ خدا سے جھوٹ سرزد ہونا جایز ہے ولیکن یہ بات اُس سے واقع نہین ہوئی **فرقہ مجبرہ** نے کہا کہ آدمی کو
کچھ قدرت نہین ہے بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے نہ اُس کو کسی فعل پر قدرت ہے نہ اختیار ہے **فرقہ مرجیہ** نے کہا کہ جسنے اشہد ان لا الہ
الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ زبان سے کہا پھر وہ سب قسم کے معاصی کرتا رہا تو وہ ہرگز جہنم مین داخل نہین ہو سکتا ان
لوگون نے صحیح احادیث سے انکار کیا جنمین مذکور ہے کہ اہل توحید جہنم سے نکالے جاوینگے **امام عثمان** نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسنے مرجیہ مذہب نکالا
وہ کوئی زندیق تھا اس لیئے کہ عالم کی صلاحیت اسی پر موقوف ہے کہ عذاب کی آیات سے ڈریں اور ثواب کے امیدوار ہون پس جب مرجیہ نے
دیکھا کہ صانع عزوجل سے انکار کرنا ممکن نہین ہے اس لیے کہ لوگ سُنکر نفرت کرتے ہین اور عقل بھی مخالف ہے تو صانع عزوجل کی ثابت کرنی
سے جو فائدہ تھا اُسکو مٹا دیا یعنی اُس سے خوف کرنا اور گناہ کیوقت اُسکو حاضر ناظر جاننا اور انھون نے شرعی سیاست کو مٹا دیا یہ لوگ اسلام مین

وقال المصنف قلت وتبع ابو عبد الله محمد بن كرام فاختار من المذاهب ارداها ومن الاحاديث اضعفها
ومال الى التشبيه واجاز حلول الحوادث فى ذات الباري عز سبحانه وقال ان الله لا يقدر على اعادة الاجسام والجواهر
انما يقدر على ابتدائها وقالت السالبة ان الله يتجلى يوم القيمة لكل شئ فى معناه فيراه الاعمى
والاخرس جنبا وقالوا لله سرائر اظهر بطل التدبير قال المصنف قلت فاعوذ بالله من نظر وعلوم اوجبت هذه
المذاهب القبيحة وقد زعم ارباب الكلام انه لا يتم الايمان الا بمعرفة ما دينوه وهؤلاء على الخطأ
لان الرسول صلى الله عليه وسلم امر بالايمان ولم يامر بحث المتكلمين ودرجة الصحابة الذين شهد الشارع
بانهم خير الناس على ذلك وقد ورد ذم الكلام على ما قد اشرنا اليه فقد نقلع الينا اقلاع منطقى المتكلمين
عن ما كانوا عليه لما راوا من قبح غوائله كما حدثنا ابن الاشعث قال سمعت احمد بن سنان قال كان
الوليد بن ابان الكرابيسى خالى فلما حضرته الوفاة قال لبنيه تعلموا ان لعدا علم بالكلام منى قالوا لا قال فتفقهوا قالوا لا
قال فانى وصيكم اتقبلون قالوا نعم قال عليكم بما عليه اصحاب الحديث فانى رايت الحق معهم وكان
ابو المعالى الجوينى يقول لقد خلت اهل الاسلام وعلومهم ودكبت البحر الاعظم

ترجمہ مصنف نے کہا کہ ابو عبد اللہ بن کرام نے تقلید کی تو سب مذاہب مین سی ردی مذہب لیا اور احادیث مین سی سب سے
ضعیف احادیث لین اور خالق کی مشابہت جائز رکھی بلکہ ذات باریتعالی مین حوادث کا حلول جائز رکھا اور کہا کہ اللہ تعالی کو یہ قدرت نہین ہے
کہ اجسام وجواہر کو دوبارہ پیدا کرے بلکہ فقط ابتدا مین ان کو پیدا کر سکتا ہی سالبہ فرقہ کا قول ہی کہ قیامت کی روز اللہ تعالی ہر فرقہ و
ہر چیز کے لیئے اُسکے معنی مین متجلی ہوگا چنانچہ آدمی تو اسکو آدمی دیکھیگا اور جن اسکو جنی دیکھے گا اور یہ لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کا بھید ہے
کہ اگر اسکو ظاہر کردی تو تدبیر مٹ جاوی مصنف کہتا ہی کہ مین اللہ سی ایسی علم سے پناہ مانگتا ہون جو ایسی قبیح مذاہب کیطرف لیجاوے
متکلمین نے اپنے زعم مین یہ مقرر کیا کہ ایمان ہی پورا نہین ہوتا جبتک انسے مرتب کی ہوی قواعد نہ جانے یہ لوگ بالکل غلطی پر ہین اسلیئے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایمان کا حکم دیا اور متکلمین کی ان بحثون کا حکم نہین دیا اور صحابہ رضہ اسی پر تھے جنکا درجہ مطابق
شہادت اللہ و رسول کے سب اولین و آخرین سے افضل ہے اور کلام کی مذمت وارد ہوئی ہے جیسا لہ ہم پر اشارہ کر چکے ہین اور ہم
کو نقل پہونچی کہ متکلمین نے اپنے طریقہ سے جسپر وہ چلے تھے آخر بیزاری کی اور بالکل الگ ہوگئے کیونکہ انھون نے اُس کی قبیح فساد کا انجام
دیکھ لیا چنانچہ ہم سی ابن الاشعث نے بیان کیا کہ مین نے احمد بن سنان سی سنا وہ کہتے تھے کہ ولید بن ابان الکرابیسی میرا ماموں تھا جب اُس
کی موت کا وقت آیا تو اسنے اپنے بیٹونسے کہا کہ کیا تم لوگ علم کلام مین مجھ سی بڑھکر کسیکو جانتے ہو انھون نے کہا کہ نہین تو اُس نے کہا کہ پھر تم
مجھے اپنے حق مین دروغگوئی وغیرہ سی متہم سمجھتے ہو اُنھون نے کہا کہ نہین اسنے کہا کہ مین تمکو وصیت کرتا ہون تم میری وصیت قبول کروگے اُنھون نے کہا
کہ ہان تو فرمایا کہ تمپر فرض ہی کہ اُس طریقہ کو اختیار کرو جسپر حدیث جاننے والے علما ہین کیونکہ مین نے حق اُنھین کیساتھ دیکھا ۔
ابو المعالی جوینی (امام غزالی کے اوستاد) یہ کہتے تھے کہ افسوس مین نے اہل اسلام اور انکے علوم کو چھوڑا اور بڑے سمندر مین چلا اور وہان غوطے مارے

وغصت في الذي نهوا عنه كذلك في طلب الحق وهربا من التقليد والآن فقد رجعت عن الكل الى كلمة
الحق عليكم بدين العجائز فانه يدركني الحق بلطيف بره فاموت على دين العجائز ويختم عاقبة امري عند الرحيل
بكلمة الاخلاص فالويل لابن الجويني وكان يقول لاصحابه يا اصحابنا لا تشتغلوا بالكلام فلو عرفت ان الكلام يبلغ ما
يبلغ ما تشاغلت به وقال ابو الوفاء بن عقيل لبعض اصحابه انا اقطع ان الصحابة ماتوا وهم يحرفون الجوهر والعرض فان
رضيت ان تكون مثلهم فكن وان رأيت ان طريقة المتكلمين اولى من طريقة ابي بكر وعمر فبئس ما رأيت
قال وقد افضى الكلام باهله الى الشكوك وكثر منهم الى الالحاد تشهم وانما الالحاد من فلتات كلام المتكلمين
واصل ذلك انهم ما قنعوا بما قنعت به الشرائع وطلبوا الحقايق وليس في قوى العقل ادراك ما عند الله من الحكم التي
انفرد بها ولا اخرج الباري لخلقه من علمه ما علمه هو من حقائق الامور قال قد بلغت في الاول طول عمري
ثم عدت القهقرى الى مذهب العجائز اسلم لانهم لما انتهوا الى غاية التدقيق والنظر
يشهدوا ما ينفي العقل من التعليل والتاثير فوقفوا مع مراسم الشرع وجنحوا عن القول بالتعليل واذعن
العقل بان في فعله حكمة الهية فسلم وبيان هذا ان القول احب ان يعرف اراد ان

ترجمہ جہان مجھے منع کرتے تھے یہ سب اس قصد سے کیا تھا کہ حق تلاش کروں اور تقلید سے بھاگوں اور اب میں نے ہر چیز سے منہ پھیر کر کلمہ
حق کو لیا اور تم پر واجب ہے کہ بوڑھی عورتوں کے یقین پر رہو جاؤ اور اگر حق تعالیٰ نے اپنی لطف و احسان سے مجھے سرفراز نکیا کہ میں بوڑھیوں
کے دین پر مروں اور موت کے وقت کلمۂ اخلاص پر میرا خاتمہ بخیر ہو تو جوینی کے حق میں ہلاکت ہے اور اپنے شاگردوں سے فرماتے کہ تم لوگ علم کلام
میں مشغول نہو کیونکہ اگر میں یہ جانتا کہ کلام سے یہاں تک نوبت پہنچے گی جہاں تک پہونچی تو میں کبھی اسمیں مشغول نہوتا شیخ ابو الوفا بن عقیل
نے اپنے بعض شاگردوں سے فرمایا کہ ہم قطعاً جانتے ہیں کہ صحابہ رضہ نے انتقال کیا اور یہ نجانا کہ جوہر کیا چیز ہی اور عرض کیا چیز ہی پھر اگر تجھے یہ
منظور ہو کہ ان کی مثل ہو جائے تو وہی طریقہ اختیار کر اور اگر تیری رائے میں یہ ہماوی کہ متکلمین کا طریقہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ
سے بہتر ہی۔ تو بہت بری بات تیرے خیال ناقص میں سمائی ابن عقیل نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ علم کلام سے آخر متکلمین کے بعض لوگوں میں
شکوک پیدا ہو گئی اور بکثرت انمیں سے ملحد ہو گئے پھر انہوں نے متکلمین کے لایعنی کلمات کے ذریعہ سے الحاد کو رواج دینا شروع کیا اصل اس
کی یہ ہی کہ انہوں نے اس حد پر قناعت نہ کی جہاں انکو شریعت نے ٹھیرایا تھا۔ اور برتر حقائق کو اپنے حواس سے طلب کرنے لگے حالانکہ ان کی عقل
میں یہ قوت نہیں ہی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو حکمت ہی اسکو دریافت کر لیں کہ وہ حکمت فقط اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے منفرد ہے اور جو حقائق امور وہ
جانتا ہی اسنے مخلوق کیلیے اسکے دریافت کا طریقہ نہیں پیدا کیا ہے ابن عقیل نے کہا کہ اول میں بہت مدت تک میں نے کلام میں مبالغہ
کیا پھر الٹے پاؤں لوٹ کر کتابوں کے مذہب پر آگیا اور یہ جو کہا گیا کہ بوڑھی عورتوں کا دین بہت سالم ہی تو اس لیے کہا کہ جب متکلمین اپنی
نظری بحث میں انتہا دقیق کو پہونچے تو انہوں نے تعلیلات و تاویلات میں ایسی چیز نہ پائی جسکو عقل نکالتی ہی پس شرع کے مراسم پر ٹھیر گئے
اور تعلیل کی گفتگو سے رکے اور عقل نے یقین کر لیا کہ اس سے برتر حکمت آلہیہ ہی تو سنی سنائی پر جھکا دی اسکا بیان یہ ہی کہ قول نیکی کی تو چاہا کہ

تامل

ینکر فیقول قائل ھل تشغف بایصال النفع ھل دعاہ داع الی افاضۃ الاحسان ومعلوم ان
الداعی عوارض علی الذات وتظلمات من النفس وما یعقل ذلک الا لذات یدخل علیھا خلل من شوقہ الی
تحصیل ما لم یکن لھا وھی الیہ محتاجۃ فاذا وجد ذلک العارض سکن التشغف وفتر الداعی وذلک
الحاصل یسمی غنی والقدیم لم یزل موصوفا بالغنی ممنوعا بالاستقلال بذاتہ الغنیۃ عن استزادۃ او عارض
ثم اذا نظرنا الی نعامہ رأیناہ مشحونا بالنقض والآلام وراٰی الحیوانات فاذا رام العقل ان یعلل بالانعام
جاء تحقیق النظر فرای ان الفاعل قادر علی الکمال ولا نقص وراءہ منزھا بادلۃ العقل عن البخل الموجب لمنع ما
یقدر علی تحصیلہ وعن العجز عن دفع ما یعتریھذہ الموجودات من الفساد فاذا عجز عن التعلیل یمکن التسلیم وانما
دخل الفساد من ان الخلق اقتضوہ للفوائد وقع الفساد علی مقتضی قدرتہ واوخر جوامع ذلک العلم
بانہ حکیم لاقتضوا نفوسھم التسلیم بحسب حکمۃ ما شوفی بحبوحۃ التفویض بلا اعتراض فصل
وقد وقف اقوام مع الظواھر فحملوھا علی مقتضی الحس فقال بعضھم ان اللہ جسم وھذا مذھب ھشام بن الحکم وعلی
ابن منصور ومحمد بن الخلیل ویونس بن عبد الرحمن ثم اختلفوا فقال بعضھم جسم لا کالاجسام ومنھم من قال

ترجمہ مذکور ہو تو کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا نفع پہونچانیکا شوق شدید تیری دل مین پیدا ہوا تھا یا کوئی امر دیگر داعی ہوا کہ تو احسان پھیلاوے
یہ معلوم ہی کہ شوق دواعی تو ذات کے عوارض ہین اور نفس کے خواہشات ہین اور یہ بات کبھی عقل مین نہین آتی سوا ایسی ذات کو جس
مین شوق ایسی چیز حاصل کرنیکا سما جاوے جو اسکو حاصل نہ تھی اور اب اس ذات کو اس چیز کی احتیاج ہی پھر جب یہ غرض حاصل ہوجاوی تو
اُسکا شوق تھم جائیگا اور خواہش سست ہوجائیگی اور ایسے حاصل کو غنی کہتے ہین اور ذات باری تعالی قدیم سے موصوف ہی کہ وہ غنی ہی
اور مستقل بالذات ہی اُسکو کسی مزید کی یا عارض کی کچھ حاجت نہین ہی پھر جب ہم اُسکے انعام مین نظر کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ یہان فقیری
ہی اور دکھ اور ایذائے حیوانات بھری پڑی ہین پس اگر عقل نے چاہا کہ خلق پیدا کرنیکی علت اُسکا انعام بنادے تو تحقیق کی نگاہ نے اگر دیکھا
کہ فاعل قادر ہے کہ بالکل صافی انعام دے جس سے بڑھکر صافی امکان مین نہین ہے اور وہ فاعل قطعی دلیل عقل سے غنی ہی پاک ہی اور ہر ایسی
ایسی چیز سے کہ جس چیز کو حاصل کرنا اُس سے منع کرے اور وہ عاجزی سے پاک ہے کہ جو فساد و خرابی ان موجودات کو عارض ہوتی ہے اُسکو دفع نہ
کر سکے تو اب یہان عقل عاجز ہوئی کہ مخلوقات کو پیدا کرنے مین محض انعام کی علت نہین نکال سکتی ہے پس عقل نے عاجز ہوکر اس علت کو چھوڑا
اور اُسپر واجب ہوا کہ گردان جھکاوے اور ان لوگون مین سے ہوجاوے جنھون نے فوائد کا پیدا کرنا اور مضرتون کا دور کرنا
[illegible] کہ وہ پاک غنی حکیم ہے تو اُن کے نفس کو دن جھکا کر اُسکے لیے
[illegible] پھر ان لوگون نے اختلاف کیا تو بعض نے کہا کہ وہ جسم مانند دیگر اجسام کے ہے اور بعض نے کہا

کالاجسام ثم اختلفوا فمنهم من قال هو نور ومنهم من قال هو علی هیئة السبیکة البیضاء هکذا کان یقول هشام بن الحکم وکان یقول ان الاله سبعة اشبار بشبر نفسه وانه برئی ما تحت العرش بشعاع متصل منه بالعرش قلت ما العجب الا من حدة بسبعة اشبار حتی علمت انه جسم کالادمیین والادمی طوله سبعة اشبار بشبر نفسه وذکر ابو محمد النوبختی عن الخیاط عن النظام ان هشام بن الحکم قال فی التشبیه فی سنة واحدة خمسة اقاویل قطع فی اخرها ان معبوده سبعة اشبار بشبر نفسه فان قوما قالوا انه علی هیئة السبیکة وان قوما قالوا هو علی هیئة بلورة الصافیة المستورة الاستدارة التی من حیث نهارت نهایاتها علی هیئة واحدة وقال هشام هو متناهی الذات حتی قال ان الجبل اکبر منه وله ماهیة یعلمها هو قال المصنف وهذا یلزم ان یکون له کیفیة ایضا وکمیة وذلک ینقض القول التوحید وقد استقر ان الماهیة لا تکون الا لمن کان ذا جنس وله نظائر فتحتاج ان یفرد منها وبیان عنها والحق سبحانه لیس بذی جنس ولا مثل له ولا یجوز ان یوصف بان ذاته ارادته ومتناهیة لا علی معنی انه ذاهب فی الجهات بلا نهایة انما المراد انه لیس بجسم ولا جوهر فیلزم النهایة قال النوبختی قد حکی کثیر من المتکلمین ان مقاتل بن سلیمان ونعیم بن حماد وداود الحوارمی یقولون ان لله صورة واعضاء قال المصنف انظر وا هؤلاء کیف یثبتون القدیم الادمیین ولم یجوز علیه عندهم ما یجوز علی الادمیین من مرض وتلف ثم یقال لکل من ادعی التجسم بای دلیل اثبت حدثا الاجسام فیدلک بذلک علی ان الاله

ترجمہ کہ نہیں بلکہ ان اجسام کی مانند نہیں ہے پھر اگر ان اجسام کے مثل نہیں ہے تو کس قسم کا جسم ہے اس میں انہوں نے پھر اختلاف کیا بعض نے کہا کہ وہ نور ہے اور بعض نے کہا کہ سفید چاندی کی مانند ہے یہی ہشام بن الحکم کہا کرتا تھا اور کہتا کہ اللہ اپنی بالشت سے سات بالشت ہے اور اسکی آنکھ سے شعاع نورانی نکلکر تحت الثری تک پہونچکر ہر چیز سے متصل ہوتی ہے تو وہ اسکو دیکھتا ہے ابو محمد نوبختی رح نے جاحظ سے اس نے نظام سے نقل کیا کہ ہشام بن الحکم نے ایک ہی سال میں تشبیہ کے بارے میں پانچ اقوال نکالے آخری قول جسپر اس نے یقین کر لیا وہ یہ ہے کہ خدا اپنی بالشت سے سات بالشت ہے کیونکہ ایک قوم نے کہا تھا کہ وہ گداختہ چاندی کی مثل ڈھلا ہوا ہے اور ایک قوم دیگر نے کہا تھا کہ وہ صاف بلور کی مانند گول ہے جدہر سے دیکھو ایک ہی صورت ہے ہشام نے کہا کہ اسکی ذات محدود ہے یہانتک کہا کہ کھوڑا اوس سے بڑا ہے اور کہا کہ اسکی ماہیت کو وہی جانتا ہے مصنف رح کہتا ہے کہ ماہیت کہنے سے لازم ہے کہ اس کی کیفیت بھی ہو اور جب اسکے قائل ہوں تو اپنی توحید کا قول مٹا جاتا ہے۔ اور یہ بات ثابت ہو چکی کہ ماہیت اسی کی ہوتی ہے جو جنس کے تحت میں ہو اور اسکی نظائر ہوں تو وہ فصل سے جدا کرنیکا محتاج ہوتا ہے کہ ممیز ہو جاوے اور حق سبحانہ تعالیٰ جنس والا نہیں ہے اور نہ اس کا مثل ہے۔ اور نہ اس کا وصف متناہی بارادہ ہو سکتا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ وہ سب طرف بے انتہا چلا گیا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ جسم نہیں اور نہ جوہر ہے جس کو انتہا لازم ہوتی ہے۔ اور نوبختی رح نے نقل کیا۔ کہ مقاتل بن سلیمان و نعیم بن حماد اور داؤد الحوارمی بھی کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالے کے واسطے صورت و اعضا ہیں۔ مصنف رح نے کہا کہ پھر تو دیکھتا ہے کہ یہ لوگ کس طرح اس کے لیئے قدیم ہونا ثابت کرتے ہیں اور آدمیوں کے لیئے نہیں ثابت کرتے۔ اور مرض و تلف وغیرہ جو آدمیوں کے لیئے جائز ہے وہ اپنے خدا

هوالله اعتقدته جسما محدثا غير قديم ومن قول المجسمة ان الله تعالى يجوز ان يمس ويلمس فيقال
لهم فيجوز على قولكم ان يمس ويلمس ويعانق **وقال بعضهم** انه جسم هو فضاء والاجسام كلها فيه وكان
بنان بن سمعان بن عمران يزعم ان معبوده نور كله وانه على صورة رجل وانه يهلك جميع اعضائه الا وجهه فقتله خالد
ابن عبدالله وكان **المغيرة** بن سعد العجلي يزعم ان معبوده رجل من نور على رأسه تاج من نور ولها اعضاء
وقلب ينبع منه الحكمة واعضاؤه على صورة حروف الهجاء وكان هذا يقول بامامة **محمد** بن عبدالله بن الحسن
بن الحسن وكان **زرارة** بن اعين يقول لم يكن الباري عالما قادرا حيا في الازل
حتى خلق لنفسه هذه الصفات **وقال داؤد الحوارني** هو جسم ولحم ودم وله
جوارح واعضاء وهو اجوف من فمه الى صدره ومصمت ما سواء ذلك
ومن الواقفين مع الحسن قوم قالوا هو على العرش بذاته على وجه المماسة فاذا نزل انتقل و
تحرك وجعلوا ذاته متناهية وهؤلاء قد اوجبوا عليه المساحة والمقدار واستدلوا على انه على
العرش بانه ثبت بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل الله ربنا الى سماء الدنيا قالوا ولا ينزل الا من هو فوق وهؤلاء جهلوا

ترجمہ کے لیے کیون نہین جائز رکھتے **پھر** ہر ایک شخص جس نے جسم ہونیکا دعوی کیا اس سے کہا جاوے کہ تو نے کس دلیل سی
اجسام کا حادث ہونا ثبوت کیا تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ آخر تہ پہنچیگا کہ جس معبود کو اُسنے جسم ثابت کیا ہے وہ حادث ہے قدیم نہین ہے
مجسمہ فرقہ کے اقوال مین سے یہ ہے کہ اللہ تعالی کو ٹٹول کے چھو سکتے ہین تو ان سے کہا جاوے کہ پھر اس سے لازم آتا ہی کہ اُس سے
معانقہ بھی کیا جاوے **بعض** مجسمہ نے کہا کہ وہ جسم ایک فضا ہے (یعنی خالی جیسے آسمان و زمین کے درمیان نظر آتا ہے) اور جمیع اجسام
اُسی کے درمیان ہین **بنان** بن سمعان بن عمران کہتا تھا کہ اُسکا معبود بالکل نور ہے اور وہ ایک مرد کی صورت پر ہے اور
وہ اپنے سب اعضا کا مالک ہے سوا چہرے کے تو اُوس شخص کو خالد بن عبداللہ نے قتل کر دیا **مغیرہ** بن سعد العجلی کہتا تھا کہ اس کا
معبود نور کا ایک مرد ہے جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور اس کے اعضا ہین اور اس کی قلب سے حکمت اسطرح جوش مارتی ہی جیسے
چشمہ سی پانی اُبلتا ہے اور اُس کے اعضا کی صورت ایسی ہے جیسے الف بے کے حروف ہین اور یہ شخص قائل تھا کہ محمد بن
عبداللہ بن الحسن بن الحسین امام ہین **زرارہ** بن اعین کوفی کہا کرتا تھا کہ ازل مین باریتعالی کو علم و قدرت و حیات کی صفتین نہ تھین
پھر اُسنے اپنے لیئے یہ صفتین پیدا کر لین اور داؤد الحوارنی نے کہا کہ وہ جسم ہے اُسمین گوشت و خون ہے اور اُسکی جوارح و اعضا ہین
اور منہ سی سینہ تک جوف دار (خول) ہے اور باقی ٹھوس ہے **منجملہ** ان لوگون کے جو حواس پر ٹھیرگئے کچھ لوگ ہین جنکا یہ قول ہی کہ اللہ تعالے
عرش پر بذات خود اُس سے ملا ہوا بیٹھا ہے پھر جب وہان سے اترتا ہی تو عرش کو چھوڑ کے اتر آتا ہی اور متحرک ہوتا ہی اور ان
لوگون نے اسکی ذات کو ایک محدود متناہی قرار دیا اور یہ لازم کیا کہ وہ ناپ مین آسکتا ہی اور اُسکی مقدار محدود ہی اور انکی دلیل یہ ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ آسمان دنیا کیطرف نزول فرماتا ہی ان لوگون نے کہا کہ اترنا اسی کے حق مین کہتے ہین جو اوپر چڑھتا ہو اور انہون نے

ترجمہ اثر نے کو محسوس چیز پر رکھا جس سے اجسام کا وصف بیان کیا جاتا ہے اور یہ قوم مشبہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو محسوس سے موافق قرار دیتے ہیں۔ اور ہم نے انکا اکثر کلام اپنی کتاب منہاج الوصول الی علم الاصول میں ذکر کیا بعضے مشبہ اپنے خیال میں قیامت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اس طرح جماتے ہیں جیسے اشخاص کو دیکھتے ہیں۔ کہ سامنے ہوا لہذا یہ تصور باندھتے ہیں کہ ایک شخص سامنے نظر آوے گا۔ جس کا حسن سب حسنوں سے بڑھا ہوا ہوگا۔ لہذا تم دیکھو کہ یہ شخص اس کے شوق میں ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہے اور دیدار کو تصور میں لاتا ہے تو زیادہ جوش میں آتا ہے اور حجاب دور ہونے کو تصور کرتا ہے۔ تو زیادہ قلق تک نوبت پہونچتی ہے۔ اور دیدار کو یاد کرتا ہے تو اسپر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور وہ سنتا ہے۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو اپنے قریب بلاوے گا۔ پس یہ سنکر خیالی نزدیکی کو تصور میں لاتا ہے جیسے ہمجنس آدمی سے ہوتی ہے۔ یہ سب اسکی جہالت اس لیئے ظاہر ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جاہل ہے بعض کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے چہرہ ہے۔ اور یہ اسکی صفت ذات سے زائد صفت ہے اور دلیل یہ لاتا ہے کہ اللہ نے فرمایا ویبقی وجہ ربک اور یہ شخص اوس کے واسطے ہاتھ اور انگلیاں ثابت کرتا ہے کیونکہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یضع السموت علی اصبع یعنی وہ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھیگا۔ اور کہتا ہے کہ اسکے واسطے قدم بھی ہے اور اسیطرح اور چیزیں بھی ثابت کرتا ہے جن کا ذکر حدیثوں میں وارد ہوا ہے یعنی ان سب کو اپنے خیالی محسوس پر محمول کرتا ہے۔ اور یہ سب اس نے حواس سے فہم سے نکالا ہے۔ اور صحیح و صواب طریقہ یہ تھا۔ کہ وہ آیات کو اور احادیث کو پڑھتا اور اُن کی تفسیر نہ کرتا اور نہ اُن میں اپنے حواس سے کچھ کلام کرتا۔ اور ان لوگوں کو کس نے منع کیا کہ یہ معنی لیتے۔ کہ وجہ سے مراد ذات باریتعالیٰ ہے نہ یہ کہ وہ صفت زائدہ ہے اور اسی بنیاد پر اہل تحقیق نے آیت کی تفسیر بیان فرمائی ہے چنانچہ وجہ ربک کی یہ معنی کہے کہ یبقی ربک یعنی فقط تیرے رب کی ذات باقی رہیگی اور قولہ تعالیٰ یریدون وجہہ یعنی یریدونہ یعنی اسکو چاہتے ہیں۔ اور یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ دو انگلیوں میں بند ہونا دل سے یہ مراد ہو کہ انگلی

لما كانت هي المقلبة للشئ وان ما بين الاصبعين يتصرف فيه صاحبها كيف شاء ذكر ذلك لان ثم صفة زائدة قال المصنف والذي اراه السكوت عن هذا التفسير ايضا الا انه يجوز ان يكون مرادا ولا يجوز ان يكون ثم ذات تقبل التجزي والانقسام **ومن اعجب احوال الظاهرية قول السالمية** ان الميت ياكل في القبر ويشرب وينكح لانهم سمعوا بنعيم ولم يعرفوا من النعيم الا هذا ولو قنعوا بما ورد في الآثار من ارواح المؤمنين وتجعل في حواصل طير يأكل من شجر الجنة لسلموا لكنهم اضافوا ذلك الى الجسد قال ابن عقيل **وهذا المذهب مرض يضاهي** (يستشعار) الواقع للجاهلية وما كانوا يقولونه في الهام والصداء والمكالمة لها ولا ينبغي ان يكون على سبيل المداراة لاستشعارهم على وجه المناظرة فان المقاواة تفسدهم وانما ابلس بليس على هؤلاء لتركهم البحث عن التاويل المطابق لادلة الشرع والعقل فانه لما ورد النعيم والعذاب للميت على ان الاضافة حصلت الى الاجساد والقبور تعرف كيف يقول صاحب القبر الروح التي كانت في هذا الجسد منعمة بنعيم الجنة معذبة بعذاب النار **فصل قال المصنف** فان قال قائل قد عبت طريق المقلدين في الاصول وطريق المتكلمين فما الطريق السليم عن تلبيس ابليس **فالجواب** انه ملكان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه وتابعوهم باحسان

علم نہ

ترجمہ چونکہ کنی کی پلٹنے والی ہے جو چیز کہ دو انگلیون کے درمیان ہو تو انگلیون والا جسطرح چاہے تصرف کرتا ہے اسلیئے یہ لفظ ذکر کیا نہ یہ کہ یہ صفت زائدہ ہے **مصنف** نے کہا کہ میرے علم مین اس تفسیر سے سکوت کرنا چاہیئے اگرچہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہی تفسیر مراد ہو اور یہ جائز نہین ہے کہ وہان ایکذات ہو جسکے اجزا و ٹکڑے ہوسکتے ہین **ظاہریہ** کے سب سے عجیب حالات سے یہ ہے کہ **سالمیہ** فرقہ نے کہا کہ قبر مین میت کھاتا و پیتا و نکاح کرتا ہے اس کا باعث یہ ہوا کہ ان لوگون نے سنا کہ نیکبخت میت کے واسطے وہان نعمت ہے اور عمدہ عیش ہے اور انکو دیکھا نہ سنا اس کو ظاہر نہ ہوا تو یہ اعتقاد جمایا۔ اور اگر یہ لوگ فقط اسی قدر پر اکتفا کرتے جو احادیث مین وارد ہے کہ مومنون کی روحین پرندون کے پوٹون مین رکھی جاتی ہین اور جنت کے درختون سے کھاتے ہین تو اس خراب اعتقاد سے بچ جاتے ولیکن انہون نے اس کے ساتھ مین جسم کو بھی ملا لیا **ابن عقیل** نے کہا کہ یہ مذہب وہ مرض ہے جو خیالات جاہلیت کے مشابہ ہے جسکو جاہلیت والے ھام و صداء کے بارہ مین کہا کرتے تھے **ان لوگونکے** ساتھ مناظرہ کے طور پر مداراۃ کرنی چاہیئے جس سے جاہلیت کے خیالات کو سمجھکر راہ حق کیطرف آجاوین اور ان سے ضد باندھکر مخالفت نہ کی جاوے کیونکہ اس طریقہ سے یہ لوگ بگڑ جاوین گے اور ابلیس نے ان لوگو پر تلبیس اس لیئے ڈالی کہ انہون نے ایسے دلائل سے بحث چھوڑ دی جو شرع و عقل سے منطبق ہین چنانچہ جب میت کے لیئے نعمت عیش یا عذاب وارد ہوا ہی تو معلوم ہوگیا کہ قبر یا جسم کی طرف نسبت کرکے بیان فقط اس لیئے ہے کہ میت کی پہچان ہو جاوے۔ گویا یہ فرمایا کہ اس قبر مین دفن ہونیوالا اور وہ روح جو اس جسم مین تھی وہ جنت کی نعمتون سے عیش مین ہی یا آگ کے عذاب سے تکلیف مین ہے **فصل** مصنف نے کہا کہ اگر سوال کیا جاوے کہ تم نے اعتقادات کے بارے مین تقلید کرنیوالونپر بھی عیب لگایا اور بیجا خوض کرنیوالے متکلمین پر بھی عیب لگایا۔ اب بتلاؤ۔ وہ طریقہ کیا ہے جسپر ابلیس کی تلبیس سے بچ جاوے۔ **جواب** یہ وہ طریقہ ہی جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحابی اور انکے تابعین باالاحسان تھے

من اثبات الخالق سبحانه واثبات صفاته على ما وردت به الآيات والاخبار من غير تفسير ولا بحث عن كنهه اذ ليس في قوة البشر ادراكه وان القرآن كلام الله غير مخلوق قال علي كرم الله وجهه والله ما حكمت مخلوقا انما حكمت القرآن وانه المسموع لقوله تعالى حتى يسمع كلام الله وانه في المصاحف لقوله تعالى في رق منشور ولا يتعدى مضمون الآيات ولا تتكلم في ذلك برأينا وقد كان احمد بن حنبل ينهى ان يقول الرجل لفظي بالقرآن مخلوق او غير مخلوق لئلا يخرج عن اتباع السلف الى حدث والعجب ممن يدعي اتباع هذا الامام ثم يتكلم في المسائل المحدثة وفي الحديث عن عمرو بن دينار قال ادركت تسعة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون من قال القرآن مخلوق فهو كافر قال انس بن مالك من قال القرآن مخلوق فليستتب فان تاب والا ضربت عنقه وعن جعفر بن برقان ان عمر بن عبد العزيز قال لرجل وشاء عن الاهواء فقال عليك بدين الصبي الذي في الكتاب الاعرابي وقد عاسرهما وعن عمر بن عبد العزيز قال اذا رأيت قوما يتناجون في دينهم بشيء دون العامة فاعلم انهم على تأسيس ضلالة وعن سفيان الثوري قال بلغني عن عمر انه كتب الى بعض عماله اوصيك بتقوى الله وابتاع سنة رسوله

الامر

ترجمہ یعنی یہ ایمان لاوے کہ حق سبحانہ تعالیٰ برحق ہے اور اسکی وہ سب صفات برحق ہین جو آیات و احادیث مین وارد ہوئین بدون اس کے ہم اُن صفات کے معانی بگاڑین یا بیجا بحث کرکے ایسی تفسیر و علم کا دعوی کرین جو قوت بشری سے باہر ہے اور یہ کہ قرآن اللہ تعالے کا کلام غیر مخلوق ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ مین نے کسی مخلوق کو اپنے اور معاویہ کے درمیان حکم نہین ٹھیرایا بلکہ مین نے تو قرآن کو حکم ٹھیرایا ہے (وہ مخلوق نہین ہے) اور یہ ایمان لاوے کہ قرآن باوجود اس کے ہمارے سننے مین آتا ہے بدلیل قولہ تعالیٰ حتی یسمع کلام اللہ الخ یعنی اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسکو پناہ دی یہانتک کہ کلام اللہ سنے پھر اسکو الخ۔ اور یہ کہ کلام اللہ مصاحف مین ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فی رق منشور اور مضمون آیات ادا نہین ہوسکتا (یعنی بیمثل ہے) اور اسکی تفسیر مین اپنی رائے سے کلام نہین ہوسکتا امام احمد بن حنبل اس امر سے منع کیا کرتے تھے کہ کوئی کہے کہ قرآن کے ساتھ میرا لفظ مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے تاکہ سلف صالحین کی پیروی سے خارج ہوکر بدعت مین نہ پڑجاوے اور اب تو ایسے لوگون سے تعجب ہے جو اس امام کی پیروی کا دعوی کرتے اور ایسے مسائل بدعیہ مین گفتگو کرتے ہین عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ مین نے نو اصحاب رسول اللہ کو پایا جو فرماتے تھے کہ جو کوئی کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے اُس سے توبہ کرائی جاوے اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ وہ قتل کیا جاوے جعفر بن برقان نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز سے کسی نے بدعتون کو پوچھا تو فرمایا کہ تجھ پر واجب ہے کہ اسطرح عقیدہ رکھے جسطرح مکتب مین لڑکے اور دیہات مین اعراب ہوتے ہین اور ان دونون کے سوا سب سے غافل ہوجا۔ عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ جب تو کسی قوم کو دیکھے کہ علانیہ عام لوگونکو چھوڑ کر خاص طور پر دین مین خفیہ مشورہ کرتے ہین تو جان لے کہ یہ قوم کسی ضلالت کی بنیاد قائم کرنیکی فکر مین ہے سفیان ثوری نے کہا ہے کہ مجھ حضرت عمر سے یہ روایت پہونچی کہ اُنہون نے اپنے بعض عاملونکو لکھا کہ مین تجھ کو وصیت کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کا تقوی رکھ اور سنت رسول اللہ صلعم

محدثی

سے شاید عمر بن عبد العزیز مراد ہین ۱۲

وترك ما احدث المحدثون بعدا مما قد كفوا مؤونته واعلم ان من سن لسنن قد علم ما في خلافها من الخطأ والزلل والتعمق فان السابقين الماضين عن علم توقفوا ببصر نافذ كفوا وفي رواية اخرى عن عمر وابن عمر كانوا على كشف الامور اقوى وما احدث الامن اتبع غير سبيلهم ورغب بنفسه عنهم لقد قصروا عن علم قوم فجفوا وطمح عنهم آخرون فغلوا وعن سفيان الثوري قال عليكم بما عليه العجائز والنساء في البيوت والصبيان في الكتاب من الاقرار والعمل قال المصنف فان قال قائل هذا مقام عجز لا مقام الرجال فقد اسلفنا جواب هذا وقلنا ان الوقوف على المحل ضرورة لان بلوغ ما يشتهي العقل من التعليل لم يدرك من غلص من المتكلمين في البحار ولذلك امروا بالوقوف على الساحل كما ذكرنا عنهم وذكر تلبيس ابليس على الخوارج قال المصنف اول الخوارج واقبحهم حالة ذو الخويصرة وعن ابي سعيد الخدري قال بعث علي من اليمن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بذهبة في اديم مقروظ لم تخلص من ترابها فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اربع بين زيد الخيل والاقرع بن حابس وعيينة بن حصن وعلقمة بن علاثة او عامر بن الطفيل شك عمارة فوجد من ذلك بعض اصحابه والانصار وغيرهم فقال رسول الله الا

ترجمہ اور وہ بدعتیں چھوڑ رہی رہنا جو بعد کو بدعتیوں نے نکالی ہیں جنکی محنت سے انکی کفایت کی گئی تھی اور تو جان رکھ کہ جس کسی کو علم سنن کی ممارست ہی وہ خوب جانتا ہے کہ طریقہ سنت سے مخالفت کرنیمیں کیسی غلطی و لغزش اور بیکار کرید ہی چنانچہ اگلے بزرگون نے باوجود علم معرفت کے توقف کیا۔ اور باوجود پرکھنے والی نگاہ کے رک گئے دوسری روایت میں عمر (بن عبد العزیز) نے کہا کہ سلف سابقین ان امور کے ظاہر کرنیمیں زیادہ قدرت رکھتے تھے اور جس نے کوئی بدعت نکالی یہ وہی شخص ہوگا جسنے انکی راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی اور خود ان کی راہ سے بیرغبت ہو گیا۔ اور کچھ اقوام نے انکے طریقہ سے کوتاہی کی تو اپنے اوپر ظلم کیا اور کچھ لوگون نے ان کی حد سے زیادہ بڑھ جانیمیں غلو کیا (تو یہ گمراہ ہوئے) سفیان الثوری نے کہا کہ تم لوگونپر لازم ہی کہ اُس عقیدہ و یقین پر رہو جسپہ کاشتکار اور گھرون کی عورتیں اور مکتب کے لڑکے رہتے ہین کہ ایمان کا اقرار کرتے اور عمل کئے جاتے ہین مصنف کہتا ہی کہ اگر کوئی کہی کہ یہ تو کم عقل و عاجز کا کام ہی اور مردون کا مقام نہین ہی (جواب) ہمنے پہلے ہی لکھدیا اور کہدیا ہی کہ عمل پر ٹھیرجانا ضرور ہی اس لئے کہ جن متکلمین نے سمندرون مین غوطہ مارا وہ ہرگز ایسی چیز تک نہ پہونچ سکے جس سے پیاسے کی پیاس بجھ جاوے اسی لئے انھون نے سب کو نصیحت کی کہ کنارہ ٹھیرے رہو چنانچہ ہمنے انکے اقوال ذکر کردیئے ہین خوارج پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف کہتا ہی کہ خوارج مین سے جو شخص سب سے اول ہوا اور سب سے بدتر تھا اسکا نام ذوالخویصرہ تھا ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کمائے ہوئے چمڑے کے تھیلے مین کچی سونا بھیجا یہ سونا خاک مین مخلوط تھا اس سے صاف نہین کیا گیا تھا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید خیل اور اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن الطفیل چار آدمیون مین تقسیم کیا۔ عمارہ راوی کو شک ہے کہ علقمہ بن علاثہ کا نام لیا تھا کہ عامر بن الطفیل کا نام لیا تھا۔ اس وجہ سے بعض اصحاب انصار وغیرہ کو کچھ آزردگی ہوئی تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

الا تأمنونی وانا امین من فی السماء یاتینی خبر السماء صباحا ومساء ثم اتاہ رجل غائر العینین مشرف الوجنتین ناشز الجبھۃ کث اللحیۃ مشمر الازار محلوق الرأس فقال اتق اللہ یا رسول اللہ فرفع راسہ الیہ وقال ویحک الیس احق الناس ان یتقی اللہ انا ثم ادبر فقال خالد یا رسول اللہ الا اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلعلہ یکون یصلی فقال انہ ربّ مصلٍ یقول بلسانہ ما لیس فی قلبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم اؤمر ان انقب علی قلوب الناس ولا اشق بطونھم ثم نظر الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مقف فقال ھا انہ سیخرج من ضئضئ ھذا قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ قال المصنف ھذا الرجل یقال لہ ذو الخویصرۃ التمیمی فی لفظ انہ قال لہ اعدل فقال ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل فھذا اول خارجی خرج فی الاسلام واعلم انہ رضی برأی نفسہ ولو وقف لعلم انہ لا رأی فوق رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتبع ھذا الرجل الذین قاتلوا علی بن ابی طالب وذلک انہ لما طالت الحرب بین علی ومعاویۃ رضی اللہ عنھما دعا معاویۃ المصاحف ودعوا اصحاب علی الی ما فیھا وقالوا نبعث منکم رجلا

ترجمہ نے فرمایا کیا تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں مجھے ہر صبح و شام آسمان سے خبر پہنچتی ہے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا جسکی آنکھیں گھسی ہوئی اور پیشانی ابھری ہوئی اور گالوں کا گوشت اوٹھا ہوا تھا اور داڑھی کے بال بہت گھنے تھے اور ساق پر اونچی ازار (یعنی) باندھے ہوئے اور سر گھٹائے تھا اُسنے آکر کہا کہ اے رسول اللہ تم خدا سے ڈرو (انصاف کرو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کیطرف سر اُٹھا کر فرمایا کہ ارے کیا خدا تعالیٰ سے تقوی کرنے میں سب سے بڑھکر میں لایق نہیں ہوں پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا تو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میں اسکی گردن نہ مار دوں تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت بعضے نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ منہ سے وہ کہتے ہیں جو انکے دل میں نہیں ہوتا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر مجھے تو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دل چیر کے دیکھوں اور نہ اُنکی پیٹ پھاڑوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کیطرف نگاہ کی اور وہ پیٹھ پھیرے جا رہا تھا تو پھر فرمایا کہ تم آگاہ رہو۔ کہ اس کے جتھے سے ایک قوم نکلی گی جو قرآن پڑھینگے وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ اور دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے نشانہ سے تیر نکل جاتا ہے **مصنف** نے کہا کہ یہ شخص جس نے اس طرح بے ادبی سے کلام کیا تھا۔ اس کا نام ذوالخویصرہ تمیمی تھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اُس نے آکر کہا کہ عدل کرو تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ارے تیرا برا ہو اگر میں بھی عدل نہ کروں تو کون شخص عدل کریگا **مصنف** نے کہا کہ دین اسلام میں یہ سب سے پہلا خارجی تھا۔ اور اُس کمبخت پر آفت یہ پڑی کہ وہ اپنے نفس کی راے پر نازاں ہوا اور اگر ٹھیرتا تو جان لیتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راے کے اوپر کسی کی راے نہیں ہو سکتی ہے۔ اسی خارجی شخص کے تابعین وہ لوگ تھے جنھوں نے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا تھا اور اس کا قصہ یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین علی اور معاویہ کے درمیان لڑائی بہت مدت تک قائم رہی تو معاویہ کی اصحاب نے مصاحف بلند کئے اور اصحاب علی رضہ کو دعوت دی کہ جو کچھ مصاحف مجید میں ہے اسپر ہم اور تم راضی ہو جاویں اور کہا کہ ایک شخص تم اپنے لوگوں میں سے بھیجو

وبعث منا رجلا ثم یاخذ علیهما ان یعملا بما فی کتاب الله فقال الناس قد رضینا فبعثوا عمرو بن العاص
فقال اصحاب علی بعث ابا موسی فقال علی لا اری ان اولی ابا موسی هذا ابن عباس قالوا لا نرید
رجلا منك فبعث ابا موسی واخر القضاء الی رمضان فقال عروة بن اذیة یحکمون فی امر الله الرجال لا
حکم الا لله ورجع علی من صفین فدخل الکوفة ولم یدخل معه الخوارج فاتوا حروراء فنزلوا بها منهم
اثنا عشر الفا وقالوا لا حکم الا لله وکان ذلك اول ظهورهم ونادی منادیهم ان امیر القتال شبث بن ربعی
التمیمی وامیر الصلوة عبد الله بن الکواء الیشکری وکانت الخوارج یتعبد الا ان اعتقادهم انهم
اعلم من علی بن ابی طالب هذا ظرف صعب وعن ابن عباس قال لما اعتزلت الخوارج دخلوا دارا
وهم ستة الاف واجمعوا علی ان یخرجوا علی ابن ابی طالب وکان لا یزال یجیئ انسان فیقول
یا امیر المؤمنین ان القوم خارجون علیك فیقول دعوهم فانی لا اقاتلهم حتی یقاتلونی وسوف
یفعلون فلما کان ذات یوم انتبه قبل صلوة الظهر فقلت له یا امیر المؤمنین ابرد بالصلوة

عمرو بن العاص

البلکی

الیتة

ترجمہ اور ایک شخص ہم اپنی طرف سے بھیجین اور ان سے عہد لین کہ وہ اللہ تعالی کی کتاب پر عمل کرین سب لوگون نے کہا کہ ہم اسپر راضی
ہین پھر اہل شام نے عمرو بن العاص کو بھیجا اور ادہر اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ابو موسی اشعری کو بھیجے حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے نہین ہی کہ ابو موسی کو بھیجو جو سادہ دل ہی یہ ابن عباس موجود ہی اسکو کیون نہ بھیجو۔ لوگون نے کہا کہ
انکو ہم نہین چاہتے کیونکہ یہ تو آپ کی ذات کے مانند آپکا قرابتی ہے آخر آپنے ابو موسی اشعری کو بھیجا۔ اور حکم فیصلہ مین رمضان تک
تاخیر ہوئی پس عروہ بن آدیہ نے کہا کہ تم لوگ اللہ تعالی کے حکم مین لوگون کو حاکم بناتے ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہی ان الحکم
الا للہ حکم نہین ہی سوا اللہ تعالی کے (اور یہ شخص مع اپنے تابعین کے جماعت سی خارج ہوگیا) اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ
مقام صفین سی واپس ہوکر کوفہ مین داخل ہوئے تو خوارج آپ کے ساتھ کوفہ مین داخل ہونے بلکہ موضع حروراء مین اپنا اجتماع بنایا
حتی کہ وہان بارہ ہزار خوارج جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ لا حکم الا للہ اور یہی خوارج کے ظاہر ہونے کی ابتداء ہے اور خوارج کی
لشکر مین ان کے منادی نے آواز دی کہ قتال کرنے مین شبث بن ربعی تمیمی سردار ہے اور نماز پڑہانے مین عبد اللہ بن الکواء
یشکری سردار ہے اور واضح ہو کہ خارجی لوگ بہت عبادت کیا کرتے تھے مگر انکا حماقت کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ وہ لوگ علی بن ابیطالب
رضی اللہ عنہ سی بڑہکر عالم ہین اور یہی انکا سخت مہلک مرض تھا ابن عباس رضی اللہ عنہ فی روایت کیا کہ جب خوارج الگ ہوئے تو ایک حاطہ
مین جمع ہوئے اور وہ بیانوے ہزار تھے اور سب نے اتفاق کیا کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب پر خروج کرین اور لوگ ایک ایک دو دو
برابر آتے اور خبر دیتے کہ اے امیر المومنین یہ قوم آپ پر خروج کرنے والے ہین تو حضرت امیر المومنین رضہ فرماتے کہ انکو چھوڑ دو مین
اُنسے قتال نہین کرتا جب تک وہ مجھ سے قتال نہ کرین یہ وقت قریب ہے کہ جب وہ لوگ خود ایسا کرینگے پھر ایک روز نماز
ظہر سے پہلے مین نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا اے امیر المومنین ذرا ظہر کی نماز مین ٹھنڈے وقت تک تاخیر کیجئے گا

لعلي ادخل على هؤلاء القوم فاكلمهم فقال اني اخاف عليك فقلت كلا وكنت رجلا حسن الخلق لا اوذى
احدا فاذن لي فلبست حلة من احسن ما يكون من اليمنية وترحلت فدخلت عليهم نصف النهار فدخلت على
قوم لم ار قط اشد منهم اجتهادا احيا هم قرحة من السجود وايديهم كانها ثفن الابل وعليهم قمص مرحضة
مشمرين مسهمة وجوههم من السهر فسلمت عليهم فقالوا مرحبا بن عباس ما جاء بك قلت اتيتكم من عند
المهاجرين والانصار ومن عند صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليهم نزل القران وهم اعلم بتاويله منكم
فقالت طائفة منهم لا تخاصموا قريشا فان الله عز وجل قال بل هم قوم خصمون فقال اثنان او
ثلاثة لنكلمنه فقلت هاتوا ما نقمتم على صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم والمهاجرين و
الانصار وعليهم نزل القران وليس فيكم منهم احد وهم اعلم بتاويله فقالوا ثلاثا قلت هاتوا قالوا اما
احداهن فانه حكم الرجال في امر الله وقد قال الله تعالى ان الحكم الا لله فما شان الرجال و
الحكم بعد قول الله فقلت هذه واحدة وما ذا قالوا واما الثانية فانه قاتل

تلمیس عباس

ترجمہ میرا ارادہ ہے کہ شاید مین اس قوم خوارج کے پاس جاکر اُن سے گفتگو کرون آپنے فرمایا کہ مجھے ان کی طرف
تیری ذات پر خوف ہے مین نے عرض کیا کہ جی نہین آپ مجھ پر کچھ خوف نہ کیجئے اور مین ایک شخص نیک خلق ملنسار تھا کسیکو ایذا
نہین دیتا تھا آپنے مجھے اجازت دی تو مین نے بہترین قیمت حلہ پہنا اور روانہ ہوکر اس قوم خوارج کے یہان پہونچا وہ دوپہر
کا وقت تھا مین نے وہان ایسی قوم کو دیکھا جن سے بڑھکر عبادت مین کوشش کرنیوالی قوم مینے نہ دیکھی تھی ان کی پیشانیون مین سجدے
کی کثرت سے زخم پڑے تھے اور انکے ہاتھ گویا اونٹ کے دست تھے اور ان کے بدن پر حقیر قمیصین تھین اور ان کی ازارین ٹخنون
سے بہت اونچی تھین اور راتون کو عبادت مین جاگنے سے انکے چہرے خشک ہورہے تھے مین نے انکو سلام کیا تو انہون نے
کہا کہ مرحبا ای ابن عباس آپ اسوقت کس غرض سے تشریف لائے ہین مین نے کہا کہ مین تمہارے پاس مہاجرین وانصار کے پاس سے
آیا ہون اور رسول اللہ صلعم کے داماد کے پاس سے آیا ہون انھین لوگون پر قرآن نازل ہوا ہے اور یہ لوگ قرآن کے معنی تم سے زیادہ
سمجھتے ہین میری گفتگو سنکر ان مین سے ایک قوم نے کہا کہ (یہ شخص قریش مین سے ہے اور) تم قریش سے مناظرہ مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قریش
کی حق مین فرمایا کہ (بل هم قوم خصمون) یعنی یہ لوگ جھگڑالو قوم ہین پھر انمین سے دو تین آدمیون نے کہا کہ نہین بلکہ ہم اُنسے مباحثہ کرینگے تب مین
نے کہا کہ تم لوگ وہ باتین پیش کرو جو تم نے عیب لگائے ہین رسول اللہ کے داماد پر اور مہاجرین وانصار پر حالانکہ انہین پر قرآن نازل
ہوا ہے اور انمین سے کوئی بھی تم مین شامل نہین ہے اور وہ لوگ قرآن کی تاویل تم سے زیادہ جانتے ہین خوارج نے کہا کہ وہ تین باتین
ہین مین نے کہا کہ اچھا انکو بیان کرو کہنے لگے کہ ایک یہ ہے کہ علیؓ نے خدا کے معاملہ مین لوگون کو ثالثی فیصلہ کرنے والا بنایا اور اللہ
تعالےٰ فرماتا ہے ان الحکم الا للہ یعنی حکم کسیکا نہین سوائے اللہ تعالیٰ کے تو اس قول الٰہی کے بعد آدمی کو حکم سے کیا تعلق رہا۔
مین نے کہا کہ یہ تو ایک اعتراض ہوا باقی کیا ہے۔ کہنے لگے کہ دوسرا اعتراض یہ کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگون سے قتال کیا مگر نہ مخالفو

ولم یسب ولم یغنم فلئن کانوا مؤمنین فما حللنا قتالهم وسبایاهم والثالثة قالوا انه محی عن نفسه امیر المؤمنین فلم یکن امیر المؤمنین
فانه لامیر الکافرین قلت هل عندکم غیر هذا قالوا لا فانا هذا قلت لهم اما قولکم حکم الرجال فی امر الله انا اقرأ علیکم فی کتاب الله
ما ینقض قولکم ارتجعون قالوا نعم قلت فان الله قد صیّر من حکمه الی الرجال فی ربع درهم ثمن ارنب ونحن هذه الایة لا تقتلوا الصید
وانتم حرم الی آخر الایة وفی المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله وحکما من اهلها الی آخر الایة فنشدکم بالله
هل تعلمون حکم الرجال فی اصلاح ذات بینهم فی حقن دمائهم افضل امر حکمهم فی ارنب وبضع امرأة فانهم یرون افضل
قالوا بل هذه قلت خرجت من هذه قالوا نعم قالی واما قولکم قاتل ولم یسب ولم یغنم فتسبون امکم عائشة فوالله لئن
قلتم لیست بامنا لقد خرجتم من الاسلام ووالله لئن قلتم انسبیها او نستحل منها ما نستحل من غیرها لقد خرجتم من
الاسلام فانتم بین ضلالتین ان الله تعالی قال النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهاتهم فان قلتم لیست بامنا
لقد خرجتم من الاسلام قلت خرجت من هذه قالوا نعم

ترجمہ لونڈی غلام بنایا اور نہ انکا مال لیکر غنیمت جہادی تھیرایا۔ تو ہم پوچھتے ہین۔ کہ جن سے قتال کیا اگر وہ مؤمنین تھی تو البتہ ہمکو انسے لڑنا حلال
نہین اور نہ انکو لونڈی غلام بنانا حلال ہے اور تیسرا اعتراض یہ ہے کہ علی رضنے ثالثی فیصلہ کا عہدنامہ لکھواتے وقت امیر المؤمنین کا لقب اپنے
نام سے مٹا دیا پس وہ اگر امیر المؤمنین نہین ہین تو امیر الکافرین ہوئے یعنی کافرون کے امیر ہین میں نے پوچھا کہ کیا کچھ اسکے سوا اور بھی باقی
ہے خوارج نے کہا کہ بس یہی اعتراضات ہمکو کافی ہین میں نے کہا کہ پہلا قول تمہارا یہ کہ امر الٰہی مین علی رضنے لوگونکو حکم بنایا ہے بھلا ارے مین تم پر
کتاب الٰہی سے ایسی آیات تلاوت کرون جن سے تمہارا قول ٹوٹ جائے تو کیا تم اپنے قول سے توبہ کرلوگے کہنے لگے کہ ہان میں نے کہا کہ
اللہ تعالی نے ایک خرگوش کے معاملہ مین جسکی قیمت چوتھائی درم ہوتی ہے دو مردون کے حکم پر انکا فیصلہ راجع کر دیا اور مین نے یہ آیت
پڑھی لاتقتلوا الصید وانتم حرم الآیہ یعنی احرام مین شکار کی قتل سے ممانعت فرمائی اور اگر کسی نے جرم کیا مثلاً ایک خرگوش مارا تو فرمایا کہ تم مین دو عادل مرد
اس موقعہ پر جہان جانور مارا ہے اسکی قیمت کا فیصلہ کرین اور اللہ نے عورت اور اسکی شوہر کے نفاق کیمصورتمین فرمایا وان خفتم شقاق بینهما الآیہ یعنی مرد کی
برادری سے ایک مرد اور عورت کی برادری سے ایک مرد بھیجو وہ دونون انکے معاملہ مین حکم کرین اب مین تم لوگونکو اللہ تعالی کی قسم دلاتا ہون۔ کہ بھلا
مردونکا حکم لگانا اپنی درمیانی اصلاح حال مین اور خونریزی روکنے مین افضل ہے یا کہ ایک خرگوش مین اور ایک عورت کی پارہ گوشت مین افضل ہے میں نے
کہا کہ اچھا مین تمہارے اس اعتراض کے جواب سے باہر ہوا کہنے لگے کہ ہان میں نے کہا کہ رہا تمہارا یہ قول کہ علی رضنے قتال کیا اور غنیمت حاصل نہ کی
تو مین تمسے پوچھتا ہون کہ کیا تم اپنی ماں ام المؤمنین عائشہؓ کو اپنی مملوکہ لونڈی بناؤگے واللہ اگر تم کہو کہ وہ ہماری ماں نہین ہے تو تم اسلام سے خارج ہوے۔ اور
واللہ اگر تم یہ کہو۔ کہ ہم اسکو مملوکہ بنا دین گے۔ یا اس سے بھی وہ بات حلال کرینگے جو دیگر عورتون سے حلال ہوا کرتی ہے۔ تو واللہ تم اسلام
سے خارج ہو گئے تم تو دو گمراہیون کے بیچ مین گھرے ہو اور اللہ تعالے فرماتا ہے النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه
امهاتهم یعنی مؤمنون کے حق مین پیغمبر اُن کی جان سے زیادہ پیارا اور حقدار ہے اور اسکی ازواج مطہرات انکی مائین ہین۔ پھر اب اگر تم کہو
کہ ہماری ماں نہین ہے۔ تو تم اسلام سے خارج ہو اب بتلاؤ کہ مین تمہارے اس اعتراض کے جواب سے باہر ہوا کہ نہین ہو

قلت وما قولكم محى نفسه من امير المؤمنين فانا ابيكم ترضون ان النبي صلى الله عليه وسلم يوم الحديبية
كاتب المشركين ابا سفيان صخر بن حرب وسهيل بن عمرو فقال يا علي اكتب هذا ما اصطلح عليه محمد رسول الله فقال
المشركون والله ما نعلم انك رسول الله لو نعلم انك رسول الله ما قاتلناك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اللهم انك تعلم اني رسولك امح يا علي اكتب هذا ما كاتب عليه محمد بن عبد الله فوالله لرسول الله خير من علي وقد محى نفسه
قال فرجع منهم الفان وخرج سائرهم فقتلوا وعن جندب الازدي قال لما عدلنا الى الخوارج ونحن مع علي بن
طالب رضي انتهينا الى عسكرهم فاذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن قال المصنف وفي رواية
اخرى ان عليا عليه السلام لما حكم اتاه من الخوارج زرعة بن البرج الطائي وحرقوص بن زهير السعدي
فدخلا عليه فقالا له لا حكم الا لله فقال علي لا حكم الا لله فقال له حرقوص تب من خطيئتك وارجع عن
قضيتك واخرج بنا الى عدونا نقاتلهم حتى نلقى ربنا ولئن لم تتب لنحكمن الرجال في كتاب الله لاقاتلنك اطلب
بذلك وجه الله واجتمعت الخوارج في منزل عبد الله بن وهب الراسبي فحمدوا الله واثنوا عليه
ثم قال ما ينبغي لقوم يؤمنون بالرحمن وينسبون الى حكم القرآن ان يكون عند هذه الدنيا

ترجمہ مین نے کہا کہ رہا تمہارا یہ قول کہ علی رضہ نے امیرالمومنین کا لفظ اپنے نام سے مٹا دیا تو مین تمہارے پاس ایسی عادل گواہ لاتا
ہون جنکو تم مانتے ہو کہ جب حدیبیہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکون کیساتھ صلح ٹھیرائی تو مشرکون کے سردار ابوسفیان صخر بن حرب و سہیل
بن عمرو وغیرہ کیساتھ عہدنامہ لکھوایا اور علی رضہ سے فرمایا کہ لکھو ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ صلحنامہ ہی جو محمد رسول اللہ نے اور الخ
تو مشرکون نے کہا کہ واللہ یہ ہم نہین جانتے کہ تم رسول اللہ ہو اور اگر ہم یہی جانتے کہ تم رسول اللہ ہو تو ہم تم سے قتال نہ کرتے تو آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ الٰہی تو جانتا ہی کہ مین رسول اللہ ہون۔ پھر فرمایا کہ اے علی اسکو مٹا دے اور یون لکھ کہ یہ وہ صلحنامہ ہی جو محمد بن عبداللہ نے اور اہل مکہ نے لکھا الخ
اب تم دیکھو کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضہ سے بہتر ہین اور رسول اللہ کا لفظ اپنے نام مبارک سے محو کرا دیا حالانکہ اس سے وہ رسول اللہ
ہونے سے خارج نہین ہو گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے پھر خوارج مین سے دو ہزار آدمی توبہ کر کے واپس آئے
اور باقی اپنی گمراہی پر مقتول ہوے جندب الازدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم لوگ حضرت علی کے ساتھہ خوارج پر چڑھائی کر کے
گئے۔ اور ان کے لشکر گاہ کے قریب پہونچے تو ان کی تلاوت قرآن کی آوازین اس کثرت سے آتی تھین جیسے شہد کی مکھیون کی بھنبھناہٹ
ہوتی ہی مصنف کہتا ہی کہ دیگر روایت مین ہے کہ جب علی رضہ نے ثالثی فیصلہ ٹھیرایا تو خوارج مین سے زرعہ بن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر السعدی دونون حضرت
علی کے پاس آئے اور کہا کہ لا حکم الا للہ حضرت علی نے فرمایا کہ ہان لا حکم الا للہ تو حرقوص نے کہا کہ آپ اپنی گناہ سے توبہ کیجئے اور اس توقف سے رجوع کیجئے اور ہمکو لیکر
دشمنو پر چلیئے ہم اُن سے یہانتک قتال کرینگے کہ اپنے رب تم سے مل جاوین اور اگر آپ یہ لوگون کا فیصلہ نہ چھوڑینگے کہ کتاب الٰہی
مین حکم لگاوین۔ تو ہم خالص رضاے الٰہی کے واسطے آپ سے قتال کرینگے پھر خوارج جاکر عبداللہ بن وہب الراسبی کے
گھر مین جمع ہوے اُنہون نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ جو قوم حضرت باریتعالےٰ پر ایمان رکھتی ہو اور حکم قرآن کا عامل ہو اسکو نہین چاہیئے کہ اس دنیا

التی اتیا رھا فانا انرغضہ من الامر بالمعروف ونھی عن المنکر والقول بالحق فاخرجوا بنا فکتب الیھم علی علیہ السلام اما بعد
فان ھذین الرجلین الذین ارتضینا حکمین قد خالفا کتاب اللہ واتبعا اھواءھما وحکما علی الھوی فلا تعجلوا الی الحرب ولکنکتبوا الیہ
انک لم تغضب لربک وانما غضبت لنفسک فان شھد علی نفسک بالکفر واستقبلت التوبۃ نظرنا فیما
بیننا وبینک والا فقد نابذناک علی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین فلما قرئ الکتاب علی الخوارج فی طریقھم عبد اللہ بن خباب فقالوا ھل سمعت من
ابیک حدیثا یحدثہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحدثنا قال نعم سمعت ابی یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ ذکر فتنۃ القاعد فیھا خیر من القائم والقائم فیھا خیر من الماشی والماشی فیھا خیر من الساعی فان ادرکت ذلک فکن
عبد اللہ المقتول قالوا انت سمعت ھذا من ابیک یحدثہ عن رسول اللہ قال نعم فقدموہ الی شفیر
النھر فضربوا عنقہ فسال دمہ کانہ شراک نعل وبقروا بطن امراتہ وکانت حبلی وتزلوا تحت نخل
موا قیر فسقطت بسرۃ فاخذوھا احرھم فقذف بھا فی فیہ فقال احرھم بغیر حلھا او بغیر ثمنھا فلفظھا من فیہ واخترط
احرھم سیفہ فاخذ بخنزیر لاھل الذمۃ فضربہ فقالوا لہ ھذا فساد فی الارض فلقی صاحب الخنزیر
فارتضاہ نبعث الیھم علی علیہ السلام آخرجوا الینا قاتل عبد اللہ بن خباب

ترجمہ کے واسطے امر معروف اور نہی منکر اور حق بات کہنا چھوڑے اب ہم تم سب چلو نکل کھڑے ہوں پھر حضرت علی رضہ نے انکو لکھا کہ اما بعد یہ دونو
آدمی جو ہمی رضا مندی سے حکم بنائے گئے تھے انہون نے کتاب اللہ کے خلاف کیا اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور اب ہم اپنی اول حالت پر ہین
خوارج نے جواب لکھا کہ آپکو اپنے رب عزوجل کیواسطے کچھ غیظ نہین آیا بلکہ یہ اپنی نفس کیواسطے آپ کا غصہ ہے اب اگر آپ اپنی نفس پر گواہی دین
کہ ہم کافر ہوگئے تھے اور نئے سرے سے توبہ کرو تو البتہ ہم اپنے اور آپ کے معاملہ مین غور کرین ورنہ ہم اعلان سے تمکو اطلاع دیتے ہین کہ ہمارے
تمہارے درمیان لڑائی دقتال ہی خوارج جب راستہ مین جاتی تھے تو عبد اللہ بن خباب رضہ سے ملاقات ہوئی انہون نے عبد اللہ کو گرفتار کیا اور کہا کہ
تونے اپنے باپ سے کوئی حدیث سنی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہو وہ ہم سے بیان کر عبد اللہ نے کہا کہ ہان مین نے اپنے باپ سے سنا کہ
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسے فتنہ عظیم کا ذکر کیا جسمین بیٹھ جانیوالا کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا نسبت چلنے
والے کے بہتر ہوگا اور چلنے والا نسبت دوڑنیوالے کے بہتر ہوگا اگر تجھکو یہ فتنہ پہونچے تو تجھکو چاہیئے کہ مقتول بندہ ہوجائو خوارج نے کہا کہ کیا
تو یہ حدیث اپنے باپ سے سنی جو رسول اللہ سے روایت کرتا تھا عبد اللہ نے کہا کہ ہان تو خوارج نے اسکو نہر کے کنارے کھڑا کرکے گردن مار دی چنانچہ
اسکا خون نہر مین اسطرح رواں ہوا جیسے جوتی کا تسمہ ہوتا ہی اور اسکی جورو حاملہ تھی اسکا پیٹ پھاڑ دیا اور چلکر ایک ذمی کے باغ مین اُتری وہان
درخت سے پھل گرا اسکو ایک نے اپنے منہ مین ڈال لیا تو دوسرے نے کہا کہ بیحلیت اور بغیر دامونکے اسکو کہاتا ہی اسنے فورا منہ سے نکال پھینکا (یعنی ان
جاہلونکی کیفیت تھی کہ ایک پھل کا بہ لحاظ اور عبد اللہ بن خباب کی خونریزی کا وہ حال تھا پھر انمین سے ایک نے اپنی تلوار نکالکر مالک اور ذمی خنزیر لیکر
سوھان جاتے تھے ۔ اُسنے ایک سور پر تلوار آزمائی تو دوسرون نے کہا کہ یہ ملک مین فساد کرنا ہوا یعنی حرام ہی تو اُسنے جاکر سور ذمی مالک کو تلاش کرکے
اسکو جسطرح ہوسکا راضی کیا (نعوذ باللہ من جہالتہم) پھر حضرت امیر المومنین علی رضہ کی پاس آدمی بھیجا کہ جس شخص نے عبد اللہ بن خباب کو قتل کیا ہی اسکو قصاص

فقالوا کلنا قتلناه فناداهم ثلثا کل ذلک یقولون هذا القول فقال علیؑ لاصحابه دونکم
القوم فما بقوان قتلوهم وکانوا وقت القتال یقول بعضهم لبعض تمنوا لقاء الرب الروح الروح الی الجنة
وخرج علی علیه السلام لجلهم جماعة منهم فبعث الیهم من قاتلهم ثم اجتمع عبد الرحمن بن ملجم باصحابه و
ذکروا اهل النهروان فترحموا علیهم وقالوا والله ما قتلنا بالبقاء فی الدنیا شیئا بعد اخواننا الذین کانوا لا یخافون
فی الله لومة لائم فلوا انا شرینا انفسنا لله والتمسنا لاخرة هذا الائمة الضلال فقاتلنا بهم اخواننا وارحنا منهم العباد
وعن عمه بن سعد عن شیاخ له قالوا تقارب ثلثة نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم والبرک بن عبد الله وعمرو بن
بکیر التمیمی فاجتمعوا بمکة وتعاهدوا وتعاقدوا والتفتلن هؤلاء الثلثة علی معویة وعمرو بن العاص
ویریحوا العباد منهم فقال ابن ملجم انا لکم بعلی وقال البرک انا لکم بمعویة وقال عمرو انا لکم بعمرو فتواثقوا لا ینکص رجل
منهم عن صاحبه فقدم ابن ملجم الکوفة فلما کانت اللیلة التی عزم علی قتله فیها خرج علی علیه السلام لصلوة الصبح فضربه فاصاب
جبهته الی قرنه ووصل الی دماغه فقال علی لا یفوتنکم الرجل فاخذ فقالت ام کلثوم یا عدو الله

ترجمہ خوارج نے جواب بھیجا کہ ہم سب نے اُنکو قتل کیا ہی پھر حضرت امیر المومنین نے اُنکو تین مرتبہ اسیطرح آواز دی اور ہر بار خوارج نے یہی جواب دیا
تب حضرت امیر المومنین رض نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب تم اس قوم کو لو پس ذرا سی دیر میں سب خوارج مارے گئے (یہ واقعہ نہروان ہی) اور خوارج لڑائی شروع
ہونے کے وقت ایک دوسرے کو وعظ کرتے تھے کہ اپنے رب ملنے کے لیئے آراستہ ہو اور چلو جنت کو چلو پھر ان خوارج کے مقتول ہونیکے بعد ایک
جماعت دیگر خارج ہوئی تو اپنے ایک سردار کو اسکے قتال کے واسطے روانہ کیا پھر عبد الرحمان ملجم اور اُسکے ساتھی جمع ہوئے اور
اپنے بھائیوں پر جو نہروان میں ماری گئے تھے رحمت بھیجی اور کہنے لگے کہ ہمکو اب دنیا میں زندگی کا کیا لطف ہی جبکہ ہمارے وہ بھائی ماری گئی جو اللہ
کے معاملہ میں کسی ملامتی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اب ہمکو چاہیئے کہ خدا سے اپنی جانیں جنت کے بدلہ خریدیں اور عرض تلاش کریں تو ہم جب
ان گمراہ سرداروں (حضرت علی و معاویہ وغیرہ) کو غافل پاویں تو اپنے بھائیوں کے عوض اُنکو قتل کرکے بندگان خدا کو راحت پہونچاویں محمد بن
سعد نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ خوارج کے تین سرداروں نے دیہات میں رہنا اختیار کیا تھا اُنکا نام عبد الرحمن بن ملجم اور برک بن عبد اللہ اور
عمرو بن بکر التمیمی تھا یہ لوگ مکہ میں ایام حج میں جمع ہوئے اور باہم عہد و میثاق باندھا کہ جسطرح ہو سکے تین آدمیوں یعنی حضرت علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص
کو قتل کریں اور مخلوق کو اُن سے راحت پہونچاویں گے اُن میں سے عمرو نے کہا کہ میں عمرو بن العاص کے قتل کا ضامن ہوں اور برک نے کہا کہ میں
معاویہ کے قتل کا ضامن ہوں اور ابن ملجم مردود نے کہا کہ میں علیؑ کے قتل کا ضامن ہوں پس سب نے عہد کیا کہ جس نے جس کے قتل کا ذمہ لیا ہے
اُس میں عہد شکنی نکریگا پھر ابن ملجم کوچہ میں آیا۔ اور جب وہ رات آئی جس میں ابن ملجم نے حضرت علی رض کے شہید کرنے کا عزم مصمم کر لیا
تھا۔ تو حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے واسطے مسجد کی طرف نکلے اور ابن ملجم مردود نے آپ کو تلوار ماری جو آپکے
قرن مبارک سے پیشانی مبارک تک پڑی۔ اور بتقدیر ربانی دماغ مبارک تک پہونچ گئی آپ نے آواز دی
کہ یہ شخص بچنے نہ پائے۔ پس وہ پکڑا گیا پس ام کلثوم (آپ کی صاحبزادی) نے فرمایا کہ اے دشمن خدا تو نے

قتلت امیر المؤمنین قال ما قتلت الا ابالک قالت واللہ انی لارجوا ان لا یکون علی امیر المؤمنین باس قال فلم
تبکین اذن ثم قال واللہ لقد سممتہ شهرا یعنی سیفہ فان اخلفنی فما بعدہ اللہ واسیقہ فلما مات علی خرج ابن ملجم لیقتل فتقلع
علیہ بن جعفر بن ید وجلدہ فلم یجزع ولم یتکلم فکحل عینیہ بمسامیر محمیۃ فلم یجزع وجعل یقرأ قل یا ایہا الذی خلق خلق الانسان من
علق حتی ختمہا وان عینیہ لیسیلان فوجع علی قطع اللہ فلم یجزع فقیل لہ لم تجزع قال اکرہ ان اکون فی الدنیا قواما لا اذکر اللہ وکان
رجلا اسمر فی جبہتہ اثر السجود قال المصنف قلت ولما اراد الحسن ان یصلح معویۃ خرج علیہ عمر بن الحجاج الجراح بن سنان
وقال اشرکت کما اشرک ابوک ثم طعنہ فاصاب فخذہ وما زالت الخوارج یخرج علی الامراء وکان من مذاہب مختلفۃ وکان
اتباع نافع بن الازرق یقولون مشرکون ما دمنا فی دار الشرک فاذا خرجنا فنحن مسلمون قالوا وتخافون فی المذاہب مشرکون
وترکبوا الکبائر مشرکون والقاعدون عن سوا فقتالنا فی القتال کفرۃ واباح ہؤلاء قتل النساء والصبیان من المسلمین و
حکموا علیہم بالشرک وکان نجدۃ بن عامر الحنفی من القوم فخالف نافع بن الازرق وقال
بتحریم دماء المسلمین واموالہم وزعم ان اصحاب الذنوب من موافقیہ معذبون فی
غیر نار جہنم وان نار جہنم لا یدخلہا الا مخالفوہ فی مذہبہا

ترجمہ امیر المومنین کو تو قتل کیا اس عورت نے کہا میں نے تو فقط تیرے باپ کو مارا ہے۔ ام کلثوم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ امیر المومنین پر اس
زخم سے کچھ خوف کا مقام نہ ہوگا۔ ابن ملجم بولا کہ پھر تو کیوں روتی ہے۔ پھر بولا کہ واللہ میں نے اس تلوار کو ایک مہینہ سے زہر میں بجھا رکھا ہے
میں اگر اب بھی اُسنے کلام نہ کیا تو خدا اسکا برا کرے پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو ابن ملجم قید خانے سے نکالا گیا تاکہ قتل کیا جاوے
پس عبد اللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے تو اُسنے کچھ جزع نہ کیا۔ اور نہ بولا۔ پھر گرم سیخ سے اسکی آنکھوں میں سلائی پھیری
تو بھی جزع نہ کیا اور اقرا باسم ربک الذی خلق پڑھتا رہا۔ یہانتک کہ ختم کردی اور اس حالت میں اسکی آنکھوں سے مواد جاری تھا
پھر اُسکی زبان کاٹنے کا قصد کیا تو وہ گھبرانے لگا۔ اس سے پوچھا گیا تو کہا کہ مجھے یہ گوارا نہیں ہوتا کہ دنیا میں کچھ دیر ایسی حالت میں رہوں
کہ اللہ کا ذکر نہ کرسکوں اور ابن ملجم ایک شخص گندم گون تھا جسکے ماتھے پر سجدہ کا گھٹا تھا مصنف نے کہا کہ جب حضرت حسن بن علی رضی چاہا کہ
معاویہ سے صلح کرلیں تو امیر المومنین حسن پر بھی ایک خارجی جراح بن سنان نے خروج کیا اور نیزہ مارا جو آپ کی ران مبارک کی جڑ میں پڑا خارجی
نے کہا کہ تم نے بھی اپنے باپ کی طرح سے شرک اختیار کیا الغرض خوارج برابر امرا اسلام پر خروج کرتے رہے اور انکی مختلف مذاہب ہیں اور نافع
بن الازرق خارجی کے ساتھی یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب تک ہم لوگ شرک کے ملک میں رہیں تب تک مشرک ہیں اور جب ملک شرک سے
نکل جاویں تو مومن ہیں اور کہتے تھے کہ جو کوئی ہمارے مذہب سے مخالف ہو وہ مشرک ہے اور جس کسی سے کبیرہ گناہ سرزد ہو وہ مشرک ہے اور جو کوئی لشکر
میں ہمارے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے اور اس فرقہ خوارج نے بچوں و عورتوں کا قتل کرنا بھی جائز رکھا ہے اور انکو مشرک قرار دیا اور اس قوم میں سے
نجدہ بن عامر الحنفی تھا اس نے نافع بن الازرق کی خلاف کیا اور کہا کہ مسلمانوں کی جان و مال حرام ہیں اور دعوی کیا کہ اسکی موافقت کرنیوالوں
میں سے جو گنہگار ہو وہ جہنم کی آگ کی سوا دوسری آگ سے عذاب کیا جائیگا اور جہنم میں وہی جاوینگے جو اسکے مذہب سے مخالف ہیں۔

وقال ابراهیم الخارجی قوم کفار ویحل لنا مناکحتهم وموارثتهم کما کان الناس فی بدء الاسلام وکان بعضهم یقول لو ان رجلا اکل من مال یتیم فلسین وجبت له النار ولو قتله او قطع یدیه وتفریطه فلم یجب له الا لنا لان الله اوعد علی ذلک النار وقال المصنف وهم قصص تطول ومذاهب عجیبة لم ار التطویل بذکرها وانما المقصود النظر فی حیل ابلیس وتلبیسه علی هؤلاء الحمقی الذین عملوا بوافقاتهم واعتقدوا ان علی بن ابی طالب علی الخطأ وانهم علی الصواب واستحلوا دماء الاطفال ولم یستحلوا اکل ثمرة بغیر ثمنها وتعبوا فی العبادات وسهروا واجزع ابن ملجم عند قطع لسانه من فوات الذکر واستحل قتل علی علیه السلام ثم شهروا السیف علی المسلمین ولا اعجب من افتتاح هؤلاء بعلمهم واعتقادهم انهم اعلم من علی علیه السلام وقد قال ذو الخویصرة لرسول الله صلی الله علیه وسلم اعدل فما عدلت وما کان ابلیس لیهتدی الی هذه الخوانی نعوذ بالله من الخذلان وعن ابی سعید قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یخرج قوم فیکم یحقرون صلاتکم مع صلوتهم وصیامکم مع صیامهم واعمالکم مع اعمالهم یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة اخرجاه فی الصحیحین وعن عبد الله بن ابی اوفی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الخوارج کلاب اهل النار

ترجمہ ابراہیم الخارجی نے کہا کہ قوم کفار ہین اور ہمکو ان کے ساتھ نکاح مباہ کرنا اور میراث کا حصہ بانٹ کرنا جائز ہی جیسے ابتدا اسلام مین جائز تھا اور بعض خارجی کا قول تھا کہ اگر کسی نے یتیم کے مال سے دو پیسے کہا لیے تو اس پر جہنم کی آگ واجب ہو گی اس لئے اللہ تعالی نے اسپر آتش جہنم کی وعید فرمائی ہے اور اگر یتیم کو قتل کری یا اس کے ہاتھ کاٹے یا پیٹ پھاڑے تو اسپر جہنم واجب نہین ہی مصنف نے کہا کہ خارجیون کے قصص طویل ہین اور عجیب مذاہب ہین مین نے ان کے ذکر مین طول دینا بیفائدہ سمجھا۔ اور مقصود تو فقط اسی قدر ہی کہ ابلیس نے کسطرح اپنی حیلے وتلبیس ان احمقون پر ڈالے جس سے انی لڑائیان لڑی اور یہ اعتقاد کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غلطی پر ہین۔ اور یہ احمق خوارج راہ صواب پر ہین اور انہون نے بچون کا خون بہانا حلال جانا اور ایک پھل بغیر دامون کے کھانا حلال نہین جانا اور راتونکو عبادات مین اور بیداری مین تعب وتکلیف اٹھائی اور ابن ملجم مردود کو اس کی زبان کاٹے جانے کے وقت اس لیئے گھبراہٹ ہوئی کہ ذکر کرنا جاتا رہیگا اور اسنے حضرت علی رضہ کا قتل کرنا حلال سمجھا تھا پھر انہون نے مسلمانونپر تلوار کھینچی اور اگر ان خوارج نے اپنے علم واعتقاد پر غرہ کیا کہ وہ حضرت علیؓ سے بڑھ ہین تو کیا عجب ہے ان سے پڑھکر انکا پیشوا ذو الخویصرہ تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ تمنے عدل نہین کیا ہی انصاف کرو اور ابلیس کو کہان یہ بے ادبیان سوجھی تھین اللہ تعالی بدبختی سے ہمکو پناہ دی ابو سعید خدری نے آنحضرت صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم مین ایک قوم ایسی نکلیگی کہ اُن کی نماز کے مقابلہ مین تم اپنی نماز حقیر سمجھوگے اور اُن کے روزے کے مقابلہ مین اپنا روزہ حقیر سمجھوگی اور اُنکے اعمال کے مقابلہ مین اپنے اعمال حقیر سمجھوگی وہ لوگ قرآن پڑھینگے تو ان کے حلق سے نہین اتریگا اور وہ دین سے ایسی نکل جاوینگے جیسے نشانہ سے تیر نکل جاتا ہی چنانچہ صحیحین مین یہ حدیث موجود ہی عبد اللہ بن ابی اوفی نے رسول صلعم سے روایت کی کہ خوارج جہنمیون کے کتے ہین

فصل وقال المصنف ومن رأي الخوارج انه لا يختص الامامة بشخص لا ان يجتمع فيه العلم والزهد فاذا اجتمعا كان اماما ولو كان نبطيا ومن راي هؤلاء اخذت المعتزلة في التحسين والتقبيح العقلي وان العدل ما يقتضيه ثم حدث القدر نزع في زمن الصحابة وصار معبد الجهني وغيلان الدمشقي والجعد بن درهم الى القول بالقدر ونسب على منوال معبد الجهني واصل بن عطاء وانضم اليه عمرو بن عبيد وفي ذلك الزمان حدثت مسئلة المرجية حيث قالوا لا يضر مع الايمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة ثم طائفة المعتزلة مثل ابي الهذيل العلاف والنظام ومعمر والجاحظ كتب الفلاسفة في زمان ملوك المامون واستخرجوا منها فاخلطوها باوضاع الشرع مثل لفظ الجوهر والعرض والزمان والمكان والكون واول مسئلة اظهروها القول بخلق القرآن وحينئذ هذا الفن علم الكلام قلت هذا المسئلة مسائل الصفات مثل العلم والقدرة والحياة والسمع والبصر فقال قوم هي معان زائدة على الذات ونعتها المعتزلة وقالوا عالم لذاته قادر لذاته وكان ابو الحسن الاشعري على مذهب الجبائي ثم انفرد عنه واثبت مثبتي الصفات ثم لحق بعض مثبتي الصفات في اعتقاد الشيئية واثبات الانتقال في الزوال ذكر تلبيس على الرافضة قال المصنف وكما ليس ابليس على هؤلاء الخوارج حتى قاتلوا علي بن ابي طالب حمل

ترجمہ فصل مصنف نے کہا کہ خوارج کی رائے یہ بھی ہے کہ امام ہونا ایک شخص میں مختص نہیں ہو سکتا مگر جب کہ اسمیں علم و زہد جمع ہو تب وہ البتہ امام ہوگا اگرچہ وہ عجم کے کسانوں میں سے ہو اور انہیں خوارج کے رائے سے معتزلہ نے یہ قول نکالا کہ خوبی و برائی کا حکم لگانا عقل کے اختیار میں ہے اور عدل وہ ہے جسکو عقل مقتضی ہو۔ پھر یہ قدریہ فرقہ نکلا اُس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اور معبد الجہنی و غیلان دمشقی و جعد بن درہم نے قدریہ کا قول کہا (یعنی بندہ سب امور کا خود مختار ہے۔ جیسا کرے ویسا ہو جاوے) اور معبد الجہنی کی نباوت پر واصل بن عطاء سے تا ملتفا اور عمرو بن عبید بھی انمیں مل گیا۔ اور اسی زمانہ میں مرجیہ فرقہ نکلا جن کا یہ قول ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا جیسے کفر کے ساتھ میں کوئی بندگی مفید نہیں ہوتی ہے پھر مامون عباسی وغیرہ کے زمانہ میں معتزلہ نے مانند ابو الہذیل علاف اور نظام و معمر و جاحظ وغیرہ نے فلاسفہ کی کتابیں مطالعہ کر کے اسمیں سے مانند لفظ جوہر و عرض و زمان و مکان و کون وغیرہ نکالکر ان کو شرعی مسائل میں ملایا اور پہلا مسئلہ جو ظاہر کیا وہ قرآن مخلوق ہونیکا مسئلہ ہے اور اُسی وقت سے اس حرکت کا نام علم کلام رکھا اور ان دونوں مسائل کے ساتھ میں تیسرا مسئلہ صفات کا نکالا جیسے علم و قدرت و حیات و سننا و دیکھنا چنانچہ ایک قوم نے کہا کہ یہ سب ذات کے اوپر زائد معانی ہیں اور معتزلہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ اپنی ذات سے عالم ہے اور اپنی ذات سے قادر ہے۔ ابو الحسن الاشعری پہلے جبائی معتزلی کے مذہب پر تھے پھر اُس سے جدا ہو کر ان لوگوں میں آ گئے جو صفات کو ثابت کرتے ہیں۔ پھر بعضے صفات ثابت کرنے والوں سے ہونے کا اعتقاد نکالنا شروع کیا اور انتقال و نزول کی مسئلہ میں مرکز فرض کر کے اُس سے زائل ہونے کا اعتقاد نکالا **ذکر تلبیس ابلیس بر روافض** مصنف نے کہا کہ جیسے ابلیس نے خوارج پر تلبیس کی تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا۔ اسی طرح ان کے برعکس ایک

الاخرين على الغلو في حبه فزاد وا على الحد فمنهم من كان يقول هو اله ومنهم من يقول هو خير من الانبياء ومنهم من
حمله على حبه سب ابي بكر وعمر حتى ان بعضهم كفر ابا بكر وعمر الى غير ذلك من المذاهب السخيفة التي يرغب عن تضييع الزمان
بذكرها وانما نشير الى بعضها وعن اسحاق بن محمد النخعي الاحمر كان يقول ان عليا هو الله عز وجل وبالمدائن جماعة من
الغلاة يعرفون بالاسحاقية تنسب اليه قال الخطيب ووقع الى كتاب ابي محمد الحسن بن يحيى النوبختي من تصنيفه
الرد على الغلاة وكان النوبختي هذا من متكلمي الشيعة الامامية فذكر اصناف مقالات الغلاة الى ان قال وقد كان ممن جر
الجنون في الغلو في عصرنا اسحاق بن محمد المعروف بالاحمر كان يزعم ان عليا هو الله وانه يظهر في كل وقت فهو الحسن في
وقت وكذا لك هو الحسين وهو لاء بعض اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم وقال المصنف قلت وقد اعتقد جماعة من الرافضة
ان ابا بكر وعمر كانا كافرين وقال بعضهم ارتدا بعد موت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنهم من يقول بالتبري من
علي وقد روينا ان الشيعة طالبت زيد بن علي بالتبري ممن خالف عليا في امامته
فامتنع من ذلك فرفضوه فسموا الرافضة وقد سمعت اقواما قالوا الامامة في موسى ابن جعفر ثم
في ابنه علي ثم الى محمد بن علي ثم الى علي بن محمد

ترجمہ قوم کو تلبیس میں ڈالا جنہوں نے حضرت علی رضہ کی محبت میں یہانتک غلو کیا کہ حد سے بڑہا دیا چنانچہ بعض رافضی نے کہا کہ
علی اللہ ہے بعض نے کہا کہ وہ انبیاء سے افضل ہے بعض روافض کو شیطان نے ابھارا تو وہ حضرت ابوبکر و عمر کو برا کہنے لگا۔ بلکہ
بعض نے ان دونوں بزرگوں کو کافر کہا۔ اور اسی قسم کے بیہودہ مذاہب باطلہ ان روافض میں بہت ہیں کہانتک ان کی بیانیں
اوقات ضائع کرنا ہمیں غرض تو یہ ہے کہ تلبیس ظاہر کرنیکے لیے کچھ ذکر کردوں اسحاق بن محمد نخعی احمر کہا کرتا تھا کہ علی ہی اللہ
عزوجل ہے اور مدائن میں ایک جماعت اسی اسحاق گمراہ کی طرف منسوب ہے خطیب نے کہا کہ مجھے ابو محمد حسن بن یحیی النوبختی کی
ایک کتاب ہاتھ آئی جس نے غلاۃ روافض پر رد کیا تھا اور یہ شخص نوبختی مصنف خود متکلمین شیعہ امامیہ میں سے ہے پس اُسنے
غلو کرنیوالے روافض کے مقالات نقل کرنی شروع کیے یہانتک کہ اُس نے لکھا کہ ہمارے زمانہ میں جسکو غلو کے جنون نے کھینچ لیا ہے
ایک شخص اسحٰق بن محمد معروف باحمر ہے اس کا گمان یہ تھا کہ علی ہی اللہ تعالیٰ ہے اور وہی ہر وقت میں ظہور کرتا ہی چنانچہ ایک
وقت میں حسن کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ اور دوسرے وقت حسین کی شکل میں ظاہر ہوا اور اُسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر کرکے
بھیجا تھا مصنف کہتا ہی کہ روافض میں سے ایک فرقہ کا یہ اعتقاد ہی کہ ابوبکر و عمر کافر تھے اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد رسول اللہ
صلعم کے مرتد ہوگئے اور بعض روافض کا یہ قول ہے کہ سوائے علی رضہ کے سب سے تبرا و بیزاری کرتے ہیں ہمکو صحیح روایت پہونچی کہ
شیعہ نے زید بن علی رضہ سے درخواست کی کہ آپ ان لوگوں سے تبرا کریں جنہوں نے علی رضہ کی امامت میں مخالفت کی ورنہ ہم آپکو رفض
(ترک) کرینگے آپ نے اس بات سے انکار کیا۔ تو ان شیعوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اس لیئے اس فرقہ کا نام رافضہ
ہوا اور روافض میں بعضے اقوام کا یہ قول ہی کہ امامت موسیٰ بن جعفر میں تھی پھر آپ کے فرزند علی میں آئی پھر ان کی بیٹے محمد میں

ثم الی الحسن بن محمد العسکری ثم الی ابنہ محمد وھو الثانی عشر الامام المنتظر الذی یزعمون انہ لم یمت و
انہ سیرجع فی اٰخر الزمان فیملأ الارض عدلا وکان ابو منصور العجلی یقول بانتظار محمد بن عبد الباقی ویدل علی انہ
خلیفۃ وانہ عرج بہ الی السماء فمسح الرب بیدہ علی راسہ ویزعم انہ الکسف الساقط من السماء وکانت
طائفۃ من الرافضۃ یقال لھا الجناحیۃ وھم اصحاب عبد اللہ بن معاویۃ بن عبد اللہ بن جعفر بن ذی الجناحین یقولون
ان روح الالٰہ ذرئت فی اصلاب الانبیاء والاولیاء الی ان انتھت الی عبد اللہ وانہ لم یمت وھو المنتظر وضم طائفۃ یقال
لھم العراقیۃ یثبتون شرکۃ فی النبوۃ وطائفۃ یقال لھا المفوضۃ یقولون ان اللہ تعالی خلق محمدا ثم فوض خلق العالم
الیہ وطائفۃ یقال لھا الذمیۃ یذمون جبرئیل ویقولون کان مامورا بالنزول علی فنزل الی محمد وضم
من یقول ان ابا بکر ظلم فاطمۃ میراثھا وقد روینا عن السفاح انہ خطب یوما فقام رجل من اٰل علی رضی اللہ فقال
یا امیر المؤمنین اعدنی علی من ظلمنی قال ومن ظلمک قال انا من اولاد علی رضی اللہ عنہ واللہ ظلمنی ابو بکر حین اخذ فدکا من فاطمۃ
قال ودام علی ظلمک قال نعم قال ومن قام بعدہ قال عمر قال ودام علی ظلمک قال نعم قال ومن قام بعدہ قال عثمان
قال ودام علی ظلمک قال نعم قال ومن قام بعدہ قال فجعل یلتفت کذا وکذا ینظر ھکذا یھرب الیہ

ترجمہ پھر حسن بن محمد العسکری ہین پھر ان کے بیٹے محمد ہین جو بی بی بارہوین امام مہدی ہین جنکا انتظار تھا اور کہتے ہین کہ وہ مرے نہین
بلکہ غار مین چھپ رہے ہین اور آخر زمانہ مین آوینگے۔ تو زمین کو عدل سے بھرین گے **ابو منصور** العجلی کہتا تھا کہ محمد بن علی الباقر کا انتظار ہے۔
اور وہ کہتا کہ یہی خلیفہ ہین اور ان کو بالفعل آسمان پر لے گئے ہین وہان پروردگار نے انکے سر پر ہاتھ پھیرا اور قرآن مین جو آسمان سے کسفا ساقطا
آیا وہ یہی ہین **روافض** مین سے ایک فرقہ **جناحیہ** کہلاتا ہے جو عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ذی الجناحین کے مرید ہین تھے انکا یہ
قول تھا کہ الٰہ کے روح نے انبیا کی پشت مین دورہ کیا۔ یہانتک کہ عبد اللہ مذکور کی نوبت پہونچی اور یہ شخص مرا نہین بلکہ اُسی مہدی کا
انتظار ہے اور انہین مین سے ایک فرقہ عراقیہ ہے جو اُسکے حق مین نبوت کی شرکت ثابت کرتے ہین **ایک** گروہ مفوضہ کہلاتا ہے جو کہتے ہین۔
کہ خدا نے محمد کو پیدا کر کے باقی عالم کا پیدا کرنا اُن کے اختیار مین سپرد کیا **ایک** گروہ کو ذمیہ کہتے ہین یہ لوگ حضرت جبرئیل ع کی مذمت
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اُنکو حکم تھا۔ کہ حضرت علی رض کو وحی پہونچاوین اُنہون نے محمد کو پہونچائی۔ انمین سے بعضے کہتے ہین کہ **ابو بکر** نے
فاطمہ پر ظلم کیا کہ اُنکی میراث نہ دی روایت ہے کہ **سفاح** عباسی نے ایک روز خطبہ شروع کیا تو ایک شخص نے جو اپنے آپ کو آل علی کہلاتا
تھا عرض کیا کہ یا امیر المومنین جس نے مجھپر ظلم کیا وہ مظلمہ مجھے واپس کرا دیجئے۔ سفاح نے کہا کہ کس نے تجھپر ظلم کیا ہے اُس نے کہا کہ مین
اولاد علی رضہ سے ہون۔ اور مجھ پر ظلم یہ کہ ابو بکر نے فاطمہ کو فدک نہین دیا۔ (خلاصہ یہ کہ فدک مجھے دلوا دو) سفاح نے کہا۔ کہ پھر
ابو بکر کے بعد کون شخص ہوا۔ اُس نے کہا کہ عمر۔ سفاح نے کہا۔ کہ وہ بھی برابر ظلم پر رہے۔ کہا۔ کہ ہان۔ سفاح نے کہا کہ
پھر کون شخص خلیفہ ہوا کہا کہ عثمان۔ سفاح نے کہا۔ کہ وہ بھی بدستور ظلم پر رہے کہا کہ ہان۔ سفاح نے کہا کہ پھر عثمان کے بعد کون شخص ہوا اونے کہا
کہ ابا اُس رافضی کو ہوش آیا تو اُس نے جواب چھوڑ کر ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا کہ مین کس طرف بھاگ جاؤن سفاح نے کہا کہ اگر یہ بیہودہ نہ ہوتا تو مین تیرا سر رد کر دیتا۔ جس مین تیری دونون آنکھین ہین

قال ابن عقیل الظاهر ان من وضع مذهب الرافضة قصد الطعن فی اصل الدین والنبوة وذلک
ان الذی جاء به رسول الله صلی الله علیه وسلم امر غائب عنا وانما نثق فی ذلک بنقل السلف وجهة
نظر الناظرین الی ذلک منهم فکانت نظرنا اذ نظرنا من نثق بدینه وعقله فاذا قال قائل
انهم اول ما بدلوا أو بعد موته بظلم اهل بیته فی الخلافة وابنته فی ارثها فما هذا الا لسوء
اعتقاد فی المتوفی فان الاعتقادات الصحیحة سیما فی الانبیاء توجب حفظ قوانینهم
بعدهم لا سیما فی اهلیهم وذریتهم فاذا قالت الرافضة ان القوم استحلوا هذا بعده خانت
امانتنا فی الشرع لانه لیس بیننا وبینه الا النقل عنهم والثقة بهم فاذا کان هذا
محصول ما حصل لهم بعده من حسن فی المنقول وزالت یقیننا فیما خولنا الیه من اتباع
ذوی العقول ولم نامن ان یکون القوم لم یروا ما یوجب تبدیعه فراعوا مدة الحیوة

ترجمہ ابن عقیل نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جس نے رافضی مذہب بنایا ہی اُسکی اصلی غرض یہ تھی کہ دین اسلام مین اور اصل نبوت محمدی مین (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) طعن کرے کیونکہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعتقاد حق لائے وہ ہماری نظر سے غائب چیز ہی (اور ہم نے آپکی زبان سے کچھ سنا بھی نہین ہے) بلکہ ہمارا بھروسہ فقط سلف صالحین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین بالاحسان کے منقول پر اور دیکھنے والون کی جودت نظر پر ہی یعنی ان بزرگون نے اپنی خوبی نظر سے انکو بزرگ پیغمبر پایا تھا۔ تو اُن کی جودت نظر پر بھی ہمارا بھروسہ ہی ان دونون باتون سی ہمارا یہ حال ہے کہ گویا ہم خود دیکھتے ہین جب کہ ہمارے لئے ایسے اکابر نے دیکھ لیا تھا جنکی بزرگی دین وکمال عقل وجودت نظر پر ہمارا بھروسہ ہے پس رافضی مذہب کے بانی نے بہکایا کہ جنپر تم یہ وثوق واعتماد کرتے ہو۔ اُنہون نے پیغمبر صلعم کی وفات کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ انکے خاندان پر خلافت کا ظلم کیا۔ اور ان کی بیٹی پر میراث کا ظلم کیا۔ تو یہ بات جبھی ہوسکتی ہے کہ جس کے حین حیات مین اُس کی نبوت کا اعتقاد تھا وہ ان کی نظر مین ٹھیک شخص نہ تھا۔ اس لئے کہ جنکے حق مین سچا اعتقاد ہوتا ہے خصوصًا انبیاء کے حق مین تو یہ واجب کرتا ہی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے قوانین مقررہ کی حفاظت لازم سمجھی جاوے خصوصًا اُسکے اہل وعیال واولاد کے حق مین اُسکے قواعد کے موافق احترام ضروری ہوتا ہی پس جب فرقے رافضہ نے کہا کہ اُنہون نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتین حلال سمجھین تو اس فرقہ نے گویا صاف صاف یہ بہکایا۔ کہ جو شریعت تم کو پہونچی ہے اسکا کچھ اعتبار نہین ہے اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکو پہونچنے مین سوا منقول طریقہ کے دوسرا کوئی طریقہ نہین ہے یعنی صحابہ رضہ نے ہم سے نقل کیا اور ہم نے ان کے بیان پر اعتماد کیا پھر جب رافضی کے اعتقاد پر یہ لوگ جسکو پیغمبر بیان کرتے ہین۔ اس کی موت کے بعد ان کے فعل کا محصول یہ ٹھہرا۔ تو ان کے منقول اعتقادات وشریعت پر اعتبار نہ رہا۔ اور جن عقلاء کے اتباع پر اعتماد کرکے شریعت پر جزم کیا گیا تھا اس سے بداعتقادی ہوجائیگی۔ اور یقین جاتا رہیگا۔ اور یہ دغدغہ پیدا ہوگا۔ کہ جن کے اعتماد پر شریعت کا انحصار ہے۔ شاید اُنہون نے ایسی کوئی بات نہ دیکھی۔ جس سے اتباع وایمان فرض ہو۔ ولیکن بہ مصلحت اس کے زندگی تک رعایت رکھی۔

انقلبوا عن شریعته بعد الوفاة ولم یبق علی دینه الا الاقل من اهله فطاحت الاعتقادات وضعفت النفوس عن قبول الروایات فی الاصل وهو المعجزات فهذا من اعظم المحن علی الشریعة قال المصنف قلت غلوا الروافضة فی حبه علی حملهم علی ان وضعوا احادیث کثیرة فی فضائله اکثرها تشینه وتؤذیه وقد ذکرت منها جملة فی کتاب الموضوعات منها ان الشمس غابت فقامت علیا علیه السلام العصر فردت له الشمس وهذا من حیث النقل موضوع لم یروه ثقة ومن حیث المعنی فان الوقت قد فات وعود ها طلوعا جدیدا لا یرد الوقت وکذلک وضعوا ان فاطمة اغتسلت ثم ماتت واوصت ان یکتفی بذلک الغسل وهذا من حیث النقل کذب ومن حیث المعنی قلة فهم لان الغسل عن حدث الموت فکیف یصح قبله ثم لهم خرافات لا یستند ونها الی مستند ولهم مذاهب فی الفقه ابتدعوها تخالف الاجماع

ترجمہ اور اُس کی مرتے ہی اس کی شریعت سی منحرف ہوگئے اور ان بیشمار لوگونمین سی کوئی تابع نرہا سوا نہایت کم دو چار کے جو اس شخص کے گھر والے تھے تو لامحالہ رافضی کی مکر کا یہی نتیجہ ہو کہ اعتقادات مٹ جاوین اور اصل ایمان کے روایات قبول کرنے سے سب کے جی سست ہو جاوین اور معجزات کی روایتین نہ مانین ابن عقیل رحمہ نے فرمایا۔ کہ اس مکار فرقہ کا فتنہ بھی اسلام مین سخت مصیبت ہے (مترجم کہتا ہو کہ ابن عقیل رحمہ نے جس امر کا اشارہ کیا بہت قوی خیال ہو کہ فرقہ رافضہ کا بانی اسطرح شیطان کے پنجہ مین احمق ہو کہ اگر اُس نے دین اسلام مٹانے کا قصد نہ کیا تو حماقت سی اُسنے یہ کام کیا کیونکہ اعتقاد حق بدون قطعی روایت کی ثبوت نہین ہو سکتا ہو اور جب معدودے چند اہل بیت مین سی مسلمان بیان کرتے ہین تو اُنکی بیانسی کچھ ثبوت نہین ہو سکتا کیونکہ افراد ہین اور خود پیغمبر کو ائمہ معجزات سی قوت دیتا ہو اور رافضی تو اُنکی معارضہ مین باقیونکی منحرف ہو جانی کا مدعی ہو اور اسپر طرہ یہ ہو کہ قرآن بھی امام مہدی کیسا تھہ غائب ہو جانیکا دعوی کرتا ہو۔ تو بالکل دین سی بے نصیب ہگیا۔ رہا یہ دعوی کہ اہل بیت مین سے جو اسلام پر رہے یہ سب معصوم تھے۔ اس بیہودہ دعوے سے اُسنے یہود و نصاری وغیرہ اہل شرک پر کیا ثبوت کیا کیونکہ اگر وہ لوگ دعوی مان لین تو پہلا دعوی نبوت ہی مان لین پس اس فرقہ سے زیادہ احمق دشمن اسلام ظاہر نہین ہوا نعوذ باللہ من شرہا۔

مصنف رحمہ نے کہا کہ فرقہ رافضہ نے حضرت علی رضہ کے ساتھہ دوستی کا دعوی کاذبہ یہانتک بڑہایا کہ آپ کی فضائل مین اپنی طرف سی بہت سی روایتین گھڑلین جنمین انکی نادانی سی بکثرت ایسی ہین۔ جن سے حضرت علی کی مذمت و ایذا نکلتی ہے اور مین نے کتاب الموضوعات مین اس قسم کی موضوعات بہت سی لکھدی ہین اور منجملہ انکی موضوعات کی یہ ہو کہ آفتاب غروب ہو گیا اور حضرت علی کی نماز عصر جاتی رہی پھر انکے لیے دوبارہ پھیرا گیا۔ اور یہ من حیث النقل ایسی حالت مین ہو کہ کسی ثقہ راوی نے اسکو نہین روایت کیا اور من حیث المعنی بھی باطل ہو اسلیے کہ جب پہلے آفتاب ڈوب گیا تو وقت عصر جاتا رہا پھر اگر وہ دوبارہ طلوع کر دیا گیا تو یہ جدید وقت پیدا کیا گیا از انجملہ یہ کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ نے خود غسل کیا پھر انتقال کا وقت آیا تو وصیت کی کہ میری لیے اسی غسل پر اکتفا کیا جاوے اور دوبارہ غسل میت نہ دیا جاوے یہ موضوع من حیث النقل تو جھوٹ ظاہر ہے اور من حیث المعنے اس فرقہ کی حماقت ہی کیونکہ موت حادث ہو نیسے غسل لازم آتا ہی تو پہلا موت سے پہلی غسل سی کیا فایدہ ہوگا پھر تکی علاوہ انکے خرافات بہت کثرت سی ہین۔ جن کے لیے کچھہ سند نہین ہے اور فقہ مین انکی مذاہب بدعتیہ عجیب ہین۔ جو اجماع کے خلاف ہین

فنقلت منها مسائل من خط ابن عقیل قال نقلتها من کتاب المرتضی فیما انفردت بہ الامامیۃ ضمنہا انہ
لا یجوز السجود علی ما لیس بارض ولا من نبات الارض فاما الصوف والجلود والوبر فلا وان الاستجمار لا یجوز فی
البول بل فی الغائط خاصۃ ولا یجوز مسح الراس لا بماء ابل النہی فی الید فان استانف للراس بللا
مستانفا لم یجزہ حتی لو نشفت یدہ من البلل احتاج الی استیناف الطہارۃ وانفرد وا بتحریم من زنی
بہا وہی تحت زوج ابدا فلو طلقہا زوجہا لم یحل للزانی نکاحہا وحرموا الکتابیات وان الطلاق المعلق علی شرط لا
یقع وان وجد شرطہ وان الطلاق لا یقع الا بحضور شاہدین عدلین وان من نام عن صلوۃ العشاء الی مضی نصف
اللیل وجب علیہ اذا استیقظ القضاء وان یصبح صائما کفارۃ لذلک التفریط وان المراۃ اذا جزت شعرہا
فعلیہا کفارۃ قتل الخطاء وان من شتم ثوبہ من مات ابن لہ او زوجۃ فعلیہ کفارۃ یمین ومن تزوج امراۃ وطاہا
زوجہ وہو لا یعلم لزمہ لصداقہا بخمسۃ دراہم وان شارب الخمر اذا حد ثانیۃ قتل فی الثالثۃ ویجلد شارب الفقاع
کشارب الخمر وان قطع الساق من اصول الاصابع ویبقی الکف فان سرق مرۃ اخری قطعت رجل الیسری فان سرق
ثالثۃ خلد فی الحبس الی ان یموت وحرموا السمک الجری وذبائح اہل الکتاب واشترطوا فی الذبح

ترجمہ چنانچہ ابن عقیل کے خط مین **نقل** کیئے۔ اور ابن عقیل نے کہا کہ مین نے مرتضی کی کتاب سے اُن کو نقل کیا جس نے
منفردات امامیہ کے بیان مین لکھا ہے **از انجملہ** یہ کہ جو چیز مین زمین و نباتات نہ ہو۔ اُس پر سجدہ جائز نہین ہے۔ اور اُونٹ و بھیڑ بکری وغیرہ
کے بال و کھال پر سجدہ روا نہین ہے۔ اور ڈھیلے سے استنجا فقط پائخانہ مین جائز ہے۔ پیشاب مین نہین جائز ہے۔ اور سر کا مسح نہین
جائز ہے مگر اُسی تری سے جو ہاتھ مین لگی رہگئی ہے۔ اور اگر جدید پانی سے کر ہاتھ تر کیا۔ تو اُس سے سر کا مسح نہین جائز ہے حتی کہ
اگر تری نہ باقی رہی ہو۔ تو دوبارہ وضو شروع کرے۔ اور کہا کہ اگر کسی مرد نے ایک عورت سے جس کا خاوند موجود ہے۔ زنا کیا تو یہ عورت
زانی پر ہمیشہ کے لیئے حرام ہوگئی حتی کہ اگر اُس کا خاوند اُس کو طلاق دیدے تو بھی زانی اُس سے نکاح نہین کر سکتا ہے یہ کسی مسلمان کا
قول نہین ہے اور اس فرقے نے کتابیات کو حرام ٹھیرایا۔ اور کہا کہ اگر طلاق کسی شرط پر کہی اور وہ شرط پائی گئی۔ تو طلاق نہین پڑے گی
اور کہا کہ جب تک دو گواہ عادل موجود نہ ہون تب تک طلاق نہین پڑتی۔ اور کہا کہ جو شخص آدھی رات تک بغیر عشا پڑھے سوتا رہا تو اُس
قضا واجب ہوگی جب جاگے اور اس قصور کے واسطے صبح کو روزہ سے اُٹھے تاکہ کفارہ ہو اور عورت نے اگر اپنے بال کاٹے
تو اُس پر خطا کا کفارہ لازم ہے اور اگر کسی نے اپنی بیٹی یا زوجہ یا شوہر کی مرگ مین کپڑے پھاڑے تو اُس پر قسم کا کفارہ ہے اور
جس نے کسی عورت سے نکاح کر لیا حالانکہ اُس کا شوہر موجود تھا مگر وہ نہ جانتا تھا تو اُس پر پانچ درم کفارہ لازم ہوگا۔ اور شراب خوار اگر دو
مرتبہ مار گیا۔ تو تیسری مرتبہ قتل کر دیا جاوے اور جو کوئی نقاع پیئے تو اُس پر شراب خوار کی طرح حد ماری جاوے اور چور کا ہاتھ انگلیون
کی جڑون سے کاٹا جاوے اور ہتھیلی باقی رکھی جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اُس کا بایان پاؤن کاٹا جاوے اور اگر تیسری بار پھر چوری کرے
تو ہمیشہ کے لیئے قید خانہ مین ڈال دیا جاوے حتی کہ مر جاوے۔ اور روافض نے بے مچھلی کو اور اہل کتاب کی ذبائح کو حرام رکھا اور ذبح کرنے مین اُنھون نے

استقبال القبلة فی مسائل کثیرة یطول ذکرها خرقوا فیها الاجماع وسولت لهم ابلیس وضعهم علی وجه لا یستند وفیه الی اثر ولا قیاس سدید ولو اقویت ومقابح الرافضة اکثر من ان تحصی وقد حرموا الصلوٰة لکونهم لا یغسلون ارجلهم فی الوضوء ولبسهم لظلمهم اماما معصوما وابطلوا السبب الصحابة وفی الصحیحین عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لا تسبوا اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذهبا ما ادرک مد احدهم ولا نصیفه وفی الصحیحین عن ابن شهاب عن ابن سلمة عن ابیه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین لا یقبل اللہ منه یوم القیمة صرفا ولا عدلا قال المصنف والمراد بالعدل الفریضة والصرف النافلة وعن سوید بن غفلة قال مررت بنفر من الشیعة یتناولون ابا بکر وعمر ویلعنونهما فدخلت علی علی بن ابی طالب فقلت یا امیر المؤمنین مررت بنفر من اصحابک یذکرون ابا بکر وعمر بغیر الذی هما له اهل ولولا انهم یرون انک تضمر لهما غل مثل ما اعلنوا ما اجترءوا علی ذلک فقال علی رضی اللہ عنه اعوذ باللہ ان اضمر لهما الا الذی

ترجمہ یہ شرط کی قبلہ کی طرف منہ کرے اور بہت سے مسئلے جن کے ذکر مین بہت زیادہ طول ہے اور سب خالف اجماع ہین اور شیطان نے اُن کو تلبیس مین ڈالدیا کہ بغیر مستند کے اور بدون زور قیاس کے اُنھون نے یہ احکام بنائے ہین اور روافض کی قبیح باتین شمار سے باہر ہین **فت** منہ جرم کہتا ہی کہ شیخ نے جو ان مسائل پر تعجب کیا اور بعد کے روافض کے مسائل اگر کوئی سنے تو اُن کی ضلالت مین شک کیا بلکہ اللہ تعالے سے پناہ مانگے شیخ رحمہ نے لکھا کہ روافض نماز سے محروم ہوئے کیونکہ وہ وضو مین پاؤن نہین دھوتے اور جماعت سے محروم ہوئے کیونکہ امام معصوم ڈھونڈتے رہتے ہین (جس کا ملنا محال ہے) اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنے کے وبال مین مبتلا ہوئے اور صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب کو بُرا نہ کہنا کیونکہ اگر تم مین کوئی شخص کوہ اُحد کے برابر سونا راہ خدا مین خرچ کرے تو اُن کی ایک مُد بلکہ نصف کے برابر نہ پہونچے گا **ابن** سلمہ عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے واسطے میرے اصحاب برگزیدہ فرمائے وہ میرے وزیر و انصار و اصہار بنائے تو جو کوئی اُن کو بُرا کہی اُس پر اللہ تعالے و ملائکہ و سب لوگون کی لعنت ہو خدا اُس سے قیامت کے روز نہ صرف و عدل کچھ قبول نہ کریگا۔ **مصنف** نے کہا کہ صرف سے مراد نفل اور عدل سے مراد فریضہ ہے **سوید** بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا گزر ایک جماعت کی طرف (کوفہ مین) ہوا جو ابو بکر و عمر کا ذکر کرتے اور اُن کی شان مین کچھ نقص ظاہر کرتے تھے پس مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین گیا اور مین نے بیان کیا کہ یا امیر المؤمنین آپ کے چند لشکریون کی طرف میرا گزر ہوا تو وہ ابو بکر و عمر کے حق مین ایسی باتین بیان کر رہے تھے جو ان دونون بزرگون کی شان کے لائق نہین ہین اور شاید اُن کی یہ جرأت اس گمان پر ہی کہ آپکے دل مین بھی ان بزرگون کی طرف سے یہی خیال ہی ورنہ علانیہ اس طرح کیونکر بیان کرتے حضرت **علی** رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اعوذ باللہ اعوذ باللہ مین خدا کی پناہ لیتا ہون اس امر سے کہ مین

ان کی طرف سے دل مین کوئی بغض رکھون علی مین تو ان کی طرف سے دل مین کبھی بغض نہین رکھتا ہون مگر

اتمنی النبی علیہ من اللہ من اضمر لھما الا الحسن الجمیل اخو رسول اللہ وصاحبہ ووزیرہ رحمۃ اللہ علیھما ثم نھض
دامع العینین یبکی قابضا علی ید حتی دخل المسجد فصعد المنبر وجلس علیہ متمکنا قابضا علی لحیتہ وھو ینظر فیما و
ھی بیضاء حتی اجتمع لہ الناس ثم قام فتشھد بخطبۃ موجزۃ بلیغۃ ثم قال مابال اقوام یذکرون
سیدی قریش وابوی المسلمین ما انا متنزہ ومما قالوہ بریء وعلی ما قالوا معاقب اما و
اللہ فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ لا یحبھما الا مؤمن تقی ولا یبغضھما الا فاجر ردی صحبا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدق والوفاء باسران دینھما ان ویبغضان ویعاقبان مما یجاوزان فیما یصنعان
رأیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری کرأیھما رأیا
ولا یحب لحبھما احد المضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو راض عنھما ومضیا وللمؤمنین غضبا
راضوا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ المؤمنین فصلی بھم تسعۃ ایام فی حیوۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلما قبض اللہ نبیہ واختار لہ ما عندہ ولاہ المؤمنون ذلک وفوضوا الیہ الزکوۃ ثم اعطوہ البیعۃ

ترجمہ جو نبی صلعم کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی اُن کی طرف سے سوائے بہتر و خوبی کے کوئی بات دل مین مضمر کرے اُس پر اللہ
کی لعنت ہے وہ دونون تو رسول اللہ صلعم کے صحابی برادر اور وزیر تھے اللہ تعالی اُن پر رحمت فرماوے۔ پھر اسی طرح
آبدیدہ روتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر مسجد مین داخل ہو کر منبر پر چڑھے اور اچھی طرح تمکن سے اُس پر بیٹھ گئے اور
اُس وقت اپنی سفید داڑھی ہاتھ مین لیئے ہوئے اُس کی طرف نگاہ رکھتے تھے۔ یہانتک کہ لوگ آکر آپ کے گرد جمع ہوئے۔ پھر
کھڑے ہو کر مختصر موجز بلیغ خطبہ سے اللہ و رسول کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ بعض اقوام کی یہ کیا حرکت ہے کہ ابوبکر و عمر کو جو قریش
(مہاجرین) کے سردار اور مسلمانون کے باپ مین ایسے نقص سے ذکر کرتے ہین کہ مین اُس سے بری و بیزار ہون اور ان اقوام کو
ایسی گفتگو پر سزا دون گا۔ خبردار ہو جاؤ کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جس نے دانہ اُگایا اور انسان پیدا کیا ہے کہ ابوبکر و عمر سے وہی محبت کرے گا
جو مومن متقی ہے اور ان دونون سے وہی بغض رکھے گا جو فاجر ردی ہے ان دونون نے کامل صدق و وفا کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کا حق صحبت ادا کیا۔ پھر کبھی رسول اللہ صلعم کے رائے و حکم سے تجاوز نہ کیا درحالیکہ امر بالمعروف کرتے رہے اور منکر سے منع
کرتے اور غصے بھی ہوتے اور سزا بھی دیتے تھے مگر رسول اللہ صلعم کی رائے سے تجاوز نہ کرتے اور رسول اللہ صلعم بھی اُن کی رائے
کے مثل کسی کی رائے نہین دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلعم ان دونون سے جیسی محبت کرتے ویسی کسی سے نہین رکھتے تھے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کو گئے درحالیکہ ان دونون سے بہت راضی تھے پھر یہ دونون آخرت کو گئے درحالیکہ سب مومنین اُن سے بہت
راضی تھے اور جب رسول اللہ صلعم بیمار ہوئے یعنی مرض وفات مین تو ابوبکر رضا کو حکم دیا کہ مومنون کو نماز پڑھاوین پس آنحضرت کی زندگی
مین نو دن تک ابوبکر رضا نے مومنون کو نماز پڑھائی پھر جب اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلعم کو اُٹھا لیا اور اپنی یہان کی نعمت آپ کے لیے پسند فرمائی
تو مومنون نے ابوبکر رضا کو اپنا متولی و خلیفۂ رسول اللہ بنایا اور (مثل رسول اللہ کے) ابوبکر کو زکوۃ سپرد کی اور خوشی کے ساتھ اُن کو

طائعین غیر کارھین وانا اول من سن لہ ذلک من بنی عبد المطلب فھو لذلک کارہ یود لو
ان منا احدا کفاہ ذلک وکان واللہ خیر من بقی ارحمہ رحمۃ وارأفہ رافۃ
واقدمہ سنا واسلاما شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمیکائیل رافۃ ورحمۃ وبابراھیم
عفوا ووقارا فسار بسیرۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتے مضے علے ذلک رحمۃ اللہ علیہ ثم ولی
الامر من بعدہ عمر وکنت فیمن رضی فاقام الامر علے منھاج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ یتبع اثارھما
کما یتبع الفصیل اثر امہ وکان واللہ فیقارحیما بالضعفاء ناصرا للمظلومین علی الظالمین لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم وضرب اللہ بالحق
علی لسانہ وجعل الصدق من شانہ حتے ان کنا لنظن ان ملکا ینطق علے لسانہ اعز اللہ بالاسلام وجعلہ سنۃ فواما والقی فی قلوب الناس
الرھبۃ وفی قلوب المومنین المحبۃ شبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بجبریل فظا غلیظا علے الاعداء فمن کرھتھما رحمۃ اللہ علیھما

ترجمہ کسی قسم کی زبردستی نہ تھی۔ اور مین بنی عبد المطلب مین سے پہلا شخص ہون جس نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کا طریقہ شروع کیا باوجودیکہ ابوبکر کو خود اس خلافت کی خوشی نہ تھی وہ چاہتے تھے کہ ہم مین سے کوئی شخص اس کام کی کفایت کرے اور ابوبکر کی شان یہ تھی کہ رسول اللہ کے بعد جو لوگ باقی رہے تھے واللہ ابوبکر ان سب سے بہتر تھے رحمت کی صفت مین سب سے بڑھکر رحیم تھے اور رافت مین سب سے افضل تھے اور تقوے و دیانت مین سب سے بڑھکر پرہیزگار تھے اور بعد رسول اللہ کے سن مین بھی باقیون سے بڑے تھے۔ اور ایمان لانے مین بھی سب سے مقدم تھے اور رافت و رحمت مین ابوبکر ایسی فضیلت رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو میکائیل سے مشابہ کیا اور عفو و وقار مین ایسے بہتر تھے کہ آنحضرت نے اُن کو ابراہیم خلیل اللہ سے مشابہ کیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتے رہے یہانتک کہ اسی طریقہ پر منزل مقصود کو چلے گئے اللہ تعالے اُن پر رحمت فرماوے پھر اُن کے بعد عمر بن الخطاب متولی و خلیفہ ہوئے اور مین اُن لوگون مین تھا جو اُن کے خلیفہ ہونے پر ابتدا سے راضی[1] ہوئے تھے پس عمر رضہ نے اس معاملہ کو حضرت رسول اللہ اور اُن کے یار غار کے طریقہ پر بہت ٹھیک قائم رکھا کہ ہر معاملہ مین انہین دونون صاحبون کے نشان قدم پر چلتے رہے جیسے اونٹنی کے بچے اس کا بچہ قدم بقدم چلتا ہی اور بے شک واللہ عمر کی شان یہ تھی کہ مومنین و ضعفا پر ترحم و رحمت رکھنے والے اور مظلومون کے مددگار تھے اور ظالمون پر سخت و شدید تھے اور اللہ تعالے کے معاملہ مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے اور اللہ تعالے نے حق ان کی زبان پر روان کیا تھا اور صدق ان کی ہر شان سے ظاہر فرماتا تھا یہانتک کہ واللہ ہم لوگ گمان رکھتے تھے کہ کوئی خدائی فرشتہ عمر رضہ کی زبان سے بولتا ہے جب وہ اسلام لائے تو اللہ تعالے نے اُن سے اسلام کو عزت دیدی اور ان کی ہجرت مدینہ سے دین کا قوام ایسا مضبوط ہوا کہ مدینہ کے منافقون کے دلون مین ان کی طرف سے خوف سما گیا۔ اور مومنون کے دلون مین ان کی محبت بھر گئی اور رسول اللہ صلعم نے اُن کو جبرئیل ؑ سے تشبیہ دی کہ دشمنان خدا و رسول پر بہت سخت و شدید تھے اللہ تعالے ان دونون اصحاب پر رحمت فرماوے +

[1] یہ اشارہ ہے کہ حضرت طلحہ و غیرہ بعض نے حضرت ابوبکر رضہ سے کہا تھا کہ عمر رضہ کو آپ خلیفہ کرتے ہین۔ وہ بہت سخت مزاج ہین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہین۔ بلکہ ہم کو آپ خلیفہ کرین وہی ہمارا پسندیدہ ہے ۱۲

ورزقنا المضي على سبيلهما فمن اجتنبهما ومن لم يحبهما فقد بغضنا وانا منه بريء ولو كنت
تقدمت اليكم في امرهما لعاقبت على هذا اشد العقوبة الا فمن اثبت به يقول بعد هذا اليوم فانا عليه
ما على الفقري الا وخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر ثم ان الله علم بالخير اين هو اقول قولي هذا واستغفر
الله لي ولكم وفي الحديث عن ابي سيلمن انه قال يخرج في آخر الزمان قوم لهم نبز يقال لهم الرافضة يتحلون شيعتنا وليسوا
من شيعتنا وآية ذلك انهم يشتمون ابا بكر وعمر اين ما ادركتموهم فاقتلوهم فانهم مشركون ذكر تلبيس ابليس
على الباطنية قال المصنف لباطنية قوم يستترون بالاسلام وما والى الرافض وعقائدهم واعمالهم
تباين الاسلام بالمرة فحملوا قولهم تعطيل الصانع وابطال النبوة والعبادات وانكار البعث ولكنهم
لا يظهرون هذا في اول امرهم بل يزعمون ان الله حق ومحمد رسول الله والدين صحيح لكنهم يقولون لذلك
سرا غير ظاهر وقد تلاعب بهم ابليس فبالغ وحسن لهم مذاهب مختلفة ولهم ثمانية اسماء الاسم الاول الباطنية سموا بذلك
لانهم يدعون ان لظواهر القرآن والاحاديث بواطن تخرج من الظواهر مجرى اللب من القشر انما بصورتها توهم الجهال صورا جلية

ترجمہ اور ہم کو اُن ہی کے طریقہ پر اپنی منزل مقصود کو پہونچنا نصیب کرے اب ان دونوں کی مثل تمہارے واسطے کون ہے آگاہ رہو
کہ جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہو وہ ضرور ان دونوں سے محبت کرے اور جو کوئی اُن دونوں سے محبت نہ کرے تو واللہ اُس نے مجھ سے
بغض و دشمنی کی اور میں بھی اُس سے بیزار ہوں اور اگر میں نے پہلے سے یہ بات تم سے کہدی ہوتی تو اُس وقت جب میں نے بعض
لوگوں کی بدگوئی سنی تھی تو بدگو کو سخت عذاب کی سزا دیتا ولیکن اب خبردار رہو کہ اگر آئندہ میں نے کسی بدگو کا حال سنا اور وہ ثابت ہو گیا
تو اُس پر میں وہ سزائے شدید قائم کروں گا جو مفتری کی حد ہو (یعنی پاک پاکیزہ مرد و عورت کو بہتان لگانے والے کی سزا اسّی کوڑے) اور آگاہ رہو کہ
اس امت میں بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ابو بکر و عمر ہیں پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ جانے کہ بہتری کہاں ہے اقول قولی
هذا واستغفر الله لي ولكم حضرت امیر المومنین علی رضہ سے روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو ہمارے شیعہ دوستدار
ہونا ظاہر کریں گے بدگوئی کریں گے وہ رافضہ کہلاویں گے وہ لوگ ہرگز ہمارے شیعہ نہیں ہیں اور اُن کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگ
حضرت ابو بکر و عمر کو برا کہیں گے اُن کو تم جہاں کہیں پاؤ قتل کرنا کیونکہ وہ لوگ مشرک ہیں **باطنیہ فرقہ پر تلبیس ابلیس کا**
بیان مصنف رح کہتا ہے کہ باطنیہ ایک فرقہ ہے جس نے اسلام کے پردے میں آپنے آپ کو چھپایا۔ اور رفض کی طرف جھکے اور اُن کے
عقائد و اعمال سب اسلام سے بالکل مخالف ہیں چنانچہ اُن کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ صانع بے کار ہے اور نبوت باطل ہے اور عبادات
بے فائدہ ہیں اور بعث و حشر و ہو کا ہے ولیکن وہ لوگ ابتدا یہ باتیں کسی سے ظاہر نہیں کرتے بلکہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ اللہ حق ہے اور
محمد رسول ہیں اور دین صحیح ہے ولیکن باطن میں خفیہ ان سب سے منکر ہیں اور ابلیس نے ان کو اپنا مسخرہ بنایا ہے اور پورا مسخرہ
کر لیا اور عجب طرح کے واہی مذاہب اُن پر رچائے ہیں اور اُن کے آٹھ نام ہیں (**اول**) باطنیہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن
و حدیث کے باطنی معنی ہیں اور وہ مغز ہیں اور ظاہری معنی چھلکا ہیں اور قرآن نے اپنی ظاہری صورت سے جاہلوں کو ان مسائل میں

وهو عند العقلاء رموز واشارات الى حقائق خفية وان من تقاعد عقله عن الغوص على
الخفايا والاسرار والبواطن والاغوار وقنع بظواهرها كان تحت الاغلال التي هي تكليفات الشرع
ومن ارتقى الى علم الباطن انحط عنه التكليف واستراح من اعبائه قالوا وهم المرادون بقوله تعالى
ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم ومرادهم ان يدعوا عن العقائد الموجب
الظواهر ليقدروا بالتحكم بدعوى الباطن على ابطال الشرائع الاسم الثاني الاسماعيلية قال
المصنف نسبوا الى زعيم لهم يقال له محمد بن اسماعيل بن جعفر ويزعمون ان دور الامامة انتهى
اليه لانه سابع واحتجوا بان السموات سبع والارضين سبع وايام الاسبوع سبعة وقد علمت ان
دور الائمة تم بسبعة وعلى هذا فما يتعلق بالسبع يلتصق ويقولون العباس ثم ابنه عبد الله ثم ابنه علي ثم ابنه محمد بن علي ثم ابراهيم ثم
السفاح ثم المنصور فذكر ابو جعفر الطبري في تاريخه قال قال علي بن محمد عن ابيه ان رجلا من الروندية اتى اليه وزعم ان الروح التي في
عيسى كانت تقال له الابلق وكان اذا رآه بكى بالعلو وذكر الروندية اليه وزعم ان الروح التي كانت في عيسى بن مريم صارت في علي بن ابيطالب
في الائمة واحدا بعد واحد الى ابراهيم بن محمد واستنزلته الحمية حتى كان اول من دعا الى هذا فبطلعهم ويستفيهم ويكلمهم على امرأته

ترجمہ اور وہ عاقلون کے نزدیک رموز واشارات بحقائق خفیہ ہین۔ اور جس شخص کی عقل ان حقائق تک نہ پہونچے۔ تو وہ
ظاہری تکلیفات شرع کے تحت مین گرفتار رہیگا۔ اور جو کوئی علم باطن تک پہونچ گیا۔ اُس سے تکلیفات شرعی ساقط ہوجاتی ہین
اور کہا کہ قولہ تعالے یضع عنہم اصرہم الآیہ مین یہی لوگ مراد ہین اور اُس گمراہ فرقے کا مطلب یہ ہی کہ اس ذریعے سے جب ظاہری
احکام کا موجب نہ رہا تو شریعت کو مٹانے پر قابو حاصل ہوگا (دوم) اسماعیلیہ کیونکہ اُن کا یہ زعم ہی۔ کہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر کی
طرف منسوب ہین (مترجم کہتا ہے کہ دیگر کتب مین اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الباقر لکھا ہے) اور یہ لوگ مدعی ہین کہ امامت کا دورہ
اسی بزرگ پر منتہی ہوا ہے کیونکہ یہ شخص ساتوان ہے اور ساتوین پر خاتمہ ہوتا ہے اس لیئے کہ آسمان سات ہین اور زمین سات اور
ہفتہ سات دن ہے۔ تو امامت کا دورہ بھی ساتوین پر تمام ہوا۔ وعلی ہذا منصور عباسی سے اسی معاملہ کا تعلق ہوا چنانچہ عباس
پھر اُن کا فرزند عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔ پھر علی بن عبد اللہ پھر محمد بن علی پھر ابراہیم بن محمد پھر سفاح پھر منصور یعنی منصور ساتوان
پڑتا ہے پس ابو جعفر طبری نے تاریخ مین ذکر کیا کہ علی بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ راوندیہ مین سے ایک شخص اُن
کے پاس آیا اور زعم کیا کہ تو ہی وہ رُوح ہے جو عیسے ع سے متعلق ہوئی تھی اور اس شخص کو ابلق کہا کرتے تھے۔ کیونکہ جا بجا اس
مین برص کے داغ تھے۔ پھر یہ شخص گیا۔ اور راوندیہ کو اس گمراہی کی طرف بلایا۔ اور بیان کیا۔ کہ جو رُوح عیسے بن مریم مین
تھی۔ وہ علی بن ابی طالب مین آئی۔ پھر یکے بعد دیگرے امامون مین آتی رہی۔ یہان تک کہ ابراہیم بن محمد
مین پہونچی اور اس فرقہ نے محرمہ عورتون وغیرہ کو حلال کر لیا۔ حتے کہ ان مین سے بعض شخص ایک جماعت کو
دعوت کے لیے اپنے یہان بلاتا۔ اور اُن کو کھانا کھلا کر شراب پلا کر اپنی عورتون کے پاس پہونچا دیتا ✦

فبلغ ذلك لبيد بن عبد الله فقتلهم وصلبهم فلم يزل ذلك فيهم الى اليوم وعبدوا ابا جعفر و
صعدوا الخضراء والقوا نفوسهم كانهم يطيرون فلا يبلغون الى الارض الا وقد هلكوا واخرجت جماعتهم
على الناس في السلاح واقبلوا يصيحون يا ابا جعفر انت الاسم الثالث السبعينة لقبوا
بذلك لامرين احدهما اعتقادهم ان ادوار الائمة سبعة سبعة على ما بينا وان الانتهاء الى السابع
هو اخر الادوار وهو المراد بالقيامة وان تعاقب هذه الادوار لا اخر له والثاني لقولهم ان تدبير العالم
السفلي منوط بالكواكب السبعة زحل ثم المشتري ثم المريخ ثم الشمس ثم الزهرة ثم عطارد ثم القمر الاسم
الرابع البابكية قال المصنف وهو اسم لطائفة منهم تبعوا رجلا يقال له بابك الخرمي وكان هو من الباطنية
واصله انه ولد زنا فظهر في بعض الجبال بناحية اذربيجان سنة احدى ومائتين وتبعه خلق كثير واستفحل
امرهم واستباح المحظورات وكان اذا علم ان عند احد بنتا جميلة او اخا طلبها فان بعثها اليه والا بيته واخذها و
مكث على هذا عشرين سنة فقتل بائتي الف وخمسة خمسين الفا وخمسمائة انسان وحاربه السلطان فهزم خلقا من الجيوش
حتى بعث المعتصم افشين فحاربه فجاء ببابك وباخيه في سنة ثلث وعشرين

بابک الشعفی نکایت

ترجمہ۔ یہ خبر لبید بن عبد اللہ کو پہونچی۔ تو اُس نے اُن لوگون کو قتل کر کے سولی دے دی۔ ولیکن اب تک اُن مین جو لوگ باقی ہین اُن کا یہی طریقہ ہے۔ اور ابو جعفر (منصور) کی بندگی کرتے ہین۔ اور اُنہون نے خضرا پر چڑھکر وہان سے ہاتھ پھٹ پھٹائے جیسے چڑیان بازو پھڑپھڑاتی ہین۔ گویا یہ لوگ اڑتے تھے اور اپنے آپ کو نیچے گرایا۔ اور ہنوز زمین تک نہ پہونچے تھے کہ مر گئے اور ان کی جماعت ہتھیار بند ہو کر لوگون پر نکلی اور چلانے لگی کہ اے ابو جعفر تم ہو تم ہو (**تیسرا نام**) اس سبب سے یہ لقب دو وجہ سے دیا گیا (ایک) یہ کہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت کا دورہ سات سات ہے۔ جیسا کہ ہم نے سابق مین بیان کیا۔ اور ساتوین پر انتہا ہوتی ہے اور یہ آخری دورہ ہے۔ اور قیامت سے یہی مراد ہے اور دورے اسی طرح سے انتہا چلے جائین گے اور دنیا تین ہزار سات کے ختم پر ہوتی رہین گی کہین خاتمہ نہوگا دوسرا (دوم) یہ کہ ان کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ عالم ارضی کی تدبیر سات ستارون کے حوالے ہے۔ یعنی زحل و مشتری و مریخ و آفتاب و زہرہ و عطارد و قمر اور یہ اسی ترتیب سے ہین۔ **چوتھا نام**۔ بابکیہ۔ ان مین سے ایک گروہ کا لقب ہے یہ لوگ بابک مجوسی کے تابع تھے۔ وہ باطنیہ مین سے تھا۔ اور اُس کی اصلیت یہ تھی کہ وہ ولد الزنا تھا اور آذربیجان کے نواح مین کسی پہاڑ مین پیدا ہوا تھا اور بکثرت خلقت اس کے تابع ہو گئی اور اس کا زور کثرت سے بڑھ گیا اور اُس نے ممنوعات کو حلال کر دیا۔ اور جب اُس کو سنتا۔ کہ فلان کے پاس خوبصورت دختر ہے۔ یا بہن ہے۔ تو اُس سے طلب کرتا۔ اگر اُس نے بھیج دی۔ تو خیر۔ ورنہ اُس کو گرفتار کر کے مار ڈالتا۔ اور عورت کو لے لیتا۔ اور اسی حرامزادگی پر (۲۰) بیس برس تک اُن پہاڑون مین ملعون بر قابض رہا۔ اور اُس نے دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو آدمی قتل کیے۔ اور سلطان نے اس سے لڑائی کی اور اُس نے بہت سے لشکرون کو بھگا دیا۔ آخر معتصم نے افشین سردار کو اُس کی لڑائی کے لیے مامور کیا۔ افشین نے بابک کو گرفتار کر کے مع اُس کے بھائی کے سنہ ۲۲۳ھ مین

فلما دخل قال لبابك اخوه بابابك قد علمت ما لم يعلمه احد فاصبر الا ان صبرك لم يصبره احد فقال ستري صبري فلما
المعتصم بقطع يد فقطعت يمينه فسمي بالدم وجهه فعزاه عن ذلك فقال خفت ان يراني وجهي صفره فنضل فقد جزعت
من الموت فقطعت اربعته ثم ضربت عنقه وضربت عليه النار وفعل مثل ذلك باخيه فمات من يومه وبقي
من البابكية جماعة يقال ان لهم ليلة في كل سنة يجتمع فيها رجالهم ونساؤهم ثم يطفئون السرج ثم يبتدأ صور الليلة
فيثب كل رجل منهم الى امرأة ويزعمون ان من حظي على امرأة استحلها بالاصطياد كان الصيد مبتدأ الاسم
المحمرة قال المصنف سموا بذلك لانهم صبغوا ثيابهم بالحمرة في ايام بابك

الاسم الثالث

القرامطة وقال المصنف المؤرخين في سبب تسميتهم بهذا قولان احدهما ان رجلا من ناحية خراسان قدم سواد الكوفة فاظهر الزهد
ودعا الى امام من اهل بيت الرسول عليه السلام ونزل على رجل يقال له كرمتيه لقب بهذا لحمرة عينيه وهو بالنبطية حمار
العين فاخذ له امير تلك الناحية فحبسه وترك مفتاح البيت تحت رأسه ثم افرقت له جارية فاخذ سلة ففتح البيت
واخرجته ورددت المفتاح الى مكانه فلما طلب لم يوجد زاد افتتان الناس به فخرج الى الشام فسمي [illegible]

ترجمہ بغداد روانہ کیا۔ اُس وقت اُس کے بھائی نے کہا کہ اے بابک تو نے وہ کام کیا جو کسی نے نہیں کیا اور ایسا صبر بھی کرنا چاہیے جو کسی نے نہ کیا ہو۔ بابک نے کہا کہ اچھا تو یہ اِصبر دیکھ لے۔ پس معتصم نے اُس کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا تو اُس نے خون سے اپنا منہ رنگ لیا۔ لوگوں نے پوچھا تو اُس نے کہا کہ ایسا نہ ہو میرے چہرے پر زردی نظر آوے۔ تب کہا جاوے کہ بابک موت سے ڈر گیا۔ پھر اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اور گردن ماری گئی اور آگ میں جلا دیا گیا اور اُس کے بھائی کا بھی یہی انجام ہوا اور باوجود اس کے اُن میں سے کسی کے مُنہ سے چیخ کی آواز نہیں نکلی **مصنف** نے کہا کہ ایک جماعت باقی رہی ہے اور کہتے ہیں کہ سال میں ان کی ایک رات خوشی کی مقرر ہے (یہ عید غبرہم کے نام سے معروف ہے) سب ایک مکان میں جمع ہوتے ہیں آخر میں چراغوں کو گل کر دیتے ہیں اور ہر ایک مرد دوڑ کر ایک عورت کو گرفتار کر کے اس کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ حلال ہوا بطور شکار کے ہی کیونکہ شکار مباح ہے (**پانچوان نام**) [illegible] بابک کے زمانہ میں اپنے کپڑے سُرخ رنگتے تھے (**چھٹا نام**) قرامطہ اس نام کی وجہ تسمیہ [illegible] خراسان کا ایک شخص سواد کوفہ میں گیا وہاں عابد زاہد بن گیا اور لوگوں کو اہل بیت کے امام کی طرف بلایا۔ ایک شخص اس کے میزبان کے یہاں اُترا تھا جس کو آنکھ کی سُرخی کی وجہ سے کرمتیہ کہتے تھے اس لیے کہ دیہات کی زبان میں اس کے یہی معنی ہیں پس [illegible] کے سردار نے اُس کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈالا اور قفل کی کنجی اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لی پھر [illegible] کھا کر کنجی نکال کر قید خانہ کھول کر اُس کو بھگا دیا۔ اور دروازہ بند کر کے کنجی بدستور اپنی جگہ رکھ دی۔ صبح کو جب [illegible] تو لوگ زیادہ معتقد ہو کر فتنہ میں پڑے۔ اور شخص مذکور شام میں پہونچا۔ اور وہاں اپنے میزبان کرمتیہ کے نام سے

یا سمہ الذی کان نانا علیہ ثم خففت فقیل قرمط ثم توارث مکانہ اولادہ واھلہ والثانی ان القوم
القبوا بھذا نسبۃ الی رجل یقال لہ حمدان قرمط کان احد دعاتھم فی الابتداء فاستجاب لہ جماعۃ
فسموا قرامطۃ وقرمطیۃ وکان ھذا الرجل من اھل الکوفۃ وکان یمیل الی الزھد فصار احد دعاۃ الباطنیۃ
فی طریق وھو یتوجہ الی قریۃ وبین یدیہ بقرۃ یسوقھا فقال حمدان لذلک الراعی وھو لا یعرف ابن مقصدک
فذکر قریۃ حمدان فقال لہ ارکب بقرۃ من ھذہ لئلا تتعب فقال انی لم اؤمر بذلک فقال وکانک
لا تعمل الا بامر قال نعم قال وبامر من تعمل قال بامر مالکی ومالک الدنیا والاخرۃ فقال ذاک اذن رب
رب العلمین فقال لہ صدقت قال فما غرضک فی ھذہ القریۃ التی تقصدھا قال امرت ان ادعو اھلھا
من الجھل الی العلم ومن الضلالۃ الی الھدی ومن الشقاء الی السعادۃ ان استنقذھم من ورطات
الذل والفقر واملکھم ما یستغنون بہ عن الکذب فقال لہ حمدان انقذنی انقذک اللہ
وافض علی من العلم ما تجیبنی بہ فانشد احتیاجی الی مثل ما ذکرتہ فقال ما
امرت ان اخرج الی الناس المغرورین الی کل احد الا بعد الثقۃ بہ والتھدی الیہ

قولہ جمعہ منسوب ہوا اس کا سواد کوفہ سے اس نام سے وہان پہونچ جاوین) رفتہ رفتہ مخفف ہوکر قرمتہ اور معرب ہوکر قرمطہ ہوگیا اور رجحا
اس کے اولاد و اقارب وہان باقی رہے قول دوم یہ کہ یہ نسبت ایک شخص کی طرف ہے جس کو حمدان قرمط کہتے تھے اور وہ
ابتدا مین باطنیہ کا ایک داعی تھا اس کا کہنا ایک جماعت نے مان لیا تو وہ قرمطی کہلائے اور یہ شخص پہلے تو زہد و فقر کی طرف مایل
تھا ولیکن راہل تھا اور کوفہ کا رہنے والا تھا اتفاقاً وہان سے ایک گاؤن کو جاتا تھا اور گاؤن کا گلہ اپنے ساتھ لیے جاتا تھا راہ مین
اُس کو باطنیہ فرقہ کا ایک شخص مل گیا وہ بھی اسی گاؤن کا قصد رکھتا تھا تو حمدان نے اس باطنی سے جو باطنیہ فرقہ کی طرف لوگون کو
دعوت کیا کرتا تھا پوچھا کہ آپ کہان جائین گے اور اُس کو یہ نہین معلوم تھا کہ یہ باطنیہ کا داعی ہے داعی نے اُس گاؤن کا نام بتایا جس
مین حمدان جاتا تھا۔ حمدان نے کہا کہ آپ ان گاؤن مین سے کسی گاے پر سوار ہولین تاکہ تھک نہ جائین داعی نے کہا کہ مجھکو اس
کا حکم نہین دیا گیا ہے حمدان نے کہا کہ آپ کوئی کام بغیر حکم نہین کرتے پھر آپ کس کے حکم پر عمل کرتے ہین داعی نے کہا کہ مین اپنے
مالک اور تیرے مالک دنیا و آخرت کے مالک کے حکم پر عمل کرتا ہون۔ حمدان نے کہا کہ پھر یہ تو ہوا رب العالمین ہی باطنی کذاب منافق
نے کہا کہ ہان تو نے سچ کہا حمدان نے پوچھا کہ جس گاؤن مین آپ جاتے ہین وہان آپ کا کیا مقصد ہے داعی نے کہا کہ وہان کے لوگون کو
جہالت سے علم کی جانب اور گمراہی سے ہدایت کی جانب اور شقاوت سے سعادت کی جانب لاؤن اور اُن کو ذلت و فقیری کی گرداب سے
نکالون اور اُن کو اس قدر دیدون جس کی وجہ سے وہ گداگری سے تونگر ہوجاوین حمدان نے کہا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھ بھی اس گرداب
جہالت و ضلالت سے نکال لیجیے اور ایسے علم کا فیضان مجھ پر فرمایئے جس سے مین زندہ جاوید ہوجاؤن کیونکہ جو کچھ آپنے ذکر کیا مجھ اس کی شد
ضرورت ہے داعی مکار نے کہا کہ مجھ یہ حکم نہین ہے کہ حقیقت کا بھید ہر شخص سے ظاہر کرون جب تک اُس پر بھروسہ نہ کرلون اور اس سے عہد لون

فقال ذکر عهدک فانی ملتزم له فقال ان تجعل لی وللامام علی نفسک عهد الله وميثاقه ان لا تخرج سر الامام
الذی القیه ولا تفشی سری ایضا فالتزم حمدان عهده ثم اندفع الداعی فی تعلیمه فنون جهله حتی استغواه
فاستجاب له ثم انتدب للدعاء وصار اصلا من اصول هذه البدعة فسمی اتباعه القرامطة والقرمطیة ثم لم یزل
بنوه واهله یتوارثون مکانه وکان اشدهم یاسا رجل یقال له ابو سعید ظهر فی سنة ست وثمانین
ومائتین وقوی امره وقتل ما لا یحصی من المسلمین وخرب المشاهد واحرق المصاحف وقتل الحاج ومن لاصحابه سننا
واخبرهم بحالاته وکان اذا قاتل یقول قد وعدت النصرة فی هذه الساعة فلما مات بنوا علی قبره قبة
وجعلوا علی رأسها طائرا من جص وقالوا اذا طار هذا الطائر خرج ابو سعید من قبره وجعلوا عند القبر
فرسا وخلعة ثیاب وسلاحا وقد سول ابلیس هذه الجهالة انه من مات وعلی قبره فرس حشر راکبا او
ان لم یکن له فرس حشر ماشیا وکان اصحاب ابی سعید یصلون علیه اذا ذکروه ولا
یصلون علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا سمعوا من یصلی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم یقولون انا کل
رزقنا بسعید ونصلی علی ابی القسم وخلف بعده ابنه ابو طاهر ففعل مثل فعله وهجم علی الکعبة فاخذ ما

ترجمہ حمدان نے کہا کہ آپ اپنا عہد ذکر کیجیے مین دل وجان سے اُس کو لازم کرلون گا۔ داعی نے کہا کہ تو میرے لیئے اور امام وقت
کے لئے اپنی جان پر اللہ تعالی کا عہد ومیثاق رکھ کہ تو امام کا بھید جو مین تجھ سے ظاہر کرون وُہ کسی سے بیان نہ کر اور میرا بھید بھی کسی سے
مت کہہ حمدان نے اسی طرح عہد ومیثاق دیا۔ پھر داعی نے اُس کو ضلالت کے فنون سے تعلیم دینا شروع کیا یہانتک کہ اُس کو راہ سے
گمراہ کرلیا۔ پھر یہ شخص حمدان خود اس گمراہی کا ایک جاہل پیشوا بن گیا اور اس بدعت کا سرغنہ ہوگیا اور اس کے تابعین اسی کے نام سے
قرمطیہ یا قرامطہ کہلانے لگے اور بجائے اس کے برابر اُس کی اولاد ونسل سے قائم مقام ہوتے رہے اور ان مین سے سخت جنگی مکار ایک
شخص ابو سعید قرمطی تھا جو ۲۸۶ھ مین ظاہر ہوا۔ اور اُس کا کام مستحکم ہوگیا اور اُس نے بے شمار آدمی قتل کیے اور بہت مسجدین
منہدم کین اور صدہا مصاحف مجید جلا دیے اور بہت سے حاجیون کے قافلے لوٹ لیے اور اپنے لوگون کے لیے نئے نئے طریقے
نکالے اور بہت سی محال باتون کو اُن کے ذہن نشین کیا اور جب لڑائی لڑتا تو کہتا کہ مجھے اسی دم فتح وظفر کا وعدہ دیا گیا ہے اور
جب وُہ مرا تو لوگون نے اُس کی قبر پر قبہ بنایا اور اُس پر گچ کی ایک چڑیا بنائی اور لوگون کو بھکایا کہ جب یہ چڑیا اُڑے گی تو اُسی
زمانہ مین ابو سعید اپنی قبر سے نکلے گا اور ان گمراہون نے اُس کی قبر کے پاس گھوڑا و جوڑا و ہتھیار رکھے تھے اور ابلیس نے اس
گمراہ فرقے کے خیال مین یہ بات جمائی کہ جو مرا اور اُس کی قبر کے پاس گھوڑا بندھا اور بھوک سے تڑپ کے مرگیا۔ تو وہ جب اُٹھے گا
تو سوار ہوگا اور اگر گھوڑا نہ ہوا تو پیادہ ٹھوکرین کھائے گا۔ اور ابو سعید مذکور کے تابعین گمراہ جب اُس کا نام آتا تو درود پڑھتے اور
رسول اللہ صلعم کے ذکر مبارک پر درود نہ پڑھتے اور کہتے کہ ہم رزق ابو سعید کا کھاتے ہین تو کیون ابو القاسم پر درود پڑھین اور اس کے بعد
اُس کا بیٹا ابو طاہر قائم مقام ہوا اور اُسی کی مانند بدکاریان کرنے لگا یہانتک کہ اچانک اُس نے کعبہ پر ہجوم کیا اور وہان جو کچھ

فیہا من الذخایر وقلع الحجر الاسود فحملہ الی بلدہ واوہم الناس انہ اللہ عزوجل الاسم السابع الحرمیۃ وحرم لفظ اعجمی ینبئ عن لشئ المستلذ المستطاب الذی یرتاح الانسان الیہ ومقصود ہذا الاسم تسلیط الناس علی اتباع اللذات وطلب الشہوات کیف کانت ولحی بسطا التکلیف وحط اعباء الشرع عن اعناقہم وقد کان ہذا الاسم لقبا للمزدکیۃ وہم اہل الاباحۃ من المجوس الذین تبعوا فی ایام قباذ وابا حوا النساء المحرمات واحلوا کل محظور فسمی ہؤلاء بہذا الاسم لمشابہتہم ایاہم فی نہایۃ ہذا المذہب وان خالفوہم فی مقدماتہ الاسلم الثامن التعلیمیۃ لقبوا بذلک لان مبدأ مذہبہم ابطال الرأی وافساد تصرف العقول ودعاء الخلق الی التعلیم من الامام المعصوم وانہ لا یدرک العلوم الا بالتعلیم فصل فی ذکر السبب الباعث لہم علی الدخول فی ہذہ البدعۃ قال المصنف اعلم ان القوم ارادوا الانسلال من الدین فتشاوروا الجماعۃ من المجوس والمزدکیۃ والثنویۃ وملحدۃ الفلاسفۃ ستنباط تدبیر یخفف عنہم ما نابہم من استیلاء اہل الدین علیہم حتی اخرسوہم عن النطق بما یعتقدونہ من انکار الصانع وتکذیب الرسل وجحد البعث

ترجمہ چڑھاوا تھا۔ سب لوٹ لیا اور حجر اسود کو اُکھاڑ کر اپنے شہر مین لے گیا اور لوگون کے ذہن مین جمایا کہ وہی اللہ تعالےٰ ہے (**ساتوان نام**) حرمیہ ہے اور حرم عجمی لفظ ہے جس کے معنی لذیذ عیش کی چیز جس کے واسطے آدمی کا نفس راغب ہوتا ہے اور اس نام سے قصد یہ تھا کہ لوگ ہر قسم کی لذت وشہوت حاصل کرین جس طرح اُن کو حاصل ہو سکے اور شرع مین جس پر ہیزگاری و پاکیزگی کے لیئے انسان مہذب کیا گیا ہے یہ سب طے کر دیا اور بندون سے شرعی خلعت اُتار ڈالی اور اصل مین یہ لفظ مجوسی مزدکیہ فرقہ کا تھا۔ جنہون نے مجوس کو ہر قسم کے فواحش مباح کر دیے تھے یہ لوگ قباد بادشاہ کے زمانے مین نکلے تھے اور جہان کی سب عورتین ہر شخص کے لئے مباح کر دی تھین اور ہر ممنوع چیز حلال کر دی تھی تو اُنہین کی مشابہت سے اس فرقۂ باطنیہ کا نام رکھا گیا کیونکہ اگرچہ ابتدائی تصورین باطنیہ ومزدکیہ مین اختلاف ہو۔ لیکن اِن کے اور اُن کے ایمان کا انجام ایک ہی ہے ✦ (**آٹھوان نام**) تعلیمیہ ہے یہ لقب اس لیے دیا گیا کہ ان کے مذہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ عقل کو بالائے طاق رکھین اور کچھ بھی سمجھ سی کام نہ لین اور جو کچھ امام معصوم کہے اُسی کو قبول کرین اور اُسی کی تعلیم کی طرف خلق کو دعوت کرین اور اسی کی تعلیم کے بغیر علم نہین حاصل ہوتا **فصل** اس بات کا بیان کہ یہ لوگ اس بدعت ضلالت مین داخل ہوئے یعنی اس ضلالت کو ایجاد کرنے مین باطنیون کا کیا مطلب تھا۔ **مصنف** رح نے کہا۔ کہ اس قوم نے دین وشریعت سے جدا ہو جانے کا قصد کیا۔ تو اس کے لیے مجوس اور مزدکیہ وثنویہ وملاحدہ فلاسفہ کے لوگون سے مل کر مشورہ کیا۔ کہ ایسی کوئی تدبیر نکالین۔ کہ اس پریشانی سے نجات ہو۔ جو اہل اسلام کے استیلاء سے اُن پر طاری ہوئی ہے۔ کیون کہ اہل اسلام نے عمدہ دلائل سے انکار خدائی وانکار رسالت وحشر مین اُن کی زبان گونگی کر دی

وزعمهم ان الانبیاء مخرقون ومنمسون ورأوا امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد استطار فی الاقطار وانهم قد عجزوا عن مقاومته فقالوا سبیلنا ان نختلق عقیدة لطائفة من فرقهم ازکیهم عقولا واسخفهم رأیا واقبلهم للمحالات والتصدیق بالاکاذیب وهم الروافض فنخصهن بالانتساب الیهم ونتودد الیهم بالحزن علی ما جری علی آل محمد من الظلم والذل لیمکننا شتم القدماء الذین نقلوا الیهم الشریعة فاذا هان اولئک عندهم لم یلتفتوا الی ما نقلوا فامکن استدراجهم الی الاخداع علی الدین فان بقی منهم معتصم بظواهر القرآن والاخبار اوهمناهم ان تلک الظواهر لها اسرار وبواطن وان الاخداع بظواهرها حمق وانما الفطنة فی اعتقاد بواطنها ثم نثبت الیهم عقائدنا ونزعم انها المراد بظواهر ما عندکم فاذا تکثرنا بها فالا سهل علینا استدراج باقی القرآن ثم قالوا وطریقنا ان نختار رجلا ممن یساعد علی المذهب ونزعم انه من اهل البیت وانه یجب علی الخلق کافة متابعته وتتعین علیهم طاعته لکونه خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم والمعصوم من الخطأ والزلل من جهة اللہ تعالی ثم لا یظهر هذه الدعوة علی القرب من جوار هذه الخلیفة الذی وسمناه بالعصمة

ترجمہ اور ان گمراہون نے دیکھا کہ نبوت و شریعت محمدی کا آوازہ چار دانگ عالم مین شائع ہے اور یہ مُراد کسی طرح اُسکا مقابلہ نہین کر سکتے ہین تو سب نے مل کر یہ تدبیر نکالی کہ اہل اسلام مین سے ایسے فرقے کو چھانٹو جو عقل سے بد نصیب و رائے مین بود اہو اور محالات کو قبول کرتا ہو۔ اور بغیر سند کی جھوٹی باتون کے قبول کرنے مین مشہور ہو۔ اور ایسا فرقہ اُن کو یہ روافض مل گیا تو یہ تدبیر نکالی کہ ظاہر مین روافض کے عقیدے مین شامل ہون تاکہ قتل عام سے محفوظ ہو جاوین پھر اس فرقۂ روافض سے دوستی و چاپلوسی پیدا کرین اور غم و گریہ و ماتم اُن واقعات مصیبت مین ظاہر کرین جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ظالمون کے ہاتھون سے پیش آئے ہین اس حیلہ سے بزرگان قدیم کو لعن طعن کرنے کا پورا موقع ہاتھ آویگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جن سے شریعت نقل ہو کر اُن کو حاصل ہوئی ہے اور جب اُن ہی پر لعن طعن کرنا اس فرقۂ روافض کے کانون پر آسان ہو جائے گا۔ تو جو کچھ امر شریعت و قرآن اُنہون نے نقل کیا ہے اُس کی قدر بھی اس احمق فرقہ کے دل سے کم ہو جائے گی تب بہت آسانی سے یہ موقع ملے گا کہ ان کو شریعت سے نکال کر باہر کیا جاوے اور اگر باوجود اس کے بھی ان مین کوئی کوئی ایسا رہے گا جو ظاہر قرآن کا پابند ہے تو اُس پر یہ جال ڈال کر پھنسا دین گے کہ ان ظاہر کے اسرار و باطن ہین اور فقط ظاہر پر فریفتہ ہونا حماقت ہے اور دانائی یہ ہے کہ حکمت فلسفہ کے موافق ان کے اسرار پر اعتقاد ہو۔ پھر ہم اپنے عقائد ان مین داخل کر دین گے اور کہین گے کہ ظاہر سے مراد یہی اسرار ہین اور اس ذریعے سے باقی قرآن سے تحریف کرنا آسان ہو گا۔ پھر انہون نے عملدرآمد کے واسطے ایسے شخص کو تلاش کیا جو اپنے آپ کو اہل بیت مین سے قرار دے اور اس طریقہ رفض مین اُن کا موافق ہو اور دعوے عام یہ رکھا جاوے کہ تمام اُمت پر اس کی متابعت واجب ہے کیونکہ وہ خلیفۂ رسول اللہ ہے اور خطا و لغزش سے معصوم ہے اللہ تعالی نے ہر پیغمبر کیطرح اسکو معصوم کر دیا ہے اور ان لوگون نے یہ بھی تجویز کیا کہ اس گروہ سے ہو کے معصوم خلیفہ کی قرب جوار مین اُسکی

فان قرب الدار يهتك الاستار واذا بعدت الشقة وطالت المسافة فتنبئ بقدر المستجيب الدعوة
ان يفتش حال الامام ويطلع على حقيقة امره وقصدهم بهذا اكلة الملك والاستيلاء على اموال الناس و
الانتقام منهم لما عاملوهم به من سفك دمائهم ونهب اموالهم قديما فهذا غاية مقصدهم ومبدأ
امرهم فصل وقال المصنف وللقوم حيل في استنزال الناس فهم يميزون من يجوز ان يطمع في استنزال
استدراجه ممن لا يطمع فيه فاذا طمعوا في شخص نظروا في طبعه فان كان مائلا الى الزهد دعوه الى الامانة
والصدق وترك الشهوات وان كان مائلا الى الخلاعة قرروا في نفسه ان العبادة بله وان الورع حماقة
وانما الفطنة في اتباع اللذات من هذه الدنيا الفانية ويشوشون عن ذي مذهب ما يليق بمذهبه
يشككونه فيما يعتقده فيستجيبهم اما رجل بله او رجل من ابناء الاكاسرة
واولاد المجوس قد انقطعت دولة اسلافه بدولة الاسلام او رجل يميل
الى الاستيلاء ولا يساعده الزمان فيعدونه نبيل امله

استنزال

ترجمہ کیونکہ جس قدر گھر نزدیک ہو اُسی قدر زیادہ پردہ فاش ہوتا ہے اور جب مسافت دراز ہوگی اور تکلیف شدید لازم آوے گی تو جو شخص اُس کی دعوت کرنے وہان گیا ہے۔ کب کسی کو خیال ہوگا کہ داعی کے ساتھ جاکر معصوم امام کا حال دریافت کرے یا اُس کی حقیقت حال سے مطلع ہو (بلکہ فلسفی داعی پر اکتفا کرین گے) ان سب باتون سے اس ملحد فرقہ کا مطلب یہ تھا کہ لوگون کے مال وملک پر مستولی ہوجاوین اور جیسے قدمائے اسلام نے ان ممالک کو فتح کرکے اموال غنیمت ان اقوام سے حاصل کیے اور جہاد دین مین اِن کے باپ دادے قتل کیے تھے تو اب حیلہ سے ان موجودین مسلمانون سے انتقام لین یہ اس فرقہ کی ابتدا اور اُن کے مقصود کی انتہا ہے (مترجم کہتا ہے کہ ممالک ایران وغیرہ مین بعض فرقہ روافض نے اس فرقہ اسمٰعیلیہ باطنیہ کے بہت سے مسائل و عقائد وخرافات لے کر اپنے یہان داخل کیے ہین نعوذ باللہ من ذلک) **فصل مصنف** کہتا ہے کہ اس قوم بدکار کے حیلے لوگون کے پھانسنے مین عجیب ہین اور ایسے احمق کو جو اُن کے دام فریب مین آجائے گا دوسرے سے تمیز کر لیتے ہین اور جب وہ اُن کی کسوٹی پر آیا تو اس جاہل کی طبیعت دیکھتے ہین اگر دیکھا کہ وہ زہد وترک دنیا کی طرف راغب ہے تو اُس کو امانت وصدق گفتار وترک شہوات کی دعوت کرتے ہین اور اگر دیکھا کہ وہ بیباکی اور شہوت کی طرف مائل ہے تو اُس کو فلسفی اُلجھاؤ سے قائل کرتے ہین کہ عبادت بیوقوفی اور تقوے حماقت ہے اور دانائی یہ ہے کہ نفس کو ناحق اس دنیا کی لذات سے محروم نہ کرے اور ہر مذہب والے کے نزدیک اُس کے مذہب کے موافق تقریر کرکے قائل کرتے ہین اور جب یہ جاہل ان کے فریب مین یہ شک کرنے لگتا ہے کہ وہ پہلے کیسے نادانی کے عقیدہ مین پھنسا تھا تو اُن کی دعوت قبول کر لیتا ہے اور قبول کرنیوالا یا تو اُجڈ سخت دل بیوقوف ہوتا ہے یا سابق کے ایرانی بادشاہون یا مجوس کی اولاد مین سے ہوتا ہے جس کے باپ دادے کی سلطنت بوجہ اسلام کے فوت کی جاتی رہی یا ایسا شخص جسکا دلی شوق یہ کہ کسی شہر یا قلعہ پر مسلط ہوجاوے۔ ولیکن زمانہ اُس کی مساعدت وموافقت نہین کرتا تو یہ لوگ اُسکو

او شخص یحب الترفع عن مقامات العوام ویروم بزعمہ الاطلاع علی الحقائق او رافضی یتدین بسب الصحابۃ او ملحد من الفلاسفۃ والثنویۃ والمتحیرین فی الدین او من قد غلب علیہ حب اللذات وثقل علیہ التکلیف

فصل فی ذکر نبذۃ من مذاھبھم قال ابو حامد الطوسی الباطنیۃ قوم یدعون الاسلام ویمیلون الی الرفض وعقائدھم واعمالھم تباین الاسلام فمن مذھبھم القول بالھین قدیمین الاول لوجودھما من حیث الزمان الا ان احدھما علۃ لوجود الثانی قالوا والسابق لا یوصف بوجود ولا عدم ولا ھو موجود ولا ھو معدوم ولا ھو معلوم ولا ھو مجھول ولا ھو موصوف ولا ھو غیر موصوف وحدث من السابق الثانی وھو اول مبدع ثم حدثت النفس الکلیۃ وعندھم ان النبی عبارۃ عن شخص فاضت علیہ من السابق بواسطۃ الثانی قوۃ قدسیۃ صافیۃ وزعموا ان جبرئیل عبارۃ عن العقل الفائض علیہ لانہ شخص واتفقوا علی انہ لابد فی کل عصر من امام معصوم قائم بالحق یرجع الیہ فی تاویل الظواھر مساوی النبی فی العصمۃ وانکروا المعاد وقالوا معنی المعاد عود الشیء الی اصلہ وعود النفس الی اصلھا واما التکلیف فالمنقول عنھم الاباحۃ المطلقۃ واستباحۃ المحظورات

ترجمہ یا وہ ایسا شخص ہوتا ہی جس کے نفس میں عوام الناس کے مراتب سے بڑھ جانے اور فوقیت رتبہ ہونیکی خواہش ہوتی ہی۔ اور وہ اپنے خیال میں حالات پر مطلع ہونیکا قصد کرتا ہی۔ یا وہ رافضی ہے کہ اس کے نزدیک اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا بڑی عبادت ہے یا وہ فلسفی۔ یا ثنویہ یا حماقت سے منافقانہ دین میں متحیر ہے یا وہ شخص ہے جسپر شرعی پابندی بوجھل معلوم ہوتی ہے۔ اور نفس لذات کی چاٹ رکھتا ہے (تو ایسے لوگ ان باطنیہ ملاحدہ کی دام فریب میں گرفتار و نوار ہوجاتے ہیں) **فصل** ملاحدہ باطنیہ کے مذہبی بعض اعتقادات کا ذکر شیخ ابو حامد الطوسی نے کہا کہ باطنیہ ایک قوم ہے جو منہ سے تو اسلام کا دعوی کرتے ہیں مگر ان کے عقائد و اعمال بالکل اسلام سے مخالف و مبائن ہیں اور ظاہر میں رفض کی طرف مائل ہیں ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ خدائے قدیم دو ہیں اور زمانے کے لحاظ سے ان کے وجود کی ابتدا نہیں ہے ولیکن باوجود اس کے ایک علت ہے دوسرے کے واسطے اور کہتے ہیں جو سابق ہے اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وجود ہے یا عدم ہے نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور نہ مجہول ہے نہ معلوم ہے اور نہ موصوف ہے نہ غیر موصوف ہے اور اسی سابق سے دوسرا پیدا ہوا اور یہ اول موجود ہے پھر نفس کلیہ کا وجود ہوا ان کے نزدیک نبی ایک ایسا شخص ہے جسپر خدائے اول سے بواسطہ خدائے دوم کی قوت قدسیہ صافیہ فائض ہوئی اور کہتے ہیں کہ جبرئیل اس عقل کو کہتے ہیں جو نبی پر فائض ہوئی۔ وہ کوئی ذات نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں اسی نبی کے مثل امام معصوم ضرور ہونا چاہئے جو حق کے ساتھ قائم ہو اور وہی ظاہر کی تاویل بتلایا کرے اور کہتے ہیں کہ آخرت و قیامت کوئی چیز چیز نہیں ہی۔ بلکہ کہتے ہیں کہ معاد کے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز اپنی اصل کی طرف عود کرے اور نفس بھی اپنے اصل کی طرف عود کرتا ہے اور رہا شرع سے مکلف ہونا تو کہتے ہیں کہ ہر چیز مطلقا مباح ہی اور جو چیزیں حرام کہی جاتی ہیں سب مباحات ہیں +

وقد ینکرون هذا اذا حکی عنهم وانما یقرون بانه لابد للانسان من التکلیف فاذا اطلع علی بواطن الظواهر ارتفعت
التکالیف ولما عجزوا عن صرف الناس عن القرآن والسنة صرفوهم عن المراد بهما الی مخاریق زخرفوها اذ
لو صرحوا بالنفی لم یحفل تقبلوا فقالوا معنی الجنابة مبادرة المستجیب بافشاء السر ومعنی الغسل تجدید العهد علی
من فعل ذلک ومعنی الزنا القاء نطفة العلم الباطن فی نفس من یسبق معه عقد العهد والصیام
الامساک عن کشف السر والکعبة هی النبی والباب علی والطوفان طوفان العلم الغرق به المتمسکون
بالشبه والسفینة جزیرة الذی تحصن به من استجاب لدعوته ونار ابراهیم عبارة عن غضب نمرود لا عن
نار حقیقة وذبح اسحاق معناه اخذ العهد علیه وعصی موسی حجته ویاجوج وماجوج هم اهل الظاهر وذکر غیر
واحد منهم یقولون ان الله تعالی لما اوجد الارواح ظهر لهم فیما بینهم کهم فلم یشکوا انه واحد فمنهم من عرفه فاول من عرفه
سلمان الفارسی والمقداد وابوذر واول المنکرین الذی یسمی ابلیس عمر بن الخطاب فی خرافات ینبغی
ان یصان الوقت العزیز عن التضییع بذکرها ومثل هؤلاء لم یتمسکوا بشبهة

ترجمہ ویکن جب موقع پاتے ہین۔ اُس سے انکار کرکے کہتے ہیں کہ ہمارا قول یہ ہے۔ کہ انسان کے واسطے تکلیف
ہونا ضرور ہے۔ مگر جب وہ حقائق اشیاء سے ماہر ہوا۔ جو ان ظاہری نصوص کے معنی باطنی ہین۔ تب اُس پر کوئی تکلیف
نہین رہتی ہے۔ اور چونکہ وہ لوگون کو قرآن وحدیث سے منحرف کرتے ہین عاجز تھے۔
اِس سے کہ یہ مکر گانٹھا کہ اپنی ملمع کی ہوئی باتون مین پھنسا کر انہین قرآن و
حدیث سے پھیر دین اِس لئے کہ اگر پہلے ہی سے قرآن وحدیث سے انکار
کی تصریح کرتے تو عوام الناس قبول نہ کرتے۔ اور کہتے ہین کہ **جنابت** جس سے غسل لازم آتا ہے اُس کے یہ معنی ہین کہ
قبول کرنے والا بھید ظاہر کرے اور غسل سے مراد یہ کہ از سر نو اس خطا سے توبہ کرکے عہد کرے **زنا** کے معنی یہ کہ علم
باطن کا نطفہ ایسے شخص کے پیٹ مین ڈالے جس سے سابق مین عہد لیا گیا ہے اور **صوم** (روزہ) کے یہ معنی ہین بھید
کھولنے سے جی روک رکھے **کعبہ** نبی ہین اور **باب** علی ہین۔ **طوفان** سے مراد طوفان علم ہے جسمین شبہے کے ساتھ تمسک
کرنیوالے غرق کیے گئے **سفینہ** وہ جزیرہ ہے جس مین نوح کی دعوت قبول کرنے والے محصور ہوئے تھے۔ **نار ابراہیم** سے مراد نمرود
کی غصہ کی آگ تھی وہان یہ حقیقی آگ مراد نہین ہے اسحاق کو ذبح کرنے سے یہ مراد ہے کہ اُس سے عہد جدید لیا گیا۔ **عصائے** موسیٰ سے مراد
اِن کی دلیل وحجت ہے **یاجوج ماجوج** سے مراد علمائے ظاہر ہین۔ واضح ہو کہ سوائے ابوحامد رح کے دوسرون نے ذکر کیا کہ باطنیہ
کہتے ہین کہ خدا نے جب آدم کو پیدا کیا۔ تو خود بھی اُن مین ظاہر ہوا اور انہین کی صورت مین ظاہر ہوا تو کسی نے شک نہ کیا کہ یہ بھی انہی مین کا ایک ہے
اور سب سے پہلے سلمان فارسی اور مقداد اور ابوذر نے پہچانا اور سب سے پہلے اُس سے عمر نے انکار کیا اس سے باطنی ملحد کا نام ابلیس ہوا
اسی قسم خرافات اُس ملحد فرقہ مین بہت ہین نہ معلوم کہان تک تضییع اوقات کی جاوے اور ان جیسے لوگون نے دلیل چھوڑ کر کسی شبہہ پر بھی تمسک

فیکون مھم مناظرۃ وانما اختر عوا لواقعاتھم ما اراد وا فان اتفقت مناظرۃ لاحدھم فلیقل لھم اعرفتم ھذہ
الاشیاء التی تذکرونھا عن ضرورۃ او عن نظر او عن نقل عن الامام المعصوم فان قلتم ضرورۃ فکیف خالفکم
دفعا العقول السلیمۃ ولو ساغ للانسان ان یمکن بدعوی الضرورۃ فی کل ما یھواہ جاز لخصمہ دعوی الضرورۃ فی
نقض ما ادعاہ وان قلتم بالنظر فالنظر عندکم باطل لانہ تصرف بالعقل وقضایا العقول عندکم لا یوثق بھا وان
قالوا عن امام معصوم قلنا فالذی دعاکم الی قبول قولہ بلا معجزۃ وترک قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع المعجزات ثم
ما یؤمنکم ان یکون ما سمع من الامام المعصوم لہ باطن غیر ظاھر ثم یقال لھم ھذہ البواطن والتاویلات
یجب اخفاءھا ام اظھارھا فان قالوا یجب اظھارھا قلنا فلم کتمھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان قالوا یجب اخفاؤھا قلنا
ما وجب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخفاؤہ فکیف جاز لکم افشاؤہ قال ابن عقیل ھلک الاسلام بین الطائفتین الباطنیۃ
الظاھریۃ فاما اھل الباطن فانھم عطلوا ظواھر الشرع بما ادعوہ من تفاسیرھم التی لا برھان لھم
علیھا حتی لم یبق فی الشرع شیء الا وقد وضعوا دراءہ معنی حتی اسقطوا ایجاب الواجب والنھی عن المنک

ترجمہ تاکہ حق بات ظاہر کرنے کے لیئے اُن سے گفتگو ہو بلکہ ان لوگون نے تو اپنے ذہن مین ایک مضمون باندھکر اُس کے موافق سب واقعات
گھڑ کے بنا لیے ہین (یعنی شریعت کی اصول قرآن وحدیث اصلی ہین تو ان کے سمجھنے مین جس فرقہ کو غلطی ہوئی اُس کے ساتھ مناظرہ ہو سکتا ہے
اور اس فرقہ نے خود روایتین بنائین کہ مثلاً خدا نے ایک قرآن فاطمی بھیجا تھا اُس مین یہ صاف لکھا تھا اور اس قرآن مین جو جو ہے الم ذلک الکتب اس
سے وہ عہدنامہ مراد ہے جو اللہ نے جبرئیل وہم محمد کی گواہی سے علی رضہ پر عہد لیا تھا کہ آیندہ تلوار نہ کھینچین اور ظلم وذلت برداشت کرین الغرض
اسی قسم کے واہیات بنا لیئے تو اُن کو قرآن وحدیث سے کچھ مطلب نہین بلکہ جو باتین اپنے علم باطنی مین بیان کرتے ہین وہ دین ہین تو اس فرقہ سے کیا
مناظرہ ہو سکتا ہے) اور اگر اتفاقاً کبھی اس فرقہ سے بحث ہو تو کہو کہ تم نے یہ چیزین کہان سے پائین آیا تم کو بدیہی مل گئین یا نظر کرنے سے
یا کسی امام معصوم سے اگر کہین کہ بدیہی ہین تو باطل ہے کیونکہ عقل سلیم والے اُن کے معتقدات کے مخالف ہین اور بدیہی مین کوئی عقل والا خلاف نہین کرتا
جیسے آفتاب اور اگر خالی دعوے سے کچھ ثبوت ہو تو تمہارا مقابل تمہاری برعکس جو بھی دعوی کر جائیگا ہو جائے اور اگر تم نے نظری دلیل سے ثابت کیا تو اسکو تم باطل کہتے ہو کیونکہ وہ
عقلی تصرف ہے اور عقلی قضایا تمہارے اصول مین ثوق کے قابل نہین ہوتے اور اگر کہین کہ ہمنے امام معصوم سے حاصل کیا تو کہو کہ کیون تم نے محمد صلعم کا قول شریف
جو معجزات متواترہ کے ساتھ تھا چھوڑا۔ اور اپنے اس امام معصوم کا قول لے لیا جو بغیر معجزہ ہے اور باوجود اس کے جو کچھ امام معصوم نے
بیان کیا شاید اُس کے باطنی معنے ظاہر کے خلاف ہون۔ پھر ان سے کہا جاوے کہ یہ باطن و اسرار جو تم کہتے ہو ان کا چھپانا لازم ہے کہ ظاہر کرنا اگر
کہین کہ ظاہر کرنا واجب ہے تو کہنا چاہیئے کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہین کیون چھپایا اور اگر کہین کہ چھپانا واجب ہے تو کہنا چاہیئے کہ
رسول پر جسکا اخفاء واجب تھا تو تم پر افشاء کیونکر جائز ہوا ابن عقیل نے کہا کہ اسلام مین باطنیہ و ظاہریہ دونون فرقون سے خرابی پیش آئی چنانچہ
فرقہ باطنیہ نے اسلام کا نام رکھکر شرع کو متروک کیا اور اپنی باطنی باطل تفسیرین (خبطے ربطے) کو مدعی ہوئے جسپر کوئی بھی دلیل نہین ہے یہانتک کہ ان
دشمنون نے شرع کی کوئی چیز نہین باقی رکھی جسکے مقابلہ مین باطنی معنے نہ بنائی ہون یہانتک کہ واجب کا ایجاب و ممنوع کی ممانعت بھی ساقط کر دی ✦

واما اهل الظاهر فانهم اخذوا بكل ما ظهر لهم فلا بد من تاويله فحملوا الاسماء والصفات على ما عقلوه والحق
بين المنزلتين وهو ان ما اخذ بالظاهر ما لم يصرفنا عنه دليل ويرفض كل باطن لا يشهد به دليل من ادلة
الشرع قال ولو لقيت مقدم هذه الطائفة المعروفة بالباطنية لم اكن سالكا معه طريق التعليم بالتوبيخ والازراء
على عقله وعقول اتباعه بان اقول ان للملوك طرقا تسلك ووجوها توصل ووضع الامل في جبة الناس حمق و
معلوم ان هذه الملل التي قد طبقت الارض اقرها الشريعة الاسلام التي يتظاهرون بها ويطمعون في افسادها
قد تمكنت تمكنا يكون الطمع في تحيفها فضلا عن ان التاخمة اقلها يجمع كل سنة بعرفة ويجمع كل اسبوع في الجوامع
ويجمع كل يوم في المساجد فمتى تحدثون انفسكم بتكدير هذا البحر الزاخر وتمزيق هذا الامر الظاهر في الافاق يؤذن
في كل يوم على ما بين الوقصة نابر اشهد ان محمدا رسول الله وغاية ما انتم عليه حديث في خلوة او متقدم في
قلعة ان نبش كلبة رمى راسه وقتل قتل الكلاب فمتى يحدث العاقل
منكم نفسه بظهور ما انتم عليه على هذا الامر الكلي الذي طبق البلاد فما اعرف احمق
منكم الى ان يجيئ الى باب المناظرة بالبراهين العقلية **فصل** قال المصنف وانتهت
جمرة الباطنية المتاخرين في سنة اربع وتسعين واربع مائة

ترجمہ اور رہا فرقہ ظاہریہ تو انہون نے ہر جگہہ ظاہر کو لیا حالانکہ اسکی تاویل واجب ہی چنانچہ ظاہریہ فی اسماء وصفات میں بھی وہ معنی
لئے جو حواس سے اُن کی سمجھ مین آئے اور حق مذہب دونوں مرتبوں مین دائر ہے یعنی ظاہر کو لے جب تک کوئی دلیل اس سے
پھیرنے والی نہ ہو اور رہا باطن تو جسپر کوئی دلیل شرعی نہ ہو اسکو پھینک دی اور اگر مجھ سے اور اس فرقہ باطنیہ کے پیشوا سے
ملاقات ہوتی تو مین اس کے ساتھہ علمی طریقہ کی گفتگو نہ کرتا۔ بلکہ اسکی سمجھ پر اور اسکی تابعین کی سمجھ پر لعنت ملامت کرتا
(یعنی اس حیلہ سے بادشاہ بن جانے کا خیال تمہاری حماقت ہی) مثلاً اس طرح کہتا کہ بادشاہون کے واسطے خاص خاص طریقے اور
تدبیرین ہین جن سے وہ مقصود پر پہونچتے ہین اور تم جوان چند آدمیون پر امید سلطنت لگائے بیٹھے ہو یہ تمہاری حماقت ہے
اور تم جان لو کہ یہ ملتین جنہون نے زمین کو بھر لیا ہے ان مین سب سے زیادہ قریب اور مناسب شریعت اسلام ہے جس کے نام سے
تم قوت پاتے ہو اور اپنی حماقت سے اسی کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہو اس کو اللہ تعالیٰ نے کامل غلبہ دیا ہی اس کے بگاڑنے کی
کی طمع بھی حماقت ہی بہانا زائل کرنا تو دور رہا چنانچہ ہر سال اُسکا ایک مجمع عظیم عرفات میں ہوتا ہی اور ہر جمعہ کے روز مساجد جامع میں اور
ہر روز پانچون وقت مساجد عام مین ہوتا ہی تو تم اپنے نفوس خبیث مین یہ منصوبے کہان سے باندھتے ہو کہ اس سمندر عظیم کو گدلا کروگے اور کیسے
اس امر ظاہر کا نور و ضیا زائل کروگے جو جہان مین ظاہر ہے ہر روز ہزارون منارون پر یہ اذان دیجاتی ہے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ
اور رہا تمہارا حال تو تمہاری انتہا یہ ہو کہ کسی خلوت خاصہ مین اپنا کچھہ منصوبہ بیان کرو یا کسی قلعہ مین چند لوگونکی پیشوائی پاؤ اگر تمہارے مردہ ولوں
سے کوئی کلمہ باہر نکلے تو تمہارا سر اڑا دیا جاوے اور کتونکی طرح مار ڈالا جاوے تو کب کسی عاقل کو یہ خیال ہوگا کہ جو منصوبہ تمنے باندھا ہی وہ اس امر کلی پر جسنے آفاق کو گھیر لیا ہی غالب
آویگا پس معلوم ہوا کہ تم سے زیادہ کوئی احمق نہین ہوا بالجملہ مین پہلے اُس سے ایسے کلمات کہون یہ انکہ کہ براہین عقلیہ سے مناظرہ کی نوبت آوے فصل مصنف ذکر کرتا کہ

فقتل السلطان برکیارق خلقا منهم یحقق مذهبهم فبلغت عدة القتلی منهم ثلثمائة وینفا ونهبت اموالهم فوجد لاحدهم سبعون بیتا من اللآلی المحفوظ وکتب بذلک کتابا الی الخلیفة فتقدم بالقبض علی قوم یظن فیهم ذلک المذهب ولم یتجاسر احد ان یشفع فیهم لئلا یظن انه من ذلک المذهب وزاد تتبع العوام لکل من اراد واصار کل من فی نفسه شیء من انسان یرمیه بهذا المذهب فیقصد وینهب واول ما عرف من احوال الباطنیة فی ایام ملک شاه جلال الدولة انهم اجتمعوا فصلوا صلوة العید فی ساوة فظن بهم الشحنة فاخذهم وحبسهم ثم اطلقهم ثم اغتالوا مؤذنا من اهل ساوة فاجتهدوا ان یدخل معهم فلم یفعل فخافوه ان ینم علیهم فاغتالوه فقتلوه فبلغ الخبر الی نظام الملک فتقدم باخذ من یتهم فی قتله فقتل المتهم وکان بخارا وکانت اول فتکة لهم قتل نظام الملک وکانوا یقولون قتلنا منا بخارا وقتلنا به نظام الملک واستحفل امرهم باصبهان لما مات ملک شاه وآل الامر الی انهم کانوا یسرقون الانسان ویقتلونه ویلقونه فی البیر وکان الانسان اذا دنا وقت العصر ولم یعد الی منزله یتسوامنه وفتش الناس المواضع فوجدوا المرأة فی دار کانبرح فوق حصیر نازلوها فوجدوا تحت الحصیر اربعین قتیلا

ترجمہ تو سلطان برکیارق نے ان مین سے بہت لوگون کو قتل کیا جنمین باطنیہ کا مذہب ظاہر ہوتا تھا پس مقتولون کی تعداد تین سو سے اوپر تک پہونچی اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے تو ان مین بعض کے پاس بیسیون ہی موتیون کے سترخانہ ظاہر ہوئے۔ اور اس بارہ میں خلیفہ کو ایک عرضی لکھی گئی۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ جنمین اس مذہب کا گمان ہی کیا جائے ان کو فوراً گرفتار کرلیا جائے چنانچہ لوگ گرفتار ہوئے اور کسی کو یہ جسارت نہ ہوئی کہ کسی کے واسطے سفارش کرے اس خوف سے کہ سفارشی پر یہ شبہ نہ ہو کہ ان کے مذہب کی طرف مائل ہے اور عوام نے جس کو چاہا اور جس سے جس کے دل مین کچھ رنجش تھی اس کی مخبری کردی کہ اسی مذہب مین ہی تو وہ فوراً قتل کیا جاتا۔ اور اسکا گھر بار لوٹ لیا جاتا۔ اور سب سے پہلے سلطان جلال الدولہ ملک شاہ کے زمانے مین باطنیہ کا حال کھلا۔ کہ انہون نے مجتمع ہوکر ساوہ مین عید کی نماز پڑہی اور شہر کے کوتوال کو اس سے آگاہی ہوئی اُس نے انکو گرفتار کرکے قید خانہ مین ڈالا پہر اس کے بعد انکو رہا کردیا انہون نے ساوہ کے ایک موذن کو دہوکا دیا اور اسی اپنے مذہب مین شامل کرنیکی بہت کوشش کی اُسنے انکار کیا تو ڈرے کہ شاید وہ انکی چغلی کہادے لہذا اسکو دہوکے سے قتل کردیا یہ خبر نظام الملک وزیر کو پہنچی تو اس نے انلوگون کو قتل کرنیمین پیشقدمی کی جو اس مذہب کے ساتھ متہم تھے چنانچہ متہم لوگ قتل کئے گئے پہر ایک بڑہئی متہم تہا وہ مارا گیا پہر انہون نے ایک مدت بعد نظام الملک کو دہوکے سے مارا اور بعد اسکے کہنے لگے کہ ہم نے اسمین سے بڑہئی مارا اپنے اُسکے عوض مین نظام الملک مارا اور جب ملک شاہ نے انتقال کیا تو اصفہان مین اس فرقہ کا زور بڑہ گیا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ آدمی کو چرا کر قتل کرڈالتے اور کھٹی مین ڈال دیتے پہر تو یہ تہلکہ پڑا کہ اگر کسی کے گہر مین کوئی آدمی عصر کے قریب تک نہ آگیا تو اس سے مایوس ہوجاتے اور لوگون نے وہ مقامات تلاش کئے جہان اس قسم کی کارروائیان ہوا کرتی تھیں تو انہون نے ایک مکان مین ایک عورت کو پایا جو ہمیشہ ایک بورئے پر بیٹہی رہتی تھی وہان سے نہیں اُٹہتی تہی لوگون نے اسکو گھسیٹکر الگ کیا اور بوریا اوٹہایا تو اسکے نیچے کھٹی مین چالیس مقتول پائے ✦

فقتلوا المرأة واحرقوا الدار والمحلة وكان يجلس رجل ضرير على باب الزقاق الذى فى هذه الدار فاذا مر انسان سالها ان يقوده خطوات الى الزقاق فاذا حصل هناك يجذبه من فى الدار واستولوا عليه فجد المسلمون فى طلبهم باصبهان وقتلوا منهم خلقا كثيرا واول قلعة تملكها الباطنية قلعة فى ناحية يقال لها الرودبار من نواحى الديلم وكانت هذه القلعة لقهرم صاحب ملك شاه وكان يستحفظها منهما بمذهب القوم فاخذ الفا ومائتى دينار وسلم اليهم القلعة فى سنة ثلث وثمانين فى ايام ملك شاه وكان مقدمهم الحسن بن الصباح واصله من مرو وكان كاتبا للرئيس عبد الرزاق بن بهرام اذ كان صبيا ثم صار الى مصر والقى من دعاتهم المذهب وعاد داعية للقوم وراسا فيهم وحصلت له هذه القلعة وكانت سيرته فى دعائه انه لا يدعو الا غبيا لا يفرق بين شماله من يمينه مثلا ومن لا يعرف امور الدنيا ويطعمه الجوز والعسل والشونيز حتى يشيط دماغه ثم يذكر له حينئذ قيام على اهل بيت المصطفى من الظلم والعدوان حتى يستقر ذلك فى نفسه ثم يقول اذا كانت الازارقة والخوارج يسمحون بانفوسهم فى القتال مع بنى امية فما سبب بخلك بنفسك فى نصرة امامك وتركه بهذه المقالة طعمة للسباع وكان ملك شاه قد انفذ الى هذا ابن صباح

ترجمہ۔ اور اُس عورت کو مار کر گھر اور محلہ جلا دیا۔ اور اس احاطہ کی کوچہ کے دروازہ پر ایک اندھا بیٹھا بھیک مانگا کرتا جب اُدھر کوئی مسلمان شخص گزرتا تو اس سے درخواست کرتا کہ للہ مجھے چند قدم ہاتھ پکڑا کر اس احاطہ تک پہونچا دے وہ مسلمان اُس اندھے بے ایمان کو لے چلتا جیسے ہی احاطہ تک پہونچا کہ احاطہ مین کھینچ لیا گیا اور احاطہ والے اُسپر غالب آگئے آخر مسلمانون نے بڑی کوشش سے ان لوگون کو تلاش کیا اور اصفہان مین ایک بڑا ہنگامہ اور قتل عام ہوا۔ پہلا قلعہ جو باطنیہ کے قبضہ مین آیا وہ قلعۂ رودبار تھا جو نواح دیلم مین ہے اور یہ قلعہ ملک شاہ کے مصاحب قماج کے قبضہ مین تھا۔ وہ اس کو اس قوم کی مذہب کی حفاظت واتمام کے لیئے محفوظ رکھتا تھا۔ آخر اس نے ایک ہزار دو سو اشرفیان لیکر ۴۸۳ھ مین زمانہ ملکشاہ مین قلعہ اس قوم کو سپرد کر دیا اور انکا سردار حسن بن الصباح تھا جو اصل مین مرو کا رہنے والا تھا اور ابتدا مین جب وہ لڑکا تھا تو رئیس عبد الرزاق بن بہرام کا منشی تھا پھر مصر گیا اور وہان داعی اسمٰعیلیہ سے یہ مذہب سیکھ کے واپس آیا اور اس قوم کا سردار بن گیا اور آخر یہ قلعہ حاصل کیا اسکا طریقہ یہ تھا کہ ہر ایک احمق جاہل کو جسکو دائین بائین کا شعور نہین ہوتا۔ اور امور دنیا سے بالکل بے خبر ہوتا اُسکو اپنے دام فریب مین لیتا اور بادام اور شہد اور کلونجی کھلاتا جب اس کا دماغ گرم ہو جاتا اس سے بیان کرتا کہ حضرت مصطفے کے اہل بیت پر ایسا ظلم وعدوان ہوا ہے۔ اور روز بروز اس قسم کا جھوٹ وسچ بیان کرتا حتے کہ اُس کے ذہن مین جم جاتا پھر کہتا کہ ازارقہ وخوارج نے بنی امیہ کے قتال مین اپنی جانین فدا کین۔ تو کیا سبب ہے کہ تم حق پر ہو کر اپنی جان دینے مین بخل کرتے۔ اور امام کی مدد نہین کرتے ہو۔ غرضکہ اس حیلہ سے اُس کو درندون کا لقمہ بناتا تھا۔

ملک شاہ سلجوقی نے اس شخص حسن بن الصباح کے پاس ایلچی بھیجا تھا۔

یدعوہ الی الطاعۃ ویتہددہ ان خالفہ ویامرہ بالکف عن بث اصحابہ لقتل الامراء والعلماء فقال فی جواب
الرسالۃ والرسول حاصل الجواب ما ترے ثم قال لجماعۃ وقوف بین یدیہ اریدان انفذکم الی مولاکم فی حاجۃ فمن
ینہض لہا فوثب کل واحد منہم لذلک وظن رسول السلطان انہا رسالۃ یحملہا ایاہم فاومأ الی شاب منہم فقال
لہ اقتل نفسک فجذب سکینۃ وضرب بہا غلصمۃ فخر میتا وقال لاخرام بنفسک من القلعۃ فالتقی نفسہ فتمزقت
ثم التفت الی رسول السلطان فقال اخبرہ ان عندی من ہؤلاء عشرون الفا ہذا احد طاعتہم لی وہذا ہو الجواب
فعاد الرسول الی السلطان ملت شاہ فاخبرہ بما رای فعجب من ذلک وترک کلامہم وصار بایدیہم قالوا کثیرۃ ثم
قتلوا جماعۃ من الوزراء والامراء **قال المصنف** وقد ذکرنا من صفۃ اقدامہم علی القوم فی التاریخ احوالا عجیبۃ
فلم نر التطویل بہا ہاہنا **فصل** وکم من زندیق فی قلبہ حقد علی الاسلام خرج فبالغ واجتہد وزخرف ودعا وی
یلقی بہا من یصحبہ فکان غور مقصدہ فی الاعتقاد الاسلال من ربقۃ الدین وفی العمل نیل اللذات واستباحۃ
المحظورات **فمنہم** بایک الجی حصل لہ مقصودہ من اللذات ولکن بعد ان قتل الناس +

ترجمہ کہ اطاعت اختیار کرے اور سرکشی کے بد انجام سے ڈرایا تھا۔ اور حکم دیا تھا۔ کہ اپنے لوگون کو امرا و علماء کے قتل
کے واسطے ملک مین پراگندہ نہ کرے جب ایلچی پہونچا۔ تو اُس نے کہا کہ اس کا جواب یہ ہے جو تم آنکھون سے دیکھو پھر اُس نے ایک
جماعت سے جو اُس کے سامنے کھڑی تھی کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تم کو تمہارے مولے کے پاس روانہ کرون تو تم مین سے
کون شخص اس کام کے لیئے اُٹھتا ہے پس ان لوگون مین سے ہر ایک جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطانی ایلچی سمجھتا تھا۔ کہ وہ
ان کے ہاتھ پیغام بھیجنا چاہتا ہے پھر اُس نے ان مین سے ایک جوان سے کہا کہ اپنے آپ کو قتل کر۔ اُس جوان نے فوراً چھری
نکالکر اپنے دل پر ماری اور مردہ ہو کر گر پڑا پھر اُس نے دوسرے سے کہا کہ اپنے آپ کو قلعہ سے نیچے گرادے وہ فوراً پہاڑی
قلعہ سے نیچے کود پڑا اور پاش پاش ہو گیا۔ پھر اُس نے سلطانی ایلچی سے کہا کہ اس قسم کے لوگ میرے پاس بیس ہزار مین
اور اُن کی فرمانبرداری ایسی ہی اور تیرے پیغام کا بھی جواب ہے پس ایلچی نے آکر سلطان سے یہ حال بیان کیا تو بادشاہ
متعجب ہوا اور ان لوگون سے تعرض نہ کیا اور رفتہ رفتہ اس قوم کے ہاتھ مین بہت سے قلعے ہو گئے پھر اُنھون نے بہت سے امرا
اور وزرا کو قتل کیا **مصنف** کہتا ہے کہ مینے تاریخ مین اس قوم کے حالات عجیبہ نقل کیے ہین یہان بے فائدہ تطویل سے اجتناب
کیا **فصل** بہت سے زندیق جن کے دل مین اسلام سے دشمنی تھی۔ وُہ نکل کر اس قوم مین شامل
ہوئے۔ اور بہت مبالغہ و کوشش سے جس کو پایا ایسے دعوے بتلائے جو محض بے بنیاد تھے۔ اور
انتہائے مقصود ان کا یہی تھا۔ کہ دین اسلام کے رشتے سے گردن چھڑائین۔ اور ہر طرح کی لذات
اوٹھاوین۔ اور زنا و فجور وغیرہ محرمات کو مباح کرین پس ان زندیقون مین سے ایک تو بابک جرمی تھا
جس نے بہت کچھ لذات حاصل کین اور اُسے اُس کا مقصود مل گیا لیکن بعد اُسنے بہت سی خلق خدا کو قتل کیا +

وبالغ فی الاذی ثم القرامطة وصاحب الزنج الذی خرج فاستغوی الممالیک السودان ووعدهم الملک فمهب وقتل وبالغ وکانت عواقبهم فی الدنیا اقبح عاقبة فما وفی ما نالوا بما نیل منهم ومنهم من لم یدرک علی تعثیره فنالته الدنیا والاخرة مثل ابن الریوندی والمعری **وعن** ابی القسم علی بن المحسن التنوخی عن ابیه قال کان ابن الریوندی ملازم الرافضة واهل الالحاد فاذا عوتب قال انما اریدان اعرف مذهبهم ثم کاشف وناظر **وقال المصنف** قلت من تامل حدیث ابن الریوندی وجده من کبار الملحدة وصنف کتابا سماه الدامغ زعم انه یدمغ به هذه الشریعة فسبحان من دمغه فاخذ وهو فی الشباب وکان یعترض علی القرآن ویدعی علیه التناقض وعدم الفصاحة وهو یعلم ان العرب تحیرت عند سماعه فکیف بالا لکن **واما ابو العلاء المعری** فاشعاره ظاهرة الالحاد وکان یبالغ فی عداوة الانبیاء ولم یزل مخبطا فی تعثره خائفا من القتل الی ان مات بحسرانه وما خلا زمان من خلف الفریقین ان جمرة المنبسطین خمدت بحمد الله فلیس الا باطن مستتر

ترجمہ اور لوگون کے ایذا دینے مین حد سے گزر گیا۔ زان بعد قرمطی اور زنجی جس نے زنگی غلامون کو ابھارا اور وعدہ کیا۔ کہ تم کو بادشاہت حاصل ہوگی۔ پھر اس نے (بصرہ وغیرہ) مین بہت کچھ لوٹ مار اور قتل و تاراج کیا۔ اور ان مین سے بعض فقط اپنی برگشتہ اعتقادی پر رہا اور کمین جانی کی ہمت نہ ہوئی۔ تو اس کی دنیا و آخرت دونون برباد ہوئین جیسے ابن الراوندی اور معری گزرے ہین۔ ابو القاسم علی بن المحسین التنوخی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ابن الراوندی پہلے رافضیون اور ملحدون کا ملازم تھا۔ جب لوگ اسکو ملامت کرتے تو کہتا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ اس بہانہ سے ان کے مذہب سے واقف ہو جاؤن پھر کھلکر بحث و مناظرہ کرنے لگا۔ **مصنف** نے کہا کہ جس نے ابن الراوندی کا حال غور سے دیکھا وہ صاف جان جائیگا۔ کہ یہ شخص بڑا ملحد تھا۔ اور اس نے ایک کتاب دامغ لکھی ہے اور اسکا زعم یہ تھا۔ کہ مین اس کتاب سے شریعت اسلام کو کوفتہ کرتا ہون لیکن خدائی تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسی کا سر کچل دیا۔ اور عین عالم شباب مین گرفتار ہو گیا۔ اور اس احمق نے قرآن پر تناقص کا اعتراض کیا۔ اور غیر فصیح ہونے کا دعوی کیا۔ حالانکہ قطعا معلوم ہے کہ بلغاء و فصحاء عرب قرآن کو سنکر متحیر ہو گئے تھے تو بھلا اس گونگے عجمی کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ جو فصاحت سے گفتگو نہین کر سکتا ہے رہا ابو العلاء المعری (جو معز الدولہ رافضی دیلمی کا مداح شاعر تھا) تو اس کی اشعار مین کھلا ہوا الحاد ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دشمنی مین مبالغہ کرتا تھا اور نہایت ذلیل زندگی بسر کرتا تھا کبھی اپنی غلطی سمجھتا اور کبھی انبیاء علیہم السلام پر طعن کرتا غرضیکہ اسے خبط ہو گیا تھا۔ اور ہر دم خوفناک رہتا۔ کہ قتل نہ کیا جاوے۔ آخر اسی خواری مین مر گیا۔ اور کوئی زمانہ ان دونون فریقون کی ذریات سے خالی نہین رہا۔ ولیکن بحمد اللہ کہ ان کی چنگاری اڑتی ہوئی بجھ گئی۔ اب کوئی ظاہر نہین رہا سوا اس کے کہ یا تو باطنی چھپا ہوا ہے ٭

ومتفلسف متكائم فهو اعثر الناس وانحسهم قد اورد أهم عيشا وقد شرحنا احوال جماعة من الفريقين فى التاريخ فلم نر التطويل بذلك ۞ **الباب السادس فى ذكر تلبيس ابليس على العلماء فى فنون العلم** - قال **المصنف** اعلم ان ابليس يدخل على الناس فى التلبيس من طرق منها ظاهر الامر ولكن يغلب الانسان فى ايثار هواه فيغمض على علم يُزِلّه ومنها غامض هو الذى يخفى على كثير من العلماء ونحن نشير الى فنون من تلبيسه ليستدل بمذكورها على مغلقها اذ حصر الطرق يطول والله العاصم ذكر تلبيسه **على القرّاء** فمن ذلك ان احدهم يشتغل بالقراءات الشاذة وتحصيلها فيفنى اكثر عمره فى جمعها وتصنيفها والاقراء بها ويشغله ذلك عن معرفة الفرائض والواجبات فربما رأيت امام مسجد لا يتصور للاقراء ولا يعرف ما يفسد الصلوة وربما حمله حب التصدر حتى لا يرى بعين الجهل على ان يجيب فى فتوى بما يقع له ان لم يجز فى مذهب

المتكلمين

فيفنى

ترجمہ یا فلسفی پوشیدہ ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ خوار ہے اور وہ سب سے زیادہ مصیبت سے زندگی بسر کرتا ہے اور ہم فی دونوں فریق باطنیہ و فلسفیہ کی جماعت کا حال تاریخ مین مفصل لکھا ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ اس زمانہ مین سوای علماء و اکثر عوام کے امراء و سلاطین و لشکری سب عیش و شراب خواری وغیرہ مین گرفتار تھے تو ملاحدہ و باطنیہ کا زور ہو گیا اور سلاطین برکیارق وغیرہ ملک کے پیچھے باہم سخت جدال و قتال کرتے تھے اور شام مین نصاریٰ نے زور باندھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے تاتاریون کو مسلط کیا اور چند روز مین ہلاکو نے سب قلعات رود بار وغیرہ چھین کر مسمار کر دیے اور بیخ و بنیاد منہدم کر دی بلکہ خیر مین خلافت عباسیہ کا بھی خاتمہ کر دیا۔ پھر ایک صدی کے بعد تاتاری مسلمان ہو گئے۔ واللہ تعالےٰ اعلم حکیم ہے۔

چھٹا باب عالمون پر فنون علم مین تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** رح نے کہا کہ ابلیس ان لوگون کے پاس بہت راستون سے آتا ہے ان مین سے بہت سے ظاہر ہین ولیکن غالب جب ہی ہوتا ہے کہ عالم اپنے خواہش نفس کی پیروی اختیار کرے تو اُس کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ باوجود علم کے قدم قدم پر لغزش کرتا اور ٹھوکر کھاتا ہے اور بہت سے باریک غریب ہین اور یہ اکثر علماء پر مخفی رہتے ہین اور ہم اس کے اقسام تلبیس کی طرف اشارہ کرین گے جن سے باقی مخفی کا پتہ لگ جاوے کیونکہ تمام راہون کا بیان مین لانا دشوار ہے واللہ تعالیٰ ہو العاصم **قاریون** پر تلبیس - از انجملہ یہ کہ بعض قاری جو قراءات حاصل کرتے ہین تو ان کی تحصیل مین یہانتک غلو کرتے ہین کہ شاذ قراءتین حاصل کرتے ہین اور اکثر عمر ان کی جمع و تصنیف مین ضائع ہو جاتی ہے پھر ان شاذ قراءتون کو پڑھتے ہین اور اس سے اُن کو فرائض و واجبات پہچاننے کی فرصت نہین ملتی چنانچہ تم دیکھو گے کہ اکثر ایک شخص مسجد کا امام ہے اور لوگ دور دور سے قراءت کے واسطے اس کی طرف سفر کرتے ہین ولیکن وہ ایسے چند احکام بھی نہین جانتا کہ جن سے نماز فاسد ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ جب وہ مرجع عام ہو گیا تو اُس کی چاٹ اُس کو ابھارتی ہے کہ بعض واقعات مین وہ عالم بنکر فتوے دیدیتا ہے اگرچہ وہ مذہباً جایز نہین ہوتا ولیکن اسکو جہات کی آنکھ سے نہین سوجھتا کہ یہ کسکا مرجع ہے

فیفنی

ولو تفکروا العلموا ان المراد حفظ القرآن وتقویم الفاظہ ثم فہمہ ثم العمل بہ ثم الاقبال علی ما یصلح النفس ویطہر اخلاقہا ثم التشاغل بالمہم من امور الشرع ومن الغبن الفاحش تضییع الزمان فیما غیر الاہم قال الحسن البصری انزل القرآن لیعمل بہ فاتخذ الناس تلاوتہ عملا یعنی انہم اقتصروا علی التلاوۃ وترکوا العمل بہ ومن ذلک ان احدہم یقرأ فی محرابہ بالشاذ ویترک المشہور والصحیح عند العلماء ان الصلاۃ لا تصح بہذا الشاذ وانما مقصودہ اظہار الغریب لاستجلاب مدح الناس واقبالہم علیہ وعندہ انہ متشاغل بالقرآن ومنہم من یجمع القراءات فیقول مَلَکَ مَلِکَ مَالِکَ مَلَاکَ وہذا لا یجوز لانہ اخراج القرآن عن نظمہ ومنہم من یجمع السجدات والتہلیلات والتکبیرات وذلک مکروہ وقد صار ایراد ان النیران الکثیرۃ للختمۃ یجمعون بین تضییع المال والتشبہ بالمجوس والتسبب الی اجتماع النساء والرجال باللیل للفساد ویریہم ابلیس ان فی ہذا اعزاز الاسلام وہذا تلبیس عظیم لان اعزاز الشرع باستعمال المشروع ومن ذلک ان فیہم من یتساہل بادعاء القراءۃ علی من لم یقرأ علیہ وربما کانت لہ اجازۃ منہ فقال اخبرنا مدلسا وہو یری ان الامر فی ذلک قریب

ترجمہ اور اگر یہ لوگ غور کرتے۔ تو جان لیتے کہ قرات سے مقصود یہ ہے۔ کہ قرآن مجید حفظ کرے ٹھیک مخرج سے پھر اس کو سمجھے پھر اُسپر عمل کرے پھر ایسی چیز پر متوجہ ہو جو معارف قرآن میں سے اسکے نفس کی اصلاح اور اُس کے اخلاق کو پاک فرماوے پھر مہم امور شرع کی طرف متوجہ ہو۔ اور کھلا خسارہ یہی ہے کہ جس امر کو زیادہ اہم جاننے اُسکو چھوڑ کر دوسرے کام میں مشغول ہو حسن بصریؒ نے فرمایا کہ قرآن اس لیے اترا تھا کہ اُسپر عمل کیا جاوے پھر لوگوں نے اب اس کی تلاوت کو کام بنا لیا یعنے لوگوں نے فقط تلاوت پر اقتصار کیا اور اُس پر عمل کرنا چھوڑ دیا **از انجملہ** یہ کہ قاری محراب میں شاذ قرأت پڑھتا ہے اور مشہور چھوڑ دیتا ہے حالانکہ علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس شاذ قرارت سے نماز صحیح نہیں ہوتی اور اس قاری کا مقصود اس سے یہ تھا کہ ایسی غریب چیز ظاہر کرے تاکہ لوگ اُس کے قاری ہونیکی تعریف کریں اور اس پر متوجہ ہوں اور وہ اپنے زعم میں مغرور ہے کہ میں قرآن میں تشاغل ہوں **از انجملہ** بعض قاری قرارت کو جمع کرتا ہے کہتا ہے مَلَکَ مَلِکَ مَالِکَ مَلَاکَ اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے نظم قرآن میں خلل پڑتا ہے اور بعض سجدات وتہلیلات و تکبیرات کو جمع کرتا ہے اور یہ مکروہ ہے۔ **از انجملہ** قاریون نے یہ دستور کر لیا ہے کہ ختم کی رات کثرت سے روشنی کرتے ہیں تو مال برباد اور مجوسیون کی مشابہت کے علاوہ رات میں مردون وعورتون کو فتنہ کے لیے جمع کرنے کا سبب نکالتے اور ابلیس انکو سمجھاتا ہے کہ اس سے دین کی رونق وعزت ہے اور یہ بڑا عظیم بہت جگہ پھیلا تا ہے حالانکہ دین کی عزت تو ایسے امور کو عمل میں لانے سے ہوتی ہے جو مشروع ہیں **از انجملہ** بعض قاری ایسے شخص پر قرارت کا دعوی کرنے میں دلیری کرتا ہے جس سے اس نے نہیں پڑھا اور کبھی اسکو اجازت ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ اخبرنا اور یہ تدلیس ہے اور سمجھتا ہے کہ اس فعل میں اُسنے عیب نہیں کیا

لانه یرد القراءات ویراها فضل خیر ویلیسی ان هذا کذب یلزمه اثم الکذابین ومن ذلک ان المقرئ المجید یاخذ علی اثنین وثلاثة ومحدث من یدخل علیه والقلب لا یطیق جمع هذه الاشیاء ثم یکتب خطه بانه قد قرأ علی فلان بقراءة فلان وقد کان بعض المحققین یقول ینبغی ان یجمع اثنان او ثلثة فیاخذ واحد علی واحد ومن ذلک ان اقواما من القراء یتبارون بکثرة القراءة وقد رأیت من مشائخهم من یجمع الناس ویقیم شخصا فیقرأ فی النهار الطویل ثلث ختمات وان قصر عیب وان اتقن مدح ویجتمع العوام لذلک ویحسنونه کما یفعلون فی حق السعاة وبین لهم ابلیس ان فی کثرة التلاوة ثوابا وهذا من تلبیسه لان القراءة ینبغی ان تکون لله تعالی لا للتحسین بها وینبغی ان تکون علی مهل وقال عز وجل لتقرأه علی الناس علی مکث وقال ورتل القرآن ترتیلا ومن ذلک ان جماعة من القراء اثروا قراءة الالحان وقد کانت الی حد قریب وعلی ذلک فقد کرهها احمد بن حنبل وغیره ولم یکرهها الشافعی وفی الحدیث باسناد مرفوع الی الشافعی اما استماع الحدی ونشید الاعراب فلا باس به ولا باس بقراءة الالحان وتحسین الصوت قال المصنف قلت وانما اشار الشافعی الی ما کان فی زمانه

ترجمہ اس لیے کہ وہ قرارات روایت کرتا ہے اور اس کو کار خیر جانتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ اس کا یہ قول دروغ ہے تو اس پر جھوٹوں کا گناہ لکھا جائیگا **از انجملہ** یہ کہ مقری مجید دو یا تین پر گرفت کرتا ہے اور وہ جو کوئی آتا ہے اس سے بیان کرتا ہے اور قلب ان سب کو حفاظت کی برداشت نہیں رکھتا پھر اپنے خط سے لکھتا ہے کہ مجھ سے فلان شخص نے فلان کی قرارت سے پڑھایا۔ اور بعض محققین کہتے ہیں کہ دو یا تین کو جمع کرنا چاہیے کہ ایک سے اخذ کریں **از انجملہ** یہ کہ قرا میں ایسے لوگ ہیں جو کثرت قرارت سے ممتاز ہیں اور میں نے ان حفاظ کے بعض مشایخ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو جمع کرتے اور ایک جید شاگرد کو منتخب کرتے وہ تمام دن گرمی میں تین ختم پڑھتا پھر اگر اس نے پورے کر لیے تو ہر طرف سے واہ واہ ہوئی اور عوام وہاں جمع ہوتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں اور اگر تین ختم اس بڑے دن میں نہ ہو سکے تو اس پر عیب لگاتے ہیں۔ اور ابلیس ان کو دکھلاتا ہے۔ کہ یہ کثرت قرارت بڑے ثواب کی بات ہے۔ اور یہ اس کی تلبیس ہے۔ اس لیے کہ قرارت تو خالص اللہ تعالے کے واسطے چاہیے نہ لوگوں کی تعریف کے لیے اور وہ بھی آہستگی سے ہو قال تعالے لتقرأه علی الناس علی مکث۔ تاکہ اے محمد تو اس کو لوگوں پر ٹھیر کے پڑھے۔ اور فرمایا (ورتل القرآن ترتیلا) قرآن کو ترتیل سے تلاوت کرو۔ **از انجملہ** ایک جماعت قرار نے الحان (راگنی) سے قرارت نکالی ہے جو حدی کے قریب ہے۔ اور اگر حدی کے قریب ہو تو اس میں اختلاف ہو۔ احمد بن حنبل وغیرہ نے اس کو مکروہ رکھا اور شافعی نے کراہت نہ کی چنانچہ ایک روایت میں جس کی سند امام شافعی تک پہونچتی ہے فرمایا کہ حدی سننا اور اعراب کا مانگ سننا تو مضایقہ نہیں اور الحان کی قرارت میں اور خوب آواز بنانے میں مضایقہ نہیں ہے **مصنف** نے کہا کہ شافعی نے اس صورت کی طرف اشارہ کیا جو اس کے زمانہ

وکانوا یلحنون یسیرا فاما الیوم فقد صیروا ذلک علی قانون الاغانی وکلما قرب ذلک من مشابهة
الغناء زادت کراهته فان اخرج القرآن عن حد وضعه حرم ذلک ومن ذلک ان قوما من القراء
یتسامحون بشیء من الخطایا کالغیبة للنظر اورما اتوا اکثر من ذلک الذنب واعتقدوا ان حفظ
القرآن یدفع عنهم العذاب واحتجوا بقوله علیه الصلاة والسلام لو جعل القرآن فی اهاب ما احترق
وذلک من تلبیس ابلیس علیهم لان عذاب من یعلم اکثر من عذاب من لا یعلم لزیادة العلم تقوی
الحجة وکون القاری لم یحترق بحفظ ذنب اخر قال الله عزوجل افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق
کمن هو اعمی وقال فی ازواج رسول الله صلی الله علیه وسلم من یات منکن بفاحشة مبینة یضاعف لها
العذاب ضعفین وعن معروف الکرخی قال قال بکر بن خنیس ان فی جهنم لوادیا یتعوذ جهنم من ذلک الوادی
کل یوم سبع مرات وان فی الوادی لجبا یتعوذ الوادی وجهنم من کل ذلک الجب کل یوم سبع مرات وان فی
الجب لحیة یتعوذ الجب والوادی وجهنم من تلک الحیة کل یوم سبع مرات ابدأ بفسقة حملة القرآن فیقولون ای رب بدأت بنا قبل
عبدة الاوثان فیقال لهم لیس من یعلم کمن لا یعلم قال المصنف فلنقتصر علی هذا القدر فیما یتعلق بالقراء

ترجمہ اور اُس وقت خفیف لحن کرتے تھے اور اب ہمارے زمانے مین تو اُس کو راگنی کے اصول و موسیقی قواعد پر لائے ہین
اور جہانتک راگنی سے قریب ہوا اُسی قدر کراہت زیادہ ہوگی اس لئے کہ قرآن کو اپنے حد وضع سے نکالنا حرام ہے **از انجملہ**
یہ ہے کہ بہت سے قراء حافظ گناہون پر جرأت کرتے ہین جیسے غیبت کرنا اور نظر بد سے دیکھنا بلکہ اکثر اس سے زیادہ بھی
گنہگاری مین پڑھ جاتے ہین اور اعتقاد یہ کہ حفظ قرآن انسے عذاب دور رکھتا ہے۔ اور یہ حجت لاتے ہین کہ قرآن اگر چمڑے
مین ہو تو وہ نہ جلے گا اور یہ بھی ان جاہلون پر ابلیس کا فتنہ ہے کیونکہ جاننے والے کا جرم بڑھ کر درجہ بڑا ہے اسی طرح اُس کا عذاب
بھی جاننے والے سے زیادہ ہے کیونکہ علم زیادہ ہونے سے حجت قوی ہوگی اور یہ دعوے کہ قاری سے حفظ قرآن عذاب دور کریگا
تو یہ دوسرا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ افمن یعلم انما انزل الیک الآیہ یعنی جو شخص جانتا ہے جو تجھ پر نازل ہوا کہ حق ہے۔
کیا وہ اندھے کی مثل ہے یعنی جاننے والا افضل ہے اور انکار مین عذاب شدید ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صلعم کے ازواج
مطہرات کے حق مین فرمایا کہ من یات منکن بفاحشة یعنی تم مین سے جس عورت نے کوئی گناہ کیا تو اُسپر عذاب دوچند
کیا جاویگا معروف کرخی سے روایت ہے کہ بکر بن خنیس نے کہا کہ جہنم مین ایک بیابان ہے جس سے دوزخ ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتی
ہے اور اُس بیابان مین ایک غار ہے جس سے جہنم و بیابان ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین اور اس غار مین ایک سانپ ہے جس سے جہنم
و بیابان و غار ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین تو حاملان قرآن مین سے جو لوگ فاسق تھے یہ سانپ اُن کے واسطے نکلیگا
اور انہین سے ابتدا کریگا۔ تو یہ لوگ کہین گے کہ اے رب تو نے بت پرستون سے پہلے ہمارے واسطے ابتدا
کی تو ان سے کہا جائیگا کہ جو جانتا ہے وہ نجاننے والے کی مثل نہوگا مصنف نے کہا کہ ہم قرأت کے متعلق اسی قدر نمونہ پر اکتفا کرتے ہین

ذکر تلبیس ابلیس علی اصحاب الحدیث من ذلک ان اقواما استغرقوا اعمارهم فی سماع الحدیث والرحلة فیه وجمع الطرق الکثیرة وطلب الاسانید العالیة والمتون الغریبة وهؤلاء علی قسمین قسم قصدوا احفظ الشرع بمعرفة صحیح الحدیث من سقیمه فهم مشکورون علی هذا القصد الا ان ابلیس تلبس علیهم بان یشغلهم بهذا عما هو فرض عین من معرفة واجب علیهم والاجتهاد فی اداء اللازم والتفقه فی الحدیث فان قال قائل فقد رأینا هذا خلقا کثیرا من السلف کیحیی بن معین وابن المدینی والبخاری ومسلم **فالجواب** ان اولئک جمعوا بین معرفة مهمهم من امور الدین والفقه فیه وبین ما طلبوا من الحدیث واعانهم علی ذلک قصر الاسناد وقلة الحدیث فاتسع زمانهم للامرین فاما فی هذا الزمان فان طرق الحدیث طالت والتصانیف فیه اتسعت وما فی هذا الکتاب فی هذا الکتب وانما الطرق تختلف فقل ان یمکن احدا ان یجمع بین الامرین فترک الحدیث یکتب ویستمع خمسین سنة ویجمع الکتب ولا یدری ما فیها ولو وقعت له حادثة فی صلاته لافتقر الی بعض احداث المتفقهة الذین یترددون الیه لسماع الحدیث منه وبهؤلاء یمکن الطاعنون علی المحدثین فقالوا زوامل اسفار لا یدرون ما معهم

ترجمہ **تلبیس ابلیس بر اصحاب الحدیث** از انجملہ یہ کہ اقوام نے اپنی عمر حدیث کے سننے مین اور سفر کرنے مین اور طرق کثیرہ جمع کرنے مین اور اسانید عالیہ کی خواہش مین اور متون غریبہ جمع کرنے مین صرف کر ڈالین اور یہ لوگ دو قسم کے ہین (قسم اول) وہ لوگ جنہون نے حفاظت شریعت کا قصد کیا اس طریقہ سے کہ ضعیف اور باطل روایتون سے صحیح حدیثین پہچانی جائین تو یہ لوگ اس نیت پر شکر گذاری کا ثواب پاوین گے ولیکن اس زمانہ مین یہ بات ضرور ہے کہ ابلیس نے انپر مشتبہ کر دیا تو وہ اس کام مین فرض عین سے غافل ہو گئے یعنی کیا بات انپر واجب ہے اور اس لازم مین اجتہاد نہ کیا اور نہ حدیث سے فقہ و معرفت حاصل کی اگر کہو کہ اگلون مین بہت مخلوق ایسی ہو گذری ہے جنہون نے اسی طرح سفر کیا اور طرق جمع کرنے مین کوشش کی جیسے یحیی بن معین اور امام بخاری مسلم وغیرہ (جواب) یہ کہ نہین بلکہ ان لوگون نے حدیث و طرق و اسانید وغیرہ کے ساتھ مہمات امور دین و فقہ کو بھی جمع کیا اور آسانی اس وقت یہ تھی کہ اسانید دو چار راویون سے پوری ہوتی تھین اور حدیث تھوڑی تھی تو ان کی عمر نے دونون کامون کے واسطے کفایت کی اور اب ہمارے زمانہ مین اسناد طول طویل ہو گئی اور تصانیف وسیع و کثرت کے ساتھ ہو گئین جو حدیثین اس کتاب مین ہین وہ دوسری کتابون مین ہین اور اسانید مختلف ہین تو بہت ہی مشکل ہے کہ کوئی دونون باتین جمع کرے چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ محدث پچاس برس تک دور دراز سفر سے لکھتا اور سنتا اور کتابین جمع کرتا رہتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ ان مین کیا احکام ہین اور اگر اس کی نماز مین کوئی حادثہ پیش آیا تو اپنے بعضے نوجوان شاگردون سے جو فقہ پڑھنے کے لئے اس کے پاس حدیث سننے جاتے تھے اُن سے پوچھتا ہے کہ کیا حکم ہے اور اسی قسم کے محدثون سے لوگون کو کینہ پیدا ہوا کہ محدثین پر طعن کرتے ہین کہ وہ کتابون کے ڈھیر مین نہین جانتے کہ ان کے پاس کیا ہے

فان افلم احدهم ونظر فی حدیث فربما عمل بحدیث منسوخ وربما فهم من الحدیث ما یفهم العامی الجاهل وعمل بذلك وليس بالمراد من الحدیث کما روینا ان بعض المحدثین روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی ان یسقی الرجل ماءه زرع غیره فقال جماعة ممن حضر قد کنا اذا فضل ماء فی بساتیننا سرحناه الی جیراننا ونحن نستفضل الله فافهم القاری ولا السامع ولا شعر وا ان المراد وطی الجاریة من السبایا قال الخطابی وکان بعض مشائخنا یروی الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی عن الحلق قبل الصلوٰة یوم الجمعة باسکان اللام قال واخبرنی انه لقی اربعین سنة لا یحلق راسه قبل الصلوٰة قال فقلت له انما هو الحلق جمع حلقة وانما کره الاجتماع قبل الصلوٰة للعلم والذکرة وامران یشتغل بالصلوٰة وینصت للخطبة فقال قد فرجت عنی وکان من الصالحین وقد کان ابن صاعد کبیر القدر فی المحدثین لکنه لما قلت مخالطته للفقهاء کان لا یفهم جواب فتوی حتی انه قد اخبرنا ابو منصور القزاز بحدیث باسناد مرفوع الی ان قال عن ابی بکر الابهری الفقیه قال کنت عند یحیی بن محمد بن صاعد فجاءته امرأة فقالت ایها الشیخ ما تقول فی بئر سقطت فیه دجاجة فماتت هل الماء طاهر او نجس

ترجمہ اور اگر ان مین سے کسی نے زیادہ جرأت کرکے عمل کرنے کا قصد کیا تو بسا اوقات حدیث منسوخ پر عمل کرنے لگتا ہے اور کبھی حدیث کے وہ معنی سمجھ کر اُس پر عمل کرنے لگتا ہے جو عامی اور جاہل سمجھتا ہے حالانکہ وہ معنی ہرگز حدیث مین مراد نہین ہین جیسے ہم کو روایت پہونچی کہ اس زمانہ کے بعض محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی کہ آپ نے منع کیا کہ آدمی اپنا پانی دوسرے کی کھیتی مین سینچے۔ تو اُس کے شاگرد حاضرین وسامعین نے کہا کہ ہم لوگ تو اپنے باغات سے بچے ہوئے پانی کو اپنے پڑوسیون کے باغات وکھیت مین روان کردیتے تھے اور اب ہم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے ہین کہ ایسا نہ کرین گے پھر نہ محدث صاحب سمجھے اور نہ شاگرد سننے والے سمجھے اور صحیح معنی یہ کہ جہاد مین قیدی عورتون سے جو حاملہ ہون وطی نہ کی جاوے

یہ معنی کسی کی سمجھ مین نہ آئے **خطابی** نے کہا کہ ہمارے بعض مشائخ نے حضرت صلعم کی یہ حدیث روایت کی نهی عن الحلق قبل الصلوٰة یوم الجمعة شیخ نے اس کو حَلق بسکون لام پڑھا یعنی سر منڈانا اور مجھے خبر دی کہ مین نے تو چالیس سال سے کبھی جمعہ کی نماز سے پہلے سر نہین منڈایا ہے تب مین نے عرض کیا کہ یہ تو حلق بالکسر وفتح لام جمع حلقہ ہے اور مطلب یہ کہ جمعہ کی نماز سے پہلے مذاکرہ وعلم کے واسطے مسجد مین حلقے نہ بناوین بلکہ خطبہ ونماز کے واسطے خاموش رہین شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے اس مشکل سے مجھے آسانی دی اور یہ شیخ مرد صالح تھے **ابن صاعد** محدثین مین کبیر القدر تھے ولیکن چونکہ قضا سے ان کا اختلاط کم رہا تھا اس لیئے فتوی کا جواب نہین سمجھتے تھے حتی کہ ابو بکر الابھری الفقیہ نے نقل کیا کہ مین یحیی بن محمد بن صاعد کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ اتنے مین ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ ایہا الشیخ آپ کیا فرماتے ہین۔ کہ کنوئین مین ایک مرغی گر کر مر گئی ہے۔ کیا پانی پاک ہے۔ یا نجس ہے ✦✦✦✦

فقال یجیء کیف سقطت الدجاجۃ فی البئر قالت لم یکن البئر مغطاۃ فقال یجیء الاغطیتہ حتی لا یقع فیہا شیء قال الابھری فقلت یا ھذہ ان کان الماء قلتین ولم یتغیر فھو طاھر وقال المصنف قلت وکان ابن شاھین قد صنف فی الحدیث مصنفات کثیرۃ اقلھا جزء واکثرھا التفسیر وھو الف جزء وما کان یعرف من الفقہ شیئا وقد کان فیھم من تقدم علی الفتوی بالخطاء لئلا یبقی بعین الجھل وکان فیھم من یصیر بما یفتی بہ ضحکۃ فسئل بعضھم عن مسئلۃ من الفرائض فکتب فی الفتوی تقسم علی فرائض اللہ سبحانہ وعن ابراھیم الحربی قال بلغنی ان امرأۃ جاءت الی علی بن داؤد وھو یحدث وبین یدیہ مقدار الف نفس فقالت لہ حلفت بصدقۃ ازاری قال لھا بکم اشتریتہ قال مائتین وعشرین درھما قال فصوی اثنین وعشرین یوما فلما مرت جعل یقول اہ اہ غلطنا واللہ امرناھا بکفارۃ الظھار قال المصنف فانظر الی ھاتین الفضیحتین فضیحۃ الجھل وفضیحۃ الاقدام علی الفتوی بمثل ھذا التخلیط واعلم ان عموم المحدثین حملوا ظاھر ما تعلق من صفات الباری سبحانہ علی مقتضی الحس فشبھوا الا ان لم یخالطوا الفقہاء فیعرفوا حمل المتشابہ علی مقتضی المحکم

ترجمہ پس ابن صاعد رح نے کہا کہ کنوین مین کیسے مرغی گری اُس نے کہا کہ کنوان ڈھکا ہوا نہ تھا ابن صاعد نے فرمایا کہ تو نے کیون ڈھکا نہ رکھا کہ مرغی نہ گرتی تب نہین نے اُس عورت سے کہا کہ اے بیکیفیت اگر کنوین کا پانی دو قلون کی مقدار تھا اور اس مین مرغی کے گرنے سے کچھ تغیر نہین ہوا تو پاک ہے ورنہ ناپاک مصنف کہتا ہے کہ ابن شاہین نے حدیث مین بہت سی کتابین تصنیف کین کمتر ایک جزء اور زیادہ ایک تفسیر ایک ہزار جزء ہے حالانکہ وہ فقہ کچھ نہین جانتے تھے بعض محدثین کی یہ کیفیت ہوئی کہ اُس نے جرأت کرکے جھوٹ سچ فتوی دیدیا تاکہ ایسا نہ ہو لوگ اُسکو فقہ سے نادان دیکھین تو ان مین سے بعض کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کا غلط فتوی لوگون کا ضحکہ ہو گیا چنانچہ بعض کے پاس میراث کا ایک فتوی پیش کیا گیا یعنی مثلاً فلان میت کے اس قدر وارث ہین تو محدث صاحب نے اُس کے جواب مین یہ عبارت لکھی کہ اللہ تم کے فرائض کے موافق تقسیم کرین ابراہیم الحربی نے کہا کہ مجھ کو خبر پہونچی کہ علی بن داؤد ظاہری کے پاس ایک عورت آئی وہ اُسوقت حدیث روایت کرتے تھے اور مجلس مین قریب ہزار آدمیون کے جمع تھے اُس عورت نے پوچھا کہ مین نے اپنی ازار کو صدقہ کرنے کی قسم کھائی ہے شیخ نے فرمایا کہ تو نے کتنے کو خریدی ہے اُس نے کہا کہ بائیس درم کو۔ تو فرمایا کہ بائیس روزے رکھ لے جب وہ واپس ہو گئی تو کہنے لگی آہ آہ قسم خدا کی ہم سے اُس کے جواب میں غلطی ہوئی۔ ہم نے اُس کو کفارہ ظہار کا حکم دے دیا۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ان فضیحتون کو دیکھو ایک تو فضیحت جہالت ہے اور دوسری فتوی دینے کی جرأت وہ بھی اس غلط ملط کے ساتھ واضح ہو کہ بعض محدثین نے ان الفاظ کو جو صفات باری تعالی کے متعلق وارد ہوئے ہین اپنی حس کے مطابق محمول کر لیا تو مشبہ بن گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انھون نے فقہاء سے میل نہین رکھا تاکہ ان کو معلوم ہوتا کہ کیونکر محکم پر متشابہ کو محمول کرنا چاہیئے

وقد رأينا في زماننا من يجمع الكتب منهم ويكثر السماع ولا يفهم ما حصل ومنهم من لا يحفظ القراءة ولا يعرف اركان الصلاة فتشاغل هؤلاء على زعمهم بفروض الكفايات عن فروض الاعيان وايثارما ليس بهم على المهم من تلبيس ابليس **القسم الثاني** قوم اكثروا سماع الحديث ولم يكن مقصودهم صحيحا ولا ارادوا الطرق الصحيحة من غيره بجميع الطرق وانما كان مرادهم التوالي والغرائب فطافوا البلدان ليقول احدهم لقيت فلانا ولي من الاسانيد ما ليس لغيري وعندي احاديث ليست عند غيري وقد كان دخل الينا الى بغداد بعض طلبة الحديث فكان ياخذ الشيخ فيقعده في الرقة وهي البستان الذي على شاطئ دجلة فيقرئ عليه ويقول في مجموعاته حدثني فلان وفلان بالرقة ويوهم الناس انها البلدة التي بناحية الشام ليظنوا انه قد تعب في الاسفار لطلب الحديث فكان يقعد الشيخ بين نهر عيسى والصراة ويقول حدثني فلان من وراء النهر يوهم انه قد عبر خراسان في طلب الحديث وكان يقول حدثني فلان في رحلتي الثانية واثالثة ليعلم الناس قد رتبص في طلب العلم فما بورك له ومات في زمان الطلب **قال المصنف**

الرقة

ترجمہ اور ہم نے اپنے زمانہ مین بہت سے محدثین دیکھے جو بکثرت کتب جمع کرتے اور بہت سنتے ہین لیکن ماحصل کچھ نہین سمجھتے ہین بلکہ ان مین سے بعضے ایسے ہین کہ قرآن یاد نہین رکھتے اور نماز کے ارکان تک نہین جانتے پس ان کے حق مین یہ تلبیس ابلیس ہے کہ فرض کو چھوڑ کر اپنے زعم کے موافق فرض کفایہ مین مشغول ہوتے ہین اور جو امر مہم تھا اُسکو چھوڑ کر غیر مہم کو اختیار کرتے ہین دوسرا قسم وہ ایسے محدث ہین جو بہت کثرت سے مشایخ سے حدیث سماعت کرتے ہین اور انکا قصد ٹھیک نہ تھا اور نہ ان کی یہ غرض تھی کہ طرق جمع کر کے صحیح کو غیر صحیح سے اختیار کر سکین بلکہ یہ مقصود تھا کہ عالی اسانید حاصل کرین اور غرائب روایات جمع کرین۔ اور ملکون ملکون پھرین تاکہ ان کو یہ کہنے کا فخر یہ موقع ملے کہ مین فلان شیخ سے ملا تھا اور جو میری اسانید ہین وہ کسی کی نہین ہین اور جو عجیب غریب حدیثین میرے پاس ہین وہ کسی کے پاس نہین ہین اور بغداد مین بعض طلبہ حدیث داخل ہوا اور وہ شیخ کو لیجا کر رقہ مین بٹھلاتا تھا یعنی اُس باغ مین جو دجلہ کے دونون کنارے چلا گیا ہے اور شیخ کو حدیث سناتا تھا پھر اپنے مجموعہ مین یون لکھتا کہ مجھ سے رقہ مین فلان فلان شیخ نے حدیث فرمائی اس سے وہ لوگون کو وہم مین ڈالتا کہ رقہ سے وہ شہر مراد ہے جو شام مین دریاے فرات کے دونون شاخون کے ملان پر ہے۔ تاکہ لوگ یہ سمجھین کہ اس محدث نے طلب حدیث مین دور دراز سفر کیے ہین اور اسی طرح شیخ کو لیجا کر نہر عیسیٰ و پل کے درمیان بٹھلا کر حدیث سناتا اور مجموعہ مین لکھتا کہ مجھ سے فلان شیخ نے وراء النہر مین حدیث بیان کی تاکہ لوگ وہم مین پڑین کہ اس نے طلب حدیث مین خراسان کے پار ہو کر ماوراء النہر مین یہ حدیث سُنی اور یون لکھتا کہ مجھسے فلان نے میرے سفر دوم مین اور فلان نے میرے سفر سوم مین حدیث فرمائی۔ تاکہ لوگ جانین کہ طلب علم مین اُس نے کس قدر تعب اوٹھایا ہے پھر اس طالب علم کو برکت حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ طالب علمی کے زمانہ ہی مین مر گیا **مصنف** نے کہا

وهذا كله من الاخلاص بمعزل وانما مقصودهم الرياسة والمباهاة ولذلك يتبعون شاذ الحديث وغريبه
وربما ظفر احدهم بجزء فيه سماع اخيه المسلم فاخفاه ليتفرد هو بالرواية وقد يموت ولا يرويه فيفوت
الشخصين وربما رحل احدهم الى شيخ اول اسمه واو او كاف ليكتب ذلك فى مشيخته فحسب **ومن تلبيس**
ابليس على اصحاب الحديث قدح بعضهم فى بعض طلبا للتشفى ويخرجون ذلك مخرج الجرح والتعديل
الذى استعمله قدماء هذه الامة للذب عن الشرع والله اعلم بالمقاصد ودليل خبث مقصد هؤلاء
سكوتهم عن من يحاورونه وما كان القدماء هكذا فقد كان على بن المدينى يحدث عن ابيه وكان ضعيفا ثم يقول
وفى حديث الشيخ ما فيه **وعن** يوسف بن الحسين يقول سألت حارثا المحاسبى عن الغيبة فقال
لى احذرها فانها اشر مكتسب ما ظننت بشئ يسلبك حسناتك
فيرضى بها خصماءك اذ ليس هناك درهم ولا دينار فاحذرها وتعرف منها فان منبع غيبة
الجهل والجهال من اشفاء الغيظ والحمية والحسد وسوء الظن وتلك مكشوفة غير خفيه

ترجمہ کہ یہ سب باتین خالص نیت سے بہت دور ہین بلکہ ان لوگون کی غرض فقط سرداری اور فخر عالمانہ ہے اسی وجہ سے شاذ اور غریب
حدیثون کی جستجو کرتے رہتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی جزو ان کے ہاتھ لگ گیا جس مین ان کے مسلمان بھائی نے
اپنا سماع درج کیا ہے تو اس کو چھپا ڈالتا ہے تاکہ مین ہی اس کی روایت مین متفرد ہو جاؤن حالانکہ وہ مرجاتا ہے اور کچھ بھی
روایت نہین کرنے پایا تو دونون کے ہاتھ سے جاتا ہے۔ اور کبھی ان مین سے بعض فقط اس لئے دراز سفر کرکے کسی ایسے شیخ کے
پاس جاتا ہے جس کے نام کے اول مین واو یا کاف ہے تاکہ اپنے مشایخ کے ذکر مین اس حرف کے نام کو بھی ذکر کرے۔ اور
سوائے اس کے کچھ غرض نہ تھی و منجملہ تلبیس ابلیس کی جو اصحاب الحدیث پر ہے یہ کہ اپنے جی کو تشفی دینے کے لیے ایک دوسرے
پر قدح و طعن کرتے ہین اور اس کو بجائے اس جرح و تعدیل کے قرار دیتے ہین جو اس امت کے قدما نے استعمال کیا تھا تاکہ شہر یعنی
سے جھوٹون کی تخلیط کو دور کرین اور اللہ تعالی کو ہر ایک کی نیت کا حال خوب معلوم ہے۔ اور ان کی بدنیتی اسی سے
ظاہر ہے۔ کہ جس سے ان کو خوش پسندی ہے۔ اس سے سکوت کرتے ہین۔ اور قدما کا یہ حال نہین تھا۔ چنانچہ
علی بن المدینی اپنے باپ سے حدیث روایت کرتے پھر کہہ دیتے کہ شیخ کی ضعیف کی جو حالت ہے وہ ہے
(بلکہ صاف کہہ دیتے کہ وہ ضعیف ہین) اور یوسف بن الحسین کہتے ہین کہ مین نے حارث محاسبی سے غیبت کو پوچھا۔ تو
فرمایا کہ خبردار اس سے بہت بچنا یہ نہایت بری کمائی ہے۔ تو ایسی چیز سے کیا امید رکھتا ہے۔ جس کی شامت سے
تیری نیکیان چھین کر تیرے مدعی دشمن اس سے راضی کئے جاوین کیونکہ وہان نہ درم ہین نہ دینار ہین تو اس سے پرہیز
رکھ اور اس کا منبع پہچان لے اس طرح کہ غیبت کا منبع جو مغرور و جاہل لوگ ہین وہ تو اپنے غیظ کو اور جاہلانہ حمیت کو
تسکین دیتے۔ اور حسد و بدگمانی سے کہتے ہین۔ اور اس کی برائی کچھ چھپی نہین ہے +

واما غیبۃ العلماء فمنشاھا من خدعۃ النفس علی ابداء النصیحۃ وتاویلہا لا یعد من الخبر ولو صح ما کان عونا علی الغیبۃ وھو قولہ انتنزعون عن ذکر الفاجر اذکروہ بما فیہ یحذر الناس لو کان الخبر محفوظا صحیحا لم یکن فیہ ابدا اشناعۃ علی اخیک المسلم من غیر ان یسال عنہ وانما اذا جاءک مسترشد فقال اریدان ازوج کریمتی من فلان فعرفت منہ بداعۃ او انہ غیر مامون علی حرم المسلمین صرفتہ عنہ باحسن صرف او بحیل اخر فیقول لک اریدان اودع مالی فلانا ولیس ذلک الرجل موضعا للامانۃ فتصرفہ عنہ باحسن صرف او یقول لک رجل اریدان اصلی خلف فلان او اجعلہ امامی فی علم فتصرفہ عنہ باحسن الوجوہ ولا تشف غیظک من غیبۃ **واما منبع الغیبۃ من القراء والنساک** فمن طریق التعجب یبکی عوارالاخ ثم یتصنع بالدعاء فی ظھر الغیب فیتمکن من لحم اخیہ المسلم ثم یتزین بالدعاء لہ **واما منبع الغیبۃ من الرؤساء والاستاذین والنساک** فمن طریق ابداء الرحمۃ والشفقۃ حتی یقول مسکین فلان ابتلی بکذا او امتحن بکذا نعوذ باللہ من الخذلان

للرجل

ترجمہ رہے علماء تو اُن مین غیبت کا منبع اُن کے نفس کا دھوکا ہے کہ تم جو فلان کی برائی کرتے ہو تو اظہار نصیحت ہے۔ اور ایک روایت پر اعتماد کرتے ہین اگر اُس کے معنی جو یہ لوگ سمجھتے ہین یہ ہوتے تو کبھی ان کے لئے غیبت پر مددگار نہ ہوتے اور وہ روایت یہ کہ تم ایسے شخص کے ذکر سے کیون منہ موڑتے ہو جس مین فساد ہے اس سے اور اس کی برائی بیان کرنے سے باز نہ ہو۔ تاکہ لوگ اُس سے احتراز کرین یہ روایت اگر صحیح محفوظ ہوتی تو کبھی اُس کے ذریعہ سے بے پوچھے کسی مسلمان بھائی پر تشنیع عائد نہ ہوتی اور اگر تاویل ہو تو یہی کہ جب تجھسے مثلاً کوئی نیک صلاح پوچھنے آیا۔ کہ مین چاہتا ہون۔ کہ اپنی لڑکی فلان شخص سے بیاہ دون اور تجھے معلوم ہے کہ وہ شخص بدعتی ہے یا بدکار فاجر ہے جس پر مسلمانون کی حرمت پر بیخوفی نہین ہے تو تجھے چاہیئے کہ کسی حسن تدبیر سے اُس کو اس ارادے سے روک دے یا کسی حیلہ سے اس معاملہ کو ملتوی کردے۔ اسی طرح دوسرا آیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین سفر کو جاؤن اور اپنا مال فلان شخص کے پاس امانت رکھدون اور تجھے معلوم ہے۔ کہ یہ شخص امانت رکھنے کے قابل نہین ہے۔ تو چاہیئے کہ اس کو اچھی تدبیر سے اس ارادے سے روک دے۔ اسی طرح اگر کسی نے کہا۔ کہ مین چاہتا ہون کہ فلان شخص کو اپنا امام بناؤن یا کسی علم مین اپنا اُستاد بناؤن اور وہ امامت یا اُستادی کے قابل نہین ہے تو اچھی تدبیر و حیلہ سے اس کو اس خیال سے پھیر دے اور یہ نہین چاہیئے کہ اسکی غیبت کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرے رہا حافظون و عابدون مین غیبت کا منبع تو از راہ خود پسندی ہوا کرتا ہے کہ پہلے اپنے مسلمان بھائی کے عیب کھولتا ہے پھر بیٹھ پیچھے اُس کے واسطے دعا کرتا ہے تاکہ اس بناوٹ سے غیبت معلوم نہ ہو تو گویا پہلے اُس کا گوشت نوچ کھایا۔ پھر اُس کی جگہ ظاہری دعا سے پیوند لگایا۔ رہا رؤسا و استاد و زہاد مین غیبت کا منبع تو وہ براہ اظہار شفقت و ترحم ہوا کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ فلان مسکین فلان امر مین مبتلا ہوا اور فلان امتحان مین ڈالا گیا اللہ تعالیٰ ہم کو خواری سے بچادے

فیتصنع بابداء الرحمۃ والشفقۃ علی اخیہ ثم یتصنع بالدعاء لہ عند اخوانہ ویقول انما ابدیت لکم ذلک لتتکرروا دعاءکم لہ ونعوذ باللہ من الغیبۃ تعریضا او تصریحا فاتق الغیبۃ فقد نطق القران بکراھتھا فقال تعالی ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ **وقد** روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک اخبار کثیرۃ **ومن تلبیس ابلیس علی علماء المحدثین** روایۃ الحدیث الموضوع من غیر ان یتبینوا انہ موضوع وھذہ خیانۃ منھم علی الشرع ومقصودھم تنفیق احادیثھم وکثرۃ روایاتھم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من روی عنی حدیثا یری انہ کذب فھو احد الکذابین **ومن ھذا الفن** تدلیسھم فی الروایۃ فتارۃ یقول احدھم فلان عن فلان عن فلان یوھم انہ سمع منہ ولم یسمع وھذا قبیح لانہ یجعل المنقطع فی رتبۃ المتصل **ومنھم** من یروی عن الضعیف والکذاب فیحمی اسمہ فربما سماہ بغیر اسمہ وربما کناہ وربما نسبہ الی جدہ لئلا یعرف وھذہ خیانۃ للشرع المطھر فیثبت حکما لا یثبت

ترجمہ پس پہلے تو بناوٹ سے اُس پر ترحم و شفقت ظاہر کرتا ہے۔ پھر بھائیون کے سامنے اس کے لئے بناوٹ سے دعا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ مین نے اُس کو تمہارے سامنے اِس لئے ظاہر کیا کہ تم اس کے واسطے بہت دُعا کیا کرو ہم پناہ مانگتے ہین۔ کہ غیبت کسی حیلہ سے ہو یا صریح ہو پس غیبت سے پرہیز کرو کیونکہ نص قرآن سے حرام ہے بقولہ تعالیٰ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس کی حرمت مین بکثرت حدیثین وارد ہین **منجملہ تلبیس ابلیس** کے علماء محدثین پر یہ ہے کہ موضوع حدیث روایت کرتے ہین۔ بدون اِس کے کہ اس کو موضوع ظاہر کرین اور یہ اُن کی طرف سے شرع کا جرم ہے۔ اور اس سے اُن کی غرض یہ کہ اُن کی حدیثین رائج ہوں اور یہ مشہور ہو۔ کہ یہ محدث کثیر الروایۃ ہین۔ حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے ایسی بات روایت کی کہ جس کو جھوٹ جانتا ہے تو وہ دونون مین سے ایک جھوٹا ہے یا جھوٹون مین سے ایک جھوٹا ہے ✦

اسی قسم سے روایت مین اُن کی تدلیس ہے۔ چنانچہ اُن مین ایک کہتا ہے کہ حدثنی فلان عن فلان یعنی مجھے فلان شخص نے فلان بزرگ سے اور اس نے فلان بزرگ سے روایت کی یعنی اُس نے فلان بزرگ کو تو پایا نہین لیکن اس طرح بیان کیا جس سے شبہہ ہوتا ہے کہ مین نے فلان بزرگ کو پایا۔ یا یون کہا کہ فلان نے فلان سے نقل کیا اس سے وہم دلایا کہ مجھ سے فلان نے روایت کی ہے حالانکہ اس سے سُنا نہین ہے اور یہ حرکت قبیح ہے اِس لیئے کہ اُس نے منقطع کو متصل بنا دیا **بعض** محدث کو دیکھو کہ ضعیف و کذاب سے روایت کرتا ہے تو چھپانے کے لیئے اس کا نام نہین لیتا بلکہ کبھی تو اس کا دوسرا نام بدل دیتا ہے اور کبھی اُس کی کنیت بیان کرتا ہے یعنی جو معروف نہین ہے اور کبھی خود اُس کی کنیت مثلاً ابو زید گڑھ لیتا ہے۔ اور کبھی اُس کے باپ کا نام چھوڑ کر اُس کے دادا کا نام بجائے باپ کے بیان کرتا ہے اور اس سے غرض یہ کہ وہ کذاب پہچانا نہ جاوے اور یہ بھی شرع مطہرہ کا جرم ہے اِس لئے کہ ایسے ذریعہ سے حکم ثابت کیا کہ جس سے ثابت نہین ہوتا

فاما اذا کان المروی عنہ ثقۃ نفسہ فنسبہ الی جدہ او اقتصر علی کنیتہ لعلا یری انہ قد رد الروایۃ عنہ او یکون المروی عنہ فی مرتبۃ الراوی فیستحیی الراوی من ذکرہ فھذا علی الکراھۃ والبعد من الصواب قریب بشرط ان یکون المروی عنہ ثقۃ **ذکر تلبیس ابلیس علی الفقہاء قال المصنف** کان الفقہاء فی قدیم الزمان ھم اھل القرآن والحدیث فما زال الامر ینتاقص حتی قال المتاخرون یکفینا ان نعرف آیات الاحکام من القرآن وان نعتمد علی الکتب المشہورۃ فی الحدیث کسنن ابی داؤد ونحوھا ثم اھونوا بھذا الامر ایضا فصار احدھم یحتج بآیۃ لا یعرف معناھا وبحدیث لا یدری اصحیح ھو ام لا وربما اعتمد علی قیاس یعارضہ بحدیث صحیح ولا یعلم لقلۃ التفاتہ الی معرفۃ النقل وانما الفقہ استخراج من الکتاب والسنۃ فکیف یستخرج من شئ لا یعرف ومن القبیح تعلیق حکم علی حدیث لا یدری اصحیح ھو ام لا ولقد کانت معرفۃ ھذا تصعب ویحتاج الانسان الی السفر الطویل والتعب الکبیر حتی یعرف ذلک فصنفت الکتب وتقررت السنن وعرف الصحیح من السقیم ولکن غلب المتاخرین الکسل بمرۃ عن ان یطالعوا علم الحدیث حتی انی رأیت بعض الاکابر من الفقہاء

ترجمہ ہاں اگر یہ شخص ثقہ ہو اور اُس کو دادا کی طرف منسوب کر دیا جیسے محمد بن یحیی بن فارس کو محمد بن فارس کہا یا کہ فقط ابو یحیی کنیت بیان کی تاکہ بظاہر یہ معلوم نہ ہو۔ کہ اُس نے اُس سے ملکر روایت کی ہے یا جس سے روایت کرتا ہے وہ راوی کے مرتبہ مین ہو تو اُس کے نام سے روایت مین شرم کر کے ایسا کرلے تو یہ بھی طریقہ صواب سے دور ہے لیکن فقط مکروہ ہے بشرطیکہ جس سے روایت کی وہ ثقہ ہو **مترجم** کہتا ہے یعنی یہ نہو کہ جس سے روایت کی وہ ضعیف ہو اور اس تلبیس سے دوسرے ثقہ راوی کے نام سے مشتبہ کر دیا کیونکہ یہ حرام ہے **فقہاء پر تلبیس ابلیس** کا بیان قدیم زمانہ اسلام مین فقہا اُن لوگون کو کہتے تھے جو قرآن و حدیث کے عالم ہوتے (یعنی اُس مین اُن کو طریقہ اجتہاد کی سمجھ ہوتی ہوتی تھی) پھر برابر گھٹتے گھٹتے متاخرین تک پہونچ کر رہ گیا کہ متاخرین نے کہا کہ ہم کو قرآن مین سے خالی وہ آیتین کافی ہین جن سے کوئی حکم نکلتا ہے اور حدیث مین سے فقط مشہور کتابین مانند سنن ابو داؤد وغیرہ کے کافی ہین پھر اس مین بھی زیادہ سستی کر دی حتی کہ بعض شخص فقیہ بنکر ایسی آیت سے استدلال کرتا ہے جسکے معنی خود بھی نہین جانتا اور ایسی حدیث سے استدلال لاتا ہے جس کو آپ نہین جانتا کہ صحیح ہے یا نہین اور اکثر یہ کرتا ہے کہ حدیث صحیح کے معارضہ مین قیاس لاتا ہے اور اسکو یہ بھی نہین معلوم کہ مین نص حدیث سے معارضہ کرتا ہون کیونکہ وہ علم نقل کو کمتر پہچانتا ہے اور فقہ کا مدار تو یہ تھا۔ کہ قرآن و حدیث سے استنباط کرے پھر یہ کیونکر فقیہ ہوگا جس کو علم قرآن و حدیث مین تمیز ہی نہین ہے اور **بجملہ قبائح** کے یہ ہے کہ ایک حکم ایک حدیث کے حوالے پر ثابت کرتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ وہ حدیث صحیح ہے کہ نہین اور بیشک اس امر کے پہچاننے مین آدمی کو مشقت شدید و سفر طویل کی ضرورت تھی۔ لہذا اس بارہ مین کتابین تصنیف ہوگئین اور حدیثین سب انتخاب کر دی گئین۔ اور صحیح و سقیم کو علیحدہ کر دیا گیا پھر بھی متاخرین کو یہان تک کسل سوار ہوا۔ کہ علم حدیث کو مطالعہ بھی نہین کیا چنانچہ مین نے بعضے اکابر فقہا کی تصنیف مین دیکھا ہے ۔

یقول فی تصنیفہ عن الفاظ فی الصحاح لایجوز ان یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذا ورأیتہ یحتج فی مسئلۃ فیقول دلیلنا ما روی بعضھم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کذا ویجعل الجواب عن حدیث صحیح قد احتج بہ خصمہ ان یقول ھذا الحدیث لایعرف وھذا کلہ خیانۃ علی الاسلام **ومن تلبیس ابلیس علی الفقہاء** ان جل اعتمادھم علی تحصیل علم الجدل یطلبون بزعمھم تصحیح الدلیل علی الحکم والاستنباط لدقائق الشرع وعلل المذھب ولو صحت بھذہ الدعوی منھم لتشاغلوا بتحریم المسائل وانما یتشاغلون بالمسائل الکبار لیتسع فیھا الکلام فیقدم المناظر بذلک عند الناس فی خصام النظر فھم احدھم بترتیب المجادلۃ والتفتیش علی المناقضات طلبا للمفاخرۃ والمباھاۃ وربما لم یعرف الحکم فی مسئلۃ صغیرۃ یعم بھا البلوی **ومن تلبیسہ علیھم** ادخالھم فی الجدل کلام الفلاسفۃ واعتمادھم علی تلک الاوضاع **ومن ذلک** ایثارھم للقیاس علی الحدیث المستدل بہ فی المسئلۃ لیتسع لھم المجال فی النظر وان استدل احد منھم بالحدیث ھجن **و من الادب** تقدیم الاستدلال بالحدیث ومن ذلک انھم جعلوا النظر

علم الحدیث

ترجمہ کہ وہ حدیث کے بعضے الفاظ کی نسبت جو صحاح مین وارد ہوئے ہین یہ کہتا ہے کہ یہ الفاظ ممکن نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہون اور دیکھا کہ وہ ایک مسئلہ مین حجت لاتے وقت کہتا ہے کہ ہماری دلیل وہ حدیث ہی جو ہمارے بعض فقیہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے کہا اور خصم کی دلیل حدیث صحیح کے جواب مین کہتا ہے کہ ہم اس کے جواب مین یہ کہین گے کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی ہے یہ سب اسلام پر ظلم اور شریعت کی خیانت ہے **منجملہ تلبیس ابلیس** کے جو فقہا پر ہے ایک یہ کہ ان کا پورا اعتماد علم جدال کے حاصل کرنے پر ہے اپنے زعم مین وہ اس فن سے حکم پر دلیل کی تصحیح نکالتے اور شرع کی دقایق ڈھونڈتے اور مذاہب کی علتین تلاش کرتے ہین اور اگر ان کا یہ دعوی صحیح ہوتا تو سب مسایل مین اسی طرح مشغول ہوتے ولیکن وہ تو فقط بڑے بڑے مسائل مین مشغول ہوتے ہین تاکہ ان مین کلام کرنے کی گنجایش وسیع حاصل ہو اور ان مین مناظرہ کرنیوالا لوگون کے نزدیک نظری خصومت مین پیشوا گنا جاوے پس ان مین سے ہر ایک کی کوشش یہ ہی کہ جدال و جھگڑی اور تفتیش کو مرتب کرے اور نفس کو آمادہ کرتا رہی کہ وہ خصم کی ہر بات مین نقیض لگا دے اس سے غرض فقط دنیاوی فخر و ناموری ہی حالانکہ ان مین بہت ایسے ہین جو ایک خفیف اور چھوٹے سے مسئلہ مین جس کا حکم نہین جانتا جسکی لوگون مین عام ضرورت ہے **منجملہ** تلبیس ابلیس کی فقہا پر یہ ہے کہ جدل کے فن مین فلاسفہ کی قواعد داخل کرتے اور انپر اعتماد کرتے ہین یعنی جس وضع پر لزوم و عکس و تناقض وغیرہ انہون نے قطعی بتائی ہین انکو یہان جزئیات شرع مین لاتے ہین اور **از انجملہ** یہ کہ حدیث پر قیاس کو ترجیح دینے مین حالانکہ اس مسئلہ مین حدیث صریح دلیل موجود ہے اور یہ اس لیے کرتے ہین کہ انکو باہم جدال و گفتگو کرنیمین خیالی گھوڑی دوڑانیکی وسیع مجال حاصل ہو اور اگر ان کے مقابلہ مین کسی نے حدیث سے استدلال کیا تو حقیر قابل عیب خیال کیا جاتا ہے **حالانکہ** ادب یہ تھا کہ حدیث کو بالکلیہ مقدم کرکے اُس سے دلیل لاتے **از انجملہ** یہ کہ اُن سخت دل فقہا نے

اجل اشتغالهم ولم يمزجوه بما يرفق القلوب من قراءة القرآن وسماع الحديث وسيرة الرسول صلى الله عليه وسلم واصحابه ومعلوم ان القلوب لاتخشع بتكرار ازالة النجاسة والماء المتغير وهي محتاجة الى التذكار والمواعظ لتنهض لطلب الاخرة ومسائل الخلاف وان كانت في علوم الشرع الا انها لاتنهض بكل المطلوب ومن لم يطلع على اسرار سير السلف وحال الذي تمذهب له لم يمكنه سلوك طريقهم وينبغي ان يعلم ان الطبع لص فاذا تركته مع اهل هذا الزمان سرق من طباعهم فصار مثلهم واذا نظرت في سير القدماء ذاقهم وتادب باخلاقهم وقد كان بعض السلف يقول حديث يرق له قلبي احب الي من مائة قضية من قضايا الشريح وانما قال هذا لان رقة القلب مقصودة وهذا اسباب **ومن ذلك** انهم اقتصروا على علم المناظرة واعرضوا عن حفظ المذهب وباقي علوم الشرع فترى الفقيه المفتي يسأل عن اية او حديث فلا يدري وهذا عين تقصير فاين الانفة من التقصير **ومن ذلك** ان المجادلة انما وضعت لتبيين الصواب وقد كان مقصود السلف للناصحة باظهار الحق وقد كانوا ينتقلون من دليل الى دليل واذا اختفى على احدهم شيء نبهه الاخر كان المقصود كان اظهار الحق فصار هؤلاء

ترجمہ بحث وگفتگوے نظری پر مقصور کرلی اور اس مین ایسی چیز نہ ملائی جس سے دل نرم ہوتے ہین جیسے قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث شریف کی سماعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب کی سیرت ہے اور یہ سب جانتے ہین کہ بگڑی ہوئی پانی سے بار بار دھونا نجاست نہین دُور کرتا اسی طرح قلب مین اس سے نرمی وخضوع پیدا نہین ہوتا حالانکہ قلوب کو یاد اور نصیحت کی حاجت ہے تاکہ وہ آخرت کی طلب مین اُبھرین اور برانگیختہ ہون اور اختلافی مسائل اگرچہ شرعی علوم سے ہین لیکن اُن کے ذریعہ سے یہ مقصود پورا نہین ہوتا اور سلف صالحین کے چال چلن کے اسرار جس کو نہین معلوم ہین اور اُن کی رفتار کے حالات نہین جانتا ہے تو اُن کی راہ کیونکر چل سکتا ہے **جاننا چاہیئے** کہ طبیعت خود چور ہے اگر وہ اس زمانہ والون کے ساتھ چھوڑی جاے تو انکی طبیعتون کا انداز چوری کرلے گی اور اگر وہ بزرگون کی سیرت وخصلت دیکھے گی تو اُن کے ساتھ ہوجائے گی اور اُن کے اخلاق سیکھے گی اور بعضے بزرگان سلف کا قول ہے کہ ایک حدیث جس سے میرا دل نرم ہو مجھے سو قضایاے شریح سے زیادہ محبوب ہے اور یہ اس لیے فرمایا کہ دل کی نرمی مقصود ہے اور اس کے اسباب ہوا کرتے ہین **ازانجملہ** یہ کہ ان فقہاء نے فقط علم مناظرہ پر اقتصار کیا۔ اور مذہبی مسائل یاد رکھنے سے منہ پھیر لیا اور باقی علوم شرعی نہین جانتے ہین یہی وجہ ہے کہ تم فقیہ مفتی کو دیکھتے ہو کہ اس سے کسی آیت یا حدیث کی بابت دریافت کیا جاتا ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین نہین جانتا اور یہ عین تقصیر ہے پھر اس تقصیر سے اُسے شرم کیون نہین آتی **ازانجملہ** یہ کہ مباحثہ فقط اسلیئے موضوع ہوا کہ جو بات ٹھیک ہے وہ ظاہر ہوجاے اور سلف کی نیت یہ ہوئی تھی کہ حق ظاہر ہو جس سے اسلام مین خیر خواہی ہے اور وہ لوگ ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری دلیل کی طرف چلے جاتے تھے اور اگر کسی سے کوئی بات رہ گئی تو دوسرا اُس کو بتلا دیتا کیونکہ اُن کی نیت خالص تھی کہ حق ظاہر ہو پس ان بزرگون کی کیفیت یہ تھی کہ

اذا قاس الفقیہ علی اصلٍ ثقۃ بعلۃٍ یظنہا فقیل لہ ما الدلیل علی ان الحکم فی الاصل معلل بھذہ العلۃ فقال ھذا الذی یظھر لی فان ظھر لکم ما ھو اولی من ذلک فاذکروہ **قال المعترض** لا یلزمنی ذکر ذلک ولقد صدق فی انہ لا یلزمہ ولکن فما ابتدع من الجدل بل فی باب النصح واظہار الحق یلزمہ **ومن ذلک** ان احدھم یبین لہ الصواب مع خصمہ ولا یرجع ویضیق صدرہ کیف ظھر الحق مع حکمۃ وربما اجتھد فی ردہ مع علمہ انہ الحق وھذا من اقبح القبیح لان المناظرۃ انما وضعت لبیان الحق وقد قال الشافعی ما ناظرت احدا فاکترث الحجۃ الا سقط من عینی ولا قیلما الاھبتہ وما ناظرت احدا فبالیت مع من کانت الحجۃ ان کانت معہ صرت الیہ **ومن ذلک** ان طلیم للریاسۃ بالمناظرۃ یثیر الکامن فی النفس من حب الریاسۃ فاذا رای احدھم فی کلامہ ضعفا یوجب فرح خصمہ اخرج الی المکابرۃ فان رای خصمہ قد استطال علیہ بلفظ ظھرت حمیۃ الکبر فقابل ذلک بالسب فصارت المجادلۃ مجالدۃ **ومن ذلک** ترخصھم فی الغیبۃ بحجۃ الحکایۃ عن المناظرۃ فیقول احدھم تکلمت مع فلان فما قال شیئا ویتکلم بما یوجب التشفی من خصمہ بتلک الحجۃ

ترجمہ اگر کسی فقیہ نے کسی واقعہ کو کسی اصل شرعی پر قیاس کیا اور اُس کی علت سمجھ گیا جیسا کہ اس کے خیال مین ہے پھر دوسرے نے اُس سے کہا کہ بھلا یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اصل مین حکم بوجہ اسی علت کے ہوا ہے تو وہ جواب دیتا کہ مجھ پر ایسا ظاہر ہوا ہے اور اگر تم اس سے کوئی بہتر بات لاؤ تو اس کو پیش کرو یہان معترض کہتا ہے کہ مجھ پر اس کا بیان کرنا لازم نہین ہے مین کہتا ہون کہ ہان یہ تو سچ ہے کہ تجھ پر واجب نہین ہے لیکن بنظر خیر خواہی شرع و اظہار حق کی تجھ پر واجب ہے جیسے تو نے جدل کو نکالا **از انجملہ** ان فقہاء کی یہ کیفیت ہے کہ خصم سے مناظرہ کرنے مین بعض کو حق ظاہر ہو جاتا ہے لیکن وہ حق کی طرف رجوع نہین لاتا بلکہ دل تنگ ہوتا ہے کیون اس کے ساتھ ایسا ظاہر ہوا اور بسا اوقات اس کے ساتھ حکم حق جان لینے کے بعد جھگڑا کرتا ہے کہ کسی طرح اُسکو رد کر دے اور یہ سب سے بدتر قبیح حالت ہے اس لئے کہ مناظرہ اسی لئے نکالا گیا تھا کہ حق ظاہر ہو جاوے اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مین نے جس سے مناظرہ کیا پھر اُس نے حجت حق سے انکار کیا تو وہ میری نظر سے گر گیا اور اگر اُس نے حجت حق کو قبول کر لیا تو مجھ اُسکی طرف سے ہیبت معلوم ہوتی ہے اور جس کسی سے مین نے مناظرہ کیا تو دلیل حق کو غالب رکھا اگر مین نے مقابل کے پاس دلیل حق پائی تو مین بھی اس کے ساتھ ہو گیا **از انجملہ** یہ کہ وہ مناظرہ سے سرداری چاہتا ہے اور جب یہ بات نفس مین جو سرداری کی خواہش مخفی رہتی ہے وہ ابھر آتی ہے اور جب انمین سے کسی نے دیکھا کہ اُسکی کلام مین ایسا ضعف ہے کہ اس کا مقابل غالب ہوا چاہتا ہے تو مکابرہ و جھگڑا کرنے لگتا ہے تو جب اُس کے مقابل نے دیکھا کہ اس نے مجھ پر بدزبانی کی تو اُس کی حمیت بھی جوش مین آ جاتی ہے وہ بھی جواب ترکی بترکی دیتا ہے تو مناظرہ بدل کر گالی گلوچ و جھگڑا ہو جاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ ہماری زمانہ مین صاف ظاہر ہین انا للہ وانا الیہ راجعون **از انجملہ** مناظرہ نقل کرنے کے حیلہ سے غیبت کا جواز نکالتے ہین چنانچہ بعض کہتا ہے کہ مین نے اُسکو جواب دیا تو وہ بند ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا اور ایسی بات کہتا ہے کہ جس سے اپنے مقابل سے اپنے دل کی تشفی اس حجت سے حاصل کرلے ۔

ومن ذلك ان ابليس لبس عليهم بان علم الفقه وجده علم الشرع ليس غيره فان ذكر لهم حديث قالوا ذاك لا يفهم شيئا وينسون ان الحديث هو الاصل فان ذكر لهم كلام يلين به القلب قالوا هذا كلام الوعاظ **ومن ذلك** اقدامهم على الفتوى وما بلغوا مرتبتها وربما افتوا بوافقتهم المخالف للمنصوص ولو توقفوا في المشكلات كان اولى فقد قال ابن ابي ليلى ادركت عشرين ومائة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منهم من يحدث حديثا الا ودان اخاه كفاه الحديث ولا يسأل احدهم عن المسئلة فردها هذا الى هذا وهذا الى هذا حتى يرجع الى الاول **وعن ابن ابي ليلى ايضا** يقول ادركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الانصار من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منهم من تحدث حديثا الا ودان اخاه كفاه الحديث ولا سئل عن فتيا الا ودان اخاه كفاه الفتيا **قال المصنف** وقد رويناعن ابراهيم النخعي ان رجلا سأله عن مسئلة فقال ما وجدت من تسأله غيري **وعن مالك بن انس** انه قال ما افتيت حتى سألت سبعين شيخا هل ترون لي ان افتي فقالوا انهم فقيل له لو نهوك فقال لو نهوني انتهيت وقال رجل لاحمد بن حنبل اني حلفت

ترجمہ۔ از انجملہ یہ کہ ابلیس نے ان پر یہ تلبیس ڈالی ہے کہ جس کو اپنی اصطلاح میں علم فقہ کہتے ہیں پس یہی علم شرع ہے اور یہاں کوئی علم سوائے اس کے نہیں ہے پھر اگر ان سے محدث کا ذکر کیا گیا تو کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سمجھتا ہے اور یہ بھول جاتے ہیں کہ حدیث ہی تو اصل ہے پھر اگر اُن سے وہ کلام ذکر کیا گیا جس سے دل نرم ہوتے ہیں تو کہنے لگے کہ یہ واعظون کے کلام ہیں **از انجملہ** یہ لوگ فتوے دینے پر جرأت کرتے ہیں اور ہنوز اس مرتبہ کو نہیں پہونچے ہیں اور اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ واقعہ استفتا ہیں منصوص کے خلاف فتوی دیدیتے ہیں اور اگر مشکلات میں ذرا توقف کرتے تو اُن کے لئے اولی و انسب ہوتا اور بیشک عبدالرحمن بن ابی لیلی نے فرمایا کہ میں نے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہؓ کو پایا کہ جب اُن میں سے کسی سے کوئی حدیث دریافت کی جاتی تو وہ یہ آرزو کرتے کہ کاش میرا کوئی بھائی اس حدیث کا متکفل ہو جاتا۔ اور جب کسی سے فتوی پوچھا جاتا تو یہ دوسرے پر ٹالتا اور دوسرا تیسرے پر ٹالتا یہاں تک نوبت آجاتی کہ اخیر والا پھر اُس کو اول پر ٹالتا اور عبدالرحمن بن ابی لیلی انصاری سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے اس مسجد میں اصحاب انصار میں سے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا کہ جب ان میں سے کسی سے حدیث کی درخواست کی جاتی تو وہ یہی آرزو کرتا کہ کاش میرا کوئی بھائی متکفل ہو جاتا۔ اور جب کوئی فتوی پوچھا جاتا تو یہی آرزو کرتا کہ کاش میرا کوئی بھائی اس امر میں کفایت کرتا **مصنف** نے کہا کہ ہم کو ابراہیم نخعی رحمۃ تابعی سے روایت پہونچی ہے کہ ایک مرتبہ اُن سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ ای عزیز کیا تیرے سوائے تجھے کوئی دوسرا نہیں ملا تھا۔ امام مالک بن انس فقیہ رحمۃ نے فرمایا کہ میں نے فتوی دینا شروع نہیں کیا جب تک کہ میں نے ستر مشائخ سے دریافت نہ کیا کہ کیا آپ کے نزدیک مجھ میں فتوی دینے کی لیاقت ہے تو سب نے فرمایا۔ کہ ہاں تب میں نے فتوی دیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اے جناب اگر وہ بزرگوار مشایخ آپ کو اس امر سے منع کر دیتے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر منع کرتے تو میں باز رہتا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک نے کہا۔ کہ میں نے قسم کھائی ہے ؛

ولا ادری کیف حلفت فقال لیتنی اذ دریت کیف حلفت دریت انا کیف افتیک
وقال المصنف وانما کانت هذه سجیة السلف لخشیتهم الله عز وجل وخوفهم منه
ومن نظر فی سیرهم تادب **ومن تلبیس ابلیس علی الفقهاء** مخالطتهم الامراء والسلاطین
ومداهنتهم وترک الانکار علیهم مع القدرة علی ذلک وربما رخصوا لهم مالا
رخصة لهم فیه لینالوا من دنیاهم فیقع بذلک الفساد لثلاثة **الاول** الامیر
فیقول لولا انی علی صواب لانکر علی الفقیه وکیف لا اکون مصیبا وهو یاکل
من مالی **والثانی** العامی انه یقول لا بأس بهذا الامیر ولا بماله ولا بافعاله فان فلانا الفقیه
لا یرد عنده **والثالث** الفقیه فانه یفسد دینه بذلک **وقد لبس ابلیس**
علیهم فی الدخول علی السلطان
فیقول انما ادخل لیشفع فی مسلم

ترجمہ اور یہ یاد نہین کہ کیسی قسم کھائی ہے تو فرمایا کہ کاش جب تو یہ جانتا کہ تو نے کیسی قسم کھائی ہے تو یہ بھی جانتا
کہ مین تجھے کیونکر فتویٰ دون گا **مصنف** نے کہا کہ سلف صالحین کی یہ خصلت فقط اس وجہ سے تھی کہ اُن کو اللہ
عزوجل سے خوف و دہشت تھی۔ اور جو کوئی اُن کی خصلتون مین نظر رکھے وہ ادب سیکھ جاوے ۔
منجملہ تلبیس ابلیس کی جو فقہا پر ڈالی یہ ہے کہ یہ لوگ امیرون و بادشاہون سے ملتے اور اُن کے پاس گھسے
رہتے ہین۔ اور اُن کے ساتھ مداہنت کرتے اور اُن کی بداعمالی پر باوجود قدرت کے بھی اُن کی خوشامد کے لیے انکار
نہین کرتے بلکہ بعض اوقات اُن کیواسطے ایسے امور کی اجازت دیتے ہین جو اُن کو جائز نہین ہو سکتے ہین تاکہ اُن کے مال
دنیاوی سے کچھ بھی حاصل کرلین اور اس قبیح حرکت سے تین شخصونکے لیے فساد کی راہین کھل جاتی ہین (اول) راہ تو خود اس
سردار کے حق مین ہی کہ وہ زعم کرتا ہے کہ اگر مین راہ صواب پر نہ ہوتا تو فقیہ میرے طریقہ پر ضرور انکار کرتا اور مین کیونکر
مصیب نہ ہوتا۔ حالانکہ فقیہ میرا مال کھاتا ہے (دوم) عوام پر فساد کی راہ یہ ہے کہ اس رئیس کے حق مین کہتے ہین
کہ یہ بہت اچھا امیر ہے اس کا مال بھی پاکیزہ اور خود بھی بزرگ ہے اور اس کے افعال بھی اچھے ہین دیکھو فلان
فقیہ اس کے پاس ہمیشہ گھسا رہتا ہے (سوم) اس فقیہ پر فتنہ عظیم یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے دین کو دنیا کے واسطے
بگاڑ دیا (مترجم کہتا ہے کہ سب سے بڑا فتنہ تو اول یہی ہوا۔ کہ علم ذلیل ہوا۔ اور دنیاوی دولت کی عزت سب عوام کی
نگاہون مین پھر گئی اس دلیل سے کہ آخرت وہم ہے ورنہ فقیہ کیون دنیا کا طالب ہوتا۔ اللہم غفرانک) **اور ابلیس**
نے ان فقہا پر تلبیس ڈالی کہ تم لوگ سلطان کے یہان جایا کرو اور اُن کو حیلہ بتا دیا کہ فقیہ یہ کہتا ہے
کہ مین تو اس لئے سلطان کے یہان جاتا ہون۔ کہ کسی مسلمان کی سفارش کرون ۔

وينكشف هذا التلبيس بانه لو دخل غيره فشفع لما اعجبه ذلك وربما قدح في ذلك الشخص لينفرد بالسلطان ويلبس عليه ابليس في اخذ اموالهم فيقول لك فيها حق ومعلوم انها ان كانت من حرام لم يحل له منها شئ وان كانت من شبهة فتركها اولى وان كانت من مباح جاز له الاخذ بمقدار مكانه من الدين لا على وجه انفاقه في اقامة الرعونة وربما اقتدى العوام بظاهر فعله واستباحوا ما لا يستباح وقد لبس ابليس على قوم من العلماء ينقطعون عن السلطان اقبالا على التعبد والدين فزين لهم غيبة من يدخل على السلطان من العلماء فتجتمع لهم افتان غيبة الناس ومدح النفس في الجملة فالدخول على السلطان خطر عظيم لان النية قد تحسن في اول الدخول ثم يتغير باكرامهم وانعامهم او بالطمع فيهم ولا يتمسك من مداهنتهم وترك الانكار عليهم وقد كان سفيان الثوري يقول ما اخاف من اهانتهم لي انما اخاف من اكرامهم فيميل قلبي اليهم وقد كان علماء السلف يبعدون عن الامراء لما يظهر من جورهم فتطلبهم الامراء لحاجتهم اليهم في الفتاوى والولايات فنشأ اقوام

ترجمہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر بجائے اُس کے کوئی دوسرا جاکر سلطان سے کسی مسلمان کی سفارش کرے تو اس فقیہ کو گوارا نہیں ہوتا (بلکہ ناگوار ہوتا ہے) بلکہ اس کے حق میں کوئی بھانجی مار دیتا۔ اور عیب لگا دیتا ہے کہ سلطان اس کو ہانکے دے اسی طرح فقیہ پر ابلیس تلبیس ڈالتا ہے کہ وہ ان امراء و سلاطین کے مال سے بذریعہ انعام و نذر وغیرہ کے لے لیتا ہے اور کہتا ہے ان اموال میں تیرا حق ثابت ہے حالانکہ یہ بات خوب معلوم ہے کہ اگر یہ اموال بطریقہ حرام جمع ہوئے ہیں تو اس میں سے کچھ بھی لینا حلال نہیں ہے اور اگر ان میں شبہ ہے تو بھی ترک کرنا اولیٰ ہے اور اگر یہ اموال بطریق مباح جمع ہوئے ہوں تو اس میں سے فقیہ کو فقط اسی قدر لے لینا جائز تھا جسقدر دین میں اس کا مرتبہ ہے تو بیت المال سے اس کو بطور خدمت کار دینی کے بقدر ضرورت ملے گا اور اکثر اوقات اُس فقیہ کو دیکھ کر عوام الناس ان اموال میں سے بے تکلف اس طرح لینا مباح کر لیتے ہیں جو کسی طرح مباح نہیں ہے ابلیس نے علماء کی ایک جماعت پر یہ تلبیس ڈالی کہ وہ علیحدہ ہو کر عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اور سلطان سے الگ ہو جاتے ہیں تو اُن کو شیطان رجیم یہ چاہتا ہے کہ جو علماء سلطان کے یہاں آتے جاتے ہیں انکی غیبت کریں تو اُن کے حق میں دو آفتیں جمع ہو جاتی ہیں ایک تو لوگوں کی غیبت کرنا اور دوم اپنی نفس کی مدح کرنا بالجملہ سلطان کے یہاں جانے میں دینی خطرہ عظیم ہے اس لئے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ابتداء میں نیت درست ہوتی ہے پھر اُن کے انعام و اکرام اور طمع سے وہ نیت بدل جاتی ہے اور پہلے جو قصد تھا کہ مداہنت نہ کریگا۔ اور بُری باتوں کو منع کریگا۔ اس پر ثابت قدم نہیں رہتا حضرت سفیان الثوری کہا کرتے تھے کہ مجھ اس امر کا کچھ ڈر نہیں ہے کہ سلاطین میری اہانت کرینگے بلکہ خوف اس امر سے ہے کہ وہ میری تکریم کریں تو میرا دل انکی طرف مائل ہو جاوے اور زمانہ سلف کے علماء اپنے زمانہ کے امراء سے بوجہ اُن کے ظلم کے دور رہتے تھے یعنی وہ لوگ خلاف شریعت کام کرتے تو یہ حضرات اُن سے دور رہتے تھے تو امراء اُن کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے کیونکہ اُن کو علماء کی فتویٰ و ولایت قضاء وغیرہ کی ضرورت تھی انکی بعد ایک قوم پیدا ہوئی

قویت رغبتهم فی الدنیا فتطلبوا العلوم التی تصلح للامراء وحملوها الیهم لینالوا من دنیاهم ویدل علی انهم قصدوا بالعلوم الامراء ان الامراء کانوا قدیما یمیلون الی سماع الحجج فی الاصول فاظهر الناس علم الکلام ثم مال بعض الامراء الی المناظرة فی الفقه فمال الناس الی الجدل ثم مال بعض الامراء الی المواعظ فمال خلق کثیر من المتعلمین الیها ولما کان جمهور العوام یمیلون الی القصص کثر القصاص وقل الفقهاء **ومن تلبیس ابلیس علی الفقهاء** ان احدهم یاکل من وقف المدرسة المبنیة علی المتشاغلین بالعلم فیمکث فیها سنین ولا یتشاغل ویقنع بما قد عرف انه ینتهی فی العلم فلا یبقی له فی الوقف حظ لانه انما جعل لمن یتعلم لا ان یکون ذلک الشخص معیدا او مدرسا فان شغله دائم **ومن ذلک** یا یحیی عن بعض الاحداث المتفقهین من الانبساط فی المنهیات فبعضهم یلبس الحریر ویختم بالذهب یحال علی المکس فیاخذ الی غیر ذلک من المعاصی وسبب انبساط هؤلاء یختلف **فمنهم** من یکون فاسد العقیدة فی اصل الدین وهو یتفقه لیستر نفسه ولیاخذ من الوقف ولیرأس اولیناظر **ومنهم** من عقیدته صحیحة لکن یغلبه الهوی وحب الشهوات ولیس عنده صارف عن ذلک

ترجمہ جن کی دنیاوی رغبت غالب ہوگئی تو اُنھون نے ایسے علوم سیکھے جن کی ضرورت امراء کو رہتی ہے (جیسے حساب کتاب وغیرہ) اور ان علوم کو امراء کے پاس خود لیگئے تاکہ اُن کی دنیا سے حصہ حاصل کرین اور یہ بات تجھے اس دلیل سے معلوم ہوگی کہ پہلے زمانہ مین امراء کو اصولی دلائل سننے کا شوق تھا تو لوگون نے علم کلام ظاہر کیا پھر بعضے امراء کو فقہ مین مناظرہ کرنے کا میلان ہوا اور بعض لوگ جدل کی طرف مائل ہوئے اور بعض امراء کو مواعظ کا شوق ہوا تو بکثرت طلبہ نے مواعظ کا طریقہ حاصل کیا پھر چونکہ اکثر عوام کو وعظ و قصص سننے کا شوق زیادہ ہے اسی وجہ سے واعظ دنیا مین بہت ہوگئے اور فقیہ عالم بہت کم رہ گئے **منجملہ** تلبیس ابلیس کے فقہاء پر یہ ہے کہ بعض فقیہ مدرسہ کے وقف مین سے جو فقط وہان رہنے پڑھانے اور کام کرنیوالون کے واسطے مشروط ہے کھایا کرتا ہے۔ اور اسی مین مدت تک رہتا ہے۔ حالانکہ وہ کچھ شغل نہین کرتا۔ اور جو پڑھ چکا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے یا پڑھکر منتہی ہوجاتا ہے۔ کہ وقف مین سے اُس کا حصہ نہین رہتا کیونکہ وہ تو فقط طلبہ کے واسطے مشروط ہے جو علم حاصل کرتا ہو۔ ہان اگر وہ مدرس یا کارپرداز ہوتا تو اُس کو روا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ اس کے کام مین مشغول رہتا ہے **از انجملہ** وہ تلبیس ہے جو بعضے نوجوان فقہ پڑھنے والون اور فقیہ بن جانے والون سے سُنا جاتا ہے کہ اُس نے بعضے منہیات کی طرف پاؤن پھیلا دیئے چنانچہ بعض نے لباس ریشمی پہننا شروع کیا اور سونے کی انگوٹھی پہنی اور بعض نے چنگی وصول کی اور اسی قسم کے دیگر معاصی مین قدم بڑھایا۔ پھر ان لوگون کی اس بیباکی کے اسباب مختلف ہین چنانچہ **بعض** کو اصل دین ہی مین عقیدہ نہین تھا لیکن اُس نے اپنے الحاد کو چھپانے کے لئے فقہ مین کچھ شغل کرلیا۔ یا یہ غرض رکھی کہ اس بہانہ سے اُس کو وقف سے حصہ ملے گا یا وہ سرداری کا تمغہ پائے گا، یا مناظرہ کے نام سے دوسرون کو بہکا دیگا **مبتدع** کہتا ہے کہ شاید یہ دیانۃ رافضی ملاحدہ کا خفیہ ساختہ پرداختہ ہو۔ اور **بعض** کا عقیدہ تو دین اسلام مین صحیح ہے لیکن اُسپر خواہش نفس نے غلبہ کیا اور اسکے پاس ایسا علم نہ تھا جو اُسکو اس حرکت سے روکے

لان نفس الجدل والمناظرة یحرک الی الکبر والعجب وانما یقوم الانسان بالریاضة ومطالعة سیر السلف واکثر القوم فی بعد عن هذا ولیس عندهم الا ما یعین الطبع علی شموخه فحینئذ یسرح الهوی بلا زاد **ومنهم** من یلبس ابلیس بانک عالم وفقیه ومفت والعلم یدفع عن ارباب وهیهات فان العلم اولی ان یحاجه ویضاعف عذابه کما ذکرنا فی حق القراء وقد قال **الحسن البصری** انما الفقیه من یخشی الله عزوجل قال ابن عقیل رأیت فقیها خراسانیا علیه حریر وخواتیم ذهب فقلت له ما هذا فقال خلع السلطان وکم الاعداء فقلت بل هو شماتة الاعداء بک ان کنت مسلما لان ابلیس عدو لک واذا بلغ منک مبلغا لیسک ما یسخط الشرع فقد اشمته بنفسک وهو خلع السلطان سابقة لنهی الرحمن یا مسکین خلع علیک السلطان فاخلعت به من الایمان وقد کان ینبغی ان یخلع علیک السلطان لباس الفسق وتلبس لباس التقوی فما کم الله بخزیه حیث هو تم امره هکذا لیتک قلت هذه رعونات الطبع لان تمت محنتک لان عدل دلیل علی فساد باطنک **ومن** تلبیسه علیهم ان یحسن لهم ازدراء الوعاظ وینهم من حضور مجالسهم فیقولون من هؤلاء الهؤلاء قصاص

ترجمہ کیونکہ جدل ومناظرہ نفس مین تکبر وغرور بڑہاتا اور جوش مین لاتا ہے اور انسانیت جبھی ٹھیک ہوتی ہے جب آدمی بزرگان سلف کی خصلت وخوبی مطالعہ کرے اور ریاضت سے نفس کو مغلوب کرے اور اکثر زمانہ والون کی حالت یہ ہے کہ وہ اس سے دور پڑے ہین اور ان کے نزدیک جو علم جدل ومناظرہ ہے وہ اور بھی نفس کو کجروی پر مدد دیتا ہے تو لامحالہ خواہش بے روک ٹوک کے اس کے دل مین روان ہوتی ہے اور **بعض** کے خیال مین ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی ہے کہ تم عالم وفقیہ ومفتی ہو اور علم ضرور عالمون سے عذاب الٰہی دور کرے گا حالانکہ یہ خیال باطل ہے اور یہ منصوبہ بعید ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ علم کے ساتھ بدکاری کرنے مین عذاب دونا ہوجاوے چنانچہ ہم نے قاری لوگون کے حق مین اس کو بیان کردیا ہے **حسن بصری** رح نے فرمایا کہ فقیہ وہی شخص ہے۔ جو اللہ عزوجل سے خوف رکھتا ہے **شیخ ابن عقیل** نے کہا کہ مین نے ایک خراسانی فقیہ کو دیکھا جسپر ریشمی لباس تھا۔ اور سونے کی انگوٹھیان پہنے تھا۔ تو مین نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ یہ سلطان کی خلعت اور دشمنون کی جلن ہے مین نے کہا۔ کہ نہین بلکہ یہ تو تیرے دشمنون کی خوشی ہے۔ اگر تو مسلمان ہو اس لئے کہ ابلیس تیرا حقیقی دشمن ہے اور جب اس نے تجھ پر پورا قابو پالیا۔ تو تجھے ایسی چیز پہنائی جس کو شرع مبارک ناخوش رکھتی ہے پس تو نے اپنے دشمن کو اپنے اوپر خوش ہونے کا موقع دیا اور تجھ غریب کے حال پر افسوس ہے کہ تو کچھ نہ سمجھا کیا سلطان نے تجھے وہ خلعت پہنایا ہی جس سے حضرت الرحمن عزوجل نے منع فرمایا ہے تجھے سلطان نے خلعت کیا پہنایا کہ تو نے ایمانی خلعت اتار دیا اور لایق یہ تھا کہ تیرے ذریعے سے سلطان فسق کا خلعت اتارتا اور تو اس کو تقوی کا لباس پہناتا لیکن خدا نے تم پر پھٹکار ڈالی کہ اس طرح کام تمام کیا کاش تو یہ کہتا کہ میرا یہ لباس فقط میری طبیعت کی حماقت سے ہے اور اب تو تیرا امتحان پورا ہوا اس لئے کہ اس حالت سے تیرا عدول کرنا تیرے فساد باطن کی دلیل ہے **منجملہ** تلبیس ابلیس کے فقہاء پر یہ ہے کہ جو لوگ وعظ کہتے ہین ان کو یہ لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور ابلیس ان کو روکتا ہے کہ ان کے وعظ مین حاضر نہون اور کہتے ہین کہ یہ لوگ کیا چیز ہین یہ لوگ تو قصہ گوئی کرنیوالے ہین۔

ومراد الشیطان ان لا یحضر وانی موضع یلین فیہ القلب ویخشع والقصاص لا یسلمون من حیث ھذا الاسم
لان اللہ تعالیٰ قال نحن نقص علیک احسن القصص وقال فاقصص القصص وانما ذم القصاص لان الغالب
منھم الاستاء یذکر القصص دون ذکر العلم المفید ثم غالبھم یخلط فیما یورد ہ وربما اعتمد علی ما اکثرہ محال فاما
اذا کان القصص صادقا ویوجب وعظا فھو ممدوح وقد کان احمد بن حنبل یقول ما احوج الناس الی قاص صدوق وذکر
تلبیسہ علی الوعاظ والقصاص قال المصنف کان الوعاظ فی قدیم الزمان علماء فقھاء وقد حضر ابن
عمر مجلس عبید بن عمیر وکان عمر بن عبد العزیز یحضر مجلس لقاص ثم خست ھذہ الصناعۃ فتعرض لھا الجھال
فبعد عنھم المیزون من الناس وتعلق بھم العوام والنساء فلم یتشاغلوا بالعلم واقبلوا علی القصص وما یعجب الجھلۃ
وتنوعت البدع فی ھذا الفن وقد ذکرنا آفاتھم فی کتاب القصاص والمذکرین الا انا نذکرھا ھنا جملۃ

ترجمہ اور شیطان کا مقصود یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر حاضر نہ ہون جہان دل نرم ہوتے ہین اور خشوع وخضوع کے ساتھ جناب باریتعالیٰ مین جھکتے ہین اور وعظین جو انبیاء واولیا کے قصص بیان کرین اس نام سے مذموم نہین ہوسکتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نحن نقص علیک احسن القصص یعنی اے محمد ہم تجھے بہترین قصہ سناتے ہین وہ یعنی قصہ یوسف علیہ السلام اور فرمایا فاقصص القصص الآیۃ یعنی اے محمد تو قصص انبیاء اور اُن کی نافرمان امتون کا انجام ہلاکت بیان کرے شائد یہ لوگ رجوع لاوین ہ اور قصاص لوگون کی مذمت فقط اس جہت سے ہوتی ہے کہ اکثر وہ لوگ فقط قصے بیان کرتے ہین علم مفید نہین بیان کرتے پھر قصص مین بھی اکثر جھوٹے قصے خلط ملط کرتے ہین اور بارہا محال باتون پر اعتماد کرتے ہین (یعنی جیسے شداد نے بہشت ارم بنائی) اور اگر قصص سچے ہون جن سے نصیحت حاصل ہو تو وہ تعریف کے قابل ہین اور امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ لوگون کو سچے قصص بیان کرنے والے کی بہت ضرورت ہے

واعظون اور قصے بیان کرنے والون پر ابلیس کی تلبیس کا ذکر

مصنف رحمہ اللہ نے کہا۔ کہ قدیم زمانے مین وعظ کہنے والے علما فقہا ہوتے تھے اور عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی کی مجلس وعظ مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابی حاضر ہوئے اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ واعظون کی مجلس مین حاضر ہوئے پھر یہ پیشہ ایسا ذلیل ہوگیا کہ جاہلون نے اختیار کرلیا تو ممیز دار لوگ اُن کی مجلس سے الگ ہوگئے۔ اور عوام مرد اور عورتون نے اُن پر ہجوم کیا۔ تو ایسے لوگون نے علم کا شغل چھوڑ کر قصہ گوئی وغیرہ جن چیزون کو جاہل عوام پسند کرتے ہین سیکھنا شروع کیا۔ اور اس پیشہ مین طرح طرح کی بدعتین پھیل گئین (**مصنف** کہتا ہے کہ اس دیار مین پورا فتنہ اسی جاہل فرقہ کی ذات سے پھیلا ہوا ہے) اور ہم نے اُن کی آفات کو کتاب قصاص ومذکرین مین مفصل بیان کیا ہے۔ لیکن یہان بھی ان مین سے تھوڑا بیان کرین گے ۔

فمن ذلک ان قوما منهم کانوا یضعون احادیث الترغیب والترهیب ولبس علیهم ابلیس بانا نقصد حث الناس علی الخیر وکفهم عن الشر وهذا تغلط منهم علی الشریعة لانها عندهم علی هذا الفعل منهم ناقصة یحتاج الی تتمة ثم قد نسوا قوله علیه السلام من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار **ومن ذلک** انهم تلحوا بابزیج النفوس ویطرب القلوب فنوعوا فیه الکلام فتراهم ینشدون الاشعار الغزلیة فی العشق ولبس علیهم ابلیس بانا نقصد الاشارة الی محبة الله تعالی ومعلوم ان عامة من یحضرهم العوام الذین بواطنهم بحشوة یحب اهوی فیضل القاص ویضل **ومن ذلک** من یظهر التواجد والتخاشع زیادة علی ما قلبه وکثرة الجمع یوجب زیادة تعمل فتسمح النفس بفضل بکاء وخشوع فمن کان منهم کاذبا فقد خسر الاخرة ومن کان صادقا لم یسلم صدقه من ریاء یخالطه **ومنهم** من یتحرک الحرکات التی یوقع بها علی قراءة الالحان التی قد اخرجوها الیوم مشابهة الی الغناء فهی الی التحریم اقرب منها الی الکراهة فالقاری یطرب

ترجمہ **منجملہ** آفات کے یہ ہے کہ ان مین ایک قوم (اقول ہندوستان مین سوائے شاذونادر کے عموماً سب) دل چسپی اور رغبت دلانے کے لئے اور خوف و دہشت دلانے کی غرض سے حدیثین بناتی ہین اور ابلیس نے ان پر رچا دیا ہے کہ تم توحدیثین اس لئے بناتے ہو کہ لوگون کو نیکی پر آمادہ کرو اور بدی سے روکو اور شیطان نے ان جاہلون پر یہ شبہ ڈالا کہ شریعت ناقص ہے تمہارے اس جھوٹی کارستانی کی محتاج ہے پھر یہ بھول گئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ مین اپنا ٹھکانا بنا لے **مترجم** کہتا ہے کہ جھوٹی حدیث بنانا کبیرہ گناہ ہے اور جس نے حدیث موضوع کرکے سنائی یا لکھی تو اس کی سزا بدون عذاب جہنم کے اور کچھ نہین ہوتی۔ کیونکہ یہ فتنہ قیامت تک پھیلا رہا۔ م **ازانجملہ** یہ لوگ اپنے تعلقہ کے کلام مین وہ چیزین ملاتے ہین جو نفس کا جوش ابھارین اور دلون مین سرور لاوین تو اپنی باتون کو رنگین کرتے ہین چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ اس مین عشقیہ اشعار اور غزلین پڑھتے ہین اور ابلیس نے اُنپر یہ تلبیس رچائی کہ تم للہ تعالیٰ کی محبت کا اشارہ کرتے ہو۔ اور یہان یہ خوب معلوم ہے کہ عوام جو اُن کی مجلس مین بھرے ہوئے ہین اُن کے دلون مین جوش شہوت بھرا ہوا ہے جو اس تانیانہ سے اُبل پڑتا ہے۔ تو یہ واعظ خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے **ازانجملہ** بعضے واعظ بناوٹ سے وجد اور خشوع ظاہر کرتے ہین۔ اگر کچھ دل مین بھی ہو تو اس سے بہت زیادہ بتاتے ہین اور جس قدر جماعت کی کثرت ہو اُسی قدر بناوٹ زیادہ ہوتی ہے تو نفس مین جو ذرا سی خشوع و رونا موجود ہوتا ہے وہ اُس کو رائیگان دینے مین بخل نہین کرتا پس ان مین سے جس نے یہ جھوٹ بناوٹ کی وہ آخرت مین خوار اور خراب ہوا اور جو سچا ہے۔ وہ ریاکاری کی میل سے نہ بچا **بعض** واعظین عجیب و غریب حرکات کرتے ہین جن کا نتیجہ یہ کہ قرآن کو ایک نئی راگنی کے لہجہ مین پڑھنے لگتے ہین۔ یہ نئی راگنی اُنہون نے آجکل گانے کے مشابہ نکالی ہے۔ تو یہ مکروہ ہی نہین۔ بلکہ صریح حرام سے زیادہ قریب ہے۔ پس اس راگنی کے پڑھنے سے قاری کو سرور ہوتا ہے +

والقاص ینشد الغزل مع تصفیق بیدیہ وایقاع برجلیہ فیشبہ المخنث ویوجب ذلک تحریک الطباع و تہیج النفوس وصیاح الرجال والنساء وتمزیق الثیاب لما فی النفوس من دقائق الھوی ثم یخرجون فیقولون کان المجلس طیبا ویشیرون بالطیبۃ الی ما لا یجوز **ومنہم** من یجری فی مثل تلک الحال الوقت شرحناھا لکنہ ینشد اشعار النوح علی الموتی ویصف مما جری لھم من البلاء ویذکر الغربۃ ومن مات غریبا فیکثر بکاء النساء ویصیر المکان کالمأتم وانما ینبغی ان یذکر الصبر علی فقد الاحباب لا ما یوجب الجزع **ومنہم** من یتکلم فی دقائق الزھد ومحبۃ الحق سبحانہ فیلبس علیہ ابلیس انک من جملۃ الموصوفین بذلک الا باشارۃ تقف علی الوصف حتی عرفت ما تصف وسلکت الطریق وکشف ھذا التلبیس ان الوصف علم و السلوک غیر العلم **ومنہم** من یتکلم بالاشارات والشطح الخارج عن الشرع ویستشھد باشعار العشق

ترجمہ اور واعظ اس کے ساتھ ہاتھوں کی دستک اور پاؤں کی ٹھوکر لگا کر غزلیں پڑھتا جاتا ہے جیسے مستانہ لوگ کرتے ہیں اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کی طبیعت امنگ پر آجاتی ہے اور اُن کی شہوانی نفوس جوش کھاتے ہیں اور عورتیں اور مرد آوازیں لگاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں کیونکہ جملہ نفوس میں جو خواہش نفسانی وقوت شہوانی حیوانی دبی ہوئی ہیں وہ اس جلسہ میں بھر آتی ہیں پھر جب یہاں سے یہ عورتیں اور مرد باہر نکلتے ہیں تو کہتے جاتے ہیں کہ جلسہ تو بہت خوب ہوا۔ اور خوبی سے اشارہ انہیں حرکات و امور ناشائستہ کی طرف ہے جو شرعاً جائز نہ تھے **بعض** واعظین کی یہ کیفیت ہے کہ وہ بھی اسی چال پر چلتا ہے جو ہم نے بیان کی ولیکن وہ مرثیہ کے اشعار اور نوحے پڑھتا ہے (مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے مرثیہ پڑھتا ہے) اور ان اشعار میں اُن کی حالت تنہائی و بیکسی و غریب الوطنی و دشمنوں کا نرغہ اور مصائب جھوٹ سچ ملا کر ایسی طرح بیان کرتا ہے کہ عورتیں ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگتی ہیں اور مجلس وعظ ماتم خانہ ہو جاتا ہے **حالانکہ** اہل آخرت کے واسطے صرف اسی قدر لایق ہے کہ پیارے بزرگوں کی شہادت و وفات پر صبر و ثبات کی تلقین کریں اور یہ لایق نہیں ہے کہ ایسی باتیں کریں جن سے جزع و فزع پیدا ہو **مترجم** کہتا ہے کہ یہ منافقین دنیا کے سوائے آخرت کو اپنا گھر نہیں جانتے ہیں تو لامحالہ یہاں سے مرنا اُن کے نزدیک ناملوا اور بیکسی اور بے اطمینان مر جانا ٹھیرا اور شہادت اور مصیبت کا ثواب جو یہاں سے کما کر آخرت میں بلند درجات کا حصول ہے اس کا خیال بھی نہیں آتا تو بھلا یقین کا کیا ذکر ہے اور یہ بلا رجز و فزع اور یہ خیالات عام طور پر ان ملکوں میں پھیل گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲ **بعض** واعظین مغرور ممبر پر بیٹھکر زہد کے دقایق اور محبت حق سبحانہ تعالیٰ کے رموز و اسرار بیان کرنے پر زبانی جمع خرچ کرتے ہیں تو ابلیس اُن پر یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ آپ بہت پہونچے ہوئے بزرگ ہیں کیونکہ اگر آپ ایسے عارف کامل نہ ہوتے تو بھلا کیسے ان مقامات کو کھول کر بیان کرتے اور سلوک کی راہ چلتے اس مکر عظیم کو میں صاف کئے دیتا ہوں کہ کسی مقام کو زبانی بیان کر دینا دوسروں کی بیانات کا علم ہے اور سلوک ان مقامات میں وہ عملی مجاہدہ ہے جو علم اور زبانی بیان کے علاوہ ہے بعض واعظوں کا یہ حال ہے کہ شرع سے خارج شطحیات بیان کرتے ہیں اور اسپر شاعروں کے عاشقانہ اشعار سند لاتے ہیں ۔

وغرضان یکثر فی مجلسه الصیاح ولو علی کلام فاسد ومنهم من یروق عباراته لامعنی تحتها واکثر کلامهم
الیوم فی موسی والجبل وزلیخا ویوسف ولا یکادون یذکرون الفرائض ولا ینهون عن ذنب فمتی یرجع
صاحب الزنا ومستعمل الربا وتعرف المرأة حق زوجها وتحفظ صلاتها فهؤلاء ترکوا الشرع وراء
ظهورهم ولهذا انفقت سلعهم لان الحق ثقیل والباطل خفیف ومنهم من یحث علی الزهد وقیام اللیل
ولا یبین للعامة المقصود فربما تأثر الرجل منهم وانقطع الی زاویة او خرج الی جبل فبقیت عائلته لاشیء
لهم ومنهم من یتکلم فی الرجاء والطمع من غیر ان یمزج ذلک بما یوجب الخوف والحذر فیزید الناس جرأة
علی المعاصی ثم یقوی ما ذکر میله الی الدنیا من المراکب الفارهة والملابس الفاخرة فیفسد القلوب بقوله
وفعله **فصل** وقد یکون الواعظ صادقا قاصدا للنصیحة الا ان منهم من یری الریاسة
فی قلبه من الزمان فیحب ان یعظم وعلامته انه اذا ظهر واعظ مثله او یعینه علی الخلق

انجیل

ترجمہ اور اُن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مجلس مین شور ہو اگرچہ بیہودہ گوئی سے یہ مقصد حاصل ہو **بعضے** واعظون کا یہ حال ہے کہ تعلقہ سے عبارتین بناتے ہین حالانکہ اس سے مطلب کچھ نہین نکلتا۔ اور آج کل تو یہ لوگ موسیٰ و طور مین اور یوسف علیہ السلام و زلیخا مین اپنے قصہ گوئی کے طومار بناتے ہین کسی فرض کا ذکر کرتے ہین نہ کسی معصیت سے بچنے کی نصیحت کرتے ہین پھر کہان سے زنا کار فحش سے باز رہیگا۔ اور کیونکر ریاکاری سے جاہل عابد بچیگا۔ اور کیسے عورت اپنے خاوند کا حق پہچانیگی اور کس کی نصیحت سے منا کی حفاظت رکھے گی افسوس ہے ان گمراہ واعظون نے شریعت کو پیٹھ پیچھے پھینکا۔ اور دنیا کے لئے حیلہ نکالا اور عجب یہ ہے کہ اس زمانہ مین اُن کی مکاری کا بازار گرم ہوگیا اس واسطے کہ حق گران ہوتا ہے۔ اور جاہل جوان لوگون کا شیوہ ہے ہلکا ہوتا ہے **بعضے** واعظ صوفی بنکر لوگون کو زہد و عبادت سکھاتے ہین اور عوام کو اصلی مقصود نہین بتلاتے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعضے لوگ بچارے ان کے کہنے مین آکر کسی جنگل یا پہاڑ کے گوشہ مین بیٹھ رہتے ہین اور اُس کی آل و اولاد بھیک مانگنے کے لایق ہوجاتی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ ان ہی لوگون کے شیطانی خیالات نے عوام کے ذہن مین بٹھایا کہ پرہیزگاری دین تو جب ہوسکتا ہے کہ جنگل مین بیٹھ رہے اور خدا پر توکل کرے اور جب یہ ہم سے نہین ہوسکتا تو ہم دنیاداری مین رہینگے یہ نہایت سخت فتنہ ہے۔ م۔ **بعضے** واعظ ہین کہ لوگون کو عظمت و شان الٰہی سے بھلاکر امید و طمع کے کلمات سے دلیر کرتے ہین۔ بدون اس کے کہ اُنکو خوف دلاوین کہ لہذا وہ لوگ گناہون پر دلیرانہ جرأت کرتے ہین اور دنیا کی چیزین عمدہ غذا و پوشاک و سواری کی جانب واعظ کے میل کرنے سے اس کی تقویت ہوجاتی ہے تو ایسے واعظ کے قول و فعل سے عوام کے دلون مین بڑی خرابی پیدا ہوگئی **فصل** کبھی واعظ سچی نیک نیتی سے نصیحت کا قصد کرتا ہے لیکن اس قسم مین سے بھی بعض واعظ کی دلمین تعظیم کا خیال ہوتا ہے یعنی وہ چاہتا ہے کہ لوگ اُسکی تعظیم کرین اور اُسکی علامت یہ ہے کہ جب اُسکے ساتھ کوئی دوسرا شخص ایسا پیدا ہو جو خلایق کو نیک راہ لگانے مین اسکا مدد گار

کرہ ذلک ولو صح قصدہ لم یکرہ من یعینہ علی خلاص الخلائق **فصل** ومن القصاص من یختلط فی مجلسہ الرجال والنساء وتری النساء یکثرن الصیاح وجدا علی زعمہن فلا ینکر ذلک جمعا للقلوب علیہ **ولقد** ظہر فی زماننا ہذا من القصاص ما لا یدخل فی التلبیس لانہ امر صریح من کونہم جعلوا القصص معاشا یستعون بہ الامراء والظلمۃ والاخذ من اصحاب المکوس والتکسب بہ فی البلدان **ومنہم** من یحضر المقابر فیذکر البلاء وفراق الاحبۃ فتبکی النسوۃ ولا یحث علی الصبر **فصل** وقد یلبس ابلیس علی الواعظ المحقق فیقول لہ مثلک لا یعظ وانما یعظ متیقظ فیحملہ علی السکوت و الانقطاع **وذلک** من وساوس ابلیس لانہ یقصد منع الخیر وقد یقول لہ انک تلتذ بما تورد وتجد لذلک راحۃ وربما دخل الریاء فی قولک وطریق الوحدۃ اسلم ومقصودہ بذلک سد باب الخیر وعن ثابت قال کان الحسن فی مجلس فقیل للعلاء تکلم فقال او ہناک انا نذکر الکلام ومؤنتہ تبعتہ قال ثابت فاعجبنی قال ثم تکلم الحسن فقال وانا ہناک تود الشیطان انکم اخذتموہا عنہ فلم یامر احدا بخیر ولم ینہ عن شر

ترجمہ تو اس کو یہ امر ناگوار ہوتا ہے اور اگر اس کا ارادہ خالص ہوتا تو خلاصی خلایق مین جو کوئی اس کا مددگار رہتا وہ اس کو ناگوار نہ ہوتا **فصل** بعضے واعظون کی مجلس مین مرد اور عورتین یکجا جمع ہوتی ہین اور ان لوگون کے زعم مین عورتین وجد مین اگر زور سے چلاتی ہین اور واعظ مذکور اس سے انکار نہین کرتا ہے تاکہ سب کے دل اس کی طرف ملے رہین اور ہمارے **زمانہ** مین بہت سے واعظ ایسے ظاہر ہوئے ہین جنکو تلبیس کی قسم مین لینے کی ضرورت نہین ہے یعنی اُنپر کچھ شبہہ ابلیس نے نہین ڈالا بلکہ وہ صریح ایسی حالت مین ہین کہ انہون نے وعظ گوئی اپنی معاش بنائی ہے اور امراء وظالمون کے یہان جاکر وعظ مین اُنکی دلچسپی ظاہر کرتے ہین اور چنگی وصول کرنے والون سے نذرانہ لیتے اور شہرون شہرون جاکر وعظ سے کمائی کرلاتے ہین اور **بعضے** مقابر مین جاکر مصیبت وفراق احباب واعزہ کا بیان کرتے ہین جس سے عورتین جو بھوٹ بھوٹ کے روتی ہین اور یہ شخص انکو صبر کی تاکید نہین کرتا **فصل** بعضے علماء محققین کے حق مین ابلیس یہ تلبیس وخطرہ دل مین ڈالتا ہے کہ تجھ ایسا آدمی وعظ کہنے لایق نہین ہے بلکہ وعظ کہنا ایسے عالم کا کام ہے جو ہوشیار بیدار ہو۔ تو اُسکو ابلیس آمادہ کرتا ہے کہ الگ ہوکر خاموش ہوجاوے اور یہ ابلیس کا وسوسہ ہے کیونکہ وہ اُسے نیکی سے روکتا ہے۔ اور کبھی اُس سے کہتا ہے کہ تو جو کچھ بیان کرتا ہے اس سے لذت پاتا ہے اور اس سے بسا اوقات ریا پیدا ہونے کا گمان غالب ہے اور الگ رہنا سب سے بہتر سلامتی ہے اور اس سے بھی ابلیس کا مقصود یہی ہے کہ نیکی کا دروازہ بند ہوجاوے **ثابت** البنانی سے روایت ہے کہ ایک مجلس مین حسن بصری موجود تھے تو علاء رح سے کہا گیا کہ تم نصیحت کے واسطے کلام کرو تو کہا کہ کیا مین بھی اس مرتبہ کا ہون پھر کلام اور اُس کی حالت اور اُس کا انجام بیان کیا تو ثابت رح کہتے ہین کہ مجھے بہت پسند آیا پھر حسن بصری نے کلام کیا تو کہا کہ مین جن واعظون کے مقام پر اور ابلیس تو جانتا ہے کہ تم لوگون نے علاء رح سے نصیحت لی ہوگی کہ اُس نے کسی شخص کو نیکی بتلائی اور کسی برائی سے منع کیا

ذکر تلبیسہ علی اھل اللغۃ والادب قال المصنف قد لبس علی جمھورھم لشغلھم بعلوم النحو واللغۃ عن المھمات اللازمۃ التی ھی فرض عین من معرفۃ ما یلزمھم عرفانہ من العبادات و مما ھو اولی بھم من اداب النفوس وصلاح القلوب ومما ھو افضل من علوم التفسیر والحدیث والفقہ فاذا ذھب الزمان کلہ فی علوم لا تراد لنفسھا بل لغیرھا فان الانسان اذا فھم الکلمۃ فینبغی ان ترقی الی العمل بھا اذ ھی مرادۃ لغیرھا فترے الانسان منھم لا یکاد یعرف من اداب الشریعۃ الا القلیل ولا من الفقہ ولا یلتفت الی تزکیۃ نفسہ وصلاح قلبہ وھذا ففیھم کبر عظیم وقد خیرا لھم ابلیس تکم من علماء الاسلام لان النحو واللغۃ من علوم الاسلام وبھا یعرف معنی القرآن العزیز ولعمری ان ھذا لا ینکر ولکن معرفۃ ما یلزم من النحو لصلاح اللسان وما یحتاج الیہ من اللغۃ فی تفسیر القرآن والحدیث امر قریب ھو کاللازم وما عدا ذلک فضل لا یحتاج الیہ وانفاق الزمان فی تحصیل ھذا الفاضل ولیس بھم مع ترک المھم غلط وایثارہ علی ما ھو انفع و اعلی رتبۃ کالفقہ والحدیث غبن ولو اتسع العمر لمعرفۃ الکل کان حسنا ولکن العمر قصیر فینبغی ایثار الاھم والافضل

ترجمہ اہل لغت وزبان عربی کے عالم ومتعلم پر تلبیس ابلیس کا بیان ابلیس نے سب نحوی اور لغوی لوگوں پر اپنی یہ تلبیس ڈالی کہ اُن کو نحو ولغت میں یہاں تک پھنسایا کہ جو علوم اُن پر فرض عین تھے مانند عبادات ومعارف توحید کے اُن سے باز رکھا۔ اور اصلاح نفس وصلاحیت قلب کے علوم سے اور افضل علوم تفسیر وحدیث وفقہ سے روک دیا پس اس مکر میں ان لوگوں نے اپنی تمام عمر ایسے فنون میں کھوئی جو بذات خود مقصود نہیں ہیں بلکہ اس لیئے سیکھے جاتے ہیں کہ علم دین حاصل ہو پس جب انسان نے کوئی کلمہ سمجھ لیا تو اُس کے ذریعہ سے عمل کی جانب ترقی کرنا چاہیئے کیونکہ یہی بذات خود مقصود ہے اور اسی کے واسطے زبان عربی حاصل کی جاتی ہے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ ان نحوی لغوی لوگوں نے عمر کھوئی۔ اور بعض کو دیکھو کہ وہ آداب شریعت سے کچھ بھی نہیں جانتا۔ سوائے قدر قلیل کے۔ اور نہ وہ فقہ سے واقف ہے اور نہ اپنی ذات کی پاکیزگی و اصلاح قلب کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور باوجود اس حالت کے ان میں بڑا تکبر بھرا ہوا ہے۔ اور شیطان نے ان کے خیال میں بھر دیا ہے کہ تم لوگ اسلام کے علماء ہو اس لیئے کہ یہ نحو ولغت اسلامی علوم ہیں اور انہیں سے قرآن مجید کے معانی معلوم ہو سکتے ہیں اور میں تو کہتا ہوں کہ اس سے کب انکار کیا جاتا ہے کہ اس زبان کا حاصل کرنا اسلام میں ضرور ہے لیکن جس قدر صرف ونحو ولغت واسطے تفسیر قرآن وحدیث وفقہ کے لازم ہے وہ قریب الحصول ہے۔ اور ماسوائے اس کے جس قدر حاصل کرتے ہیں۔ وہ زائد فاضل ہے اُس کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور ایسی زائد کے لیئے عمر کا زمانہ صرف کر ڈالنا۔ اور جو امر مہم ضروری ہے اُس کو غلطی سے چھوڑنا اور اس کے پیچھے تفسیر وفقہ وحدیث جو اصلی واعلیٰ مرتبہ ہیں اُن سے غافل رہنا سخت خسارہ وغبن ہے ہاں اگر عمر دراز ہوا کرتی کہ سب علوم حاصل ہو جاتے تو خیر تھا لیکن عمر تھوڑی ہے تو سب سے زیادہ ضروری کو ضروریات پر مقدم کرنا درجہ بدرجہ لازم ہے کجا کہ یہ تو امر زائد ہے ✦

فصل ومما ظنوه صوابا وهو خطاء ما اخبرنا به ابو الحسين بن فارس قال قيل لفقيه العرب هل يجب على الرجل اذا اشهد الوضوء قال نعم قال والاشهاد ان يدى الرجل **وقال المصنف** وذكر من هذا الجنس مسائل كثيرة وهذا غاية فى الخطأ لانه متى كان الاسم مشتركا بين مسميين كان اطلاق الفتوى على احدهما دون الآخر خطأ مثاله ان يقول المستفتى ما تقول فى وطى الرجل زوجته فى قرءها فان القرء يقع عند اللغويين على الاطهار والحيض فيقول الفقيه يجوز اشارة الى الطهر ولا يجوز اشارة الى الحيض خطأ وكذلك لو قال السائل هل يجوز للصائم ان ياكل بعد طلوع الفجر لم يجز اطلاق الجواب فما ذكر فقيه العرب خطأ من وجهين احدهما انه لم يستفصل فى المحتملات والثانى انه صرف الفتوى الى ابعد المحتملات وترك الاظهر وقد استحسنوا هذا وقلة الفقه اوجبت هذا الزلل

فصل ولما كان عموم اشتغالهم باشعار الجاهلية ولم يجدا الطبع صادا عما وضع عليه من مطالعة الاحاديث ومعرفة سير السلف الصالح سالت بهم الطباع الى هوية الهوى فاثبت شرح البطالة تعبث

ترجمہ **فصل منجملہ** ان امور کے جن کو یہ نحوی ٹھیک سمجھے حالانکہ غلط ہے یہ ہے کہ ابو الحسین بن فارس نے کہا کہ فقیہ العرب سے پوچھا گیا کہ ھل یجب علی الرجل اذا اشھد الوضوء قال نعم یعنی کیا جب مرد اشہاد کرے تو اس پر وضوء واجب ہوگا کہا ہاں واجب ہوگا۔ اور بیان کیا کہ اشہاد یہ ہے کہ مذی نکل آوے (مترجم کہتا ہے کہ اشہاد کے معروف معنی گواہ کر لینا) **مصنف** کہتا ہے کہ اسی قسم کے بہت سے مسائل ذکر کیے۔ حالانکہ یہ انتہا درجہ کی غلطی ہے اس لیے کہ جب ایک نام دو چیزوں کا مشترک ہو تو فتوی میں ایک معنی پر رکھ کر جواب دے دینا بڑی غلطی ہے۔ مثال یہ کہ مثلاً کسی نے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ کہ مرد اپنی زوجہ سے حالت قرء میں وطی کرے یا نہ کرے تو واضح ہو۔ کہ قرء کا لفظ اہل لغت کے نزدیک حیض پر بھی بولا جاتا ہے اور پاکیزگی طہر پر بھی بولا جاتا ہے تو فقیہ مفتی کا حیض کے معنی لیکر یہ کہنا کہ نہیں جائز ہے یا فقط طہر کے معنی لیکر یہ کہنا کہ ہاں جائز ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے اسی طرح اگر یہ پوچھا جاوے کہ کیا روزہ رکھنے والا طلوع فجر کے بعد کھا سکتا ہے تو بھی مطلقاً ہاں یا نہیں کہنا جائز نہیں ہے پس جو کچھ فقیہ العرب کا جواب نقل کیا گیا اسمیں دو طرح سے غلطی ہے (ایک یہ کہ اشہاد کا لفظ دو معنی کو محتمل ہے تو اس نے ہر ایک معنی کی راہ سے جواب میں کچھ تفصیل نہ کی (دوم) یہ کہ اس نے حکم کو اس احتمال کی طرف پھیرا جو سب سے بعید تر ہے اور جو معنی زیادہ ظاہر تھے (یعنی گواہ کر لینا) وچھوڑ کر دوسری معنی قلیل الاستعمال غریب کے لیئے اور عجب یہ کہ ان نحویوں نے فقیہ العرب کا جواب بہت خوب ٹھیرایا لیکن فقہ نہ جاننے سے یہ سب غلطی اٹھائی **فصل** چونکہ ہمیشہ عموماً ان لوگوں کا یہی شغل رہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے شاعروں کے اشعار یاد کرتے اور سیکھتے ہیں یعنی طبیعت اسی قسم کی اُجڈ ہوگئی اور طبیعت کو اس جہالت طبعی سے روکنے والی کوئی چیز نہ ملی یعنی نہ تو احادیث شریف کا مطالعہ کیا اور نہ سلف صالحین کی خصلت و عادت سیکھی تو اُن کی خود رو طبیعت ایسی ہی ہوئی نفسانی کی طرف آگئی اور ناکارہ خیالات کی شرح سے بطالت ابھر

فقل ان تری منهم متشاغلا بالتقوی وناظرا فی مطعمہ فان النحو یغلب طلبہ علی السلاطین فیاکل النحاۃ من اموالھم الحرام کما کان ابو علی الفارسی فی ظل عضد الدولۃ وغیرہ وقد یظنون جواز الشیٔ وھو غیر جائز لقلۃ فقھھم کما حکی للزجاج قال ابو اسحاق ابراھیم بن السری قال کنت اؤدب القاسم بن عبد اللہ فاقول لہ ان بلغت الی مبلغ ابیک وولیت الوزارۃ ماذا تصنع بی فیقول ما احببت فاقول لہ تعطینی عشرین الف دینار وکانت غایۃ امنیتی فما مضت الا سنون حتی ولی القسم الوزارۃ وانا علی ملازمتہ لہ وقد صرت ندیمہ فدعتنی نفسی الی اذکارہ بالوعد ثم ھبتہ فلما کان فی الیوم الثالث من وزارتہ قال لی یا ایا اسحٰق لم ارک اذکرتنی بالنذر فقلت عولت علی رعایۃ الوزیر ایدہ اللہ وانہ لا یحتاج الی اذکاری لنذر علیہ فی امر خادم واجب الحق فقال لی انہ المعتضد ولولاہ ما تعاظمنی دفع ذلک الیک فی مکان واحد ولکن اخاف ان یصیر لی معہ حدیثا فاسمح لی باخذہ متفرقا فقلت افعل فقال اجلس للناس وخذ رقاعھم فی الحوائج الکبار

ترجمہ لہذا بہت کم بلکہ شاذ و نادر ان لوگون مین کوئی پرہیزگاری کے شغل مین نظر آویگا اور نہ اپنی خوراک کا حلال و حرام دیکھنے والا ملے گا۔ اس وجہ سے کہ فن نحو کے طالب سلاطین ہوتے ہین تو نحوی انہین کے حرام مال کھاتے ہین جیسے ابو علی الفارسی زیر سایہ عضد الدولہ وغیرہ زندگی بسر کرتے تھے اور اکثر یہ لوگ بہت سے امور کو جائز جانتے ہین حالانکہ وہ حرام ہوتے ہین کیونکہ انکو علم شرع و فقہ بہت کم ہوتا ہے چنانچہ ابراہیم بن السری ابو اسحاق الزجاج نے خود لکھا ہے کہ مین قاسم بن عبد اللہ کو علم ادب سکھلایا کرتا تھا اور اس سے کہا کرتا تھا کہ امیرزادے اگر تم اپنے باپ کے مرتبہ وزارت کو پہونچے تو میرے ساتھ کیا سلوک کروگے تو وہ کہتا کہ جو تم چاہو تو مین کہتا کہ مجھے بیس (۲۰) ہزار دینار دینا اور یہ مقدار میری ہمت کے نزدیک گویا انتہا درجہ تھی۔ پھر چند ہی روز گذرے تھے کہ قاسم مذکور مرتبہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ اور مین ہنوز اس کی ملازمت مین تھا۔ اور اب اس کا ندیم ہوگیا۔ پھر میرے جی مین آیا۔ کہ اس کو وعدہ یاد دلاؤن۔ پھر مجھے اس سے ہیبت معلوم ہوئی۔ مگر وزارت کے تیسرے روز اُس نے خود مجھ سے فرمایا کہ ای ابو اسحاق تم نے مجھے نذر یاد نہین دلائی۔ مین نے کہا۔ کہ مین نے جانب وزارت کا ادب کیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی حفظ و حمایت مین رکھے۔ اور مین جانتا ہون کہ آپ کو اپنے خادم کے حق واجب کے بارہ مین نذر یاد دلانے کی ضرورت نہین ہے تو مجھ سے فرمایا۔ کہ خلیفہ اس وقت معتضد ہے اگر یہ نہ ہوتا تو مجھے ایک مشت تجھے بیس (۲۰) ہزار دینار دینا کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ ایسا نہ ہو اُس کو خفیہ خبر پہونچے اور اس کا ایک قصہ ہو جاوے اب تم کو مناسب ہے کہ یہ مال مجھ سے متفرق لینے پر راضی ہو جاؤ مین نے کہا کہ بہت خوب یہی کرونگا تو مجھ سے کہا۔ کہ میری کچہری کے دروازہ پر بیٹھ جانا اور لوگون کی درخواستین و رقعہ لینا اور ہر ایک سے کار براری کی اجرت ٹھیرا لینا۔

واستجعل علیها ولا تمتنع من مسألتی شیئا تخاطب فیها صحیحا کان او محالا الی ان یحصل لک
مال النذر ففعلت ذلک وکنت اعرض علیه فی کل یوم رقاعا فیوقع فیها وربما
قال لی کم ضمن لک علی هذا فاقول کذا وکذا فیقول عینت هذا یساوی کذا وکذا فاستزد فارجع
القوم ولا ازال اماکسهم ویزیدونی حتی ابلغ الحد الذی رسمه قال فعرضت علیه شیئا
عظیما فحصل عندی عشرون الف دینار واکثر منها فی مدیدة فقال لی بعد شهور
یا ابا اسحاق حصل مال النذر فقلت لا فسکت وکنت اعرض ثم یسالنی فی کل
شهر ونحوه هل حصل المال فاقول لا خوفا من انقطاع الکسب الی ان حصل عندی ضعف
المال وسألنی یوما فاستحییت من الکذب المتصل فقلت قد حصل ذلک ببرکة الوزیر فقال
فرجت والله عنی فقد کنت مشغول القلب الی ان یحصل لک قال ثم اخذ الدواة فوقع
لی الی خازنه بثلثة الف دینار صلة فاخذتها وامتنعت ان اعرض علیه شیئا ولم ادر

ترجمہ اور ہر قسم کی درخواست خواہ ممکن ہو یا محال ہو۔ جو تجھ سے کہی جاوے اس کو میرے سامنے پیش کرنے سے نہ رکنا۔
یہاں تک کہ تجھے اس قدر مال حاصل ہو جاوے۔ میں نے اسی پر عمل کیا اور ہر روز میں نے درخواستوں کے رقعے
اُن کے حضور میں پیش کرتا اور وہ ہر رقعہ پر توقیع لکھا کرتے اور بارہا مجھ سے پوچھتے کہ اس رقعہ پر تیرے لئے سائل نے
کیا ضمانت کر لی ہے یعنی تجھے کس قدر دینے کو کہا ہے میں بیان کرتا کہ اس قدر وعدہ کیا ہے تو مجھ سے فرماتے کہ تو نے
خسارہ اُٹھایا۔ یہ رقعہ تو اس قدر کے لایق تھا تو جا کر ان لوگوں سے اپنا حق بڑھوا لے پس میں لوٹ کر قوم سے کہتا
کہ مجھے زیادہ دینے کا وعدہ کرو تو میں پیش کر کے اجازت لکھوا دوں۔ پس وہ لوگ تھوڑا تھوڑا کر کے بڑھاتے اور میں برابر
انکار کرتا رہتا یہاں تک کہ آخر اُس حد تک پہونچ جاتے جو وزیر نے مجھ سے کہی تھی زجاجی نے کہا کہ پھر ایک مرتبہ میں نے وزیر
موصوف کے سامنے مال عظیم کا رقعہ پیش کیا یعنی کسی چیز کے ٹھیکے وغیرہ کی درخواست تھی جس کی مقدار عظیم تھی تو اسی
ایک درخواست میں مجھے بیس ہزار دینار مل گئے اور اس سے زیادہ دولت چند ہی روز میں مجھ کو حاصل ہو گئی پھر چند ماہ کی
بعد مجھ سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق مال نذر پورا ہو گیا میں نے کہا کہ نہیں پس خاموش رہا اور میں برابر اُس کے سامنے رقعات
پیش کیا کرتا پھر مہینہ میں بیس دن کے بعد مجھ سے پوچھتا کہ وہ مال نذر پورا ہو چکا اور میں کہتا کہ نہیں اس خوف سے کہ میری
کمائی جاتی رہیگی۔ یہاں تک کہ میرے پاس دو چند مال چالیس ہزار دینار سے زائد حاصل ہو گیا پھر جو اُس نے ایک روز پوچھا
تو مجھے بر جھوٹ بولنے سے شرم آئی میں نے کہدیا کہ جی ہاں حضرت وزیر کی برکت سے یہ مال حاصل ہو گیا وزیر موصوف نے کہا کہ الحمد تم نے میرا
بوجھ ہلکا کر دیا کیونکہ جب تک تمکو یہ مال حاصل نہ ہوتا تب تک میرا دل لگا رہتا پھر وزیر نے دوات اُٹھا کر میرے لئے تین ہزار دینار کی ایک
چھٹی اپنے خزانچی کو بطور صلہ کے لکھدی وہ بھی میں نے لے لی اور آئندہ میں اُن کے سامنے رقعات پیش کرنے سے باز رہا اور میں نے جانا

کیف اقوم منه فلما کان من غد جئته وجلست علی رسمی فاومی الیّ هات ما معک
یستدعی منی الرقاع علی الرسم فقلت ما اخذت من احد رقعة لان النذر قد وقع الوفاء
به ولم ادر کیف اقوم من الوزیر۔ فقال یا سبحان الله اترانی کنت اقطع عنک
شیئا وقد صار لک به عادة وعلم الناس به وصارت لک به منزلة عندهم وجاه وغد و
وروح الی بابک ولا یعلم سبب انقطاعه فیظن ذلک لضعف جاهک عندی او تغیر
رتبتک اعرض علی رسمک وخذ بالحساب فقبلت یده وباکرته من غد بالرقاع وکنت
اعرض علیه کل یوم شیئا الی ان مات وقد تاثلت مالی هذه **قال المصنف** انظروا
مایصنع قلة الفقه فان هذا الرجل الکبیر القدر فی معرفة النحو واللغة لو علم ان هذا
الذی جری له لا یجوز شرعا ما حکاه وتتجر به فان ایصال الظلامات واجب ولا یجوز اخذ الجعل
علیها ولا شیء مما نصب الوزیر له من امور الدولة وبهذا یتبین مرتبة الفقه علی غیره

ترجمہ کہ آپ کیونکر مجھے اُن سے کچھ وصول ہوگا۔ پھر جب دوسرے روز مین حسب معمول وزیر کی خدمت مین حاضر ہوکر بیٹھا۔ تو
مجھے اشارہ کیا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ یعنی مجھ سے رقعات درخواستین طلب کین جیسے پہلے دستور تھا۔ تو
مین نے عرض کیا۔ کہ مین نے کسی سے رقعہ نہین لیا۔ کیونکہ نذر پوری ہوچکی تھی۔ اور مین نہین جانتا تھا۔ کہ اب مین
کیونکر جناب وزارت سے توقیع لکھواؤن گا۔ تو فرمایا۔ کہ سبحان اللہ کیا تم سمجھے تھے کہ جو تمہاری عادت پڑگئی ہے۔
اور لوگون کو اس کا حال معلوم ہوچکا۔ اور جس سے اُن کے نزدیک تمہارا مرتبہ کھل گیا۔ اور ہر صبح و شام تمہارے دروازے پر
حاضر ہوتے رہتے ہین۔ وہ تم سے منقطع کردینگے۔ اور لوگون مین منقطع کرنے کی وجہ بھی ظاہر نہین ہے تو وہ لوگ یہی گمان
کرین گے کہ میرے نزدیک تمہاری وجاہت نہین رہی۔ یا تمہارا رتبہ گھٹ گیا ہے لہذا تم بدستور درخواستین لیتے رہا کرو۔
اور پیش کیا کرو۔ اور اب کسی حساب تک نہین ہے مین نے اُٹھکر اُن کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور دوسرے روز صبح ہی کو لوگون
کی درخواستین لیے ہوئے اُن کے حضور مین حاضر ہوا اور ہر روز اُن کے حضور مین پیش کرتا رہا یہانتک کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا
درحالیکہ مین اس دولت سے آسودہ ہوچکا تھا **مصنف** رح نے کہا کہ دیکھو فقیہ کی ناواقفی کا انجام کہانتک ہوتا ہے اور دیکھو یہ شخص زجاج
جو نحو و لغت مین بڑے درجہ کا آدمی تھا۔ اگر یہ جانتا ہوتا۔ کہ یہ معاملہ جو وزیر اوس کے ساتھ کیا ہے کیونکر اُس نے لوگون سے ہر قسم کی
درخواستون پر مال ٹھیہ لیا تھا۔ یہ سب کسی طرح شرع مین حلال نہ تھا تو وہ اس سب قصہ کو بیان نہ کرتا بلکہ سب کو مخفی کردیتا اور وجہ یہ کہ ہر
قسم کے حقوق کو صاحبان حق کو پہنچا دینا شرعاً حکام پر واجب ہے۔ اور اسپر رشوت لینا نہین جائز ہے اور نہ کوئی امر جو وزیر نے اُس کے
لئے خلافت کے امور سے مقرر کیا تھا نہین جائز ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ علم فقہ کا مرتبہ عظیم ہے مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ صورت فقط صدقات کی
درخواستون پر تھی۔ اور زجاج رح پر رقعات پیش کرنا واجب نہ تھا تو مال ٹھیہ لینا جواز سمجھا واللہ تعالی اعلم

ذکر تلبیس ابلیس علی الشعراء قال المصنف قد لبس علیهم فاراهم انهم من اهل الادب وانکم قد خصصتم بفطنة تمیزتم بها عن غیرکم ومن خصکم بهذه الفطنة زید اعفی عن زلتکم فتراهم یهیمون فی کل واد من الکذب والقذف والهجاء وهتک الاعراض والاقرار بالفواحش واقل احوالهم ان الشاعر یمدح الانسان فیخاف ان یهجوه فیعطیه اتقاء شره او یمدحه بین جماعة فیعطیه حیاء من الحاضرین وجمیع ذلک من جنس المصادرة وترک خلقا من الشعراء واهل الادب لا یتحاشون عن لبس الحریر والکذب فی المدح خارجا عن الحد ویکون اجتماعهم علی الفسق وشرب الخمر وغیر ذلک ویقول احدهم اجتمعت انا وجماعة من الادباء ففعلنا کذا وکذا هیهات هیهات لیس الادب الا مع الله عز وجل باستعمال التقوی له ولا قدر للفطن فی امور الدنیا ولا یحسن العبارة عند الله اذا لم یتقه وجمهور الادباء والشعراء اذا ضاق بهم الزق تسخطوا الکفر او اخذ فی لوم الاقدار کقول بعضهم ان اسحت همی فی الفضل عالیة - فان حظی بطرز الارض ملتصق

ترجمہ شعراء پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ شاعروں پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی۔ کہ اپنے جی مین مغرور ہوئے۔ کہ تم لوگ اہل ادب ہو۔ اور خدا نے تم کو ایسی دانائی عطا کی جس سے دیگر لوگ محروم ہین۔ تو تم کو ایک خاص امتیاز عطا ہوا ہے اور جس نے تم کو یہ دانائی دی وہی تمہارے خطا و لغزش بھی عفو فرمائیگا۔ اگر شاذ تم سے سرزد ہو۔ لہذا تم دیکھتے ہو۔ کہ شاعر لوگ کیونکر ہر جنگل مین سرگردان پھرتے ہین جھوٹ بولتے اور بہتان لگاتے اور ہجو کرتے اور آبروریزی کرتے اور اپنے اوپر فحش و بدکاری کا اقرار کرتے رہتے ہین۔ اور اُن کے حالات مین سے کمتر یہ ہے کہ شاعر کسی آدمی کی مدح کرتا ہے تو اُس آدمی کو یہ خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو یہ ناخوش ہوکر میری ہجو کہے تو چار و ناچار اُس کو دے کر راضی کرتا ہے تاکہ اس کی شرارت سے بچا رہے۔ یا شاعر بیچارا مجمع عام مین ایک شخص کی تعریف کرتا ہے تو وہ لامحالہ دوسرون سے شرم کرکے اُس کو کچھ دیتا ہے اور یہ سب زبردستی تنگ کرنے کے معنی ہین۔ اور بکثرت شعرا کو دیکھو کہ اپنے آپ کو ادیب سمجھتے اور ریشم کا لباس پہن کر حد سے زیادہ جھوٹ بولتے ہین اور نقل کرتے ہین کہ ہم لوگ جلسۂ شراب مین ساقی گل اندام کے ہاتھون سے مے نوشی کرتے رہے اور کہتے ہین کہ ہمارے ساتھ اس مجمع اور فجور مین بہت سے اہل ادب تھے معاذ اللہ یہ بے ادبی اور یہ دعوائے ادب۔ حالانکہ ادب تو اللہ تعالےٰ کی جناب مین تقوائے وطہارت کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اور جو کوئی امور دنیا مین بڑا ہوشیار ہو۔ وہ محض بے قدر ہے۔ کیونکہ یہ سب دنیا اور اس کی چیزین فنا ہین اللہ تعالےٰ کی جناب مین خالی عبارت آرائی کچھ کام نہین کرسکتی جبکہ تقوےٰ نہ کیا ہو۔ اور شاعرون کی عموماً یہی خصلت ہے کہ بھیک مانگتے ہین گردش چرخ اور تقدیر کی مذمت کرتے اور کفر کے کلمات بکتے ہین چنانچہ بعض کہتا ہے۔

؎ اگرچہ فضیلت مین میری ہمت درجہ عالیہ پر پہونچی لیکن میری قسمت زیر زمین چمٹی ہوئی ہے +

کم یفعل الدھر بی ما لا اسرہ * وکم لیسئ زمان جائر خلق * وقد نسی ھؤلاء ان معاصیھم تضیق ارزاقھم فقد راوا نفسھم مستحقین للنعم مستوجبین للسلامۃ من البلاء ولم یتلمحوا ما یجب علیھم من امتثال اوامر الشرع فقد ظلمت فطنتھم فی ھذہ الغفلۃ **ذکر تلبیس ابلیس علی الکاملین من العلماء قال المصنف** ان اقواما علت ھممھم فحصلوا علوم الشرع من القرآن والحدیث والفقہ والادب وغیر ذلک فاتاھم ابلیس یخفی التلبیس فاراھم انفسھم بعین عظیمۃ لما نالوا وافادوا غیرھم **فمنھم** من یستفزہ لطول غناءہ فی الطلب فحسن لہ اللذات وقال لہ الی متی فی النصب فارح جوارحک من کلف التکالیف وافسح لنفسک فی مشتھاھا فان وقعت فی زلۃ فالعلم یدفع عنک العقوبۃ فاورد علیہ فضل العلماء فان خزل ھذا العبد قبل ھذا التلبیس فھلک وان وفق فینبغی لہ ان یقول لہ جوابک من ثلثۃ اوجہ احدھا انہ انما فضل العلماء بعمل ولولا العمل بہ ما کان لہ معنی فانا لما عملت بہ کنت کمن لم یفھم المقصود بہ وبصیر مثلی کمثل رجل جمع الطعام واطعم الجیاع ولم یاکل فلا ینفعہ ذلک من جوعہ والثانی ان یعارضہ بما ورد فی ذم من لم یعمل بالعلم کقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشد الناس عذابا

ترجمہ زمانہ کب تک میرے ساتھ میری مرضی کے خلاف برتاؤ کریگا۔ اور زمانہ ظالم بیرحم کب تک برائی کرے گا۔

اور یہ شاعر لوگ یہ بھول گئے کہ ایسے ہی گناہون نے اُن کا رزق تنگ کر دیا ہے اور یہ لوگ اپنے آپکو مستحق نعمت و لائق عیش و سلامت جانتے اور بلا و محنت کو دور سمجھتے ہین اور کبھی اُن کو نہ سوجھا کہ ان پر شرع کے احکام کی فرمانبرداری واجب ہے، تو کہان، وہ دعوی دانائی اور کہان یہ غفلت و بیحیائی **ذکر علماء کاملین پر ابلیس کی تلبیس** کا مصنفؒ نے کہا کہ کچھ اقوام کی ہمت بلند ہوئی تو انہون نے شرعی علوم قرآن و حدیث و فقہ و ادب وغیرہ حاصل کئے پھر ابلیس نے خفیہ ان مین خطرات ڈالے اور خود بینی مین پھنسایا کہ اپنے آپ کو عظمت کی آنکھ سے دیکھنے لگے کہ ہم اللہ تعالے کے نزدیک عظیم القدر ہین کہ اس مرتبہ علمی کو پہونچے اور دوسرون کو فیض پہنچایا پھر **بعض** کو یہ جنبش دی۔ کہ کہان تک یہ تکلیف اٹھاؤ گے اب تم راحت حاصل کرو۔ اور یہ لذات لطیفہ مین اُن سے نفس کو حصہ دو پھر اگر تم کسی لغزش مین پڑ گئے تو علم تم سے عذاب دور رکھے گا اور ابلیس نے اُن کے سامنے علماء کی فضیلت پیش کی اگر اُس نے بدبختی سے قبول کر کے اپنے آپ کو ان مین تصور کر لیا تو برباد ہوا۔ اور اگر توفیق الٰہی پائی تو اس کو تین طرح سے جواب دینا چاہیئے **اوّل** یہ کہ علماء کی فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ اُنہون نے علم کے موافق عمل کیا۔ اور اگر عمل نہ ہوتا تو بے معنی تھا جیسے کسی نے علم زبانی رٹ لیا۔ اور مقصود نہ سمجھا تو اسکی مثل یہ کہ کسی نے طعام بہت جمع کیا اور بھوکون کو کھلایا اور خود کچھ نہ کھایا تو اُس سے اس کی بھوک کو کچھ نفع نہ ہوگا **(دوم)** یہ کہ وہ احادیث معارضہ مین لاوے جن مین ایسے عالمون کی مذمت آئی ہے جو مقتضائے علم کے موافق عمل نہ کرین جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگون سے بڑھکر عذاب

یوم القیامۃ عالما لم ینفعہ اللہ بعلمہ وحکایۃ علیہ السلام عن رجل یلقی فی النار فتندلق اقتابہ فیقول کنت امر بالمعروف ولا آتیہ وانہی عن المنکر وآتیہ وقول ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ویل لمن لم یعلم مرۃ وویل لمن علم ولم یعمل سبع مرات **والثالث** ان یذکر لہ عقاب من ھلک من العلماء التارکین للعمل بالعلم کابلیس وبلعام ویکفی فی ذم العالم اذا لم یعمل قولہ تعالی کمثل الحمار یحمل اسفارا **فصل** وقد لبس ابلیس علی قوم من المجتھدین للعلم والعمل من جھۃ اخری فحسن لھم الکبر بالعلم والحسد للنظراء والریاء لطلب الرئاسۃ فتارۃ یریھم ان ھذا ھو الحق الواجب لکم وتارۃ یقوی ذلک عندھم فلا یترکونہ مع علمھم انہ خطأ وعلاج ھذا لمن وفق ادمان النظر فی اثم الکبر والحسد والریاء واعلام النفس ان العلم لا یدفع شر ھذہ المکتسبات بل یضاعف عذابھا لتضاعف الحجۃ بھا ومن نظر فی سیر السلف من العلماء والعاملین احقر نفسہ فلم یتکبر ومن عرف اللہ لم یر الا ای ومن لاحظ جریان اقدارہ علی مقتضی ارادتہ لم یحسد وقد یدخل ابلیس علی ھؤلاء بشبہ ظریفۃ فیقول طلبکم للرفعۃ لیس بتکبر لانکم نواب الشرع فانکم تطلبون اعزاز الدین ودحض اھل البدع

ترجمہ قیامت کے روز ایسے عالم کو ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع نہیں دیا اور جیسے حضرت نے نقل کیا کہ ایک شخص آگ میں ڈالا جاویگا تو اس کی آنتیں نکل پڑینگی تو وہ کہے گا کہ میں لوگوں کو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا۔ اور خود نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو ممنوعات سے منع کرتا اور خود عمل کیا کرتا تھا اور جیسے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے نہ جانا اسکو ایک مرتبہ تف ہے اور جس نے جانا اور عمل نہ کیا اس پر سات مرتبہ تف ہے (**سوم**) ایسے عالموں کو یاد دلاوے جو عمل نہ کرنے سے عذاب میں گرفتار ہوئے جیسے ابلیس اور بلعام باعور وغیرہ اور عالم بے عمل کی مذمت میں قولہ تعالیٰ کمثل الحمار یحمل اسفارا کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں **فصل** جو علماء کہ علم و عمل میں پورے تھے ان پر دوسری راہ سے تلبیس ڈالی کہ ان کو علم کا تکبر دکھلایا۔ اور جو ان کے برابر تھے ان سے حسد ابھارا۔ اور سرداری کے لئے ریاکاری پر آمادہ کیا **پس** کبھی تو ان کو یہ دکھلایا کہ سرداری گویا تمہارے لیے حق واجب ہے۔ اور کبھی ان میں سرداری کی محبت ایسی جمائی کہ اسکو خطائے بیہودہ جانکر اس سے باز نہیں آتے ہیں اس کا علاج ایسے شخص کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ہوئی ہے کہ ہمیشہ تکبر و حسد و ریاکاری کی مذمت پیش نظر رکھے اور نفس کو آگاہ کرتا رہے کہ ان بدکاریوں کا عذاب دور نہ ہوگا بلکہ علم کے ساتھ دونا ہو جائیگا اور جس نے سلف صالحین اور علماء کاملین کے حالات پر نظر کی تو ہر حالت میں وہ اپنے نفس کو حقیر دیکھیگا تو تکبر نہ کریگا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ ریاکاری نہ کریگا اور جس نے جان لیا کہ مقدرات الٰہی حسب ارادہ ازلی جاری ہوتے ہیں تو وہ حسد نہیں کریگا کبھی ابلیس ان لوگوں پر عجیب شبہے ڈالتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ تمہارا سرداری چاہنا کچھ تکبر نہیں ہے۔ کیونکہ تم لوگ شرع کے نائب ہو۔ کیونکہ تم شرع کے اعزاز کے طلبگار ہو ۔ اور تمہیں سے بدعت کی بنیاد سست ہوتی ہے

واطلاقکم اللسان فی الحساد غضب للشرع اذ الحساد قد ذمّوا من قام به وما یظنونه ریاء فلیس برياء لان من تخاشع منکم ویتباکی اقتدی به الناس کما یقتدون بالطبیب اذا احتمی اکثر من اقتداءهم لقوله اذا وصف **وکشف** هذا التلبیس انه لو تکبر متکبر علی غیرهم من جنسهم صعد فی المجلس فوقه او قال حاسد عنه شیئا لم یغضب هذا العالم لذلک کغضبه لنفسه وان کان المذکور من نواب الشرع فعلم انه انما یغضب لنفسه لا للعلم **واما** الریاء فلا عذر فیه لاحد ولا یصلح ان یجعل طریقا لرعایة الناس **وقد** کان ایوب السختیانی اذا تحدث بحدیث فرق ومسح وجهه وقال ما اشد الزکام وبعد هذا فالاعمال بالنیات والناقد بصیر وکم سکت عن غیبة المسلمین اذا اغتیبوا عنده فرح قلبه وهو اثم بذلک من ثلثة اوجه **احدها** الفرح فانه حصل بوجود هذه المعصیة من المغتاب **والثانی** لسروره بتلب مسلم **والثالث** اذا لم ینکر **فصل** قد لبس ابلیس علی الکاملین فی العلوم فیسهرون لیلهم ویدابون نهارهم فی تصانیف العلوم ویریهم ابلیس ان المقصود نشر الدین ویکون مقصودهم الباطن

ترجمہ اور حاسدون پر تمہاری زبان درازی حقیقت مین شرع کے واسطے غصہ ہے کیونکہ شرع نے حاسدون کی مذمت فرمائی ہے اور جس کو تم ریا سمجھتے ہو وہ ریا نہین ہے کیونکہ اگر تم نے خشوع کیا اور بناوٹ سے روئے تو لوگ اصل مین تمہاری اقتدا کرین گے جیسے طبیب جب خود پرہیز خوب کرتا ہے تو اس کی بات کا اثر ہوتا ہے یہ **تلبیس** اس طرح کھل جاتی ہے۔ کہ اگر ان ہی مین سے ایک نے دوسرون پر تکبر کیا۔ اور بلند مجلس مین بیٹھا یا کسی حاسد نے اس کی طرف سے کچھ کہا۔ تو اس عالم کو وہ غصہ نہین ہوتا جیسے اپنے واسطے اسکو غصہ آگیا تھا۔ اگرچہ وہ عالم بھی شرع کا نواب تھا تو معلوم ہوا کہ اس کا غصہ اپنے واسطے تھا شرع کے واسطے نہین تھا ریا کاری کرنا تو اس مین کسی کے واسطے کچھ عذر نہین ہے اور لوگون کے واسطے کسی کو ریا کاری کرنا حلال نہین رکھا گیا ہے۔ اور **ایوب السختیانی** رحمہ اللہ تعالی جب کسی حدیث کی روایت مین رقیق ہوجاتے تو چہرہ پوچھنے لگتے اور کہتے کہ زکام بہت سخت ہوتا ہے پھر اس سب کے بعد ہم کہتے ہین کہ اعمال کا مدار تو نیت پر ہے اور پرکھنے والا خود دیکھتا ہے اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ خود مسلمانون کی غیبت نہین کرتے لیکن جب اُن کے پاس کسی کی غیبت کی جاوے تو خوش ہوجاتے ہین اور یہ تین وجہ سے گناہ ہے (**اول**) خوشی کیونکہ اسی کی وجہ سے غیبت کرنیوالے سے یہ معصیت صادر ہوئی ہے (**دوم**) وہ ایک مسلمان کی آبرو ریزی سے خوش ہوا (**سوم**) اُس نے غیبت کرنے والے پر انکار نہین کیا **فصل** ابلیس نے علوم مین کامل لوگون پر تلبیس ڈالی۔ کہ راتون کو جاگتے ہین۔ اور دن مین جان گھلاتے ہین یعنے تصنیفات کی مشقت اُٹھاتے ہین۔ اور ابلیس اُن کے ذہن مین ڈالتا ہے کہ تم لوگ دین پھیلاتے ہو اور دل مین اُن کا یہ خیال ہوتا ہے۔

انتشار الذکر و علو الصیت و الریاسۃ و طلب الرحلۃ من الآفاق الی المصنف و ینکشف ھذا التلبیس بانہ لو انتفع بمصنفاتہ الناس من غیر تردد الیہ او قرءت علی نظیرہ فی العلم فرح بذلک ان کان مرادہ نشر العلم **وقد قال** بعض السلف ما من علم علتہ الا احببت ان یستفید الناس من غیر ان ینسب الی **ومنھم** من یفرح بکثرۃ الاتباع و یلبس علیہ ابلیس بان ھذا الفرح لکثرۃ طلاب العلم و انما مرادہ کثرۃ الاصحاب استطارۃ الذکر و من ذلک العجب بکلماتھم و علمھم و ینکشف ھذا التلبیس بانہ لو انقطع بعضھم الی غیرہ ممن ھو اعلم منہ ثقل ذلک علیہ و ما ھذہ صفۃ المخلص فی التعلیم لان مثل المخلص مثل الاطباء الذین یداوون المرضی للہ سبحانہ و تعالی فاذا شفی بعض المرضی علی ید طبیب منھم فرح الآخر **وقد** ذکرنا انفا حدیث ابن ابی لیلی و نعیدہ باسناد آخر **عن** عبد الرحمن بن ابی لیلی قال ادرکت عشرین و مائۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الانصار ما منھم رجل یسئل عن شیء الا ودان اخاہ کفاہ و لا یحدث حدیثا الا ودان اخاہ کفاہ

ترجمہ کہ نام مشہور ہو۔ اور آواز بلند ہو۔ اور مسلمانون مین نامور ہون۔ اور لوگ دور دور سے سفر کرکے اُن کی خدمت مین آوین۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر اس کی تصانیف سے لوگ نفع اُٹھاوین بدون اس کے کہ اس کے پاس آوین یا جو علما اس کے مثل ہین اُن کے حضور مین طلبہ یہ تصانیف پڑہین تو وہ خوش ہو جاوے تو ایسی صورت مین بیشک وُہ علم پھیلانا چاہتا تھا (اور اگر وہ ناخوش ہو اور یہی چاہے کہ طلبہ اس کے پاس آوین تو وہ نامور ی چاہتا تھا) اور بعض سلف نے (از انجملہ امام شافعی ہین) یہ فرمایا ہے کہ جس علم مین مین نے کوئی تصنیف کی تو یہی چاہا کہ لوگ اس سے نفع اُٹھاوین بدون اس کے کہ یہ کتاب میرے نام سے منسوب ہو۔ اور علما مین سے بعضے ایسے ہین کہ اگر اُن کے اتباع طلبہ بہت ہون تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اور ابلیس اس پر تلبیس ڈالتا ہے۔ کہ ہماری خوشی اس وجہ سے ہے کہ علم سیکھنے والے بہت ہین حالانکہ نفس مین یہ خوشی ہے کہ اس کے شاگرد بہت ہین اور نام بلند ہے اور اسی قبیل سے یہ کہ ان کی باتون اور علم سے دل مین مغرور ہوتا ہے اور یہ تلبیس اس وقت کھل جاتی ہے کہ اگر ان مین سے کوئی طالب علم اس کے پاس سے دوسرے کے پاس چلا گیا جو علم مین اُس سے بڑہکر ہے تو اُس پر یہ گران ہوتا ہے حالانکہ اخلاص کے ساتھ تعلیم دینے والے کی یہ صفت نہین ہوتی ہے کیونکہ خالص نیت سے پڑہانیوالے کی صفت ایسے طبیب کی طرح ہے جو خالص ثواب کے واسطے للہ علاج کرتا ہی چنانچہ اگر کوئی مریض کسی کے ہاتھ سے شفا پاوے نیک طبیب کو خوشی ہوتی ہے اور سابق مین حدیث ابن ابی لیلیٰ کی لکھ چکے ہین۔ اور اب دوسری اسناد سے اعادہ کرتے ہین۔ ابن ابی لیلیٰ رح نے کہا کہ مین نے ایک سو بیس انصاری اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ان مین سے ہر ایک کی یہی کیفیت دیکھی کہ جب کسی سے کوئی بات پوچھی گئی تو وہ یہی چاہتا تہا کہ اس کا بھائی اس کام کی کفایت کرتا اور کسی سے جب کوئی حدیث پوچھی جاتی تو وہ یہی چاہتا کہ اس کا بھائی یہ حدیث روایت کر دیتا

فصل قال المصنف وقد یتخلص العلماء الکاملون من تلبیسات ابلیس الظاهرة فیاتیهم بخفی من تلبیسه فیقول له ما لقیت مثلك ما اکرفت بمدخلی ومخارجی فان سکن الی هذا هلك بالعجب ان سلم من المسابة له سلم **وقد** قال سری السقطی لو ان رجلا دخل الی بستان فیه من جمیع ما خلق الله تعالی من الاشجار علیها من جمیع ما خلق الله تعالی من الاطیار فخاطبه کل طائر بلغته وقال السلام علیك یا ولی الله فسکنت نفسه ازذلك کان فی ابتدائها اسیرا **الباب السابع فی ذکر تلبیس ابلیس علی الولاة والسلاطین**

قال المصنف قد لبس علیهم ابلیس من وجوه کثیرة نذکر اهاتها فالوجه **الاول** انه یراهم ان الله عز وجل یحبکم ولولا ذلك ما ولاکم سلطانه وجعلکم نوابا عنه فی عباده وینبغی کشف هذا التلبیس بانهم ان کانوا نوابا عنه فی الحقیقة فلیحکموا بشرعه ولیتبعوا مراضیه فحینئذ یجب علیهم طاعته فاما صورة الملك والسلطنة فانه قد اعطاها خلقا ممن یبغضه وقد بسط الدنیا لکثیر ممن لا ینظر الیه وسلط جماعة من اولئك علی الانبیاء والصالحین فقتلوهم وقهروهم

ترجمہ فصل بہت سے علماء کاملین ابلیس کے ظاہری مکر و فریب سے بچ جاتے ہیں تو ان پر وہ مخفی تلبیس لاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تیرے برابر کوئی عالم نہیں پایا اور ابلیس کے داؤں پیچ و آمد رفت کا خوب پہچاننے والا تجھ سے بڑھکر نہیں ہے پس اگر وہ اس جانب ٹھیرا تو خود بینی میں تباہ ہوا اگر اُس نے خیال کیا کہ یہ کسی بشر کا کام نہیں ہے اور اللہ تعالےٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے شیطان کے مکر سے بچاتا ہے اور اس کے خفیہ مکر دکھاتا ہے تو البتہ فضل الٰہی سے بچ گیا اور سری سقطی نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک باغ میں داخل ہوا جس میں ہر قسم کے درخت ہیں جو اللہ تعالےٰ نے دنیا میں پیدا کئے ہیں کوئی باقی نہیں ہے اور وہاں ہر قسم کے پرند ہیں جو اللہ تعالےٰ نے دنیا میں پیدا کیئے ہیں پس ہر پرند نے اپنی اپنی زبان میں اس شخص سے کلام کیا۔ کہ السلام علیک یا ولی اللہ یعنی اللہ تعالےٰ کے ولی سلام علیک پس یہ سُنکر اُس کا دل ٹھیرا تو یہ شخص اسی کے پنجہ میں گرفتار رہے

باب ہفتم والیان ملک و سلاطین پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ ابلیس نے اس فرقہ پر بکثرت وجوہ سے تلبیس کردی۔ ان میں سے اصلی تلبیسوں کا ہم ذکر کرتے ہیں (**وجہ اوّل**) ان لوگوں کے دل میں ڈال دیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کیوں تم کو سلطان بناتا اور کیوں بندوں پر اپنا نائب کرتا اس تلبیس کا کھول دینا اس طرح ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقت میں اس کے نائب ہیں تو اُسی کے قانون شریعت پر حکم کریں اور اسی کی مرضی تلاش کریں تو البتہ وہ ان کو پسند فرمائیگا۔ رہا ظاہری سلطان ہونا۔ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگوں کو دی۔ جن کو وہ قطعاً مبغوض و دشمن رکھتا تھا۔ اور بکثرت ایسے لوگوں کو دنیا میں سلطنت و وسعت دی۔ جن کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا۔ (جیسے نمرود اور فرعون وغیرہ) اور ان میں سے بہتوں کو انبیاء و صالحین پر مسلط کردیا حتےٰ کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام و صالحین کو قتل کر ڈالا۔ اور مغلوب کرکے پریشان کیا۔

فکان ما اعطاھم علیھم لا لھم ودخل ذلک فی قولہ انما نملی لھم لیزدادوا اثما **والثانی** انہ یقول لھم الولایۃ تفتقر الی ھیبۃ فیتکبرون عن طلب العلم ومجالسۃ العلماء فیعملون بارائھم فیتلفون الدین ومن المعلوم ان الطبع یسرق من خصال المخالطین فاذا خالطوا موتری الدنیا بالجھال بالشرع سرق الطبع من خصالھم مع ما عندہ منھا ولا یری ما یقاوحھا ولا ما یزجر عنھا وذلک سبب الھلاک **والثالث** انہ یخوفھم الاعداء ویامرھم بتشدید الحجاب فلا یصل اھل المظالم ویتوانا من جعل بصدد رفع المظالم **وقد** روی عمرو بن مرۃ الاسدی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من ولاہ اللہ شیئا من امر المسلمین فاحتجب دون حاجتھم وخلتھم وفقرھم احتجب اللہ عز وجل دون حاجتہ وخلتہ وفقرہ **والرابع** انھم یستعملون من لا یصلح ممن لا علم عندہ ولا تقوی فیجتلب الدعاء علیھم بظلمہ الناس ویطعمھم الحرام بالبیوع الفاسدۃ

ترجمہ تو یہ سلطنت جو اُن کو عطا کی تھی ان پر وبال تھی۔ کچھ اُن کے واسطے بہتری نہ تھی۔ اور یہ دولت بھی اس حکم میں داخل ہے جو ایسے بدکاروں کے حق میں فرمایا بقولہ تعالیٰ انما نملی لھم لیزدادوا اثما الآیہ یعنی ہم نے اُن کو اسی لئے ڈھیل دیدی تاکہ گناہ بڑھاویں الخ **(وجہ دوم)** یہ کہ ابلیس ان لوگوں سے کہتا ہے کہ سلطان اور والی ملک ہونے کے واسطے ہیبت درکار ہے۔ تو اس کا یہ طریقہ نکالتے ہیں۔ کہ علم حاصل کرنے سے حقارت سمجھ کر متکبر کرتے ہیں۔ اور عالموں کی صحبت کو اپنی شان کے خلاف دیکھتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اپنی جہالت کی رائے پر عمل کرتے ہیں تو دین برباد ہوتا ہے اور خوب معلوم ہے کہ جن لوگوں کی صحبت ہو ان ہی کی خصلت طبیعت میں آجاتی ہے پس جب دنیا چاہنے والے جاہلوں کی صحبت ہم رہی تو طبیعت نے ان ہی کی خصلت حاصل کی باوجودیکہ طبیعت میں خود دنیا چاہنی کی خصلت موجود تھی اور ایسی کوئی چیز آڑے نہ آئی جو اس بدخصلت کو روکتی یا طبیعت کو اس بدخصلت سے جھڑکتی اور یہی بربادی کا سبب ہے۔ **وجہ سوم** یہ کہ ابلیس ان کو دشمنوں سے خوف دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر طرف بہت مضبوط پہرے رکھو تو بیچارے مظلوم لوگ اُن تک پہونچ نہیں سکتے اور جو لوگ اُن کی طرف سے مظالم دور کرنے پر مقرر ہیں وہ ڈھیل ڈالتے ہیں اور روایت میں عمرو بن مرۃ الاسدی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا متولی مقرر کیا پھر اُس نے مسلمانوں کی حاجت و ضرورت و محتاجی میں حجاب کر دیا یعنی پہرہ چوکی مقرر کی کہ حاجت والے اس تک نہیں پہنچ سکتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت و ضرورت و محتاجی میں حجاب فرماویگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت میں جب وہ بے انتہا سخت محتاج ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی فریاد نہیں سنے گا نعوذ باللہ من ذلک) **وجہ چہارم** یہ کہ سلاطین و امرا ایسے لوگوں کو کارپرداز مقرر کرتے ہیں جو اس کام کے لایق نہیں ہیں کہ نہ اُن کو علم ہے اور نہ دیانت و تقوی ہے پس یہ کارپرداز لوگ سخت بدی و معصیت کے انبار ان کے پاس بھیجتے رہتے ہیں اسطرح کہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں تو اُن کی آہ و بدعا کے ذخیرے ان سلاطین پر بھی جمع ہوتے ہیں اور یہ جاہل کارپرداز سب لوگوں کو بیوع فاسدہ سے حرام کھلاتے ہیں

ویجد من لایجب علیہ الحد ویظنون انہم یتخلصون من اللہ تعالی بما جعلوہ فی عنق الوالی ھیہات ان العامل علی الزکاۃ اذا وکل الفساق بتفرقتہا فخانوا ضمن والخامس انہ یحسن لھم العمل برائہم فیقطعون من لایجب قطعہ ویقتلون من لایحل قتلہ ویوھمہم ان ھذہ سیاسۃ وتحت ھذا من المعنی ان الشریعۃ ناقصۃ تحتاج الی تمام ونحن نتم بارائنا وھذا من اقبح التلبیس لان الشریعۃ سیاسۃ الٰھیۃ ویحال ان یقع فی سیاسۃ الالٰہ خلل یحتاج معہ الی سیاسۃ الخلق قال اللہ عز وجل ما فرطنا فی الکتاب من شیء وقال لامعقب لحکمہ فمدعی السیاسۃ مدعی الخلل فی الشریعۃ وھذا یزاحم الکفر وقد رویناعن عضد الدولۃ انہ کان یمیل الی جاریۃ وکانت تشغل قلبہ فامر بتغریقہا لئلا یشتغل قلبہ عن تدبیر الملک فھذا ھو الجنون المحض لان قتل مسلم بلاجرم لایحل واعتقادہ ان ھذا جائز کفر وان اعتقدہ غیر جائز

ترجمہ اور جس شخص پر شرعی سزا معین نہین لازم آتی۔ اس کو حد مارتے ہین تو یہ سخت گناہ ان والیان صوبہ کے ساتھہ ہین اُن کے ذریعہ سے سلطان پر عائد ہوتے ہین حالانکہ سلطان جاہل یہ سمجھتا تھا کہ ہم تو والی صوبہ کے ذمے شرط کر چکے تھے اب ہم عذاب الٰہی سے چھوٹے ہوئے ہین۔ افسوس یہ خیال باطل ہے کیا یہ مسئلہ بھی نہین جانتے کہ اگر والی زکوۃ نے لوگون سے زکوۃ لے کر ایک فاسق کو مقرر کیا۔ کہ اس قوم کے فقرا مین تقسیم کرے اس فاسق نے خیانت کی تو والی خود ضامن ہوگا۔ (وجہ پنجم) یہ ہے کہ شیطان ان سلاطین کو دکھلاتا ہے کہ امور سیاست مین دخل ہو کر تم اپنی رائے پر عمل کرنے مین اچھی تدبیر کروگے لہذا جس گنہگار پر ہاتھہ کاٹنا لازم نہین آتا مثلاً غیر محفوظ چیز مین سے مانند درخت سے پھل وغیرہ چوری کرلئے تو اس کا ہاتھہ کاٹ ڈالتے ہین اور جس مجرم پر قتل نہین ہے اس کو قتل کر ڈالتے ہین اور شیطان اُن کے خیال مین رچاتا ہے کہ تم نے یہ حکم بطور سیاست کے جاری کیا ہے جس کا تم کو پورا اختیار ہے یہ گویا ان جاہلون کو بتلاتا ہے کہ شریعت ناقص ہے تمہارے اس رائے کی محتاج ہے تاکہ پوری ہو اور یہ بہت ہی قبیح تلبیس ہے۔ کیونکہ شریعت تو خود اللہ تعالے کی سیاست ہے اور اس کی سیاست مین خلل ہونا محال ہے۔ کہ مخلوق کی سیاست سے پوری کی جاوے وقد قال تعالی ما فرطنا الخ یعنی ہم نے کتاب مجید مین کسی بات کی کمی نہین رکھی ہے وقال لامعقب لحکمہ یعنی حکم الٰہی کے بعد کوئی حکم لگانے والا نہین ہے تو جس کسی نے خلاف شرع کے سیاست کا دعوی کیا۔ اُس نے شریعت مین خلل کا دعوے کیا اور یہ خیال کفر کے ٹکر مین ہے اور ہم کو خبر ملی ہے کہ عضد الدولہ دیلمی ایک لونڈی سے میلان رکھتا تھا جس کی طرف اُس کا دل لگا رہتا تھا۔ تو اس رافضی نے حکم دیا۔ کہ اس لونڈی کو دریائے دجلہ مین غرق کر دیا جاوے۔ تاکہ دل کا تعلق جاتا رہے۔ اور تدبیر ملکی مین اس کی وجہ سے خلل نہو مصنف کہتا ہے۔ کہ یہ محض جنون و جہالت ہے۔ کیونکہ بے جرم اس مسلمہ کا قتل کرنا کسی طرح حلال نہ تھا اور اس کو جائز سمجھنا کفر ہے۔ اور اگر جائز نہ جانے

لکنہ راہ مصلحۃ فلا مصلحۃ فیما یخالف الشرع والسادس انہ یحسن لھم الانبساط فی الاموال الظاہرۃ انما یحکمہم ھذا تلبیس یکشفہ وجوب الحجر علی المفرط فی مال نفسہ فکیف بالمستاجر فی حفظ مال غیرہ وانما لہ من المال بقدر عملہ فلا وجہ للانبساط قال ابن عقیل وقد روی عن حماد الروایۃ انہ انشد الولید بن یزید ابیاتا فاعطاہ خمسین الفا وجاریتین قال وھذا مما یروی علی وجہ المدح لھم وھو غایۃ القدح فیھم لانہ تبذیر فی بیت مال المسلمین وقد یزین لبعضھم منع المستحقین وھو نظیر التبذیر

ترجمہ لیکن مصلحت سے سیاست قرار دے تو بھی شرع کے خلاف مصلحت نہین ہی بلکہ ترجم کہتا ہے کہ بحکم قولہ تعالی لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا۔ الآیۃ کے اس کو مصلحت سمجھنا بھی کفر کے قریب ہے کیونکہ اصلاح شریعت ہے تو اس کے خلاف فساد کو اصلاح ٹھہرانا مخالفت ہے) **وجہ ششم** ابلیس ان لوگون کو لبھاتا ہے کہ اموال سلطنت مین جس طرح چاہو اپنے حکم سے خرچ کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے حکم مین داخل ہے۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے۔ کہ جو شخص اپنے مال مین مسرف ہو۔ اُس پر شرع کے حکم مین حجر ہے یعنی قاضی حکم دے کہ اس کے سبب تصرفات مالی نافذ نہ ہون گے تو جب ذاتی مال مین یہ حکم ہے تو خیال کر لو کہ سلطان تو جمیع مسلمانون کے اموال خزانہ کا محافظ ہے۔ تو وہ غیرون کے مال مین کس طرح خود مختاری سے بیجا خرچ کر سکتا ہے۔ اور اُن اموال خزانہ سلطنت مین سے سلطان کا حق فقط اس کے کام کی اجرت کے اندازہ پر ہے **ابن عقیل** نے فرمایا کہ ہم کو خبر پہونچی کہ حماد نے ولید بن یزید الاموی خلیفہ کی مدح مین کچھ اشعار سنائے تو اُس نے خوش ہو کر بیت المال مین سے پچاس ہزار روپیہ اور دو لونڈیان انعام عطا کیا۔ اور فرمایا کہ عجب یہ ہے۔ کہ عوام الناس یہ بات اُس کی تعریف مین بیان کیا کرتے ہین حالانکہ یہ اُس کے حق مین انتہا کی ملامت ہے کیونکہ اُس نے مسلمانون کے بیت المال مین اس طرح بیجا تصرف سے اسراف کیا تو اخوان الشیاطین سے بھی بڑھ گیا **مصنف** نے کہا کہ بعضون کو یہ رجحان ہوتا ہے کہ فلان قسم کے لوگون کو نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ لوگ حقیقت مین پانے کے مستحق تھے تو یہ اسراف کے ساتھ مین دوسرا گناہ کبیرہ ہے مترجم کہتا ہے کہ شیخ رح نے شاعرون کی مذمت مین یہ وجہ درج نہ فرمائی کہ اس بیجا فرقہ نے اسلام مین شیطان کی اصلی قباحت پھیلانے کا بیڑا اُٹھایا۔ اور بادشاہون کا دماغ تکبر سے بھر دیا مثلاً اُس نے بادشاہ کی تعریف کی کہ حق تعالی فارغ ہے کہ اُس نے اپنی ذات کا سایہ ظل اللہ اپنی خلق پر ڈال دیا تو سایہ مین راحت سے بسر کرتے ہین جبتک ذات پاک باقی ہے سایہ بھی باقی رہیگا لہذا ہم پاؤن پھیلائے سوتے ہین اور اگر ایسے سایہ مین ہم کو راحت نہو تو ہم ناشکرے ہونگے کیونکہ سایہ درخت سے بنتا ہے تو ہم عذاب آخرت اور نکال دنیا سے بیخوف ہوئے ایسی مدح سے شاہ کا دماغ تکبر سے بھر گیا اور تکبر سے شیطان ملعون ہوا اور بلائے تکبر سب امرا مین عام ہو گئی۔ اور علما رذلیل کئے گئے اور شریعت کا لباس و خوراک وغیرہ سب حقارت سے دیکھا گیا اور دنیاوی آرایش اصل مقصود ہو گئی حتی کہ سلطنت ایک نعمت عظمی سمجھی گئی اور بادشاہ کی اولاد ہی اُس کی جان کی خواہان ہو گئی اور بادشاہ نے اپنی زبان کو حکم قرار دیا اور جمہوری سلطنت کا طریقہ جاتا رہا کیا تک اُس کی خرابیان بیان ہون ذرا غور سے سب ظاہر ہو جاتی ہین انا للہ وانا الیہ راجعون

والسابع انه یحسن لهم لانبساط فی المعاصی ویلبس علیهم بان حفظکم للسبیل وامن البلاد بکم یدفع عنکم العقاب **وجواب** هذا ان یقال انما ولیتم لتحفظوا البلاد وتؤمنوا السبیل فهذا واجب علیهم وما انبسطوا فیه من المعاصی منهی عنه فلا یدفع هذا اذا

والثامن انه یلبس علیهم بانه قد قام بما یجب من جهة ان ظواهر الاحوال مستقیمة ولو حقق النظر لرای اختلالا کثیرا وقد روینا عن القاسم بن طلحة بن محمد الشاهد قال رایت علی بن عیسی الوزیر وقد وکل بدور البطیخ رجلا یرقب یطوف علی باعة العنب فاذا اشتری احدهم سلة عنب خمر لم یعرض له وان اشتری اثنتین فصاعدا طرح علیها الملح لئلا یمکن عملها خمرا قال وادرکت السلاطین یمنعون من طریق المنجمین ان یجلسوا فیها حتی لا یفشوا العمل بالنجوم وادرکنا الجند لیس فیهم احد معه غلام امرد له طرة ولا شعر الی ان بلی بحکم العجم

ترجمہ (وجہ ہفتم) ابلیس نے امراء وسلاطین پر یہ جایا۔ کہ فی الجملہ معاصی وحظ نفس وقوت شراب تمہارے واسطے چندان مضر نہین۔ جب کہ تمہاری قوت سے ملک مین امن وامان ہے۔ اور راہون کی حفاظت ہے۔ یہی تم سے عذاب دفع کرے گا **(جواب)** یہ کہ جاہل سلطان سے کہا جاوے کہ تم تو اسی واسطے مقرر ہوئے تھے۔ اور تمہاری طاعت سب پر لازم کی گئی تھی کہ ممالک اسلام کی حفاظت رکھو۔ اور راہون کی حفاظت کرو تو تم پر جو واجب تھا۔ پھر تم نے کیا ایسا کام زائد کیا ہے جس سے عذاب دور ہونے کے امیدوار ہو۔ اور گناہون سے تم کو منع کر دیا گیا تھا تو جو کچھ تم پر واجب تھا۔ وہ تو تم سے پورا ادا نہ ہوا۔ اور جس سے منع کیا گیا تھا۔ اس مین بڑھ کر نافرمان ہوئے۔ تو عذاب کیون دفع ہوگا **وجہ ہشتم** ابلیس ان مین سے اکثر امراء وسلاطین پر یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ تم نے خوب ٹھیک انتظام کیا ہے دیکھو سب حالات کیسے مستقیم ہین۔ حالانکہ جب ذرا غور سے دیکھو تو معلوم ہو جاوے کہ بکثرت خلل وخرابی موجود ہے **قاسم بن طلحہ بن محمد الشاہد** سے روایت ہے کہ مین نے علی بن عیسے وزیر کو دیکھا کہ ایک شخص کو انگور فروخت کرنے کے واسطے مقرر کیا تھا۔ وہ انگور فروشون کے یہان بیچتا پھرتا تھا۔ تو جب کوئی شخص ایک ٹوکرا انگور خریدتا۔ تو دے دیتا۔ اور جب دو یا زیادہ خریدتا۔ تو اُس پر نمک چھڑک دیتا۔ تاکہ اُس سے شراب نہ بن سکے۔ اور قاسم رحمہ اللہ تعالی علیہ مذکور نے بیان کیا۔ کہ مین نے سلاطین کو پایا۔ کہ منجمون کو راہون پر بیٹھنے سے روکتے تاکہ نجوم پر عمل کرنا لوگون مین پھیل نہ جاوے۔ اور ہم نے لشکر کو اس صفت کے ساتھ پایا۔ کہ کسی کے ساتھ بے ڈاڑھی مونچھ کا لونڈا دیکھا جو کامل بنائے۔ اور بال سنوارے ہو۔ یہانتک کہ عجمیون کا سیل جول بڑھا۔ تو اُنھون نے یہ خصلت ایجاد کیا۔

والتاسع انه یحسن لهم استجلاب الاموال واستخراجها بالضرب العنیف واخذ کل ما یملکه الخائن وانما الطریق اقامة البینة علی الخائن وقد روینا عن عمر بن عبد العزیز ان عاملا کتب الیه ان قوما خانوا من مال الله لا اقدر علی استخلاص ما فی ایدیهم الا ان اناهم بعذاب فکتب الیه لان یلقون الله بجنایاتهم احب الی من ان القاه بدمائهم **والعاشر** انه یحسن لهم الصدقة بعد الغصب یریهم ان هذا یمحو ذلک ویقولون ان درهما من الصدقة یمحو عشرة من الغصب وهذا محال لان اثم الغصب باق ودرهم الصدقة اذا کان من الغصب لم یقبل فان کانت الصدقة من مال حلال لم یدفع ایضا اثم الغصب لان اعطاء الفقیر لا یمنع تعلق الذمة بحق آخر **والحادی عشر** انه یحسن لهم مع الاصرار علی المعاصی زیارة الصالحین وسؤالهم الدعاء ویریهم ان هذا یخفف ذلک الاثم وهذا الخبر لا یدفع ذلک الشر وفی الحدیث عن الحسن بن زیاد قال سمعت منیعا یقول مر تاجر بعشار فحبسوا علیه سفینة فجاء الی مالک بن دینار فذکر ذلک له فقام مالک فمشی معه الی العشار

ترجمہ (وجہ نہم) ابلیس نے اُن کی نظر مین رچایا کہ سخت مار پیٹ سے لوگون کے مال کھینچ لین یعنی مال گذاری وخراج وغیرہ بہت سختی سے وصول کرتے ہین اور اگر کسی عامل وغیرہ نے خیانت کی تو اس کا مال ضبط کر لیتے ہین حالانکہ اختیار فقط اسی قدر ہے کہ خاین پر گواہ قائم کرین یا اس سے قسم لین اور ہم کو روایت پہونچی کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کو اُن کے ایک عامل نے لکھا کہ ایک قوم نے خداوندی مال مین خیانت کی ہے اور بدون عذاب وسزا کے اُن سے وصول کرنا ممکن نہین معلوم ہوتا۔ تو جواب مین لکھا۔ کہ اگر وہ لوگ اپنی اس خیانت کے ساتھہ خدا سے ملین تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ مین اُن کے خون کا مظلمہ لادے ہوئے خدا سے ملون (وجہ دہم) ابلیس نے اُن کو رچایا کہ اول تو کمزور رعایا سے مال چھین لیتے ہین۔ پھر اس مال کو خیرات کرتے ہین اس زعم پر کہ اس سے گناہ مٹ جاے گا۔ بلکہ کہتے ہین کہ صدقہ کا ایک درم ہمارے دس درم غصب کا جرم مٹا دیگا۔ اور یہ باطل ومحال ہے کیونکہ زبردستی چھین لینے کا گناہ باقی ہے۔ اور رہا صدقہ کا درم تو وہ اگر اس غصب کے مال سے تھا۔ تو قبول نہ ہوگا۔ اور اگر مال حلال سے تھا تو بھی وہ غصب کا جرم معاف نہین کرا سکتا۔ اس لیئے کہ فقیر کو دینا کچھہ دوسرے مظلوم کا حق باقی رہنے کو نہین روکتا مترجم کہتا ہے کہ فقہاء کی جماعت کثیر نے کہا کہ غصب وغیرہ حرام مال سے صدقہ دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر مین داخل ہے واللہ اعلم۔ م (وجہ یازدہم) ابلیس نے ان کو رچایا کہ باوجود گناہون پر اصرار کرنیکے صالحین کی زیارت کرین اور اُن سے دعا کی درخواست کرین اور اُن کو اعتقاد دلایا کہ تم اولیاء کی زیارت کروگے تو یہ گناہ سب مٹ جاینگے حالانکہ اس نیکی سے یہ گناہ مٹ نہین سکتے ہین حسین بن زیاد کہتے ہین کہ مین نے منیع سُنا کہ ایک سوداگر کا گذر ایک عشار کی طرف ہوا جو دہائی وصول کیا کرتا تھا اُن لوگون نے سوداگر کا سفینہ روک لیا وہ سوداگر مالک بن دینار کے پاس آیا اور حال بیان کیا تو مالک اُٹھے اور اُس سوداگر کے ساتھہ گئے

فلما اراده قالوا یا ابا یحیی لا بعثت الینا بحاجتك قال حاجتان تخلوا سفینة هذا الرجل قالوا قد فعلنا قال وکان عندهم کوز یجعلون ما یأخذون من الناس من الدراهم فیه فقالوا ادع لنا یا ابا یحیی قال قولوا للکوز یدع لکم کیف ادعو لکم والفین یعون علیکم کما تری یستجاب لواحد ولا یستجاب لالف **والثانی عشرة** ان من الولاة من یعمل لمن فوقه فیأمره بالظلم فیظلم ویلبس علیه ابلیس بان الاثم علی الامر لا علیك وهذا لانه معین علی الظلم وکل معین علی المعاصی عاص فان رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن فی الخمر عشرة ولعن اکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه ومن هذا الفن ان یجبی المال لوالی فوقه وقد علم انه یبذر فیه ویجوز فهذا معین علی الظلم ایضا وفی الحدیث باسناد مرفوع الی جعفر بن سلیمان قال سمعت مالك بن دینار یقول کفی بالمرء خیانة ان یکون للخونة **الباب الثامن فی ذکر تلبیسه علی العباد** فی العبادات اعلم ان ابواب الاعظم الذی یدخل منه علی الناس هو الجهل

ترجمہ جب ان لوگون نے مالک کو دیکھا۔ تو کہنے لگے کہ یا حضرت آپ نے ہم کو اپنی ضرورت کا حکم کیلا بھیجا ہوتا۔ مالک رح نے فرمایا کہ میری ضرورت تو یہ ہے۔ کہ اس بیچارے سوداگر کی کشتی چھوڑ دو کہنے لگے کہ بہت خوب۔ راوی نے کہا کہ ان کے پاس ایک گلہ مین درم بھرے تھے جو لوگون سے لے کر اس مین ڈالتے جاتے تھے۔ پھر ان لوگون نے مالک رحمہ اللہ سے کہا کہ حضرت ہمارے واسطے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گلہ سے کہو۔ کہ تمہارے لیئے دعا کرے بھلا مین تمہارے لیئے کیونکر دعا کرون کہ ہزار آدمی تم پر بددعا کرتے ہین کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ ایک کی دعا قبول ہوگی۔ اور ہزار کی بددعا قبول نہ ہوگی **(وجہ دوازدہم)** بعضے عمال اپنے بالادست حاکمون کے واسطے کام کرتے ہین اور وہ عمال کو ظلم کا حکم کرتا ہے تو یہ منحوس ظلم کرنے لگتا ہے اور ابلیس اس کو بہکاتا ہے کہ اس کا گناہ اس سردار پر ہے جس نے یہ حکم دیا ہے تجھ پر نہین ہے کیونکہ تو اس کے حکم و قانون کے موافق عمل کرتا ہے اور یہ محض باطل ہے اس لیئے کہ یہ شخص اس کے ظلم مین اور ظالمانہ قانون کے عملدرآمد مین اس کا مددگار ہے اور جو کوئی ظلم و گناہ مین دوسرے کا مددگار ہو وہ عاصی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر کے بارہ مین دس آدمیون پر لعنت فرمائی۔ اور سود کے کھانے والے اور کھلانیوالے اور لکھنے والے اور گواہون پر لعنت فرمائی۔ ہے اور اسی قسم مین سے یہ ہے کہ عمال مملکت بالادست کے پاس غصب و ظلم وغیرہ سے جمع کرکے لے جاتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ وہ شخص اسراف و بیجا حرکات مین خرچ کرتا ہے تو یہ بھی ظلم کی اعانت ہے اور جعفر بن سلیمان نے کہا۔ کہ مین نے مالک بن دینار سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی کی خیانت کے واسطے یہ کافی ہے کہ بیت المال مین خیانت کرنے والون کا معین ہو **باب عابد و نیز عبادت مین تلبیس ابلیس** کا بیان **مصنف** رح نے کہا۔ کہ واضح ہو۔ کہ سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگون کے پاس آتا ہے۔ وہ جہالت کا دروازہ ہے۔

فهو یدخل منه علی الجهال بامان واما العالم فلا یدخل علیه الا مسارقة **وقد لبس علی کثیر من** المتعبدین لقلة علمهم لان جمهورهم یشتغل بالتعبد ولم یحکم العلم **وقد قال الربیع بن خثیم** تفقه ثم اعتزل فاول تلبیسه علیهم ایثارهم التعبد علی العلم والعلم افضل من النوافل فاراهم ان المقصود من العلم العمل وما فهموا من العمل الا عمل الجوارح وما علموا ان العلم عمل القلب وعمل القلب افضل من عمل الجوارح قال مطرف بن عبد الله فضل العلم خیر من فضل العبادة وقال یوسف بن اسباط باب من العلم یتعلمه افضل من سبعین غزوة وقال المعافی بن عمران کتابة حدیث واحد احب الی من صلاة لیلة فلما مر علیهم هذا التلبیس واثر التعبد بالجوارح علی العلم تمکن من التلبیس علیهم فی فنون التعبد **ذکر تلبیسه علیهم فی الاستطابة والحدث** من ذلک انه یامرهم بطول المکث فی الخلاء وذلک یؤذی الکبد وانما ینبغی ان یکون بمقدار وفیهم من یقوم ویمشی ویتحنح ویرفع قدما ویحط اخری وعنده انه یستنقی بهذا وکلما زاد فی هذا نزل البول

ترجمہ پس ابلیس جاہلون کے یہان بے کھٹکے داخل ہوتا ہے اور رہا عالم تو اس کے یہان سوائے چوری کے کسی طرح نہین آسکتا ہی اور ابلیس نے بہت سے عابدون پر یہ تلبیس اس لیئے پھیلائی کہ اُن کو علم شریعت بہت کم تہا۔ کیونکہ عابدون مین اکثر کی یہی حالت ہوتی ہے کہ بدون علم پڑہے عبادت کے لئے گوشہ نشین ہوجاتے ہین **ربیع بن خثیم** رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے علم حاصل کر پھر گوشہ نشین ہو **اوّل** ابلیس نے عابدون پر یہ تلبیس ڈالی کہ انہون نے علم پر عبادت کو ترجیح دی۔ حالانکہ نوافل سے علم افضل ہے پس ابلیس نے اُن کی رائے مین یہ جمایا کہ علم سے عمل مقصود ہے اور عمل سے یہی عمل سمجھے کہ جو جوارح سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ نہ جانا کہ علم بھی قلبی عمل ہے اور قلبی عمل بہ نسبت ظاہری اعضاء کے اعمال کے افضل ہوتا ہے (بلکہ جوارح کا کوئی عمل بدون قلبی عمل نیت کے درست ہی نہین ہوتا) **مطرف بن عبد اللہ** رحمہ نے کہا کہ زائد علم زائد عبادت سے بہتر ہے **یوسف بن اسباط** نے کہا کہ علم کا ایک باب حاصل کرنا ستر غزون سے افضل ہے **معافی بن عمران** نے کہا کہ ایک حدیث لکھنا مجھے تمام رات کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے **مصنف** نے کہا کہ جب ابلیس کی یہ تلبیس ان لوگون پر چل گئی اور علم چھوڑ کر انہون نے عبادت کو اختیار کیا تو ابلیس نے عبادت کی ہر شاخ مین اُن پر تلبیس ڈالی چنانچہ ذیل مین بیان ہوتا ہے

قضائے حاجت اور حدث مین تلبیس ابلیس کا ذکر۔ ابلیس نے بعض پر چایا تو بہت دیر تک پائخانہ مین بیٹھے رہتے ہین اس سے جگر ضعیف ہوجاتا ہے چاہیئے کہ اندازہ سے بیٹھے **بعض** کو دیکھو کہ کھڑا ہوکر ٹہلتا اور بناوٹ سے کھانستا (بلکہ ہنہناتا ہے) اور ایک قدم اُوپر اٹھاتا اور دوسرے کو مارتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس طریقہ سے وہ خوب قطرات پیشاب سے صفائی کرتا ہی حالانکہ وہ جسقدر ایسی حرکات مین زیادتی کریگا اسیقدر قطرات نیچے اترنے شروع ہونگے

وبیان هذا ان الماء یرشح الی المثانة ویجتمع فیها فاذا تهیأ الانسان للبول خرج ما اجتمع فاذا امشی وتحنحن وتوقف رشح شیئ اخر فالرشح لا ینقطع وانما یکفیه ان یختلب ما فی الذکر بین اصبعیه ثم یتبعه الماء **ومنهم** من یحسن له استعمال الماء الکثیر وانما یجزیه بعد زوال العین سبع مرات علی اشد المذاهب فان استعمل الاحجار فیما لم یتعد المخرج اجزاه ثلاثة احجار اذا انقی بهن ومن لم یقنع بما قنع الشرع به فهو مبتدع شرعا لا متبع **ذکر تلبیسه علیهم فی الوضوء** منهم من یلبس علیه فی النیة فتراه یقول ارفع الحدث ثم یقول استبیح الصلاة ثم یعید فیقول ارفع الحدث وسبب هذا التلبیس الجهل بالشرع لان النیة بالقلب لا باللفظ فتکلف اللفظ امر لا یحتاج الیه ثم لا معنی لتکرار اللفظ

ترجمہ اُس کا بیان یہ ہے کہ پانی جو غذا وغیرہ کے ساتھہ پیا گیا تھا۔ وہ انہضام اور ترقیق غذا کے بعد بطور فضلہ مثانہ کی طرف بہا دیا جاتا ہے اور وہان جمع ہوتا ہے اور جب انسان خود پیشاب کے قصد سے بیٹھتا ہے تو جس قدر پیشاب جمع ہوتا ہے اُسے قوت دافعہ بہا دیتی ہے اور جب وہ کھڑا ہو کر کہنکہارنے لگا اور توجہ لگائی کہ کچھ نکلے تو طبیعت جو باقتضاء حکمت آلہیہ جاری ہے وہ پیشاب کا پانی مثانہ کی طرف لاویگی اور چونکہ بہانے کی مقدار کا قصد نہیں ہے۔ تو قطرات ٹپکا دیگی اور یہ ترشح کبھی منقطع نہ ہوگا بلکہ اس کو یہ کافی تھا کہ دو انگلیون سے نارہ کو نچوڑ کر پانی سے دھو ڈالتا **بعض** کی یہ حالت ہے کہ ابلیس نے اس کو بہت پانی بہانا اچھا بتلایا حالانکہ سب سے سخت مذہب کے موافق بھی عین نجاست دور کرنے کے بعد سات مرتبہ دھونا کافی وافی تھا اور اگر اُس نے ڈھیلون اور پتھرون کا استعمال کیا تو مخرج سے ادھر اُدھر اگر کچھ نہ لگا ہو تو تین پتھرون سے صاف کرنا اُسکو کافی تھا جب کہ صاف ہو جاوے اور جس کسی نے اُس پر قناعت نہ کی جو شرع نے طریقہ بتلایا ہے تو وہ مبتدع ہے شرع کا متبع نہیں ہے **وضو میں تلبیس ابلیس کا ذکر** ابلیس اُن جاہل عابدون میں سے بعض پر نیت میں تلبیس کرتا ہے چنانچہ تم دیکھو کہ وہ پے در پے زبان سے بکتا ہے اول کہتا ہے کہ میں رفع حدث کی نیت کرتا ہون پھر کہتا ہے کہ نماز مباح ہونے کی نیت کرتا ہون پھر کہتا ہے کہ رفع حدث کی نیت کرتا ہون اس سب تلبیس کا سبب یہ ہے کہ وہ شرع سے جاہل ہے۔ تو شیطان اُس پر وسوسہ پر وسوسہ ڈالنے میں غالب ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ نیت تو دلی قصد و ارادے کا نام ہے اور زبانی لفظ کچھ بھی نیت نہیں ہے اور اگر فرض کرو کہ زبان ہی سے کہنا تھا تو ایک مرتبہ کہنا کافی تھا اس میں دو دو اور تین تین مرتبہ زبان سے بکنے کے کچھ معنی نہیں ہیں ہاں **متشرعین** کہتا ہے کہ شاید کچھ لوگون نے بچون کو تعلیم کے طور پر زبان سے سکھلایا ہو کہ اس کے معنی دل میں لاؤ۔ پھر ان جاہلون نے اسی لفظ کو نیت قرار دیا۔ اور عجیب یہ ہے کہ بعض فقہ کے مدعی نے لکھا کہ جس کو اضطراب ہو دل نہ ٹھیرے تو زبان سے نیت کر لے یہ عجب جہالت ہے اور شیخ محقق نے رد کر دیا کہ اس شخص نے نیت کا بدل لفظ اپنی رائے سے مقرر کیا حالانکہ بدل بدون حکم شرع کے نہیں ہو سکتا ہے اور بعض نے زعم کیا ہے کہ زبان و دل سے جمع کرنا بہتر ہے حالانکہ یہ بھی باطل ہے اسلیئے کہ زبان سے بکنا کیونکر بہتری میں داخل کیا جائے

ومنهم من يلبس عليه بالنظر في الماء المتوضى به فيقول من اين لك انه طاهر ويقذر ببله فيه كل احتمال بعيد وفتوى الشرع تكفيه بان اصل الماء الطهارة فلا يترك الاصل باحتمال ومنهم من يلبس عليه بكثرة استعمال الماء وذلك يجمع اربعة اشياء مكروهة الاسراف في الماء وتضييع العمر الذي لا قيمة له فيما ليس بواجب ولا مندوب والتعاطي على الشريعة اذا لم يقنع بما قنعت به من استعمال الماء القليل والدخول فيما نهت عنه من الزيادة على الثلاثة وربما اطال الوضوء ففات وقت الصلاة او فات اول الذي هو الفضيلة او فاتته الجماعة ويلبس ابليس على هذا بانك في عبادة مالم تصح لا تصح الصلاة ولو تدبر امرء علم انه في تفريط ومخالفة وقد رأينا من ينظر في هذه الوساوس ولا يبالي بمطعمه ومشربه ولا يحفظ لسانه من غيبة فقلبه قلب الاحمر وفي الحديث عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم مر بسعد وهو يتوضأ

ترجمہ بعض عابد جاہل کی یہ حالت ہے کہ اسکو وسوسہ ڈالیا کہ تم اس پانی مین غور کرو جس سے وضو کروگے یہ بہلا تم کو پاک کہان سے میسر ہوا تو تمہارا وضو مشکوک ہوگا اور ہر طرح کے بعید احتمال اُس کے ذہن مین ڈالتا ہی حالانکہ اس شخص کیواسطے شرع کافیہ فتوٰی کافی تھا کہ پانی اصل مین پاک ہے تو کسی احتمال کی وجہ سے وہ پاکیزگی سے خارج نہ ہوگا (مترجم کہتا ہی کہ بعض کو دیکھو کہ کہلے منہ کنوئین سے وضو کا پانی نہین لیتا کہ شائد اڑتی چڑیا نے اس مین بیٹ کردی ہو اور شائد کوئی کیڑا اس مین گر کر مرگیا ہو۔ اور ایسے اوہام سے وہ تالاب و دریا تلاش کرتا ہی اعوذ باللہ من وساوس الشیاطین) **بعض** پر تلبیس ڈالتا ہے کہ بہت سا پانی بہاؤ۔ اس مین چار باتین مکروہ جمع ہوجاتی ہین (**اوّل**) پانی مین اسراف (**دوم**) عمر برباد کرنا جسکی قیمت کا کچھ اندازہ نہین ہوسکتا کیونکہ یہ وسواس واجب ہے نہ مستحب (بلکہ مذموم قبیح ہی تو عمر برباد ہی) (**سوم**) شریعت پر تعدّی کرنا کیونکہ شرع نے تھوڑے پانی کے استعمال کی تاکید فرمائی اور اُس نے اس حکم پر قناعت نہ کی اور کافی نہ جانا (**چہارم**) شرع نے تین بار دہونے سے زائد کو ظلم و تعدی ٹھیرایا تھا تو یہ ممنوع مین اوّل ہی سے داخل ہوا۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ وضو مین اُس نے بہانتک طول دیا کہ نماز کا وقت ہی نکل گیا۔ یا اسکا اول وقت فضیلت کا جاتا رہا یا جماعت جاتی رہی **ابلیس** اس کو تلبیس مین اس طرح پھنساتا ہے۔ کہ تو اس وضو مین احتیاط کر کیونکہ تو ایسی عبادت کو شروع کرتا ہی۔ کہ اگر یہ درست نہ ہو تو نماز ہی درست نہوگی **اس عابد** کو ذرا غور کرنا چاہیئے تھا کہ وہ احتیاط مین نہین ہے بلکہ بیجا مخالفت والسراف و بیہودگی مین گرفتار ہے اور **ہم نے** تو بہت ایسے دیکھے ہین جو اس قسم کے وسواس مین گرفتار ہین۔ اور ان کو یہ خیال بھی نہین ہوتا کہ ہمارا کھانا پینا حلال ہے کہ نہین اور نہ اپنی زبان کو غیبت سے روکتے ہین۔ **کاش** ایسا جاہل برعکس کرلیتا یعنی زبان کو غیبت سے روکتا اور کھانے پینے مین احتیاط رکھتا۔ اور وضو اور اُس کے پانی مین شرعی حکم سے کچھ بھی تجاوز نہ کرتا **عبداللہ بن عمرو بن العاص** نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر سعد رضی اللہ عنہ کی طرف ایسے حال مین ہوا۔ کہ وہ وضو کر رہے تھے۔

فقال ماهذا السرف یاسعد فقال انی الوضوء سرف فقال نعم وان کنت علی نهر جار ونی الحدیث باسناد
عن ابی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للوضوء شیطان یقول له الولهان فاتقوہ او قال فاحذروہ وباسناد
عن سفیان عن بیان عن الحسن قال شیطان الوضوء یدعی الولهان یضحک بالناس فی الوضوء وباسناد مرفوع
الی ابی نعامة ان عبداللہ بن مغفل سمع ابنه یقول اللهم انی اسئلك الفردوس واسئلك واسئلك فقال له
عبداللہ سل الجنة وتعوذ به من النار فانی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیکون فی هذه الامة قوم
یعتدون فی الدعاء والطهور وباسناد عن الحسن انه کان یعرض ابن سیرین یقول یتوضأ احدهم
بقربة ویغتسل بمزادة صیاصیا دد لکاد لکا تعذیبا لانفسهم وخلافا لسنة نبیهم صلی
اللہ علیہ وسلم وکان الوفاء بن عقیل یقول اجل محصول عند العقلا الوقت
واقبل متعبد به للماء وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم صبوا علی بول الاعرابی ذنوبا من ماء وا
قال فی المنی امطه عنك باذخرة وقد قال فی الحذاء طهوره ان یدلک فی الارض

ترجمہ فرمایا کہ اے سعد یہ کیا اسراف ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ کیا وضو مین بھی پانی کا اسراف معتبر ہے۔
آپ نے فرمایا۔ کہ ہان اگرچہ تو بہتے دریا پر وضو کرے **ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت
نے فرمایا کہ وضو مین وسواس کے واسطے ایک شیطان مقرر ہے اس کا نام **ولہان** ہے تم اُس سے پرہیز رکھو۔
حسن بصری رح نے کہا۔ کہ ایک شیطان جس کا نام ولہان ہے وہ وضو مین لوگونپر مضحکہ کیا کرتا ہے **ابو نعامہ**
نے کہا۔ کہ **عبداللہ بن مغفل** رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو بعد نماز کے طول طویل دُعا کرتے سُنا کہ الٰہی مجھے فردوس
دیجیو۔ اور الٰہی مین یہ مانگتا ہون اور وہ مانگتا ہون۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو جنت کی درخواست کر
اور جہنم سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ کہ اس اُمت مین ایک قوم ہوگی جو دعا
کرنے مین اور وضو کرنے مین حد سے بڑھ جاوین گے **ابن شوذب** نے کہا کہ حسن بصری رح ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ
پر یہ تعریض کیا کرتے کہ یہ کیا ہے کہ تم مین سے آدمی ایک مشک سے وضو کرتا۔ اور ایک پکھال سے نہاتا ہے۔
اور کثرت سے پانی لنڈھاتا اور ملتا جاتا ہے مفت اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ
سے مخالفت کرتا ہے۔ **ابو الوفا ابن عقیل** رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علماء عاقلین کے نزدیک خوبی وقت
کی حفاظت ہے اور عبادت مین پانی کے ساتھ تکلف نہ کرنا۔ اور بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس
اعرابی نے مسجد مین پیشاب کر دیا تھا۔ اُس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہادو۔ اور منی کے حق مین فرمایا۔
کہ اگر تیرے لگ جاوے تو چاہے اذخر گھاس ہی سے اس کو پونچھ کے دور کر دے اور جوتے و موزے
کے حق مین فرمایا۔ کہ اُس کو زمین سے رگڑ دے۔ یہی اُس کی طہارت ہے ۔

وفی ذیل المرأة یطهرہ ما بعدہ وقال یغسل بول الجاریة وینضح علی بول الغلام وکان یحمل بنت ابی العاص بن الربیع فی الصلاة ونہی الراعی عن اعلام السائل لہ عن الماء وما یردہ وقال ما ابقت لنا طہور وقال یا صاحب المیزاب لا تخبرہ وقد صلی فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاعراب ورکب الحمار وما عرض من خلقہ التعید بالماء الکثیر وتوضأ من سقایة المسجد معلوم حال الاعراب لتذبان من احدہم الاقدام علی البول فی المسجد کل ذلک لتعلیمنا واعلامنا ان الماء علی اصل الطہارة وتوضأ من غدیر کان ماؤہ نقاعة الحنا واما قولہ تنزہوا من البول فان للتنزہ حدا معلوما وہو ان لا یغفل عن محل قد اصابہ حتی یتبعہ الماء فاما الاستشعار فانہ اذا علق نما وانقطع الوقت بما لا یقتضی بمثلہ الشرع قلت وکان اسود بن سالم وہو من کبار الصالحین یستعمل ماء کثیرا فی وضوئہ ثم یترک ذلک

ترجمہ اور جس عورت کا دامن دار لٹکتا جاتا تھا۔ اور اُس نے پوچھا۔ کہ وہ گھورے وغیرہ نجاست پر لٹک جاتا ہے فرمایا کہ جو زمین اُس کے بعد آتی ہے جب اُس سے رگڑ گیا تو پاک ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ لڑکی اگر پیشاب کر دے تو دھویا جاوے۔ اور لڑکا ہو تو اُسپر چھینٹا دینا کافی ہے (یعنی جب تک یہ دونوں دودھ پیتے ہوں) اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی عامہ بنت ابی العاص کو نماز میں اپنے کندھے پر اٹھائے رہتے تھے۔ اور حضرت کے ساتھیوں میں سے جس نے سفر میں چرواہے سے پوچھا کہ تیرے اس تالاب پر درندے بھی پانی پینے آتے ہیں تو حضرت نے چرواہے سے فرمایا کہ تو اس تکلف پوچھنے والے کو کچھ آگاہ مت کر اور فرمایا کہ جو جانوروں نے چھوڑ دیا وہ ہمارے واسطے پاک ہے اور ایک مرتبہ مقراۃ والا تھا یعنی تھوڑے پانی کا گڑھا تھا۔ اس سے بھی ایک نے اسی طرح پوچھا تھا تو حضرت نے مقراۃ والے کو فرمایا کہ اسکو مت آگاہ کر اور دیکھو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعراب سے مصافحہ کیا اور بعض اوقات حمار پر سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کی عادت شریف سے یہ معلوم نہ ہوا کہ پانی بہت پھینکتے تھے اور مسجد کے سقاوہ سے وضو کیا اور اعراب کا حال سب جانتے ہیں چنانچہ ان میں سے تو ایک وہ تھا کہ جس نے مسجد میں بیٹھ کر پیشاب کر دیا تھا (یعنی یہ لوگ پیشاب سے چندان احتیاط نہ کرتے تھے اور نہ ان کے ہاتھوں کا احتیاط سے رکھنا قطعی معلوم ہوا لیکن نجاست ظاہر نہ تھی) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب ہم لوگوں کو تعلیم فرمانے کے لیئے کیا تھا اور یہ آگاہ فرمایا۔ کہ پانی اصل طہارت پر ہے اور خود ایسے غدیر (چھوٹی تلیا) سے وضو کیا جس کا پانی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بگھوئی ہوئی مہندی کا پانی ہے رہا یہ کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ پیشاب سے پرہیز کرو تو اسکے معنی سمجھنے چاہئیں یعنی پرہیز کرنے کی حد معلوم ہے مطلب یہ کہ جہاں کہیں پیشاب لگ جاوے۔ اس سے غفلت نہ کرو بلکہ اُسکو پانی سے دھو ڈالو اور وسواس یہ ہے کہ وہ پانی کی پیچھے لگ گیا اور یہانتک بہاتا رہا کہ وقت نکل گیا اور ایسے بیہودگی میں وقت گذار دیا کہ شرع نے اُس کا حکم نہیں دیا ہی مصنف نے کہا کہ اسود بن سالم رح سے کبار صالحین میں سے تھے اور پہلے پانی بہت پھینکا کرتے تھے پھر اُس کو ترک کر کے بہت کم پانی سے وضو کیا

فسالہ رجل عن سبب ترکہ فقال نمت لیلۃ فاذا ھاتف یھتف بی یا اسود ما ھذا یحیی بن سعید الانصاری حدثنا عن سعید بن المسیب قال اذا جاوز الوضوء ثلاثا لم یرفع الی السماء قال قلت لا اعود لا اعود فانا الیوم یکفینی کف من ماء **ذکر تلبیسہ علیھم فی الاذان** من ذلک التلحین فی الاذان وقد کرھہ مالک بن انس وغیرہ من العلماء کراھیۃ شدیدۃ لانہ یخرجہ عن موضوع التعظیم الی مشابھۃ الغنا ومنھا انھم یخلطون اذان الفجر بالتذکیر والتسبیح والمواعظ ویجعلون الاذان وسطا فیختلط فقد کرہ العلماء کلما یضاف الی الاذان وقد راینا من یقوم بلیل کثیرا علی المنارۃ فیعظ ویذکر ویقرأ سورۃ من القرآن بصوت مرتفع فیمنع الناس نومھم ویخلط علی المتھجد بن قراءتھم وکل ذلک من المنکرات **ذکر تلبیسہ** علیھم فی الصلوۃ فمن ذلک تلبیسہ علیھم فی الثیاب التی یستریبھا فتری احدھم یغسل الثوب الطاھر مرارا وربما لمسہ مسلم فیغسلہ ومنھم من یغسل ثیابہ فی دجلۃ لا یری ان غسلھا فی البیت یجزی ومنھم من یدربلھا فی البیدر کفعل الیھود وما کانت الصحابۃ تفعل ھذا بل قد صلوا فی ثیاب فارس لما فتحوھا

ترجمہ تو ایک شخص نے اُن سے اس کا سبب پوچھا۔ تو اسود رح نے فرمایا کہ مین ایک رات خواب مین تھا کہ ایک ہاتف نے مجھے آواز دی کہ اے اسود یہ کیا اسراف ہے یحیٰی بن سعید الانصاری نے سعید بن المسیب سے ہم تک یہ حدیث پہنچائی کہ جب وضو تین مرتبہ سے بڑھا تو وہ آسمان کو بلند نہین کیا جاتا ہے مین نے کہا کہ اچھا اب مین ایسا نہ کرون گا چنانچہ اب مجھے ایک چلو پانی کفایت کرتا ہے **اذان** مین جا بدون پر تلبیس ابلیس کا بیان **منجملہ** تلبیسات کے تلحین ہے یعنی لحن و راگنی سے اذان دیتے ہین حالانکہ امام مالک وغیرہ علماء نے اُس کو سخت مکروہ جانا ہے اس لیے کہ یہ اُسکو مقام تعظیم سے نکالکر راگ وگانے کے مشابہ کرتی ہے **ازانجملہ** یہ کہ یہ لوگ اذان فجر سے پہلے ذکر و تسبیح و وعظ شروع کرتے ہین اور ان چیزون کے بیچ بیچ مین اذان دیتے ہین تو وہ گڈمڈ ہو جاتی ہے۔ اور علماء نے ہر ایسی چیز کو جو اذان مین ملائی جاوے مکروہ کہا ہے اور ہم نے دیکھا کہ رات مین شب بیداری کرنے والا اکثر منارہ پر چڑھا ہوا قرآن کی سورتین بلند آواز سے پڑھتا رہا اور ذکر با واز بلند کرتا رہا۔ اور وعظ کہتا رہا۔ کہ اُس نے آوازہ بلند کیا۔ اور لوگون کی نیند حرام کر دی اور جو لوگ اپنے حجرہ مین شب بیداری و تہجد مین تھے۔ اُن پر قرأت گڈمڈ کر دی۔ اور یہ سب منکرات مین سے ہے۔ **نماز مین تلبیس ابلیس کا ذکر**۔ ازانجملہ یہ جو لباس نماز مین پہنتا تھا۔ اس کو باوجود پاک ہونے کے بار بار دھویا۔ اور کبھی کسی مسلمان نے اس کو چھوا۔ تو اُس نے دھو ڈالا۔ اور **بعضے** ان مین سے ایسے تھے۔ کہ دجلہ مین اپنے کپڑے دھوتے تھے۔ اُس کے نزدیک گھر مین دھونا کفایت نہ کرتا تھا۔ اور اُن مین سے بعض کی یہ کیفیت تھی۔ کہ گھر مین کپڑا باندھ کر کنون مین لٹکاتا۔ جیسے یہودی کرتے ہین۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان مین سے کوئی بات نہین کرتے تھے۔ بلکہ جب انہون نے فارس فتح کیا

واستعملوا اوطيتهم وكسيتهم ومن الموسوسين من يقطر عليه قطرة ماء فيفسل الثوب كله وربما تاخر لذلك عن
صلوة الجماعة ومنهم من ترك صلاة الجمعة لمطر يسير يخاف ان ينتضح عليه ولا يظن ظان انى امنع من النظافة
والورع ولكن المبالغة الخارجة عن حد الشرع المضيعة للزمان هى التى انهى عنها ومن ذلك تلبيسه عليهم
فى نية الصلوة فمنهم من يقول اصلى صلاة كذا ثم يعيدها ظانا منه انه قد تقض النية والنية لا تنقض وان لم
يرض اللفظ ومنهم من يكبر ثم ينقض ثم يكبر ثم ينقض ثم يكبر ثم ينقض فاذا كبر الامام كبر
الموسوس وركع معه فليت شعرى ما الذى احضر النية حينئذ وما ذاك الا ان ابليس
اراد ان يفوته الفضيلة وفى الموسوسين من يحلف بالله لاكبرن غير هذه المرة ومنهم
من يحلف بالخروج من ماله او بالطلاق وهذا كله تلبيس والشريعة سمحة سهلة سليمة من
هذه الآفات ولا جرى لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولا اصحابه شئ من هذا
وقد بلغنا عن ابى حازم انه دخل المسجد فوسوس اليه ابليس

ترجمہ تو یہان جو کپڑے ہاتھ آئے اور وہ شرعًا پہننے کے لائق تھے یعنی ریشمی وغیرہ نہ تھے اُن مین نماز پڑھی ساور ان کی چادرین
وفرش کام مین لائے بعضے وسوسہ والے دیکھے گئے کہ اگر اُس کے کپڑے پر ایک چھینٹ پڑی تو اُس سب کپڑا دھو ڈالا۔
اور بارہا ایسے کرنے کے واسطے اُس نے جماعت چھوڑ دی۔ اور بہتون نے خفیف بارش مین اس خوف سے جماعت
چھوڑی کہ ایسا نہ ہو اُس کے کپڑے پر چھینٹ پڑ جاوے واضح ہو۔ کہ کوئی بدگمان یہ زعم نہ کرے کہ مین پاکیزگی وطہارت
وپرہیزگاری سے مانع ہون نہین بلکہ مین اُس تکلف اور مبالغہ سے منع کرتا ہون جو حد شرع سے خارج اور اوقات ضایع
کرنے والا ہے ازانجملہ ابلیس نے اُن پر نماز کی نیت مین وسوسہ وتلبیس ڈالی چنانچہ بعضے کو دیکھو کہ کہتا ہے کہ مین
فلان نماز پڑھتا ہون۔ پھر دوبارہ اسی کو دوہراتا ہے اور پے در پے ایسا کرتا ہے۔ اس گمان پر کہ اُسنے نیت توڑ ڈالی۔
حالانکہ نیت تو ٹوٹ نہین سکتی اگرچہ الفاظ مین نقص بھی ہو بعضے کا یہ حال ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتا ہے پھر توڑ کر تکبیر کہتا ہے
پھر اسی طرح وسوسہ مین توڑتا اور کہتا ہے۔ یہان تک کہ امام رکوع مین جاتا ہے تو ناچار یہ وسوسہ والا تکبیر کہہ کر رکوع مین شامل
ہوجاتا ہے مین نہین سمجھتا کہ اس رکوع مین جاتے وقت کیسی اس کی نیت حاضر ہوگئی اور پھر اُس کو حاضری سے کیا چیز مانع
تھی میرے خیال مین تو بجز اس کے اور کچھ نہین کہ ابلیس نے چاہا کہ اس کو فضیلت قرارت وسماعت وغیرہ حاصل نہو۔
وسوسہ والون مین بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی کے نام پاک کی قسم کھاتے ہین کہ اکثار کرون گا اور بعضے طلاق زوجہ
واعتاق غلام وصدقہ مال کی قسم کھاتے ہین حالانکہ یہ سب ابلیس کے تلبیسات ہین اور اللہ تعالی نے شریعت سہل اور
آسان اور ایسی آفتون سے پاک صاف رکھی ہے اور کبھی حضرت صلعم اور آپ کے اصحاب کے واسطے ان امور مین سے کچھ
جاری نہوا اور ہم کو روایت پونہچی کہ ابوحازم رحمہ اللہ تعالی مسجد مین داخل ہوئے تو ابلیس نے اُن کو وسوسہ ڈالا

انك تصلي بغير وضوء فقال ما بلغ من نصحك لي هذا وكشف هذا التلبيس ان يقال للموسوس ان كنت تريد احضار النية فالنية حاضرة لانك قمت لتؤدي الفريضة وهذه هي النية ومحلها القلب لا اللفظ ان كنت تريد تصحيح اللفظ فاللفظ لا يجب ثم قد قلته صحيحا فما وجه الاعادة افتراك تظن وقد قلت انك ما قلت هذا مرض ولقد حكى لي بعض الاشياخ عن ابن عقيل حكاية عجيبة ان رجلا لقيه فقال اني اغسل العضو واقول ما غسلته واكرر اقول ما كبرت فقال له ابن عقيل دع الصلاة فانها ما تجب عليك فقال قوم لابن عقيل كيف تقول هذا فقال لهم قد قال النبي صلى الله عليه وسلم رفع القلم عن المجنون حتى يفيق ومن يكبر ويقول ما كبرت فليس بعاقل والمجنون لا تجب عليه الصلوة **قال المصنف** واعلم ان الوسوسة في نية الصلاة سببها خيال باطل اوجهل بالشرع ومعلوم ان من دخل على عالم فقام له فقال نويت ان انتصب قائما تعظيما لدخول هذا العالم الاجل علمه مقبلا عليه يوجى سفه في عقله فان هذا اقل تصور في ذهنه منذ اي العلم ففيام الانسان الى الصلاة ليؤدي الفرض لم متصور في النفس في حالة واحدة لا يطول زمانه وانما يطول زمان نظم هذه الالفاظ

ترجمہ کہ تم بے وضو ہو نماز پڑہنے کا قصد کرتے ہو تو فرمایا کہ اے دشمن تیری نصیحت میرے حق مین کبھی اس مرتبہ تک نہین پہنچ سکتی ہے اس تلبیس کا کشف یہ ہے کہ وسوسہ والے سے کہا جاوے کہ اگر تو حضور نیت کا قصد کرتا ہی تو وہ حاضر ہے۔ اس لیئے کہ تو کھڑا ہوا ہے۔ تاکہ فریضہ ادا کرے۔ اور یہی نیت ہے اور نیت کا محل دل ہے زبان نہین ہے اور لفظ واجب نہین ہے پھر بھی تو نے لفظ صحیح کہہ لیا۔ تو اب دوہرانے کی کیا وجہ ہے کیا تیرا گمان ہے کہ تو نے یہ نہین کہا حالانکہ کہہ چکا ہے تو یہ مرض ہے **مصنف** رح نے کہا کہ مجھ سے بعضے مشائخ نے ابن عقیل کی ایک عجیب حکایت نقل کی کہ ایک شخص نے ابن عقیل رح سے پوچھا کیا حضرت مین عضو دہوتا ہون پہر کہتا ہون کہ مین نے نہین دہویا اور تکبیر کہتا ہون پھر کہتا ہون کہ مین نے تکبیر نہین کہی تو ابن عقیل نے کہا کہ تو نماز چھوڑ دے تجھپر نماز واجب نہین ہے تو ایک قوم نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ نے اس شخص کو یہ کیا فتوی دیا ہے تو ابن عقیل رح نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رفع القلم عن المجنون یعنی مجنون سے قلم اٹھا لیا گیا ہے جب تک وہ تندرست نہ ہو اور تم دیکھتے ہو کہ جو کہتا ہے کہ مین نے تکبیر کہی پھر کہتا ہے کہ نہین کہی تو اس کو عقل نہین ہی اور مجنون پر نماز واجب نہین ہے (مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے بھی ایک اسی قسم کا لطیفہ لکھا ہے کہ وسوسہ والے سے کہا جاوے کہ جیسے تو نے ہم سے کہا کہ مین نے تکبیر کہی اسی طرح ابلیس سے کہنا کہ مین کہہ چکا ہون) مصنف رح نے کہا کہ واضح ہو کہ نماز کی نیت مین وسوسہ کا سبب عقل کی خبطی اور شرع سے جہالت ہی اور یہ معلوم رہی کہ جس کے پاس کوئی عالم آیا وہ عالم کے واسطے تکریما کھڑا ہوا پس اگر کہے کہ مین نیت کرتا ہون کہ مین اس عالم کے واسطے اس کی علم کی وجہ سے سیدہا اس کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہو جاون تو یہ اس کے عقل کی سفاہت ہوگی بلکہ کم از کم یہ بات تو اس کی نیت مین ہے تو اسی طرح آدمی جب نماز مین کھڑا ہوتا ہے تاکہ فریضہ ادا کرے تو یہ بات اس کی نیت مین متصور ہوتی رہے اس کے واسطے کسی قدر زمانہ کی ضرورت نہین ہے بلکہ زمانہ و دیر تو اس کے واسطے الفاظ بکنے مین لگتا ہی

والالفاظ لاتلزم والوسواس محض جهل وان الموسوس يكلف نفسه ان يحضر فى قلبه الظهرية والاداء والفريضة فى حالة واحدة مفصلة بالفاظها وهو يطالعها وذلك محال ولو كلف نفسه ذلك فى القيام للعالم لتعذر عليه فمن عرف هذا عرف النية ثم انه يجوز تقديمها على التكبير بزمان يسير ما لم يفسخها فما وجه هذا التعب فى الصاقها بالتكبير على انه اذا احضرها ولم يفسخها فقد التصقت بالتكبير **وعن** مسعر قال اخرج الى معن بن عبد الرحمن كتابا وحلف بالله انه خط ابيه فاذا فيه قال عبد الله والذى لا اله غيره ما رأيت احدا كان اشد على المتنطعين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا رأيت بعده اشد خوفا عليهم من ابى بكر وانى لاظن عمر كان اشد اهل الارض خوفا عليهم **فصل** ومن الموسوسين من اذا صحت له النية وكبر هل عن باقى صلوته كان المقصود من الصلوة التكبير فقط وهذا تلبيس ويكشفه ان التكبير يراد للدخول فى العبادة وكيف تهمل العبادة التى هى كالدار ويقتصر على التشاغل بهذا الباب

ترجمہ حالانکہ یہ الفاظ بکنا کچھ بھی لازم نہیں ہیں اور وسواس محض جہالت ہے اور وسواسی یہ چاہتا ہے کہ ایک آن میں اُس کے دل میں ظہر کی نماز ہونا اور ادا کرنا اور فرض ہونا اور منہ کعبہ کی طرف ہونا اور للہ تعالیٰ ہونا تفصیل الفاظی سامنے حاضر ہو جاوے اور یہ محال ہے اور اسی طرح اگر عالم کے لئے تکبیر کہا کھڑے ہونے میں یہی الفاظ بکنا چاہیئے۔ تو وہاں بھی محال ہو جاوے پس جس نے یہ بات پہچان لی اُس نے نیت پہچان لی پھر **واضح** ہو کہ نیت کا متقدم ہونا تکبیر پر چاہیئے۔ جب تک اُس کو فسخ نہ کرلے۔ نیت موجود ہے پس نیت کو تکبیر کے ساتھ ملانے میں یہ تعب کیوں اُٹھاتا ہے **علاوہ برین** جب نیت اُس نے حاضر کر لی تو چاہے۔ جتنی دیر بعد تکبیر کہے وہ تکبیر سے مل جائے گی۔ جب تک اُس کو فسخ نہ کرے **مسعر** رحمہ اللہ تعالےٰ نے بیان کیا معن بن عبد الرحمٰن نے ایک رسالہ مجھے دکھلایا۔ اور قسم کھا کر کہا۔ کہ یہ میرے والد کا لکھا ہوا ہے۔ میں نے اُس میں دیکھا۔ تو یہ لکھا تھا۔ کہ والذی لا الہ غیرہ یعنی قسم اُس اللہ پاک کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کسی کو سخت ان متکلف کرنے والوں پر نہیں دیکھا۔ اور نہ آپ کے بعد میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر کسی کو ان پر سخت دیکھا۔ اور میرا گمان ہے۔ کہ بعد صدیق رضی اللہ عنہ کے عمر رضی اللہ عنہ سب اہل زمین سے زیادہ ان متکلفین پر سخت تھے **فصل** بعضے وسواسیوں کا یہ حال ہے کہ جب اُس نے نیت صحیح کر کے تکبیر کہہ لی تو پھر باقی نماز سے بالکل غافل ہو جاتا ہے گویا نماز سے فقط یہی تکبیر مقصود تھی اس تلبیس کا کشف یہ ہے کہ وسواسی سے کہا جاوے کہ تکبیر تو اس عبادت میں داخل ہونے کے واسطے کہی جاتی ہے پھر تو باقی عبادت سے کیوں غافل ہوتا ہے کیا یہ ممکن ہے۔ کہ عبادت جو بمنزلہ گھر کے ہے اُس کی حفاظت سے غافل ہو اور تکبیر جو بمنزلہ دروازہ کے ہے فقط اس کی حفاظت کرے۔

فصل ومن الموسوسین من یعجز له التکبیر خلف الامام وقد بقی من الرکعة یسیر فیستفتح ویستعیذ فیرکع الامام وھذا تلبیس ایضا لان الذی شرع فیه من الاستفتاح والتعوذ مسنون والذی ترکه من قراءة الفاتحة واجب وھو لازم للاموم عند جماعة من العلماء فلا ینبغی ان یقدم علیه سنة **وقال المصنف** وقد کنت اصلی وراء شیخنا ابی بکر الدینوری الفقیه فی زمان الصبی فرانی مرة افعل ھذا فقال یا بنی ان الفقهاء قد اختلفوا فی وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام ولم یختلفوا ان الاستفتاح سنة فاشتغل بالواجب ودع السنن **فصل** وقد لبس ابلیس علی قوم فترکوا کثیرا من السنن لواقعات وقعت لهم **فمنهم** من کان یتأخر عن الصف الاول ویقول انما اراد قرب القلوب **ومنهم** لم یضع ید اعلی ید فی الصلوة وقال اکره ان اظهر من الخشوع ما لیس فی قلبی وقد رویتا ھذین الفعلین عن بعض اکابر الصالحین وھذا امر اوجبه قلة العلم ففی الصحیحین من حدیث ابی ھریرة رضی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لو یعلم الناس ما لهم فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستهموا علیه لاستهموا علیه وفی افراد مسلم من حدیث جابر رضی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال خیر صفوف الرجال اولها وشرها اخرها واما وضع الید علی الید فسنة

ترجمہ فصل بعضے وسواسی کو دیکھا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے اُس کی تکبیر اس وقت ملتی ہے کہ رکعت مین سے بہت خفیف حصہ باقی رہ جاتا ہے پھر وہ سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہے۔ اور امام رکوع مین جاتا ہے تو اُس کے ساتھ رکوع مین چلا جاتا ہے اور یہ بھی ابلیس کی تلبیس ہے (بلکہ شرع کے رو سے جہالت کا بڑا جرمو ہے) اس لیے کہ وہ جو کچھ پڑھتا رہا یعنی سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ وہ تو سنت تھا اور اُس نے قرارت فاتحہ چھوڑی جو واجب ہے تو کیونکر واجب چھوڑ کر مسنون پڑھتا رہ گیا **مصنف** نے کہا کہ مین بچپن مین اپنے شیخ ابوبکر الدینوری کے پیچھے نماز پڑھا کرتا اور یہی کیا کرتا۔ ایک مرتبہ انھون نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے فرزند فقہا نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ واجب ہونے مین اختلاف کیا ہے اور سبحانک اللھم وغیرہ دعائے استفتاح کے سنت ہونے مین کچھ اختلاف نہین کیا تو تو ایسے موقعہ پر سنت چھوڑ کر واجب مین مشغول ہو جایا کر **فصل** ابلیس نے ایک قوم پر اپنی تلبیس ڈالی تو انھون نے بہت سی سنتون کو چھوڑ دیا۔ بوجہ خاص خاص واقعات کے جو اُن کو پیش آئے چنانچہ **بعض** نے صف اول کی حاضری چھوڑ دی اور کہا کہ اس سے مراد قرب دل ہے **بعض** نے نماز مین ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چھوڑا اور کہا۔ کہ مجھے شرم آتی ہے کہ ایسا خشوع ظاہر کرون جو میرے دل مین نہین ہے۔ اور ہم کو یہ دو فعل دو صالحین بزرگون سے پہنچے کہ وہ دونون ایسا کیا کرتے تھے حالانکہ اس کا باعث قلت علم ہے صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ اذان کہنے اور صف اول مین کیا فضیلت ہے پھر سوائے قرعہ ڈالنے کے کوئی راہ نہ پاتے تو اُس کے حاصل کرنے پر قرعہ ڈالتے اور حدیث ابو ہریرہ رضی مین مرفوعاً آیا ہے کہ مردون کی بہتر صف اول ہے اور بدتر پچھلی صف ہے اور عورتون کی بدتر صف اوّل ہے اور بہتر پچھلی ہے (رواہ مسلم) اور رہا ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تو یہ سنت ہے

روی ابو داؤد فی سننہ ان ابن الزبیر قال وضع الید علی الید من السنۃ وان ابن مسعود کان یصلی فوضع یدہ الیسری علی الیمنی فراٰہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی الیسری **قال المصنف** ولا یکفر من علیک انکارہ علی من قال ارادۃ قرب القلوب ولا اصنع ید اعلی ید وانکان من الکفر فان الشرع المنکر لا یخص **وقد قیل** لاحمد بن حنبل ان ابن المبارک یقول کذا وکذا فقال ان ابن المبارک لم ینزل من السماء **وقیل** لہ قال ابراہیم بن ادہم فقال جئنی بقول فی بیان الطریق علیک بالاصل فلا ینبغی ان یترک الشرع لقول معظم فی النفس فان الشرع اعظم و الخطاء فی التاویل علی الناس جری ومن الجائز ان یکون الاحادیث لم تبلغہ **فصل** وقد لبس ابلیس علی بعض المصلین فی مخارج الحروف فتراہ یقول الحمد الحمد فیخرج بزیادۃ الکلمۃ عن قانون ادب الصلاۃ وتارۃ یلبس علیہ فی تحقیق التشدید وتارۃ فی اخراج ضاد المغضوب ولقد رایت من یقول المغضوب فیخرجہ بصاد مع اخراج الضاد لقوۃ تشدیدہ انما المراد تحقیق الحرف فحسب و ابلیس یخرج ھؤلاء بالزیادۃ عن حد التحقیق ویشغلھم فی المبالغۃ فی الحروف عن فھم التلاوۃ وکل ھذہ الوساوس من ابلیس **وعن** سعید بن عبد الرحمن بن ابی العیاء ان سھل

ترجمہ ابوداؤد نے روایت کی کہ ابن الزبیرؓ نے فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ابن مسعودؓ نماز پڑھتے تھے اور دائین پر بایان ہاتھ رکھتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا کر بائین پر دایان رکھدیا **مصنفؒ** نے کہا کہ تم پر گران نہ گذرے ہمارا انکار کرنا اوس شخص پر جو یہ کہے کہ صف اول کی حاضری سے مراد قرب دلی ہی اور یہ کہ مین نماز مین ہاتھ پر ہاتھ نہین نہ رکھون گا اگرچہ وہ شخص اکابر اولیا مین سے کیون نہ ہو کیونکہ شرع مین منکرات پر خاموشی حلال نہین بلکہ خیانت ہی **احمد بن حنبلؒ** سے کہا گیا کہ ابن المبارک تو اس طرح کہتے ہین فرمایا کہ ابن المبارک کچھ آسمان سے نہین اترے ہین۔ اور امام احمدؒ سے کہا گیا کہ ابراہیم بن ادہم نے اس طرح فرمایا ہے امام احمدؒ نے کہا کہ کیا تم میرے پاس طریق سنت کا بیان روشن اور دلیل واضح لائے ہو تو یہ لازم ہی کہ اصل کو لازم پکڑو لہذا دل مین جس کسی کی بزرگی سمائی ہو اس کی وجہ سے شرع کا حکم نہین چھوڑا جائیگا کیونکہ شرع سب سے زیادہ بزرگ ہے اور اصول کی تاویل مین لوگون سے خطا ہو جاتی ہمیشہ سے چلی آئی ہے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان بزرگون کو یہ حدیثین نہ پہنچی ہون (مترجم کہتا ہے یعنی اسی شرع سے یہ لوگ بزرگ ہوئے تو شرع اصل ٹھہری **فصل** ابلیس نے بہت سے نمازیون پر حروف کے مخارج مین تلبیس ڈالدی چنانچہ تم بعض کو دیکھو کہ وہ الحمد الحمد مکرر کہتا ہے حتی کہ وہ اس کلمہ کے بار بار اور مکرر کہنے کی وجہ سے نماز کے ادب سے خارج ہو جاتا ہے اور کبھی نمازی پر تشدید کے ٹھیک نکالنے مین تلبیس ڈالتا ہے اور کبھی غیر المغضوب کے ضاد نکالنے مین تلبیس کرتا ہے اور مین نے ایسے شخص کو دیکھا کہ وہ المغضوب کہتا تھا تو غایت تشدد کی وجہ سے ضاد نکالنے کے ساتھ تھوک نکل پڑتا تھا حالانکہ مراد تو حرف کو صحیح نکالنا ہوتا ہے لیکن ابلیس ان لوگون کو ایسے فضولیات زائد کی طرف اسلیے لیجاتا ہے کہ تلاوت مین معانی کی فکر سے خارج ہو کر ایسے مبالغات مین پڑجاوین **سعید** بن عبد الرحمن بن ابی العیاء نے کہا کہ سہل

ابنہ

بن ابی امامۃ حدثہ انہ دخل ھو وابوہ علی انس بن مالک وھو یصلی صلاۃ خفیفۃ کانہا صلوٰۃ مسافر فلما سلم قال یرحمک اللہ ارأیت ھذہ الصلوٰۃ المکتوبۃ اصلاۃ رسول اللہ ام شئ تنفلتہ قال انہا الصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لخطأت الاشیأ اسھوت عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لاتشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوما شددوا علی انفسھم فشدد علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیارات رھبانیۃ نِ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم **وفی افراد مسلم** من حدیث عثمان بن ابی العاص قال قلت یارسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی وبین صلاتی وقراءتی یلبسھا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاک الشیطان یقال لہ خنزب فاذا احسستہ فتعوذ باللہ منہ واتفل عن یسارک ثلثا ففعلت ذلک فاذھبہ اللہ عنی **فصل** وقد لبس ابلیس علی خلق کثیر من جھلۃ المتعبدین فرأوا ان العبادۃ ھی القیام والقعود فحسب فھم یداومون فی ذلک ویخلون ببعض واجباتھا ولا یعلمون ولقد تاملت علی جماعۃ یسلمون اذا سلم الامام وقد بقی علیھم من التشھد الواجب شئ وذلک لاجل عجلۃ الامام عنہم **وقد** لبس علی اٰخرین منھم فھم یطیلون الصلوٰۃ ویکثرون القراءۃ ویترکون المسنون فی الصلوٰۃ ویرتکبون المکروہ فیھا

ترجمہ ابن ابی امامہ نے بیان کیا۔ کہ میں اور میرا باپ حضرت انس بن مالک رضؓ کی خدمت میں داخل ہوئے وہ اس وقت خفیف نماز پڑھ رہے تھے۔ گویا وہ مسافر کی نماز ہے جب سلام پھیرا تو میرے باپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرماوے کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہی جو آپ نے فریضہ پڑھی ہے یا یہ نفل ہے حضرت انسؓ نے فرمایا کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے میں نے اس میں کوتاہی نہیں کی سوائے اس کی کہ میں کچھ بھول گیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ تم پر سخت کردے کیونکہ ایک قوم نے اپنی اوپر سختی کی تو اُنپر سختی کردی گئی تو انہیں کے باقی یہ لوگ دیر و صومعہ میں دکھلائی دیتے ہیں رہبانیۃ ابتدعوھا الآیۃ یعنی رہبانیت کو انہوں نے خود نکالا ہے۔ ہم نے اُنپر فرض نہیں فرمائی تھی اور صحیح مسلم میں ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری نماز و قرأت کے درمیان اور میرے درمیان شیطان نے حائل ہوکر تلبیس ڈالنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے۔ جب تجھے ایسا معلوم ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا اور بائیں طرف تھوک دینا تین مرتبہ پس میں نے یہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو مجھ سے دور کردیا **فصل** بہت سے جاہل عابد و پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی۔ کہ انہوں نے اسی اُٹھک بیٹھک کو عبادت سمجھ لیا پس کثرت سے اس میں جان گھلاتے ہیں حالانکہ نماز کے بہتیرے واجبات چھوڑ جاتے اور نہیں جانتے ہیں اور میں نے غور کرکے بعض جماعت کو دیکھا کہ امام کے سلام کے ساتھ سلام پھیر دیتے ہیں حالانکہ ابھی اُنپر تشہد میں سے کچھ پڑھنا باقی رہگیا تھا وہ تمام نہیں کرتے ہیں حالانکہ اس میں امام کا پڑھنا اُن کی طرف سے کافی نہیں ہے **ایک** گروہ پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ نماز دراز پڑھتے اور بہت قرأت کرتے ہیں اور نماز کے مسنون امور ترک کرتے بلکہ اس میں مکروہات کے مرتکب ہوتے ہیں

ولقد دخلت على بعض المتعبدين وهو ينتقل بالنهار ويجهر بالقراءة فقلت له ان يجهر بالقراءة بالنهار مكروه فقال لي انا اطرد النوم عني بالجهر فقلت له ان السنن لا يترك لاجل سهرك ومتى غلبك النوم فنم فان للنفس عليك حقا وعن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جهر بالقراءة بالنهار فارحموه بالبصر **فصل** وقد لبس ابليس على جماعة من المتعبدين فاكثروا من صلاة الليل ففيهم من يسهر كله ويفرح بقيام الليل وصلاة الضحى اكثر مما يفرح باداء الفرائض ثم يقع قبيل الفجر فتفوته الفريضة او يقوم فيتهيأ لها فتفوته الجماعة او يصبح كسلان فلا يقدر على الكسب لعائلته **ولقد** رايت شيخا من المتعبدين يقال له حسين القزويني يمشي كثيرا من النهار في جامع المنصور فسألت عن سبب مشيه فقيل لي لئلا ينام فقلت هذا اجهل بمقتضى الشرع والعقل اما الشرع فان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان لنفسك عليك حقا فقم ونم وكان يقول عليكم هديا قاصدا فانه من يشاد هذا الدين يغلبه **وعن انس بن مالك** قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد وحبل ممدود بين ساريتين فقال ما هذا قالوا لزينب تصلي فاذا كسلت او فترت امسكت به فقال حلوه ثم قال ليصل احدكم نشاطه

ترجمہ مین بعض عابدون کے پاس گیا۔ مین نے دیکھا کہ دن مین وہ نفل کو زور سے قرأت کے ساتھ پڑھ رہا ہے مین نے کہا کہ دن مین جہر سے قرارت مکروہ ہے اُس نے جواب دیا کہ جہر کی قرارت سے مین نیند کو دور کرتا ہون مین نے کہا کہ تمہاری بیداری کے واسطے سنت طریقہ متروک نہین ہو سکتا ہے اگر ایسی ہی نیند غالب ہے تو سو رہو اس لیئے کہ نفس کا بھی حق ہے۔ اور بریدہؓ سے روایت ہے کہ جو کوئی دن مین جہر سے پڑھے اُس پر اونٹ کی مینگنیان مارو **فصل** بہت سے عابدون پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ رات مین بہت دیر تک بلکہ تمام رات عبادت مین رہتے ہین اور رات کے قیام سے اور چاشت کی نماز سے وہ فرائض ادا کرنے سے زیادہ خوش ہوتے ہین اور رات مین جاگتے جاگتے صبح کے قریب سو جاتے ہین تو نماز فجر بھی جاتی رہتی ہے یا وہ بے وقت اُٹھا تو ضروریات سے فراغت کرنے مین جماعت جاتی رہتی ہے یا صبح کو بہت سست اُٹھتا ہے تو اپنی آل واولاد کے واسطے معاش حاصل کرنیکے قابل نہین رہتا ہے **مین نے** عبادت گذارون مین سے ایک شخص حسن قزوینی نام کو دیکھا کہ وہ جامع منصور مین دن کو بہت ٹہلا کرتا تھا مین نے سبب پوچھا تو بیان کیا کہ اس حیلے سے نیند کو دفع کرتا ہون مین نے کہا کہ یہ تو شرع سے نادانی ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے شرع مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ تیری نفس کا تجھپر حق ہے تو نماز مین بھی قیام کر اور خواب بھی کر اور فرماتے تھے کہ تمہارا وسط طریقہ لازم ہے کیونکہ جو کوئی اس دین پر غلبہ چاہتا ہے دین اُسپر غالب ہو جاتا ہے انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی بندھی ہوئی لٹکتی ہے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے عرض کیا گیا کہ یہ زینبؓ کی رسی ہے کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتی یا اونگ آتی ہے تو یہ رسی تھام لیتی ہین تو فرمایا کہ اس کو کھول دو پھر فرمایا کہ جب تک تم مین سے آدمی چاق رہے تب تک نماز پڑھے ۔

فاذا کسل اوفتر فلیقعد **وعن** عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نعس احدکم فلیرقد حتی یذھب
عنہ النوم فانہ اذا صلی وھو نعس لعلہ یذھب لیستغفر فیذھب فیسب نفسہ **قال** للمصنف ھذا حدیث صحیح اخرجہ البخاری
ومسلم وانفرد بالذی قبلہ البخاری **واما** العقل فان النوم یجد القوی التی قد کلت بالسھر فیقوی دفعۃ الانسان وقت
الحاجۃ الیہ اثر فی بدنہ وفی عقلہ فنعوذ باللہ من الخلل فان قال قائل فقد رویت لنا ان جماعۃ من السلف
کانوا یحیون اللیل **فالجواب** اولئک تدرجوا حتی قدروا علی ذلک وکانوا علی ثقۃ من حفظ صلاۃ الفجر فی جماعۃ وکانوا
یستعینون بالقائلۃ مع قلۃ المطعم فصح لھم ذلک ثم لم یبلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی لیلۃ لم ینم فیھا
فسنتہ ھی المتبوعۃ **فصل** وقد لبس ابلیس علی جماعۃ من قوام اللیل فتحدثوا بان ذلک فی النھار فربما قال
احدھم فلان المؤذن اذن بوقت یعلم الناس انہ کان منتبھا فاقل ما فی ھذا اذا سلم من الریاء ان ینقل من دیوان
السر الی دیوان العلانیۃ فیقل الثواب **فصل** وقد لبس ابلیس علی آخرین انفردوا فی المساجد للصلاۃ والتعبد
فمر بھم ابن ذلک واجتمع الیھم ناس فصلوا بصلاتھم وشاع بین الناس حالھم وذلک من وساوس ابلیس

ترجمہ جب اُس کو تھکان یا سستی آوے تو باز رہے ام المؤمنین عایشہ رضہ نے حدیث روایت کی کہ جب تم مین سے کوئی اونگھے
تو سو رہے یہانتک کہ اُس کی نیند جاتی رہے کیونکہ جب وہ اونگھتے ہوئے نماز پڑہیگا تو شاید قصد تو کری استغفار کرنیکا اور
لگے اپنے نفس کو بُرا کہنے یہ حدیث صحیح ہے جسے بخاری مسلم نے روایت کی ہے اور اُس سے قبل کی حدیث کے ساتھہ
صرف بخاری منفرد ہین رہا عقل کا بیان تو آدمی خواب کرنے سے قوی چاق ہو جاتے ہین جو تکان سی ماندی ہو گئی تھے اور جب
نیند کو ضرورت کے وقت آدمی ٹال جاوے گا تو اُس کے بدن و عقل مین ضرر پیدا ہوگا اللہ تعالی جہالت سے ہم کو محفوظ رکھے
اگر کوئی کہے ہم کو روایات پہونچی ہین کہ اگلے زمانہ کے بہت سے بزرگ رات بھر عبادت کیا کرتے تھے (جواب) یہ کہ ہان اُن
لوگون نے رفتہ رفتہ تمام رات شب بیداری کی عادت ڈالی تھی۔ اور اُنہین نماز صبح کی محافظت اور جماعت سے ادا
کرنے پر بھروسہ اور کافی اعتماد تھا اور وہ تھوڑی سے قیلولہ سے مدد لیتے تھے اور باوجود اس کے کھانا بھی کم کھایا کرتے
تھے ان ترکیبون سے ان کو یہ بات حاصل ہوگئی پھر ہم کو یہ کیسی روایت سی معلوم ہوا کہ حضرت صلعم کبھی تمام رات نہین سوئے
اور آپ ہی کی طریقہ مسنونہ کی پیروی ہم پر اصل لازم ہے **فصل** ایک جماعت شب بیدارون پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ دن
مین شب بیداری کے حالات بیان کرتے ہین مثلاً ایک کہتا ہے کہ فلان مؤذن فجر کی اذان البتہ ٹھیک وقت پر کہی تھی۔
اس سے غرض یہ کہ اس وقت آپ کی شب بیداری معلوم ہو پھر اگر یہ شخص ریاکاری سے بچ بھی گیا تو کمتر درجہ یہ ہے کہ یہ شخص خفیہ
دفتر سے ہٹا کر علانیہ دفتر مین لکھا جاوے گا تو ثواب کم ہو جاویگا **فصل** ایک اور جماعت پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ نماز
و عبادت اور تہجد وغیرہ کے لیئے علیحدہ ایک ایک مسجد مین بیٹھ گئے تو یہ لوگ اسی مسجد کے نام سے مشہور ہوئے اور ہر ایک
کی نماز کے ساتھہ ایک جماعت نے شرکت کی اور لوگون مین ان کی خبر مشہور ہوگئی اور یہ بھی ابلیس کی وساوس مین سے ہے

وبه تقوی النفس علی التعبد لعلمها ان ذلک یشیع ویوجب المدح **وعن** زید بن ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان افضل صلاۃ المرء فی بیتہ الا الصلاۃ المکتوبۃ **قال** المصنف اخرجاہ فی الصحیحین وکان عامر بن عبد قیس یکرہ ان یرونہ یصلی وکان لا یتنفل فی المسجد وکان یصلی کل یوم الف رکعۃ وکان ابن ابی لیلی اذا صلی فدخل علیہ داخل اضطجع **فصل** وقد لبس علی قوم من المتعبدین فکانوا یکون والناس حولہم وھذا قد یقع علیہ فلا یمکن دفعہ فمن قدر علی سترہ فاظہرہ فقد تعرض بالریاء **وعن** عاصم قال کان ابو وائل اذا صلی فی بیتہ نشیط نشیطا ولو جعلت لہ الدنیا علی ان یفعلہ واحد یراہ ما فعلہ **وقال** کان ابو ایوب السختیانی اذا غلبہ البکاء قام **فصل** وقد لبس علی جماعۃ من المتعبدین فتراھم یصلون اللیل والنہار ولا یتفطنون فی اصلاح عیب باطن وقد یفطن فی مطعم والنظر فی ذلک کان اولی بہم من کثرۃ التنفل **ذکر** تلبیسہ علیہم فی قراءۃ القرآن قد لبس علی قوم بکثرۃ التلاوۃ فہم یہذون ہذا من غیر ترتیل ولا تثبیت ہذہ حالۃ لیست محمودۃ وقد روی عن جماعۃ من السلف انہم کانوا یقرءون القرآن فی کل یوم او فی کل رکعۃ وھذا یکون نادرا منہم

ترجمہ اور نفس خوش ہوتا ہے اور عبادت پر زیادہ قیام کرتا ہے کیونکہ اس کو اعتماد ہے کہ اسطرح وہ نیکنام مشہور ہوگا۔ **زید** بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ مرد کی سب سے بہتر نماز اُس کے گھر میں سوائے نماز فریضہ کے یہ حدیث صحیحین میں ہے اور عامر بن عبد قیس کو ناگوار ہوتا تھا کہ کوئی اُن کو نماز پڑھتے دیکھے اور وہ کبھی مسجد میں نوافل نہ پڑھتے حالانکہ ہر روز ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے اور **ابن ابی لیلی** جب نماز پڑھتے اور کوئی آنیوالا آتا تو لیٹ جاتے **فصل** عابدوں کی ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ لوگوں کے مجمع میں روزانہ شروع کرتے ہیں یہ بات اگرچہ ایسی ہے کہ کبھی دل نرم ہو کر گریہ طاری ہوتا ہے لیکن جو شخص اُسکو روک سکے۔ اور نہ روکے تو اس نے اپنے نفس کو ریاکاری کے واسطے پیش کیا **عاصم** رح نے کہا کہ ابو وائل رحمہ اللہ تعالی جب اپنے گھر میں نماز پڑھتے تو اُن کے رونے سے نرم و دردناک آواز نکلتی تھی اور اگر کسی کے سامنے ایسا کرنیکو اُن سے کہا جاتا تو کبھی نہ کرتے اگرچہ اُن کو سب دنیا دیجاتی۔ **ابو ایوب** السختیانی رح کا یہ حال تھا کہ جب مجلس میں اُنپر رونا غالب ہوتا تو اُٹھکھڑے ہوتے تھے **فصل** عابدوں کی ایک قوم پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ نماز پڑھتے ہیں تو رات و دن ایک کرتے ہیں ولیکن باطنی عیوب کی اصلاح پر نظر بھی نہیں کرتے اور نہ اپنے کھانے پینے کی حرام و حلال کو دیکھتے ہیں حالانکہ بکثرت نمازوں کی اس کثرت سے ضروری امر یہ تھا کہ واجبی خصائل باطنی اور فریضہ اکل حلال وغیرہ کو پہلے دیکھتے **قرأت قرآن** میں اُنپر تلبیس ابلیس کا بیان عابدوں کی ایک قوم پر ابلیس نے تلبیس کی کہ بہت مقدار سے تلاوت کرتے ہیں اور تیزی سے رواں چلے جاتے ہیں کہ صحیح حروف بھی ادا نہیں کرتے ہیں نہ اس میں ترتیل ہے۔ نہ تثبیت ہے اور یہ کچھ پسندیدہ حالت نہیں ہے **اور بعض سلف سے جو روایت ہے**۔ کہ ایک روز میں قرآن ختم کیا یا ایک رکعت میں ختم کیا تو یہ شاذ و نادر ہے

ومن دام علیہ فانہ وان کان جائزا الا ان الترتیل والتثبیت احب الی العلماء فقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفقہ من قرأ القرآن فی اقل من ثلث **قال المصنف** وقد لبس ابلیس علی قوم من القراء فہم یقرؤن القرآن فی منارۃ المسجد باللیل بالاصوات مرتفعۃ الجزء والجزئین فیجمعون بین اذی الناس ومنعہم من النوم وبین التعرض بالریاء **ومنہم** من یقرأ فی مسجدہ وقت الاذان لانہ حین اجتماع الناس فی المسجد قال **المصنف** ومن اعجب ما رأیت فیہم ان رجلا کان یصلی بالناس صلاۃ الصبح یوم الجمعۃ ثم یلتفت فیقرأ المعوذتین ویدعو دعاء الختمۃ لیعلم الناس انی قد ختمت الختمۃ وما ہذہ طریقۃ السلف فان السلف کانوا یستر ون العبادۃ کان عمل الربیع بن خثیم کلہ سرا فربما دخل علیہ الداخل وقد نشر المصحف فیغطیہ بثوبہ عبادتہم **وکان** احمد بن حنبل یقرأ القرآن کثیرا ولا یدری متی یختم **قال المصنف** قد سبق ذکر جملۃ من تلبیس ابلیس علی القراء **ذکر تلبیسہ علیہم فی الصوم قال المصنف** قد لبس علی قوم فحسن لہم الصوم الدائم وذلک جائز اذا افطر الانسان الایام المحرم صومہا الا ان الافتیہ من وجہین احدہما انہ ربما عاد

ترجمہ اور اگر کسی نے مداومت بھی کی ہو اور یہ جواز بھی ہو تو بھی ترتیل اور تثبیت سے پڑھنا علماء کے نزدیک مستحسن ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن تین روز سے کم مین پڑھا تو اُس نے سمجھ حاصل نہ کی مصنفؒ نے کہا کہ ابلیس نے قراء کی ایک قوم پر یہ تلبیس کی کہ رات مین مسجد کے منارہ پر چڑھکر بلند آواز سے ایک یا دو پارہ کے قریب پڑھتے ہین تو یہ لوگ بیکاری کے روبرو ہوتے اور لوگون کو بیجا تکلیف و ایذاء دیتے ہین یعنی قرآن سننا فرض ہی تو وہ خواہ مخواہ ہر کام سے مجبور ہو جاتے۔ اور سونے نہین پاتے ہین اور **بعض** کا یہ دستور ہے کہ اذان کے وقت محلہ کی مسجد مین پڑھنا شروع کرتے ہین کیونکہ وہ وقت لوگون کے جمع ہونے کا ہوتا ہے **مصنف** نے کہا کہ سب سے زیادہ عجیب بات جو مین نے دیکھی یہ کہ ایک قاری ہر جمعہ کے روز صبح کی نماز لوگون کو پڑھا کر جب سلام پھیرتا تو سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھکر ختم قرآن کی دعا پڑھنے لگتا تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ حضرت نے آج قرآن ختم فرمایا ہے یہ سلف کا طریقہ نہ تھا وہ لوگ اپنی عبادت کو حتی الامکان مخفی کرتے تھے **چنانچہ** ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالی کے کل اعمال مخفی تھے بارہا ایسا ہوا کہ انہون نے تلاوت کے لئے مصحف کھولا تھا کہ اچانک کوئی آگیا۔ تو اُس کو اپنے کپڑے کے نیچے چھپا لیتے تھے **امام احمد بن حنبل** رح قرآن بہت پڑھا کرتے تھے لیکن یہ پتہ نہین لگتا تھا کہ کب ختم کرتے ہین **مصنف** نے کہا کہ قاریون پر ابلیس کی تلبیس کا بہت سا بیان اوپر ہو چکا ہے **روزہ مین عابد و نیز تلبیس ابلیس کا بیان مصنف** رح نے کہا کہ کچھ لوگون کی نظرون مین ابلیس نے ہمیشہ روزے رکھنے اچھے معلوم کرائے اور یہ بات اگرچہ ناجائز ہے۔ بشرطیکہ سال مین پانچ ایام منہیہ کے روزے نہ رکھے جن مین روزہ حرام ہے **لیکن عموماً** یہ طریقہ اختیار کرنے مین بسبب حالت زمانہ کے مذمتین کھلی ظاہر ہین۔ (**اول**) اکثر اس سے اعضاء

یضعف القوی فاعجز الانسان علی الکسب لعائلہ ومنعہ من اعفاف زوجتہ وفی الصحیحین عن رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال ان لزوجک علیک حقا فکم من فرض یضیع بھذا النفل والثانی انہ یفوت الفضیلۃ
فانہ قد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال افضل الصیام صیام داؤد کان یصوم یوما ویفطر یوما
وعن عبد اللہ بن عمرو قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الم احدث عنک انک تقوم اللیل او انت
القائل تقول لاقومن اللیل ولاصومن النہار قال احسبہ قال نعم یا رسول اللہ قال قد قلت ذلک قال
فقم ونم وصم وافطر وصم من کل شہر ثلثۃ ایام مثل صیام الدھر قلت یا رسول انی اطیق اکثر
من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق اکثر من ذلک فقال فصم یوما وافطر یوما وھو اعدل الصیام
وھو صیام داؤد صلی اللہ علیہ وسلم قلت انی اطیق افضل من ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا افضل من ذلک اخرجاہ فی
الصحیحین فان قال قائل فقد بلغنا عن جماعۃ من السلف انہم کانوا یسردون الصوم فالجواب انہم قد کانوا یقدرون
علی الجمع بین ذلک وبین القیام بحقوق العائلۃ ولعل اکثرھم لم یکن لھم عائلۃ ولا حاجۃ الی الکسب

ترجمہ اور قوی ضعیف ہوجاتے ہین تو آدمی اپنے اہل وعیال کی معاش پیدا کرنے سے عاجز ہن جاتا ہے اور اپنی زوجہ کی عفت
بھی نہین بچا سکتا (یعنی وہ عفیفہ بسبب مقتضائے طبیعت سے آسودہ نہین ہوتی تو مغلوب ہوکر فتنہ مین پھنس جاتی ہی) اور صحیحین
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری زوجہ کا تجھ پر حق ہے (پھر اس نفل عبادت کے پیچھے بہت سے فرائض ترک
ہوجاتے ہین (دوم) فضیلت جاتی رہتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت ملی کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے افضل
روزہ داؤد پیغمبر کا روزہ تہا کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے اور جب جہاد مین کافرون سے مقابلہ ہوتا تو نہین بہاگتے
تھے (یعنی قوت باقی رہتی تھی) عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو فرمایا کہ کیا یہ تیرا
ہی حال مجھسے بیان ہوا کہ تو رات بھر نماز پڑہتا ہے یا فرمایا کہ کیا یہ تیرا ہی قول مجھسے بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ مین رات
بھر نماز پڑہا کرونگا اور دن بھر روزہ رکھا کرونگا مین نے شاید عرض کیا کہ جی ہان یا رسول اللہ مین نے کہا تو ضرور تہا آپ نے
فرمایا کہ نہین ایسا مت کر بلکہ رات مین نماز بھی پڑھ اور خواب بھی کر اور روزہ بھی رکھ اور چھوڑ بھی دے اور ہر مہینہ مین فقط
تین روز روزے رکھا کر یہ ہمیشہ کے روزہ کے مانند ہی (یعنی ہر روز دس گونہ ہوکر مہینہ ہوگیا) مین نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اس
سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت رکہتا ہون تو فرمایا کہ پھر ایک روز روزہ رکھ اور دو روز چھوڑ مین نے کہا کہ مین اس سے
زیادہ کی طاقت رکہتا ہون فرمایا کہ پھر ایک روز روزہ رکھ اور ایک روز افطار کر اور یہ سب سے زیادہ عدل کا روزہ ہے یہ داؤد
نبی اللہ کا روزہ ہے مین نے کہا کہ مین تو اس سے افضل کی قوت رکہتا ہون تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سے افضل کچھ نہین ہے
یہ حدیث صحیحین مین ہے اگر کوئی کہے کہ ہم کو خبر پہنچ گئی ہے کہ ایک جماعت سلف صالحین ہمیشہ روزہ رکھا کرتی تھے (جواب) ہان
لیکن ان کے پاس ایسی قوت وسامان تہا کہ وہ اسکو اور بال بچون کی عیالداری کو جمع کرسکتے تھے اور شاید انمین سے اکثر کے

توفیهم من فعل هذا فی اخر عمرہ علی ان قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا افضل من ذلک یقطع هذا الحدیث و
قال المصنف وقد ام جماعۃ من القدماء علی الصوم مع خشونۃ الطعم وقلتہ فمنهم من ذهبت عینه
ومنهم من نشف دماغه وهذا تفریط فی حق النفس الواجب وحمل علیها ما لا تطیق فلا یجوز فصل وقد
تشیع عن المتعبد انه یصوم الدهر فیعلم بشیاعه ذلک فلا یفطر اصلا وان افطر اخفی افطارہ لئلا ینکسر
جاهه وهذا من خفی الریاء ولو اراد الاخلاص وستر الحال لافطر بین یدی من قد علم انه یصوم ثم
عاد الی الصوم ولم یعلمه ومنهم من یخبر بما قد صام فیقول الیوم منذ عشرین سنۃ ما افطرت ویلبس علیه
ابلیس بانک انما اخبر لیقتدی بک واللہ اعلم بالمقاصد قال سفین الثوری ان العبد لیعمل العمل فی السر فلا
یزال به الشیطان حتی یتحدث به فینقل من دیوان السر الی دیوان العلانیۃ ومنهم من عادتہ صوم الاثنین
والخمیس فاذا دعی الی طعام قال الیوم الخمیس ولو قال انا صائم کانت سخنۃ وانما قوله الیوم الخمیس معناہ انی
اصوم کل خمیس وفی هؤلاء من یری الناس بعین الاحتقار لکونهم صائما وهم مفطرون

ترجمہ پھر ان مین سے بعض نے آخر عمر مین ایسا کیا ہے علاوہ برین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اس سے افضل کچھ
نہین ہے تمہاری یہ سب گفتگو قطع کرتا ہے مصنف نے کہا کہ قدما مشایخ کی ایک جماعت نے ہمیشہ روزہ رکھنا ایسی حالت
مین اختیار کیا کہ کھانا بھی موٹا جھوٹا تھا وہ بھی بہت کم ملتا تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ انمین سے بعض کی بینائی جاتی رہی اور بعض کا
دماغ خشک ہوگیا اور یہ نفس پر ظلم ہے کہ اس کا حق واجب ادا نہ کیا گیا اور اس پر ایسی سختی کی گئی جس کو وہ برداشت نہ کرسکا
فصل کبھی عابد کے نام پر یہ امر مشہور ہوجاتا ہے کہ فلان شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور اسکو یہ شہرت بھی معلوم ہوجاتی ہے تو بھی وہ افطار
نہین کرتا بلکہ اگر افطار کیا تو بھی افطار چھپاتا ہے تاکہ اس کی شہرت مین فرق نہ آوے اور یہ باریک ریاکاری مین سے ہے اگر وہ اخلاص
اور چھپانا چاہتا تو خاصکر ایسے لوگون کے سامنے افطار کرتا جنکو اس کا دائمی روزہ دار ہونا معلوم ہوا ہے پھر لوگون سے
چھپاکر بدستور روزہ رکھنے لگتا۔ ان مین سے بہت ایسے ہین جو لوگون سے کہتے ہین کہ آج بیس سال ہوئے کہ مین نے کبھی روزہ
نہین چھوڑا ہے اور ابلیس اس کو یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم تو اس لیئے آگاہ کرتے ہو تاکہ لوگ تمہاری اقتدا کرین حالانکہ اللہ تعالی ہر
ایک کی نیت خوب جانتا ہے سفیان الثوری رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ بندہ مدت تک ایک عمل خفیہ کیا کرتا ہے پھر ابلیس اس کو
شیطان ابھارتا رہتا ہے آخر وہ لوگون سے بیان کرنے لگتا ہے تو خفیہ عمل کے دفتر سے نکالکر علانیہ والون مین داخل کردیا جاتا ہے
بعض عابدون کی یہ عادت ہے کہ دوشنبہ وجمعرات کا روزہ معمول رکھتا ہے تو وہ جب اس روز کھانے کے لیئے
بلایا گیا۔ تو کہتا ہے کہ بھائی آج تو دوشنبہ ہے یا جمعرات ہے اور یہ کہتا کہ مین روزہ سے ہون اس لئے گران ہوتا
ہے۔ تاکہ لوگون کو معلوم ہوجاوے کہ حضرت کی معمولی عادت یہ ہے کہ دوشنبہ وجمعرات کو روزہ رکھتے ہین۔
اور ان مین بہت ایسے ہین جو لوگون کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہین کہ وہ بے روزہ ہین اور حضرت روزہ دار ہین۔

ومنهم من یلازم الصوم ولا یبالی علی ما افطر ولا یتحاشی فی صومه عن غیبة ولا عن نظرة ولا عن فضول
کلامه وقد دخل له ابلیس ان صومك یدفع اثمك وکل هذا من التلبیس **ذکر تلبیسه علیهم فی الحج**
قال المصنف وقد یسقط الانسان الفرض بالحج مرة ثم یعود لا عن رضی الوالدین وهذا خطأ وربما خرج وعلیه
دیون او مظالم وربما خرج للنزهة وربما حج بمال فیه شبهة ومنهم من یحب ان یتلقی ویقال الحاج وجمهورهم یضیع
فی الطریق فرائض من الطهارة والصلوة ویجتمعون حول الکعبة بقلوب دنسة وبواطن غیر تقیة وابلیس یریهم صورة
الحج فیغرهم وانما المراد من الحج القرب بالقلوب لا بالابدان وانما یکون ذلك مع القیام بالتقوی وکم من قاصد
الی مکة همته عدد خطاته فیقول الی عشرون وقفة وکم من یحاور وقد طال مکثه ولم یشرع فی تنقیة باطنه وربما کانت
همته متعلقة بفتوح یصل الیه ممن کان وربما قال ان لی الیوم عشرین سنة بحاور وکم قد رأیت فی طریق مکة من
قاصد الی الحج یضرب رفقاءه علی الماء ویضایقهم فی الطریق **وقد لبس ابلیس علی جماعة من القاصدین مکة**

ترجمہ ان مین سے بہت سے ایسے ہین کہ روزہ تو ہمیشہ رکھینگے لیکن کہانا جیسا پایا (حرام وحلال) اسپر افطار کرلیا۔ اور دن مین غیبت کرتے سے پیٹ بھرا کرتے ہین اور اجنبی عورتون کے دیکھنے سے آنکھ بند نہین کرتے وہ کسی طرح کا کچھ باک نہین کرتے نہ غیبت سے نہ افطار سے نہ فضول کلام سے اور ابلیس اُس کو وسوسہ دلاتا ہی۔ کہ آپ تو روزہ دار ہین روزہ ایسے امور کے گناہ آپسے روکتا ہے اور یہ سب تلبیس ہی **حج کرنے مین ان لوگونپر تلبیس ابلیس کا بیان** کبھی انسان ایک حج فرض ادا کرچکتا ہے پھر بغیر رضاے والدین کے دوبارہ حج کو نکل جاتا ہے اور یہ خطا ہے۔ اور بارہا ایسی حالت مین جاتا ہے کہ اسپر قرضے ومظالم جمع ہین اور کبھی اس کی نیت مین سیر وسیاحت ہوتی ہے اور کبھی ایسے مال سے حج کرتا ہے جس مین حرام کا شبہہ ہی اور **بعض** کو دل چسپی ہوتی ہے کہ لوگ اپنے آوین اور حاجی صاحب کے لقب سے پکارین اور جس قدر حاجی جاتے ہین عموماً ان کی یہ کیفیت ہی کہ راہ مین فرائض وطہارت ترک کرتے ہوئے جاکر کعبہ کے گرد ناپاک دلون سے جن مین تقوای طہارت کا اثر نہین ہے جمع ہوتے ہین اور ابلیس اُن کو حج کی ظاہری صورت دکھلا کر مغرور کرتا ہے حالانکہ حج سے مقصود یہ تہا کہ دلون سے تقرب ہو نہ کہ بدن سے قرب ہو اور یہ بات جبھی حاصل ہوسکتی ہی کہ تقوی و طہارت اختیار کرے اور بہت لوگ مکہ کو فقط اسی غرض سے بار بار جاتے ہین کہ اُن کے حج شمار کئے جاوین چنانچہ وہ خود کہتا ہے کہ فضل خدا سے بذل حج مجھے میسر ہوئے اور بعضے وہان کی حیوانی سے ناموری چاہتے ہین چنانچہ کہتا ہے کہ بیسوان مرتبہ توقف کا ہے اور بہت سے مجاور مدت تک رہتے ہین حالانکہ باطنی پاکیزگی کیطرف توجہ کبھی نہوئی اور اکثر تو ایسے لوگون کا قصد یہ ہوتا ہی کہ کسی آنے جانے والے سے کچھ مال حاصل ہوجاے یا اس کی کوئی سبیل نکل آوے اور کبھی خود بیان کرتا ہے کہ یہان بیس سال سے مجاور ہون اور مین نے بہت سے حج کے جانے والے راہ مکہ مین ایسے دیکھے کہ ساتھیونکو پانی سے روکتے اور پانی پر لڑتے مرتے ہین اور راہ مین ان سے بری طرح پیش آتے ہین اور غلامون سے سختی اور تنگی کرتے ہین ابلیس نے بہت سے حج کو جانیوالون پر تلبیس ڈالی۔

فهم یضیعون الصلوٰت ویطففون اذا باعوا ویظنون ان الحج یدفع عنهم **وقد لبس علی** قوم منهم فابتدعوا فی المناسک ما لیس منها فرأیت جماعة یضیعون فی احرامهم فیکشفون عن کتف واحد ویبقون فی الشمس یاما فتنکشط جلودهم وتتشقق رؤسهم ویتزینون من الناس بذلک وفی افراد البخاری من حدیث ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم رای رجلا یطوف بالکعبة بزمام فقطعه وفی لفظ رای رجلا یقود انسانا بخزامة فی انفه فقطعها بیده ثم امره ان یقوده بیده **قال المصنف** وهذا الحدیث یتضمن النهی عن الابتداع فی الدین وان قصد بذلک الطاعة **فصل** وقد لبس ابلیس علی قوم بدعوی التوکل فخرجوا بلا زاد وظنوا ان هذا هو التوکل وهم علی غایة الخطأ **قال** رجل للامام احمد بن حنبل اریدان اخرج الی مکة علی التوکل بغیر زاد فقال له احمد فاخرج فی غیر القافلة قال لا الا معهم قال فعلی حزب الناس توکلت **ذکر تلبیس ابلیس علی الغزاة قال المصنف** قد لبس علی خلق کثیر فخرجوا الی الجهاد ونیتهم المباهاة والریاء لیقال فلان غاز وربما کان المقصود ان یقال شجاع او کان طلب الغنیمة وانما الاعمال بالنیات

ترجمہ۔ کہ نمازین چھوڑتے جاتے ہین اور فروخت کرین تو کم تولتے ہین۔ اور ان کا گمان یہ کہ حج تمہارے سب گناہ دور کرے گا۔ **ابلیس** نے ایک جماعت پر تلبیس کی کہ مناسک حج مین ایسی باتین نکالتے ہین جو پہلے شرع مین نہ تھین۔ اب نئی بدعت ہین چنانچہ مین نے ایک جماعت کو دیکھا۔ کہ احرام مین ایک مونڈھا کھولتے ہین۔ اور عرصہ دراز تک دھوپ مین کھڑے ہوتے ہین۔ تو اُن کی کھال اُتر جاتی ہے اور سر کی بُری حالت آماس کی مانند ہوجاتی ہے۔ تو اس سے لوگون مین اپنی فضیلت و بزرگی ثابت کرتے ہین حالانکہ صحیح بخاری مین حدیث ابن عباس سے آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو دیکھا کہ نکیل کے ساتھ طواف کعبہ کرتا ہے تو اُس کی رسی کاٹ دی دوسری روایت مین اس طرح آیا کہ حضرت صلعم نے ایک کو دیکھا کہ وہ دوسرے کو جس کی ناک مین رسی پڑی ہے کھینچتا ہوا طواف کراتا ہے تو اپنے ہاتھ سے اُسکو قطع کر دیا پھر حکم کیا کہ ہاتھ تھام کر طواف کراوے **مصنف** نے کہا کہ یہ حدیث دین مین بدعت نکالنے سے مانع ہے اگرچہ بدعتی نے اس سے بندگی کا قصد کیا ہو **فصل** ابلیس نے ایک قوم پر تلبیس ڈالی تو وہ توکل کے مدعی بنکر بغیر زاد راہ چل کھڑے ہوتے ہین اور جہالت سے سمجھتے ہین کہ یہ توکل ہے حالانکہ یہ تو بہت بڑی غلطی ہے امام احمدؒ سے ایک نے کہا کہ مین حج کو بغیر زاد راہ کے توکل پر جانا چاہتا ہون تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ پھر بغیر قافلہ کے اکیلا بیابان مین چل نکل۔ قافلہ کے ساتھ نہ ہو کہنے لگا کہ جی نہین۔ یہ تو نہین کر سکتا۔ تو قافلہ ہی کے ساتھ رہونگا۔ تو امام صاحب نے فرمایا کہ پھر تو تم نے آدمیون کے قافلہ پر توکل باندھا ہے **مجاہدین** پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** نے فرمایا کہ ابلیس نے بہت لوگون پر تلبیس کی کہ وہ جہاد کو نکل کھڑے ہوتے اور اس سے اُن کی صرف یہ ارادہ و نیت ہوتی ہے کہ اس ریا و نمود سے لوگون مین فخر و عزت حاصل ہو۔ اور لوگ کہین کہ فلان مرد غازی ہے اور اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ شجاع و بہادر کہا جاوے یا غنیمت حاصل کرنی مقصود ہوتی ہے اور اعمال کا مدار تو نیتون پر ہی ہوتا ہے

وعن ابی موسی قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ارایت الرجل یقاتل شجاعۃ ویقاتل حمیۃ ویقاتل ریاء فای ذلک فی سبیل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ اخرجاہ فی الصحیحین وعن ابن مسعود قال ایاکم ان تقولوا مات فلان شھیدا او قتل فلان شھیدا فان الرجل یقاتل لیغنم ویقاتل لیذکر ویقاتل لیری مکانہ وعن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اول الناس یقضی فیہ یوم القیمۃ ثلثۃ رجل استشھد فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا فقال ما عملت فیھا قال قاتلت فیک حتی قتلت قال کذبت ولکنک قاتلت لیقال ھو جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرأ القرآن فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا فقال ما عملت فیھا قال تعلمت فیک العلم وعلمتہ وقرأت القرآن فقال کذبت ولکنک تعلمت لیقال ھو عالم وقد قیل وقرأت القرآن لیقال ھو قاری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار ورجل وسع اللہ علیہ واعطاہ من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا فقال ما عملت فیھا قال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیھا الا انفقت فیھا لک قال کذبت

ترجمہ ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ آپ مجھ آگاہ فرماوین کہ آدمی کبھی تو شجاعت کے واسطے قتال کرتا ہے اور کبھی حمیت سے لڑتا ہے اور کبھی ریاکاری سے جنگ کرتا ہے تو ان مین راہ الٰہی مین کس کا قتال ہے آپنے فرمایا کہ جو شخص کہ اللہ کا کلمہ بلند ہونے کے واسطے لڑے وہ راہ الٰہی مین ہے یہ حدیث صحیحین مین ہے ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جو شخص مارا جاوے تو تم یہ کبھی نہ کہا کرو کہ فلان شہید مرا یا فلان شہید مارا گیا کیونکہ آدمی کبھی اسلیئے لڑتا ہے کہ غنیمت حاصل کرے اور کبھی اسلیئے کہ اُس کا نام باقی رہے اور کبھی اس لیئے کہ شجاعت مین اس کا مرتبہ ظاہر ہو ابوہریرہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت کے روز سب سے پہلے تین قسم کے لوگون مین فیصلہ کیا جاویگا ایک جو شہید ہوا وہ لایا جاویگا تو اللہ اسپر اپنی نعمتین ظاہر فرماویگا وہ پہچان جائیگا پھر اس سے فرمائیگا کہ تو نے ان نعمتون سے کیا کام لیا وہ عرض کریگا کہ تیری راہ مین جہاد کیا یہانتک کہ مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو نے جھوٹ کہا لیکن تو نے اس لیئے قتال کیا کہ تو شجاع کہلاوے یہ کلمہ تیرے حق مین کہہ دیا گیا پھر حکم دیگا تو وہ شخص منہ کے بل گھسیٹ کر آگ مین ڈالا جائیگا دوسرے وہ شخص جس نے علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا پس وہ لایا جائیگا اللہ اسکو اپنی نعمتین پہچنوائیگا وہ پہچانیگا پھر فرمائیگا کہ تو ان سے کیا کام کیا وہ عرض کریگا کہ مین نے تیرے واسطے علم پڑھا اور قرآن اور پڑھایا اللہ فرمائیگا کہ تو نے جھوٹ کہا لیکن تو نے اس لئے علم پڑھا تھا کہ عالم کہلاوے وہ تیرے حق مین کہا گیا اور قرآن پڑھا تاکہ قاری کہلاوے وہ کہا گیا پھر حکم فرماویگا تو منہ کے بل گھسیٹ کر آگ مین ڈال دیا جاویگا تیسرے وہ شخص جسکو اللہ نے وسعت دی پس ہر قسم کا مال اس کو عطا کیا ہے وہ لایا جائیگا تو اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی نعمتین پہچنوائیگا وہ پہچانیگا پھر فرمائیگا کہ تو نے ان مین کیا عمل کیا۔ وہ عرض کریگا کہ ہر ایک راہ جس مین خرچ کرنیکی تیری مرضی ہے سب مین تیرے واسطے مین نے خرچ کیا کوئی نہین چھوڑی فرمائیگا کہ تو نے جھوٹ کہا

ولكنك قلت ليقال هو جواد فقد قيل ثم امر به فسحب على وجهه حتى القي في النار انفرد باخراجه مسلم

وعن ابي حازم الرازي قال سمعت عبدة بن سليمان يقول كنا في سرية مع عبد الله بن المبارك في بلاد الروم فصادفنا العدو فلما التقى الصفان خرج رجل من العدو ودعا الى البراز فخرج اليه رجل فطارده ساعة فطعنه فقتله ثم اخر فقتله ثم اخر فقتله ثم دعا الى البراز فخرج اليه رجل فطارده ساعة فقتله الرجل فازدحم عليه الناس فكنت فيمن ازدحم عليه فاذا هو ملثم وجهه بكمه فاخذت بطرف كمه فمددته فاذا هو عبد الله بن المبارك فقال وانت يا ابا عمرو ممن يشنع علينا **قال المصنف** فانظروا رحمكم الله الى هذا السيد المخلص كيف خاف على اخلاصه ان يدخله بروية الناس له ومدحهم اياه شوب في نفسه **وقد** كان ابراهيم بن ادهم يقاتل فاذا غنموا لم ياخذ شيئا ليتوفر له الاجر **فصل** **قال المصنف** وقد لبس ابليس على المجاهد اذا غنم فربما اخذ من الغنيمة ما ليس له اخذه فاما ان يكون قليل العلم فيرى ان اموال الكفار مباحة لمن اخذها

ترجمہ لیکن تو نے اس لیے خرچ کیا کہ تو سخی کہلاوے وہ کہلایا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرماویگا تو یہ شخص منہ کے بل کھینچکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا (رواہ مسلم دون البخاری) **ابو حاتم** الرازی نے کہا کہ میں نے عبدہ بن سلمان المروزی سے سنا کہ ہم لوگ ایک لشکر میں عبداللہ بن مبارک کے ساتھ بلاد روم میں نصاریٰ پر جہاد کو نے گئے تھے وہاں دشمنوں سے ہمارا مقابلہ ہوا جب دونوں طرف سے صفیں برابر ہوئیں تو دشمنوں کی طرف سے ایک شخص نکلکر میدان میں آیا اور مقابل طلب کیا ادہر مسلمانوں سے بھی ایک شخص نکلکر میدان میں گیا اور کچھ دیر نصرانی کے ساتھ کاوا دکیا اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر دوسرا بھی نکلا اس کو بھی مارا پھر تیسرا نکلا اس کو بھی مارا پھر انتظار کے بعد آواز دی کہ میدان میں آوے پھر جو تھا نصرانی نکلا اور اس کو بھی تھوڑی دیر گرداوا دینے کے بعد نیزہ مار کر قتل کر ڈالا۔ تب تو اہل اسلام اپنے شہسوار کی طرف دوڑ پڑے تاکہ ایسے بہادر کو پہچان لیں اور کسی طرح بیسمان سے پھیر لاویں کیونکہ بہت تھک گیا ہوگا عبدہ بن سلمان نے کہا کہ میں بھی ہجوم کرنیوالوں میں تھا جب ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ بڑی عمامہ سے ڈھانکا ہوا ہے ہے میں نے اس کا ڈھانکا کھینچ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ امام علام شہور عبداللہ بن المبارک ہیں انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ای ابو عمرو کیا تو بھی اُن لوگوں میں سے ہے جو ہم پر تشنیع و ملامت کرتے ہیں **مصنف** نے کہا کہ ای بھائیو تم پر اللہ رحم کرے دیکھو اس اخلاص والے سردار کو کہ کیونکر اسکو اپنے اخلاص کے بارہ میں خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو لوگوں کے دیکھنے اور مدح کرنے سے اس میں کسی قسم کا شائبہ اثر کرے تو اس کا جی خوش ہو ابراہیم بن ادہم جہاد میں قتال کرتے جب کچھ مال غنیمت حاصل ہوتا تو اس میں سے کچھ نہ لیتے۔ تاکہ ان کا ثواب مزید ہو **فصل** مصنف نے کہا کہ ابلیس کبھی مجاہد پر غنیمت ملنے کے وقت تلبیس کرتا ہے چنانچہ اکثر دفعہ غنیمت میں سے ایسی چیز لیتا ہے جسکے لینے کا اسکو حق نہ تھا پھر یا تو کم علم تھا اسنے اپنی رائے سے یہ زعم کیا کہ کفار کے اموال سب میں جس نے لیا اسکو حلال ہے۔

ولا یدری ان الغلول من الغنائم معصیۃ۔ وفی الصحیحین من حدیث ابی ہریرۃ قال خرجنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر ففتح اللہ علینا فلم نغنم ذہبا ولا ورقا غنمنا المتاع
والطعام والثیاب ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد لہ فلما نزلنا
قام عبد لرسول اللہ صلعم یحل رحلہ فرمی بسہم فکان فیہ حتفہ فقلنا ہنیئا لہ الشہادۃ یا رسول اللہ صلعم
فقال کلا والذی نفس محمد بیدہ ان الشملۃ لتلتہب علیہ نارا اخذہا من الغنائم یوم خیبر لم تصبہا
المقاسم قال ففزع الناس فجاء رجل بشراک او بشراکین فقال اصبت یوم خیبر فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شراک من نار او شراکان من نار۔ **فصل** وقد یکون الغازی عالما بالتحریم الا انہ یری الشیٔ
الکثیر فلا یصابر عنہ ورعا طن از جہاد کہ یدفع عنہ ما فعل وہہنا یتبین اثر الایمان والعلم۔ وعن
ابی عبیدۃ العنبری قال لما ہبط المسلمون المدائن وجمعوا الاقباض قبل رجل بحق معہ فدفعہ الی صاحب
الاقباض فقال الذین معہ ما رأینا مثل ہذا قط ما یعدل عندنا ولا یقاربہ فقالوا لہ ہل اخذت منہ شیئا

ترجمہ اور یہ نہ جانا کہ غنیمت کے مال مین خیانت کرنا معصیت اور گناہ ہے کیونکہ وہ تمام مجاہدین کا حق ہے اور صحیحین مین
حدیث ابوہریرہ رضہ سے آیا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے اللہ تعالے نے ہم کو فتح دی وہان ہم نے
غنیمت مین کچھ سونا چاندی نہ پایا۔ بلکہ اسباب واناج وکپڑے پائے پھر ہم لوگ وادی کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ آپکا ایک غلام تھا جب ہم منزل پر اُترے تو وہ غلام کھڑا ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ کھولنے لگا
اتنے مین کہین سے اُس کو ایک تیر لگا جس سے اُسکی موت تھی تو ہم لوگون نے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اُس کو شہادت
مبارک ہو تو حضرت نے فرمایا کہ ہرگز نہین قسم اُس پاک پروردگار کی جس کے قبضے مین میری جان ہے کہ اُس کے سر پر ایک
بوٹے دار کمل جس کو اُس نے فتح خیبر کے روز تقسیم سے پہلے لے لیا تھا آگ بھڑکا رہا ہے۔ یہ سنتے ہی لوگ خوف زدہ ہوگئے
اور ایک شخص تسمہ یا دو تسمہ لایا اور عرض کیا کہ اس کو مین نے خیبر کے روز پایا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ یہ آگ کا تسمہ یا آگ کے تسمے ہین **فصل** کبھی غازی کو معلوم ہوتا ہے کہ بغیر تقسیم کے کوئی چیز لے لینا حرام ہے
لیکن اُس نے جو چیز پائی۔ وہ ایسی بیش قیمت ہوتی ہے کہ اُس سے صبر نہین کرسکتا۔ اور اکثر یہ گمان کرتا
ہے کہ میرے جہاد سے یہ خیانت دفع ہوجائے گی حالانکہ ایمان وعلم ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے **ابوعبیدہ**
عنبری نے بیان کیا کہ اہل اسلام صحابہ وتابعین نے جب مدائن دارالسلطنت کسریٰ فتح کیا۔ اور وہان اُترے تو
مال غنیمت جہان جہان مقبوض تھا۔ سب کو جمع کیا۔ اس وقت ایک شخص جواہرات کے ڈبے لایا۔ اور جو شخص اموال
غنیمت قبض کرتا تھا اُس کے حوالہ کیا۔ تو جو لوگ وہان موجود تھے کہنے لگے کہ واللہ ہم نے ایسی دولت کبھی نہین دیکھی۔ اور جو کچھ
یہ تمام غنیمت موجود ہے۔ اُس کے برابر نہین ہے۔ اور نہ اُس کے قریب پہونچتی ہے پھر اس شخص سے کہا کہ کیا تمنے اسمین سے کچھ لیا ہے

فقال اما والله لولا الله ما اتيتكم به ضرفوا ان الرجل شاما فقالوا من انت فقال لا والله لا اخبركم لتحمدوني و اغركم لتفرطوني ولكني احمد الله وارضى بثوابه فاتبعوه رجالا حتى انتهى الى اصحابه فسال عنه فاذا هو عامر بن عبد قيس

ذكر تبليس ابليس على الآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر وهم قسمان عالم و جاهل فدخول ابليس على العالم من طريقين الاول التزيين بذلك وطلب الذكر والعجب بذلك الفعل

وعن احمد ابن ابى الحوارى قال سمعت ابا سليمان يقول سمعت ابا جعفر يبكى فى خطبته يوم الجمعة فاستقبله الغضب وعصرتنى منه ان اقوم فاعظه بما عرف من نعله اذا نزل قال فكرهت ان اقوم الى خليفة فاعظه والناس جلوس يرمقونى بابصارهم فتعرض لى تزيين امر بى فاقبل على غير تصحيح فجلست وسكت والطريق الثانى الغضب للنفس وربما كان ابتداء وربما عرض فى حالة الامر بالمعروف لاجل ما يلقى به المنكر من الاهانة فتغير خصوصة لنفسه كما قال عمر بن عبد العزيز لرجل لولا ما فى غضبان لعاقبتك وانما الذى اغضبنى فخفت ان يمتزج العقوبة من غضب الله ولى

ترجمہ اُس نے کہا کہ تم جان رکھو کہ واللہ اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے نہوتا تو مین اُس کو تمہارے پاس بھی نہ لاتا۔ لوگون نے پوچھا کہ اس شخص کے خلوص ایمان وتقوی کی شان عظیم ہے۔ انہون نے پوچھا کہ آپ کون شخص ہین فرمایا کہ واللہ مین تم کو نہ بتاؤنگا کہ تم میری تعریف کرو اور نہ تم کو دھوکا دونگا۔ کہ میری حق مین افراط کرو بلکہ مین اللہ تعالےٰ کی حمد وثناء کرتا اور اُسے کے ثواب سے راضی ہون۔ لوگون نے خفیہ کچھ لوگ اُس کے پیچھے لگائے کہ دیکھو یہ شخص کہان جاتا ہے۔ جب وہ شخص اپنی قوم مین گیا تو جو لوگ پیچھے لگے تھے اُنہون نے وہان اُس کی قوم والون سے پوچھا۔ کہ اُس شخص کا کیا نام ہے معلوم ہوا کہ وہ عامر بن عبد قیس ہین رضی اللہ عنہ **تلبیس ابلیس** ایسے لوگون پر جو نیک باتون کا حکم کرتے اور بری باتون سے منع کرتے ہین ایسے لوگ دو قسم کے ہوتے ہین **عالم وجاہل** پس ابلیس عالم کے پاس دو طریق سے آتا ہے (اول) اُس کو اس کام مین تزین وناہری وخود پسندی دکھلاتا ہے **احمد** بن ابی الحواری نے کہا کہ مین نے ابو سلیمان دارانی سے سنا کہ مین نے دیکھا کہ ابو جعفر خلیفہ جمعہ کے خطبہ پڑھتے ہین رو رہے ہین تو مجھے غصہ آگیا۔ اور یہ نیت کی کہ جب یہ منبر سے اُترے تو مین اُٹھکر اُس کے اس فعل پر اُسکو نصیحت کرون پھر مین نے ناپسند جانا کہ اُٹھکر خلیفہ کو نصیحت کرون اور لوگ کہ بیٹھے ہین لڑائی مجھے دیکھتے ہین تو میرے نفس میں آرایش وتزین ہوا یا اور نفس نے مجھے حکم دیا کہ اب اُٹھو یعنی جب نیت خالص وصحیح نہ رہی تو مین بیٹھ گیا اور خاموش ہوگیا **دوم** اپنے نفس پر غضب وغصہ ہوا اور یہ کبھی تو ابتدا سے ہوتا ہے اور کبھی امر معروف اور نہی منکر کے درمیان مین پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے کہ حسن کو نصیحت کی وہ انکار کرتا ہے تو اپنی ہانت سمجھکر غصہ ہوجاتا ہے اور ایسی حالت میں جھگڑا کرنا اپنی ذات کے واسطے ہوجاتا ہے لہذا **عمر بن عبد العزیز** خلیفہ ایک شخص سے فرمایا کہ اگر مین غصہ میں نہوتا تو تجھے سزا دیتا اور مطلب یہ تھا کہ تو نے مجھے غصہ میں کردیا اب مین ڈرتا ہون کہ خدا کے واسطے کرنا چاہیئے تھا اس مین میرا ذاتی غصہ شریک نہوجاوے

فصل فاما اذا کان الامر بالمعروف جاهلا فان الشیطان یتلاعب به وربما کان افساده فی امره اکثر من اصلاحه لانه ربما نهی عن شئ جائز بالاجماع وربما انکر ما قد تاول فیه صاحبه وتبع بعض المذاهب وربما کسر الباب وتسور الشیطان وغرر اهل المنکر وقد فهموا ان اجابوه بکلمة تصعب علیه صار غضبه لنفسه وربما کشف ما فی امره الشرع لستره **وقال** سئل احمد بن حنبل عن القوم یکون معهم المنکر مغطی مثل طنبور ومسکر قال اذا کان مغطی لا تکسره **وقال** فی روایة اخری اکسره وهذا محمول علی انه یکون مغطی بشئ خفیف نصفه فتیقن والا ولی علی انه لا یتیقن **وسئل** احمد عن الرجل یسمع صوت الطبل والزمار ولا یعرف مکانه فقال وما علیک ما غاب عنک فلا تفتش **وقال المصنف** وربما رفع هذا المنکر اهل المنکر الی من یظلمهم **وقد قال** احمد بن حنبل اذا علمت ان السلطان یقیم الحدود فارفع الیه **فصل** ومن تلبیس ابلیس علی المنکر انه اذا انکر جلس فی مجمع یصف ما فعل ویتباهی ویسب اصحاب المنکر شتم الحق علیهم ویلعنهم لعل القوم قد تابوا وربما کانوا اخلصوا منه لله فهو کسر ودخل رجل فی ضمن محله کشف عورات المسلمین

ترجمہ فصل جب امر معروف کا متصدی کوئی جاہل ہوتا ہے تو شیطان اُس سے کھیل کرتا ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اصلاح کار سے زیادہ بربادی کر دیتا ہے اور اکثر وہ ایسی چیز سے مانع ہوتا ہے جو بالاجماع جائز ہے اور کبھی ایسی چیز پر انکار کرتا ہے جس کا عامل بعضے علماء کی پیروی پر تاویل کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات جاہل اُس مکان کا دروازہ توڑ ڈالتا ہے جس مین ناجائز کام والے پوشیدہ تھے یا دیوار پھاند کر ان لوگون کو مارتا ہے اور گالیان دیتا ہے اگر انہون نے جواب مین ایک کلمہ کہا تو اُس پر گران گزرتا ہے۔ اور یہ سارا غصہ اپنی ذات کے واسطے ہو جاتا ہے اور جاہل بسا اوقات ایسے امر منکر کو برملا فاش کر دیتا ہے جس کی پردہ پوشی کے واسطے شرع نے تاکید فرمائی ہے **احمد** بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایک قوم کے ساتھ کوئی ناجائز چیز مانند طنبور و تاڑی وغیرہ کے پوشیدہ موجود ہے تو فرمایا کہ اگر ڈھکی ہوئی ہو تو اُس کو نہ توڑ اور ایک روایت مین فرمایا کہ توڑ دو یہ معلوم ہوتا ہے کہ توڑنے کا حکم ایسی حالت مین دیا کہ لوگون نے یہ چیز کچھ خفیف چیز سے چھپائی یا کچھ چھپائی اور کچھ نہ چھپائی کہ اُس کے موجود ہونے کا تیقن ہوا۔ اور نہ توڑنے کا حکم اُس وقت دیا کہ اُس کے موجود ہونے کا تیقن نہین ہو سکتا یعنی بالکل پوشیدہ ہے **احمد** بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے طبلہ و مزمار کی آواز سنی اور اُس کی جگہ نہین معلوم ہے تو فرمایا کہ تجھ پر اُس کا مواخذہ نہین ہے۔ جو تیری نظر سے پوشیدہ ہو اُس کی تفتیش نہ کر **مصنف** رح نے کہا کہ بسا اوقات محتسب اُن بدکارون کو ایسے شخص کے پاس لے جاتا ہے جو اُن پر ظلم کرتا ہے **احمد** بن حنبل نے فرمایا کہ جب معلوم ہو کہ سلطان حدود شرعی قائم کرتا ہے تو بدکارون کو اُس کے پاس لے جاوے **فصل** محتسب پر ابلیس کی تلبیسون مین سے ایک یہ ہے کہ جب اُس نے کسی قوم کی بدکاری کو مٹایا ہو تو اپنے مجمع مین بیٹھکر اپنی کامیابی کی تعریف کرتا اور فخریہ بیان کرتا ہے اور بدکارون پر غصہ ہو کر اُن کو گالیان دیتا اور لعنت کرتا ہے حالانکہ شاید قوم نے توبہ کر لی ہو۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ بوجہ ندامت کے اس مغرور سے بہتر ہوتے ہین۔ اور اس محتسب کی برملا گفتگو کے ضمن مین مسلمانون کے عیوب فاش کرنا لازم آتا ہے + + + +

لانہ یعلم من لا یعلم والستر علی المسلم واجب ھما امکن **وقال المصنف** سمعت بعض الجھلۃ بالانکار علی انہ یھجم علی قوم ما یتیقن ما عندھم ویضربھم الضرب المبرح ویکسر الاولی فکل ھذا بوجہ الجھل فاما العالم اذا انکر فانت منہ فی امان **وقل** کان السلف یتلطفون فی الانکار فرای صلۃ بن اشیم رجلا یکلم امراۃ فقال ان اللہ یرکما ستر نا اللہ وایاکما **وکان** یمر بقوم یلعبون فیقول یا اخوانی ما تقولون فیمن اراد سفرا فنام طول اللیل ولعب طول النھار فمتی یقطع سفرہ فانتبہ رجل منھم فقال یا قوم انہ یعیننا بھذا فتاب وحجہ **فصل** واولی الناس ان یتلطف فی الانکار علیہ الامراء فیصلح ان یقال لھم ان اللہ قد رفعکم فاعرفوا قدر نعمۃ ربکم فان النعم تدوم بالشکر ولا یحسن ان یقابل بالمعاصی **فصل** قد لبس ابلیس علی بعض المتعبدین فیری منکرا فلا ینکرہ ویقول انما یامر وینھی من قد صلح وانا لیس بصالح فکیف امر غیری وھذا غلط لانہ یجب علیہ ان یامر وینھی ولو کانت تلک المعصیۃ فیہ الا انہ متی انکر متنزہ علی المنکر اثر الانکار علیہ اذا لم یکن متنزھا لم یکن انکارہ یعمل فینبغی المنکر ان یزکی نفسہ لیوثر انکارہ **قال** ابن عقیل رأینا فی عصرنا ابا بکر الاقفالی فی ایام القائم اذا انتصر لانکار منکر

ترجمہ کیونکہ وہ ایسے لوگون کو بتلاتا ہے۔ جو جانتے تھے۔ حالانکہ جہانتک ہوسکے مسلمانون کی پردہ پوشی واجب ہے **مصنف** نے کہا کہ مین نے بعض جاہل کا حال سنا۔ کہ اُس نے بدگمانی سے ایک قوم کے یہان ہجوم کیا حالانکہ یہ تیقین نہین کہ اُن کے یہان کیا برائی ہے۔ اور اُن کو سخت کوڑے جس سے زخم پڑجائے مارتے لگا اور برتن توڑ ڈالے۔ یہ سب جہالت کا باعث ہے اور عالم جب کسی امر پر انکار کرے تو اُس کی طرف سے تجھے امان ہے **سلف** رضی اللہ عنہم بُری باتون کے انکار کرنے مین نرمی کرتے تھے چنانچہ صلہ ابن اشیم نے ایک مرد کو ایک عورت سے باتین کرتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونون کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ ہماری تمہاری پردہ پوشی فرماوے۔ اور صلہ رح کا گذر ایک قوم کی طرف ہوا جو کھیلتے تھے اُن سے فرمایا کہ اے میرے بھائیو تم لوگ ایسے مسافر کے حق مین کیا کہتے ہو جو رات بھر سوتا رہا۔ اور دن بھر کھیل مین پڑا رہا تو سفر کس وقت پورا کرے اِن مین سے ایک جوان چونکا اور کہا کہ اے قوم بزرگ ہم کو گون کو نصیحت کرتے ہین پھر توبہ کرکے ان کے ساتھ ہوگیا **فصل** سب سے زیادہ نرمی سے انکار کے لائق بادشاہ وامرا ہین تو اُن سے یون کہنا چاہئے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارا رتبہ بلند کیا تم کو چاہئے کہ اُس کی نعمت کی قدر جانو کیونکہ شکر ہی سے نعمت کو دوام ہوتا ہے اور یہ مناسب نہین کہ ان نعمتون کو مقابلہ مین نافرمانیان کی جاوین **فصل** ابلیس نے بعضے عابدون پر تلبیس کی کہ وہ منکرات کو دیکھتا ہے اور اُس سے انکار نہین کرتا اور کہتا ہے کہ امر و نہی وہ کرے جو اس لائق ہوگیا ہو اور یہ اِس لائق نہین ہون اور یہ غلط ہے اس لئے کہ اس پر امر و نہی واجب ہے اگرچہ خود کسی بدکاری مین مبتلا ہو تو بھی دوسرے کو اُس سے منع کرے لیکن بات یہ ہوتی ہے کہ جو خود پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرتا ہے اور اُس کو بعد لوگون کو بُری کامون سے منع کرتا ہے تو اُس کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور جب خود مبتلا ہوتا ہے تو امید نہین کہ اُس کا انکار کچھ اثر کرے لہذا محتسب کو چاہئے کہ خود بُری باتون سے پرہیز کرے تاکہ اُس کا انکار مفید ہو **ابن عقیل** رح نے کہا کہ ہم نے اپنے زمانہ مین خلیفہ قائم کے عہد مین ابو بکر اقفالی کو دیکھا۔ کہ جب امر منکر کے مٹانے کو اُٹھتے

استبتع معه مشايخ لا يأكلون الا من صنعة ايديهم كابي بكر الخباز شيخ صالح اخذ من اطلاعه في التنور وجماعة مايلهم من يأخذ صدقة ولا تدنس لقبول عطاء صوام النهار قوام الليل ارباب بكاء فاذا اتبعه مخلط رده وقال متى لقينا الجيش بمخلط انهزم الجيش **الباب التاسع في ذكر تلبيس ابليس على الزهاد قال المصنف** قد يسمع العامي ذم الدنيا في القرآن والاخبار فيرى ان النجاة تركها ولا يدري ما الدنيا المذمومة فيلبس عليه ابليس بانك لا تنجو في الاخرة الا بترك الدنيا فيخرج على وجهه الى الجبال فيبعد عن الجمعة والجماعة والعلم ويصير كالوحش ويخيل اليه ان هذا هو الزهد الحقيقي كيف لا وقد سمع عن فلان انه هام على وجهه وعن فلان انه تعبد في جبل وربما كانت له عائلة فضاعت او والدة فبكت لفراقه وربما لم يعرف اركان الصلاة كما ينبغي وربما كانت عليه مظالم لم يخرج منها وانما يتمكن ابليس من التلبيس على هذا لقلة علمه **ومن جهله** رضاه عن نفسه بما تعلم ولو انه وفق لصحبة فقيه يفهم الحقائق نبهه ان الدنيا لا تذم لذاتها وكيف يذم ما من الله تعالى به وما هو ضروري في بقاء الآدمي

ترجمہ اُن کے پیچھے مشایخ کی ایک جماعت ہو جاتی جن کی یہ صفت ہو کہ اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھاتے ہیں جیسے ابوبکر خباز اور یہ شیخ صالح ہیں کہ تنور کے کام میں اپنا پہلو گرم رکھتے ہیں۔ اور اسی قسم کی ایک جماعت ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے صدقہ لینے کی گدڑی اوڑھی ہو یا قبول عطیہ کی نجاست سے ملوث ہوا ہو۔ یہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور راہ حق میں گریہ وزاری کرنے والے ہیں۔ اور جب کوئی مخلط جو اُن کی صفت پر نہیں ہے اُن کے ساتھ ہونا چاہے تو اس کو پھیر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے لشکر میں کوئی مخلط شامل ہوا۔ تو لشکر شکست کھائے گا

باب نہم زاہدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** نے کہا کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جاہل آدمی قرآن یا حدیث میں دنیا کی مذمت سنتا ہے تو جانتا ہے کہ نجات یہ کہ دنیا ترک کرے اور یہ نہیں جانتا کہ دنیا کیا چیز ہے تو ابلیس اس پر یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ تو دنیا ترک کر دے تو آخرت میں نجات پائے گا پس منہ اُٹھا کر پہاڑوں کی طرف نکل جاتا ہے اور جمعہ و جماعت و علم سے دور ہو کر وحشی کے مانند ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کے ذہن میں جماتا ہے کہ حقیقی زہد یہی ہے اور کیوں نہ سمجھے وہ سُن چکا کہ فلاں شیخ منہ اُٹھائے جنگل کو چلا گیا اور فلاں شیخ پہاڑ میں عبادت کرتا رہا۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اُس جاہل کی آنے اولاد ہوتی ہے وہ پریشان برباد ہوتی ہے اور اس کی والدہ ہوئی تو فراق میں روتی ہے اور کبھی یہ جاہل نماز کے ارکان بھی ٹھیک نہیں جانتا اور کبھی اُس کے ذمہ لوگوں کے قرضہ غیرہ حقوق و مظالم ہوتے ہیں جن کو اُس نے ادا نہ کیا اور اُن سے ذمہ پاک نہ کیا اور ابلیس کو اس جاہل شخص کی تلبیس کا قابو اسی وجہ سے ملا کہ اس کو علم کم ترہے یہ بھی اس کی جہالت تھی کہ جو کچھ اُس کے نفس نے سمجھا اسی پر راضی ہوا اور اگر اُس نے کسی ایسے فقیہ کی صحبت اُٹھائی ہوتی جو حقائق سے آگاہ ہے تو وہ اُسکو بتلا دیتا کہ دنیا کچھ بذات خود مذموم نہیں ہے اور ایسی چیز کیونکر مذموم ہو سکتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے احسان رکھا ہے اور جو آدمی کے باقی رہنے کے واسطے ضروری چیز ہے

وسبب فی اعانته علی تحصیل العلم والعبادة من مطعم ومشرب وملبس ومسجد یصلی فیه وانما المذموم اخذ الشئ من غیر حله او تناوله علی وجه السرف لا علی مقدار الحاجة وتصرف النفس فیه بمقتضی رعونتها لا باذن الشرع وان الخروج الی الجبال للنفردة منهی عنه فان النبی صلی الله علیه وسلم نهی ان یبیت الرجل وحده وان التعرض لترک الجماعة والجمعة خسران والبعد عن العلم والعلماء یقوی سلطان الجهل وفراق الولد والوالدة فی مثل هذا عقوق والعقوق من الکبائر واما من سمع عنه انه خرج الی الجبل فانما خرجوا لانهم لم یکن لهم عیال ولا ولد ولا والدة فخرجوا الی مکان یتعبدون فیه مجتمعین ومن لم یحتمل حالهم وجها صحیحا فهو علی الخطأ من کانوا وقد قال بعض السلف خرجنا الی جبل نتعبد فجاء نا سفیان الثوری فردنا **فصل** ومن تلبیسه علی الزهاد اعراضهم عن العلم اشتغالا بالزهد فقد استبدلوا الذی هو خیر بالذی هو ادنی **وبیان ذلک** ان الزاهد لا یتعدی نفعه عتبة بابه والعالم نفعه متعد وکم قد ادی الصواب من متعد **فصل** ومن تلبیسه علیهم انه یوهمهم ان الزهد ترک المباحات فمنهم من لا یزید علی خبز الشعیر

ترجمہ اور جس کے ذریعہ سے آدمی علم وعبادت حاصل کرسکتا ہے جیسے کھانا و پینا و پہننا وغیرہ اور اسی مین مسجد ہے جس مین نماز پڑھتا ہے بلکہ مذموم فقط یہ ہے کہ کوئی چیز بغیر حلت کے لیلے یا اسراف کے طور پر تصرف کرے جو مقدار حاجت سے زائد ہو۔ اور نفس اس مین اپنی رعونت کے موافق بدون شرعی ادب کے تصرف کرے اور یہ بھی بتلادینا کہ پہاڑون مین تنہا نکل جانا منع ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی تنہا رات بسر کرے اور خفیہ سمجھادینا کہ ایسی حرکت اختیار کرنا جس سے جمعہ وجماعت فوت ہوجاوے محض خسارہ ہے نفع نہین ہے۔ اور علم وعالمون سے دور ہونے مین جہالت غالب ہوجاتی ہے۔ اور ایسے معاملہ سے ماں باپ کو فراق کا صدمہ دینا اُن کی نافرمانی وعقوق مین داخل ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ رہا یہ کہ اُس نے سُنا کہ فلان شیخ پہاڑون مین نکل گئے۔ تو احتمال ہے کہ اُن کے عیال ووالدہ ووالد وغیرہ نہ تھے اور کوئی باعث تھا کہ وہ ایسے مقام پر نکل گئے۔ کہ وہان اُن لوگون نے مجتمع ہوکر عبادت کی (مثلاً پہاڑ قریب آبادی کے تھا جیسے مکہ مین غار حرا ہے یا ملک مین فتنہ تھا) اور جس شخص کی حالت مین کوئی وجہ صحیح اس کی نہ ہو۔ تو وہ خطا پر تھا خواہ کوئی ہو اور بیشک بعض سلف نے بیان کیا کہ ہم لوگ عبادت کے لئے پہاڑ مین چلے گئے تو سفیان الثوری ہمارے پاس آئے اور ہم کو واپس شہر لے گئے **فصل** زاہدون پر ابلیس کی تلبیس مین سے یہ ہے کہ زہد وعبادت کے پیچھے علم چھوڑ دیتے ہین تو اُنہون نے بہتر و افضل چھوڑ کر حقیر وکمتر کو اختیار کرلیا **اس کا بیان یہ ہے** کہ زاہد کا نفع اُس کے دروازے سے آگے نہین بڑھتا۔ اور عالم کا نفع دوسرون کو پہونچتا ہے اور بہتیرے صدسے تجاوز کرنے والون کو عالم راہ راست پر پھیر لاتا ہے **فصل** - زاہدون پر تلبیس ابلیس مین سے یہ ہے کہ اُس نے اُن کے گمان مین جما دیا کہ مباحات کو ترک کرنا زہد ہے چنانچہ ان مین سے بعضے فقط جو کی روٹی پر کچھ زیادہ نہین کرتے (باوجودیکہ امیر ہے)

ومنهم من لا یذوق الفاکهة ومنهم من یقلل المطعم حتی یبیس بدنه ویعذب نفسه بلبس الصوف ویمنعها الماء البارد وما هذه طریقة الرسول الله صلی الله علیه وسلم ولا طریق صحابته وتابعیهم وانما کانوا یجوعون اذا لم یجدوا شیئا فاذا وجدوا اکلوا وقد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یاکل اللحم ویحبه ویاکل الدجاج ویحب الحلواء ویستعذب له الماء البارد ویختار الماء الباشق فان الماء الحار یوذی المعدة ولا یروی وقد کان رجل یقول انا لا آکل الخبیص لانی لا اقوم بشکره فقال الحسن البصری هذا رجل احمق وهل یقوم بشکر الماء البارد وقد کان سفیان الثوری اذا سافر حمل فی سفرته الحلوی والدجاج والفالوذج وینبغی للانسان ان یعلم ان نفسه مطیته ولا بد من الرفق بها لیصل به الی المقصود فلیاخذ ما یصلحها ولیترک ما یوذیها من الشبع الافراط فی تناول الشهوات فان ذلک یوذی البدن والدین ثم ان الناس یختلفون فی طباعهم فان الاعراب اذا لبسوا الصوف واقتصروا علی شرب اللبن لم یضرهم لان مطایاهم ابدانهم یحتمل ذلک واهل السواد اذا لبسوا الصوف واکلوا الکواخ لم یضرهم ایضا ولا تقول فی هؤلاء من قد حمل علی نفسه لان هذه عادة القوم

ترجمہ اور بعضے کسی نواکر یعنی پھل و میوہ جات سے کچھ نہیں چکھتے اور بعضے غذا یہاں تک کم کرتے ہیں۔ کہ اُن کا بدن خشک ہوجاتا ہے۔ اور صوف پہننے سے اپنے بدن کو ایذا دیتے ہیں اور سرد پانی نہیں دیتے حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں ہے اور نہ آپکے صحابہ و تابعین و اتباع کا طریقہ ہے۔ اور وہ بزرگوار لوگ تو جبھی بھوک پر صابر رہتے جب کچھ نہ پاتے اور جب پاتے تو کھاتے تھے اور البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھاتے اور اس کو پسند فرماتے اور مرغ کا گوشت کھاتے اور حلوا پسند فرماتے اور آپکے لیے میٹھا پانی سرد کیا جاتا اور باسی پانی کو ترجیح دیتے کیونکہ گرم پانی معدہ کو تکلیف دیتا اور پیاس نہیں بجھاتا ہے زاہدون میں سے ایک کہتا تھا کہ میں حلوا نہیں کھاتا کیونکہ میں اُس کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ تو حسن بصریؒ نے فرمایا۔ کہ یہ شخص احمق ہے کیا یہ سرد پانی کا شکر ادا کرلیتا ہے اور البتہ سفیان الثوری جب سفر کو جاتے تو اُن کے دسترخوان سفر میں حلوان کا بُھنا ہوا گوشت اور مرغ کا گوشت اور فالوذہ ہوتا تھا۔ آدمی کو جان لینا چاہیے کہ یہ نفس اس کی سواری ہے اور اُس کے ساتھ نرمی کرنا ضرور ہے تاکہ مقصود کو پہونچ جاوے۔ تو جو چیزیں اُس کی اصلاح کرنے والی ہیں اُن کو حاصل کرے اور جن سے اُس کو مضرت ہو وہ ترک کرے جیسے پیٹ نان کر کھانا اور خواہش کی چیزوں میں کثرت کرنا کیونکہ اس سے بدن کو اذیت ہوتی ہے اور دین میں بھی مضر ہے۔ پھر آدمیوں کی طبائع مختلف ہیں چنانچہ عرب کے جنگلی اگر بالوں کے کپڑے پہنیں اور فقط اونٹ کے دودھ پر رہیں تو ان کو ضرر نہیں ہوتا کیونکہ انکے بدن اسکو برداشت کرتے ہیں اور ملک کے بھی مناسب اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ اور اگر سواد عراق کے لوگ صوف پہنیں یا آب کامہ کھائیں تو انکو بھی مضر نہیں ہوتا اور ہم یہ نہیں کہتے کہ انہیں بعض شخص اپنے آپ کو اسقدر قلیل چیز پر عادت کرے کیونکہ انمیں بعض ایسے ہوگزرے ہیں اس لئے کہ اس قوم کو یہ عادت بچپن سے پڑی ہے

فاما اذا کان البدن مترفا قد نشاء علی التنعم فانا نفی صاحبہ ان یحمل علیہ ما یوذیہ فان تزھد واترک الشھوات اما
لان الحلال لا یحتمل لہ سرت اولان الطعام اللذیذ یوجب کثرۃ التناول فیکثر النوم والکسل وھذا یحتاج ان
ما یصد ترکہ وما لا یضر فیاخذ قدر القوام من غیران یؤذی النفس **وقد** ظن اقوام ان الخبز القفار یکفی فی قوام
البدن ولو کفی لکان الاقتصار علیہ یؤذی من جھۃ ان اخلاط البدن یفتقر الی الحامض والحاد والحار والبارد
والمسکل والمسھل **وقد** جعل فی الطبع میل الی الملائم فتارۃ تمیل الی الحامض وتارۃ الی الحلو ولذلک اسباب
مثل ان یقل عندھا البلغم الذی لابد فی قوامھا منہ فیشتاق الی اللبن ویکثر عندھا الصفراء فیمیل الی الحموضۃ
فمن کفاہ عن التصرف علی مقتضی ما قد وقع فی طبعھا مما یصلحھا فقد اذھا الا ان یکفھا عن الشبع والشرہ وما
یخاف عاقبتہ فان ذلک یفسدھا فاما الکف المطلق فحظ افافھم ھذا ولا تلتفت الی قول الحارث
الحاسبی وابی طالب المکی فیما ذکروا من تقلیل المطعم ومجاھدۃ النفس بترک مباحاتھا
فان اتباع الشارع وصحابتہ اولی **وکان ابن عقیل** یقول ما اعجب امورکم فی الدین

ترجمہ اور اگر بدن نازک ہو جو عیش مین پرورش ہوا ہے تو ہم اُس کو منع کرتے ہین کہ وہ اپنے بدن کو یکایک ایسی غذا پر آمادہ
نہ کرے جو اُس کو ضرر پہونچاوے پھر اگر کسی نے زہد اختیار کیا اور خواہش کی چیزون کا ترک کرنا اختیار کیا خواہ اس وجہ سے کہ حلال
مال مین ایسے زیادہ خرچ کی گنجایش نہین ہوتی یا جب طعام لذیذ ہو تو کثرت سے کھایا جاتا ہے جس سے نیند بہت آتی ہے اور
کسل پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ کس چیز کا چھوڑنا مضر ہے اور کس کا چھوڑنا مضر نہین تاکہ مقدار معتدل ایسی
چیزون سے اختیار کرے۔ کہ جن سے بدن کا قوام بخوبی باقی رہے بدون اس کے کہ نفس کو خواہ مخواہ ایذا دینا لازم آوے اور بہت اقوام
نے زعم کیا کہ روکھی پھیکی روٹی قوام بدن کے واسطے کافی ہے اگر فرض کر لو کہ اچھا کافی ہے تاہم وہ دوسری جہت سے بدن کی اخلاط
کو مضر ہے۔ جس کو کھٹے و میٹھے و سرد و گرم اور روکنے والی اور اسہال لانے والی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے طبیعت
مین مناسب چیز کا میلان رکھا ہے تو کبھی اُس کو ترشی کی طرف میلان ہوتا ہے اور کبھی میٹھے کی ضرورت ہوتی ہے اور اُس کے
مختلف اسباب ہوتے ہین مثلاً بدن مین وہ بلغم کم ہو گیا جس کی ضرورت بدن کو قوام باقی رکھنے مین لازم ہے تو طبیعت دودھ
کی خواہش کریگی اور جب بدن مین صفرا زیادہ ہوا تو طبیعت کھٹائی کی خواہش کرتی ہے تو جس نے طبیعت کو اُس کی مقتضائی
جبلت کے موافق مفید چیزون مین تصرف سے روکا تو اُس کو ایذا پہونچائی سوا اس کے کہ اُس کو پیٹ بھر کے کھانے اور حرص وغیرہ
ایسی چیز سے روکے جس کا انجام خوفناک ہے تو ایذا نہین اس لئے۔ کہ ایسی چیزون اُس کو مضر ہین رہا یہ کہ طبیعت کو مطلقاً سب چیز سے روک
دے تو یہ غلطی ہے یہ بیان سمجھ لینا چاہئے اور خالی اُسی طرف نہ دھل جانا جو حارث محاسبی اور ابو طالب مکی نے لکھا ہے کہ نفس کو بہت
ہی کم غذا دینے مین اس پر جہاد کرے اور مباحات و مستلذات سے اُسکو بالکلیہ روک دے اس لیے کہ یہان بہتر طریقہ یہ ہے کہ
آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کی اتباع کرے **ابن عقیل** فرماتے تھے کہ ای صوفیہ دینداری مین تمہاری طریقے بہت ہی تعجب انگیز ہین

اما اهواء متبعة او دهاية مبتدعة بين تجرير اذيال المرح في البطر واللعب وبين اهمال الحقوق واطراح العيال والتوق بزوايا المساجد تهلا عبدا على عقل وشرع فصل ومن تلبيسه عليهم انه يوهمهم ان الزهد هو القناعة بالدون من المطعم والملبس فحسب فهم يقنعون بذلك وقلوبهم راغبة في الرياسة وطلب الجاه فتراهم يترصدون لزيارة الامراء ويكرمون الاغنياء دون الفقراء ويتخاشعون عند لقاء الناس كانهم قد خرجوا من مشاهدة ربهم واوحدهم المال لئلا يقال قد بدا له الزهد وهم من ترد الناس ليهم وتقبيل ايديهم اوسع باب من ولايات الدنيا لان غاية الدنيا الرياسة فصل قال المصنف واكثر ما يلبس ابليس على العباد ازهدهم لخفاء الرياء واما الناهر من الرياء فلا يدخل في التلبيس مثل اظهار الذبول وشعار الوجوم وشعث الشعر ليستدل بذلك على الزهد وكذلك خفض الصوت لاظهار الخشوع وكذلك الرياء بالصلوة والصدقة ومثل هذه الظواهر لا يخفى وانما تشير الى خفي الرياء وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات ومنى لم يرد بالعمل وجه الله تعالى لم يقبل

بالادون

ترجمہ تم دو باتوں کے بیچ میں پڑے ہو۔ یا تو اپنی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو یا نصرانی راہبوں کی طرح رہبانیت نکالتے ہو۔ اول کا اثر یہ ہے کہ تکبر وغرور کی اوزچوں کی طرح کھیل و وجد و رقص کی رسی دراز کرتے ہو یا حقوق برباد کرتے اور بال بچوں کو چھوڑ کر اور مسجد میں جا کر بیٹھ رہتے ہو۔ بھلا یہ لوگ عقل و شرع کے موافق کیوں عبادت نہیں کرتے۔ فصل زاہد و پیر ابلیس یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ ان کے وہم میں جما دیا کہ زہد فقط اس امر کا نام ہے کہ سب سے کمتر کھانے اور لباس پر قناعت کرے لہذا یہ لوگ اسی مقدار پر کفایت کرتے اور ان کے دلوں میں ریاست وجاہ و مرتبہ کی خواہش بھری رہتی ہے اسی وجہ سے تم ان کو دیکھتے ہو۔ کہ امیروں اور دولتمندوں کی ملاقات کے منتظر رہتے ہیں اور دولتمندوں کی تعظیم و تکریم اور فقیروں کی تحقیر کرتے ہیں اور لوگوں کی ملاقات کے وقت ایسا عجز و انکسار ظاہر کرتے ہیں گویا ابھی مشاہدہ سے نکلے ہیں اور بارہا انہیں سے بعضے مال پھیر دیتے ہیں تاکہ نہ کہا جاوے کہ اس نے زہد کا طریقہ بدلڈالا ہے اور یہ لوگ دنیا کے خواہش کے وسیع دروازے میں اس ذریعہ سے گھسے ہیں کہ لوگ برابر ان کی خدمت میں آویں اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیں اس واسطے کہ دین کی انتہا یہی کہ ریاست حاصل ہو فصل۔ مصنف نے کہا کہ عابدوں و زاہدوں پر بکثرت جو امر ابلیس نے مکر سے ڈال رکھا ہے وہ یہ کہ ریاکاری چھپی ہوئی رکھتے ہیں اور ظاہری ریاکاری تو وہ خود علانیہ جانتے ہیں۔ وہ کچھ تلبیس میں شمار نہیں ہو سکتی۔ جیسے جسم کی نحافت ظاہر کرنا اور چہرہ کی زردی و بالوں کی پریشانی تاکہ اس کی ظاہری حالت سے ہر شخص جان لے کہ یہ صاحب بڑے زاہد ہیں۔ اسیطرح آواز پست رکھنا۔ تاکہ خشوع ظاہر ہو اور اسیطرح نماز و روزہ سے ریاکاری کرنا اور بال لٹانا تو ایسی کھلی ہوئی باتیں کچھ مخفی ریا میں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ توجہ تو مخفی ریا پر ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار تو نیتوں پر ہے (صحاح)۔ اور جب کسی عمل سے خالص رضائے الٰہی مقصود نہ ہو۔ تو وہ قبول نہ ہوگا۔

وقال مالك بن دينار قولوا لمن لم يكن صادقا لا تتعب اعلم ان المؤمن لا يريد بعمله الا الله تعالى سبحانه وانما يدخل عليه خفي الرياء فيلتبس الامر فيجانبه منه صعبة وعن يوسف بن اسباط قال تعلموا صحة العمل من سقمه فاني تعلمته في اثنين وعشرين سنة وعن ابراهيم بن ادهم يقول تعلمت المعرفة من راهب يقال له سمعان دخلت عليه في صومعته فقلت له يا سمعان منذ كم انت في صومعتك هذه قال منذ سبعين قلت وما تعاهد قال يا حنيفي وما دعاك الى هذا قلت احببت ان اعلم قال في كل ليلة حمصة قلت فما الذي يهيج من قلبك حتى تكلفك هذه الحمصة قال ترى الدير الذي بحذائك قلت نعم قال انهم يأتوني في كل سنة يوما واحدا فيزينون صومعتي ويطوفون حولها ويعظمونني بذلك فكلما تشاقلت نفسي عن العبادة ذكرتها عن تلك المسألة فانا احتمل جهد سنة لعز ساعة فاحتمل يا حنيفي جهد ساعة لعزة الابد فوقر في قلبي المعرفة فقال ازيدك قلت نعم قال انزل عن الصومعة فنزلت فاذا الى ركوة فيها عشرون حمصة فقال لي ادخل الدير فقد رأوا ما أدليت اليك

ترجمہ۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص سچائی سے عامل نہ ہو۔ اس سے کہدو کہ کیوں بیفائدہ رنج اٹھاتا ہے واضح ہو کہ مومن اپنے اعمال سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہے اور شیطان اسپر مخفی ریاکاری لیکر آتا ہے اور اس کو تلبیس میں ڈالتا ہے اور اس سے بچنا بہت سخت مشکل ہے یوسف بن اسباط رح فرماتے تھے کہ تم لوگ عمل کی صحت وسقم کو پہچانا سیکھو۔ کیونکہ میںنے اسکو بائیس (۲۲) برس میں سیکھا ہے ابراہیم بن ادہم فرماتے تھے کہ میںنے معرفت ایک راہب سے سیکھی جس کو سمعان کہتے تھے چنانچہ میں اس کے صومعہ میں گیا اور اس سے کہا کہ اے سمعان تم کتنی مدت سے اس صومعہ میں رہتے ہو اُس نے کہا کہ ستر برس ہوئے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا کھاتے ہو اس نے کہا کہ اے حنیفی تم کیوں اس دریافت میں لگے ہو۔ میں نے کہا کہ مجھ کو فقط دریافت کرنیکی خواہش ہے اُسنے کہا کہ ہر رات ایک چنا کھاتا ہوں میںنے کہا کہ تمہارے دل میں کیا چیز جوش کرتی ہے کہ یہ چنا تم کو کافی ہوجاتا ہے اسنے کہا کہ تم وہ دیر جو سامنے نظر آتا ہے دیکھتے ہو۔ میںنے کہا کہ ہاں سمعان نے کہا کہ وہ لوگ سال میں ایکروز میری صومعہ میں آتے ہیں اور اسکی آرایش کرتے ہیں اور اسکے گرد گھومتے ہیں اور اس سے میری تعظیم کرتے ہیں تو جب کبھی میرا نفس عبادت سے کسل کرتا ہے تو میں اس دن اور اس گھڑی کو یاد کرلیتا ہوں تو اس ایک گھڑی کی یاد کے لئے تمام سال میں اس سخت جہد ومشقت کو برداشت کرتا ہوں اے حنیفی تجھے لازم ہے کہ دائمی عزت کے لئے جہد وکوشش کر اسکی گفتگو سے میرے دل میں معرفت گھر کیا پھر اس نے مجھ سے کہا کہ میں تجھے کچھ زیادہ دکھادوں میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے بولا کہ تم صومعہ سے نیچے اتر کر کھڑے ہو میں جب وہاں کھڑا ہوا تو اس نے رسی باندھکر ایک آبخورہ لٹکایا۔ میں نے کھول لیا۔ تو اس میں بیس (۲۰) چنے تھے۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم ان کو لئے ہوئے اس دیر میں جاؤ کیونکہ انہوں نے مجھ لٹکاتے ہوئے دیکھ لیا ہے

فلما دخلت الدير اجتمعت النصارى فقالوا يا حنيفي ما الذي ادلى اليك الشيخ قلت من قوته قالوا
وما تصنع به نحن احق به ساومتك قلت عشرون دينارا فاعطوني عشرين دينارا فرجعت الى الشيخ فقال
اخطأت لو ساومتهم عشرين الفا لاعطوك هذا غرس من لا يعبد الا فانظر كيف غرس من يعبده يا حنيفي
اقبل على ربك قال المصنف والخوف الرياء ستر الصالحون اعمالهم حذرا عليها ويمزجونها بضدها
وكان ابن سيرين يضحك بالنهار ويبكي بالليل وكان في ذيل ايوب السختياني بعض الطول وكان ابن ادهم اذا نثر
ثيابه عنده ما ياكله الاصحاء وعن وهب بن منبه يقول كان رجل من افضل اهل زمانه وكان يزار ويعظم
فاجتمعوا اليه ذات يوم فقال انا قد خرجنا من الدنيا وفارقنا الاهل والاموال مخافة الطغيان وقد خشيت ان
يكون قد دخل علينا في حالنا هذه من الطغيان اكثر مما يدخل على اهل الاموال في اموالهم اذا نابكم امر
او اراد احدكم ان يقضي له حاجة او ان اشترى بيعا ان يقارب لمكان دينه و
ان لقي حيا ووقر لمكان دينه

ترجمہ میں اس دیر میں آیا تو نصاری نے میرے گرد جمع ہو کر پوچھنا شروع کیا کہ اے حنیفی تم کو بابا نے کیا عطا کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اپنی
غذا میں سے یہ چنے دیئے ہیں نصاریٰ نے کہا کہ اے حنیفی یہ چنے آپ کے کچھ کام کے نہیں ہیں اور ہم اس کے مقدار دیں۔ آپ
ہم سے اس کی قیمت لے لیجئے میں نے کہا کہ بیس دینار دو انہوں نے فوراً بیس اشرفیاں دیدیں۔ پھر میں راہ دال کر
سمعان کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تو نے غلطی کی اگر تو اُن سے بیس ہزار مانگتا تو وہ تجھے دیتے۔ اے حنیفی یہ
اس کی عزت ہے جو اللہ تعالےٰ کو نہیں پوجتا۔ اب تو قیاس کرلے کہ جو اللہ تعالےٰ کی بندگی کرے اس کی کیا عزت ہوگی اے
حنیفی اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جاؤ مصنفؒ نے کہا کہ اسی ریا کے خوف سے صالحین نے اپنے اعمال
چھپائے۔ تاکہ اُن کو بچالیں اور ان کو بچانے کے لئے اس کے برعکس ناقص اعمال ظاہر کئے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ
کا قاعدہ تھا۔ کہ دن میں لوگوں کے سامنے ہنسا کرتے اور رات کو رویا کرتے تھے۔ ایوب السختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ
اپنے دامن کو کچھ دراز رکھتے تھے ابراہیم بن ادہم جب بیمار ہوتے تو اُن کے پاس وہ چیزیں رکھی ہوئی دکھائی دیتیں۔
جنکو تندرست لوگ کھایا کرتے ہیں وہب بن منبہ کہا کرتے کہ ایک شخص اپنے زمانہ میں افضل لوگوں میں سے تھا۔
اور لوگ دور سے اسکی زیارت کو آتے اور اسکی تعظیم کرتے ایک روز اس کے پاس جمع ہوئے تو اس نے فرمایا کہ ہم طغیان و غرور کے خوف
سے دنیا و اہل و اموال سے خارج ہوئے اگر چھوڑا اور اب مجھ کو یہ خوف ہے کہ جسقدر حد سے تجاوز مال والوں کے مال سے نہیں آتا اسقدر طغیان ہم
لوگوں میں ہماری اس حالت موجودہ سے سماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ہم میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکی دینداری کی وجہ سے اسکی ضرورت پوری کی جاوے
اور اگر کچھ خریدے تو اسکے دام کم کئے جاویں اور اگر کسی سے ملاقات کرے تو لوگ اسکی دینداری کی وجہ سے عزت و توقیر کا برتاؤ کریں +

فشاع ذلك الكلام حتى بلغ الملك فعجبه فركب اليه ليسلم عليه وينظر اليه فلما راه الرجل قيل له هذا الملك قد اتاك ليسلم عليك فقال وما يصنع فقال للكلام الذي وعظت به قال ردّوه فسأل غلامه هل عندك طعام فقال شيء من ثمر الشيخ مما كنت تفطر به فامر به فجيء على سمط فوضع بين يديه فاخذ ياكل منه وكان يصوم النهار ولا يفطر فوقف عليه الملك فسلم عليه فلم يجبه باجابة خفية واقبل على طعامه ياكل فقال الملك اين الرجل قيل له هو هذا قال هذا الذي ياكل قالوا نعم قال ما عند هذا من خير وادبر فقال الرجل الحمد لله الذي صرفك عني بما صرفك به قال المصنف وفي رواية اخرى عن وهب انه لما اقبل الملك قدم الرجل طعامه فجعل يجمع البقول في القمقمة الكبيرة ويغمسها في الزيت ويأكل اكلا عنيفا فقال له الملك كيف انت يا فلان قال كالناس فردّ الملك عنان دابته وقال ما في هذا من خير فقال الحمد لله الذي اذهبه عني وهو لي لائم وعن ابن عطاء قال اراد الوليد بن عبد الملك ان يولي يزيد بن مرثد فبلغ ذلك يزيد فلبس فروة فجعل الجلد على ظهره والصوف خارجا

ترجمہ تو اُس کی یہ گفتگو شائع ہوگئی۔ یہاں تک کہ بادشاہ تک خبر پہونچی۔ تو اس کو بہت پسند آیا اور اس کے دیدار و سلام کے واسطے سوار ہوا۔ جب قریب آیا تو اُس سے کہا گیا۔ کہ یہ بادشاہ آپ کی سلام کے واسطے آیا ہے۔ اس نے کہا یہ کس لئے۔ کہا گیا کہ اسی گفتگو کی وجہ سے جو آپ نے بطور وعظ بیان فرمائی تھی۔ کہا اُسے واپس کردو پھر غلام سے پوچھا۔ کہ بھلا تیرے پاس کچھ کھانا موجود ہے اس نے کہا کہ کچھ چھوارے وغیرہ پھل ہیں جن سے آپ افطار کیا کرتے تھے۔ شیخ نے اُن کو منگا تو ٹاٹ کے دسترخوان پر لاکے رکھے گئے اور شیخ نے کھانا شروع کیا۔ حالانکہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اتنے میں بادشاہ آکر کھڑا ہوا۔ اور سلام کیا۔ تو شیخ نے کچھ خفیف جواب دیا۔ پھر اپنے کھانے پر متوجہ ہوگئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ شیخ کہاں ہیں۔ کہا گیا۔ کہ وہ یہی ہیں۔ کہا کہ جو کھانے میں مشغول ہیں کہا گیا کہ جی ہاں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کے پاس تو کچھ خوبی نہیں ہے اور پھر کر چلا گیا۔ تو شیخ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے اس ذریعہ سے تجھے میرے پاس سے پھیر دیا۔ **مصنف** نے کہا کہ دوسری روایت میں وہب رح سے آیا ہے کہ جب بادشاہ آیا تو شیخ کے آگے اس کا طعام پیش کیا گیا تو شیخ نے ہر قسم کے ساگ کا بڑا لقمہ جمع کرکے روغن زیتون میں ڈبو کر کھانا شروع کیا اور بہت تیزی کے ساتھ کھانے لگے بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے فلاں تیرا کیا حال ہے تو کیسا آدمی ہے شیخ نے کہا جیسے لوگ ہوتے ہیں پس بادشاہ نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیر لی اور کہا کہ اس شخص میں کوئی بہتری نہیں ہے۔ شیخ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس کو میرے پاس سے اس طرح پھیرا کہ مجھے ملامت کرتا ہوا چلا گیا ابن عطاء نے کہا کہ ولید بن عبد الملک خلیفہ نے ارادہ کیا کہ یزید بن مرثد کو متولی مقرر کرے یہ خبر یزید کو پہنچی۔ تو الٹی پوستین پہنی ++++++++++

واخذ بيده رغيفا وعرقا وخرج بلا رداء ولا قلنسوة ولا نعل ولا خف وجعل يمشي في الاسواق ويأكل فقيل للوليد ان يزيد قد اختلط واخبر بما فعل فتركه ومثل هذا كثير **فصل** قال المصنف ومن الزهاد من يستعمل الزهد ظاهرا وباطنا لكنه قد علم انه لابد ان يتحدث بتركه الدنيا اصحابه او زوجته فيهون عليه الصبر كما هان على الراهب الذي ذكرنا قصته مع ابن ادهم ولو انه اراد الاخلاص في زهده لاكل مع اهله قدر ما ينجي به جاعا النفس ويقطع الحديث عنه وقد كان داؤد بن ابي هند صام عشرين سنة فلم يعلم به اهله كان يأخذ غداءه ويخرج الى السوق فيتصدق به في الطريق فاهل السوق يظنون انه قد اكل في البيت واهل البيت يظنون انه اكل في السوق وهكذا كان الناس **فصل** ومن المتزهدين من توته الانقطاع في مسجد او رباط او جبل فلذته علم الناس بانفراده وربما احتج باني اخاف ان اري في خروجي المنكرات وله في ذلك مقاصد منها الكبر واحتقار الناس ومنها انه يخاف ان يقصر في خدمته ومنها حفظ ناموسه ورياسته فان مخالطة الناس تذهب ذلك وهو يريد ان يبقى طراوة ذكره

ترجمہ اور اپنے ہاتھ میں ایک گردہ روٹی اور گوشت دار ہڈی لے کر بغیر چادر و ٹوپی و موزہ و جوتی کے باہر نکل کر بازاروں میں پھرنا اور کھانا شروع کیا۔ لوگوں نے ولید خلیفہ کو خبر پہونچائی کہ یزید بن مرثد کی عقل مختلط بجنوں ہو گئی ہے۔ اور یہ سب حال بیان کیا گیا۔ تو خلیفہ نے ارادہ ترک کیا اور ایسے روایات بکثرت ہیں **فصل** مصنف نے کہا کہ زاہدوں میں بعضے ایسے بھی ہیں۔ جو ظاہر و باطن زہد کو عمل میں لاتے ہیں۔ لیکن شیطان ایسے زاہد کو بتلاتا ہے۔ کہ یہ ضرور ہے۔ کہ تو اپنے یاروں سے اور زوجہ سے اپنا ترک دنیا کرنا اظہار کرے پس اس حیلہ سے اسپر صبر کرنا آسان ہوتا ہے۔ جیسے اس راہب پر آسان ہوا جسکا قصہ ہمنے ابراہیم بن ادہم کے ساتھہ بیان کیا اور اگر ایسا زاہد خالص اخلاص چاہتا تو اپنی زوجہ وغیرہ کے ساتھہ مین اسقدر کھانا کرتا۔ جس سے اس نفس کو بچاتا اور اپنے حق میں ایسی گفتگو سے زبان بند کرتا **داؤد بن ابی هند** نے بیس سال تک روزہ رکھا اور ان کے گھر والوں کو معلوم نہ ہوا کہ وہ اپنا کھانا گھر سے لے کر بازار کو جاتے اور راہ میں صدقہ کر دیتے اور بازار والے یہ سمجھتے کہ اپنے گھر سے کھا کر آئے ہونگے۔ اور گھر والے جانتے کہ انہون نے بازار لے جا کر کھایا ہوگا۔ مرادان خدا کا یہی طریقہ تھا۔ **فصل** زاہدوں میں بعضے وہ ہیں۔ جو الگ ہو کر مسجد میں یا رباط مین یا پہاڑ میں بیٹھ رہتے ہیں۔ اور ان کو یہ لذت ہے۔ کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو۔ کہ فلاں زاہد اکیلا ہو رہا ہے۔ اور بسا اوقات یہ حجت لاتا ہے کہ اگر میں باہر نکلوں۔ تو منکرات جو شرع میں ناجائز ہیں۔ وہ دیکھونگا۔ اور اس کے مقاصد دیگر بھی اس انقطاع میں ہیں **ازانجملہ** تکبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنا اور **ازانجملہ** وہ خوف کرتا ہے کہ لوگ اس کی خدمت میں قصور کرینگے اور **ازانجملہ** اپنی ناموس و ریاست کی حفاظت ہے۔ کیونکہ لوگوں کے میل جول سے یہ بات جاتی رہیگی حالانکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ اس کے ذکر کی تازگی قایم رہے +

وربما كان مقصوده ستر عيوبه ومقابحه وجهله بالعلم فترى هذا يحب ان يزار ولا يزور ويفرح بمجيئ الامراء اليه واجتماع العوام على بابه وتقبيلهم يديه فهو يترك عيادة المرضى وشهود الجنائز ويقول اصحابه اعذروا الشيخ فهذه عادته لا كانت عادة تخالف الشريعة ولو احتاج هذا الشخص الى القوت ولم يكن عنده من يشتري له صبر على الجوع لئلا يخرج بنفسه لشراء ذلك فيضع من جاهه بمشيه بين العوام ولو انه خرج فاشترى حاجته لانقطعت عنه الشهرة ولكن في باطنه حفظ الناموس وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج الى السوق ويشتري حاجته ويحملها بنفسه وكان ابو بكر يحمل الثياب على كتفه فيبيع ويشتري وعن عبد الله بن حنظلة زعم قال مر عبد الله بن سلام وعلى راسه حزمة حطب فقال له ناس ما يحملك على هذا وقد اغناك الله عنه قال اردت ان ادفع به الكبر وقال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة عبد في قلبه مثقال ذرة من كبر فصل قال المصنف وهذا الذي ذكرناه من الخروج لشراء حاجة ونحوها من التذلل كان عادة السلف القدماء وقد تغيرت تلك العادة كما تغيرت الملابس والاحوال

ترجمہ اور بسا اوقات اس کا مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ اس جاہل زاہد کے عیوب وقبیح باتیں اور علم سے جاہل ہونا سب چھپا رہے پس تو دیکھتا ہے کہ یہ زاہد چاہتا ہے کہ لوگ اس کے دیدار کو آویں اور وہ کسی کے دیکھنے کو نہ جاوے اور جب امراء اس کے پاس آتے ہیں تو بہت خوش ہوتا ہے اور جب عوام اس کے دروازے پر جمع ہوتے ہیں اور اس کا ہاتھ چومتے ہیں تو پھول جاتا ہے۔ پس وہ مریضوں کی عیادت کو نہیں جاتا۔ اور نہ جنازے کی نمازوں میں شریک ہوتا ہے۔ اور اس کے مریدین کہتے ہیں۔ کہ شیخ کو معذور فرمائیے کہ ان کی عادت یہی ہے اس عادت میں کیا عذر ہو۔ جو شرع کے خلاف ہے اگر یہ زاہد اپنی ضروری غذا وغیرہ کا کسی وقت حاجتمند ہوتا ہے۔ اور اتفاق سے کوئی شخص موجود نہ ہوا جو اس کے واسطے خرید لاوے۔ تو بھوکا رہنے پر صبر کرتا ہے۔ تاکہ خود نکلکر خرید کرنے میں عوام کے درمیان چلنے پھرنے سے اس کا مرتبہ ناقص نہو۔ اور اگر وہ خود نکلکر اپنی ضرورت کی چیز خریدی تو اسکی شہرت جاتی رہے لیکن اس کے دل میں حفظ ناموس کی بہت خواہش ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جاکر اپنی ضرورت کی چیز خریدتے اور خود اوٹھا لاتے تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کندھے پر کپڑے لادے جاتے اور ان کی خرید و فروخت کرتے تھے **عبد اللہ** بن حنظلہ نے کہا کہ عبد اللہ بن سلام رضی اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھا لادے ہوئے گزرے تو کچھ لوگوں نے آپ سے کہا کہ کیا باعث ہے کہ آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے بے پروا کر دیا ہے، کہا میں چاہتا ہوں کہ اس ذریعہ سے نفس کا تکبر دور کروں اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جنت میں وہ بندہ نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو **فصل** یہ جو ہم نے ضرورت خرید و فروخت وغیرہ کے واسطے نکلنے کا ذکر کیا جسمیں تبذل ہے یہ قدماء سلف کی عادت تھی اور یہ عادت بدلگئی جیسے لباس و حالات بدل گئے۔

ولا اری العالم ان یخرج الیوم لشراء حاجته لان ذلک یکشف نور العلم عند الجهلة وتعظیمه عندهم مشروع وهراعاۃ قلوبهم فی مثل هذا لا یخرج الی الریاء واستعمال ما یوجب الهیبة فی القلوب لا یمنع منه ولیس کما کان فی السلف مما لا یتغیر به قلوب الناس یومئذ ینبغی ان یفعل الیوم قال الاوزاعی کنا نضحک ونمزح واذا صرنا یقتدی بنا فلا اری ذلک یسعنا قال المصنف وقد روینا عن ابراهیم بن ادهم ان اصحابه کانوا یوما یتمازحون فدق رجل الباب فامرهم بالسکوت فقال له تعلمنا الریاء فقال انی اکره ان یعصی الله فیکم قال المصنف وانما خاف قول الجهلة انظروا الی هؤلاء الزهاد کیف یفعلون وذلک ان العوام لا یحتملون مثل هذا المتعبدین فصل ومن هؤلاء قوم لو سئل احدهم ان یلبس الدین من ثوبه ما فعل لئلا یتوکس جاهه فی الزهد ولو خرج لیاکل والناس یرونه یحفظ نفسه من ان تبسم فضلا عن الضحک ویوهم ابلیس ان هذا لاصلاح الخلق وانما هو ریاء یحفظ به قانون الناموس وقد راه مطاطا الراس علیه اثار الحزن فاذا خلا رایته لیث شری فصل وقد کان السلف یدفعون عنهم کل ما یوجب الاشارة الیهم ویهربون من المکان الذی یشار الیهم فیه

ترجمہ اور آج کل میں کسی عالم کو نہیں دیکھتا کہ کسی ضروری چیز کی خرید کے واسطے نکلے اسلئے کہ جاہلوں کے نزدیک اس سے نور علم میں دھندلاہٹ آجاتی ہے اور نور علم کی تعظیم ان کے نزدیک مشروع ہے۔ اور ایسی باتوں میں عوام کے دلوں کی رعایت کرنا ریاکاری کیطرف نہیں لیجاتا اور ایسے طریقہ کا استعمال کرنا جس سے عوام کے دلوں میں ہیبت باقی رہے ان کے نزدیک ممنوع نہیں ہے اور ہر چیز جس سے اب لوگوں کے قلوب متغیر ہوں اگرچہ وہ سلف میں ہوتا اسکا عمل میں لانا ضرور نہیں ہے اوزاعی نے کہا کہ ہم پہلے ہنستے اور مزاح کرتے تھے اور جب ہماری یہ حالت پہنچی کہ ہمارے قول وفعل کی پیروی کی جائیگی تو ہم نے دیکھا۔ کہ یہ باتیں ہم کو نہیں روا ہیں مصنفؒ نے کہا کہ ہم کو ابراہیم بن ادہم سے روایت پہونچی کہ ایک روز ان کے اصحاب باہم خوش طبعی کرتے تھے کہ اتفاق سے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو ان کو خاموشی کا حکم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آج ریا سیکھی تو فرمایا کہ میں ناگوار سمجھتا ہوں کہ تمہاری پیروی سے اللہ تعالی کی نافرمانی کی جاوے مصنفؒ نے کہا کہ ابراہیمؒ نے جاہلوں کے قول سے خوف کیا تم لوگ ان زاہدوں کی طرف نظر کرو کہ کیونکر عمل کرتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ عوام لوگ عابدوں کے حق میں خوش طبعی وغیرہ کا گمان نہیں رکھتے فصل زاہدوں میں بعضے ایسے ہیں کہ اگر اس سے درخواست کیجاوے کہ نرم کپڑا پہنے تو منظور نکریگا تاکہ اسکے مرتبہ زہد میں نقصان نہ آوے اور اگر باہر ہو تو لوگوں کے سامنے نہ کھاوے اور اپنے آپ کو مسکرانے سے روکتا ہے ہنسنے کا کیا ذکر اور ابلیس اسکو وہم دلاتا ہے کہ یہ خلق کی اصلاح ہے حالانکہ یہ ریاکاری ہے جس سے وہ اپنی ناموس کا قاعدہ محفوظ رکھتا ہے چنانچہ تو اس کو دیکھے کہ لوگوں کے سامنے سر جھکائے بیٹھا رہتا ہے اور اس کے چہرہ پر حزن وغم کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر کبھی اس کو خلوت میں تنہا دیکھے تو شری (سلمی پہاڑ کی گہاٹی) کا شیر نظر آئیگا فصل۔ سلف صالحین کا قاعدہ تھا کہ ہر خصلت جس سے وہ انگشت نما ہوتے اس کو دور رکھتے۔ اور جہاں وہ مشار الیہ بنائے جاتے وہاں سے ہٹ جاتے ٭

وعن عبد الله بن خفيف قال قال يوسف بن اسباط خرجت من سيح راجلا حتى اتيت المصيصة وا
جرابي على عنقي فقام ذا من حانوته يسلم علي وذا يسلم فطرحت جرابي ودخلت المسجد
اصلي ركعتين فاحدقوا بي واطلع رجل في وجهي فقلت في نفسي كم لبقا قلبي على هذا فاخذت
جرابي ورجعت بعرقي وعنائي الى سيح فما رجع الى قلبي سنتين فصل ومن الزهاد من يلبس الثوب
المخرق ولا يخيطه ويترك اصلاح عائشه وتسريح لحيته ليرى انه مما عند من الدنيا خير وهذا من ابواب
الرياء فان كان صادقا في اعراضه عن اعراضه كما قيل لداؤد الطائي الا تسرح لحيتك فقال انى عنها
مشغول فليعلم انه قد سلك به غير الجادة اذ ليست هذه طريقة الرسول ولا اصحابه فانه كان يسرح شعره و
في المرآة ويداهن ويتطيب وهو اشغل الخلق وكان ابو بكر وعمر يخضبان بالحناء والكتم وهما اخوف الصحابة وازهدهم
ومن ادعى السنة ترك على السنة وافعال الاكابر لم يلتفت اليه فصل ومن الزهاد من يلزم الصمت الدائم
وينفرد عن مخالطة اهله فيؤذيهم بقبح اخلاقه وزيادة انقباضه

ترجمہ عبد اللہ بن خفیف نے کہا کہ یوسف بن اسباط نے بیان فرمایا کہ میں سیح سے پیدل نکلکر مصیصہ کو روانہ ہوا جب
وہاں پہونچا تو میری جراب میرے گلے میں تھی۔ پس ادھر سے ایک دوکاندار نے اٹھکر مجھے سلام کیا اور ادھر سے دوسری نے
اٹھکر سلام کیا۔ میں اپنی جراب ڈالکر مسجد میں گھس گیا وہاں دو رکعتیں پڑھنے لگا تو مجھے سب طرف سے لوگوں نے گھیر لیا۔
اور ایک شخص نے میرے چہرہ کے سامنے دیکھنا شروع کیا تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ میرا جی کب تک اسحالت پر سلامت
رہیگا۔ پس میں اپنی جراب لیکر باوجود پسینے میں غرق ہونے اور تھکے ماندے ہونے کے الٹے پاؤں سیح کی طرف واپس
آیا۔ پھر دو سال تک میرا قلب بحال خود نہ آیا۔ فصل بعضے زاہد کا یہ طریقہ ہے کہ وہ پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہی اور اُسکو نہیں
سیتا اور اپنے عمامہ و داڑہی کی درستی چھوڑ دیتا ہے تاکہ لوگ یہ جانیں کہ اس کے پاس دنیا سے سوائے اس لباس کے
کچھ نہیں ہے اور یہ ریاکاری کے دروازوں میں سے ہے پھر اگر وہ اصلاح و درستی کرنے میں سچا بھی ہو جیسے داؤد الطائی کی
سے کہا گیا تھا کہ آپ اپنی داڑہی کیوں درست نہیں کرتے تو فرمایا تھا کہ میں اس کے فکر سے دوسری طرف مشغول ہوں تاہم
اتنا یہ جان لینا چاہئے کہ زاہد موصوف ٹھیک راہ نہیں چلا اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب کا طریقہ نہ تھا۔
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں میں کنگھی کرتے اور آئینہ دیکھتے اور خوشبو لگاتے اور تیل ملتے حالانکہ آپ سب خلق
سے زیادہ آخرت میں مشغول تھے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما داڑہی میں حنا و کتم کا خضاب لگاتے حالانکہ سب صحابہ سے
بڑھکر خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ زاہد تھے۔ اور جو کوئی ان اکابر سے بڑھکر رتبہ کا مدعی ہو تو اسکی طرف التفات بھی نہ کیا
جائیگا۔ فصل بعضے زاہد ہمیشہ چپ رہنے کو لازم کر لیتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ملنے سے جدا
ہو جاتے ہیں۔ پس اپنے قبیح اخلاق سے ان کو ایذا دیتے ہیں

وینسی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لاھلک علیک حقا وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمزح
یلاعب الاطفال ویحدث تمیرا لو عائشۃ الی غیر ذلک من الاخلاق اللطیفۃ فھذا المتزھد الجاھل زوجتہ
کالایم وولدہ کالیتیم لانفرادہ عنھم وقبح اخلاقہ لانہ یری ان ذلک یشغلہ عن الآخرۃ ولا یدری
لقلۃ علمہ ان الانبساط الی الاھل من العون علی الآخرۃ وفی الصحیحین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لجابر ھلا تزوجت بکرا تلاعبھا وتلاعبک وربما غلب علی ھذا الزھد التجحف فترک مباضعۃ الزوجۃ
فیضیع فرضا بنافلۃ غیر مجدیۃ فضل ومن لزھدہ من یری عملہ فلو قیل لہ انت من اوتاد الارض کان ذلک حقا وھو
یترصد لظھور کرامتہ ویخیل الیہ انہ لو قیل من لمثلہ قد کان یمشی علیہ فاذا عرض لہ امر فدعا فلم یجب تنصرف
باطنہ وکانہ اجیر یطلب جزۃ عملہ ونور زق الفھم لعلم انہ عبد مملوک والمملوک لا یمن بعملہ ولو نظر الی توفیقہ
للعمل لرای وجوب الشکر فخاف من التقصیر منہ وقد کان ینبغی ان یشغلہ خوفہ
عن العمل من التقصیر فیہ عن النظر الیہ کما کانت

ترجمہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھول جاتا ہے کہ تجھپر تیرے اہل کا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی فرماتے اور بچوں کو باتوں سے بہلاتے اور ازواج مطہرات سے دل بہلانی کی باتیں کرتے اور عائشہؓ کے ساتھ دوڑتے تھے اور اسی طرح دیگر اخلاق لطیفہ مروی ہیں۔ پھر اس زاہد جاہل کو دیکھو جس نے اپنی زوجہ کو بیوہ کے مانند بنا دیا۔ اور بچوں کو یتیم بنا دیا اور بُری اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اور الگ ہو بیٹھا کیونکہ یہ رای لگائی کہ ایسے امور اسکو شغل آخرت سے روکنے والے ہیں۔ اور کم علمی سے یہ نہ جانا۔ کہ اہل وعیال سے کشادہ روئی سے بسر کرنا آخرت کے واسطے معین ہے۔ اور صحیحین میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تونے کنواری لڑکی سے کیون بیاہ نہ کیا جس سے تو کھیلتا۔ اور وہ تجھ سے کھیل کرتی اکثر اوقات اس بنے ہوئے زاہد پر خشکی غالب ہوجاتی ہے۔ تو وہ زوجہ سے مثنا بالکل ترک کر دیتا ہے جس کا حق فرض تھا۔ تو نفل کے پیچھے فرض کھو دیتا ہے یہ ثواب کی بات نہیں ہے فصل بعضے زاہد کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے اعمال پر نظر کرتا ہے۔ تو اس سے اگر کہا جاوے کہ آپ اوتاد میں سے ہیں تو اسکو حق سمجھتا ہے۔ اور بعض زاہد اپنے واسطے کرامت ظاہر ہونے کا منتظر رہتا ہے۔ اور اسکے خیال میں جم جاتا ہے کہ اگر وہ دریا سے قریب ہو۔ تو اسکو قدرت ہے کہ پانی پر روان ہوجاوے پھر جب اس نے کسی معاملہ میں دعا کی اور وہ قبول نہوئی تو وہ دلمیں ناخوش ہوتا ہے گویا وہ مزدور تھا کہ اپنی مزدوری مانگتا ہے۔ اور اگر اس کو سمجھ ہوتی تو جانتا کہ وہ تو ایک بندہ مملوک ہے اور مملوک اپنی خدمت سے کچھ احسان نہیں رکھ سکتا ہے اور اگر یہ دیکھتا کہ اسکو نیک عمل کی توفیق ملی ہے۔ تو جانتا کہ اسپر شکر ادا کرنا واجب ہے تو اپنے قصور سے خوفناک ہوتا۔ اور اس پر لازم یہ تھا۔ کہ اپنے عمل کو دیکھنے سے اسکو یہ امر باز رکھتا۔ کہ میرے اعمال میں مجھ سے قصور سخت سرزد ہوا ہے جیسے رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تم کہا کرتی تھیں کہ میں استغفر اللہ کہنے میں اپنی کم سچائی سے توبہ کرتی ہوں اور مغفرت مانگتی ہوں ✦ ✦

رابعة تقول استغفر الله من قلة صدق فی قولی استغفر الله وقیل لها هل عملت عملا ترین انه یقبل منك فقالت ان کان فمخافتی ان یرد علی فصل ومن تلبیس ابلیس علی قوم من الزهاد الذی دخل علیهم فیه من قلة العلم انهم یعملون بواقعاتهم ولا یلتفتون الی قول الفقیه قال ابن عقیل کان ابو اسحاق الخزاز صالحا وهو اول من لقننی کتاب الله وکان من عادته الامساك عن الکلام فی رمضان فکان یخاطب بآی القرآن فیما یعرض له من الحوائج فیقول فی اذنه ادخلوا علیهم الباب ویقول لابنه فی عشیة الصوم من بقلها وقثائها امراله ان یشتری البقل فقلت له تعتقد هذا عبادة وهو معصیة فصعب علیه فقلت ان هذا القرآن العزیز نزل فی بیان احکام شرعیة فلا یستعمل فی اغراض دنیاویة وما هذا الا بمنابة صبر السدل والاشنان فی ورق المصحف او توسدك له فهجرنی ولم یعنی الی الحجة قال المصنف قلت وقل سمع الزاهد القلیل العلم من العوام شیئا فیفتی به حدثنی ابو حکیم ابراهیم بن دینار الفقیه ان رجلا استفتاه فقال ما تقول فی امرأة طلقت ثلاثا فولدت ذکرا هل تحل لزوجها قال فقلت لا وکان عندی الشریف الدحالی وکان مشهورا بالزهد عظیم القدر بین العوام

ترجمہ۔ رابعہ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے کس عمل کو سمجھتی ہیں کہ وہ مقبول ہوا ہو تو فرمایا کہ واہ اگر کچھ ہی تو یہ کہ مجھے یہ خوف ہی۔ کہ وہ مجھپر رد نہ کر دیا جاوے فصل بعضے زاہد جنکی کم علمی سے شیطان نے اپنر قابو پایا ہے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ لوگ اپنے واقعات پر عمل کرتے ہیں اور کسی فقیہ کے قول پر التفات نہیں کرتے ابن عقیل نے کہا کہ ابو اسحاق الخزاز مرد صالح تھے اور انہین نے سب سے اول مجھے قرآن تلقین کیا۔ ان کی یہ عادت تہی کہ رمضان مین بولنا چھوڑ دیتے تھے اور جو ضرورتین ان کو لاحق ہوتین اُن مین آیات قرآنی سے خطاب کرتے چنانچہ جس سے کہنا ہوتا کہ پاس آؤ۔ یعنی اجازت دیتے تو بجاے اس کے یہ آیتہ پڑہتے۔ ادخلوا علیهم الباب یعنی اے بنی اسرائیل اس قوم کفار پر دروازہ سے داخل ہو الخ اور تیسرے پہر کو اپنے بیٹے کو کہتے من بقلها وقثائها یعنی زمین کی ساگ وگکڑی سے یعنی بیٹے کو حکم دیا کہ بازار سے ساگ خریدو۔ مین نے شیخ سے عرض کیا کہ آپ اسکو عبادت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ گناہ ہے یہ کلمہ اپر دشوار گزرا تو مین نے کہا کہ یہ قرآنمجید احکام شرعیہ بیان کرنے کے لئے اترا ہی تو اسکو دنیاوی اغراض میں استعمال نہین کر سکتے ہیں۔ اور یہ ایسا ہے جیسے اوراق مصحف میں سدر اشنان رکھتے یا اس کو تکیہ بنانے تو شیخ نے مجھ سخت سست کہا اور اس دلیل کی جانب التفات نہین کیا مصنف نے کہا کہ زاہد کم علم کبھی عوام سے کوئی بات سُنکر اسی کے موافق فتوی دیتا ہے چنانچہ مجھ سے ابو حکیم ابراہیم بن دینار الفقیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک مرد نے فتوی پوچھا کہ ایک عورت کو تین طلاق دی گئیں اس کے لڑکا ہوا تو کیا وہ عورت اپنے شوہر کو حلال ہی میں نے کہا۔ کہ نہیں اور میرے پاس شریف الدحالی بیٹھے تھے اور یہ زاہد مشہور تھے اور عوام میں انکی بڑی قدر تھی +

فقال لی بلی بحل فقلت ما قال هذا احد فقال والله لقد افتیت بهذا من هنا الی البصرة
قال المصنف قلت فانظر ما یصنع الجهل باهله ویضاف الیه حفظ الجاه خوفا ان یری الزاهد
بعین الجهل وقد کان السلف ینکرون علی الزاهد مع معرفته بکثیر من العلم ان یفتی لانه
لم یجمع شروط الفتوی فکیف لو رأوا تخبیط المتزهدین الیوم فی الفتاوی بالواقعات وعن
اسماعیل بن شیبة قال دخلت علی احمد بن حنبل وقد قدم احمد بن حرب من مکة فقال لی
احمد من هذا الخراسانی الذی قدم قلت من زهده کذا وکذا ومن ورعه کذا وکذا فقال لا ینبغی
لمن یدعی ما یدعیه ان یدخل نفسه فی الفتیا فصل ومن تلبیسه علی الزهاد احتقارهم العلماء
وذمهم ایاهم فهم یقولون المقصود العمل ولا یفهمون ان العلم نور القلب ولو عرفوا مرتبة العلماء فی حفظ
الشریعة وانها مرتبة الانبیاء لعدوا انفسهم کالبکم عند الفصحاء والعمی عند البصراء والعلماء ادلة الطریق
الخلق وراءهم وسلیمهم کمن لا عینه وحده وفی الصحیحین من حدیث سهل بن سعد ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی
علیه السلام والله لئن یهدی الله بک رجلا واحدا خیر لک من حمر النعم

شیبة

ترجمہ تو کہا کہ نہیں بلکہ وہ حلال ہے تو مین نے کہا کہ یہ حکم کسی عالم نے نہیں دیا تو کہا کہ واللہ مین نے یہان سے بصرہ تک بھی
فتوی دیا ہی۔ مصنفؒ نے کہا کہ بھائیو دیکھو جاہلوں کے ساتھہ جہالت کیا کرتی ہے اور زاہد میں جہالت کے ساتھہ اپنے مرتبہ
کی حفاظت بلاتی ہے اسکو خوف سے کہ اسکو جہالت کی نظر سے دیکھا جاوے اور سلف کا طریقہ یہ تہا کہ زاہد کو باوجود معرفت کی بہت سی علوم
میں فتوی دینے سے روکتے اور انکار کرتے تھے کیونکہ اسمیں فتوی دینے کی شروط جمع نہیں ہیں پھر بہلا اگر ہمارے زمانہ کی زاہدون
کی خبطگی دیکھتے کہ واقعات میں کیسے فتوی دیتے ہین تو کس طرح سخت انکار کرتے اسمٰعیل بن شبہ نے کہا کہ مین احمد بن حنبل
کے پاس گیا ان دنون احمد بن حرب مکہ سے آئے تھے تو امام نے مجھہ سے پوچھا کہ یہ خراسانی کون شخص ہی جو فی الحال وارد ہوا ہے
میں نے کہا کہ زہد میں ایسا ایسا ہی اور تقوی میں ایسا ایسا ہے تو فرمایا کہ اسکو فتوی دینے میں داخل نہونا چاہیئے۔ باوجود ان
صفات کے جنکو اپنے نفس کیواسطے مدعی ہو **فصل** ابلیس کی تلبیس ان جاہل زاہدون پر یہ بھی ہی کہ عالمون کی حقارت مذمت کرتے
ہین اور کہتے ہیں کہ علم کا مقصود یہی تہا کہ عمل کریں اور یہ نہیں سمجھتے کہ علم تو قلب کا نور ہی اور اگر یہ جہال زاہد عالمونکا مرتبہ جانتے کہ کیونکر
اللہ تعالے نے انکی ذات سے شریعت کی حفاظت فرمائی ہی اور یہ انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ ہی تو یہ زہاد ان کے سامنے اپنے آپ کو ایسا
سمجھتے جیسے فصحا کے سامنے گونگا اور جیسے آنکھون والون کے سامنے اندہا ہوتا ہی۔ اور علمار راہ کے دلیل ہین اور سب خلق
ان کے پیچھے اور روانا آدمی اکیلا نہین چلتا ہے۔ **صحیحین** مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ واللہ اگر تیری ذات سے اللہ تعالے ایک شخص کو ہدایت
کرے۔ کرے۔ کرے۔ کرے۔ کرے دیدے تو تیرے واسطے سرخ اونٹون کے گلہ سے بہتر ہے۔ کرے۔ کرے۔ کرے۔ کرے۔ کرے

فصل ومما یعیبون به العلماء تقبیح العلماء فی بعض المباحات التی یتقوّون بها علی دراسة العلم وکذلک یعیبون جامع المال وهو ضد ما یجب اعلم انه لا یخلو عنه وغایة الامر ان غیره اولی منه فهیهات بین صلاح یعیب من ولی الفرض قام وعن ابی عبد الله الخواص وکان من علیه اصحاب حاتم الاصم قال دخلنا مع حاتم البلخ الی الری ومعه ثلثمائة وعشرون رجلا یریدون الحج علیهم الصوف والزرمانقات لیس فیهم من معه جراب ولا طعام فنزلنا علی رجل من التجار متنسک فضافنا تلک اللیلة فلما کان من الغد قال حاتم یا ابا عبد الرحمن الک حاجة فانی اریدان اعود فقیها لنا هو علیل فقال حاتم ان کان لک فقیه علیل فحیاة الفقیه لها فضل کبیر والنظر الی الفقیه عبادة وانا اجیء معک وکان العلیل محمد بن مقاتل قاضی الری فقال له سر بنا یا عبد الرحمن فجاؤا الی باب داره فاذا البواب فیقی حاتم متفکرا یقول باب ارعالم علی هذه الحال ثم اذن لهم فدخلوا فاذا بدار قوراء والة حسنة وبزة وفرش وستور فبقی حاتم متفکرا ینظر حتی دخلوا الی المجلس الذی فیه محمد بن مقاتل واذا بفراش حسن وطی وهو علیه راقد وعند راسه مذبة وناس وقوف فقعد الرازی وبقی حاتم قائما فاومی الیه محمد بن مقاتل بیده اجلس

ترجمہ فصل۔ جن امور سے یہ لوگ علماء کو عیب لگاتے ہیں۔ ایک یہ کہ علماء بعض مباحات کو استعمال کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے قوت حاصل کریں تاکہ درس کا کام پورا کریں اور اسی طرح بعض علماء پر مال جمع کرنے کا عیب لگاتے ہیں اور اگر یہ لوگ مباح کے معنی سمجھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ایسے شخص کی مذمت نہیں ہو سکتی ہے۔ انتہا درجہ یہ ہے کہ جمع نہ کرنے والا جامع مال سے بہتر ہو۔ پھر کیا جس نے نماز فرض ادا کی اور سو رہا تو اسکو وہ شخص عیب لگائے جو نماز پڑھتا رہا۔ یہ تو بہتر نہیں ہے ابو عبد اللہ الخواص نے کہا کہ ہمارے یہاں حاتم الاصم گزرے ہم انکے ساتھ معہ ان کے تین سو بیس (۳۲۰) مریدوں کے ری میں داخل ہوئے۔ سب حج کا قصد کرتے تھے اور وہ صوف کے کپڑے اور صوف کے جبے۔ انمیں سے کسی کے پاس توشہ تھیلا یا طعام کچھ نہ تھا ہم لوگ ایک سوداگر کے پاس اترے اس نے رات کو ہماری مہمانی کی دوسرے روز اس نے سے کہا کہ ای ابو عبد الرحمن آپکو کچھ ضرورت ہو تو بتائیں میں چاہتا ہوں کہ ہمارے یہاں ہمارا فقیہ بیمار ہے اسکی عیادت کرو حاتم نے کہا کہ اگر تیرا فقیہ بیمار ہے تو فقیہ کی عیادت کی بڑی فضیلت ہے اور اسکا دیکھنا عبادت ہے اور میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور بیمار محمد بن مقاتل ری کے قاضی تھے۔ پس یہ سب لوگ قاضی کے دروازے پر آئے دیکھا تو دربان موجود ہے تو حاتم اصم رہ متفکر ہو گئے کہ عالم کے دروازے پر یہ حال ہے پھر قاضی نے انکو اجازت دی تو داخل ہو کر کیا دیکھتے ہیں کہ مکان چمکتا ہوا اور اسباب خوب موجود ہے اور کپڑے عمدہ فرش پر دیبی ہیں حاتم اصم متفکر ہو کر دیکھنے لگے جب اس مجلس میں داخل ہوئے جہاں محمد بن مقاتل تھے تو دیکھا کہ عمدہ بچھونا ہے اسپر لیٹے ہیں اور سرہانے مورچل ہے اور لوگ کھڑے ہیں پھر سب لوگ راضی بیٹھ گئے اور حاتم کھڑے رہے تو محمد بن مقاتل نے انکو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ

فقال حاتم لا اجلس قال مسئلة اسئلك عنها قال فسلنی قال حاتم قم فاستوجالسا حتی اسئلك فامر غلمانه فاسندوه فقال حاتم علمك هذا من این جئت به فقال حدثنی الثقات عن الثقات من الائمة قال عمن اخذوه قال عن التابعین فقال والتابعون عن من اخذوه قال عن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال واصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم عمن اخذوه قال عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ورسول الله صلی الله علیه وسلم من این جاء به قال عن جبریل علیه السلام عن الله عزوجل قال حاتم ففیم اداه جبرئیل عن الله عزوجل الی النبی صلی الله علیه وسلم واداه النبی صلی الله علیه وسلم الی اصحابه واداه اصحابه الی تابعیهم فاداه التابعون الی الائمة واداه الائمة الی الثقات فاداه الثقات الیك هل سمعت فی هذا العلم من کانت داره فی الدنیا احسن وفراشه الین وزینته اکثر کان له المنزلة عند الله عزوجل اکثر قال لا قال فکیف سمعت قال سمعت من زهد فی الدنیا ورغب فی الآخرة واحب المساکین وقدم لآخرته کان عند الله عزوجل له المنزلة اکثر والیه اقرب قال حاتم وانت بمن اقتدیت بالنبی صلی الله علیه وسلم واصحابه والتابعین ومن بعدهم والصالحین علی اثرهم او بفرعون ونمرود اول من بنی بالجص و الآجر یا علماء السوء الجاهل المتکالب علی الدنیا الراغب فیها

ترجمہ تو حاتم نے کہا۔ کہ میں نہیں بیٹھونگا مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہی۔ قاضی نے کہا کہ پوچھو۔ حاتم نے کہا کہ اٹھکر سیدہی بیٹھو۔ تو پوچھوں۔ پس ابن مقاتل نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ انہون نے تکیہ لگاکر ان کو بٹھایا۔ حاتم اصم نے کہا کہ اپنا یہ علم تم کس سے لائے ہو۔ کہا کہ ہم کو ثقہ مشائخ نے ثقہ اماموں سے پہونچایا ہے۔ کہا کہ انہون نے کس سے لیا ہے کہا کہ تابعین سے پوچھا کہ تابعین نے کس سے لیا ہے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اصحاب نے کس سے لیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہان سے لائے۔ کہا کہ جبرئیل علیہ السلام سے لیا ہے جنہوں نے اللہ تعالےٰ سے اصل کیا ہے حاتم اصم نے کہا کہ پھر تم نے اس علم میں جو اللہ تعالیٰ سے جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچایا اور حضرت نے تابعین کو اور تابعین نے آئمہ کو اور آئمہ نے ثقات کو اور ثقات نے تم کو پہونچایا ہے۔ یہ پایا کہ دنیا مین جس کا گھر سب سے بہتر اور بچھونا نرم اور زینت زیادہ ہو تو اُس کی منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ہے قاضی نے کہا کہ نہین۔ پوچھا کہ پھر تم نے کیونکر سنا ہے۔ کہا کہ مین نے سُنا کہ جو دنیا مین زاہد ہوا۔ اور آخرت میں راغب ہوا۔ اور مساکین کو پسند کیا اور اپنی آخرت کا سامان بھیجا تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسکی منزلت زیادہ اور قرب زیادہ ہوگا۔ حاتم نے کہا۔ کہ پھر تم نے کس کی اقتدار کی۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب و تابعین و مابعد صالحین کی اقتدار کی یا کہ فرعون و نمرود کی اقتدار کی۔ جس نے سب سے پہلے گچ اور اینٹ سے عمارت بنوائی ہے۔ اے برے عالمو۔ تمہارے سبب سے جاہل جو دنیا پر ہزار جان سے گرا پڑتا ہے ۔

یقول هذا العالم علی هذه الحالة الا اکون انا قال فخرج من عنده وازداد محمد بن مقاتل مرضا وبلغ اهل الری ما جری بین حاتم وابن مقاتل فقالوا لحاتم ان محمد بن عبید الطنافسی بقزوین اکثر شیئا من هذا فصر الیه فلما دخل عنده الخلق یحدثهم فقال له رحمك الله انا رجل اعجمی جئتك لتعلمنی مبدأ دینی ومفتاح صلاتی کیف اتوضأ للصلوٰة فقال نعم وکرامة یا غلام ائتنی فیه ماء فجاء بإناء فیه ماء فقعد محمد بن عبید فتوضأ ثلثا ثم قال له هکذا فتوضأ قال حاتم مکانك رحمك الله حتی توضأ بین یدیك لیکون اوکد لما ارید فقام الطنافسی اشفقت وقعد حاتم مکانه فتوضأ وغسل وجهه ثلثا حتی اذا بلغ الذراع غسل اربعا فقال الطنافسی قال حاتم فما ذا اسرفت قال غسلت ذراعك اربعا قال یا سبحان الله انا فی کف واحد اسرفت وانت فی جمیع هذا الذی اراه کله لم تسرف فعلم الطنافسی انه اراده بذلك فدخل البیت ولم یخرج الی الناس اربعین یوما وخرج حاتم الی الحجاز فلما صار الی المدینة احب ان یخصم علماء المدینة فلما دخل المدینة قال فاین قصر رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی اذهب الیه فاصلی فیه رکعتین قالوا ما کان لرسول الله قصرا انما کان له بیت لاط

ترجمہ یہ کہے گا کہ جب یہ عالم اس طرح پر ہے۔ تو میں کیون نہو جاؤں۔ اور حاتم وہاں سے نکل آئے اور محمد بن مقاتل کا مرض زیادہ بڑھ گیا۔ اور رے کے لوگون نے یہ ماجرا جو حاتم وابن مقاتل کے درمیان واقع ہوا تھا۔ سب سنا تو حاتم سے کہا کہ قزوین مین محمد بن عبید الطنافسی کا محل و دولت وسامان اس سے بھی زیادہ ہی۔ تو حاتم روانہ ہو کر محمد بن عبید کے پاس پہونچے ان کے پاس ایک جماعت کثیر موجود تھی جنکو حدیث سناتے تھے اُنسے کہا کہ خدا تم پر رحم کرے مین ایک شخص عجمی ہوں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے میری نماز کی کنجی اور مبدأ دین سکھلا دیجے کہ وضو کیونکر کرتے ہیں محمد بن عبید نے کہا کہ بہت تکریم وخوشی کیساتھہ سکھلاؤنگا اے غلام برتن مین پانی لاؤ۔ پس وہ لایا تو محمد بن عبید نے تین بار وضو کر کے فرمایا۔ کہ اسی طرح وضو کیا کرو۔ حاتم نے کہا۔ کہ ذرا ٹھہر جائیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے تاکہ مین آپ کے سامنے وضو کر لوں۔ تاکہ خود مستحکم ہو جاوے پس محمد بن عبید کھڑے ہو گئے اور حاتم نے وضو کرنا شروع کیا۔ اور تین بار مُنہ دھویا جب ہاتھون کی باری آئی تو چار مرتبہ ہاتھہ دھویا۔ طنافسی نے کہا کہ تم نے اسراف کیا۔ حاتم نے کہا کہ کس چیز مین اسراف کیا۔ کہا کہ تم نے ہاتھہ چار مرتبہ دھویا تو حاتم نے کہا ای سبحان اللہ مین فقط ایک ہاتھہ مین اسراف کا ملزم ہوا اور آپ اس تمام سامان مین جو دیکھہ رہا ہون کچھہ مسرف نہ ہوئے طنافسی رہ نے جانا کہ اس شخص نے اسی کے واسطے میرا قصد کیا تھا۔ پس وہ گھر چلے گئے۔ اور چالیس روز تک لوگون کے پاس نہ نکلے۔ حاتم وہان سے حجاز کو گئے۔ جب مدینہ پہونچے تو جانا۔ کہ وہان کے علماء کو بھی قائل کرین۔ پس جب مدینہ مین داخل ہوئے۔ تو پوچھا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محل کہان ہے تاکہ مین وہاں جاکر دو رکعت نماز پڑہون لوگون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محل نہ تھا بلکہ آپ کے واسطے ایک کچی کوٹھری تھی ✦

قال فاين قصور اهله وقصور اصحابه وازواجه قالوا ما كان لهم قصور انما كانت
لهم بيوت لاطية قال حاتم يا قوم فهذه مدينة فرعون قال فلبثوه وذهبوا به الى الوالى
فقالوا هذا العجمى يقول هذه مدينة فرعون فقال الوالى لم قلت ذلك قال حاتم لا تعجل على ايها
الامير انا رجل غريب دخلت هذه المدينة فسألت اى مدينة هى قالوا مدينة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقلت واين قصور رسول الله صلى الله عليه وسلم وقصور اصحابه قالوا انما كانت لهم بيوت لاطية وسمعت الله عز وجل يقول
لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة فانتم ممن تأسيتم برسول الله صلى الله عليه وسلم او بفرعون
قال المصنف قلت لويل للعلماء من الزاهد الجاهل الذى يقتنع بعلمه فيرى الفضل فرضا فان الذى انكره
مباح والمباح مأذون فيه والشرع لا يأذن فى شئ ثم يعاتب عليه فما اقبح الجهل ولو انه قال لهم لو قصرتم مما انتم
فيه ليقتدى الناس بكم كان اقرب حاله ولو سمع هذا بان عبد الرحمن بن عوف والزبير وابن مسعود وفلانا وفلانا
من الصحابة خلفوا ما لا عظيما اتراه ماذا كان يقول وقد اشترى تميم الدارى حلة بالف درهم كان يقوم فيها الليل

— فرض الزاهد التعلم من العلماء فاذا لم يتعلم فليسكت

ترجمہ حاتم نے کہا کہ پھر آپ کی خاندان اور اصحاب و ازواج کے محل کہان ہیں تو لوگون نے کہا کہ ان کے محل نہ تھے بلکہ ان کی مکانات
کچے تھے تو حاتم نے کہا کہ اے لوگو پھر یہ شہر فرعون ہے یہ کلمہ سنکر لوگوں نے حاتم کو گالیاں دین اور پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے
اور بیان کیا کہ یہ عجمی کہتا ہے کہ یہ شہر فرعون ہے حاکم نے کہا کہ تو نے ایسا کلمہ کیون کہا حاتم نے کہا کہ اے امیر جلدی نہ فرمائیے
مین ایک پردیسی ہون - جب اس شہر مین داخل ہوا تو مین نے پوچھا کہ یہ کون شہر ہے جواب ملا کہ شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے تو مینے کہا کہ محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہان ہے اور آپ کے اصحاب کے محلات کہان ہیں تو لوگون نے کہا کہ اُن
بزرگوں کے محلات نہ تھے بلکہ کچے گھر تھے اور مین نے قرآن مجید مین سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لقد کان لکم الخ یعنی رسول اللہ
کی پیروی مین تمہاری بہتری ہے اب تم لوگ مجھے بتلاؤ کہ تم نے کس کی پیروی کی ہے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ
کے اصحاب کی پیروی کی یا کہ فرعون کی پیروی کی مصنف نے کہا کہ جاہل زاہد سے علماء کے حق میں افسوس ہے کہ جاہل
مذکور اپنے علم پر بھروسا کرکے فضیلت کو بھی فرض سمجھتا ہی کیونکہ حاتم نے جن امور کا اول سے آخر تک انکار کیا وہ مباح ہین
اور مباح مین شرع نے اجازت دی ہے اور جس چیز کی اجازت دی اسمین عتاب و عذاب نہین فرمایا جائیگا اب غور کرو
کہ جہالت کیسی قبیح چیز ہے ہان اگر حاتم ان علماء سے اسقدر کہتے کہ یار وجس حالت مین تم لوگ پڑے ہو اگر اسمین کمی کرتے
تاکہ عوام الناس تمہاری اقتدا کرتے تو یہ کلام مناسب تھا اور دیکھو اگر یہ زاہد سنتا کہ عبد الرحمن بن عوف و زبیر و ابن مسعود و
فلان فلان صحابہ نے اموال عظیمہ چھوڑی تو بھلا تمہاری رائے مین یہ زاہد کیا کہتا اور تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے ہزار درم کو ایک حلہ
خریدا تھا اسکو پہنکر رات مین نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تھے بالجملہ زاہد پر فرض یہ ہی کہ عالم سے علم سیکھے اور اگر نہ سیکھے تو خاموش ہو رہے

وعن مالك بن دينار يقول ان الشيطان ليلعب بالقراء كما يلعب الصبيان بالجوز وعن حبيب الفارسي يقول والله ان الشيطان ليلعب بالقراء كما يلعب الصبيان بالجوز قال المصنف قلت المراد بالقراء الزهاد وهذا اسم قديم لهم معروف الباب العاشر في ذكر تلبيس ابليس على الصوفية قال المصنف الصوفية من جملة الزهاد وقد ذكرنا تلبيس ابليس على الزهاد الا ان الصوفية انفردوا عن الزهاد بصفات واحوال وتوسموا بسمات فاحتجنا الى افرادهم بالذكر والتصوف طريقة كان ابتداءها الزهد الكلي ثم ترخص المتنسمون اليها في التمتع والرقص فمال اليها طلاب الاخرة من العوام لما يظهرونه من الزهد ومال اليهم طلاب الدنيا لما يرون عندهم من الراحة واللعب فلا بد من كشف تلبيس ابليس عليهم في طريقة القوم ولا ينكشف ذلك الا بكشف اصل هذه الطريقة وفروعها وشرح امورها والله الموفق فصل قال المصنف كانت النسبة في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الاسلام والايمان فيقال مسلم ومؤمن ثم حدث اسم الزاهد والعابد ثم نشأ اقوام تعلقوا بالزهد والتعبد فتحلوا من الدنيا وانقطعوا الى العبادة واتخذوا لذلك طريقة وتفردوا بها واخلاقا تخلقوا بها وراوا ان اول من انفرد به بخدمة الله سبحانه عند بيته الحرام رجل يقال له صوفة واسمه الغوث بن مر فانتسبوا اليه

ترجمہ۔ مالک بن دینار فرمایا کرتے تھے کہ قاریوں کے ساتھ شیطان کھیل کرتا ہے جیسے لڑکے اخروٹ سے کھیلا کرتے ہیں حبیب عجمی کہا کرتے کہ شیطان قاریوں سے والہ ایسے کھیلتا ہے۔ جیسے لڑکے اخروٹ سے کھیلتے ہیں مصنف نے کہا کہ قاریون سے زاہد مراد ہیں۔ اور یہ قدیم سے انکا متواتر نام معروف ہے باب دہم صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ صوفیہ بھی زاہدون میں سے ایک قوم ہے اور ہم نے زاہدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان لکھدیا ولیکن چند صفات واحوال میں صوفیہ اُن سے جدا ہیں اور اپنے واسطے کچھ نشانات وعلامات خاص کرلئے ہیں لہذا ہم انکا ذکر علیحدہ بیان کرتے ہین تصوف ابتدا میں زہد کلیہ کا نام تھا پھر جو لوگ تصوف کیطرف منسوب ہوئے اونہوں نے سماع ورقص کی اجازت دی تو عوام میں سے جو لوگ آخرت کے طالب ہوئے وہ انکی طرف جھک پڑے اسوجہ سے کہ یہ لوگ زہد ظاہر کرتے تھے اور دنیا کے طالب بھی ان کی طرف جھک پڑے کیونکہ ان کے پاس راحت وکھیل کو دنظر آیا تو ضرور ہوا کہ اس قوم کے طریقہ مین جو تلبیس ابلیس نے اُپر ڈالی ہے اسکا حال کھول دینا چاہئے اور یہ جبھی ممکن ہے کہ اس طریقہ کا اصل وفرع بیان ہو اور اس کے امور کی شرح بیان کی جاوے فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نسبت اسلام وایمان کی طرف ہوتی چنانچہ مسلم یا مومن کہا جاتا پھر پیچھے زمانہ میں زاہد وعابد وغیرہ نام پیدا ہوئے۔ پھر کچھ قومین پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے زہد وعبادت سے تعلق کرکے دنیا سے انقطاع کرلیا اور عبادت کے واسطے علیحدہ ہوگئے۔ اور اس میں ایک طریقہ بناکر متفرد نام وطریقہ سے ممتاز ہوئے۔ اور کچھ اخلاق خاص کرلئے۔ جو اُن کے سوائے دوسروں میں نہ ہوں۔ اور انہون نے دیکھا۔ کہ بیت اللہ کے پاس خدمت کے واسطے جو شخص سب سے اول منفرد ہوا تھا اس کا لقب صوفہ تھا اور نام غوث بن مر تھا۔ پس اس کی طرف منسوب ہوئے ✦ ✦

لمشابهتهم اياه في الانقطاع الى الله سبحانه فتسموا بالصوفية وعن ابن سعيد الحافظ قال سألت وليد بن القاسم الى اى شئ نسبت لصوفي فقال كان قوم في الجاهلية يقال لهم صوفة انقطعوا الى الله عزوجل ووطئوا الكعبة فمن تشبه بهم فهم الصوفية قال عبد الغني فهؤلاء المعروفون بصوفة ولد الغوث بن مر اخي تميم بن مر وعن الزبير بن بكار قال كانت الاجازة بالحج للناس من عرفة الى الغوث بن مر بن ادّ بن طابخة ثم كانت في ولده وكان يقال لهم صوفة وكان اذا حانت الاجازة قالت العرب اجاز صوفة قال الزبير قال ابو عبيدة وصوفة وصوفان يقال لكل من ولي من البيت شيئا من غير اهله اذا قام لشئ من امر المناسك يقال لهم صوفة وصوفان وعن ابن السائب الكلبي قال انما سمي الغوث بن مر صوفة لانه كان لا يعيش له ولد فنذرت لئن عاش لتعلقن برأسه صوفة ولتجعلنه ربيط الكعبة ففعلت فقيل صوفة ولولده من بعده وعن عقال بن شبة قال قلت لام تميم بن مر ولدت نسوة فقالت لله علي ان ولدت غلاما لاعبدنه للبيت فولدت الغوث بن مر فلما ربطته عند البيت اصابه الحر فمرت به وقد سقط واستر

ترجمہ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف انقطاع مین اُس کے ساتھ مشابہ ہوئے تو اپنا نام صوفیہ رکھا۔ ابو سعید الحافظ رحنے کہا۔ کہ مین نے ولید بن القاسم سے پوچھا کہ یہ صوفی کیا نسبت ہے۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت مین ایک قوم تھی جن کو صوفہ کہتے تھے وہ لوگ اللہ تعم کے واسطے الگ ہو گئے تھے۔ اور کعبہ مین وطن کر لیا تھا۔ تو جو کوئی اُن سے مشابہ ہوا وہ صوفیہ ہے عبد الغنی نے کہا کہ ایسے لوگ معروف بصوفہ یعنی صوفہ کی طرف منسوب ہین جو تمیم بن مر کے بھائی غوث بن مر کا فرزند تھا۔ زبیر بن بکار نے کہا کہ عرفہ سے لوگون کو حج کی اجازت دینا غوث بن مر اوبن طابخہ کے حوالے تھی پھر اُس کے فرزندمین رہی اُس کو لوگ صوفہ کہتے تھے اور جب اجازت کا وقت آتا تو عرب کہتے کہ اے صوفہ آپنے اجازت دی۔ زبیر نے کہا کہ ابو عبیدہ رح نے بیان کیا کہ صوفہ اور صوفان ہر ایسے شخص کو کہتے ہین جو بیت اللہ والون کے سوائے دوسرے لوگون سے امر البیت کا متولی ہو جب کہ مناسک حج مین سے کسی چیز کا سر انجام اُس کے تعلق ہو تو اُن کو صوفہ وصوفان کہتے ہین ابن السائب الکلبی رح نے کہا کہ غوث بن مر کا نام صوفہ اس لیے ہوا کہ اُس کی ماں کا کوئی لڑکا نہین جیتا تھا۔ اُس نے نذر مانی کہ اگر جیتا رہے۔ تو اُس کے سر مین صوف باندھیگی اور اُس کو کعبہ کی خدمت سے مربوط کر دیگی یعنی ہمیشہ کعبہ کے پاس رہکر خدمت کرتا رہے گا پھر اُس نے اپنی نذر پوری کی تو اُس لڑکے کا نام صوفہ پڑ گیا۔ اور جو اُس کی اولاد ہوئی وہ بھی صوفہ کہلائی عقال بن شبہ نے کہا کہ تمیم بن مر کی ماں کی لڑکیان زیادہ ہوئین تو اُس نے کہا کہ مجھپر للہ نذر ہے کہ اگر لڑکا ہوا تو مین اُس کو بیت اللہ کی خدمت کے واسطے دیدون گی تو غوث پیدا ہوا اُس کی ماں نے عہد کے موافق اُسکو خانہ کعبہ کی پاس باندھ دیا جب اُس کو سمت دھوپ لگی تو گر پڑا۔ یہ عورت اُدھر آئی

فقالت ماصار ابنی الا صوفہ فسمی صوفہ وکان الحج واجازۃ الناس من عرفۃ الی منی الی مکۃ لصوفہ فلم یزل الاجازۃ الی عقب صوفہ حتی اخذتھا عدوان فلم تزل فی عدوان حتی اخذتھا قریش فصل قال المصنف وقد ذھب قوم الی ان التصوف منسوب الی اھل الصفۃ وانما ذھبوا الی ھذا لانھم رأوا اھل الصفۃ علی ما ذکرنا من صفۃ صوفہ فی الانقطاع الی اللہ سبحانہ وملازمۃ الفقر فان اھل الصفۃ کانوا فقراء یقدمون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما لھم اھل ولا مال فبنیت لھم صفۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل اھل الصفۃ وعن الحسن قال بنیت صفۃ لضعفاء المسلمین فجعل المسلمون یوعلون الیھا ما استطاعوا من خیر فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ یاتیھم فیقول السلام علیکم یا اھل الصفۃ فیقولون وعلیک السلام یا رسول اللہ فیقول کیف اصبحتم فیقولون بخیر یا رسول اللہ وعن ابی ذر قال کنت من اھل الصفۃ وکنا اذا امسینا حضرنا باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیامر کل رجل فینصرف برجل فیبقی من بقی من اھل الصفۃ عشرۃ او اقل فیوتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعشائہ فنتعشی معہ فاذا فرغنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناموا فی المسجد قال المصنف قلت وھؤلاء القوم انما قعدوا فی المسجد ضرورۃ

ترجمہ تو کہنے لگی کہ یہ صوف ہو گیا یعنی جیسے صوف کا ٹکڑا ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا نام صوفہ ہوا۔ پھر صوفہ کے متعلق یہ تھا کہ لوگون کو حج کرا دے اور ان کو عرفہ سے منی کی اور منی سے مکہ کی اجازت دینا صوفہ کے تعلق تھا اور برابر یہ اجازت صوفہ کے اولاد مین رہتی آئی۔ یہانتک کہ عدوان نے لے لی پھر برابر عدوان مین چلی آئی۔ یہان تک کہ اُن سے قریش نے لیلی ✦ **فصل مصنف** رح نے کہا کہ ایک قوم اُس طرف گئی ہے کہ تصوف اہل صفہ کی طرف منسوب ہے یہ اس لیے کہ انہون نے دیکھا کہ اہل صفہ بھی اُسی صفت پر تھے جو ہم نے صوفہ کے حال مین بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع تھے اور ہمیشہ فقیر رہتے کیونکہ اہل صفہ محتاج تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے اُن کے پاس مال تھا نہ اہل وعیال۔ پس اُن کے لئے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک صفہ بنا دیا گیا تھا حسن رح سے روایت ہے۔ کہ ضعفا مسلمین کے لیے صفہ بنا دیا گیا تھا۔ تو مسلمانون نے جہان تک جس سے ہو سکتا وہان کھانا وغیرہ پہونچایا کرتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آیا کرتے اور فرماتے کہ السلام علیکم یا اہل الصفہ۔ وہ جواب دیتے۔ کہ وعلیک السلام یا رسول اللہ۔ پھر فرماتے۔ کہ کیف اصبحتم۔ تو وہ جواب دیتے کہ ہم نے خیریت کے ساتھ صبح کی یا رسول اللہ۔ **ابوذر** رح نے کہا۔ کہ مین اہل الصفہ مین تھا۔ اور جب شام ہوتی۔ تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوتے۔ پس آپ ہر شخص کو حکم دیتے کہ وہ ایک شخص کو اپنے ساتھ لے جاتا پھر جو لوگ اہل الصفہ مین سے دس یا کم و بیش رہجاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عشاء کا کھانا لایا جاتا پس ہم لوگ آپکے ساتھ کھاتے جب فارغ ہوتے تو ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جاکر مسجد مین سو رہو **مصنف** رح نے کہا کہ ان صحابہ نے بضرورت مسجد مین قیام کیا۔

تحریک النفس الی الھوی فھو کاذب وعن ابی علی الطبری قال قال بعضھم انا لا نسمع الغنا بالطبع اللہ تشترک فیہ الخاص والعام قال وھذا تجاھل منہ عظیم لامرین احدھما انہ یلزمہ علی ھذا ان یستبیح العود والطنبور وسائر الملاھی لانہ یسمعہ بالطبع اللہ لا یشارکہ فیہ احد من الناس فان لم یستبح ذلک فقد نقض قولہ وان استباحہ فقد فسق والثانی ان ھذا المدعی لا یخلو من ان یدعی انہ فارق طبع البشر وصار بمنزلۃ الملائکۃ فان قال ھذا فقد عرض علی طبعہ وعلی کل عاقل کذبہ اذا رجع الی نفسہ ووجب ان لا یکون لہ ثواب علی ترک اللذات والشھوات وھذا لا یقولہ عاقل وان قال انا علی طبع البشر المجبول علی الھوی والشھوۃ قلنا لہ فکیف تسمع الغناء المطرب بغیر طبعک او تطرب لسماعہ لغیرما فی شیء فی نفسک سئل ابو علی الرودباری عمن سمع الملاھی ویقول ھی لی حلال لانی قد وصلت الی درجۃ لا یؤثر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قد وصل الی لکن الی السقر قال المصنف فان قیل قد بلغنا عن جماعۃ انھم تسمعوا من المنشد شیئا فاخذوہ علی مقصودھم فانتفعوا بہ قلنا لا ننکر ان یسمع الانسان بیتا من الشعر وکلمۃ فیاخذھا اشارۃ یعبر بھا عما فی نفسہ کما سمع بعض المریدین صوت مغنیۃ تقول کل یوم یتلون غیرھذا ابل اجمل

ترجمہ اور اس کے نفس کو ہوا کی طرف حرکت نہین ہوتی یہ دعوے جھوٹا ہے ابو علی طبری نے کہا بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہم راگ کو اس طبیعت سے نہین سنتے جس مین خاص و عام مشترک ہین ابو علی طبری کہتے ہین کہ اس دعوے مین دو وجہ سے ان لوگون کو بہت بڑا تجاہل ہے ایک تو اس بنا پر ان کو یہ لازم آتا ہے کہ عود اور طنبور اور تمام ملاہی کو مباح کر لین کیونکہ یہ لوگ ایسی طبیعت سے سنتے ہین جسمین دوسرا کوئی ان کا شریک نہین اب اگر یہ لوگ تمام ملاہی کو مباح نہ کرین تو انکا دعوی ٹوٹ گیا اور اگر مباح بتائین تو فاسق ہین دوسرے یہ دعوے کرنیوالے دو حال سے خالی نہین یا تو اس امر کا دعوی کرین کہ وہ بشری طبیعت سے علیحدہ ہوکر بمنزلہ فرشتون کے ہوگئے اگر یہ دعوی ہے تو ان لوگون نے اپنی طبیعتون کو معرض اعتراض بنایا اور ہر اہل عقل کو انکی نفسون پر خیال کرنے سے ان کا کذب و دروغ معلوم ہوگیا اور یہ بات بھی لازم آئی کہ ان لوگون کو لذات و شہوات کے ترک کرنے پر کچھ ثواب نہ ملے کوئی عقلمند آدمی کبھی ایسا دعوی نہین کر سکتا یا یہ لوگ کہنے لگین کہ ہم مین وہی بشری طبیعت موجود ہے جسکی سرشت و خمیر مین ہوا و شہوت داخل ہے ہم کہین گے کہ پھر تم بغیر طبیعت کے کیونکر راگ سنتے ہو یا بغیر کسی قسم کی نفسانی خواہش کے گانا سنکر کیونکر طرب مین آتے ہو ابو علی رودباری سے کسی نے ملاہی سننے والون کی نسبت سوال کیا کہ یہ لوگ کہتے ہین ہم ایسے درجہ پر پہونچ گئے کہ حالتون کے مختلف ہونے سے ہم مین کچھ اثر نہین ہوتا ابو علی نے جواب دیا ہان قسم ہو کہ یہ لوگ ضرور پہونچ گئے ہین مگر جہنم مین پہونچے ہین مصنف نے کہا اگر کوئی کہے کہ ہم نے سنا ہے کچھ لوگون نے کوئی شعر سنا اور اسکو اپنے مقصود کے موافق اخذ کرکے اس سے نفع حاصل کیا تو جواب یہ ہے کہ ہم اس امر کا انکار نہین کرتے کہ انسان کوئی شعر یا کلمہ سنکر اس سے اشارہ اخذ کرے اور اس کے معنی پر غور کرکے بیقرار ہو جاوے کیونکہ آواز مین طرب انگیزی پائی جاتی ہے چنانچہ کسی مرید نے ایک گانیوالی عورت کو یہ شعر گاتے ہوئے سنا کل یوم یتلون غیرھذا ابل اجمل

قال المصنف وعلی هذا کان اوائل القوم فلبس ابلیس علیهم فی اشیاء ثم لبس علی من بعدهم من تابعیهم فکلما مضی قرن زاد طمعه فی القرن الثانی فزاد تلبیسه علیهم الی ان تمکن من المتاخرین غایة التمکن وکان اصل تلبیسه علیهم انه صدهم عن العلم واراهم ان المقصود العمل فلما اطفأ مصباح العلم عندهم تخبطوا فی الظلمات فمنهم من اراه ان المقصود ترک الدنیا فی الجملة فخضوا ما یصلح ابدانهم وشبهوا المال بالعقارب ونسوا انه خلق للمصالح وبالغوا فی الحمل علی النفوس حتی انه کان فیهم من لا یضطجع وهؤلاء کانت مقاصدهم حسنة غیر انهم علی غیر الجادة وفیهم من کان لقلة علمه یعمل بما یقع الیه من الاحادیث الموضوعة وهؤلاء لا یدری جاء اقوام فتکلموا فی الجوع والفقر والوساوس والخطرات وصنفوا فی ذلک مثل الحارث المحاسبی وجاء اخرون فهذبوا مذهب التصوف وافردوه وصفاته میزوها من الاختصاص بالمرقعة والسماع والوجد والرقص والتصفیق وتمیزوا بزیادة النظافة والطهارة ثم ما زال الامر ینمی والاشیاخ یضعون لهم اوضاعا ویکلمونهم بواقعاتهم ویتفق من بعد من العلماء لا هل الورع یتیم فاهم فیه او فی بعضه حتی سموه بالعلم الباطن وجعلوا علم الشریعة العلم الظاهر ومنهم من خرج به الجوع الی الخیالات الفاسدة فادعی عشق الحق والهیمان فیه

ترجمہ مصنف رح نے کہا کہ اوائل قوم کا یہی حال تھا۔ پھر ابلیس نے ان پر چند چیزوں میں تلبیس کی پھر ان کے بعد والوں پر تلبیس کی۔ اسی طرح جب کوئی زمانہ گزرا تو دوسرے زمانہ والوں پر ابلیس کی طمع بڑھی اور اس نے تلبیس زیادہ کی یہانتک کہ متاخرین میں اس نے پورا قابو حاصل کر لیا۔ اور اصل تلبیس یہ کہ اُن کو علم سے روکا اور یہ دکھلایا کہ عمل اصلی مقصود ہے تو جب علم کا چراغ گل ہوا تو اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگے بعض صوفیہ وہ ہیں۔ جن کو شیطان نے یہ بات دکھلادی کہ مقصود اصلی دنیا کو بالکلی ترک کر دینا ہے لہذا انہوں نے بدن کی اصلاح کرنے والی چیزیں چھوڑ دیں اور مال کو مار و کژدم سے تشبیہ دی۔ اور یہ نہ یاد رکھا کہ مال مصلحتوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اپنے نفسوں پر بار ڈالنے اور حملہ کرنے میں مبالغہ کیا حتنے کہ بعض ایسے ہیں جو لیٹتے نہیں ان لوگوں کے مقاصد واقعی اچھے تھے مگر افسوس کہ طریق شرع کے خلاف ہیں بعض صوفیہ بوجہ علمی کے جو موضوع حدیثیں اُن کو ملتی ہیں انہیں پر عمل کرتے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے ایک قوم ان کے لئے ایسی نکل آئی جنہوں نے اُن کے واسطے فقر و فاقہ و وساوس و خطرات کے بارے میں کلام کیا۔ اور کتابیں تصنیف کیں مثلاً حارث محاسبی پھر کچھ لوگ ایسے آئے کہ انہوں نے مذہب تصوف کو ترتیب دی اور اس مذہب کو خاص خاص صفات کے ساتھ ممتاز کیا مثلاً مرقع اور سماع اور وجد اور رقص اور تالیاں بجانا وغیرہ اور طہارت و نظافت کی زیادتی سے تمیز بخشی بعد ازاں اس امر میں ترقی ہوتی رہی اور شیخ لوگ اُن کے لیے نئے طریقے ایجاد کرتے رہے اور اپنے واقعات سے گفتگو کرتے رہے پھر اسوجہ سے نہیں کہ علماء سے دور رہے بلکہ اپنی حالت کو دیکھکر سمجھ بیٹھے کہ یہی پورا پورا علم ہے یہانتک کہ اسکا نام علم باطن رکھا اور علم شریعت کو علم ظاہر گردانا بعض صوفیہ ایسے ہیں جو بہت بھوکا رہنے کیوجہ سے خیالات فاسدہ میں پڑ گئے اور اس حالت کو سمجھے کہ عشق الٰہی اور محو و مستغرق

فکانهم تخایلوا شخصا مستحسن الصورة فهاموا به هؤلاء بین الکفر والبدع ثم تشعبت باقوام منهم الطرق
فتشعبت مقالاتهم فمنهم من قال بالحلول ومنهم من قال بالایحاد وما زال ابلیس یخبطهم بفنون البدع حتی
جعلوا الاسم سنا وجاء ابو عبد الرحمن السلمی فصنف لهم کتاب السنن وجمع لهم حقائق التفسیر فذکر عنهم فیه
العجب من تفسیرهم القرآن بما یقع لهم من غیر اسناد ذلک الی اصل من اصول العلم وانما حملوه علی مذاهبهم فالعجب من
ورعهم فی الطعام وانبساطهم فی القرآن وعن محمد بن یوسف القطان النیسابوری قال کان ابو عبد الرحمن السلمی
غیر ثقة ولم یکن سمع من الاصم الا شیأ یسیرا فلما مات الحاکم ابو عبد الله بن البیع حدث عن الاصم بتاریخ
یحیی بن معین باشیاء کثیرة سواه وکان یضع للصوفیة الاحادیث قال المصنف قلت وصنف لهم ابو نصر السراج
کتابا سماه لمع الصوفیة ذکر فیه من الاعتقاد القبیح والکلام المرذول ستذکر منه جملة انشاء الله وصنف لهم
ابو طالب المکی قوت القلوب فذکر فیه الاحادیث الباطلة ومالا یستند فیه الی اصل
من صلوات الایام واللیالی وغیر ذلک من الموضوع وذکر فیه الاعتقاد
الفاسد وفیه قوله قال بعض المکاشفین وهذا کلام فاسد ع

ترجمہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان لوگون نے ایک اچھی صورت کے شخص کا خیال بانھا اُسی مین محو ہو گئے یہ لوگ کفر و بدعت کے
درمیان ہین۔ پھران لوگون سے چند اقوام نے کچھ طریقے نکالے لہذا ان کے عقائد مین فساد آگیا بعض حلول کے قائل ہوئے
بعض الحاد مین پڑ گئے اسی طرح شیطان اُن کو انواع انواع بدعتون سے بہکاتا رہا یہانتک کہ انھون نے اپنے لئے نئی سنتین قرار دیدین
ابو عبد الرحمن سلمی نے اکراُن کے لئے کتاب السنن تصنیف کی اور تفسیر کے حقائق جمع کئے اور صوفیہ نے جو قرآن کی عجب عجب
تفسیرین بدون اسناد کے بیان کی ہے۔ اُس کا تذکرہ کیا۔ اور جو کچھ وہ اپنے واقعہ مین دیکھتے جس کو علم کے اصول مین سے کسی اصل
کی طرف مسند نہین کرتے اُس کا بیان کیا اور صرف اُس کو اپنے مذہب پر محمول کیا تعجب تو یہ ہے کہ یہ لوگ کھانے پینے مین
ورع اختیار کرتے ہین۔ اور قرآن مین بے تکلف جو چاہتے ہین کہ گذرتے ہین **محمد بن یوسف** قطان نیشاپوری نے کہا
کہ ابو عبد الرحمن سلمی ثقہ نہین۔ اور اصم سے اُن کا سماع کچھ یوہین تھوڑا سا ثابت ہے جب حاکم ابو عبد اللہ بن البیع انتقال
کر گئے تو ابو عبد الرحمن نے اصم سے تاریخ یحیی بن معین مین بہت سے اشیا بیہودہ روایت کین اور صوفیہ کے لئے حدیثین بنایا
کرتے تھے **مصنف** نے کہا صوفیہ کے لئے ابو نصر سراج نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام لمع الصوفیہ رکھا۔
اُس مین عجیب بُرے عقیدے بیان کئے۔ اور مہمل گفتگو کی جس کا کسی قدر بیان ہم آگے چل کر انشاء اللہ کرین گے
اور ابو طالب مکی نے قوت القلوب تصنیف کی جس مین باطل حدیثین بغیر کسی اصل کی طرف اسناد کئے لکھی
ہین مشکلات اوردن مین نمازین پڑھنا وغیرہ جو بالکل موضوع ہین اور فاسد عقائد اُس مین بیان کئے اور اس
قول کو بار بار لکھا ہے **قال بعض المکاشفین** یعنی بعض اہل کشف نے ایسا کہا ہے حالانکہ یہ قول محض خیالی بات ہے

وذکر فیہ عن بعض الصوفیۃ ان اللہ تعالیٰ یتجلی فی الدنیا لاولیائہ **وعن** محمد بن علی بن العلاف قال دخل ابو طالب المکی الی البصرۃ بعد وفاۃ ابی الحسن بن سالم فانتمی الی مقالتہ وقد بغداد فاجتمع الناس علیہ فی مجلس الوعظ فخلط فی کلامہ فحفظ عنہ انہ قال لیس علی المخلوق اضر من الخالق فبدء الناس وھجروہ وامتنع من الکلام علی الناس بعد ذلک **قال الخطیب** وصنف ابو طالب المکی کتابا سماہ قوت القلوب علی لسان الصوفیۃ وذکر فیہ اشیاء منکرۃ مستبشعۃ فی الصفات **قال المصنف** قلت وجاء ابو نعیم الاصبہانی فصنف لھم کتاب الحلیۃ وذکر فی حد والتصوف اشیاء قبیحۃ ولا یستحق ان یذکر فی الصوفیۃ ابا بکر وعمر وعثمان وعلیا وسادات الصحابۃ وشریحا القاضی والحسن البصری وسفیان الثوری واحمد بن حنبل وکذلک ذکر السلمی فی طبقات الصوفیۃ الفضیل وابراھیم بن ادھم ومعروف الکرخی وجعلھم من الصوفیۃ فان اشار الی انھم من الزھاد فالتصوف مذھب معروف یزید علی الزھد ویدل علی الفرق بینھما ان الزھد لم یذمہ احد وقد ذموا التصوف علی ما سیاتی ذکرہ وصنف لھم عبد الکریم بن ھوازن القشیری کتاب الرسالۃ فذکر فیھا العجائب من الکلام فی الفناء والبقاء والقبض والبسط والوقت والحال والوجد والوجود والجمع والتفرقۃ والصحو والسکر والذوق والشرب والمحو والاثبات والتجلی و

ترجمہ اس کتاب مین بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کو دنیا مین اپنا جلوہ دکھاتا ہے **محمد بن علی علاف** نے کہا کہ ابو طالب مکی بعد وفات ابو الحسن بن سالم کے بصرہ مین گئے یہنے بھی اُن کے مقولے سُنے بعد ازان بغداد آئے اُن کے وعظ مین لوگ جمع ہوے انھون نے اپنے کلام مین تخلیط کی لوگون نے اُن کا یہ قول یاد رکھا کہ مخلوق کے حق مین خالق سے زیادہ کوئی ضرر رسان نہین یہ مقولہ سنکر سب آدمیون نے اُن کو چھوڑ دیا۔ اور بدعتی بنایا بعد اس کے وہ لوگون کے سامنے وعظ کہنے سے باز رہے **خطیب** نے کہا کتاب قوت القلوب صوفیہ کی زبان پر لکھی اور اس مین صفات الٰہی کی نسبت ناگوار اور منکر باتین بیان کین **مصنف** نے کہا کہ ابو نعیم اصفہانی نے صوفیہ کے لئے کتاب الحلیہ تصنیف کی اور حد و تصوف مین اشیاے قبیحہ کا ذکر کیا۔ اور اس بات سے ذرا شرم نہ آئی کہ صوفیہ مین حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی اور بڑے بڑے صحابہ اور قاضی شریح و حسن بصری و سفیان ثوری و احمد بن حنبل کا تذکرہ کیا اسی طرح سلمی نے طبقات صوفیہ مین فضیل و ابراہیم بن ادہم و معروف کرخی کو بیان کیا اور ان کو صوفی قرار دیا اگر ان بزرگون کو صوفی گردانے سے سلمی کی مراد یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اہل زہد تھے تو تصوف ایک مشہور مذہب ہے۔ جس مین زہد سے زیادتی پائی جاتی ہے۔ اور زہد و تصوف مین فرق ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ زہد کی مذمت کسی نے نہین کی اور تصوف کو سب نے برا کہا ہے چنانچہ آگے ذکر آئے گا **عبد الکریم بن ہوازن قشیری** نے صوفیہ کے لئے کتاب الرسالہ لکھی جس مین عجیب عجیب باتین بیان کین فنا و بقا و قبض و بسط و وقت و حال و وجد و وجود و جمع و تفرقہ و صحو و سکر و ذوق و شوق و محو و اثبات و تجلی و

المحاضرة والمكاشفة واللوائح والطوالع واللوامع والتكوين والتمكين والشريعة والحقيقة أغنى ذلك عن التخليط الذي ليس من شيء وتفسيرا عجيب منه جاء محمد بن طاهر المقدسي فصنف لهم صفوة التصوف فذكر فيها اشياء يستحيي العاقل من ذكرها سنذكر منها ما يصلح ذكره في مواضعه انشاء الله وكان شيخنا ابو الفضل بن ناصر الحافظ يقول كان ابن طاهر يذهب مذهبا لا باحة قال وقد صنف كتابا في جواز النظر الى المرد وأورد فيه حكاية عن يحيى بن معين رايت جارية بمصر مليحة صلى الله عليها فقيل له تصلي عليها فقال صلى الله عليها وعلى كل مليح قال شيخنا ابن ناصر وليس ابن طاهر ممن يحتج به وجاء ابو حامد الغزالي فصنف كتاب الاحياء على طريق القوم وملأه بالاحاديث الباطلة وهو لا يعلم بطلانها وتكلم في علم المكاشفة وخرج عن قانون الفقه قال ان المراد بالكوكب والشمس والقمر اللواتي رأهن ابراهيم انوار هي حجب الله عز وجل ولم يرد هذه المعروفات وهذا من جنس كلام الباطنية وقال في كتابه المفصح بالاحوال ان الصوفية في يقظتهم يشاهدون الملائكة وارواح الانبياء ويسمعون منهم اصواتا ويقتبسون منهم فوائد ثم يترقى في الحال من مشاهدة الصور الى درجات يضيق عنها نطاق النطق وقال المصنف وكان السبب في تصنيف هؤلاء مثل هذه الاشياء قلة علمهم بالسنن

ترجمہ محاضرہ ومکاشفہ ولوائح وطوالع ولوامع تکوین وتمکین وشریعت وحقیقت وغیرہ ہین کلام کیا جس کی کچھ حقیقت نہین اور سراسر تخلیط ہو۔ پھر ان کی تفسیر جو اس شخص نے کی وہ زیادہ عجیب چیز ہے محمد بن طاہر مقدسی نے صفوۃ التصوف تصنیف کی اس مین ایسی چیزین بیان کین۔ جن کے ذکر کرنے سے اہل عقل کو حیا آتی ہے۔ ہم اُن مین سے جو کچھ ذکر کرنے کے قابل ہے موقع موقع پر انشاء اللہ بیان کرین گے شیخ ابو الفضل بن ناصر حافظ کہا کرتے تھے کہ ابن طاہر مذہب اباحت رکھتے تھے اُنہون نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جس مین امرد کی طرف دیکھنا جائز ثابت کیا ہے اور یحیی بن معین سے ایک حکایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہین مینے مصر مین ایک خوبصورت لڑکی دیکھی خدا اُس پر رحمت کرے لوگون نے کہا کہ آپ اُس پر رحمت کیون بھیجتے ہین جواب دیا کہ خدا اُس پر رحمت کرے اور ہر ایک خوبصورت پر درود بھیجے شیخ ابن ناصر نے کہا کہ ابن طاہر اُن لوگون مین سے نہین جن کا قول حجت ہو ابو حامد غزالی نے آکر قوم صوفیہ کے طریقہ پر کتاب احیاء العلوم تصنیف کی اور اُس کو باطل حدیثون سے بھر دیا جن کا بطلان وہ خود نہین جانتے اور علم مکاشفہ مین گفتگو کی اور قانون فقہ سے باہر ہو گئے اُس مین لکھا ہے کہ وہ ستارہ اور سورج اور چاند جنکو حضرت ابراہیم نے دیکھا اُن سے مراد انوار ہین جو اللہ عزوجل کے حجاب ہین یہ مشہور چاند سورج ستارے مراد نہین غزالی کا یہ کلام باطنیہ کے کلام کی قسم سے ہے اور اپنی کتاب مفصح بالاحوال مین لکھتے ہین کہ صوفیہ حالت بیداری مین ملائکہ وارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہین اور اُن سے آوازین سنتے ہین اور فوائد اخذ کرتے ہین پھر ان صورتون کے مشاہدہ سے ترقی کرکے حالت اُن درجات پر پہونچتی ہے جو تنگنائے کلام سے باہر ہین مصنف نے کہا کہ ان لوگون نے جو یہ چیزین تصنیف کین اُسکا سبب یہ ہوا کہ سنن

والاسلام والآثار واقبالهم على ما استحسنوه من طريقة القوم لانه قد ثبت في النفوس حسن الزهد وما رأوا حالة احسن من حالة هؤلاء القوم في الصورة ولا كلاما ارق من كلامهم وفي السلف نوع خشونة ثم ان ميل الناس الى هؤلاء القوم شديد لما ذكرنا من انها طريقة ظاهرها النظافة والتعبد وفي ضمنها الراحة والسماع فالطباع تميل اليها وقد كان اوائل الصوفية يتقربون من السلاطين والامراء فصاروا اصدقاء **فصل** وجمهور هذه التصانيف التي صنفت لهم لا تستند الى اصل وانما هي واقعات تلقفها بعضهم من بعض ودونوها وقد سموها بالعلم الباطن وسئل احمد بن حنبل عن الوساوس والخطرات فقال ما تكلم فيها الصحابة ولا التابعون قال المصنف وقد روينا في اول كتابنا هذا عن ذي النون نحو هذا وروينا عن احمد بن حنبل انه سمع كلام الحارث المحاسبي فقال هذا كلام الضلال لا اراك الله ايا ه وعن سعيد بن عمرو البرذعي قال شهدت ابا زرعة ومر على الحارث المحاسبي وكتبه فقال لي اياك وهذه الكتب هذه الكتب كتب بدع وضلالة عليك بالاثر فانك تجد فيه ما يغنيك عن هذه الكتب قيل له في هذه الكتب عبرة فقال ان لم يكن في كتب الله تعالى عبرة فليس في كتب الحارث عبرة لمن فهم

ترجمہ اور اسلام و آثار کا علم کم رکھتے تھے۔ اور صوفیہ کا طریقہ جو اچھا معلوم ہوا۔ اُسپر جھک پڑے۔ اور وہ طریقہ صرف اس لئے اچھا معلوم ہوا۔ کہ دلون مین زہد کی خوبی بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اس قوم کی ظاہری حالت اور اُن کے کلام سے کوئی کلام رقیق تر نہین دیکھا۔ اور سلف کے حالات مین ایک قسم کی سختی پائی جاتی ہے۔ پھر لوگون کی رغبت اس قوم کی طرف شدت سے ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے۔ یہ طریقہ ایسا ہے۔ جس مین بظاہر نظافت اور تعبد ہے۔ اور اُس کے ضمن مین راحت اور سماع ہے۔ لہذا طبیعتین اس طریقہ کی جانب مائل ہین۔ اوائل صوفیہ کا یہ حال تھا۔ کہ بادشاہون اور امیرون سے نفرت کرتے تھے۔ اب یہ لوگ دوست بن گئے **فصل** یہ سب کی سب تصنیفات جو صوفیہ کے لئے تصنیف کی گئین۔ اُن کا استناد کسی علمی اصول کی طرف نہین۔ صرف وہ واقعات ہین جو بعض صوفیہ نے بعض سے اخذ کئے ہین۔ اور ترتیب دی ہے۔ اور ان کا نام علم باطن رکھا ہے۔ **احمد بن حنبل** سے کسی نے وساوس اور خطرات کی نسبت سوال کیا۔ جواب دیا کہ اس بارے مین صحابہ اور تابعین نے کچھ گفتگو نہین کی **مصنف** نے کہا ہم نے اس کتاب کے شروع مین بیان کیا ہے۔ کہ ذوالنون سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ اور احمد بن حنبل سے ہم روایت کر چکے کہ اُنہون نے حارث محاسبی کا کلام سُنا اور اپنے ایک ہمنشین سے کہا کہ مین تمہارے لئے اس قوم مین بیٹھنا اُٹھنا جائز نہین رکھتا **سعید بن عمرو البرذعی** کہتے ہین کہ مین ابو زرعہ کے پاس تھا۔ اُن سے کسی نے حارث محاسبی اور اُن کی تصنیفات کے بارے مین سوال کیا انہون نے اس سائل سے کہا کہ خبردار ان کتابون سے بچتے رہو۔ یہ کتابین بدعت اور گمراہی ہین بس حدیث کو لازم پکڑو اس مین تم کو وہ چیز ملیگی جس سے ان کتابون کی پروا نہ رہیگی یہ سُنکر ایک شخص بولا کہ ان کتابون مین عبرت ہے ابو زرعہ نے جواب دیا کہ جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب مین عبرت نہ ہوگی اس کے لئے ان کتابون مین عبرت نہین

بلغکم ان مالک بن انس و سفیان الثوری والاوزاعی والائمۃ المتقدمۃ صنفوا ھذہ الکتب فی الخطرات والوساوس وھذہ الاشیاء ھولاء قوم خالفوا اھل العلم یاتون مرۃ بالحارث المحاسبی ومرۃ بعبد الرحیم الدیلمی ومرۃ بحاتم الاصم ومرۃ بشقیق ثم قال ما اسرع الناس الی البدع وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال اول من تکلم فی بلدتہ فی ترتیب الاحوال ومقامات اھل الولایۃ ذوالنون المصری فانکر علیہ ذلک عبد اللہ بن عبد الحکم وکان رئیس مصر وکان یذھب مذھب مالک وھجرہ لذلک علماء مصر لما شاع عنہ انہ احدث علما لم یتکلم فیہ السلف حتی رموہ بالزندقۃ قال السلمی واخبرنی ابو سلیمان الدارانی من دمشق وقالوا یزعم انہ یری الملائکۃ وانھم یکلمونہ وشھد قوم علی احمد بن ابی الحواری انہ یفضل الاولیاء علی الانبیاء فھرب من دمشق الی مکۃ وانکر اھل بسطام علی ابی یزید البسطامی ما کان یقول حتی انہ ذکر للحسین بن عیسی انہ یقول لی معراج کما کان للنبی صلعم معراج فانکر ذلک من بسطام فاقام بمکۃ سنین ثم رجع الی جرجان فاقام بھا الی ان مات الحسین بن عیسی ثم رجع الی بسطام قال السلمی وحکی رجل عن سھل بن عبد اللہ التستری انہ یقول ان الملائکۃ والجن والشیاطین یحضرونہ ویکلمونہ فانکر علیہ العوام ذلک حتی نسبوہ الی القبائح فخرج الی البصرۃ فماتھا قال السلمی وتکلم الحارث المحاسبی فی نوع من الکلام والصفات فھجرہ احمد بن حنبل فاختفی الی ان مات قال المصنف قلت وقد ذکر

ترجمہ بھلا کیا تم نے سنا ہے کہ مالک بن انس و سفیان ثوری و اوزاعی و دیگر آئمہ متقدمین نے خطرات و وساوس وغیرہ میں ایسی کتابیں تصنیف کی ہیں اس قوم نے اہل علم کی مخالفت کی کبھی حارث محاسبی اور کبھی عبد الرحیم دیلمی اور کبھی حاتم اصم اور کبھی شقیق سے سند لاتے ہیں یہ بیان کر کے ابوذرعہ بولے کہ لوگ بدعت کی طرف کیا جلدی دوڑ کر جاتے ہیں ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ پہلے پہل جس شخص نے اپنے شہر میں ترتیب احوال اور مقامات ولایت کی نسبت کلام کیا وہ ذوالنون مصری ہیں عبد اللہ بن حکم نے جو مصر کے رئیس اور مالکی مذہب تھے ذوالنون پر انکار کیا اور جب یہ بات شائع ہوئی کہ ذوالنون نے ایسا علم ایجاد کیا ہے جس کے بارے میں سلف نے گفتگو نہیں کی۔ تو علمائے مصر نے انکو چھوڑ دیا حتی کہ اُن کو زندیقیت کا الزام لگایا سلمی نے کہا کہ ابو سلیمان دارانی دمشق سے نکالے گئے لوگ کہتے ہیں کہ انکا خیال تھا میں فرشتوں کو دیکھتا ہوں اور فرشتے مجھ سے باتیں کرتے ہیں احمد بن ابی الحواری کی نسبت لوگوں نے شہادت دی کہ وہ اولیا کو انبیا پر فضیلت دیتے تھے لہذا وہ دمشق سے مکہ کیطرف بھاگ گئے اور اہل بسطام نے ابو یزید پر اُن کی باتوں کا انکار کیا حتی کہ وہ کہتے تھے کہ حسین بن عیسے کہتے ہیں کہ مجھکو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند معراج ہوئی اس بنا پر ان کو بسطام سے نکالا یا چند سال مکہ میں رہے پھر جرجان میں آکر قیام کیا۔ یہانتک کہ حسین بن عیسے رحلت کر گئے۔ تو پھر ابو یزید بسطام میں واپس آئے سلمی نے کہا۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ سہل بن عبد اللہ کہتے تھے۔ کہ فرشتے اور جن اور شیاطین میرے پاس آتے ہیں۔ اور میں اُن کو وعظ سناتا ہوں۔ عوام نے اس بات کو سُن کر انکار کیا۔ حتی کہ اُن کو قبائح کی طرف منسوب کیا لہٰذا وہ بصرہ کو چلے گئے اور وہیں انتقال کیا سلمی نے کہا کہ حارث محاسبی نے کلام الٰہی و صفات الٰہی کے بارے میں کچھ کلام کیا اس پر احمد بن حنبل نے ان کو چھوڑ دیا لہذا وہ مرتے دم تک غائب و پوشیدہ رہے

ابو بکر الخلال فی کتاب السنۃ عن احمد بن حنبل انہ قال حذروا عن حارث اشد التحذیر وحارث اصل البلیۃ یعنی فی حوادث
کلام جہم ذلک جالسہ فلان وفلان واخرجہم الی رای جہم مازال یاتی اصحاب الکلام حارث بمنزلۃ الاسد الرابض انظر ای رویتم
الناس فصل قال المصنف وقد کان اوائل الصوفیۃ یقرون بان التعویل علی الکتاب والسنۃ وانما لیس الشیطان علیہم لقلۃ
وعن ابی سلیمان الدارانی قال ربما یقع فی قلبی النکتۃ من نکت القوم ایاما فلا اقبل منہ الا بشاہدین عدلین
الکتاب والسنۃ وعن ابی یزید قال لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی ترتفع فی الہواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا
کیف تجدون عندہ الامر والنہی وحفظ الحدود وعن ابی یزید البسطامی یقول من ترک قراءۃ القرآن والتشقف التصوف
ولزوم الجماعۃ وحضور الجماعۃ وعیادۃ المرضی وادی الی ہذا الشان فہو مدع وعن سری یقول من ادعی باطنا علم
ینقض ظاہرا حکم فہو غالط وعن الجنید انہ قال مذہبنا ہذا مقید بالاصول والکتاب والسنۃ وعنہ یقول علمنا
مضبوط بالکتاب والسنۃ من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث ولم یتفقہ لا یقتدی بہ وعنہ یقول ما اخذنا
التصوف عن القیل والقال لکن عن الجوع وترک الدنیا وقطع المالوفات والمستحسنات لان
التصوف ہو صفاء المعاملۃ مع اللہ

ترجمہ مصنفؒ نے کہا ابو بکر خلال نے کتاب السنۃ مین روایت کیا کہ احمد بن حنبل نے کہا حارث سے نہایت حذر کرو حارث
بلاؤن کی جڑ ہے جہم کی حوادث مین مبتلا ہے فلان فلان شخص اس کی صحبت مین رہے سبکو جہمیہ بنا دیا اہل کلام کا قول ہمیشہ یہی
رہا کہ حارث ایسا ہے جیسے شیر دوزانو بیٹھا ہو دیکھتے ہو کہ کس روز لوگون پر کود پڑے فصل مصنفؒ نے کہا کہ اوائل صوفیہ
اقرار کرتے تھے کہ اعتماد کتاب و سنت پر کیا جاتا ہے اور ان لوگون کو صرف کم علمی کے سبب سے شیطان نے فریب دیا۔
ابو سلیمان دارانی کہتے ہین۔ کہ بعض اوقات میرے دل مین صوفیہ کے نکات سے کوئی نکتہ گذرتا ہے۔ بہت دنون
تک پڑا رہتا ہے مین اس کو قبول نہین کرتا مگر جبکہ دو شاہد عدل یعنی کتاب و سنت شہادت دین ابو یزید نے کہا اگر تم کسی
شخص کو دیکھو کہ اس کو کرامتین ملی ہین حتی کہ ہوا مین معلق دوزانو بیٹھ جاتا ہے تو دھوکا نہ کھاؤ جبتک اس امر کو نہ دیکھ لو۔ کہ
امر و نہی اور حدود شرعی کی نگاہداشت مین اس شخص کی کیا کیفیت ہے ابو یزید کہتے ہین جو شخص قرآن کی تلاوت اور
شریعت کی حمایت اور جماعت کا لزوم اور جنازہ کے ساتھ چلنا اور مریضون کی عیادت کرنا چھوڑ دے اور شان باطنی کا
دعوے کرے وہ مدعی ہے سری کہتے ہین کہ جو شخص ظاہر مین احکام کی پیروی چھوڑ کر علم باطن کا دعوے کرے وہ
غلطی پر ہے جنید نے کہا کہ ہمارا یہ تصوف کا مذہب کتاب و سنت و اصول سے مقید ہے نیز جنید نے کہا کہ ہمارا علم
کتاب و سنت سے بندھا ہوا ہے جس شخص کو کتاب یاد نہین اور حدیث نہین لکھتا اور فقہ نہین سیکھتا اسکی
پیروی نہ کی جاوے گی نیز جنید نے کہا کہ ہمنے قیل و قال سے تصوف نہین لیا بلکہ بھوک کی سختی جھیل کر اور دنیا کو چھوڑ
کر اور محبوب و عمدہ چیزون کو ترک کر کے حاصل کیا ہے کیونکہ تصوف کے معنی ہین اللہ تعالی کے ساتھ صاف معاملہ رکھنا

واصله التفرق عن الدنیا کما قال حارثة عرفت نفسی عن الدنیا فاستهرت لیلی واظمأت نهاری وعن ابی بکر السقاق یقول من ضیّع حدود الامر والنهی فی الظاهر حرم مشاهدة القلب فی الباطن وعن ابی الحسین النوری وکان یقول لاصحابه من رأیتموه یدّعی مع الله حالة تخرجه عن حد علم شرعی فلا تقربنّه ومن رأیتموه ملّ عیاً حالة لا یدل علیها ولا یشهد لها حفظ ظاهره فاتهموه علی دینه وعن الجریری یقول امرنا هذا کله مجموع علی اصل واحد وهو ان یلزم قلبك المراقبة ویکون العلم علی ظاهرك قائماً وعن ابی حفص انه قال من لم یزن افعاله واحواله بالکتاب والسنة ولم یتهم خواطره فلا تعدّه فی دیوان الرجال فصل قال المصنف واذ قد ثبت هذا من اقوال شیوخهم فقد وقعت من بعض اشیاخهم غلطات لبعدهم عن العلم فکان ذلك صحیحاً عندهم توجه الرد علیهم اذ لا عاصم الا الحق وانما یصح عنهم حقاً ما من مثل ذلك القول وذلك مثل من رأی شخصاً صدر قواماً المشتهرون بالقوم لیس منهم فاعلموا کثیرة ونحن نذکر بعض ما بلغنا من اغلاط القوم والله یعلم انا لم نقصد بیان اغلاط الغالطین الا لتنزیه الشریعة والغیرة علیها من الدخل وقد علمنا من الفاعل وانما نوعز بذلك امانة العلم ولا زال العلماء یبینون کلوا حد منهم غلط صاحبه قصداً للبیان الحق لا لاظهار عیب الغالط واعتبار

ترجمہ اور تصوف کی اصل یہ ہے۔ کہ دنیا سے علیحدہ ہو جاوے چنانچہ حارثہ کا قول ہے کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پہچانا۔ اور ہذارات کو بیدار اور دن کو پیاسا رہا ابوبکر سقاف کہتے ہیں کہ جو شخص ظاہر میں امر و نہی کی حدود ضائع کر دے۔ وہ باطن میں مشاہدہ قلبی سے محروم رہے گا ابوالحسین نوری اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ جس شخص کو تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی حالت کا دعوی کرتا ہے۔ جو اُس کو علم شرعی کی حد سے خارج کر دے تو اُس کے پاس نہ جاؤ۔ اور جس شخص کو ایسی حالت کا مدعی دیکھو جس پر اُس کا حفظ ظاہری نہ دلالت کرتا ہے نہ شہادت دیتا ہے تو اُس کو اُس کے دین کے بارے میں متہم کرو جریری کہتے ہیں کہ ہمارا یہ امر سب کا سب ایک فصل پر جمع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے دل کے لئے مراقبہ لازم کر لو اور علم ظاہری پر قائم رہو ابوحفص نے کہا جس شخص نے اپنے افعال و احوال کو کتاب وسنت کے ساتھ نہ تولا اور اپنے خطرات کو تہمت نہ لگائی اُس کو آدمیوں کے دفتر میں نہ شمار کرو فصل مصنف نے کہا جب شیوخ صوفیہ کے اقوال ایسے ثابت ہو گیا تو اُن کے بعض شیوخ سے بوجہ کم علمی کے غلطیاں سرزد ہوئیں اگر یہ غلطیاں جو ان حضرات سے روایت کی گئیں ہیں واقعی صحیح ہیں۔ تو ہمارا رد انہیں پر متوجہ ہو گا کیونکہ حق بات کو لینے میں کچھ روک ٹوک نہیں اور اگر یہ روایتیں ان بزرگوں سے صحیح نہیں تو ہم ایسے قول اور مذہب سے حذر دلاتے ہیں۔ خواہ کسی شخص سے صادر ہو باقی رہے وہ لوگ جو صوفیہ میں سے نہیں اور ان کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں تو اُن کی غلطیاں بکثرت ہیں ہم صوفیہ کی بعض غلطیاں جو ہمکو پہونچی ہیں بیان کریں گے اور حق تعالیٰ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ غلط گو کی غلطی بیان کرنے سے ہمارا مقصود فقط یہ ہے کہ شریعت پاک ہو جاوے اور لوگوں کو شرع پر غیرت دلائی جائے ہمکو اس بیان کی کوئی حاجت نہیں صرف بات اتنی ہے کہ علمی امانت ادا کی جاتی ہے اور علماء میں ایک کا یہ قاعدہ رہا ہے۔ کہ ایک دوسرے کی غلطی ظاہر کرتا یا جس سے یہ مطلب نہ ہوتا تھا کہ غلط گو کے عیب کا اظہار کیا جاوے بلکہ صرف اس لئے کہ حق ظاہر ہو جاوے۔ اگر کوئی جاہل کہے

کیف یرد علی فلان الزاهد المتبرک به لان الانقیاد انما یکون الی ما جاءت به الشریعة لا الی الاشخاص وقد یکون الرجل من الاولیاء واهل الجنة وله غلطات فلا یعتنی بها بل یعتبر منزلته بیان زلله واعلم ان من نظر الی تعظیم شخص ولم ینظر بالدلیل الی ما صدر عنه کان کمن نظر الی ما جری علی ید المسیح علیه السلام من الاموات الخ فاتی فیه الالوهیة ولو نظر الیه وانه لا یقوم الا بالطعام یعطیه ما لا یستحقه وعن یحیی بن سعید قال سألت شعبة وسفیان بن سعید وسفیان بن عیینة ومالک بن انس عن الرجل لا یحفظ ادبهم فی الحدیث فقالوا جمیعا بین امره وقال کان الامام احمد بن حنبل یعظم الرجل ویبالغ فی تعریف غلطه فی الشیء بعد الشیء وقال نعم الرجل فلان لولا خلة فیه وقال عن سری السقطی الشیخ المعروف بطیب المطعم شرحکی له عنه انه قال ان الله تعالی لما خلق الحروف سجدت الباء فقال نفروا الناس عنه سیاق ما یروی عن جماعة منهم من سوء الاعتقاد وعن ابی عبد الله الرملی یقول انه تکلم ابو حمزة فی جامع طرسوس فقبلوه فبینما هو یتکلم اذ صاح غراب علی سطح الجامع فزعق ابو حمزة وقال لبیک لبیک فنسبوه الی الزندقة وقالوا حلولی زندیق وبیع فرسه بالمناداة علی باب الجامع هذا فرس الزندیق وعن ابی بکر الفرغانی انه قال کان

ترجمہ کہ بھلا فلان زاہد متبرک پر کیونکر اعتراض کر سکتے ہیں تو اس قول کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ اطاعت صرف احکام شریعت کی کی جاتی ہے۔ لوگوں کی اطاعت نہیں ہوتی بسا اوقات انسان اولیاء اللہ اور اہل جنت سے ہوتا ہے اور غلطیاں کرتا ہے اُس کی لغزشوں کا ظاہر کرنا اُس کے مرتبہ کا مانع نہیں۔ اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص ایک آدمی کی تعظیم کا خیال کرے گا اور اُس کے افعال پر دلیل کے ساتھ غور نہ کرے گا وہ ایسا ہے جیسے ایک شخص نے اُن کرامات و خوارق کو دیکھا جو حضرت عیسے کے ہاتھ سے صادر ہوئیں اور حضرت عیسے پر کچھ غور نہ کیا لہذا اُن کی الوہیت کا دعوی کر بیٹھا اور اگر اُن کی طرف خیال دوڑاتا کہ وہ بھی فقط کھانے پینے ہی سے زندہ ہیں تو ہرگز اُن کو وہ منصب نہ دیتا جس کے وہ مستحق نہیں۔ یحیی بن سعید نے کہا کہ میں نے شعبہ اور سفیان بن سعید اور سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس سے اُس شخص کی نسبت سوال کیا جس کا حافظہ درست نہیں یا حدیث کے بارے میں متہم ہے سب نے یہی جواب دیا کہ اُس کی حالت ظاہر کر دو۔ امام احمد حنبل کا قاعدہ تھا کہ ایک شخص کی بہت مبالغہ کے ساتھ تعریف کیا کرتے تھے پھر اکثر اشیاء میں اُس کی غلطیاں بیان فرماتے تھے ایکبار آپنے کہا کہ فلان شخص میں اگر ایک عادت نہ ہوتی تو بڑا اچھا آدمی تھا سری سقطی جو کہ شیخ طیب المطعم کے نام سے مشہور ہیں احمد بن حنبل کے سامنے ان کا ذکر آیا اور نقل کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں جب اللہ تعالے نے حروف کو پیدا فرمایا تو ب نے سجدہ کیا امام نے کہا کہ لوگوں کو اُن سے دور رکھو (جماعت صوفیہ سے جو سوء اعتقاد کی روایتیں پہونچی ہیں انکا بیان) ابو عبد اللہ الرملی کہتے ہیں کہ ابو حمزہ نے طرسوس کی جامع مسجد میں وعظ کہا لوگوں نے دل سے سنا ایک روز وہ وعظ بیان کر رہے تھے کہ یکایک جامع مسجد کی چھت پر ایک کوا بولا ابو حمزہ نے زور سے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک لبیک اس بات پر لوگوں نے اُن کو زندیقیت کی طرف منسوب کیا اور حلولی زندیق کہا اور جامع مسجد کے دروازے پر انکا گھوڑا یوں پکار کر نیلام ہوا کہ یہ زندیق کا گھوڑا ہے ابو بکر فرغانی نے کہا +

ابوحمزۃ اذا سمع شیئا یقول لبیک لبیک فاطلقوا علیہ انہ حلولی ثم قال ابو علی وانما جعلہ داعیا من الحق
ایقظہ الذکر وعن ابی علی الرفو باری قال اطلق علی ابی حمزۃ انہ حلولی وذلک انہ کان اذا سمع صوتا مثل
ھبوب الریح وخریر الماء وصیاح الطیور کان یصیح ویقول لبیک فرمی بالحلول قال السراج وبلغنی عن ابی
حمزۃ انہ دخل دار حارث المحاسبی فصاحت الشاۃ میع فشھق ابو حمزۃ شھقۃ وقال لبیک یا سیدی فغضب
الحارث وعمد الی سکین وقال ان لم تنتف من ھذا الذی انت فیہ اذبحک فقال ابو حمزۃ اذا انت لم تحسن ان تسمع ھذا
الذی انا فیہ فلم لا تاکل الدجاجۃ بالرمان قال السراج وانکر جماعۃ من العلماء علی ابی سعید احمد بن عیسی الخراز ونسبوہ الی
الکفر بالفاظ وجدوھا فی کتاب صنفہ وھو کتاب السر ومنہ قولہ عبد طالح ما اذن لہ ولزم التعظیم اللہ وقد
اللہ نفسہ قال وابو العباس احمد بن عطاء نسب الی الکفر والزندقۃ قال وکم من مرۃ قد اخذ الجنید مع عملہ
شھد علیہ بالکفر والزندقۃ وکذلک اکثرھم وقال السراج ذکر عن ابی بکر محمد بن موسی الفرغانی انہ قال من ذکر
اللہ فی ومن صبر اجتبی وقال ایاک ان تلاحظ حبیبا او کلیما او خلیلا وانت تحدا لی ملاحظۃ الحق سبیلا فیقال لہ اولا اصلی علیھم قال صلی
علیھم بلا وقار ولا تجعل لھا فی قلبک مقدارا قال السراج وبلغنی ان جماعۃ من الحلولیۃ زعموا ان الحق انما اصطفی انبیاءہ
علیھم السلام واولیاءہ لما فیھم من الحلول

ترجمہ کہ ابو حمزہ جب کوئی آواز سنتے تھے تو لبیک لبیک کہتے تھے لوگوں نے انکو حلولی ٹھیرایا پھر ابو علی نے کہا کہ ابو حمزہ اُس آواز کو خدا کی
طرف سے پکارنیوالا سمجھتے تھے جو انکو ذکر الٰہی کے لئے بیدار کرتا تھا ابو علی رودباری نے کہا کہ ابو حمزہ کو حلولی اس لئے قرار دیا گیا کہ وہ جب کوئی
آواز مثلاً ہوا کا چلنا پانی کا شور پرندوں کا غل سنتے تھے تو زور سے لبیک لبیک پکارتے تھے لہذا حلول کا الزام اُن کو لگایا گیا سراج
نے کہا ہے سنا ہے کہ ابو حمزہ ایکبار حارث محاسبی کے گھر گئے اتنے میں ایک بکری بولی ابو حمزہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک یا سیدی
حارث یہ سنکر غصہ ہو گئے اور ایک چھری ہاتھ میں لیکر بولے کہ اگر تم اس حالت سے توبہ نکرو گے تو میں تم کو ذبح کر ڈالونگا۔ ابو حمزہ نے
کہا کہ جب میری اس حالت کا سننا تمہیں کو پسند نہیں تو پھر تم بھوسہ اور خاک کیوں نہیں کھاتے سراج نے کہا کہ علماء کی ایک جماعت
نے ابو سعید احمد بن عیسے خراز پر انکار کیا ہے اور بوجہ چند الفاظ کے جو اُن کی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب موسوم بکتاب السر میں پائے گئے ہیں انکو
کفر کیجانب منسوب کیا ہے اس کتاب میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ طاعت گزار بندہ جو فرض منصبی کو بجالاوے اللہ کے لئے اُسکی تعظیم لازم ہے
اور خدا تعالیٰ اُس کے نفس کو پاک کر دیتا ہے سراج نے کہا ابو العباس احمد بن عطا بھی کفر و زندیقیت کیطرف منسوب کئے گئے ہیں علی ہذا
القیاس اکثر صوفیہ کو ایسا ہی کہا گیا ہے اکثر مرتبہ جنید پر باوجود علم و فضل کے گرفت کی گئی اور کفر و تزندق کی شہادت دی گئی سراج نے کہا
کہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر محمد بن موسی فرغانی نے کہا ہے کہ جس شخص نے ذکر الٰہی کیا اس نے پہچان پائی اور جس نے صبر کیا اُس نے
جرأت کی اور نیز کہا ہے کہ خبردار جس حالت میں مشاہدۂ الٰہی کا طریقہ ہاتھ آجائے تو حبیب یا کلیم یا خلیل کا لحاظ نہ کرو یہ قول سنکر کوئی بولا کہ کیا
ان پر درود نہ پڑھوں۔ جواب دیا کہ ہاں درود پڑھو مگر کچھ وقار نہ سمجھو اور اس درود کی اپنے دل میں کوئی مقدار نہ خیال
کرو سراج نے کہا ہے سنا ہے کہ اہل حلول میں سے ایک جماعت کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ جسموں کو اختیار فرمایا ہے

حل فیہا بمعانی الربوبیۃ وازال عنہا معانی البشریۃ ومنہم من قال بالنظر الی الاشواھد المستحسنات
ومنہم من قال حال فی المستحسنات قال وبلغنی عن جماعۃ من الشامیۃ انہم یدعون الرویۃ بالقلوب فی الدنیا کالرویۃ
بالعیان فی الاخرۃ قال السراج وبلغنی ان ابا الحسن النوری شہد علیہ غلام خلیل انہ سمعہ یقول انا اعشق اللہ وھو
یعشقنی فقال النوری سمعت اللہ یقول یحبہم ویحبونہ ولیس العشق باکثر من المحبۃ قال القاضی ابو یعلی وقد ذھب
الحلولیۃ الی ان اللہ تعالی یعشق قال المصنف وھذا جھل من ثلثۃ اوجہ الاول من حیث الاسم فان العشق عند اھل
اللغۃ لا یکون الا لما ینکح والثانی ان صفات اللہ منقولہ فہو یحب ولا یقال یعشق کما یقال یعلم ولا یقال یعرف
والثالث من این لہ ان اللہ یحبہ فھذہ دعوی بلا دلیل وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال انی فی الجنۃ فھو فی
النار وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال حکی عن عمرو المکی انہ قال کنت اماشی الحسین بن منصور فی بعض ازقۃ
مکۃ وکنت اقرأ القرآن فسمع قراءتی فقال یمکننی ان اقول مثل ھذا فقارقتہ وعن محمد بن یحیی الرازی یقول سمعت
عمرو بن عثمان یلعن الحلاج ویقول لو قدرت علیہ لقتلتہ بیدی فقلت ای شیء وجد الشیخ علیہ فقال قرأ
ایۃ من کتاب اللہ تعالی فقال یمکننی ان اقول اوأ لف مثلہ واتکلم بمثلہ

النوری

ترجمہ جن مین ربوبیت کے معنی سے حلول کیا اور بشریت کے معنی اُن سے زائل کر دیے۔ اور بعض اہل حلول اچھی صورتون کی طرف
دیکھنے کے قائل ہین اور بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالی اچھی صورتون مین حلول کیے ہوے ہے سراج نے کہا ہمنے سنا ہے۔ کہ
اہل شام کی ایک جماعت کا دعوی ہے کہ دنیا مین قلوب سے رویت الٰہی اسی طرح ہوتی ہے جیسے آخرت مین آنکھون سے
ہوگی سراج نے کہا ہمنے سنا ہے کہ غلام خلیل نے ابو الحسن نوری پر شہادت دی کہ انکو یون کہتے ہوے سُنا کہ مین خدا کا عاشق
ہون اور خدا مجھ پر عاشق ہے نوری نے جواب دیا کہ ہمنے اللہ تعالی سے سنا ہے کہ فرماتا ہے یحبہم ویحبونہ یعنی اللہ تعالی اہل ایمان سے
محبت رکھتا ہے اور اہل ایمان اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہین عشق کچھ محبت سے زیادہ نہین قاضی ابو یعلی نے کہا حلولیہ
کا مذہب ہے کہ اللہ تعالی عشق رکھتا ہے مصنف نے کہا کہ اس مذہب مین تین وجہون سے جہالت ہے اول بحیثیت اسم کے کیونکہ اہل لغت کے نزدیک عشق
فقط اس کے لئے ہوتا ہے جس سے نکاح ہو سکے دوسری صفات الٰہی سب کی سب منقولہ ہین لہذا اللہ محبت رکھتا ہے یون نہین کہہ سکتے
کہ عشق رکھتا ہے چنانچہ یون کہتے ہین کہ اللہ عالم ہے یون نہین کہتے کہ عارف ہے تیسرے اس مدعی کو کہان سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو اس سے محبت ہے
یہ دعوی محض بلا دلیل ہے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یون کہے کہ مین جنتی ہون وہ دوزخی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا
کہ نقل کرتے ہین کہ عمرو مکی نے بیان کیا کہ مین حسین بن منصور کے ہمراہ مکہ کی ایک گلی مین جا رہا تھا اور قرآن شریف پڑھتا تھا۔
میری قرأت سنکر حسین بولے کہ ایسا کلام مین بھی کہہ سکتا ہون یہ بات سنتے ہی مین نے انکو چھوڑ دیا محمد بن یحیی رازی کہتے ہین ہمنے عثمان
حلاج پر لعنت کرتے ہوے سنا اور کہتے تھے کہ اگر مین نے حلاج پر قابو پایا تو اُس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا مینے پوچھا کہ اے شیخ کس وجہ سے حلاج پر اسقدر
ناراض ہو جواب دیا کہ مین نے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی تو کہنے لگا کہ ممکن ہے مین بھی ایسا کہہ لون یا تالیف کرون اور ایسا ہی کلام میرا ہو +

وعن ابی بکر بن ممشاد حضر عندنا بالدینور رجل ومعہ مخلاۃ فما کان یفارقھا باللیل ولا بالنھار فافتشوا المخلاۃ فوجدوا فیھا کتابا للحلاج عنوانہ من الرحمن الرحیم الی فلان بن فلان فوجہ الی بغداد فاحضر وعرض علیہ فقال ھذا خطی وانا کتبتہ فقالوا کنت تدعی النبوۃ فصرت تدعی الربوبیۃ فقال ما ادعی الربوبیۃ ولکن ھذا عین الجمع عندنا ھل کاتب الا اللہ والید فیہ الا اللہ فقیل لہ ھل معک احد فقال نعم ابن عطاء وابو محمد الجریری وابو بکر الشبلی وابو الجریری یستر والشبلی لیستر فان کان فابن عطاء فاحضر الجریری وسئل فقال ھذا کافر یقتل من یقول ھذا وسئل الشبلی فقال من یقول ھذا یمنع وسئل ابن عطاء عن مقالۃ الحلاج فقال بمقالتہ وکان سبب قتلہ وسئل ابو عبد اللہ بن خفیف عن معنی ھذہ الابیات سبحان من اظھر ناسوتہ سر سنا لاھوتہ الثاقب ثم بدا فی خلقتہ الظاھرۃ فی صورۃ الاکل والشارب حتی لقد عاینہ خلقہ کلحظۃ الحاجب بالحاجب فقال الشیخ علی قائلہ لعنۃ اللہ قال عیسی بن نزول القزوینی ھذا اشعر الحسین بن منصور قال ان کان ھذا اعتقادہ فھو کافر والا انہ ربما یکون منقولا علیہ وعن ابی القاسم اسماعیل بن محمد بن رجی عن ابیہ ان بنت السمری ادخلت علی حامد الوزیر فسألھا عن الحلاج فقالت وصلنی فقال لی ابی الیہ قد زوجتک من ابنی سلیمان وھو مقیم بنیسابور فمتی جری شیء تنکریہ

ترجمہ ابوبکر بن ممشاد نے کہا کہ دینور مین ہمارے پاس ایک آدمی آیا اس کے ساتھ ایک تھیلی تھی جسکو رات اور دن مین کسی وقت اپنے سے جدا نکرتا تھا لوگون نے اُس تھیلی کو ٹٹولا تو اس مین حلاج کا ایک خط نکلا جس کا عنوان یہ تھا کہ رحمان ورحیم کی طرف سے فلان بن فلان کو واضح ہو وہ خط بغداد بھیج دیا گیا حلاج کو بلوا کر وہ خط پیش کیا گیا کہا کہ یہ خط میرا ہے اور مین نے لکھا ہے لوگون نے کہا ابھی تک تو تم کو نبوت کا دعوی تھا اب ربوبیت کا دعوی کرنے لگے جواب دیا کہ مین ربوبیت کا مدعی نہین لیکن ہم لوگون کا یہ عین الجمع مذہب ہے پہلا کیا اللہ تعالی کے سوا اور بھی کوئی لکھنے والا ہے ہاتھ تو فقط ایک اوزار ہے اُن سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ اور بھی کسی کا مذہب ہے جواب دیا کہ ہان ابن عطا اور ابو محمد جریری اور ابوبکر شبلی ہین لیکن جریری اور شبلی چھپاتے ہین اگر کچھ ہین تو ابن عطا ہین جریری کو بلوا کر پوچھا گیا۔ جواب دیا کہ یہ شخص کافر ہے۔ اور جس کا یہ قول ہو وہ قابل قتل ہے شبلی سے پوچھا تو کہا کہ جو ایسا کہے وہ نظر بند کیا جاے ابن عطا سے سوال کیا گیا تو انھون نے حلاج کی سی کہی جس کے قتل کا سبب ہوا۔ ابو عبد اللہ بن خفیف سے چند اشعار کا مطلب پوچھا گیا جن کا ترجمہ یہ ہے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت کو اپنے لاہوت درخشان کی روشنی کے رازکا مظہر بنایا۔ پھر اپنی مخلوق مین کھلم کھلا کھانے پینے والے کی صورت مین ظاہر ہوا حتی کہ اُس کی مخلوق نے اُس کو اس طرح دیکھا جیسے دونون بھوین مقابل مین نظر آتی ہین یہ اشعار سنکر شیخ نے کہا کہ اس کے قائل پر خدا کی لعنت ہے عیسی بن نزول قزوینی نے کہا یہ اشعار حسین بن منصور کے ہین شیخ نے کہا اگر حسین کا یہ اعتقاد تھا تو وہ کافر ہے ورنہ یہ دوسری بات ہے کہ لوگون نے اُس سے نقل کیا ہو ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن رجی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ بنت سمری حامد وزیر کے پاس بھیجی گئی حامد نے اُس سے حلاج کی نسبت پوچھا کہنے لگی کہ میرے باپ مخلوان کے پاس لے گئے مجھسے بولے مین نے یہ لڑکی اپنے بیٹے سلیمان کو بخش دی جو نیشاپور مین مقیم ہے جب تمہاری مرضی کے خلاف کوئی بات صادر ہو

فصوم یومك واصعدی فی آخر النهار الی السطح وقومی علی الرماد واجعلی فطرك علیه وعلی طعام جریش واستقبلینی بوجه طلق وذکری لی ما انکرته منه فانی اسمع واری قالت وکنت لیلة نائمة فی السطح فاحسست به وقد غشینی فانتبهت مذعورة لما کان منه فقال انما جئتك لاوقظك للصلاة فلما نزلنا قالت بنته اسجدی له فقلت اویسجد لاحد غیر الله فکلمنی فقال نعم الله فی السماء والله فی الارض قال المصنف قلت اتفق علماء العصر علی اباحة دم الحلاج واول من قال انه حلال الدم القاضی وافقه العلماء وانما سکت عنه ابو العباس ابن شریح وقال ما ادری ما یقول ولا اجماع دلیل معصوم من الخطاء وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اجار کم ان تستجمعوا علی ضلالة کلکم وعن ابی بکر محمد بن داؤد الفقیه الاصبهانی یقول ان کان ما انزل الله علی نبیه صلی الله علیه وسلم حقا فما یقول الحلاج باطل وکان شدید علیه قال المصنف قلت وقد تعصب للحلاج قوم من الصوفیة جهلا منهم وقلة مبالاة باجماع الفقهاء وعن ابراهیم بن محمد النصرابادی یقول ان کان بعد النبیین والصدیقین موحد فهو الحلاج قلت وعلی هذا اکثر قصاص زماننا وصوفیة وقتنا جهلا من الکل بالشرع وبعدا عن معرفة النقل وقد جمعت فی اخبار الحلاج کتابا وبینت حیله ومخاریقه

ترجمہ تو تم دن کو روزہ رکھنا اور شام کو کوٹھے پر چڑھنا۔ اور خاکستر پر کھڑی ہونا اور دیبن بے سائیدہ نمک سے روزہ کھولنا اور اپنا میری طرف کرنا اور جو بات تم کو ناگوار معلوم ہوئی تھی مجھے یاد دلانا میں ہر بات سنتا اور دیکھتا ہوں بنت سمری نے کہا۔ میں ایک رات کو کوٹھے پر سو رہی تھی میں نے حلاج کو محسوس کیا وہ مجھکو آپیٹے تھے میں اُن کی اس حرکت سے خوف زدہ ہو کر جاگ اُٹھی مجھ سے کہا کہ میں تم کو صرف نماز کے واسطے جگانیکو آیا تھا جب ہم کوٹھے سے نیچے اُترے تو حلاج کی بیٹی مجھ سے بولی کہ اُن کو سجدہ کرو میں نے کہا کہیں کوئی غیر خدا کو بھی سجدہ کرتا ہے حلاج میرا کلام سنکر کہنے لگے کہ ہاں ایک خدا آسمان پر ہے اور ایک خدا زمین پر مصنف رحمہ نے کہا علمائے عصر نے حلاج کا خون مباح ہونے پر اتفاق کیا ہے پہلے جس نے اس کا خون حلال بتایا ہے۔ وہ ابو عمر قاضی ہیں اور تمام علماء نے اُن سے موافقت کی فقط ابو العباس بن شریح نے سکوت کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا حلاج کیا کہتا ہے۔ اور علماء کا اجماع ایسی دلیل ہے جو خطا سے محفوظ ہے ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمکو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ تم سب کے سب ضلالت پر اجماع و اتفاق کرو۔ ابو بکر محمد بن داؤد فقیہ اصفہانی کہتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اگر وہ حق ہے تو جو کچھ حلاج کہتا ہے وہ باطل ہے ابو بکر شدت سے حلاج کا خلاف کرتے تھے مصنف نے کہا صوفیہ میں سے ایک قوم نے حلاج کی طرفداری کی ہے جسکا سبب جہالت اور اجماع فقہا سے لاپروائی ہے ابراہیم بن محمد نصر آبادی نے کہا کہ بعد نبیوں اور صدیقوں کے اگر کوئی ہے تو ایک حلاج ہے۔ مصنف رحمہ نے کہا کہ یہی مذہب ہمارے زمانہ کے واعظوں اور ہمارے وقت کے صوفیوں کا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سب کے سب شریعت سے ناواقف اور علم نقلی کی شناخت سے بے بہرہ ہیں میں نے ایک کتاب حلاج کی حکایات میں تالیف کی ہے جسمیں اس کے حیلے اور خوارق بیان کئے ہیں

وما قال العلماء فيه والله المعين على قمع الجهال وعن عمر البناء البغدادي بمكة يحكي انه لما كانت محنة غلام الجليل ونسب لصوفية الى الزندقة امر الخليفة بالقبض عليهم فاخذ النوري في جماعة فادخلوا على الخليفة فامر بضرب اعناقهم فتقدم النوري مبتدرا الى السياف ليضرب عنقه فقال له السياف ما دعاك الى البداءة قال اثرت حياة اصحابي على حياتي هذه اللحظة فتوقف السياف فرفع الامر الى الخليفة فرد امرهم الى قاضي القضاة اسماعيل بن اسحاق بتخليتهم وعن ابي العباس احمد بن عطاء يقول كان قد سعى لصوفية ببغداد غلام الجليل الى الخليفة فقال هيا قوم زنادقة فاخذ ابو الحسين النوري وابو حمزة الصوفي وابو بكر الرقاق جماعة من اقران هؤلاء واستهى الجنيد بن محمد بالفقه على مذهب ابي ثور فادخلوا الى الخليفة فامر بضرب اعناقهم فاول من بدا ابو الحسين النوري فقال له السياف بادرت انت من بين اصحابك ولم تدع قال احببت ان اوثر اصحابي بالحياة مقدار هذه الساعة فرد الخليفة امرهم الى القاضي فاطلقوا قال المصنف قلت من اسباب هذه الصفة قول النوري انا اعشق الله والله يعشقني فشهد عليه بهذا اثر تقدمه ليقتل اعانه على نفسه فهو خطأ ايضا وعن الله تعالى يقول كان لنا بيت ضيافة فجاءنا فقير

ترجمہ اور جو کچھ علما نے اُس کے حق مین فرمایا ہے وہ بھی لکھا ہے اللہ سبحانہٗ تعالےٰ جاہلون کی بیخ کنی کرنے پر اعانت فرمائے عمر البناء بغدادی نے مکہ مین بیان کیا کہ کہتے ہین جب غلام الجلیل کامیاب ہوے اور صوفیہ کو زندیقیت کی طرف نسبت کیا تو خلیفہ نے صوفیہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ نوری بھی ایک جماعت مین پکڑے ہوے آئے خلیفہ کے سامنے لائے گئے سب کو گردن مارنے کا حکم فرمایا۔ نوری سب سے پہلے آگے بڑھکر جلاد کے پاس گئے تاکہ اُن کا سر تن سے جدا کرے۔ جلاد نے پوچھا کہ تم نے سبقت کیون کی جواب دیا کہ اس وقت لحظہ بھر کے لئے مینے اپنے اصحاب کی زندگی اپنی زندگی پر اختیار کرلی ہے۔ یہ سُن کر جلاد ٹھیر گیا۔ اور اُس کی اطلاع خلیفہ کو دی گئی خلیفہ نے اُن کا معاملہ قاضی القضاۃ اسمٰعیل بن اسحاق کو سپرد کیا انہون نے سب کو رہا کر دیا ابو العباس احمد بن عطا نے کہا کہ بغداد مین غلام الجلیل نے خلیفہ سے صوفیہ کی چغلی کھائی۔ اور بیان کیا کہ یہان پر قوم زنادقہ ہے لہذا ابو الحسین نوری و ابو حمزہ صوفی و ابو بکر رقاق وران کے ہمعصرون مین سے ایک جماعت گرفتار ہوکر آئے اور جنید بن محمد نے فقہ مین ابو ثور کا مذہب اختیار کیا وہ لوگ خلیفہ کے سامنے پیش ہوے خلیفہ نے مار ڈالنے کا حکم دیا سب سے پہلے ابو الحسین نوری نے پیشقدمی کی جلاد نے اُن سے پوچھا کہ تمنے اپنے یارون مین سب سے سبقت کیون کی حالانکہ تم بلائے نہین گئے جواب دیا مین پسند کرتا ہون کہ اتنی دیر کے لئے جان دے کر اپنے یارون کو بچالون اس بات پر خلیفہ نے اُن سب کو قاضی کے حوالہ کر دیا لہذا چھوڑ دیئے گئے مصنف نے کہا کہ اسی قسم کے اسباب سے نوری کا یہ قول ہے کہ مجھکو خدا سے عشق ہے اور خدا میرا عاشق ہے اس قول کی شہادت لوگون نے اُنپر دی ہے جو اپنے نفس کی ہلاکت پر اعانت کرتا ہے لہذا یہ بھی خطا ہے [illegible]

علیه خرقتان یکنی ابا سلیمان فقال الضیافة فقلت لابنی امض به الی البیت فاقام عندنا تسعة ایام فاکل فی کل ثلثة ایام قسمته المقام فقال الضیافة ثلث فقلت له لا نقطع عنا اخبارك فغاب عنا اثنتی عشرة سنة ثم قدم فقلت من این فقال رأیت شیخا یقال له ابو شعیب المقنع مبتلی فاقمت عنده اخدمه سنة فوقع فی نفسی ان اسأله ای شئ کان اصل بلائه فلما دنوت منه ابتدأنی قبل ان اسأله فقال وما سوالك عما لا یعنیك فصبرت حتی مر لی ثلث فقال لی فی الثالث لا بد لك فقلت له ان رأیت فقال بینما اصلی باللیل اذ لاح لی من المحراب نور فقلت اخسأ یا ملعون فان ربی اجل من ان یبرز الخلق ثلث مرات قال ثم اسمعت نداء من المحراب یا ابا شعیب قلت لبیك فقال تحب ان اقبضك فی وقتك او ابتلیك علی ما مضی لك او نبتلیك ببلاء نرفعك به علیین فاخترت البلاء فسقطت عیناای ویداای ورجلای قال فکنت اخدمه تمام اثنتی عشرة سنة فقال لی ما من الایام ادن منی فدنوت منه فسمعت اعضائه تخاطب بعضها بعضا ابرز منه حتی برزت اعضاؤه کلها بین یدیه وهو یسبح ویقدس ثم مات قال المصنف وهذه الحکایة توهم

ترجمہ جو دو خرقے پہنے ہوئے تھا اور اُس کی کنیت ابو سلیمان تھی آکر کہنے لگا کہ مین مہمانداری چاہتا ہون مینے اپنے بیٹے سے کہا کہ اس کو مہمانخانہ مین لے جاؤ وہ فقیر نو روز تک ہمارے پاس رہا اور ہر تیسرے دن تک اپنا ایک دن کا حصہ کھاتا تھا۔ چلتے وقت بولا کہ مہمانی تین دن تک ہوا کرتی ہے مینے اُس سے کہا کہ اپنے حالات سے ہم کو آگاہ کرتے رہنا وہ ہمارے پاس سے چلا گیا بارہ برس کے بعد پھر آیا مینے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ جواب دیا کہ مین نے ایک بزرگ کو دیکھا جن کا نام ابو شعیب مقنع تھا اور مرض جذام مین مبتلا تھے مین ایک سال اُن کی خدمت مین مصروف رہا میرے جی مین آیا کہ اُن سے پوچھون کہ اس بلا مین پڑنے کا اصل سبب کیا ہے جب مین اُن کے قریب گیا تو میرے پوچھنے سے پہلے ہی بول اُٹھے کہ جو بات تمہارے مفید مطلب نہین اس کے سوال کرنے سے کیا حاصل ہے مین یہ سنکر باز رہا یہانتک کہ تین سال ہو گئے تیسرے سال مجھ سے بولے کہ کیا تم ضرور یہی میرا حال سننا چاہتے ہو مینے کہا اگر آپ کی رائے ہو تو کیا مضایقہ ہے جواب دیا کہ ایک بار رات کو مین نماز پڑھ رہا تھا یکایک محراب سے ایک روشنی نمودار ہوئی مینے کہا ای ملعون دور ہو میرے پروردگار کی یہ شان نہین کہ مخلوق پر ظاہر ہو تین بار مینے یہی کہا پھر محراب سے مجھکو ایک آواز سنائی دی کہ ای ابو شعیب مینے کہا لبیک آواز آئی کہ تو پسند کرتا ہے کہ مین اسی وقت تیری جان قبض کر لون یا تیری گذشتہ اعمال کی تجھکو جزا دون یا تجھکو بلا مین مبتلا کر کے اُس کی بدولت علیین مین تیرا رتبہ بلند کرون مینے بلا کو پسند کیا پس میری دونون آنکھین دونون ہاتھ دونون پاؤن گر پڑے یہ قصہ سنکر مینے اُن بزرگ کی خدمت پورے بارہ برس تک کی ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ میرے قریب آؤ مین اُنکے قریب گیا اُنکے اعضا کو مینے سنا کہ ایک عضو دوسرے عضو سے مخاطب ہو کر کہتا تھا اس شخص سے جدا ہو جاؤ اُنکے تمام اعضا علیحدہ ہو کر سامنے آگئے اور وہ تسبیح و تقدیس مین مصروف رہے پھر انتقال کر گئے مصنف نے کہا اس حکایت

ان الرجل رأی اللہ تعالی فلما انکر عوتب وقد ذکرنا ان قوما یقولون ان اللہ یُرٰی فی الدنیا وقد حکی ابو القاسم عبد اللہ
بن احمد البلخی فی کتاب المقالات قال قد حکی عن قوم من المشبہۃ انہم یُجیزُون رویۃ اللہ تعالی بالابصار فی الدنیا
وانہم لا ینکرون ان یکون بعض من تلقاہم فی السکک وان قوما یجیزون مع ذلک مصافحتہ وملابستہ
یدعون انہ یزورہم ویزورونہ وہم یسمون بالعراق اصحاب النواظر واصحاب الوساوس واصحاب الخطرات قال
المصنف وہذا فوق القبیح نعوذ باللہ من الخذلان ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی الطہارۃ قال
المصنف وقد ذکرنا تلبیسہ علی العباد فی الطہارۃ الا انہ قد زاد فی حق الصوفیۃ علی الحد فقوی وساوسہم فی استعمال
الماء الکثیر حتی انہ بلغنی ان ابن عقیل دخل رباطا فتوضأ فضحک بہ لقلۃ استعمال الماء وما علموا انہ من اسبغ
الوضوء بربطل من الماء کفاہ وبلغنا عن ابی احمد الشیرازی انہ قال لفقیہ من این تفقأ من النہر فی وسوستہ فی الطہارۃ
فقال کان عہدی بالصوفیۃ یستحون من الشیطان والآن یستخر بہم الشیطان ومنہم من یمشی بالمداس علی
البواری وہذا لا باس بہ الا انہ ربما نظر المبتدی الی من یعتقدہ فیظن ذلک شریعۃ وما کان خیار السلف
علی ہذا والعجب ممن یبالغ فی الاحتراز الی ہذا الحد تنظیفا لظاہرہ وباطنہ مضروب بالوسخ والکدر

ترجمہ کہ اُس شخص نے اللہ تعالی کو دیکھا تھا اگر جب منکر ہوا تو عذاب کیا گیا اور ہم پیشتر ذکر کر چکے ہین کہ ایک قوم کا قول ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار
دنیا مین ہوتا ہے ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی نے کتاب المقالات مین نقل کیا ہے کہ تشبیہ کے قائلین مین سے ایک قوم نے جائز رکھا
ہے کہ دنیا مین اللہ تعالی کا دیدار آنکھون سے ہوتا ہے اور وہ لوگ اس کا بھی انکار نہین کرتے کہ گلی کوچے کے ملنے والون ہی مین
کوئی خدا سے اور ایک قوم نے اسی کے ساتھ خدا تعالی سے مصافحہ اور میل جول بھی جائز رکھا ہے اور دعوی کرتے ہین کہ خدا اُن کی پاس آتا
ہے اور وہ خدا کے پاس آتا ہے اور وہ خدا کے پاس جاتے ہین ان لوگون کو عراق مین اصحاب النواظر اور اصحاب الوساوس اور اصحاب
الخطرات کہتے ہین مصنف نے کہا یہ مذہب نہایت ہی بدتر ہے خدا ایسی رسوائی سے پناہ مین رکھے **طہارت کے بارے مین صوفیہ**
پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ طہارت کی نسبت جو شیطان نے عابدون کو فریب دیا ہے ہم بیان کر چکے مگر صوفیہ کے
حق مین اُسکا فریب حد سے زیادہ ہے لہذا زیادہ پانی استعمال کرنے مین اُن کے وسوسے مضبوط ہین حتی کہ مینے سنا ہے ابن
عقیل ایکبار رباط مین داخل ہوئے صوفیہ اُنکو کم پانی استعمال کرتے ہوے دیکھکر ہنسے گے اور یہ نہ جانا کہ جو شخص ایک رطل پانی
مین وضو کامل طور پر کرلے گا تو اُسکو کافی ہے ابو احمد شیرازی کی نسبت ہمنے سنا ہے کہ انہون نے کسی فقیہ سے پوچھا کہان سے
آرہے ہو جوابدیا کہ نہر پر سے آتا ہون مجکو طہارت کے بارے مین وسوسہ ہے ابو احمد بولے کہ مینے ایک زمانہ مین صوفیہ کی یہ حالت
دیکھی تھی کہ شیطان سے تمسخر کیا کرتے تھے اور اب یہ حال ہے کہ شیطان اُنسے مسخرہ کرتا ہے بعض صوفیہ ایسے ہین کہ جنگلون مین اپنی
ساتھ صابون وغیرہ رکھتے ہین گو اسمین کچھ ڈر نہین لیکن بسا اوقات مبتدی اُس شخص کو دیکھتا ہی جو اس کا التزام رکھتا ہی تو اُسکو امر شرعی
خیال کر بیٹھتا ہی سلف کا یہ طریقہ نہ تھا اور تعجب تو اُس شخص پر ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لیے احتیاط رکھنے مین اس قدر مبالغہ کرتا ہی اور اُسکا باطن میل

ذکر تلبیسہ علیہم فی الصلاۃ قال المصنف قد ذکر تلبیسہ علی العبادی الصلاۃ وھو بذلک یلبس علی الصوفیۃ ویزید وقد ذکر محمد بن طاھر المقدسی ان من سننھم التی ینفردون بھا وینتسبون الیھا صلوٰۃ رکعتین بعد لبس المرقعۃ والتوبۃ واحتج علیہ بحدیث ثمامۃ بن اثال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ حین اسلم ان یغتسل قال المصنف قلت وما اقبح بالجاھل اذا تعاطی ما لیس من شغلہ فان ثمامۃ کان کافرا فاسلم واذا اسلم الکافر وجب علیہ الغسل فی مذھب جماعۃ من الفقھاء منھم احمد بن حنبل واما صلاۃ رکعتین فما امر بھا احد من العلماء من اسلم ولیس فی حدیث ثمامۃ ذکر صلاۃ فیقاس علیھا وھذا ھذا الابتداع بالواقع سمی سنۃ نعوذ من قبح الاشیاء قولہ ان الصوفیۃ ینفردون بسنن لانھا ان کانت مسنونۃ بالشرع فالمسلمون کلھم فیھا سواء والفقھاء اعرف بھا منھم وجہ انفراد الصوفیۃ بھا ان کان باراءھم فانما انفردوا بھا لانھم اختروھا ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی المساکن قال المصنف ابناء الابدۃ فانھم متصلون للماضین اتخذوھا للانفراد بالتعبد وھؤلاء اذا صح قصدھم فھم علی الخطاء من وجھین احدھما انھم ابتدعوا ھذا البناء وانما بنیان الاسلام المساجد والثانی انھم جعلوا المساجد نظیر المقلل جمعھا والثالث انھم فاتوا انفسھم نقل الخطا الی المساجد

ترجمہ۔ نماز کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ نے کہا نماز کی نسبت اہل عبادت کو شیطان کا فریب دینا مذکور ہوچکا اس بارے مین وہ صوفیہ کو اور بھی زیادہ دھوکا دیتا ہے محمد بن طاہر مقدسی نے بیان کیا ہے کہ ان سنتون مین سے جو صرف صوفیہ ہی کے لئے خاص ہین اور صوفیہ ہی اُن سے نسبت رکھتے ہین ایک یہ ہے کہ مرقعہ پہننے کے بعد دو رکعتین پڑھے اور توبہ کرے اس مذہب کے لئے ثمامہ بن اثال کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ جب وہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اُنکو غسل کرنے کا حکم دیا مصنفؒ نے کہا کہ جاہل آدمی جب ایسے امر مین دست اندازی کرتا ہے جو اُسکا کام نہین تو کیسا برا معلوم ہوتا ہے ثمامہ کفر کی حالت مین تھے وہ اسلام لائے اور کافر جب اسلام لاتا ہے تو اسپر غسل واجب ہے یہ فقہا کی ایک جماعت کا مذہب ہے جن مین سے احمد بن حنبل بھی ہین باقی رہا دو رکعت نماز پڑھنا اُسکا حکم کسی عالم نے اسلام لانے والیکو نہین دیا ثمامہ کی حدیث مین کہین نماز کا ذکر نہین کہ اسپر قیاس کر لیا جاے اب یہ دو رکعتین بغیر اس کے کیا کہا جاے کہ بدعت ہے جس کا نام سنت رکھدیا ہی پھر سب سے قبیح تر ابن طاہر کا یہ قول ہے کہ بہت سی سنتین ایسی ہین جو صرف صوفیہ ہی کے لئے خاص ہین کیونکہ وہ سنتین اگر شریعت سے مسنون ہین تو تمام مسلمان ان مین مساوی ہین اور فقہا اُنکو خوب جانتے ہین صوفیہ کے لئے خاص ہونیکی کیا وجہ ہے اور اگر صوفیہ کی راے سے ہین تو صرف انہین کے لئے اس وجہ سے مخصوص ہین کہ انہون نے ان کو ایجاد کیا ہے مساکن کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنفؒ نے کہا کہ رباطین بنانے کی نسبت اصل بات یہ ہے کہ اگلے صوفیہ نے رباطون کو اس لیے اختیار کیا تھا کہ تنہائی مین عبادت کرین اور آجکل کے صوفی اگر اپنے ارادے مین ٹھیک بھی ہین تو چند وجوہ سے خطا پر ہین ایک تو انہون نے یہ بنیاد بدعت نکالی ہے اسلام کی بنیاد فقط مسجدین ہین دوسرے انہون نے مسجدون کی ایک نظیر بنالی جسکی وجہ سے مسجدون کی جمعیت کم ہوتی جاتی ہے تیسرے انہون نے مسجدون کی طرف قدم اٹھانیکی فضیلت سے اپنے آپ کو محروم رکھا

والرابع انهم تشبهوا بانفراد النصارى في الديرة والخامس نعوتغربوا وهم شباب واكثرهم محتاج الى النكاح
والسادس انهم جعلوا لانفسهم علما ينطق بانهم زهاد فيوجب ذلك زيارتهم والتبرك بهم فان كان قصدهم غير صحيح
فانهم قد بنوا دكاكين الكذبة ومناخا للبطالة واعلاما لاظهار التزهد قد رأينا جهور المتاخرين منهم مستغرقين في
الاربطة مركز المعاش متشاغلين بالاكل والشرب والغناء والرقص يطلبون الدنيا من كل ظالم ولا يتورعون من عطاء
ماكس واكثر اربطتهم قد بناها الظلمة ووقفوا عليها الاموال الخبيثة وقد لبس عليهم ابليس بان ما يحصل
اليكم من رزقكم فاسقطوا عن انفسكم كلفة الورع فهمتهم دوران المطبخ والحمام والماء المبرد فاين هو من
بشر واين ورع سري واين زهد الجنيد وهؤلاء اكثر زمانهم ينقضي في التفكه بالحديث او زيارة ابناء الدنيا فاذا
افلحهم ادخل راسه في زمانه فغلبت عليه السوداء فقال حدثني قلبي عن ربي ولقد بلغني ان رجلا قرأ القرآن في
رباط ممنوع وان قوما قرأوا الحديث في رباط فقال لهم ليس هذا موضعه ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في الخروج من الاموال والتجرد عنها كما ابليس
اوائل الصوفية لصدقهم في الزهد فرهم عن المال وبخوفهم من شره فيتجردون من الاموال ويجلسون على بساط الفقر

کما المعاش

ترجمہ چوتھا انہون نے نصاری سے مشابہت کی کہ وہ بھی دیرون مین تنہا رہتے ہین پانچوین باوجود جوان ہونے کے نکاح نہین کرتے ہین حالانکہ اُن مین سے اکثر کو نکاح کی حاجت ہے چھٹے انہون نے اپنے لئے مشہور نام مقرر کیا ہے کہ لوگ زاہد کہکر یاد کرین جس کی وجہ سے لوگ اُن کی زیارت کو آتے ہین اور اُن سے برکت لیتے ہین اور اگر اس قوم کا ارادہ ٹھیک نہین تو انہون نے جھوٹ کی دوکانین بنائی ہین اور بطالت کا گھر تیار کیا ہے اور زہد کے اظہار کو شہرت دی ہے ہمنے متاخرین صوفیہ مین جمہور کو دیکھا ہے کہ معاش کی محنت سے فارغ ہوکر آرام سے رباطون مین پڑے ہین کھانے پینے ناچ گانے مین مشغول ہین ہر ایک ظالم سے دنیا کے طالب ہین اور خراج لینے والون کے ہدیے قبول کرنے مین تقوی نہین بجا لاتے اُنکی اکثر رباطین وہ ہین جنکو اہل ظلم نے بنوایا ہے اور حرام کے مال پر وقف کیے ہین ابلیس نے ان لوگون کو فریب دے رکھا ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس آئے وہ تمہارا رزق ہی لہذا ورع و تقوی کی تکلیف اپنے سے ساقط کردی اسان کی ساری ہمت باورچیخانہ اور حمام اور ٹھنڈے پانی پر مبذول ہے کہان ہے بشر کی بھوک اور کہان ہے سری کا ورع اور کہان ہے جنید کا زہد اس قوم کی تو یہ حالت ہے کہ اکثر وقت ہنسی مذاق کی باتون مین کٹتا ہے یا اہل دنیا کی زیارت مین بسر ہوتا ہے جب کسی کو کچھ فراغت ملی تو ذرا صوف کے جبہ مین اپنا سر ڈالدیا کچھ سودا کا غلبہ ہوا تو بول اُٹھا کہ حدثنی قلبی عن ربی یعنی میرا دل میرے پروردگار سے حدیث روایت کرتا ہے اور یہ سنا ہے کہ ایک شخص نے رباط مین قرآن شریف پڑھا صوفیہ نے اُسکو روک دیا اور کچھ لوگ رباط مین حدیث پڑھنے لگے اُنسے کہا گیا کہ یہ جگہ حدیث پڑھنے کی نہین ہے **مال کو چھوڑ دینے اور اس سے علیحدہ ہوجانے کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان۔** اوائل صوفیہ جو زہد و تقوی مین صادق تھے۔ اُن کو شیطان فریب دیتا تھا۔ اور مال کے عیوب اُن پر ظاہر کرتا تھا۔ اور اُس کے شر سے اُن کو ڈراتا تھا۔ لہذا وہ لوگ مال سے علحدہ ہوجایا کرتے تھے۔ اور بساط فقر پر بیٹھ جاتے تھے۔

وکانت مقاصدهم صالحة وافعالهم فی ذلک خطأ لقلة العلم فاما الان فقد کفی ابلیس هذه المؤنة فان
الکف کسبهم للاموال ضیاع وعن ابی نصر الطوسی یقول سمعت جماعة مشائخنا الذی یقولون وراثة ابو عبد الله
المقری من ابیه خمسین الف دینار سوی الضیاع والعقار فخرج عن جمیع ذلک وانفقه علی الفقراء وقد رویٰ
مثل هذا عن جماعة کثیرة وهذا الفعل لا لوم صاحبه اذا کان یرجع الی کفایة قد ادخرها لنفسه او کانت
صناعة یستغنی بها عن الناس وکان المال من شبهة فیصدق به فاما اذا اخرج المال الحلال کله ثم احتاج الی الناس
او افتقر عیاله فهو ما ان یتعرض بمن الاخوان او بصدقاتهم او ان یاخذ من ارباب الظلم والشبهات
فهذا الفعل هو المذموم المنهی عنه ولست اتعجب من المتزهدین الذین فعلوا هذا مع قلة علمهم انما اتعجب من
اقوام لهم علم وعقل کیف جسروا علی هذا وامروا به مع مضادته الشرع والعقل فذکر الحارث المحاسبی فی هذا کلاما طویلا
نسیٰ ابو حامد الطوسی ونظیر والحارث اعذر عندی من ابی حامد لان ابا حامد کان فقیها غیر ان دخوله فی التصوف ادخل علیه ضررا ومن
کلام الحارث المحاسبی فی هذا انه قال ایها المفتون متی زعمت ان جمع المال الحلال اعلی وافضل من ترکه فقد ازریت بمحمد صلی الله علیه وسلم والمرسلین
زعمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینهی امته اذ نهاهم من جمع المال وقد علم ان جمعه خیر لهم

سنده

ترجمہ ان حضرات کے مقاصد تو نیک تھے مگر افعال اس باب مین بوجہ کم علمی کے خطا تھے اور اس زمانے مین تو شیطان کو اس
محنت سے فراغت ہے کیونکہ صوفیہ کے ہاتھ کسب اموال سے خالی ہین ابو نصر طوسی نے کہا کہ مینے مشائخ رے کی ایک جماعت
سے سنا کہتے تھے کہ ابو عبد اللہ مقری کو اپنے باپ کے ترکہ سے علاوہ اسباب وزمین کے پچاس ہزار دینار وراثت مین ملے وہ تمام
جائداد سے الگ ہو گئے اور فقرا کو خیرات کر ڈالی ایسی ہی روایتین ایک جماعت کثیر سے منقول ہین ہم اس فعل کے
مرتکب کو ملامت نہین کرتے مگر جبکہ کفایت پر عمل ہو اور اپنے لئے ذخیرہ رکھ چھوڑا ہو یا اس کو کوئی ایسا پیشہ آتا ہو
جسکی وجہ سے لوگونکا محتاج نہ ہونا پڑے یا مال مین شبہ تھا لہذا خیرات کر دیا لیکن جبکہ مال حلال سب کا سب نکال ڈالے
پھر لوگونکا محتاج ہو یا اُس کے اہل وعیال مفلس ہو جائین تو ایسا شخص یا تو اپنے بھائیون کے احسان اور خیرات کا خواہان ہوگا
یا ظالمون اور مشتبہ مال والون سے کچھ حاصل کریگا یہ فعل بیشک مذموم ہمنوع ہے مجنون یا ابلہون پر تعجب نہین آتا جنہون نے
بوجہ کم علمی کے ایسا کیا بلکہ تعجب تو صرف اُن لوگون پر ہے جو علم وعقل رکھتے ہین انہون نے کیونکر اس فعل کی ترغیب دی اور
باوجود شرع وعقل کے خلاف ہونے کے کسطرح اس کا حکم کیا حارث محاسبی نے اس بارے مین کلام طویل ذکر کیا ہے۔ اور
ابو حامد طوسی نے اُس کی تائید کی ہے میرے نزدیک ابو حامد کی نسبت اس امر مین حارث معذور ہے کیونکہ ابو حامد بہت
بڑے فقیہ تھے مگر افسوس کہ تصوف مین پڑجانیکی وجہ سے اُنپر تصوف کی حمایت وامداد لازم آگئی حارث محاسبی نے اس بارے
مین جو کچھ لکھا ہے منجملہ اس کے ایک مقام پر یون لکھتے ہین اے مفتون جبکہ تیرا یہ خیال ہے کہ مال حلال کا جمع کرنا اس کے چھوڑ دینے
سے اعلی وافضل ہے تو گویا تو نے محمد صلعم ودیگر انبیاء کو عیب لگایا اور یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلعم نے جو مال جمع کرنے سے امت کو منع فرمایا تو اُن کی خیر خواہی

وزعمت ان الله تعالى انما ينظر لعباده حين نهاهم عن جمع المال وقد علم ان جمعه خير لهم وما ينفعك الاحتجاج
بمال الصحابة ودين عوف في القيامة ان لو يرث من الدنيا الا قوتا قال ولقد بلغني انه لما توفي عبد الرحمن بن عوف
قال ناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم انا نخاف على عبد الرحمن فيما ترك فقال كعب سبحان الله وما تخافون على
عبد الرحمن كسب طيبا وانفق طيبا فبلغ ذلك ابا ذر فخرج مغضبا بريد كعبا فمر ببلحي بعير فاخذه بيده ثم انطلق يطلب كعبا
فقيل لكعب ان اباذر يطلبك فخرجها حتى دخل على عثمان يستغيث به واخبره الخبر فاقبل ابو ذر يقتص الاثر في
طلب كعب حتى انتهى الى ارعثمان فلما دخل قام كعب فجلس خلف عثمان هاربا من ابي ذر فقال له ابو ذر هيه يا بن اليهودية
تزعم ان لا باس بما ترك عبد الرحمن بن عوف لقد خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال الا اكثرون هم الاقلون
يوم القيامة الا من قال هكذا وهكذا ثم قال ابا باذر وانت تريد الاكثر
وانا اريد الاقل فرسول الله يريد هذا وانت تقول يا بن اليهودية لا باس بما ترك
عبد الرحمن بن عوف كذبت وكذب من قال فلم يرد عليه حرفا حتى خرج
- قال الحارث فهذا عبد الرحمن في فضله يوقف في عرصة القيامة

ترجمہ اور یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندون کو مال جمع کرنے سے ممانعت فرمائی تو اُن کا کچھ لحاظ نہ کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا۔
کہ بندون کے حق مین مال جمع کرنا بہتر ہے یا در کھ کہ صحابہ کے مال سے حجت پکڑنا تیرے لئے کچھ مفید نہین قیامت کے دن ابن عوف
آرزو کرین گے کہ کاش دنیا مین بقدر کفاف ہی ملا ہوتا مجھکو حدیث پہونچی ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف نے وفات پائی۔
تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کچھ لوگ باہم کہنے لگے کہ ہم کو اس قدر ترکہ چھوڑ جانے سے عبد الرحمن کے حق مین
خوف ہے کعب رضی اللہ عنہ بولے کہ سبحان اللہ عبد الرحمن کے حق مین کس بات کا خوف ہے انہون نے پاک طریقہ سے مال کمایا
اور پاک جگہ خیرات کیا کعب کا یہ قول ابو ذر کو معلوم ہوا غضبناک ہوکر کعب کی تلاش مین نکلے رستے مین اونٹ کے جبڑے
کی ہڈی پڑی پائی اُسکو ہاتھ مین اٹھا لیا اور کعب کو ڈھونڈنے لگے کسی نے کعب سے جاکر کہا کہ ابو ذر تمہاری تلاش مین پھرتے ہین
کعب بھاگ کر حضرت عثمان کے پاس فریادی آئے اور تمام قصہ بیان کیا ابو ذر بھی تلاش کرتے کرتے کعب کے نشان قدم پر حضرت
عثمان کے مکان تک پہونچے جب اندر داخل ہوے تو کعب ڈر کے مارے اُٹھکر حضرت عثمان کے پیچھے جا بیٹھے ابو ذر اُن سے بولے اے
یہودیہ کے بیٹے ذرا کھڑا تو رہ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو اس قدر ترکہ چھوڑا ہے اُس کا کچھ ڈر نہین دیکھا ایک روز رسول اللہ صلعم
باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ قیامت کے دن جو زیادہ مالدار ہون گے وہ زیادہ محتاج ہون گے۔ مگر ایک وہ شخص جس نے دونون
ہاتھون سے اپنا مال لٹایا ہوگا پھر فرمایا اے ابو ذر تو تونگری چاہتا ہے اور مین افلاس کا خواہان ہون غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم محتاجی چاہتے ہین اور اے یہودیہ کے بیٹے تو یون کہتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو کچھ چھوڑا اُسکا کوئی ڈر نہین تو جھوٹا ہے اور جو ایسا کہے
وہ جھوٹا ہے کعب نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا حتی کہ ابو ذر چلے گئے حارث نے کہا کہ یہ عبد الرحمن بن عوف ہین جو اس حال کمال کے ساتھ قیامت

لبسبب ما کسبہ من حلال للتعفف وبصنائع المعروف فیمنع من السبق الی الجنۃ مع الفقراء المہاجرین وصاروا یحبوا
فی آثارھم وقد کانت الصحابۃ اذا لم یکن عندھم شئی فرحوا وانت تفرح اذا تم المال وتجمعہ خوفا من الفقر وذلک من سوء الظن
باللہ وقلۃ الیقین بضمانہ وکفی بہ اثما وعساک تجمع المال لنعیم الدنیا وزھرتھا ولذاتھا وقد بلغنا ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال من اسف علی دنیا فاتتہ قرت من النار مسیرۃ سنۃ وانت تاسف علی ما فاتک غیر
مکترث بقربک من عذاب اللہ ویحک انی لک ناصح اراک ان تقنع بالبلغۃ ولا تجمع المال لاعمال البر فقد سئل
بعض اھل العلم عن رجل یجمع المال لاعمال البر فقال ترکہ ابرمنہ وبلغنا ان بعض خیار التابعین سئل عن
رجلین احدھما طلب الدنیا حلالا فاصابھا فوصل بھا رحمہ وقدم لنفسہ والآخر جانبھا ولم یطلبھا و
لم یبذل لھا فایھما افضل فقال بعدہ اللہ ما بینھما انہ لجانبھا افضل کما بین مشارق الارض ومغاربھا
قال المصنف ھذا کلہ کلام الحارث المحاسبی ذکرہ ابو حامد وشیدہ وقواہ بحدیث ثعلبۃ
فانہ اعطی المال فمنع الزکوۃ قال ابو حامد فمن راقب احوال الانبیاء والاولیاء واقوالھم لم یشک
فی ان فقد المال افضل من وجوہ وان صفا الی الخیرات

ترجمہ اس وجہ سے کہ عفت کے لئے طریق حلال سے مال حاصل کیا اور نیک کاموں میں لگایا لہذا فقراء مہاجرین کے ساتھ جنت کی طرف نہ جانے پائینگے
بلکہ اُن کے پیچھے پیچھے گھٹنوں کے بل چلینگے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب اُن کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا تو خوش ہوتے تھے اور تیرا حال یہ
ہے کہ ذخیرہ رکھتا ہے اور افلاس کے ڈر سے مال جمع کرتا ہے حالانکہ یہ حرکت گویا خدا کے ساتھ سوء ظن اور اُس کے رزق کا ضامن ہونے پر
یقین نہ لانا ہے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ ہوگا اور ممکن ہے کہ تو دنیا کی زیب و زینت اور لذت و فراغت کے لئے مال جمع کرے ہم کو حدیث پہنچی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کرے گا وہ ایک سال بھر کی راہ دوزخ سے قریب ہو جائیگا تیری کیفیت
یہ ہے کہ ذرا سی چیز کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے نزدیک ہونیکی پروا نہیں کرتا ہے وائے ہو تجھ پر بھلا کیا تو اپنے زمانے میں حلال کو پاتا ہے
جس طرح صحابہ نے پایا اور دنیا میں حلال کہاں رہا ہے جس کو تو جمع کر دیکھ میں تجھکو سمجھاتا ہوں جس قدر میسر ہو جائے اتنے ہی پر قناعت کر اور اعمال
نیک کے لئے مال جمع نہ کر بعض اہل علم سے کسی نے اُس شخص کی نسبت سوال کیا جو اچھے کاموں کے لئے مال جمع کرتا ہے جواب دیا کہ ترک کر دینا
سب سے اچھا کام ہے اور ہم نے سنا ہے کہ کسی بزرگ تابعی سے دو شخصوں کے بارے میں سوال کیا گیا ایک نے حلال طریقہ سے دنیا طلب کی
اُس کو حاصل ہوئی اُس نے صلہ رحم کیا اور اپنے لئے آخرت کا سامان کیا اور دوسرے نے دنیا سے علحدگی اختیار کی نہ اسکو طلب کیا
نہ صرف کیا ان دونوں میں کون افضل ہے جواب دیا کہ والا دونوں میں فرق ہے جو شخص دنیا سے علحدہ رہا وہ دوسرے سے
اس قدر افضل ہے جتنا مشرق و مغرب میں فاصلہ ہے مصنف نے کہا یہانتک سب کا سب حارث کا کلام ہے ابو حامد نے اُس کا
ذکر کیا ہے اور تائید کی ہے اور ثعلبہ کی حدیث سے اس کلام کو قوت دی ہے کہ ثعلبہ کو مال ملا تو اُس نے زکوۃ نہیں دی ابو حامد نے کہا کہ جو کوئی انبیا
و اولیا کے احوال و اقوال پر غور کریگا اُس کو اس بارے میں کچھ شک نہ رہیگا کہ مال کے ہونے سے اُس کا نہ ہونا افضل ہے اگرچہ اچھے کاموں میں کیوں نہ لگایا

اذا قل ما فیه اشتغال الهم باصلاحه عن ذکر الله فینبغی للمرء ان یخرج عن ماله حتی لا یبقی له الا قدر ضرورته فما بقی لهم درهم یلتفت الیه قلبه فهو محجوب عن الله تعالی قال المصنف وهذا کله خلاف الشرع والعقل وسوء فهم للمراد بالمال فصل فی رد هذا الکلام اما شرف المال فان الله تعالی عظیم قدره وامر بحفظه اذ جعله قواما للاد ما لا شریف فهو شریف فقال تعالی ولا تؤتوا السفهاء اموالکم التی جعل الله لکم قیاما ونهی عز وجل ان یسلم المال الی غیر رشید فقال فان انستم منهم رشدا فادفعوا الیهم اموالهم وقد صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه نهی عن اضاعة المال وقال لسعد لان تترک ورثتک اغنیاء خیر لک من ان تترکهم عالة یتکففون الناس وقال ما نفعنی مال کمال ابی بکر وعن عمرو بن العاص قال بعثت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال خذ علیک ثیابک وسلاحک ثم ائتنی فاتیته فقال انی اریدان ابعثک علی جیش فیسلمک الله ویغنمک واوارغب لک من المال رغبة صالحة فقلت یا رسول الله ما اسلمت من اجل المال ولکنی اسلمت رغبة فی الاسلام فقال یا عمرو نعم ما بالمال الصالح للمرء الصالح وعن انس بن مالک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم دعا له بکل خیر وکان فی اخر دعائه ان قال اللهم اکثر ماله وولده وبارک له

الصالح نعم المال الصالح الرجل

ترجمہ کیونکہ کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ مال کی اصلاح کے تردد مین پڑکر ذکر الٰہی سے اُس کا دل برطرف ہوجائیگا لہذا مرید کو چاہئے کہ مال سے علیحدہ ہوجائے حتی کہ بقدر ضرورت اپنے پاس رکھے جبتک اُس کے پاس ایک درم بھی باقی رہیگا جس کی طرف اُس کا دھیان ہوگا وہ اللہ سے محجوب رہیگا مصنف نے کہا کہ یہ سب باتین عقل وشرع کے خلاف ہین اور سمجھ کا قصور ہے کہ مال سے کیا مراد ہے فصل (کلام مذکور کے رد مین) مال کا شرف تو یہین سے ظاہر ہے کہ اللہ نے اُس کا مرتبہ عظیم فرمایا۔ اور اُس کی محافظت کا حکم دیا کیونکہ اُس کو آدمی کے لئے باعث قیام بنایا ہے اور آدمی شریف ہے جو چیز شریف کے لیئے باعث قیام وحیات ہے وہ بھی ضرور شریف ہے لہذا اللہ تعالے نے فرمایا ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما یعنی تم اپنے مال جنکو اللہ تعالی نے تمہارے لئے باعث قیام قرار دیا ہے بیوقوفون کو مت دیدو اور نیز اللہ عزوجل نے نا سمجھ آدمی کو مال سپرد کرنے سے منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔ فان انستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم یعنی جب تم یتیمون کو دیکھو کہ اچھی طرح سمجھ آگئی تو اُن کے مال اُن کو دیدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپنے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا۔ اور سعد کو ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے اپنے وارثون کو خوشحال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ اُن کو ایسی حالت مین چھوڑ جاؤ کہ محتاج ہوکر لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرین اور نیز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ابوبکر کے مال سے بڑھکر کسی کے مال نے نفع نہین پہونچایا عمرو بن عاص کہتے ہین کہ مجھکو رسول صلعم نے بلوا بھیجا اور فرمایا کہ کپڑے پہنکر اور ہتھیار سجکر میرے پاس آؤ مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ارشاد فرمایا کہ مین تم کو ایک لشکر پر حاکم کرکے بھیجتا ہون خدا تعالی تم کو سلامت رکھیگا۔ اور غنیمت عطا فرمائے گا نیک نیتی کے ساتھ جس قدر جی چاہے مال لے لینا۔ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین کچھ مال کی خواہش سے اسلام نہین لایا بلکہ اسلام کی محبت سے مسلمان ہوا ہون فرمایا اے عمرو اچھا مال اچھے آدمی کے لئے بہت بہتر چیز ہے انس بن مالک کہتے ہین کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر وبرکت کی دعا کی اور دعا کے آخری الفاظ یہ تھے کہ خداوندا انس کو مال اور اولاد زیادہ عطا فرما اور اس مین برکت دے

وعن عبد الله بن كعب بن مالك قال سمعت كعب بن مالك يحدث حديث توبته قال فقلت يا رسول الله ان من توبتي ان انخلع من مالي صدقة الى الله تعالى والى رسوله فقال امسك بعض مالك فهو خير لك قال المصنف هذه الاحاديث مخرجة في الصحاح وهي على خلاف ما تعتقد المتصوفة من ان اكثار المال حجاب وعقوبة وان حبسه ينافي التوكل ولا ينكر انه يخاف من فتنه وان خلقا كثيرا اجتنبوه لخوف ذلك وان جمعه من وجهه يغر وسلامة القلب من الافتتان به تبعد واشتغال القلب مع وجوده بكل الاخرة يندر ولهذا خيف فتنة فاما كسب المال فان من افتقر على كسب البلغة من حلها فذلك امر لا بد منه واما من قصد جمعه والاستكثار منه من الحلال نظرنا في مقصوده فان قصد نفس المفاخرة والمباهاة فبئس المقصود وان قصد اعفاف نفسه وعائلته وادخر لحوادث زمانه وزمانهم وقصد التوسعة على الاخوان واغناء الفقراء وصلة الاصحاب اثيب على قصده وكان جمعه بهذه النية افضل من كثير من الطاعات وقد كانت في خلق كثير من الصحابة في جمع المال سليمة لحسن مقاصدهم بجمعه فمن ذلك ما روي عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه انه اقطع الزبير حضرة فرسه فاجراه حتى قام ثم رمى سوطه فقال اعطوه حيث بلغ السوط

ترجمہ عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا اپنا توبہ کرنے کا قصہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے۔ کہ اپنا مال خدا اور رسول کے لئے خیرات کر دوں ارشاد فرمایا کہ کچھ مال اپنے پاس رہنے دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے مصنف نے کہا یہ مذکور شدہ حدیثیں صحاح میں موجود ہیں اور صوفیہ کے عقیدہ کے خلاف ہیں کہ وہ کہتے ہیں مال کا زیادہ ہونا حجاب اور عذاب ہے اور مال کا رکھ چھوڑنا توکل کے منافی ہے اس امر کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مال جمع کرنے میں فتنہ کا خوف ہے۔ اور اسی لئے جماعت کثیر نے مال سے پرہیز کیا ہے اور اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ حلال طریقے سے مال کا جمع کرنا بہت کم ہوتا ہے۔ اور اس کے فتنہ سے دل کا سلامت رہنا بعید ہے اور باوجود مال کے آخرت کی یاد میں دل کا مشغول رہنا شاذ و نادر ہے اور اسی وجہ سے مال کے فتنہ کا خوف ہوا کرتا ہے باقی رہا مال کا حاصل کرنا تو بات یہ ہے کہ جس شخص کو ذریعہ حلال سے بقدر کفاف حاصل کرنے کی اختیار ہے تو ویسا امر ہے جو ضروری ہے اور جس شخص کا مقصود طریق حلال سے مال جمع کرنا اور بڑھانا ہو تو ہم اس کے مقصود پر غور کریں گے اگر صرف فخر اور بڑائی چاہتا ہے تو بہت برا مقصود ہے اور اگر اپنی اور اہل و عیال کی عفت چاہتا ہے اور آئندہ زمانے کی آفتوں کے لیئے ذخیرہ رکھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ بھائیوں کی امداد کرے فقیروں کو خوش کرے نیک کاموں کو سرانجام دے تو اس کے قصد پر اس کو ثواب ملیگا۔ اور اس نیت سے اس کا جمع کرنا بہت سی عبادتوں سے افضل ہوگا صحابہ رضی اللہ عنہم کی نیتیں مال جمع کرنے میں خلل سے پاک تھیں کیونکہ ان کے مقاصد نیک تھے لہذا اسکی حرص کی امید کی جاتی ہے ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے لئے ان کے گھوڑے کا حصہ ایک زمین مقرر فرمائی جس کو برید کہتے ہیں حضرت زبیر نے اپنا گھوڑا دوڑایا حتی کہ دوڑتے دوڑتے کھڑا ہو گیا تو حضرت زبیر نے اپنا کوڑا آگے تک پھینکا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہاں تک زبیر کا کوڑا پہونچا ہے وہیں تک ان کو زمین دے دو +

وکان سعد بن عبادہ یدعو فیقول اللھم وسعؑ ۔ وقال المصنف وابلغ من ھذا ان یعقوب علیہ السلام
لما قال لہ بنوہ ویزداد کیل بعیر مال الی ھذا وارسل ابن یامین معھم وان شعیبا طمع فی زیادۃ ماینالہ فقال
فان اتممت عشرا فمن عندک وان ایوب لما عوفی مر علیہ جراد من ذھب فاخذ یثنی ثوبہ یستکثر منہ فقیل لہ اما
قال یارب ومن یشبع من فضلک وھذا امر مرکوز فی الطبائع فاذا قصد بہ الخیر کان خیرا محضا واما کلام المحاسبی فمحمول
یدل علی الجھل بالعلم وقولہ ان اللہ نھی عبادہ عن جمع المال وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی امتہ عن جمع المال
فھذا محال انما نھی عن سوء القصد بالجمع او عن جمع من غیر حلہ وما ذکرہ من حدیث کعب وابی ذر فمحال من وضع
الجھال وخفی صحتہ عنہ الحفاظ بالقبول وقد روی بعض ھذا وان کان طریقہ لا یثبت وعن مالک ابن عبد اللہ
الرمادی یحدث عن ابی ذر انہ قال جاء یستاذن علی عثمان فاذن لہ وبیدہ عصی فقالہ
فقال عثمان یا کعب ان عبد الرحمن توفی وترک مالا فما
ترے فیہ فقال ان کان یصل فیہ حق اللہ فلا بأس بہ
فرفع ابو ذر عصاہ فضرب کعبا وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ترجمہ سعد بن عبادہ دعا مانگا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا مجکو فراخدستی عطا فرما مصنف نے فرمایا اس سے بڑھکر وہ ہے کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام سے جب اُن کے بیٹوں نے یہ آکر کہا ۔ وزداد کیل بعیر یعنی ایک اونٹ انکا اور زیادہ ملیگا تو حضرت یعقوب بھی اُدھر مائل
ہوگئے ابن یامین کو اُن کے ساتھ بھیجدیا اور حضرت شعیب نے اپنے نفع یعنے مین زیادتی کی طمع کی چنانچہ حضرت موسی سے کہا فان اتممت
عشرا فمن عندک یعنی اگر تم دس برس پورے بکریان چراوگے تو تمہاری عنایت ہے اور حضرت ایوب علیہ السلام جب شفا پاچکے تو
ایک سونے کی ٹڈی اُن کے پاس سے گذری وہ اپنی چادر اُس کے پکڑنیکو پھیلانے لگے تاکہ زیادہ مالدار ہوجائین ارشاد ہوا کہ اے ایوب
کیا تیرا پیٹ نہین بھرا عرض کیا اے پروردگار تیرے فضل سے کس کا پیٹ بھرتا ہے غرضکہ مال جمع کرنا ایسا امر ہے جو طبیعتون
مین رکھا گیا ہے جب اُس سے مقصود خیر ہو تو وہ بھی خیر محض ہوگا محاسبی کا جو کچھ اس باب مین کلام ہے وہ سراسر خطا ہے جو شریعت سے
واقف نہونے پر دلالت کرتا ہے محاسبی کا یہ قول کہ اللہ تعالی نے اپنے بندون کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مال جمع
کرنے سے منع فرمایا ہے دروغ محض ہے بلکہ اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مال جمع کرنے سے بُرا مقصود ہو یا ناجائز طریقہ سے جمع کیا جاے اور کعب ابوذر
کی حدیث بقول کی ہے بالکل جھوٹ اور جاہلونکی بنائی ہوئی ہے چونکہ محاسبی سے اس حدیث کی صحت مخفی رہی لہذا اس کو مان بیٹھے اس کے بعض
الفاظ روایت بھی کیے گئے ہین گو اس کا طریقہ کوئی ثابت نہین ہوتا مالک بن عبد اللہ رمادی نے ابوذر سے روایت کی کہ وہ حضرت عثمان کے
مکان پر آئے اور اندر آنیکی اجازت لی حضرت عثمان نے اجازت دیدی باسوقت ان کے ہاتھ مین لاٹھی تھی انہی مین حضرت عثمان نے کعب سے پوچھا کہ اے
کعب عبد الرحمن انتقال کر گئے اور مال چھوڑ گئے تمہاری اس مین کیا رائے ہے کعب نے کہا اگر اس مال مین سے اللہ کا حق ادا کرتے رہے تو کچھ ڈر نہین یہ سن کر ابوذر
نے اپنی لاٹھی اوٹھائی اور کعب کے ماری اور کہا ۔ کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ۔ فرماتے تھے ؛

ما احب ان هذا الجبل ذهبا انفقه وتيقبل منى اذر خلفنى ست اواقى انشد لك الله يا عثمان
اسمعت ثلاث مرات قال نعم قال المصنف وهذا الحديث لا يثبت وابن طهيعة مطعون فيه
قال يحيى لا يحتج بحديثه والصحيح فى التاريخ ان ابا ذر توفى سنة خمس وعشرين وعبد الرحمن
توفى سنة اثنتين وثلثين فقد عاش بعد ابى ذر سبع سنين ثم لفظ ما ذكره ولا من حديثهم يدل على
ان حديثهم موضوع ثم كيف تقول للصحابة انا نخاف على عبد الرحمن او ليس الاجماع منعقدا على اباحة
جمع المال من حلة فما وجه الخوف مع الاباحة او باذن الشرع فى شئ ثم يعاتب عليه هذا اقله فهم
وفقه ثم ينكوا بن رعلى عبد الرحمن وعبد الرحمن خير من ابى ذر بما لا يتقارب ثم تعلقه بعبد الرحمن
وجعله دليلا على انه لم يسر سيرة الصحابة فانه خلف طلحة ثلث مائتها فى كل يوم مائة الف وكان مال الزبير خمسين الف
الف ومائتى الف وخلف ابن مسعود تسعين الفا واكثر الصحابة كسبوا الاموال وخلفوها ولم ينكر احد منهم على احد واما قوله ان عبد
الرحمن يحبو جبوا يوم القيامة فهذا دليل على انه ما يعرف الحديث فان هذا كان منا ما وليس هو فى اليقظة واعوذ بالله ان
يحبو عبد الرحمن فى القيمة افترى من يسبق وهو من العشرة المشهود لهم بالجنة ومن اهل بدر والشورى

ترجمہ کہ یہ احد کا پہاڑ اگر میرے لئے سونا بن جائے میں اُس کو خدا کی راہ میں صرف کردوں اور وہ میری خیرات مقبول ہو جائے تو بھی میں
میں پسند نہیں کرتا کہ اُس میں سے چھ اوقیہ کے برابر چھوڑ کر وفات پاؤں یہ کہکر ابو ذر نے تین بار کہا کہ اے عثمان میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ
تم نے یہ حدیث سنی ہے حضرت عثمان سے۔ جواب دیا کہ ہاں مصنف نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں اس کے راویوں میں ابن لہیعہ مطعون ہے
یحییٰ کہتے ہیں کہ ابن لہیعہ کی حدیث قابل حجت نہیں اور تاریخ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ ابو ذر نے سنہ پچیس ۲۵ ہجری میں انتقال کیا اور
عبد الرحمن نے سنہ بتیس ۳۲ ہجری میں رحلت کی پس عبد الرحمن بعد ابو ذر کے سات برس زندہ رہے علاوہ ازیں اس حدیث کے الفاظ
دلالت کرتے ہیں کہ موضوع ہے پھر کیونکر صحابہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمکو عبد الرحمن پر خوف ہے کیا اجماع ثابت نہیں کہ حلال طریقہ سے مال جمع کرنا مباح
ہے باوجود مباح ہونے کے خوف کی کیا وجہ ہے کیا شریعت ایسا ہی کرتی ہے کہ کسی چیز کی اجازت دے اور پھر اسپر عذاب کرے یہ سب نا سمجھی اور کم علمی کی باتیں
ہیں۔ پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ عبد الرحمن پر ابو ذر انکار کرتے ہیں حالانکہ ابو ذر سے عبد الرحمن افضل ہیں اس لئے کہ وہ ایسے معروف نہیں پھر اُن کا
ایک اکیلے عبد الرحمن کے پیچھے پڑ جانا دلالت کرتا ہے کہ اُنہوں نے صحابہ کا رویہ اختیار نہیں کیا طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد تین سو بہار چھوڑ گئے
ہر بہار میں تین تین قنطار تھی بہار بوجھ کو کہتے ہیں (دو تین سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک قنطار ایک ہزار دو سو اوقیہ کا ہوتا ہے) زبیر رضی
کا مال بائیس کروڑ دو لاکھ کا تھا۔ ابن مسعود نے نوے ہزار چھوڑ کر انتقال کیا۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مال جمع کیا اور چھوڑ گئے کسی نے
اسپر اعتراض نہیں کیا محاسبی کا یہ قول کہ عبد الرحمن قیامت کے دن گھٹنوں کے بل چلیں گے اس امر کی دلیل ہے کہ یہ حدیث نہیں جانتے کیونکہ یہ واقعہ
خواب کا تھا بیداری میں ایسا نہیں فرمایا اور خدا کی پناہ جب عبد الرحمن ایسے صحابی قیامت میں گھٹنوں کے بل چلیں گے تو پھر دوڑ کر کون
جائیگا حالانکہ عبد الرحمن اُن دس صحابہ میں سے ہیں جن کے لئے زندگی میں جنت کی شہادت دے دی گئی اور اہل بدر اور اہل شوریٰ میں

ثم الحدیث بروایۃ عمارۃ بن زاذان وقال البخاری بما اضطرب حدیثہ وقال احمد یروی عن انس احادیث مناکیر و
قال ابو حاتم الرازی لا یحتج بہ وقال الدارقطنی ضعیف عن انس قال بینما عائشۃ فی بیتہا سمعت صوتا فی
المدینۃ فقالت ما ھذا فقالوا عیر لعبد الرحمن بن عوف قدمت من الشام یحمل من کل شیء قال وکانت سبعمائۃ
بعیر فارتجت المدینۃ من الصوت فقالت عائشۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قد رأیت عبد الرحمن
بن عوف یدخل الجنۃ حبوا فبلغ ذلک عبد الرحمن فقال ان استطعت لادخلنہا قائما فجعلہا بأقتابہا
واحمالہا فی سبیل اللہ عزوجل وقولہ ترک المال الحلال افضل من جمعہ لیس کذلک بل متی صح القصد
فجمعہ افضل بلا خلاف عند العلماء والحدیث الذی ذکرہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسف علی دنیا فاتت محال
ما قالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط وقولہ ھل تجد فی درھمک حلالا فیقال لہ وما اللہ اصاب الحلال
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الحلال بین والحرام بین اترى یرید بالحلال وجود خبیثۃ خرجت من المعدن ما
تقلبت فی شبہۃ ھذا بعید فاطو لبنابۃ بل لو بلغ المسلم یھودیا کان اثم جعلا بلا شک ھذا افتی الفقہاء واعجب یسکوت
ابی حامد بل لنصرتہا حسبی فکیف یقول ان فقد المال افضل من وجودہ

ترجمہ۔ پھر حدیث جو محاسبی نے روایت کی۔ وہ بروایت عمارہ بن زاذان ہے۔ اور بخاری کہتے ہیں کہ اکثر اوقات زاذان کی حدیث مضطرب
ہوتی ہے۔ احمد نے کہا کہ زاذان حضرت انس سے منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ابو حاتم رازی نے کہا کہ زاذان قابل حجت نہیں۔ دارقطنی
نے کہا کہ زاذان ضعیف ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں بیٹھی تھیں۔ یکایک کچھ آواز سنی
پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ عبد الرحمن بن عوف کا قافلہ شام سے آیا ہے جو ہر قسم کا اسباب تجارت لایا ہے۔ انس کہتے ہیں کہ سات سو اونٹ
تھے تمام مدینہ آواز سے گونج اٹھا حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے عبد الرحمن
بن عوف کو خواب میں دیکھا ہے کہ جنت میں گھٹنوں کے بل چل کر داخل ہوتے ہیں یہ خبر عبد الرحمن کو ملی کہنے لگے کہ اگر مجھ سے ہو سکا۔ تو
بہشت میں کھڑا ہو کر داخل ہونگا۔ یہ کہکر وہ تمام اونٹ مع ان کے پالانوں اور اسباب کے خدا کی راہ میں دیدئے محاسبی کا یہ قول کہ مال
حلال کا چھوڑ دینا اس کے جمع کرنے سے افضل ہے غلط ہے ایسا ہرگز نہیں بلکہ جب قصد صحیح ہو تو علما کے نزدیک بلا خلاف جمع کرنا افضل ہے
اور یہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کریگا محض دروغ ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں فرمایا اور محاسبی کا یہ مقولہ کہ دنیا میں حلال کہاں رہا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ آخر پھر ٹھیک طور پر حلال کیا چیز ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے کیا حلال سے آپکی مراد یہ ہے کہ سعد سے کوئی دفینہ ملجائے جسمیں مجھ
شک و شبہ نہ ہو حالانکہ یہ امر بہت دور کی بات ہے اور ہم سے اس کی باز پرس نہ ہوگی۔ بلکہ اگر مسلمان کوئی چیز یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالے
تو غالب ہے حلال ہوگی یہی فتوی فقہا کا ہے۔ مجھ کو تعجب اس امر کا ہے کہ ابو حامد نے سکوت کیا۔ بلکہ محاسبی کے قول امداد
کی وہ کیونکر کہتے ہیں۔ کہ گو مال نیک کاموں میں صرف کیا جاوے۔ پھر بھی اس کا نہ ہونا ہونے سے افضل ہے

وان صح فی الخبرات ولو ادعی الاجماع علی خلاف هذا الصح ولکن الصواب غیر فتواه وعن المروزی قال سمعت رجلا یقول انی کفایة فقال الزم السوق تصل به الرحم ویعود الیه وقوله ینبغی للمرید ان یخرج من ماله قد بیّنا انه ان کان حراما او فیه شبهة او ان تفتح بالیسیر او بالکسب جاز له ان یخرج منه والا فلا وجه لذلک واما اشغاله فاضرة المال انما البخل بالواجب واما الانبیاء فقد کان لابراهیم زراع ومال ولشعیب اجیر وکان سعید بن المسیب یقول لا خیر فیمن لا یبطل المال یقضی به دینه ویصون عرضه فان مات ترکه میراثا لمن بعده وخلف ابن المسیب اربعمائة دینار وقد ذکرنا ما خلفت الصحابة وقد خلف سفیان الثوری مائتین وکان یقول المال فی هذا الزمان سلاح وکان السلف یمدحون المال ویحضون علی النوائب واعانة الفقراء وانما تحافاة قوم منهم ایثارا للتشاغل بالعبادات وجمعهم وقنعوا بالیسیر ولو قال هذا القائل ان التقلل منه اولی وارفق بالامر ولکنه زاحم بمرتبة الاثم فصل واعلم ان الفقر مرض فمن ابتلی به فصبر فثوابه علی صبره ولهذا یدخل الفقراء الجنة قبل الاغنیاء بخمسمائة عام لمکان صبرهم علی البلاء والمال نعمة والنعمة تحتاج الی شکر والغنی ان تعبد ربه خالیا کالفقیر الخالی والفقیر کالمعتزل فی زاویه وقد ذکر ابو عبد الرحمن السلمی فی کتاب سنن الصوفیة باب کراهیة ان یخلف الفقیر شیئا فذکر حدیث الذی مات من اهل الصفة وخلف دینارین فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم کیتان

ترجمہ اگر حامد اس کے برخلاف اجماع ہونے کا دعوی کریں درست ہے لیکن صحابہ اُن کے فتوی کے خلاف ہے محاسبی کا یہ قول کہ مرید کو چاہیئے اپنے مال سے جدا ہو جائے اس بارے مین ہم بیان کر چکے کہ اگر مال حرام یا مشتبہ ہو یا انسان تھوڑے مال پر یا اپنے کسب پر قناعت کر سکے تو اُس کو جائز ہے کہ اپنے مال سے علیحدہ ہو جائے ورنہ کوئی اس کی وجہ نہین باقی رہا تغلبہ کا قصہ تو اُسکو مال نے ضرر نہین پہونچایا بلکہ مال پر بخل کرنا اس کے لئے مضر ہوا اور رہے انبیا علیہ السلام ان کا یہ حال تھا کہ حضرت ابراہیم و شعیب وغیرہ کے پاس مال سعید بن مسیب کہا کرتے تھے کہ جو شخص مال نہین پیدا کرتا وہ خیر نہین مال سے قرض ادا کرے اپنی آبرو بچائے اگر مر جائے تو اپنے بعد والون کے لئے میراث چھوڑ جائے ابن مسیب چار سو دینار ترکہ مین چھوڑ گئے تھے اور صحابہ نے جو جو ترکہ چھوڑا ہے وہ ہم ذکر چکے سفیان ثوری نے دو سو ترکہ مین چھوڑے اور کہا کرتے تھے کہ اس زمانہ مین مال ایک ہتھیار ہے سلف ہمیشہ مال کی تعریف کرتے رہے اور زمانے کی آفتون اور محتاجون کی اعانت کے لئے مال جمع کرتے رہے ہان البتہ ان مین سے بعض نے اس لئے مال سے علیحدگی اختیار کی کہ عبادات مین مشغول رہین اور دلجمعی حاصل رہے لہذا تھوڑے پر قناعت کی اگر حارث محاسبی یون کہتے کہ تھوڑا مال رکھنا بہتر ہے تو ایک بات تھی مگر وہ تو اس کو گناہ کا مرتبہ قرار دیتے ہین فصل جاننا چاہیئے کہ محتاجی ایک مرض ہی جو مسلمان مبتلا ہوا اور صبر کیا اسکو اس صبر کا ثواب ملیگا اسی لئے محتاج لوگ امیرون سے پانسو برس پیشتر جنت مین داخل ہون گے کیونکہ وہ بلا پر صابر رہے اور مال ایک نعمت ہی اور نعمت کے لئے شکر ضروری اور مال مہیا جبکہ محنت اٹھاتا ہی اور اپنے آپکو کاروبار گاہ مین ڈالتا ہی بمنزلہ مفتی اور مجاہد کے ہے اور محتاج ایسا ہے جیسے کوئی شخص ایک گوشے مین الگ بیٹھا ہو ابو عبد الرحمن سلمی نے کتاب سنن الصوفیہ مین ایک باب باندھا ہی جسمین ذکر کیا ہی کہ فقیر کے لئے کچھ چھوڑنا مکروہ ہے اور وہ حدیث بھی ہی کہ اہل صفہ مین سے ایک صحابی نے دو دینار چھوڑ کر انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے دو داغ ہین

حوالہ کتاب تعریف

قال المصنف وهذا الخبر من يفهم الحال فان ذلك الفقير كان يزاحم الفقراء اخذ الصدقة ويمسك كان معه فلذلك قال كيتان ولو كان المكروه نفس ترك المال لما قال النبي صلى الله عليه وسلم لسعد لان تترك ورثتك اغنياء خير لك من ان تتركهم عالة يتكففون الناس ولما كان احد من الصحابة يخلف شيئا وقد قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه حث رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصدقة فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لاهلك فقلت مثله فلم ينكر عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن جرير الطبري وفي هذا الحديث دليل على بطلان ما يقوله جهلة المتصوفة انه ليس للانسان ادخار شئ في يومه لغده وان فاعل ذلك قد اساء الظن بربه ولم يتوكل عليه حق التوكل قال ابن جرير فذلك قوله عليه السلام اتخذوا الغنم فانها بركة فيه دلالة على فساد قول من نعم من المتصوفة انه لا يحل لعبد التوكل على ربه الا ان يصبح ولا شئ عنده من عين ولا عرض وبمثل ذلك الا ترى كيف امر رسول الله صلى الله عليه وسلم لازواجه قوت سنة فصل وقد خرج اقوام من اموالهم الطيبة ثم عاينوا فقرهم وهذا ويطلبون لان حاجة الانسان لا ينقطع والعاقل يعد للمستقبل وهؤلاء مثلهم في اخراج المال عند بداية تزهدهم مثل من زود في طريق مكة فبدد الماء الذي معه وعن جابر بن عبد الله قال قدم ابو حصين السلمي

ترجمہ مصنف نے کہا کہ اس حدیث سے حجت لانا اس شخص کا کام ہے جو حقیقت حال نہیں سمجھتا کیونکہ یہ صحابی جو انتقال کر گئے تھے اُن کا یہ کام تھا کہ صدقہ لینے میں فقیروں سے مزاحمت کیا کرتے تھے اور جو اپنے پاس تھا اُسے رکھ چھوڑا لہذا فرمایا کہ جہنم کے دو داغ ہیں اور اگر نفس مال ہی چھوڑنا مکروہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد سے نہ فرماتے کہ تمہارے لئے اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ اُن کو ایسی حالت میں چھوڑ جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور نیز صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اپنے بعد کچھ نہ چھوڑ جاتا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی میں اپنا آدھا مال لے آیا آپ نے فرمایا اے عمر مال بچوں کے لئے کسقدر باقی رکھا ہے میں نے عرض کیا جسقدر لایا ہوں اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر پر انکار نہیں فرمایا **ابن جریر** طبری کہتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس قول کے باطل ہونے پر جو جاہل صوفیہ کہتے ہیں کہ انسان کو نچا ہیئے کل کے لئے آج کچھ شئی ذخیرہ رکھے اور کہتے ہیں کہ ایسا کرنیوالا اپنے پروردگار کے ساتھ سوء ظن رکھتا ہے اور اُسپر کما حقہ توکل نہیں کرتا ابن جریر نے کہا کہ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم بکریاں پالو کیونکہ اُن میں برکت ہے دلالت کرتا ہے اس قول کے فاسد ہونے پر جو بعض صوفیہ کا خیال ہے کہ جو بندہ اپنے رب پر توکل رکھتا ہے اس کے لئے یہی بات شایان ہے کہ صبح و شام میں کسی وقت کچھ مال اور روپیہ پیسہ اس کے پاس نہ ہو کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنی ازواج مطہرات کے لئے سال بھر کا رزق ذخیرہ رکھتے تھے **فصل** کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے پاک مالوں سے علیحدہ ہو گئے اور پھر صدقے جو لوگوں کی میل کچیل ہیں طلب کرنے لگے اور اُن میں پڑ گئے کیونکہ انسان کی حاجت منقطع نہیں ہوتی اور عاقل آدمی آیندہ کے لئے سامان کیا کرتا ہے اور ابتدا زہد میں اپنا مال جو علیحدہ کر ڈالتے ہیں اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مکہ کے راستے میں پانی سے سیراب ہو گیا لہذا جو پانی اپنی ہمراہ لایا تھا اس کو پھینک دیا **جابر** بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ابو حصین السلمی

یذهب من معدنهم فقضی دینا کان علیه وفضل معه مثل بیضة الحمامة فاتی بها رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ضم هذه حیث اراك الله او حیث رأیت قال فجاءه عن یمینه فاعرض عنه ثم جاءه عن یساره فاعرض عنه ثم جاءه من بین یدیه فنکس رسول الله صلی الله علیه وسلم رأسه فلما اکثر علیه اخذها من یده فحذفه بها لو اصابته لعقرته ثم قعد علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یعمد احدکم الی ماله فیتصدق به ثم یقعد یتکفف الناس وانما الصدقة عن ظهر غنی وابدأ بمن تعول وقد رواه ابوداؤد فی سننه من حدیث محمد بن لبید عن جابر بن عبد الله قال کنا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ جاءه رجل بمثل البیضة بیضة من ذهب فقال یا رسول الله اصبت هذه من معدن فخذها فهی صدقة ما املک غیرها فاعرض عنه رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم اتاه من قبل رکنه الایمن فقال مثل ذلک فاعرض عنه ثم اتاه من قبل رکنه الایسر فاعرض عنه رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم اتاه من خلفه فاخذها رسول الله صلی الله علیه وسلم فحذفه بها فلو اصابته لاوجعته او لعقرته فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یاتی احدکم بما یملک فیقول هذه صدقة ثم یقعد یتکفف الناس خیر الصدقة ما کان عن ظهر غنی

لعورته

محمد بن

رکبته رکبته

وفی روایة اخری خذ عنا مالک لا حاجة لنا به

ترجمہ اپنی معدن میں سے کچھ سونا نکال لئے اس سے اپنا قرضہ ادا کیا اس میں سے کبوتر کے انڈے کے برابر بچ رہا اسکو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کو جہاں مصلحت خیال فرمائیے کام میں لائیے اوی نے کہا کہ آپ نے حضیں دہنی جانب سے آئے آپ نے مونہہ موڑ لیا پھر بائیں طرف سے آئے آپ نے مونہہ پھیر لیا پھر سامنے سے حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک جھکا لیا جب انہوں نے آپ کو بہت تنگ کیا تو آپ نے وہ سونا اس کے ہاتھ سے پھینک اُن کو کھینچ مارا اگر لگ جاتا تو اُن کی آنکھ پھوٹ جاتی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ تم میں سے بعض لوگ یہ حالت ہے کہ اپنا سارا مال خیرات کر ڈالتے ہیں پھر بیٹھکر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں دیکھو صدقہ تو بعد فارغ البالی کے ہوا کرتا ہے اور پہلے اپنے اہل و عیال کو دینا چاہیئے ابوداؤد نے اس حدیث کو بروایت محمد بن لبید اپنے سنن میں ذکر کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے اتنے میں ایک آدمی انڈے کے برابر سونا لے کر آیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجکو یہ سونا اپنے قبیلہ کی معدن سے ملا ہے اس کو صدقہ کرتا ہوں اور میرے پاس اس کے سوا کوئی مال نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنکر مونہہ پھیر لیا پھر وہ شخص دہنی جانب سے آیا آپ نے اعراض فرمایا پھر بائیں طرف سے آکر اسی طرح کہنے لگا آپ نے روگردانی فرمائی۔ پھر پشت مبارک کی طرف سے سامنے آیا آپ نے اس سے وہ سونے کا ٹکڑا لیکر اسکو پھینک مارا اگر اس کے لگ جاتا تو آزار پہونچاتا یا کوئی عضو بیکار ہو جاتا پھر فرمایا تم لوگوں میں سے بعض کا قاعدہ ہے کہ جو کچھ اُنکے پاس ہوتا ہے سب لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صدقہ ہے پھر محتاج ہو کر بیٹھ رہتے ہیں اور لوگوں کے سامنے بھیک مانگنے کو ہاتھ پھیلاتے ہیں دیکھو بہتر صدقہ وہ ہے جو اپنی فارغ البالی کے بعد ہو ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ نے اس شخص سے فرمایا اپنا مال ہمارے سامنے سے لیجاؤ ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں

وروی ابوداؤد من حدیث ابی سعید الخدری قال دخل رجل المسجد فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یطرحوا ثیابا وطرحوا فامر له منها بثوبین ثم حث علی الصدقة فجاء فطرح احد الثوبین فصاح به فخذ ثوبك وقال المصنف ونقلت من خط ابی الوفاء بن عقیل قال قال ابن شاذان دخل جماعة من الصوفیة علی الشبلی فانفذ الی بعض الملیاسیر لیسئله مما ینفقه علیهم فرد الرسول وقال یا بابکر انت تعرف الحق فهلا طلبت منه فقال للرسول رجع الیه قل له الدنیا سفلة اطلبها من سفلة مثلك واطلب الحق من الحق فبعث الیه مأة دینار قال ابن عقیل ان کان انفذ الیه المأة الدینار علی الابتداء من هذا الکلام القبیح وامن الله فقد اکل الشبلی الخبیث من الرزق واطعمه اضیافه فصل وقد کان لبعضهم بضاعة فانفقها وقال ارید ان یکون نفسی الا بالله وهذا قلة فهم لانهم یضنون ان التوکل قطع الاسباب واخراج الاموال وقال اخبرنا القزاز قال اخبرنا الخطیب قال اخبرنا ابونعیم الحافظ قال اخبرنا جعفر الجلدی فی کتابه قال سمعت الجنید یقول دفعت علی ابی یعقوب لزیارته فی جماعة من اصحابه فقال لهم ما کان لکم شغل فی الله عزوجل یشغلکم عن المجیء الی فقلت له اذا کان مجیئنا الیك شغلنا به فلم ینقطع عنه فسألته عن مسئلة فی التوکل فاخرج درهما کان عندی ثم اجابنی فاعطی التوکل حقه

ترجمہ **ابوداود** نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ ایک آدمی مسجد مین داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے فرمایا کہ کچھ کپڑے خیرات کرین لوگون نے کچھ کپڑے دیئے اُن کپڑون مین سے آپنے دو کپڑے اُس آدمی کو عنایت فرمائے پھر سب کو صدقہ کی ترغیب دی اُس آدمی نے بھی دونون مین سے ایک کپڑا اوتار کر صدقے مین ڈالا آپنے بآواز بلند اُس سے فرمایا کہ تو اپنا کپڑا لے لے **مصنف** نے کہا مینے خود ابوالوفا ابن عقیل کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا کہ ابن شاذان کہتے ہین صوفیہ کی ایک جماعت شبلی کے پاس گئی شبلی نے ایک تونگر آدمی کے پاس کسی کو بھیجا کہ اُن کے کہلانے کے لئے کچھ اُس سے مانگ لا اُس تونگر نے قاصد کو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ اے ابوبکر تم تو خدا کے عارف ہو اُسی سے کیون نہین مانگ لیتے شبلی نے قاصد سے کہا کہ اُس سے جاکر کہو دنیا ایک سفلہ چیز ہے اس کو تجھ ایسے سفلہ سے طلب کرتا ہون اور حق سے تو حق ہی کا طالب ہون یہ سنکر اُس نے سو دینار بھیجدیئے **ابن عقیل** کہتے ہین کہ اگر شروع ہی مین اس کلام قبیح سے پیشتر وہ تونگر سو دینار روانہ کرتا تو کچھ نہ تھا لیکن اب تو شبلی نے ناپاک رزق کھایا اور اپنے مہمانون کو کھلایا **فصل** بعض صوفیہ کے پاس کچھ سرمایہ تھا انہون نے سب خیرات کر ڈالا اور کہنے لگے ہم اپنے آپکو صرف خدا کے حوالے کرتے ہین حالانکہ یہ کم فہمی ہے کیونکہ یہ لوگ گمان کرتے ہین کہ اسباب سے تعلق قطع کرنا اور مال کو علیحدہ کر دینا ہی توکل ہے **قزاز** نے ہم سے کہا کہ مجھ سے خطیب نے بیان کیا کہ مجھکو ابونعیم حافظ نے خبر دی کہ مجھ سے جعفر جلدی نے اپنی کتاب مین روایت کی کہ مینے جنید سے سنا کہتے تھے کہ مین ایک بار ابویعقوب زیارت کے دروازے پر اُن کے اصحاب کی جماعت مین جاکھڑا ہوا وہ بولے کہ تم لوگون کو خدا تعالی کے ساتھ یا شغل کیون نہین جو تم کو میرے پاس آنے سے باز رکھے مین نے جواب دیا کہ جب ہمارا آپ کے پاس آنا گویا خدا کے ساتھ شغل ہے تو خدا سے ہم نے قطع تعلق کہان کیا اس کے بعد مین نے اُن سے توکل کے بارے مین ایک مسئلہ دریافت کیا انہون نے پہلے ایکدم نکالا جو اُن کے پاس تھا پھر مجھکو جواب دیا اور توکل کا حق توکل بیان کیا

ثم قال استحییت من اللہ تعالیٰ ان اجیبک وعندی شیٔ قال المصنف قلت لو فہم ہؤلاء معنی التوکل وانہ ثقۃ القلب باللہ تعالیٰ لاخرجوا صور المال ما قالوا ہذا ولکن قل فہمہم وقل کان سادات الصحابۃ والتابعین متجردین یتجمعون الاموال وما قال مثل ہذا احد منہم وقد روینا عن ابی بکر الصدیق انہ قال حین امر فترک الکسب لاجل شغلہ بالخلافۃ فمن این اطعم عیالی وہذا القول منکر عند الصوفیۃ یخرجون قائلہ من التوکل وکذلک ینکرون علی من قال ہذا الطعام یضرنی وقد رووا فی ذلک حکایۃ عن ابی طالب الزاذی یقول حضرت مع اصحابنا فی موضع فقدموا الینا فقالوا لی کل فقلت لا اکل فانہ یضرنی فلما کان بعد اربعین سنۃ صلیت یوما خلف المقام ودعوت اللہ تعالیٰ وقلت اللہم انک تعلم انی ما اشرکت بک طرفۃ عین فسمعت ہاتفا یہتف بی ویقول یا ابا طالب انک اشرکت بنا اربعین سنۃ قال المصنف وہذہ الحکایۃ واللہ اعلم بصحتہا واعلم ان من یقول ہذا یضر لا یرید ان ذلک یفعل الضر بنفسہ انما یرید انہ سبب الضر کما قال الخلیل علیہ السلام انہن اضللن کثیرا من الناس وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما انتفعت مالا کما انتفعت بمال ابی بکر وقولہ ما نفعنی مقابلۃ لقول القائل فلان ضرنی وصح عنہ انہ قال ما زالت اکلۃ خیبر تعادنی حتی الان حین قطعت ابہری وقد ثبت انہ لا رتبۃ اوفی من رتبۃ النبوۃ

یلاخرون
لترک
نقالوا

ترجمہ پھر بولے کہ مجکو اللہ تعالیٰ سے حیا آئی اس بارے مین کہ تم کو جواب دون اور میرے پاس کچھ مال ہو مصنف نے کہا کہ اگر یہ لوگ توکل کے معنی سمجھتے کہ توکل کہتے ہین حق تعالیٰ پر دل کے وثوق رکھنے کو۔ نہ اس کو کہ مال علیحدہ کر دیا جاوے تو ایسا نہ کہتے مگر کیا کرین انکی سمجھ ہی کم ہے بڑے بڑے صحابہ و تابعین نے جمع کیا کرتے تھے اور مال جمع کیا کرتے تھے انمین سے کسی نے ایسا نہین کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت ہم روایت کر چکے کہ جب نیلمہ ہوئی اور خلافت کے کاروبار کی وجہ سے اپنا کسب چھوڑ دیا تو فرمانے لگے کہ پھر مین اپنے عیال کو کہان سے کھلاؤن حالانکہ صوفیہ کے نزدیک منکر ہے اور اس طرح کہنے والے کو توکل سے خارج کر دیتے ہین اور اسی طرح اوس شخص پر بھی انکار کرتے ہین جو یون کہے کہ فلان کھانا مجکو نقصان پہونچائیگا اس بارے مین ابو طالب ازدی ایک حکایت نقل کرتے ہین انہون نے کہا کہ مین اپنے اصحاب کیساتھ ایک مقام پر ٹھیرا وہان کے لوگ دودھ لیکر آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ یہ دودھ پی لو مینے کہا کہ مین دودھ نہین پیونگا کیونکہ دودھ مجکو نقصان پہونچاتا ہے اس واقعہ کو چالیس برس کا زمانہ گذر گیا ایک روز مینے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑہی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور عرض کیا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ مینے کسی لمحہ مین تیرے ساتھ شرک نہین کیا ایک مین نے سنا کہ ایک ہاتف مجکو آواز دیتا ہے کہ بھلا کیا تو نے چالیس برس مین ایک روز بھی شرک نہین کیا مصنف نے کہا خدا جانے یہ حکایت کہانتک صحیح ہے جاننا چاہیئے کہ جو شخص یون کہتا ہے کہ فلان چیز مجکو ضرر پہونچاتی ہے تو اوس کی مراد یہ نہین ہوتی کہ خود وہ چیز ضرر کی فاعل ہے بلکہ صرف یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ چیز ضرر کا سبب ہے کہ جیسا کہ حضرت خلیل نے کہا انہن اضللن کثیرا من الناس یعنی ان بتون نے بہت آدمیون کو گمراہ کر دیا اور صحیح طور پر رسول اللہ صلعم سے یہ فرمانا کہ نفع نہین دیا مجھ کو کسی مال نے جیسا نفع دیا ابو بکر کے مال نے اور یہ فرمانا کہ نقصان نہین پہونچایا اور صحیح طور پر روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ کو خیبر کے زہر آلود لقمے کا اثر ہمیشہ مدت معینہ کے بعد ظاہر ہوتا رہا حتے کہ اب میرے دل کی رگین کاٹ ڈالین یہ اثر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ نبوت کے رتبہ سے بڑہ کر کوئی رتبہ کامل اور پورا نہین ✦

وقد نسبوا النفع الى المال والضر الى الطعام فالتحاشي عن سلوك طريقة تعارض على الشريعة فلا يلتفت الى هذيان من هذي مثل هذا **فصل** قال المصنف وقد بينا انه كان اوائل الصوفية يخرجون من اموالهم زهدا فيها وذكرنا انهم قصدوا بذلك الخير الا انهم غلطوا في هذا الفعل كما ذكرنا في مخالفتهم بذلك الشرع والعقل فاما متاخروهم فقد مالوا الى الدنيا وجمع المال بنوع وجه كان ايثارا للراحة وحبا للشهوات فمنهم من يقعد على الكسب ولا يعمل ويجلس في الرباط او المسجد ويعتمد على صدقات الناس وقد صنف لهم صنف بطرق الباب ومعلوم ان الصدقة لا تحل لغني الا لذي مرة سوي ولا يبالون من بعث اليهم فربما بعث الطعام والملابس فلم يرد ولا وقد وضعوا بايديهم في ذلك كلمات منها تسمية ذلك بالفتوح ومنها انه من الله فلا يرد عليه ولا يشكر سواه وهذا كله خلاف الشريعة وجهل بها وعكس ما كان السلف الصالح عليه فان النبي صلى الله عليه وسلم قال الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات فمن تركها استبرأ لدينه وقد قال ابو بكر الصديق من اكل الشبهة وكان الصالحون لا يقبلون عطاء ظالم ولا من في ماله شبهة وكثير من السلف لم يقبل صلة الا اخوان عفافا وتنزها وعن ابي بكر المروزي قال ذكرت لابي عبد الله رجلا من المحدثين فقال رحمه الله اي رجل كان لولا خلة واحدة

ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس کے مال کی طرف اور ضرر کو کھانے کی جانب منسوب فرمایا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے کنارہ کشی کرنا شریعت پر دست درازی ہے لہذا جو شخص اس قسم سے بیہودہ بکے اس کے ہذیان کی طرف توجہ نہ کی جائیگی **فصل مصنف نے** کہا کہ ہم ذکر کر چکے کہ اوائل صوفیہ اپنے مال سے بوجہ زہد و ورع کے علیحدہ ہو جایا کرتے تھے اور یہ بھی بیان کر چکے کہ ان بزرگوں کا مقصود خیر تھا لیکن اپنی اس حرکت میں غلطی پر ضرور تھے چنانچہ ان کی مخالفت میں ہم شرع و عقل کا مذکرہ لا چکے باقی رہے متاخرین صوفیہ وہ دنیا اور مال جمع کرنے کی طرف مائل ہیں خواہ کسی صورت سے ہو وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ راحت کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور شہوت سے محبت رکھتے ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جو کسب پر قادر ہیں اور عمل میں نہیں لاتے رباط یا مسجد میں بیٹھکر لوگوں کی خیرات پر بسر و سا کرتے ہیں اور ان کا دل ہر وقت اس بات میں لگا رہتا ہے کہ کوئی آدمی آکر دروازہ کھٹکھٹائے حالانکہ یہ معلوم ہے کہ مردنی اور پوری قوت والے کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں اور یہ لوگ کچھ پرواہ نہیں کرتے خواہ کوئی صدقہ بھیجے اکثر اوقات ظلم کرنے والے چونگی لینے والے صدقہ بھیجتے ہیں اس کو رد نہیں کرتے اور اس بارے میں باہم کچھ کلمات مقرر کئے ہیں ایک یہ ہے کہ اس کا نام فتوح رکھا ہے دوسرے یہ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے لہذا خدا کا عطیہ رد نہیں کیا جا سکتا اور اس کے سوا کسی کا شکر نہ کرنا چاہئے حالانکہ یہ سب باتیں خلاف شریعت اور جہالت کی ہیں اور سلف صالحین کے طریقے کے برخلاف ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے۔ ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جس نے ان کو چھوڑا اس نے اپنا دین پاک کیا **ابو بکر صدیق** کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتبہ چیز کے کھانے سے منع فرمایا **صالحین** کا قاعدہ تھا کہ ظالم اور مشتبہ مال والے کا ہدیہ قبول نہ کرتے تھے اکثر سلف کا یہ حال تھا کہ عفت اور تنزہ کے خیال سے اپنے بھائیوں کا صلہ نہ قبول فرماتے تھے **ابو بکر مروزی** نے کہا میں نے ابو عبد اللہ سے ایک محدث کا تذکرہ کیا سنکر بولے کہ خدا اس پر رحم کرے اگر ایک عادت انمیں نہ ہوتی تو کیا

ثم سکت ثم قال لیس کل الخلال یکملها الرجل فقلت له الیس کان صاحبنا سنة قال لعمری لقد کتبت عنه ولکن خلة واحدة کان لایبالی ممن اخذ قال المصنف ولقد بلغنا ان بعض الصوفیة دخل علی بعض الامراء الظلمة فوعظه فاعطاه شیئا فقبله فقال الامیر کلنا صیاد وانما الشباک یختلف ثم این هؤلاء من الانفة من الذل للدنیا فان النبی صلی الله علیه وسلم قال الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا المعطیة هکذا فسره العلماء وهو الحقیقة وقد تاوله بعض القوم فقال العلیا هی الاخذة قال ابن قتیبة لا اری هذا الا تاویل قوم استطابوا السوال فهم یحتاجون للدناءة فصل قال المصنف ولقد کان اوائل الصوفیة ینظرون فی حصول الاموال من ای وجه ویفتشون عن مطاعمهم وسئل احمد بن حنبل عن سری فقال الشیخ المعروف بطیب الطعمة وقال سری صحبت جماعة الی الغزو فاکثر نیادارا فنصبت فیها تنورا فتورعوا ان یاکلوا من خبز ذلک التنور فاما من یرمی ما قد تجده من صوفیة زماننا من کونهم لایبالون من این اخذوا فانه لعجب ولقد دخلت بعض الاربطة فسالت عن شیخه فقیل لی قد مضی الی الامیر فلان یهنیه بخلعة قد خلعت علیه وکان ذلک الامیر من کفار الظلمة فقلت ویحکم ما کفاکم ان فتحتم الدکان

ترجمہ یہ کہکر خاموش ہو رہے پھر کہنے لگے کہ تمام خصلتون کو انسان کامل طور پر حاصل نہین کر سکتا مینے اُن سے کہا کہ کیا وہ محدث صاحب سنت نہین رہا بولا کہ اپنی جان کی قسم مینے خود اُن سے حدیث لکھی ہے لیکن ایک عادت اُن مین یہ تھی کہ کچھ پرواہ نہ کرتے تھے جس سے چاہتے تھے لے لیتے تھے مصنف نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ کوئی صوفی کسی امیر کے پاس گیا جو ظالم تھا اُس کو نصیحت کی اُس نے کچھ دیا صوفی نے لے لیا امیر کہنے لگا کہ ہم سب لوگ شکاری ہین مگر جال مختلف ہین علاوہ اس بیان مذکورہ کے ہم کہتے ہین کہ دنیا کے واسطے ذلت اٹھانے سے ان لوگون کی غیرت کہان جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر کے ہاتھ سے مراد دینے والا ہے علمانے اس کے یہی معنی بیان کیے ہین۔ اور یہی تفسیر حقیقی ہے۔ بعض صوفیہ نے اس کی تاویل کی ہے کہ اوپر کا ہاتھ لینے والے کا ہے ابن قتیبہ نے کہا یہ تاویل میرے نزدیک فقطان لوگون کی ہے جو بھیک مانگنے کو عمدہ جانتے ہین لہذا وہ دون ہمتی کے محتاج ہین فصل مصنف نے کہا اوائل صوفیہ مال کے حاصل ہونے پر غور کیا کرتے تھے کہ کس صورت سے آتا ہے۔ اور اپنے کھانے کی تفتیش کیا کرتے تھے احمد بن حنبل سے کسی نے سری سقطی کی نسبت سوال کیا جواب دیا۔ کہ وہ بزرگ طیب الطعمہ یعنی پاک حلال کھانے والے مشہور ہین سری کہتے ہین ایک مرتبہ جہاد مین میرا اور ایک جماعت کا ساتھ ہوا ہم نے کرایہ پر ایک مکان لیا اس مین مینے ایک تنور لگایا وہ لوگ ورع کے خیال سے اس تنور کی روٹی نہ کھاتے تھے صوفیہ حال کے زمانے والے جو دیکھ پڑتے ہین انہون نے نیا شیوہ اختیار کر رکھا ہے کچھ پرواہ نہین کرتے کہ کہان سے مال حاصل کیا ہے یہ امر تعجب خیز ہے خود ایک بار ایک رباط مین داخل ہوا وہان کے شیخ کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلان امیر کو خلعت ملنے کی مبارکباد دینے کے لئے اُسکے پاس گئے ہین یہ امیر اہل کفر و ظلم سے تھا مینے سنکر کہا وائے ہو تم پر یہ تمہارے لئے کافی نہ تھا کہ دوکان کھول رکھی ہے ۔

حتے تطوفون علی رؤسکم بالسلع یقعد احدکم عن الکسب مع قدرتہ معولا علی الصدقات والصلات ثم لا یکفیہ حتے یاخذ من کان ثم لا یکفیہ حتی یدور علی الظلمۃ فیستعطے منہم ویلیہم ملبوس لا یحل ولا یتہ لا یحل فیہا واللہ انکم اضر علی الاسلام من کل مضرۃ **فصل قال المصنف** وقد صار جماعۃ من اشیاخہم یجمعون المال الحاصل من الشبہات ثم یقتسمون فمنہم من یدعی الزہد مع کثرۃ مالہ وحرصہ علی الجمع وہذہ الدعوی مضادۃ للحال ومنہم من یظہر الفقر مع جمعہ المال واکثرہؤلاء یضیقون علی الفقراء باخذ الزکوٰۃ ولا یحل لہم ذلک وقد کان ابو الحسن البسطامی شیخ رباط ابن الملحبان یلبس الصوف ویقصدہ الناس یتبرکون بہ فمات وخلف اربعۃ الاف دینار **وقال المصنف** وہذا فوق الصبر وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا من اہل الصفۃ مات وخلف دینارین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیتان ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی لباسہم **قال المصنف** لما سمع اوائل القوم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرقع ثوبہ وانہ قال لعائشۃ رضی اللہ عنہا لا تخلعے ثوبا حتے ترقعیہ وان عمر بن الخطاب کان فی ثوبہ اثنا عشر رقاعا وان اویسا القرنی کان یلتقط الرقاع من المزابل فیغسلہا فی الفرات ثم یخیطہا فیلبسہا اختاروا المائبات ولقد ابعدوا فی القیاس فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ کانوا یوثرون البذاذۃ

ترجمہ اب امیروں کے پاس بھی جانے لگے تاکہ وہان کمر فروشی کریں تم لوگ باوجود قدرت کے صدقوں اور ہدیوں پر تکیہ کرکے بیٹھ رہتے ہو پھر اس پر بھی اکتفا نہ کرکے جس سے ملے لیتے ہو۔ پھر اس پر بھی کفایت نہیں کرتے حتی کہ ظالموں کے پاس مانگتے پھرتے ہو۔ اور ان کو اس پوشاک پر جو جائز نہیں اور اس حکومت پر جس میں انصاف نہیں مبارکباد دیتے ہو خدا کی قسم تم اسلام کے لئے سب ضرر رساتوں سے بڑھکر ضرر رسان ہو **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ کے شیوخ میں سے ایک جماعت کا یہ حال ہے۔ کہ مال مشتبہ جمع کرتے ہیں پھر اس جماعت کی قسمیں ہیں بعض تو باوجود کثرت مال اور جمع کرنے کی حرص کے زہد کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ یہ دعوی ظاہری حالت کے خلاف ہوتا ہے اور بعض باوجود مال جمع کرنے کے فقر و افلاس کا اظہار کرتے ہیں اور اکثر یہ لوگ زکوۃ کا مال لے کر فقیروں کا حق مارتے ہیں حالانکہ زکوۃ لینا ان کو جائز نہیں **ابو الحسن بسطامی** جو ابن ملحبان کی رباط کے شیخ تھے صوف پہنا کرتے تھے لوگ دور سے اُن کے ملنے کو آتے اور اُن سے برکت لیتے تھے جب انتقال کیا تو چار ہزار دینار چھوڑ مرے **مصنف** نے کہا یہ نہایت قبیح بات ہے **صحیح** طور پر مروی ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک شخص نے انتقال کیا اور دو دینار چھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے دو داغ ہیں **لباس کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** **مصنف** نے کہا اوائل صوفیہ نے جب سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لباس مبارک میں پیوند لگایا کرتے تھے اور عائشہ سے آپ نے فرمایا جب تک پیوند نہ لگایا کرو کپڑا جدا نہ کیا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ کے لباس میں پیوند لگے تھے اور اویس قرنی گھورون پر سے پیوند چنا کرتے تھے اُن کو رات میں دھوتے پھر سی کر پہنتے تھے لہذا ان لوگوں نے پیوند لگے لباس اختیار کئے حالانکہ اپنے اس قیاس کرنے میں یہ لوگ بہت دور جا پڑے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم پھٹے پرانے حالیں رہنا پسند فرماتے تھے

ویعرضون عن زینة الدنیا زهدا وکان اکثرهم یفعل هذا لاجل الفقر کما روینا عن مسلمة بن عبد الملک
انه دخل علی عمر بن عبد العزیز وعلیه قمیص وسخ فقال لامرأته فاطمة اغسلی قمیص ابی المؤمنین فقالت واللہ مالہ
قمیص غیرہ فاما اذا لم یکن هذا للفقر وقصد البذاذة لمثاله معنی فصل قال المصنف فاما صوفیة زماننا
فانهم یعمدون الی الثوبین او ثلثة کل واحد منها علی لون فیجعلونها خرقة ویلفقونها فیجعلون ذلک الثوب وصفین الشقة
والنشرة فان لبس مثل هذه المرقعات اشهی عندهم من الدیباج وبها یشتهر صاحبها انه عن الزهد افترا
یصیرون بصورة الرقاع کما السلف کذا اقد لطوا فان ابلیس قد لبس علیهم قال انتم صوفیة لان الصوفیة کانوا
یلبسون المرقعات وانتم کذلک اترکهم ما علموا ان التصوف معنی لا صورة وهو لا عمل فانتم النسبة فی الشوف والمعنی
اما الصوفة فان القدماء کانوا یرقعون ضرورة ولا یقصدون التحسن بالمرقع واما المتصوفان اولئک کانوا اصحاب ریاضة و
زهد فصل قال المصنف ومن هؤلاء المذمومین من اراد التشبه بالصوفیة وصعب علیهم البذاذة فلبس الصوف علی الثیاب
ویلوح بکمه حتی یری لباسه هذا الصریح ومنهم من یلبس الثیاب الدینة علی جسده ثم یلبس الصوف فوقها وهذا نهایة
مکشوف وجاء اخرون فارادوا التشبه بالصوفیة وصعب علیهم البذاذة

ترجمہ اور بوجہ زہد و تقوے کے دنیا کی زینت سے مونہہ موڑتے تھے۔ اور اکثر بزرگوار تو فقر ہی کے سبب سے ایسا
کرتے تھے چنانچہ مسلمہ ابن عبد الملک سے مروی کہ وہ عمر بن عبد العزیز کے پاس گئے دیکھا تو ایک میلا کرتا پہنے ہوے ہیں
ان کی بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المؤمنین کا کرتا دھو ڈالو وہ بولیں کہ خدا کی قسم ان کے پاس بجز اس ایک کرتے کے کوئی اور کرتا
نہیں۔ لیکن جب یہہ فقر کی نیت اور خستہ حالی کے ارادے سے نہو تو اس کی کوئی معنی نہیں فصل مصنف نے کہا ہمارے
زمانے کے صوفیہ کی تو یہ حالت ہے کہ دو یا تین کپڑے مختلف رنگ کے لیتے ہیں اور ان کو پھاڑ کر جوڑتے ہیں لہذا ان کے
لباس میں دو وصف جمع ہو جاتے ہیں شہوت بھی اور شہرت بھی کیونکہ ایسے پیوند لگے لباس کی پہننا اکثر خلق کے نزدیک دیسا
بھی مرغوب ہے اور ایسے لباس والا مشہور ہو جاتا ہے کہ زاہد ہے پھر کیا تم ان لوگوں کو دیکھتے ہو کہ پیوند لگے کپڑے
پہنکر سلف کی مانند ہو جاتے ہیں یہ محض ان کا خیال ہے کیونکہ شیطان نے ان کو فریب دیا ہے اور ان کے گمان میں پھونکا
ہے کہ تم صوفیہ ہو اس لیے کہ صوفیہ پیوند لگا لباس پہنا کرتے تھے اور تم بھی دری پہنتے ہو یہ کمبخت اتنا نہیں جانتے کہ تصوف
صورة نہیں ہوتا بلکہ معنی ہوتا ہے۔ اور ان کو نہ صورة تصوف سے نسبت ہے نہ معنی۔ صورة تو اس لیے نہیں کہ متقدمین ضرورة
پیوند لگاتے تھے۔ اور پیوند لگے لباس سے زینت نہ چاہتے تھے اور معنی اس لیے نہیں کہ وہ بزرگوار اہل ریاضت و اہل زہد تھے فصل
مصنف نے کہا کہ اسی قوم مذموم میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو کپڑوں کے نیچے صوف پہنتے ہیں اور اس کی آستین ظاہر کر دیتے
ہیں تاکہ اپنا لباس لوگوں کو دکھلاویں ایسے لوگ رات کے چور ہیں بعض وہ ہیں جو نرم کپڑے زیب تن کرتے ہیں پھر ان کی اوپر سے صوف
ڈال لیتے ہیں لوگ کھلم کھلا دن دہاڑے اکہ مارتے ہیں اور دوسرے صوفیہ ایسے آئے کہ صوفیوں سے مشابہ تو بننا چاہا مگر پھٹے پرانے حال سی رہنا ان پر گراں گذرا

واحبوا التنعم ولم يروا الخروج من صورة التصوف لئلا يتعطل المعاش فلبسوا القوطة الرفيعة واعتموا بالرومي الرفيع الا انه بغير طراز فالقميص والعمامة على احدهم بثمن خمسة اثواب من الحرير وقال ابليس عليهم ابليس انكم صوفية بنفس النفس وانما ارادوا ان يجمعوا بين رسوم التصوف وتنعم اهل الدنيا ومن علاماتهم مصادقة الامراء ومفارقة الفقراء كبرا وتعظيما وقد كان عيسى بن مريم يقول يا بني اسرائيل ما لكم تأتوني وعليكم ثياب الرهبان وقلوبكم قلوب الذئاب لصوا ري البسوا لباس الملوك والينوا قلوبكم بالخشية وعزما لك بن دينار قال ان من الناس ناسا اذا لقوا القراء ضربوا معهم ليسمعوا واذا لقوا الجبابرة وابناء الدنيا اخذوا معهم ليسمعوا فكونوا من قراء الرحمن بارك الله فيكم وعنه ايضا قال اكثر في زمان اشبه بعضه بعضا منكم الا البصير اكثر في زمان كثير فقهاؤه قد اتخذت السنة هزوا فاتوا هم فطفقوا الدنيا بعمل الآخرة فاخزوهم على انفسكم لا يوقعوكم في شباكهم وعزما لك ايضا قال نظر الى شاب ملازم المسجد فجلس اليه فقال له هلاك ان اكلم بعض العشائر فيرون عليك شيئا وكون معهم قال ما شئت يا بابا يجيء قال فاخذ كفا من تراب فجعله على رأسه وعنه ايضا قال كان نبي من انبياء بني اسرائيل فقال يا ربي فاين فؤادي فبينما هو يصلي اذ مدت سفينة فيها بطة فادى بعض اعوانه

ترجمہ اور خوش عیشی پسند کی اور یہ بھی ٹھیک سمجھا کہ تصوف کی صورت سے علیحدہ ہو جاویں تاکہ معاش کا سلسلہ بیکار نہ ہو جائے لہذا ان دونوں نے اعلیٰ درجہ کا قوطہ یعنی سندی کپڑے کا کرتا پہنا اور نفیس رومی عمامہ باندھا مگر وہ عمامہ بلا نقش و نگار یعنی سادہ رکھا اب ایک شخص کا یہ کرتا اور عمامہ پانچ ریشمی کپڑوں کی قیمت کا ہے ابلیس نے ان کو بڑا فریب دیا ہے کہ تم بذات خود صوفی ہو اور مقصود ان کا صرف یہ ہے کہ تصوف کی رسمیں ادا کریں اور اہل دنیا کی ناز و نعمت دونوں حاصل ہو جائیں ان لوگوں کی علامت ایک یہ ہے کہ بوجہ کبر و نخوت کے امیروں سے دوستی رکھتے ہیں اور فقیروں سے علیحدہ رہتے ہیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم کو کیا ہو گیا میرے پاس اس حالت میں آتے ہو کہ لباس تو راہبوں کا سا پہنے ہو اور تمہارے دل بھیڑیوں کے سے ہیں دیکھو لباس تو جامے بادشاہوں کا سا پہنو مگر خوف الٰہی سے اپنے دلوں کو نرم کرو مالک بن دینار نے کہا کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ اور قاریوں سے ملتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک حصہ لگاتے ہیں اور اور ظالموں اور اہل دنیا سے ملتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک حصہ لگاتے ہیں پس تم لوگ خدا کے قاریوں میں سے ہو جاؤ خدا تعالیٰ تم کو برکت دے زید بن مالک نے کہا کہ تم ایسے زمانے میں ہو جو دور رنگا ہے تمہارے زمانے کو اہل بصیرت ہی دیکھتا ہے تم اس زمانے میں ہو جس لوگوں کا کبر خود زبردست ہو گیا ہے اور ان کے سوہنوں میں ان کی ریا میں سوج گئی ہیں لہذا وہ لوگ آخرت کے اعمال سے دنیا طلب کرتے ہیں تم ان سے بچتے رہو ایسا نہ ہو کہیں تم کو اپنے جال میں پھنسا لیں اور زید بن مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک جوان آدمی کو دیکھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اس کے پاس جا بیٹھے اور کہنے لگے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے بارے میں کسی چوکی و صول کرنے والے حاکم سے گفتگو کروں وہ تم کو کچھ دیدیا کرے اور تم ان کے ساتھ رہو جو ابیحیٰ نے کہا کہ جو چاہے کیجئے مالک نے ایک مٹھی خاک لی اور اس کے سر پر ڈالی اور زید بن مالک سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک جوان آدمی صوفی میرے پاس آیا اور تمہارہ اس بات میں گرفتار ہوا کہ پل کی حکومت اس کو ملی ایک بادہ فاذیرہ یا تہاذ دریا ایک کشتی گندی جس میں ایک بطخ تھی اس کے اعوان و اصحاب پکارے

قرب لنا خذ للعامل بطه فاشار بيده سبحان الله اى طين قال فكان ابى اذا حدث بهذا الحديث يبكى واضحك الجلساء
وعن محمد بن حنيف يقول قلت لرويم اوصنى فقال هو بذل الروح والا فلا تشتغل بترهات الصوفية وعن ابى
عبد الرحمن السلمى قال سمعت ابى يقول بلغنى ان رجلا قال للشبلى قد ورد جماعة من اصحابك وهم فى الجامع نمضى فرأى
عليهم المرقعات والفوط فانشأ يقول ؎ اما الخيام فانها كخيامهم ✦ وارى نساء الحى غير نسائها ✦ قال المصنف
قلت واعلم ان هذه البهرجة فى تشبيه هؤلاء بأولئك لا يخفى الا على غبى فى الغاية فاما اهل الفطنة فيعلمون انه
تمليس بارد ولا امر فى ذلك على نحو قول الشاعر تشبهت جوز الضبا بهم ان سكنت فيك لا مثل سكن ✦ اضداد
بناطو ونافر بانس ذو خلاء بذى شجن ✦ مشبه اعرفه وانما مغالطا قلت لصحبى دار من فصل قال المصنف
انما اكره لبس الفوط والمرقعات لاربعة اوجه احدها انه ليس من لباس السلف وانما كانوا يرتقون ضرورة
والثانى انه يتضمن ادعاء الفقر وقد امر الانسان ان يظهر نعمة الله عليه والثالث انه اظهار للزهد
وقد امرنا بستره والرابع انه يشبه بهؤلاء المتزحزحين عن الشريعة ومن تشبه بقوم فهو منهم

ترجمہ اور کشتی کو قریب کرتا کہ ہم عامل صاحب کیلئے اونکی بطخ پکڑلین تو اونہون نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنے دور نہیں اوسی
کہتا ہے کہ مالک اس حکایت کو نقل کرکے رو پڑتے تھے۔ اور ہم نشینون کو ہنسایا کرتے تھے **محمد بن حنیف** کہتے ہین کہ
مین نے رویم سے کہا مجکو کچھ وصیت کیجئے جواب دیا کہ اصلی بات اپنی روح کا خدا کی راہ مین لگانا ہے ورنہ صوفیہ کی چکنی چپڑی باتون
مین مشغول نہ ہو **ابو عبد الرحمن سلمی** نے کہا مینے اپنے باپ سے سنا ہے کہتے تھے مجکو خبر ملی ہے کہ ایک آدمی نے شبلی سے آکر بیان
کیا کہ آپ کے اصحاب مین سے ایک جماعت یہان اُتری ہے جو جامع مسجد مین ٹھیری ہے شبلی دیکھنے کو گئے دیکھا کہ مرقعے
اور فوط پہنے ہوے ہین یہ دیکھکر ایک شعر پڑہا جس کا ترجمہ یہ ہے خیمے تو ضرور ویسے ہی ہین جیسے معشوقہ کے قبیلہ کے خیمے ہین
مگر مین دیکھتا ہون کہ قبیلے کی عورتین ان عورتون سے بالکل جداگانہ ہین **مصنف** رح نے کہا جاننا چاہیئے کہ ان صوفیون کو
متقدمین کے ساتھ تشبیہ دینے مین یہ کھوٹا پن کسی پر چھپا نہین سوا ے بڑے ہی غبی و کند ذہن آدمی کے اور اہل عقل تو خوب جانتے
ہین کہ بھونڈے طریقے سے پردہ مین بات کہی ہے اور یہ مضمون ایسا ہے جیسے کسی شاعر نے چند شعر کہے ہین جنکا ترجمہ یہ ہے ✦ مین نے
چوزہ کو ان کے ضیاب سے تشبیہ دی اگر تجھ مین حمی تو ساکن کے برابر نہین ہے کیا غیر ناطق کو ناطق سے تشبیہ دی یا وحشی کو مانوس
سے یا محبت والے کو دشمنی والے سے تشبیہ ہے اس کو مین خوب جانتا ہون مگر فقط مغالطہ دینے کے طور پر مین نے اپنے ساتھیون سے پوچھا کہ یہ گھر
کس کا ہے **فصل مصنف** نے کہا میرے نزدیک فوط اور مرقعون کا پہننا چار وجہ سے مکروہ ہے ایک تو یہ کہ سلف کا یہ لباس نہین وہ
بزرگ صرف ضرورتاً پیوند لگاتے تھے دوسرے اس لباس مین فقر و افلاس کا دعوی پایا جاتا ہے حالانکہ انسانکو حکم ہے کہ اللہ تعالی کی نعمت
کا اظہار کرے تیسرے زہد و تقوی کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہم کو اس کے چھپانے کا حکم ہے۔ چوتھے ان لوگون کی مشابہت پائی جاتی
ہے جو شریعت سے دور ہین اور جو شخص کسی قوم سے مشابہت کریگا۔ وہ انہین مین سے ہوگا ✦

وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم وقد انبأنا ابو زرعة طاهر بن محمد قال اخبرني ابي قال لما دخلت بغداد في رحلتي الثانية قصدت الشيخ ابا محمد بن عبد الله بن احمد السكري لاقرأ عليه احاديث وكان من المنكرين على هذه الطائفة فاخذت في القراءة فقال ايها الشيخ لو كنت من هؤلاء الجهال الصوفية لعذرتك انت رجل من اهل العلم تشتغل بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وتسعى في طلبه فقلت ايها الشيخ واي شئ انكرت علي حتى انظر فان كان له اصل في الشريعة لزمته وان لم يكن له اصل في الشريعة تركته فقال هذه الشوازل التي في مرقعتك فقلت ايها الشيخ هذه اسماء بنت ابي بكر تخبر ان النبي صلى الله عليه وسلم كان له جبة مكفوفة الجيب والكمين والفرجين بالديباج وانا ارقعها لانكار لان هذه الشوازل ليست من جنس الثوب الديباج وليس من جنس الجبة فاستدللت بذلك على ان هذا اصل في الشرع يجوز مثله قال المصنف قلت لقد اصاب السكري في انكاره وقد فقه ابن طاهر في الرد عليه ظن الجبة المكفوفة الجيب والكمين قد جرت العادة بلبسها كذلك فلا شهرة في لبسها فاما الشوازل فتجمع شهرة الصورة وصورة دعوى الزهد وقد اجتزيك اظهر يقطعون الثياب الصحاح ليجعلوها شوازل لا عن ضرورة يقصدون الشهرة لحسن ذلك

ترجمہ ابن عمر رض نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھیگا وہ انہین مین سے ہے ابو زرعہ طاہر بن محمد نے بیان کیا کہ مجکو میرے باپ نے خبر دی کہ مین جب اپنے دوسرے سفر مین بغداد کو گیا۔ وہان شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بن احمد سکری کے پاس حدیث پڑہنے کے لئے حاضر ہوا وہ صوفیہ کے منکر تھے مین اُن سے پڑہنے لگا مجھ سے بولے اے شیخ اگر تم ان جاہل صوفیون مین سے ہوتے تو مین تم کو معذور رکہتا تم عالم آدمی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین مشغول ہو اور اسکی تلاش مین سعی کرتے ہو مینے جواب دیا اے شیخ میری کس بات پر آپ نے انکار کیا بھلا دیکھون تو سہی اگر شریعت مین اصل نکل آئی تو اسکو لازم پکڑ لون گا۔ اور اگر شریعت مین کچھ اصل نہ ہوئی تو چھوڑ دون گا کہنے لگے یہ پیوند جو تمہارے مرقعے مین لگے مین نے کہا اے شیخ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جبہ تھا جس مین گریبان اور آستین اور چوبغلے دیباج کے جوڑے گئے تھے۔ آپ کا انکار اس لئے واقع ہوا کہ یہ پیوند اس کپڑے کی جنس سے نہین اور دیباج ہی جبۂ مبارک کی جنس سے نہ تھا۔ لہذا ہم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ شریعت مین اس کی اصل ہے اور ایسا رقعہ جایز ہے مصنف نے کہا کہ سکری کا انکار درست تھا ابن طاہر نے کم علمی سے اپنر رد کیا۔ کہ جو ٹکی ہوئی آستینون اور گریبان والے جبہ کو جو عادت کے طور پر پہنا جاتا ہے۔ ایسا خیال کیا اس جبہ کے پہننے مین شہرت نہین لیکن یہ پیوند جو لگائے جاتے ہین انمین ظاہری شہرت اور زہد کے دعوے کی صورت پائی جاتی ہے۔ اور ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ لوگ اچھے خاصے کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پیوند بنا لیتے ہین جو محض بلا ضرورت ہوتا ہے اور بوجہ اس کے خوبصورت ہونے کے اپنی خواہش پوری کرتے ہین۔

والشهرة بالزهد ولهذا وقعت الكراهة وقد ذكرها جماعة من مشائخهم لما بينا وعن جعفر الحذاء يقول لما فقدوا القوم الفوائد من القلوب اشتغلوا بالظواهر وتزيينها يعني بذلك اصحاب المصبغات والفوط وعن النوري قال كانت المرقعات غطاء على الدر فصارت جيفا على مزابل قال ابن باكويه واخبرني ابو الحسن الحنظلي قال نظر محمد بن علي الكتاني الى اصحاب المرقعات فقال اخواني ان كان لباسكم موافقا لسرائركم لقد احببتم ان تطلع الناس عليها وان كانت مخالفة لسرائركم فقد هلكتم ورب الكعبة وقال ابو عبد الله محمد بن عبد الخالق الدينوري لبعض اصحابه لا يعجبك ما ترى من هذه الملبسة الظاهرة عليهم فانهم زينوا الظواهر لاعلان خربوا البواطن وقال ابن عقيل دخلت يوم الحمام فرأيت على بعض اوتاد السلخ جبة منسوجة مرقعة بفوط فقلت للحمامي اري سلخ الجبة فمن داخلها فذكر لي بعض من يتصوف للبلاخرشا للاموال قال المصنف وفي الصوفية من يرقع المرقعة حتى تصير كشفة خارجة في الجلد وعن ابن جابر ابي الحسن صاحب ابن الكريني قال اوصى ابن الكريني برقعته فاذا فيه احد عشر رطلا قال جعفر وكانت المرقعات تسمى في ذلك الوقت كيلا فصارت قدورا وان هذه المرقعة لا تلبس الا من يد شيخ وجعلوها اسنادا متصلا كله كذب ومحال

ترجمہ اور زہد کی شہرت بھی پاتے ہیں۔ اس لئے یہ لباس مکروہ ہے جس کا تذکرہ خود مشائخ صوفیہ کی ایک جماعت نے کیا ہے چنانچہ ہم بیان کر چکے جعفر حذاء کہتے ہیں جبکہ باطنی فوائد اس قوم نے گم کر دیئے تو ظاہری آرائش و نمائش میں پڑ گئے قوم سے مراد فوط اور رنگے کپڑے پہننے والے ہیں نوری نے کہا کہ پیوند لگے لباس ایک زمانہ میں موتی کے پردے تھے اور اب تمسخر بازوں کے مردار ہو گئے ہیں ابن باکویہ نے کہا مجھ کو ابو الحسن حنظلی نے خبر دی کہ محمد بن علی نے پیوند لگی لباس والے لوگوں کو دیکھ کر کہا میرے بھائیو اگر تمہارے لباس تمہارے باطن کے موافق ہیں تو تم نے لوگوں کو اپنے باطن پر مطلع کرنا پسند کیا۔ اور اگر اس کے مخالف ہیں۔ تو خداوند کعبہ کی قسم کہ تم ہلاک ہو گئے ابو عبد اللہ محمد بن عبد الخالق دینوری نے اپنے بعض اصحاب سے کہا تم جو آج کل کے صوفیہ کا ظاہری لباس دیکھتے ہو اس کو دیکھ کر خوش نہ ہونا۔ یہ لوگ جب اپنا باطن خراب کر چکے تو ظاہر کو آرائش دے رہے ہیں ابن عقیل نے کہا میں ایک روز حمام میں گیا ایک کھونٹی پر ایک پیوند لگا جبہ دیکھا جس میں فوط کے جوڑ لگے ہوئے تھے میں نے حمامی سے پوچھا کہ یہ کھونٹی پر جبہ ٹنگا ہے۔ اندر کون گیا ہے اس نے مجھ سے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو ہر طرف سے مال جمع کرنے کے لئے شہر در شہر گھومتا پھرتا ہے مصنف نے کہا صوفیہ میں بعض ایسے ہیں جو مرقع کو پیوند پر پیوند لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ حد درجے کا کثیف ہو جاتا ہے ابن جابر ابو الحسن جو ابن الکریني کی صحبت میں رہے ہیں کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن الکریني نے وصیت کی کہ میرا مرقعہ میرے بعد تم لینا میں نے دیکھا تو وہ مرقع گیارہ رطل کا تھا جعفر نے کہا اسوقت میں مرقعوں کا نام وزن سے لیا کرتے تھے فصل صوفیہ نے قرار دیا ہے کہ یہ مرقع صرف شیخ ہی کے ہاتھ سے پہنا جاتا ہے اور اس کے لئے ایک اسناد متصل مقرر کی ہے جو سراسر کذب و دروغ ہے

وقد ذکر محمد بن طاھر فی کتابہ فقال باب السنۃ فی لبس الخرقۃ من ید الشیخ فجعل ھذہ من السنۃ واخرج بحدیث ام خالد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بثیاب فیھا قبیصۃ سوداء فقال من ترون اکسو ھذہ فسکت القوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ائتونی بام خالد قالت فاتی بی فالبسنیھا بیدہ وقال ابلی واخلقی قال المصنف انما البسھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکونھا صبیۃ وکان ابوھا خالد بن سعید بن العاص واھا ھیمنۃ بنت خلف قد ھاجرا الی ارض الحبشۃ فولدت لھما ھناک ام خالد واسمہ امۃ ثم قدموا فاکرمھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصغرسنھا فلا یصیر ھذا سنۃ وما کان من عادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البأس لناس ولا فعل ھذا احد من اصحابہ وتابعیھم ثم لیس من السنۃ عند الصوفیۃ ان یلبس الصغیر دون الکبیر ولا ان یکون الخرقۃ سوداء بل مرقعۃ او فوطۃ فھلا جعلوا السنۃ لبس الخرق السود کما فی حدیث ام خالد وذکر محمد بن طاھر فی کتابہ فقال باب السنۃ فیما شرط الشیخ علی المرید فی لبس المرقعۃ واخرج بحدیث عبادۃ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر قال المصنف فانظر الی ھذا الفقہ الدقیق واین اشتراط الشیخ علی المرید من اشتراط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواجب لطاعۃ علی البیعۃ الاسلامیۃ اللازمۃ

ترجمہ محمد بن طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندہا ہے جس میں شیخ کے ہاتہہ سے خرقہ پہننا سنت لکھا ہے اور اُسکو سنت گردانا ہے اور ام خالد رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی ہے۔ کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے آئے۔ اون میں ایک سیاہ کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا بتاؤ یہ کرتی میں کس کو پہناؤں۔ سب لوگ خاموش ہو رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔ مجھ کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے مجکو وہ کرتی پہنائی اور فرمایا پہنو اور پہاڑو مصنفؒ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو فقط اس لئے پہنایا تہا۔ کہ وہ اس وقت چار برس کی بچی تھیں ان کے باپ خالد بن سعید بن العاص تہے اور ماں ہیمنہ بنت خلف تھیں یہ دونوں حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے وہاں جاکر ام خالد پیدا ہوئیں ان کا نام امہ تھا جب حبشہ سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو پیار کیا کیونکہ وہ کم سن تہیں لہذا یہ طریقہ سنت نہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت لوگوں کو لباس پہنانیکی نہ تھی اور نہ صحابہ و تابعین نے ایسا کیا علاوہ ازیں صوفیہ کے نزدیک بڑے کو چھوڑ کر چھوٹے کو پہنانا سنت نہیں اور نہ سیاہ خرقہ ہونا سنت ہی بلکہ مرقعہ یا فوطہ سنت بتاتے ہیں ام خالد کی حدیث کے موافق انہوں نے سیاہ خرقے پہننا کیوں نہ سنت قرار دیا **محمد بن طاہر** نے اپنی کتاب میں ایک باب باندہا ہے جس میں شیخ کا مرید کے ساتہہ مرقعہ پہنانے میں شرط کرنا سنت لکھا ہے اور عبادہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر بیعت کی کہ تنگی و فراخی میں اطاعت و فرمانبرداری کرینگے **مصنفؒ** نے کہا اس باریک فقہ پر غور کرنا چاہیئے کہ کجا مرید کیساتہہ شیخ کا شرط کرنا اور کجا بیعت اسلام پر جو لازم اور واجب الاطاعۃ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط فرمانا

فصل واما البسہم المصبغات فانہا ان کانت زرقا فقد فاتتہم فضیلۃ البیاض وان کانت فوطا فہو ثوب شہرۃ وشہرتہ
اشہر من شہرۃ الازرق وان کانت مرقعۃ فہی اکثر شہرۃ وقد امر الشرع بالثیاب البیض ونہی عن لباس الشہرۃ فاما امرہ
بالثیاب البیض فعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا من ثیابکم البیض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا
موتاکم وعن سمرۃ بن جندب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البسوا الثیاب البیض فانہا اطہر واطیب کفنوا فیہا موتاکم
قال الترمذی ہذا حدیثان صحیحان وفی الباب عن ابن عمر قال وہذا الذی یستحبہ اہل العلم وقال احمد بن حنبل واسحاق
احب الثیاب الینا ان نکفن فیہا البیاض وقد ذکر محمد بن طاہر فی کتابہ فقال باب السنۃ فی لبسہم المصبغات واحتج
بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس حلۃ حمراء ودخل یوم الفتح وعلیہ عمامۃ سوداء وقال المصنف قلت ولا ینکر ان
رسول اللہ صلعم لبس ہذا ولا ان لبسہ جائز وقد روی انہ کان یعجبہ الحمرۃ وانما المسنون الذی
یامر بہ ویدوم علیہ وہم کانوا یلبسون الاسود والاحمر فاما الفوط والمرقع فانہ لباس شہرۃ فصل فاما النہی عن
لباس الشہرۃ وکراہیتہ فعن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لبس ثوب شہرۃ اعرض اللہ عنہ حتی یضعہ

الحمرۃ
دبر سمرہ

ترجمہ فصل باقی رہا صوفیہ کا رنگے کپڑے پہننا پس وہ اگر نیلے رنگ کے ہین تو ان لوگون سے سفید لباس کی فضیلت
فوت ہوتی ہے اور اگر سندی کپڑا یعنی فوطہ ہے تو وہ شہرت کا لباس ہے اور اس کی شہرت نیلے کپڑے سے زیادہ ہے۔ اور
اگر پیوند لگے یعنی مرقعے ہین تو یہ اور بھی شہرت مین بڑھکر ہین شریعت نے سفید کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے اور شہرت کے
لباس سے منع کیا ہے چنانچہ سفید کپڑے پہننے کی نسبت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تم سب کپڑون مین سفید کپڑا پہنا کرو۔ کیونکہ وہ سب کپڑون سے اچھا ہے اور اسی مین اپنے مرنے والے کو کفن دیا
کرو سمرہ بن جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ بہت پاک اور
عمدہ ہوتے ہین۔ اور ان ہی مین اپنے موتے کو کفنایا کرو ترمذی نے کہا یہ دونون حدیثین صحیح ہین اور ابن عمر سے بھی
اس باب مین مروی ہے نیز ترمذی نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک بھی مستحب ہے احمد بن حنبل اور اسحاق کا قول
ہے کہ ہمارے نزدیک کفن دینے کے لئے سفید کپڑا محبوب تر ہے محمد بن طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندھا ہے
جس مین رنگے کپڑے پہننا سنت نکلا ہے اور اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ حلہ
پہنا۔ اور فتح مکہ کے روز جب آپ تشریف لائے تو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے مصنف نے کہا اس بات کا انکار نہین کیا جاتا ہے۔ کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لباس پہنا ہے اور نہ اسکا انکار کیا جاتا ہے کہ اس کا پہننا جائز ہے خود آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ کو سرخ
رنگ خوش آتا تھا مسنون لباس تو فقط وہ ہے جس کا آپ حکم دیتے تھے اور جسپر مداومت فرماتے تھے یون تو صحابہ رضی اللہ عنہم
سیاہ و سرخ لباس پہنا کرتے تھے لیکن فوطہ اور مرقعے ہم ضرور کہین گے کہ شہرت کے لباس ہین فصل لباس شہرت کی کراہت و ممنوع ہونے
کے بارے مین ابوذر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنیگا جبتک اس کو نہ اوتاریگا اللہ تعالی اس سے روگردان رہیگا

وعن ابی هریرة وزید بن ثابت عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی عن الشهرتین فقیل یا رسول الله وما الشهرتان قال رقة الثیاب وغلظها ولینها وخشونتها وطولها وقصرها ولکن سدادا بین ذالک واقتصادا وعن ابن عمر قال من لبس ثوبا مشهورا اذله الله یوم القیمة قال المصنف وقد روی ان بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس ثوب شهرة البسه الله ثوب المذلة یوم القیامة وعن ابن عمر قال من لبس ثوب شهرة من الثیاب البسه الله ذلة وعن لیث عن شهر عن ابی الدرداء قال من رکب مشهورا من الدواب او لبس مشهورا من الثیاب اعرض الله عنه مادام علیه وان کان کریما قال المصنف وقد روینا ان ابن عمر رای علی ولده ثوبا قبیحا دونا فقال انما لبس هذا فان هذا ثوب شهرة وعن مقاتل ابن بریدة عن ابیه بریدة قال شهدت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فتح خیبر وکنت فیمن صعد الثنیة فقابلت حتی رای مکانی وایتت وعلی ثوبا احمر فما علمت انی رکبت فی الاسلام ذنبا اعظم منه للشهرة قال سفیان الثوری کانوا یکرهون الشهرتین الثیاب الجیاد اللتی تشتهر ویرفع الناس الیها ابصارهم و الثیاب الردیة اللتی یحتقر فیها یستذل وقال معمر عاتبت ایوب علی طول قمیصه فقال ان الشهرة فیما مضی کانت فی طوله وهی الیوم فی تشمیره

ترجمہ۔ ابوہریرہ اور زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شہرتون سے منع فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دو شہرتین کیا ہین ارشاد فرمایا کہ لباس کا پتلا اور گاڑھا ہونا نرم اور سخت ہونا۔ بڑا اور چھوٹا ہونا لیکن مان ان دونون کے درمیان راستی و میانہ روی اختیار کرو ابن عمر نے کہا جو شخص مشہور لباس پہنے گا قیامت کے دن خدا اسکو ذلیل کریگا مصنف نے کہا نیز ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنے گا قیامت کے دن اس کو اللہ تعالی ذلت کا لباس پہنائیگا ابن عمر نے کہا جو شہرت کا لباس پہنے گا خدا تعالی اُس کو ذلت پہنائیگا لیث نے شہر بن حوشب سے روایت کیا کہ ابو الدرداء نے کہا جو شخص مشہور چارپائے پر سوار ہوگا یا مشہور لباس پہنے گا جبتک وہ اس پر رہیگا اللہ تعالی اس سے اعراض رکھیگا خواہ وہ شخص اللہ تعالی کے نزدیک قابل اکرام ہی کیون نہ ہو مصنف نے کہا ہم روایت کر چکے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کوئی بُرا کم درجے کا لباس پہنے دیکھا فرمایا اس کو مت پہنو یہ شہرت کا کپڑا ہے مقاتل بن بریدہ نے کہا میرے باپ بریدہ کہتے ہین کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح خیبر مین موجود تھا اور ان لوگون مین تھا جو قلعہ پر چڑھ گئے تھے مین وہان چڑھکر ایسا سامنے کھڑا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح مجکو دیکھا اور وہان سے آیا۔ تو مین سرخ کپڑے پہنے ہوے تھا مین نہین جانتا کہ شہرت کے واسطے اسلام مین اس سے بڑھکر کوئی گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہو سفیان ثوری نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم دو شہرتون کو مکروہ جانتے تھے۔ ایک تو ایسے نفیس کپڑے جن کی وجہ سے مشہور ہو جاوے۔ اور لوگ اس کی طرف آنکھین اوٹھائین دوسرے ایسے ردی کپڑے جن سے حقیر ہو جائے اور ذلیل سمجھا جاے معمر نے کہا ایوب کا کرتا لمبا دیکھکر مینے ان پر ناراضی ظاہر کی کہنے لگے کہ سنو گذشتہ زمانے مین نیچا لباس رکھنا شہرت مین داخل تھا۔ مگر آجکل اونچا رکھنے مین شہرت ہے ۔

فصل قال المصنف ومن الصوفية من يلبس الصوف ويحتج بأن النبي صلى الله عليه وسلم لبس الصوف وبما روي في فضيلة لبس الصوف فاما لبس رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوف فقد كان يلبسه في بعض الاوقات لم يكن لبسه شهرة عند العرب واما ما يروى في فضل لبسه فمن الموضوعات التي لا يثبت منها شيء ولا يخلو لابس الصوف من احد امرين اما ان يكون متعمدا لبس الصوف ويجانسه من غليظ الثياب فلا يكره ذلك له لانه لا يشتهر به واما ان يكون مترفا لم يتعود فلا ينبغي له لبسه لوجهين احدهما انه يحمل بذلك على نفسه من لا يطيق ولا يجوز له ذلك والثاني انه يجمع بلبسه بين الشهرة واظهار الزهد وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لبس الصوف يجد الناس كلهم حقا على الله ان يكسوه ثوبا من جرب حتى تتساقط عروقه وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الارض لتعج الى ربها من الذين يلبسون الصوف رياء وعن خالد بن شوذب قال شهدت الحسن واتاه فرقد فاخذ الحسن بكسائه فمده اليه وقال يا فرقد ان البر ليس في هذا الكساء انما البر ما وقر في الصدور وصدقه العمل وعن ابي شداد الجاشعي قال سمعت الحسن وذكر عنده الذين يلبسون الصوف فقال ما لهم تفاقدوا ثلثا اكلوا الكبر في قلوبهم واظهروا التواضع في لباسهم والله ان احدهم اشد عجبا بكسائه من صاحب المطرف بمطرفه

ترجمہ فصل مصنفؒ نے کہا صوفیہ میں صوف کے پہننے والے بھی ہیں اور حجت لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور صوف پہننے کی فضیلت منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صوف پہننے کی نسبت اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات آپ صوف پہنتے تھے اور اہل عرب کے نزدیک اس کا پہننا کوئی شہرت میں داخل نہ تھا اور صوف پہننے کی فضیلت میں یہ لوگ جو کچھ روایت کرتے ہیں تمام موضوعات ہیں جن میں سے کچھ بھی ثابت نہیں اور صوف پہننے والے کی حالت دو میں سے ایک ضرور ہوگی یا تو وہ صوف اور اسکے مانند سخت کپڑے پہننے کا عادی ہے اوس کے لئے صوف پہننا مکروہ نہیں کیونکہ اس کے پہننے سے اسکی شہرت نہیں ہوتی اور یا عادی تو نہیں مگر تکلف اور اترانے کی راہ سے پہنتا ہے اسکے لئے دو وجہ سے جائز نہیں ایک ایک تو یہ کہ اپنے نفس کو تکلیف مالایطاق دیتا ہے جو اسکو ناجائز ہے دوسرے اسکے پہننے میں شہرت اور اظہار زہد دونوں پائے جاتے ہیں انسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں میں مشہور ہونے کے لئے صوف کا لباس پہنے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں ضرور خارش کا کپڑا پہنائیگا جس سے اس کی رگیں گر پڑینگی ابن عباسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ریا کی غرض سے صوف کا لباس پہنتے ہیں اون سے اللہ کے سامنے زمین فریاد کرتی ہے خالد بن شوذب نے کہا میں حسن کے پاس موجود تھا اتنے میں فرقد آئے حسن نے انکا کمبل پکڑ کر انکی طرف بڑھایا اور بولے کہ اے فرقد بیٹے اس کمبل میں کوئی بڑائی نہیں بلکہ اصلی بڑائی اعتقاد دل اور صدق عمل ہے ابو شداد مجاشعی نے کہا حسن کے سامنے صوف پہننے والوں کا تذکرہ آیا میں نے سنا کہ تین بار حسن بولے خدا کھوئے ان کمبختوں کو کیا ہوگیا اپنے دلوں میں تو کبر و غرور پوشیدہ رکھتے ہیں اور لباس میں عجز و تواضع ظاہر کرتے ہیں خدا کی قسم ان لوگوں کو اپنے لباس پر اس سے بھی زیادہ غرور ہے کہ دوشالی والا اپنی دوشالی پر ہو

وعن الحسن انه جاءه رجل من یلبس الصوف وعلیه جبة صوف وعمامة صوف ورداء صوف فجلس فوضع بصره فی الارض فجعل لا یرفع راسه فکان الحسن خال فیه العجب فقال الحسن ما ان قوما جعلوا کبرهم فی صدورهم شنعوا والله دینهم بهذا الصوف ثم قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یتعوذ من زی المنافقین قالوا یا سعید وما زی المنافقین قال خشوع اللباس لیس خشوع القلب قال ابن عقیل هذا کلام رجل قد عرف الناس ولم یغره اللباس ولقد رایت الواحد من هؤلاء یلبس جبة الصوف فاذا قال له قائل یا فلان ظهر منه ومن اکمامه الانکار فعلم ان الصوف قد عمل عند هؤلاء ما لا یعمله الدیباج عند الاوباش وعن ضمرة قال سمعت رجلا یقول قدم حماد بن ابی سلیمان البصرة فجاءه فرقد السبخی وعلیه ثوب صوف فقال له حماد ضع عنک اضر انیتک هذه فلقد رائینا ننتظر ابراهیم یعنی النخعی یخرج علینا وعلیه معصفرة وعن خالد ان ابا قلابة قال ایاکم واصحاب الکسیة وعن ابی خالد قال جاء عبد الکریم ابو امیة الی ابی العالیة وعلیه ثیاب صوف فقال له ابو العالیة انما هذه ثیاب الرهبان ان کان المسلمون اذا زاروا لبسوها وعن الفضیل یقول تزینت لهم بالصوف فلم ترهم یرفعون بک رأسا تزینت لهم بالقرآن فلم ترهم یرفعون بک راسا تزینت لهم بشیء بعد شیء کل ذلک انما هو لحب الدنیا وعن ابی سلیمان قال یلبس احدهم عباءة بثلاثة دراهم او نصف

ترجمہ حسن کے پاس ایک آدمی صوف پہننے والوں میں سے آیا جو صوف کا جبہ پہنے تھا اور صوف کا عمامہ باندھے تھا اور صوف کی چادر اوڑھے تھا۔ آکر بیٹھا اور زمین کی طرف اپنی نگاہ کرلی اور ذرا اوپر سر نہ اوٹھایا شاید حسن کو اس کی یہ حرکت مغرورانہ معلوم ہوی کہنے لگے ایسے بھی لوگ ہیں جو کبر و غرور اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم اونہوں نے اپنے دین کو قابل تشنیع بنالیا پھر بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی ہیئت سے پناہ مانگا کرتے تھے لوگوں نے پوچھا اے ابو سعید منافقوں کی ہیئت کیا ہے جواب دیا لباس سے خشوع ظاہر کرنا اور دل میں خشوع نہ ہونا ابن عقیل کہتے ہیں کہ یہ کلام ایسے شخص کا ہے جو لوگوں کو خوب پہچانتا ہے اور لباس سے دھوکا نہیں کھاتا خود میں نے انہیں لوگوں سے ایک کو دیکھا ہے جو صوف کا جبہ پہنے ہوے تھا اگر کوئی اسکو یوں کہکر پکارتا تھا کہ اے فلاں کے باپ تو وہ اور اس کے ساتھی برا مانتے تھے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے نزدیک صوف وہ عمل کرتا ہے جو اوباش کے نزدیک دیباج بھی نہیں کرتا ضمرہ نے کہا مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حماد بن ابی سلیمان بصرہ میں داخل ہوئے ان کے پاس فرقد سبخی صوف کا کپڑا پہنے ہوے آئے حماد انسے بولے اپنے اوپر سے یہ اپنی نصرانیت اوتار ڈالو ہمنے دیکھا ہے کہ ہم ابراہیم نخعی کا انتظار کیا کرتے تھے وہ نکلتے تھے اور زعفرانی لباس پہنے ہوتے تھے خالد سے مروی ہے کہ ابو قلابہ نے کہا تم صوف کے لباس والوں سے بچتے رہو ابو خالد کہتے ہیں کہ عبد الکریم ابو امیہ صوف کا لباس پہنے ہوئے ابو العالیہ کے پاس گئے ابو العالیہ انسے بولے کہ یہ راہبوں کی پوشاک ہے مسلمانوں کا تو یہ قاعدہ تھا کہ جب کہیں جانے آتے تھے تو آرایش کرتے تھے فضیل نے کہا تم لوگوں کے لیے صوف پہنکر آرایش کرو تو تمہارے سامنے سر نہ اوٹھائینگے اور قرآن شریف سے آراستہ ہو تو تمہارے آگے سر اونچا نکرینگے اسیطرح ایک چیز چھوڑکر دوسری چیز سے زینت اختیار کرو یہ سب دنیا کی محبت کے لیے ہے ابو سلیمان نے کہا بعض لوگ سارہے تین درم کی عبا پہنتے ہیں ؛

فصل قال المصنف وقد کان فی الصوفیۃ من یلبس الثیاب المرتفعۃ کما اخبرنا عن ابی العباس بن عطاء قال کان یلبس المرتفع من البزکا الزیبقی ونسیج نسیج اللؤلؤ ویؤثر ما طال قال المصنف قلت وھذا فی الشھرۃ کالمرقعات وانما ینبغی ان یکون ثیاب اھل الخیر وسطا فانظر الی الشیطان کیف یتلاعب بھؤلاء بین طرفی نقیض فصل قال المصنف وقد کان فی الصوفیۃ من اذا لبس ثوبا خرق بعضہ وربما افسد الثوب الرفیع القدر وعن عیسی ابن علی الوزیر یقول کان ابن مجاھد یوما عندی فقیل لہ الشبلی یدخل فقال ابن مجاھد ساسکتہ السکتۃ بین یدیک وکان من عادۃ الشبلی اذا لبس شیئا خرق فیہ موضعا فلما جلس قال لہ ابن مجاھد یا ابابکر ان فی العلم فسادا ما ینتفع بہ فقال الشبلی ان فی العلم فطفق مسحا بالسوق والاعناق قال فسکت ابن مجاھد فقال لہ ابی اردت ان تسکتہ فاسکتک ثم قال لہ قد اجمع الناس انک مقرئ الوقت این فی القرآن ان الحبیب لا یعذب حبیبہ قال فسکت ابن مجاھد فقال لہ ابی قل یا ابابکر قولہ تعالی وقالت الیھود والنصری نحن ابناء اللہ واحباؤہ قل فلم یعذبکم فقال ابن مجاھد کانی ما سمعتھا قط قال المصنف قلت ھذہ الحکایۃ انما مرتاب بصحتھا لان الحسن بن غالب کان لا یوثق بہ

ترجمہ فصل مصنف نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی گذرے ہین جو اعلی درجہ کا لباس پہنتے تھے چنانچہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ابو العباس بہت اعلی درجہ کا کپڑا پہنا کرتے تھے مثلاً زیبقی اور لولو نامی شخص کا بنا ہوا کپڑا اور بہت نیچا لباس پسند کرتے تھے مصنف نے کہا اس مین بھی مرقعون کی طرح شہرت ہے نیک لوگون کے لباس تو اوسط درجے کے ہونے چاہئین غور کرنا چاہیئے کہ شیطان ان لوگون کے ساتھ دونون مخالف طریقون سے کس طرح کھیل کرتا ہے فصل مصنف نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہین کہ جب کوئی کپڑا پہنتے ہین تو اُس کا کچھ حصہ پھاڑ ڈالتے ہین اکثر اوقات اعلی درجہ کے لباس کو خراب کر دیتے ہین عیسی بن علی وزیر کہتے ہین ایک روز ابن مجاہد میرے باپ کے پاس تھے کسی نے شبلی کے اندر آنے کی خبر دی ابن مجاہد بولے کہ مین تمہارے سامنے اسی گھڑی شبلی کو ساکت کر دونگا شبلی کی عادت یہ تھی کہ جب کچھ پہنتے تھے تو اس کو کسی مقام سے چاک کر ڈالتے تھے جیسے ہی شبلی آکر بیٹھے ابن مجاہد نے اُن سے کہا اے ابوبکر یہ کونسے علم کی بات ہے کہ جس سے نفع اوٹھائین اُس کو خراب کرین شبلی نے جواب دیا یہ کونسے علم کی بات ہے فطفق مسحا بالسوق والاعناق یعنی حضرت سلیمان گھوڑون کی پنڈلیان اور گردنین کاٹنے لگے یہ سن کر ابن مجاہد خاموش ہو رہے میرے باپ اُن سے بولے تم شبلی کو ساکت کرنا چاہتے تھے انہون نے اولٹا تم کو ساکت کر دیا پھر شبلی نے اُن سے کہا سب لوگ اتفاق کرتے ہین کہ تم قاری وقت ہو بھلا یہ تو بتاؤ قرآن شریف مین کس جگہ ہے کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا ابن مجاہد چپ ہو رہے میرے باپ کہنے لگے اے ابوبکر آپ ہی بتائیے جواب دیا قولہ تعالی قالت الیھود والنصری نحن ابناء اللہ واحباءہ قل فلم یعذبکم یعنی یہود و نصاری کہتے ہین کہ ہم خدا کے بیٹے اور اُس کے حبیب ہین اے محمد آپ ان سے پوچھئے تو سہی کہ پھر تم کو خدا تعالی عذاب کیون کرتا ہے یہ سنکر ابن مجاہد بولے کہ مین نے کیا کبھی اس آیت کو سنا ہی نہین تھا مصنف نے کہا مجھکو اس حکایت کے صحیح ہونے مین شک ہے کیونکہ اس کے راویون مین حسن بن غالب غیر موثوق ہے ۔

وعن ابی بکر الخطیب قال ادعی الحسن ابن غالب اشیاء تبین فیها کذبه واختلافا فان کانت صحیحة فقد بانه عن قلة فهم الشبلی حین احتج بهذه الآیة وقلة فهم ابن مجاهد حین سکت عن جوابه وذلک ان قوله فطفق مسحا بالسوق والاعناق لیس بافساد لانه لا یجوز ان ینسب الی نبی معصوم ما یفعل الفساق والمفسرون قد اختلفوا فی معنی الآیة فمنهم من قال مسح علی اعناقها وسوقها وقال انت فی سبیل الله فهذا اصلاح ومنهم من قال عقرها وذبح الخیل واکل لحمها جائز فما فعل شیئا فیه جناح فاما افساد ثوب صحیح لغرض صحیح فانه لا یجوز ومن الجائز ان یکون فی شریعة سلیمان جواز ما فعل ولا یکون فی شرعنا وعن ابی عبد الله احمد بن عطاء قال کان مذهب ابی علی الرودباری تخریق الکاسه وتفتیق قمیصه قال فکان یخرق الثوب المثمن فیرتدی بنصفه ویاتزر بنصفه حتی انه دخل الحمام یوما وعلیه ثوب قیمته لم یکن مع اصحابه ما یاتزرون به فقطعه علی عددهم فاتزروا به وتقدم الیهم ان یدفعوا الخرق اذا خرجوا من الحمام قال ابن عطاء قال لی ابو سعید الکارزونی کنت معه فی هذا الیوم کان الرداء الذی قطعه یقوم نحو ثلثین دینارا قال المصنف ونظیر هذا التفریط عن ابی الحسن البوشنجی یقول کانت عندی قطعة طلبت بمائة درهم

ترجمہ ابوبکر خطیب کہتے ہین کہ حسن ابن غالب نے ایسی چیزکا دعوی کیا ہے جن سے اُن کی دروغ گوئی اور خلاف ورزی ظاہر ہے اچھا اگر یہ قصہ صحیح بھی ہو تو اس سے شبلی کی کم فہمی ظاہر ہوتی ہے جو اُس آیت سے حجت پکڑی اور ابن مجاہد کی کم فہمی ہے جو اُس کے جواب سے خاموش ہو رہے جواب یہ تھا کہ آیہ فطفق مسحا بالسوق والاعناق مین اچھی چیز کا خراب کر ڈالنا نہین ہے کیونکہ نبی معصوم کی طرف فاسد کر ڈالنے کو منسوب کرنا جائز نہین اور آیت کے معنون مین مفسرون کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ گھوڑون کی گردنون اور پنڈلیون پر مسح کیا یعنی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تم خدا کی راہ مین ہو از معنون کے لحاظ سے تو یہ اصلاح ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ اُنکی کونچین کاٹ ڈالین اور گھوڑون کا ذبح کرنا اور اُن کا گوشت کھانا جائز ہے لہذا حضرت سلیمان نے کوئی فعل ایسا نہ کیا جس مین گناہ ہو لیکن اچھے خاصے کپڑے کو بلا کسی غرض صحیح کے خراب کر ڈالنا ہرگز جائز نہین اور ممکن ہے کہ جو کچھ حضرت سلیمان نے کیا ان کی شریعت مین اُس کا جواز ہو اور ہماری شرع مین نہ ہو ابوعبد اللہ احمد بن عطا کہتے ہین ابوعلی رودباری کا مذہب تھا کہ اپنی آستین پھاڑ ڈالتے تھے اور کرتے کو چاک کر لیتے تھے اُن کا قاعدہ تھا کہ گران قیمت کپڑے کو پھاڑ کر آدھا اوڑھ لیتے تھے اور آدھا باندھ لیتے تھے حتی کہ ایک روز حمام کو گئے اور ایک لباس پہنے ہوے تھے ان کے ساتھیون کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جس کو باندھین انہون نے اپنے اصحاب کے خمار پر اس لباس کے ٹکڑے کیے سب نے ایک ایک ٹکڑا باندھا اور پیشتر ان سے یہ کہدیا گیا تھا کہ جب باہر نکلین تو وہ ٹکڑے حمام والے کو دے دین۔ ابن عطا نے کہا۔ کہ مجھ سے ابوسعید کارزونی نے بیان کیا۔ کہ مین اُس روز ابوعلی کے ہمراہ تھا جس کے انہون نے ٹکڑے کیے تھے تیس دینار قیمت کی تھی مصنف نے کہا اسی قسم کی تفریط ابوالحسن بوشنجی سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ میرے پاس ایک کبک تھا جو مین نے سو درہم مین لیا تھا +

فقال علیؓ عاصما فلما حضر بشر فی وجهه وقال اتری الله احل لك الدنیا وهو یکره اخذك منها وانت
الله اهون علی الله من ذلك فوالله لا بد لك نعم الله بالفعال احب الیه من بذالك ایاها بالمقال فقال
یا امیر المؤمنین انی اراك تؤثر لباس الخشن واکل الخشن فتنفسل لصعدائه ثم قال ویحك یا عاصم ان الله افترض
علی ائمة العدل ان یقدروا انفسهم بالعوام لئلا یتبیغ بالفقیر فقس قال ابو بکر الانباری المخمص یزید
یعلو یقال تبیغ به الدم اذا زاد وجاوز الحد فصل قال المصنف فان قال قائل تهویدك اللباس
هوی للنفس وقد امرنا بمجاهدتها وتزیین الخلق وقد امرنا ان یکون افعالنا لله لا للخلق فالجواب انه
لیس کما تهویه النفس بنیم ولا کل التزین للناس یکره وانما ینهی عن ذلك اذا کان الشرع قد نهی عنه وکان
علی وجه الریاء فی باب الدین فان الانسان یحب ان یری جمیلا وذلك حظ النفس لا یلام فیه ولهذا
یسرح شعره وینظر فی المرآة ویلبس بطانة الثوب الخشنة الی داخل وظهارته الحسنة الی خارج
ولیس فی شئ من هذا ما یکره ولا یذم وعن عائشة قالت کان نفر
من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ینتظرونه علی الباب فخرج یریدهم وفی الدار

ترجمہ حضرت علی نے حکم دیا کہ عاصم کو میرے پاس لاؤ جب عاصم آئے تو حضرت علی خندہ پیشانی سے اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
تم جانتے ہو کہ اللہ تعالے نے تمہاری لئے دنیا کو حلال کر دیا اور تم سے دنیا کا بھین لینا نہین چاہتا اور خدا کی قسم کہ تم اللہ تعالی کے نزدیک
اس سے بھی ذلیل تر ہو واللہ اگر تم اس کی نعمتون کا اظہار فعل کی راہ سے کرو تو میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ قول کی
راہ سے نعمت آلہی کا اظہار کرو عاصم نے کہا یا امیر المؤمنین مین دیکھتا ہون کہ آپ موٹا کپڑا پہنتے ہین اور موٹا اناج کھاتے ہین حضرت علی نے
ٹھنڈی سانس بھری پھر فرمایا اے عاصم والے ہو تجھ پر اللہ تعالی نے انصاف کرنیوالے اماموں پر فرض کر دیا ہے کہ اپنے آپکو
عوام کے ساتھ اندازہ کرین تاکہ افلاس والے کے افلاس تابع نہو ابو بکر الانباری نے کہا اس آخری فقرے کے معنی یہ ہین کہ
فقر و افلاس بہت زیادہ نہ بڑہجاے محاورہ ہے کہ فلان شخص کے مذمت تابع ہے یعنی اُس کی مذمت زیادہ سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے
مصنف نے کہا اگر کوئی یون کہے کہ نفیس لباس پہننا خواہش نفسانی ہے اور ہم کو حکم ہے کہ نفس کو سخت مین ڈالین اور زینت و آرائش
مخلوق کے لئے نہون بلکہ خدا کے واسطے ہون جواب یہ ہے کہ ہر چیز جس کی نفس خواہش کرے وہ مذموم نہین اور ہر آرائش جو لوگون
کے لئے ہو وہ مکروہ نہین اس سے اسی وقت منع کیا جاے گا جب شریعت مین اس کی ممانعت ہو یا دین کے بارے مین ریا کی
صورت نکل آوے ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت معلوم ہوا کرے یہ ایسی خواہش نفسانی ہے جس پر ملامت نہین کر سکتے
اس لئے وہ بالون مین کنگھا کرتا ہے اور آئینہ مین منہ دیکھتا ہے اور عمامہ برابر کر کے باندھتا ہے اور لباس کا استر اندر ہونیکی وجہ سے موٹا
اور ابرہ اوپر ہونے کے سبب سے عمدہ رکھتا ہے ان مین کوئی ایسی شئی نہین جو مکروہ اور مذموم ہو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا صحابہ
کی ایک جماعت دروازہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتظار مین تھی آپ اُن کے پاس جانے کو اُٹھے ۔ گھر مین

رکوة فیها ماء فجعل ینظر فی الماء وکیسی شعره ولحیته فقلت یا رسول الله وانت تفعل لهذا قال نعم اذا خرج الرجل
الی اخوانه فلیهیئ من نفسه فان الله جمیل یحب الجمال **وعن** عائشة من طریق اخر قالت خرج رسول الله صلی الله
علیه وسلم فمر برکوة لنا فیها ماء فنظر الی ظلمه فیها ثم سوی لحیته ورأسه ثم مضی قلما جیع قلت یا رسول الله
تفعل هذا قال واي شئ فعلت نظرت فی ظل الماء فهیأت من لحیتی ورأسی ان الله یأمر یفعل الرجل المسلم اذا
خرج الی اخوانه یهیئ من نفسه **قال المصنف** فان قیل فما وجه ما رویتم عن سری السقطی انه قال لو ان
یا نسان یدخل علی فعلت کذا بلحیتی وامر بیده علی لحیته کانه یرید ان یسویها من اجل دخول الداخل علیه لخشیت
ان یعذبنی الله علی ذلک یا لنا فالجواب ان هذا محمول علی انه کان یقصد بذلک الریاء فی باب الدین من اظهار التخشع وغیره
قلنا اذا اقصد تحسین صورته لئلا یری منه ما لا یستحسن فان ذلک غیر مذموم فی اعتقد کل مومن فما عرف لریاء ولا ذم المومن وعن
ابن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر فقال رجل ان احدنا یحب ان یکون ثوبه حسنا ونعله حسنا قال
ان الله جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس رواه مسلم وسعنا الکبر من بطر الحق وغمط الناس یعنی ازدراء والاحتقار

ترجمہ ایک ناند تھی جس مین پانی بھرا تھا اس مین آپ دیکھ دیکھ کر سر کے بال اور ریش مبارک درست فرمانے لگے مینے عرض کیا یا
رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہین فرمایا ہان جب آدمی اپنے بھائیون کے سامنے جاے تو اپنے آپ کو درست کر لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالے
جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے عایشہ رضی اللہ عنہا سے دوسرے طور پر مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے
جانے کے لیے اٹھے ایک ناند آپ نے دیکھی جس مین پانی تھا اس مین اپنا عکس مبارک دیکھا پھر ریش اقدس اور سر اطہر کو درست
کیا اور باہر تشریف لے گئے جب واپس آئے تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہین فرمایا ہان کیا فقط اتنا ہی تو کرتا ہے
کہ پانی مین اپنا عکس دیکھا اور اپنی ڈاڑھی اور سر کے بال درست کیے اس مین کوئی حرج نہین مسلمان آدمی ایسا کیا ہی کرتا ہے کہ جب
اپنے بھائیون سے ملنے کو جاتا ہے تو اپنے آپ کو درست کر لیتا ہے **مصنف** نے کہا اگر کوئی کہے اس کی کیا وجہ کہ تم نے سری سقطی سے
روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا اگر مین کسی آدمی کی اپنے پاس آتے ہوے آہٹ پاؤن اور اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرون تو مینے اس
آنے والے کے سبب سے ڈاڑھی درست کرون تو ڈرتا ہون کہ خدا تعالی مجھکو اس حرکت پر دوزخ مین عذاب کرے جواب یہ ہے کہ یہ قول
اس پر محمول ہے کہ سری کی مراد دین کے باب مین خشوع وغیرہ کا اظہار کر کے ریاکاری کا مرتکب ہونا ہے ہم کہتے ہین جبکہ اپنی صورت اچھی
بنانا مقصود ہو تاکہ کوئی نازیبا چیز نظر نہ آوے تو ایسا کرنا کچھ مذموم نہین جو شخص اس کو مذموم یقین کرے وہ دنیا کو نہین جانتا اور
مذموم کے معنی نہین سمجھتا ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل مین ایک ذرہ برابر
غرور ہوگا وہ بہشت مین نہ جاویگا ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مین بھی ایک پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو تا نعلین بصورت
ہموار ہو فرمایا اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے غرور تو اس کو کہتے ہین کہ حق بات سے سرکشی کرے اور
لوگون کو حقیر سمجھے یہ حدیث فقط صحیح مسلم مین ہے اور معنی یہ ہین حق سے گردنکشی کرنا اور لوگون کو حقیر سمجھنا غرور کا باعث ہے

لو اشتریتها الیوم للجمعة والوفود اذا قدموا علیك فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما یلبس هذه من لا خلاق له فی الآخرة فما انکر علیه ذکر انجمها وانما وانکر علیه لکونها حریرا قال المصنف وقد ذکرنا عن ابی العالیة انهم قال کان المسلمون اذا تزاوروا تجملوا وعن محمد قال کان المهاجرون والانصار یلبسون لباسا مرتفعا وقد اشتری تمیم الداری حلة بالف ولکنه کان یصلی فیها وعن محمد بن سیرین ان تمیما الداری اشتری حلة بالف درهم فکان یقوم فیها باللیل الی الصلوٰة وعن ثابت ان تمیما الداری کانت حلة قد ابتاعها بالف کان یلبسها اللیلة التی یرجی فیها لیلة القدر وعن ابن سیرین ان تمیما الداری اشتری ردآء بالف فکان یصلی باصحابه فیه وکان الحسن البصری یلبس الثیاب الجیاد فقال کلثوم بن جوشن خرج الحسن وعلیه جبة ثمینة ورداء ثمینة فنظر الیه فرقد فقال یا استاذ ینبغی لمثلك ان یکون هکذا فقال الحسن یا بن ام فرقد ما علمت ان اکثر اصحاب النار اصحاب الاکسیة وکان مالك بن انس یلبس الثیاب العدنیة الجیاد وکان ثوب احمد بن حنبل یشتری بنحو الدینار وقد کانوا یؤثرون الیذاذ قال الحسن انما للبسوا خلقان الثیاب فی بیوتهم فاذا خرجوا تجملوا ولبسوا مما لا یشتهون به من الدون ولا من الاعلی

ترجمہ کہ اگر آپ جمعہ کے لیئے اور باہر سے آنے والوں کے لیے یہ حلہ خرید فرمالیتے تو بہتر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لباس وہ لوگ پہنتے ہین جن کا آخرت مین کچھ حصہ نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر پر اُس حلہ سے آرایش کرنے کا انکار نہین فرمایا بلکہ بوجہ اُس کے ریشمی ہونے کے انکار فرمایا مصنف رح نے کہا ہم ابو العالیہ سے روایت کرچکے کہ اُنہون نے کہا مسلمانون کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کہین آتے جاتے تھے تو زیب و زینت کرتے تھے محمد نے کہا کہ مہاجرین اور انصار اونچے درجے کا لباس پہنا کرتے تھے تمیم الداری نے ایک حلہ ہزار درم کو خریدا تھا لیکن اس سے نماز پڑھا کرتے تھے محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ تمیم داری نے ایک حلہ ہزار درم کو مول لیا اُس کو پہنکر نماز ادا کیا کرتے تھے ثابت نے کہا کہ تمیم داری کے پاس ایک حلہ تھا جو انہون نے ہزار درم مین خریدا تھا اُس کو اُس رات پہنا کرتے تھے جس مین شب قدر کی امید کیجاتی ہے ابن سیرین نے کہا تمیم داری نے ایک چادر ہزار درم کو مول لی اُس کو اوڑھکر اپنے ساتھیون کو نماز پڑھایا کرتے تھے مصنف رح نے کہا کہ ابن مسعود بہت نفیس لباس پہنا کرتے تھے اور بہت عمدہ خوشبو لگایا کرتے تھے حسن بصری اعلی درجہ کی پوشاک پہنا کرتے تھے کلثوم بن جوشن کہتے ہین کہ ایک بار حسن بصری ایک قیمتی جبہ پہنے ہوئے اور ایک گران بہا چادر اوڑھے ہوئے باہر نکلے اُن کو فرقد نے دیکھا اور بولے اے استاد کیا آپ کا لباس ایسا ہونا چاہیئے حسن نے جواب دیا اے ابن ام فرقد کیا تم نہین جانتے کہ اکثر اہل دوزخ وہ ہین جو صوف کا لباس پہنتے ہین مالک بن انس نفیس کپڑے عدن کے پہنا کرتے تھے احمد بن حنبل کا کپڑا قریب قریب ایک دینار مین خریدا جاتا تھا غرضکہ سلف پہلے پرانے حال کو ایک حد تک اختیار کرتے تھے اور پرانے کپڑے صرف اپنے گھرون مین پہنتے تھے جب باہر نکلتے تو زیب اور زینت کرتے تھے۔ اور ایسا لباس پہنتے تھے جس کے ادنی یا اعلی ہونے کی خواہش اُن کو نہ ہوتی تھی ✦

وقال المصنف قلت وقد کان ابن مسعود ممن یجد الناس ثوبا واطیبه ریحا

وعن عیسی بن حازم قال کان لباس ابراهیم بن ادهم کتانا قطنا فروا لم ار علیه ثیاب صوف
لا ثیاب شهرة وعن محمد بن ریان قال رای علی ذوالنون خفا احمر فقال انزع هذا یا بنی فانه شهرة
ما لبسه رسول الله صلی الله علیه وسلم انما لبس رسول الله صلی الله علیه وسلم خفین اسودین ساذجین
وعن الربیع بن یونس قال قال ابو جعفر المنصور المغربی القاح خیر من الزی الفاضح فصل قال المصنف
واعلم ان اللباس الذی یزری بصاحبه یتضمن اظهار الزهد واظهار الفقر وکانه لسان الشکوی من الله تعالی
ویوجب احتقار اللابس وکل ذلک مکروه منهی عنه وعن الاحوص عن ابیه قال اتیت رسول الله صلی الله
علیه وسلم وانا قشف الهیئة فقال هل لک مال قلت نعم قال من ای مال قلت من کل المال قد اتانی الله عز وجل
من الابل والخیل والرقیق والغنم قال فاذا اتاک الله عز وجل مالا فلیر ترعلیک وعن جابر قال اتانا رسول الله صلی الله علیه وسلم
زائرا فی منزلی فرای رجلا شعثا فقال اما کان یجد هذا ما یسکن رأسه ثم رأی رجلا علیه ثیاب وسخة فقال اما
کان یجد هذا ما یغسل به ثیابه وعن ابی عبیدة معمر بن المثنی قال مضی علی بن ابی طالب کرم الله وجهه الی الربیع بن زیاد یعوده
فقاله یا یزید المؤمنین اشکو الیک عاصما اخی قال ما شانه قال ترک الملذ ولبس العباء فغم اهله وحزن ولده

ترجمہ عیسے بن حازم نے کہا ابراہیم بن ادہم کا لباس کتان روئی پوستین تھا میںنے ان کو کبھی صوف اور شہرت کا کپڑا پہنے ہوے
نہیں دیکھا محمد بن ریان کہتے ہیں کہ میرے پاؤں میں ذوالنون نے سرخ موزہ دیکھا کہنے لگے بیٹا اسکو اتار ڈال اس میں شہرت ہے +
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں پہنا آپ نے تو صرف دو موزے سادے سیاہ رنگ کے پہنے ہیں ربیع بن یونس کہتے
ہیں کہ ابو جعفر منصور نے کہا طعن کے قابل ہیئت رسوا کرنے والی ہیئت سے بہتر ہے فصل مصنف نے کہا جاننا چاہیئے کہ جو لباس صاحب
لباس کے لئے عیب ناک ہے وہ ہے جس میں زہد اور افلاس کا اظہار پایا جائے ایسا لباس گویا خدا سے شکایت کرنے کی زبان اور
پہننے والے کی حقارت کا سبب ہے اور یہ سب مکروہ و ممنوع ہے احوص نے بیان کیا کہ میرے باپ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری ہیئت بوسیدہ تھی آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے میںنے عرض کیا ہاں دریافت فرمایا
کس قسم کا مال ہے میںنے عرض کیا ہر قسم کا مال ہے مجکو اللہ تعالے نے اونٹ گھوڑے غلام بکریاں سب کچھ دیا ہے فرمایا جب
تم کو اللہ تعالے نے مال عطا کیا ہے تو اپنے آپ کو تو نگر ظاہر کرو جابر نے کہا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر
ہم سے ملنے کو تشریف لائے ایک آدمی کے بال پریشان دیکھے فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بال درست
کرلے پھر ایک اور آدمی کو میلے کپڑے پہنے ہوے دیکھا فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دھوے ابو عبیدہ
معمر بن مثنی کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ایک مرتبہ ربیع بن زیاد کی عیادت کو گئے ربیع نے کہا یا امیر المؤمنین میں
آپ سے اپنے بھائی عاصم کی شکایت کرتا ہوں دریافت فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اس نے چھوڑ
دیا اور عبا پہن لی جس کی وجہ سے اس کی بی بی اور بال بچے غمناک اندوہگین ہیں + + +

فضل لیلۃ فرجیان فقلت للوالدۃ عندک شیٔ لغیتی قالت لا الا الخبز فذبحت القحۃ وقدمتہا الیہما
قال المصنف قلت قد کان یمکنہ ان یستقرض ثم یبیعہا ویعطی فلقد فرّط وعن ابی عبد الرحمن السلمی
قال سمعت جدی یقول دخل ابو الحسین الورّاق البغدادی الرقی وکان یحتاج الی لفاف لرجلہ فدفع الیہ رجل
منديلا زیبقیا فشقہ بنصفین ولفہ فقیل لہ لمعتہ واشتریت بہ لفافا وانفقت الباقی فقال انا لا نخون
المذہب قال المصنف وقد کان احمد الغزالی ببغداد فخرج الی المحول فوقف علی الکورۃ تأن فرمی طیلسانہ
علیہا فدارت فقطع الطیلسان قال المصنف قلت فانظر الی ہذا الجہل والتفریط والبعد عن العلم فانہ
صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہی عن اضاعۃ المال ولو ان رجلا قطع دینارا صحیحا وانفقہ
کان عند الفقہاء مفرّطا فکیف بہذا التبذیر المحرم ونظیر ہذا
تمزیقہم الثیاب المطروحۃ عند الوجد علی ما سیأتی ذکرہ انشاء
اللہ تعالی ثم یدعون ہذہ حالۃ ولا خیر فی حالۃ تخالف الشرع
افتراہم عبید نفوسہم امروا ان یعملوا بآرائہم ولان کانوا عرفوا انہم کانوا یخالفون

ترجمہ ایک رات میرے یہاں دو مسافر آئے میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ تمہارے پاس میرے مہمانوں کے لیے کچھ ہے وہ کہنے لگیں کچھ نہیں صرف روٹی ہے میں نے اُس کیلئے کو حلال کیا اور ان کے پاس لے گیا مصنفؒ نے کہا ابو الحسن کے لئے یہ بھی تو ممکن تھا کہ قرض لے لیتے پھر کیلئے کو بیچ کر ادا کر دیتے غرض انہوں نے تفریط کی ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا میں نے اپنے باپ سے سُنا بیان کرتے تھے کہ ابو الحسین بغدادی ایک بار سے رمن داخل ہوئے اُن کو اپنے پاؤں پر پٹی باندھنے کی ضرورت ہوا کرتی تھی ایک آدمی نے ان کو ریشمی رومال دیا انہوں نے رومال کے دو ٹکڑے کئے اور پٹی باندھی کسی نے کہا اگر آپ رومال کو بیچ کر پٹی خرید لیتے اور باقی قیمت کو خیرات کر دیتے تو بہتر تھا جواب دیا کہ میں مذہب میں خیانت نہیں کرتا مصنفؒ نے کہا احمد غزالی بغداد میں تھے ایک بار چرخی دار کنوئیں پر گذرے اور ایک چرخی پر جو چل رہی تھی اور جس میں سے آواز نکلتی تھی کھڑے ہو گئے وجد میں آگر اپنی طیلسان کی چادر اُس پر پھینک دی چرخی نے چکر کھایا چادر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی مصنفؒ نے کہا اس جہالت اور تفریط اور بیعلمی پر غور کرنا چاہیئے۔ صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا اور اگر کوئی آدمی درست دینار کو کاٹ کر خرچ میں لاوے فقہا کے نزدیک تفریط کرنے والا ٹھیرے گا بھلا پھر اس فضول خرچی کا کیا ٹھکانا ہے جو بالکل حرام ہے اسی قسم سے صوفیہ کا ان کپڑوں کو چاک کرنا ہے جو وجد کی حالت میں پھینکے جاتے ہیں چنانچہ انشاء اللہ اس کا ذکر آئیگا طرفہ یہ ہے کہ صوفیہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ ایک حالت ہے حالانکہ جو حالت شریعت کے خلاف ہو اس میں خیر نہیں تم دیکھتے ہو کہ یہ اپنے نفسوں کے بندے ہیں یا اُن کو حکم ملا ہے کہ اپنی اپنی رائے پر عمل کریں یہ لوگ اگر اسقدر پہچانتے ہیں کہ اس فعل میں وہ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور پھر بھی ایسا کرتے ہیں تو کمال سرکش ہیں اور اگر اس قدر نہیں جانتے تو سخت جاہل ہیں عبد اللہ رازی کے

یقول لما تغیر الحال علی ابی عثمان وقت وفاته مزق ابنه ابوبکر قمیصا کان علیه فقتح ابوعثمان عینه وقال یا بنی خلاف السنة فی الظاهر من ریاء باطن فی القلب فصل قال المصنف وفی الصوفیة من یبالغ فی تقصیر ثوبه وذلک شهرة ایضا کما روی عن العلاء عن ابیه انه سمع ابا سعید سئل عن الازار فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ازار المسلم الی نصف الساقین لاجناح او لاحرج علیه وما بینه وما بین الکعبین ما کان اسفل من ذلک فهو فی النار وعن ابراهیم بن سعید الجوهری قال کتب الی عبد الرزاق عن معمر قال کان فی قمیص ایوب بعض التذییل فقال الشهرة الیوم فی التشهیر وقد روی اسحاق بن ابراهیم بن هانی قال دخلت یوما علی ابی عبد الله احمد بن حنبل وعلیه قمیص قصیر اسفل من الرکبة وفوق الساق فقال ای شئ هذا والکرة وقال هذا بدعة لاینبغی فصل قال المصنف وقد کان فی الصوفیة من یجعل علی رأسه خرقة مکان العمامة وهذا ایضا شهرة لانه علی خلاف لباس اهل الشرع کل ما فیه شهرة فهو مکروه وعن بشر بن الحارث ان ابن المبارک دخل المسجد یوم جمعة وعلیه قلنسوة فرأی الناس لیس علیهم قلانس فاخذها فوضعها فی اکوة فصل قال المصنف کان فی الصوفیة من استکثر من الثیاب وسوسة فیجعل للخلاء ثوبا وللصلوة ثوبا وقد روی هذا عن جماعة منهم ابو یزید وهذا لا باس لانه لاینبغی ان یتخذ سنة

ترجمہ کہا جب نزع کی حالت مین ابوعثمان کا حال متغیر ہوا تو اُن کے بیٹے ابوبکر نے اپنا کرتہ جو اس وقت پہنے ہوئے تھے چاک کر ڈالا ابوعثمان نے آنکھ کھولی اور کہا بیٹا ظاہر مین خلاف سنت کرنا دل کی باطنی ریا کا اثر ہے **فصل مصنف** نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہین جو لباس کو نہایت کوتاہ رکھتے ہین یہ بھی شہرت مین داخل ہے چنانچہ علاء اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا ابوسعید سے کسی نے تہبند کے بارے مین پوچھا جواب دیا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے مسلمان کا تہبند آدھی پنڈلیون تک ہونا چاہیئے ٹخنون اور پنڈلیون مین جو حصہ کھلا رہے کچھ حرج نہین جو اس سے زیادہ نیچا ہوگا وہ دوزخ کی نشانی ہے **ابراہیم بن سعید** جوہری نے بیان کیا مجکو عبدالرزاق نے لکھا کہ معمر نے بیان کیا ایوب کے کرتے مین دامن کچھ کم نیچا رہتا کہنے لگے اس زمانے مین اونچا لباس رکھنا شہرت مین داخل ہے **اسحاق بن ابراہیم** ابن ہانی نے روایت کرتے ہین کہ مین ایک روز ابوعبداللہ احمد بن حنبل کے پاس گیا اور ایک کرتا اونچا گھٹنون سے نیچے پنڈلی سے اوپر تک کا پہنے ہوے تھا احمد نے مجھ پر انکار کیا اور کہا یہ کیا بلا ہے تم کو ایسا لباس زیبا نہین **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ مین بعض ایسے ہین جو بجاے عمامہ کے سر پر ایک کپڑے کا ٹکڑا لپیٹ لیتے ہین یہ بھی شہرت ہے کیونکہ اہل شریعت کے لباس کے خلاف ہے اور جس چیز مین شہرت ہو وہ مکروہ ہے + **بشر بن حارث** بیان کرتے ہین کہ ایک بار جمعہ کے روز ابن مبارک مسجد مین داخل ہوے اُن کے سر پر کلاہ تھی لوگون نے دیکھا کہ اُن کے سر پر کلاہ نہین اس کلاہ کو اُتار کر کسی طاق مین چھپا کر رکھ دیا **فصل مصنف** نے کہا بہت سے صوفیہ ایسے ہین جو وسوسہ کی وجہ سے کئی کپڑے رکھتے ہین ایک جوڑا قضاے حاجت کے لئے اور ایک جوڑا نماز کے لیے مقرر کرتے ہین **ابویزید** نے اس بارے مین صوفیہ کی ایک جماعت سے روایت کی ہے اس فعل مین کچھ ڈر نہین مگر یہ بچا کر سکے

وعن جعفر عن ابیہ ان علی بن الحسین قال یا بنی لو اتخذت ثوبا للغائط رایت الدباب یقع علی الشیء ثم یقع علی ثوابینتہ فقال ما کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا لاصحابہ الا ثوب فریضۃ **فصل قال المصنف** وقد کان فیہم من لا یکون لہ سوی ثوب واحد ہذا فی الدنیا وہذا احسن لانہ اذا امکن اتخاذ ثوب للجمعۃ والعید کان احسن واصلح **وعن** یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم جمعۃ فقال ما علی احدکم لو اشتری ثوبین لیوم جمعۃ سوی ثوب مہنتہ **وعن** ابی ہریرۃ قال قال محمد بن عمرو حدثنی عن محمد بن عبد الرحمن ایضا ببعض ذلک قالوا کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بردۃ ثمینۃ وازار من لسجر عمان فکان یلبسہما فی یوم الجمعۃ **ویوم العید** ثم یطویان **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی مطاعمہم ومشاربہم قال المصنف** قد بالغ ابلیس فی تلبیسہ علی قدماء الصوفیۃ بتقلیل المطعم وخشونتہ ومنعہم شرب الماء البارد فلما بلغ المتاخرین استراح من التعب واشتغل بالتعجب من کثرۃ اکلہم ورفاہیۃ عیشہم **ذکر طرف مما فعلہ قدماؤہم قال المصنف** کان فی القوم من یبقی الایام لا یاکل الی ان یضعف قوتہ **وفیہم** من یتناول کل یوم الشیء الیسیر الذی لا یقیم البدن **فروی لنا** عن سہل بن عبد اللہ انہ فی بدایتہ

ترجمہ **جعفر** نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اُن سے علی بن حسین کہنے لگے اے بیٹا اگر قضاے حاجت کے لئے مین دوسرا کپڑا مقرر کرلیتا تو بہتر تھا مین دیکھتا ہون کہ مکھیان نجاست پر بیٹھتی ہین پھر اگر مجھ پر بیٹھتی ہین راوی کہتے ہین کہ پھر دوبارہ جو ہین علی کے پاس گیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس صرف ایک ہی کپڑا تھا جس مین نماز فرض ادا کیا کرتے تھے **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی ہین جن کے پاس فقط ایک جوڑا کپڑا ہوتا ہے یہ بات اچھی ہے مگر جب جمعہ اور عید کے لیے دوسرا کپڑا بنا لینا ممکن ہو تو عمدہ اور بہتر ہے **یوسف** بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہین کہ میرے باپ نے بیان کیا ایک بار جمعہ کے دن ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا اسمین فرمایا کہ اگر تم کاروبار کے کپڑون کے سوا دو کپڑے جمعہ کے لئے خرید لیا کرو تو کیا حرج ہے **ابو ہریرہ** سے روایت ہے کہ محمد بن عمرو کہتے ہین کہ کچھ حصہ اس حدیث کا مجھ سے محمد بن عبد الرحمن نے بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قیمتی چادر اور عمار کی بنی ہوئی ازار تھی آپ یہ دو کپڑے جمعہ اور عید کے دن پہنا کرتے تھے پھر تہ کرکے رکھ دیئے جاتے تھے **(کھانے پینے کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان)** مصنف نے کہا متقدمین صوفیہ کو اس امر کی نسبت فریب دینے مین شیطان نے بہت مبالغہ کیا کہ کھانا سخت اور کم کھائین اور ٹھنڈا پانی پیتے تھے اُن کو بازہ کھا جب متاخرین کی باری آئی تو شیطان گو آرام مل گیا اور اُن کی خوش عیشی اور بسیار خواری دیکھکر تعجب مین پڑ گیا **(متقدمین صوفیہ کے احوال کا کسی قدر بیان)** مصنف نے کہا متقدمین بعض ایسے تھے جو کئی کئی دن تک بغیر کھانے کے گذار دیتے تھے جب بالکل طاقت نہ رہتی تھی تو کچھ کھایا کرتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ہر روز تھوڑا سا کھا لیتے تھے جس سے بدن قائم نہین رہتا تھا **سہل بن عبد اللہ** کی نسبت بیان کرتے ہین کہ اپنی ابتدائی حالت مین

یشتری بدرهم دبسا وبدرهم سمنا وبدرهم دقیق الارز فیخلطه ویجعله ثلث مائة وستین کرة فیفطر کل لیلة علی واحدة وحکی عنه ابو حامد الطوسی قال کان سهل یقتات فی النبق مرة واکل دقائق التمر مرة ثلث سنین واقتات ثلثة دراهم فی ثلث سنین وعن ابی جعفر الحداد یقول اشرف علی ابو تراب یوما وانا علی برکة ماء لی ستة عشر یوما لم اکل شیأ ولم اشرب فیها ماء فقال ما جلوسک ههنا فقلت انا بین العلم والیقین وانا انظر من یغلب فاکون معه فقال سیکون لک شان وعن ابراهیم بن البناء البغدادی قال صحبت ذا النون من اخمیم الی الاسکندریة فلما کان وقت فطاره اخرج قرصا وملحا کان معی وقلت هلم فقال صلحک مدقوق قلت نعم قال لست تقلم فنظرت فی زوده فاذا فیه تبلیر سویق شعیر لیستف منه وعن ابی سلیمان قال الزیت بالاسراف وعن ابی سعید صاحب سهل یقول بلغ ابا عبید الله الزبیری وزکریا الساجی وابن ابی اوفی ان سهل ابن عبد الله یقول انا حجة الله علی الخلق فاجتمعوا عنده واقبل علیه الزبیری فقال له بلغنا انک قلت انا حجة الله علی الخلق فبماذا انبی انت صدیق انت قال سهل لم اذهب حیث تظن ولکن قلت هذا کم اخذی الحلال فتعالوا کلکم حتی نصیح الحلال قال فانت قد صحت

ترجمہ ایک درم کا دوشاب اور ایک درم کا گھی اور ایک درم کا چانولون کا آٹا خرید کر سب کو ملایا کرتے تھے اور اُس کے تین سو ساٹھ حصہ بنا کر رکھہ چھوڑتے تھے ہر رات کو ایک حصہ پر روزہ افطار کرتے تھے **ابو حامد طوسی** نے انہین سہل بن عبد اللہ کی حکایت لکھی ہے کہ ایک مدت تک بیری کے پتے کھاتے تھے بعد ازان ایک زمانے تک بہوسہ کھایا کئے اور تین برس مین فقط تین درم کا کھانا کھایا **ابو جعفر حداد** کہتے ہین ایک روز بیرے پاس ابو تراب آئے اور مین اپنے پانی کے حوض پر بیٹھا تھا اور سولہ روز سے نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا مجھ سے بولے کہ تم یہان کیسے بیٹھے ہو مینے جواب دیا کہ علم اور یقین کا امتحان کرتا ہون دیکھون کون غالب آتا ہی جو غالب ہوگا اسی طرف ہو جاؤنگا ابو تراب نے کہا عنقریب تمہاری کوئی حالت ہو جائیگی **ابراہیم بن بناء** بغدادی کہتے ہین کہ مین اخمیم سے اسکندریہ تک ذوالنون کے ہمراہ تھا جب اُن کے روزہ افطار کرنے کا وقت آیا مینے روٹی کا ٹکڑہ اور نمک جو میرے ساتھہ تھا نکالا اور اُن سے کہا آیئے کھائیے جواب دیا کہ تمہارا نمک پسا ہوا ہے مینے کہا ان بولے کہ تم کو نجات نہ ملے گی۔ پھر مینے اُن کے توشے دان کو دیکھا تو اس مین تھوڑا سا جو کا ستو تھا اس کو پھانکنے لگے **ابو سلیمان** کا قول ہے کہ مسکہ کو شہد کے ساتھہ کھانا اسراف مین داخل ہے **ابو سعید** جو سہل کے اصحاب مین سے ہین بیان کرتے ہین کہ ابو عبد اللہ زبیری اور زکریا ساجی اور ابن ابی اوفی نے سنا کہ سہل بن عبد اللہ کہتے ہین مین مخلوق کے لئے حجت الٰہی ہون وہ تینون صاحب اُن کے پاس آئے زبیری اُن سے مخاطب ہو کر بولے ہم نے سُنا ہے کہ آپ کہتے ہین۔ مین مخلوق پر خدا کی حجت ہون آپ کس بارے مین حجت ہین آپ کوئی نبی ہین یا صدیق ہین سہل نے جواب دیا میرا یہ مطلب نہین جو تمہارا خیال ہے بلکہ مین نے یہ اس لئے کہا ہے کہ مین حلال کھانا کھاتا ہون آؤ ہم تم سب مل کر صحیح طور پر حلال معلوم کرین۔ اُنہون نے پوچھا کیا آپ کو صحیح طور پر حلال معلوم ہو گیا

قال نعم قال وکیف قال لسہل قسمت عقلی ومعرفتی وقوتی علی سبعۃ اجزاء فاترک حتی یذہب ستۃ اجزاء ویبقی جزء واحد فانی خفت ان یذہب ذلک الجزء ویتلف معہ نفسی خفت ان اکون قد قتلتہا علیہا وقتلتہا دفعت الیہا من البلغۃ ما یرد الستۃ الاجزاء **وعن** ابی عبداللہ بن رویم قال منذ اربعین سنۃ ما اطعمت نفسی طعاما الا فی وقت ما احل اللہ لہا المیتۃ **وعن** عیسی بن آدم بن ابی یزید قال جاء رجل الی ابی یزید فقال ایدان اجلس فی مسجدک اللہ انت فیہ قال لا تطیق ذلک فقال ان رایت ان توسع لی فی ذلک فانی لہ فجلس یوما لا یطعم فصبر فلما کان فی الیوم الثانی قال لہ یا اوستاذ ایرید القوت قال یا غلام القوت عند تا اللہ یا استاذ ایرید شیئا یقیم جسمی فی طاعۃ اللہ عزوجل فقال یا غلام ان الاجسام لا یقوم الا باللہ **وعن** ابراہیم الخواص یقول حدثتنی امی کان یصحب ابا تراب نظر الی صوفی مدیدہ الی قشر البطیخ وقد کان طوی ثلثۃ ایام فقال لہ تمد یدک الی قشر البطیخ انت لا یصلح لک التصوف الزم السوق **وعن** ابی القاسم القیروانی یقول سمعت بعض اصحابنا یقول اقام ابو الحسن النصیبی بالحرم ایاما مع اصحاب لہ سبعۃ لم یاکلوا فخرج بعض اصحابہ لیتطہر فرای قشر البطیخ فاخذہ فاکلہ

ترجمہ جواب دیا ان نے بولے کیونکر سہل نے کہا مینے اپنی عقل اور معرفت اور قوت کے سات ٹکڑے کئے ہین ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتا ہون حتی کہ اُن مین سے چھ ٹکڑے زائل ہوجاتے ہین۔ اور ایک باقی رہتا ہے پھر مین ڈرتا ہون کہ کہین یہ ایک ٹکڑا بھی جاتا نہ رہے اور اُس کے ساتھہ میری جان تلف ہوجاوے مجکو خوف ہوتا ہے کہ مین اپنے نفس کو تباہ کرون اور اس کا قاتل ٹھیرون لہذا اُس کو بقدر رمق اس قدر کھانا پہونچا دیتا ہون جس سے وہ چھ کے چھ ٹکڑے پھر لوٹ آتے ہین **ابو عبد اللہ بن موید** کہتے ہین چالیس برس ہوے کہ مین اپنے نفس کو فقط ایسے وقت مین کھانا دیتا ہون جس حالت مین اس کے لئے خدا تعالے نے مردار کو حلال کر دیا ہے **عیسے بن آدم** نے کہا ایک آدمی ابو یزید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جس مسجد مین آپ ہین۔ مین بھی اسی جگہ بیٹھنا چاہتا ہون۔ ابو یزید بولے کہ تم مین اس کی طاقت نہین اس نے کہا مہربانی فرماکر مجکو اجازت دیدیجئے تو بہتر ہے ابو یزید نے اجازت دیدی وہ شخص ایک دن تک بغیر کچھ کھائے بیٹھا رہا اور صبر کیا جب دوسرا دن ہوا تو ابو یزید سے بولا کہ اے استاد مجھکو کھانا چاہیے ابو یزید نے کہا اے صاحبزادے ہمارے یہان کا کھانا تو ذکر آگیا ہے وہ کہنے لگا اے استاد مجکو کچھ ایسی چیز چاہیے جس سے میرا جسم خدا کی عبادت مین قائم رہے جواب دیا کہ اے صاحبزادے اجسام تو اللہ تعالی کے ساتھہ قائم رہتے ہین **ابراہیم خواص** کہتے ہین کہ مجھ سے میرے ایک بھائی نے جو ابو تراب کی صحبت مین رہتا تھا بیان کیا کہ ابو تراب نے ایک صوفی کو دیکھا کہ اپنا ہاتھہ خربوزہ کے چھلکے کی طرف بڑہایا اور وہ صوفی تین دن کا بھوکا تھا ابو تراب نے اس سے کہا تو اپنا ہاتھہ خربوزہ کے چھلکے کی طرف بڑہاتا ہے تو تصوف کے لایق نہین ہے بازار مین جا کر ابو القاسم قیروانی بیان کرتے ہین کہ مین نے ایک اپنے ہمصحبت سے سُنا کہتا تھا کہ ابو الحسن نصیبی اپنے اصحاب کے ساتھہ ایک ہفتہ بغیر کچھہ کھائے حرم مین رہے اُن کے اصحاب مین سے ایک شخص طہارت کی غرض سے باہر چلا راستے مین خربوزہ کا چھلکا دیکھا اس کو اٹھا کر کھا لیا

فراه انسان فاتبعه بشئ فجاء برقق فوضعه بين يدي القوم فقال الشيخ من جنى منكم هذه الجناية فقال الرجل انا وجدت قشر البطيخ فاكلته فقال كن مع جنايتك ومع هذا الرقق وخرج من الحرم ومعه اصحابه وتبعه الرجل فقال له الم اقل لك كن مع جنايتك فقال الرجل انا تائب مما جرى فقال الشيخ لا كلام بعد التوبة وعن بنان بن محمد يقول كنت بمكة مجاورا ورأيت بها ابراهيم الخواص فاتى علي ايام لم يفتح علي بشئ وكان بمكة مزين يحب الفقراء وكان من اخلاقه اذا جاءه الفقير يحتجم اشترى له لحما وطبخه فاطعمه فقصدته وقلت اريد ان احتجم فارسل من يشتري لحما فامر باصلاحه وجلست بين يديه فجعلت نفسي تقول لك ترى يكون فراغ القدر مع فراغ الحجامة ثم استيقظت وقلت يا نفس ما جئت تحتجمين لتطعمي ما هدت الله ان ذقت من طعامه شيئا فلما فرغ الطرف فقال سبحان الله انت تعرف الرسم فقلت ثم عقد فسكت وجئت الى المسجد الحرام ولم يقدر لي شئ اكله فلما كان من الغد بقيت الى اخر النهار ولم يتفق ايضا فلما قمت لصلاة العصر سقطت وغشي علي واجتمع علي الناس وحسبوا اني مجنون فقام ابراهيم وفرق الناس وجلس عندي يحدثني ثم قال تاكل شيئا

ترجمہ کسی آدمی نے اس شخص کو چھلکا کھاتے دیکھ لیا۔ کچھ کھانے کی چیز لے کر اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور ان سب کے سامنے لاکر وہ کھانا رکھدیا شیخ ابوالحسن بولے تم مین سے کس نے یہ گناہ کیا۔ وہ شخص بولا کہ مین نے رستے مین ایک خربوزہ کا چھلکا پایا تھا۔ اس کو کھالیا۔ یہ سنکر شیخ نے کہا کہ جا اپنے گناہ کے ساتھ رہ۔ اور یہ کھانا سنبھال یہ کہکر حرم سے مع اپنے اصحاب کے چل کھڑے ہوے وہ شخص بھی پیچھے ہولیا شیخ اس سے بولے کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ اپنے گناہ کے ساتھ رہ اس نے کہا جو کچھ ہوا مین اس سے توبہ کرتا ہون شیخ نے کہا خیر توبہ کے بعد تو کچھ کلام ہی نہین بنان بن محمد کہتے ہین کہ مین مکہ مین مجاور تھا۔ وہین مینے ابراہیم خواص کو دیکھا ایک بار مجھکو کئی دن گذر گئے کہ کہین سے کچھ نہ آیا مکہ مین ایک حجام تھا جو فقیرون سے محبت رکھتا تھا۔ اور اس کی عادت تھی کہ جب کوئی فقیر اس کے پاس پچھنا لگوانے کے لیے جاتا تو اس کے واسطے گوشت مول لیتا اور پکا کر اس کو کھلاتا۔ مین بھی اس حجام کے پاس گیا اور کہا کہ پچھنا لگوانا چاہتا ہون اس نے گوشت خریدنے کے لیے آدمی بھیجا اور اس کے پکانے کا حکم دیا۔ مین پچھنا لگوانے کو اس کے سامنے بیٹھا میرا نفس مجھسے کہنے لگا کہ بھلا کیا پھپھون سے فراغت پانے کے ساتھ گوشت کی ہانڈی بھی پک چکے گی اسی اثنا مین مین چونکا اور کہا اے نفس کیا تو اسی واسطے مجھکو پچھنا لگوانے کے لئے لایا ہے کہ کھانا کھلاے مین خدا تعالے کے سامنے عہد کرتا ہون کہ اس حجام کے کھانے مین سے کچھ نہ چکھون گا غرض جب فراغت ہوئی مین اٹھکر چلا حجام کہنے لگا سبحان اللہ تم تو میری رسم جانتے ہو مین بولا کہ مین نے عہد کر لیا ہے اور قسم کھالی ہے وہ چپ ہو رہا مین مسجد حرام کی طرف گیا وہان بھی مجھکو کچھ کھانے کی چیز نہ ملی جب دوسرا دن ہوا تو دن بھر گذر گیا شام تک مینے کچھ نہ پایا جس وقت مین عصر کی نماز پڑھنے کو کھڑا ہوا تو گر پڑا اور مجھکو غش آگیا لوگ میرے گرد جمع ہوے اور سمجھے کہ مین دیوانہ ہون ابراہیم خواص آئے اور لوگون کو ہٹا کر میرے پاس بیٹھے اور باتین کرنے لگے پھر مجھسے پوچھا تم کچھ کھاؤ گے

فقلت قرب الیل فقال احسنتم یا مبتدئین اثبتوا علی هذا تفلحوا ثم قام فلما صلینا عشاء الاخرة اذا هو قد جاءنی ومعه قصعة فیها عدس ورغیفان ودورق ماء فوضعه بین یدی وقال کل فاکلت الرغیفین والعدس فقال فیك فضل تاکل شیئا اخر قلت نعم فمضی وجاء بقصعة عدس ورغیفین فاکلتهما وقلت قد اکتفیت فاضطجعت فما قمت لیلتی ونمت الی الصباح ما طفت ولا صلیت

وعن علی رودباری یقول اذا قال الصوفی بعد خمسة ایام انا جائع فالزموه بالسوق وامروه بالکسب **وعن** احمد الصغیر یقول امرنی ابو عبد الله بن خفیف ان اقدم الیه کل لیلة عشر حبات زبیب لافطاره فاشفقت علیه لیلة فجعلت خمسة عشر حبة فنظر الی وقال من امرك بهذا واکل عشر حبات وترك الباقی **وعن** ابی عبد الله بن خفیف یقول کنت فی ابتداء امری ابقیت اربعین شهرا افطر کل لیلة بکف باقلا فمضیت یوما فاصابنی فخر من عینی شبه ما یلم وغشی علی فتحیرت فضا وقال ما رأیت جسد الادم فیه الا هذا **فصل قال المصنف** فقد کاد فیهم قوما لا یاکلون الا لم حتی قال بعضهم اکلما هم من الم یقتنی القلب اربعین صباحا **وکان** فیهم من یمتنع الطیبات کلها **وقد یحتج** بما ورد **عن** عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم احرموا انفسکم طیب الطعام

ترجمہ مینے کہا اب تو رات بھی قریب ہے یہ سنکر بولے اے مبتدیو تم پر آفرین ہے اسی حالت پر ثابت قدم رہو نجات پاؤ گے پھر ابو الحسن اٹھکھڑے ہوے جب ہم عشا کی نماز پڑہ چکے تو میرے پاس آئے اور اپنے ساتھ ایک مسور کی دال کا پیالا اور دو روٹیان اور ایک پانی کا کٹورا لاے اور میرے آگے رکھکر بولے کہ کھاؤ مینے وہ دونون روٹیان اور مسور کی دال کھالی پھر پوچھا کہ ابھی کچھ بھوکے رہگئے ہو اور کھاؤ گے مینے کہا ان وہ ایک دال کا پیالا اور دو روٹیان پھر لائے مینے اُن کو بھی کھالیا اور اُن سے کہا کہ بس اب پیٹ بھر گیا کھانا کھا کر مین لیٹ رہا اس رات برابر صبح تک سوتا رہا نہ مین نے نماز پڑہی اور نہ طواف کیا **علی رودباری** کا قول ہے کہ اگر صوفی پانچ دن کے بعد کہے مین بھوکا ہون تو اس سے کہو کہ بازار مین رہا کرے اور کوئی کسب کرے **احمد صغیر** کہتے ہین ابو عبد اللہ بن خفیف نے مجھ کو حکم دیا کہ ہر روز رات کو دس دانہ انگور کے روزہ افطار کرنے کے لئے اُن کے پاس لے جایا کرون ایک روز مجھ کو اُن پر ترس آیا اور پندرہ دانہ لے گیا انہون نے میری طرف دیکھا اور کہا تم کو یہ حکم کس نے دیا ہے یہ کہکر وہی دس دانہ کہائے اور باقی چھوڑ دیے **ابو عبد اللہ بن خفیف** کہتے ہین جب مین مبتدی تھا چالیس مہینے اس طرح گذارے کہ ہر رات ایک مٹھی ساگ پر افطار کیا کرتا تھا - ایک روز مین نے فصد کھلوائی میری رگ مین سے مار اللہم کے مشابہ کچھ پانی نکلا اور مجھ کو غش آگیا فصاد کو حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ مینے اس شخص کے سوا کوئی بدن ایسا نہین دیکھا جس مین خون نہو **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی گذرے ہین جو گوشت نہ کہاتے تھے حتی کہ ان مین سے بعض کا معمول ہے ایک درم کی برابر گوشت کہانے سے چالیس روز تک دل سخت رہتا ہے اور بعض ایسے ہوئے ہین جو ہر ایک عمدہ کہانے سے باز رہتے تھے اور اس حدیث سے حجت پکڑتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسون کو عمدہ کہانے سے محروم رکھو

العروق من قوس

فانما قوى الشيطان ان يجرى فى العرق بها وفيهم من يمتنع من شرب الماء البارد فيشرب الحار وفيهم من كان يجعل ماء لا فى دن مدة فى الارض فيصير حارا وفيهم من كان يجيا نفسه بترك المائدة وعن ابى يزيد يقول ما اكلت شيئا مما يأكله بنو آدم اربعين سنة قال واسهل ما لاقت نفسى منى انى سألتها امرا من الامور فابت فحرمت ان اشرب الماء سنة فما شربت وحكى ابو حامد الغزالى عن ابى يزيد انه قال عوت نفسى الى الله تعالى بحجبت فحرمت عليها ان لا اشرب الماء سنة ولا اذوق النوم سنة فوفيت لى بذلك **فصل قال المصنف** وقد ذكر ابو طالب المكى للقوم ترتيبات فى المطاعم فقال استحب للمريد ان لا يزيد على رغيفين فى يوم وليلة قال ومن الناس من كان يعمل فى الاوقات فيقللها وكان بعضهم يزيد قوته بكرة من كرب الخلا وهى تخف كل يوم قليلا فينقص من قوته بمقدار ذلك قال **ومنهم** من كان يعمل فى الاوقات فيأكل كل يوم ثم يترك يومين وثلثة قال والجوع ينقص دم الفؤاد فيبيضه وفى بياضه نور ويذيب شحم الفؤاد وفى ذوبانه رقته ورقته مفتاح المكاشفة **قال المصنف** وقد صنف لهم ابو عبد الله محمد بن على الترمذى كتابا سماه رياضة النفوس قال فيه

ترجمہ کیونکہ اسی کی وجہ سے شیطان کو رگون مین دوڑنے کی قوت حاصل ہوتی ہے اور بعض ایسے تھے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے باز رہتے تھے اور گرم پیتے تھے بعض ایسے ہوے ہین کہ پانی کو ایک مٹکے مین بھر کر زمین مین گاڑ دیتے تھے جس سے گرم ہوجاتا تھا اور بعض ایسے گذرے ہین کہ اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے کھانے کی چیزین چھوڑ دیتے تھے **ابو یزید** کہتے ہین کہ بنی آدم جو کچھ کھاتے ہین اُس مین سے چالیس برس تک مینے کچھ نہین کھایا اور بہت آسان برتاؤ جو مینے اپنے نفس سے کیا ہی یہ ہے کہ ایک بار مین نے اُس سے ایک کام کرنے کو کہا اُس نے انکار کیا مین نے قسم کھائی کہ سال بھر تک پانی نہ پیونگا لہذا ایک برس تک پانی نہین پیا **ابو حامد** غزالی نے نقل کیا ہے کہ ابو یزید نے کہا مینے اپنے نفس کو خدا کی طرف بلایا وہ کچھ کسمسایا اس بات پر مین نے عہد کیا کہ سال بھر تک نہ پانی پیونگا نہ سوؤنگا مین نے اس عہد کو پورا کیا **فصل مصنف** نے کہا ابو طالب مکی نے صوفیہ کے لئے کھانا کھانے مین کچھ ترتیب مقرر کی ہے اور کہا ہے مرید کے لئے مستحب ہے کہ دن اور رات مین دو روٹی سے زیادہ نہ کھاے **ابو طالب** کہتے ہین کہ بعض لوگ ایسے گذرے ہین جو تدبیر نکالکر اپنی خوراک کم کر دیتے تھے بعض ایسے تھے کہ کھجور کی جڑ لے کر اُس سے اپنی خوراک تولتے تھے وہ جڑ ہر روز تھوڑی تھوڑی سوکھ کر ہلکی ہوتی رہتی تھی اُسی قدر خوراک کم ہوجاتی تھی۔ بعض یہ تدبیر نکالتے تھے کہ ہر روز کھاتے رہتے تھے پھر بتدریج دو سے دن اسی طرح تیسرے دن کھانے لگے ابو طالب کہتے ہین کہ بھوک سے دل کا خون کم ہوکر سفید ہوجاتا ہے اس کے سفید ہونے مین نور الٰہی ہے اور بھوک سے دل کی چربی پگھل جاتی ہے اُس کے پگھلنے سے دل رقیق ہوجاتا ہے اور دل کا رقیق ہونا کشف کی کنجی ہے۔ **مصنف** رح نے کہا۔ کہ صوفیہ کے لیئے ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ریاضۃ النفوس رکھا ہے۔ اس کتاب مین وہ لکھتے ہین +

ينبغي للمبتدئ في هذا الامر ان يصوم شهرين متتابعين توبة من الله ثم يفطر فيطعم اليسير ويأكل كسرة كسرة
ويقطع الادام والفواكه واللذة ومجالسة الاخوان والنظر في الكتب وهذه كلها افراح النفس فتمنع النفس
اللذة حتى تبكي فهذا قال المصنف وقد اخرج لهم بعض المتاخرين الاربعينية يبقى حدهم اربعين يوما لا يأكل الخبز
ولكنه يشرب الالبانات ويأكل الفواكه الكثيرة اللذيذة فهذه نبذة من ذكر افعالهم في مطاعمهم
بدل مذكورها على مغفلها فصل في بيان تلبيس ابليس عليهم في هذه الافعال وايضاح خطائهم فيها
قال المصنف اما ما نقل عن سهل فغير جائز لانه حمل على النفس ما تطيق ثم ان الله عز وجل اكرم الآدميين
بالخطة وجعل قشورها لبهائمهم فلا يصح مزاحمة البهائم في اكل التبن واي غذاء للتبن ومثل هذه الاشياء
اشهر من ان يحتاج الى رد وقد حكى ابو حامد عن سهل انه كان يرى ان صلوة الجائع الذي قد اضعفه الجوع
قاعدا افضل من صلوة قائما اذا قواه الاكل قال المصنف وهذا خطاء بل اذا اتقوى على القيام كان اكله عبادة لانه يعين على
العبادة واذا جوع الى ان يصلي قاعدا فقد تسبب الى ترك الفرائض فلم يجزله ولو كان المتناول ميتة ما جاز هذا وكيف وهو حلال ثم
اي كمرتبة في هذا الجوع المعطل ادوات العبادة واما قول الحداد انا انظر الى علم العلم امر ليس بين

ترجمہ کہ مبتدی صوفی کو چاہیے کہ توبہ کے طور پر دو مہینے پے در پے روزے رکھے پھر افطار کرے تو تھوڑا کھانا کھائے۔ اور ذرا ذرا لقمے اور ترکاری کو بالکل چھوڑ دے اور میوے اور لذت کی چیزون اور بھائیون مین بیٹھنا اُٹھنا اور کتابون کا مطالعہ ترک کر دے یہ سب چیزین نفس کو خوش کرنے والی ہین اور نفس کا اس کی لذت سے باز رہنا اُسکو غم سے بھر دیتا ہے مصنف نے کہا بعض متاخرین نے صوفیہ کے لیے چلہ نکالا ہے چالیس روز تک ایک آدمی روٹی نہین کھاتا لیکن عمدہ عرقیات پیتا ہے۔ اور بہت سے لذیذ میوے کھاتا ہے الغرض یہ تھوڑا سا بیان کھانے کے بارے مین صوفیہ کی زیادتی کرنے کا تھا اور اس قدر مذکور شدہ باقی غیر مذکور پر دلالت کر سکتا ہے۔

فصل (اس بیان مین کہ افعال مذکورہ کی بابت صوفیہ کو شیطان نے فریب دیا اور اس بارے مین صوفیہ کی خطا کا اظہار) مصنف نے کہا سہل بن عبداللہ کی نسبت جو کچھ نقل کیا گیا۔ وہ ایک ناجائز فعل ہے کیونکہ اس مین نفس کو تکلیف مالایطاق دینا ہوا علاوہ ازین اللہ عزوجل نے آدمیون کو گیہون کرامت فرمائی اور اُس کا چھلکا اُن کے چارپاؤن کے لئے مقرر کیا خود بھوسہ کھانا اور چوپاؤن کو گیہون مین ڈالنا زیبا نہین اور بھوسہ کونسی غذا کی چیز ہے ایسی چیزین اس قدر مشہور ہین جن کی تردید کی ضرورت نہین ✦ ابو حامد نے نقل کیا کہ سہل روایت کرتے ہین جو بھوکا آدمی بھوک کے مارے ناطاقت ہو کر بیٹھ کر نماز پڑھے وہ افضل ہے اس سے کہ کھانے سے قوت پاکر کھڑا ہو کر نماز ادا کرے مصنف نے کہا یہ قول محض خطا ہے بلکہ سچ تو یون ہے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت ملی تو وہ کھانا بھی عبادت مین داخل ہوا۔ کیونکہ اُس نے عبادت کے لئے اعانت کی اور جب اس قدر بھوکا رہا کہ بیٹھکر نماز پڑھنے لگا تو وہ بھوکا رہنا اپنے لئے ترک فرائض کا سبب بنا لہذا بھوکا رہنا جائز نہین ہوا اگر کہا نماز دار ہوتا تو یہ حرکت جائز تھی لیکن جب کھانا حلال ملتا ہے تو کیونکر جائز ہو سکتی ہے علاوہ ازین اس بھوک مین کونسی قربت ہے۔ جو عبادت کے اوزار بیکار کرے حداد کا جو یہ قول مذکور ہوا کہ مین جانتا ہون علم غالب ہوتا ہے

فانه جهل محض لانه ليس بين اليقين والعلم تضاد انما اليقين اعلى مراتب العلم واليقين ترك ما يحتاج اليه النفس
من المطعم والمشرب وانما اشار بالعلم الى امر الشارع واشار باليقين الى قوة الصبر وهذا تخليط قبيح وهؤلاء قوم
شددوا فيما ابتدعوا وكانوا كقريش في تشددهم حتى سموا بالخمس فحمدوا الاصل وشددوا في الفرع و
قول الاخر ملحك مدقوق لست تفلح من اقبح الاشياء وكيف يقال عن من استعمال ما اباحه لست تفلح و
اما سويق الشعير فانه يورث القلنج وقول الاخر الزبد والعسل اسراف قول مردود لان الاسراف ممنوع منه
شرعا وهذا ماذون منه وقد صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان ياكل القثاء بالرطب وكان
يحب الحلو والعسل واما ما روينا عن سهل انه قال قسمت قوتي وعقلي سبعة اجزاء ففعل ندم يندم به ولعمري
لما امر الشرع بمثله وهو التحريم اقرب لانه ظلم للنفس وترك لحقها وكذلك قول الذي قال ما اكلت الا وقت ان يباح الميتة فانه
فانه لعله رأى الرزق محدودا على النفس مع وجود الحلال وقول ابي يزيد لقوت عندنا الله كلا ربيك فان البدن قد يدعو على الجائع الى الطعام حتى ان اهل
النار يحتاجون الى الطعام واما التقبيح من اخر قشر البطيخ بعد الجوع الطويل فلا وجه له والذي طوى ثلثا لم يسلم من لوم الشرع

الشرع

مردود

ترجمہ یا یقین محض ایک جہالت ہے کیونکہ یقین اور علم مین باہم مخالفت نہین علم کا اعلیٰ مرتبہ یقین ہے۔ یہ کونسے یقین اور علم مین داخل ہے۔ کہ وہ کھانا اور پینا جس کی نفس کو ضرورت ہے ترک کردے۔ حداد نے در اصل علم کا اشارہ تو امر شریعت کیجانب کیا ہے۔ اور یقین کا اشارہ قوت صبر کی طرف ہے حالانکہ یہ نہایت قبیح تخلیط ہے۔ یہی وہ لوگ ہین جنہون نے بدعتین نکالین اور تشدد کیا۔ یہ لوگ اپنے تشدد مین قریش کے مانند ہین حتی کہ قریش کا نام تشدد کی وجہ سے خمس پڑگیا تھا (یعنی دین کے بارے مین سختی کرنے والے) اسی واسطے قریش کا یہ حال تھا کہ اصل کا تو انکار کر بیٹھے اور فرع مین تشدد کیا **ذو النون** کا یہ قول کہ تمہارا نمک پسا ہوا ہے تم کو نجات نہ ملے گی۔ نہایت ہی قبیح بات ہے۔ بھلا جو شخص مباح شے کو استعمال مین لائے اس کو کیونکہ کہہ سکتے ہین۔ کہ تم نجات نہ ملے گی۔ اور جو کا ستو کھانے سے قولنج کا عارضہ ہوجاتا ہے **ابو سلیمان** کا یہ قول کہ مکھن اور شہد ملاکر کھانا اسراف مین داخل ہے۔ رد کیا ہوا مقولہ ہے۔ کیونکہ اسراف شرعی طور پر ممنوع ہے۔ اور مسکہ اور شہد کھانے کی شریعت مین اجازت ہے حدیث صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو چھوارے سے ملاکر کھاتے تھے اور شیرینی اور شہد پسند فرماتے تھے **سہل** کی نسبت جو ہم نے بیان کیا کہ وہ کہتے ہین مینے اپنی عقل اور قوت کے سات ٹکڑے کئے ہین یہ فعل مذموم ہے قابل تعریف نہین شریعت نے ایسی حرکت کی اجازت نہین دی اور قریب قریب حرام ہونے کے ہے کیونکہ اس مین نفس کی حق تلفی اور اس پر ظلم کرنا ہے علی ہذا القیاس اس شخص کا مقولہ جو یون کہتا ہے کہ مین اس وقت کھاتا ہون جب مردار میرے لئے مباح ہوجاتا ہے اس شخص نے اپنی بھوک رہنے پر عمل کیا۔ اور باوجود حلال ملنے کے نفس کو تکلیف دی **ابو یزید** کا یہ قول کہ ساری روزی تو ذکر الٰہی ہے کلام رکیک ہے کیونکہ بدن کا دارمدار کھانیکی حاجت پر ہے حتی کہ دوزخی بھی دوزخ مین کھانیکے حاجتمند ہون گے ابو سلیمان کا اس صوفی کو غرہ زہ کا چھلکا کھالینے پر ملامت کرنا بلا وجہ ہے اور وہ صوفی بھی جو تین دن تک بھوکا رہا شرع کی ملامت سے نہین بچ سکتا

وكذلك الله عاهدان لا يأكل حين احتجم حتى وقع في الضعف فانه فعل ما لا يحل له **وقول** ابراهيم له احسنتم يا مبتدئين خطأ ايضا فانه كان ينبغي ان يلزمه بالفطر ولو كان في رمضان اذ من له ايام لم يأكل وقد احتجم وغشي عليه لا يجوز له ان يصوم **وعن** ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصابه حجامة في رمضان فلم يفطر فمات دخل النار

يوسف

قال المصنف قلت كل رجاله ثقات **وعن** عبد الرحمن بن يونس فذكره وقال من اصابه حجامة في رمضان فلم يفطر فمات دخل النار **قال المصنف** واما تقليل بن حنيف فعل قبيح لا يستحسن وما مر في هذا الاخبار عنهم ايراد مستحسنا فما الا جاهل باصول الشرع فما العام المتمكن منه يقوله قول معظم فكيف يفعل جاهل برسم **واما** كونهم لا يأكلون اللحم فهذا مذهب لبراهمة الذين لا يرون ذبح الحيوان **والله** تعالى اعلم مصلحة الابدان فربما ترك اللحم لتقويتها فاكل اللحم يقوي القوة وتركه يضعفها وليس الخلق **وقد كان** رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل اللحم ويحب الذراع من الشاة ودخل يوما فقدم اليه طعام من طعام البيت فقال السم اراكم بهمة تفورو **كان** الحسن البصري يشتري كل يوم لحما وعلى هذا كان السلف الا ان يكون فيهم فقير فيبعد عهده لا باللحم لاجل الفقر **ولما** من منع نفسه الشهوات فان هذا على الاطلاق لا يصلح لان الله تعالى لما بنى الادمي على الحرارة

ترجمہ بنان بن محمد نے جو حجامت کے وقت عہد کیا کہ کچھ نہ کھاؤنگا حتی کہ ضعف طاری ہو گیا ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا پھر اُن سے ابراہیم خواص کا یہ کہنا کہ اے مبتدیو تم پر آفرین ہے محض خطا ہے کیونکہ اُن کو چاہیئے تھا کہ ضرور روزہ افطار کراتے۔ خواہ رمضان ہی مین ایسا کیون نہ ہوتا۔ کہ کئی دن بغیر کھانے کے گذر جاتے اور جو شخص پچھنا لگائے۔ اور اُسکو غش آجائے اُس کو روزہ رکھنا جائز بھی نہین **ابن عمر** سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو رمضان شریف مین تکلیف پہونچے اور وہ پھر بھی افطار نہ کرے اور مرجائے تو دوزخ مین داخل ہوگا **مصنف** نے کہا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہین **عبد الرحمن** بن یونس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس کو رمضان شریف تکلیف پہونچے اور افطار نہ کرے وہ دوزخی ہے **مصنف** نے کہا ابن خفیف کا اسقدر خوراک کم کر دینا فعل قبیح وغیر مستحسن ہے ایسی حکایتون کو ان لوگون کی خوبیان ظاہر کرنے کی غرض سے وہی شخص بیان کریگا۔ جو اصول شریعت سے ناواقف ہے اور جو شخص علمی لیاقت رکھتا ہے وہ تو بڑے آدمی کا قول سنکر بھی بھول نہین کھاتا بھلا ایک جاہل کے رسمی فعل پر تو کیا التفات کریگا۔ باقی رہا ان لوگون کا گوشت نہ کھانا۔ یہ مذہب برہمنون کا ہے جن کے یہان جاندار کا ذبح کرنا جائز نہین اور اللہ تعالیٰ بدن کی مصلحتین خوب جانتا ہے لہذا اس کو قوی رکھنے کے لئے گوشت کو مباح کر دیا پس گوشت کھانا طاقت بخشتا ہے اور اُس کا چھوڑ دینا کمزور بناتا ہے۔ اور بدخلقی پیدا کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھایا کرتے تھے اور بکری کے دست کا گوشت پسند فرماتے تھے۔ مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین تشریف لائے آپ کے سامنے جو گھر مین پکا تھا وہ کھانا رکھدیا گیا۔ آپ فرمانے لگے کیا مینے وہ تمہاری ہنڈیا نہین دیکھی جو جوش مار رہی ہے۔ **حسن بصری** ہر روز گوشت خریدتے تھے **سلف** کا عموماً یہی قاعدہ تھا۔ لیکن اگر کوئی اُن مین نادار و مفلس ہوتا تو افلاس کے سبب سے گوشت نہین کھا سکتا تھا۔ اور جو شخص اپنے نفس کو اُس کی خواہشون سے باز رکھے تو مطلقاً یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو حرارت

والبرودة والیبوسة والرطوبة وجعل صحته موقوفة علی تعادل الاخلاط الدم والبلغم والمرة الصفراء والمراة السوداء فتارة تزید بعض الاخلاط فیمیل الیها بنقضه مثل ان تزید الصفراء فتمیل الطبع الی الحموضة او ینقص البلغم فتمیل النفس الی المرطوبات فقد رکب فی الطبع المیل الی بعض فاذا مالت النفس الی ما یصلحها فمنعت فقد قوبلت حکمة الباری سبحانه وتعالی بردها فیؤثر ذلک فی البدن وکان هذا الفعل مخالفا للشرع والعقل ومعلوم ان البدن مطیة الآدمی ومتی لم یرفق بالمطیة لم یبلغ واما قلت علوم هؤلاء نتکلموا بآرائهم الفاسدة فان اسند وا فالی حدیث ضعیف او موضوع او یکون فهمهم منه ردیا ولقد عجبت لابی حامد الفقیه کیف نزل مع القوم من رتبة الفقه الی مذاهبهم حتی انه قال لا ینبغی للمرید اذا اشتهت نفسه الجاع ان یاکل ویجامع فیعطی نفسه شهوتین فتقوی علیه قال المصنف وهذا قبیح فی الغایة فان الادام شهوة فوق الطعام فینبغی اذا کل الادام ما یکسر الشهوة اهی ولیس فی الصحیحین ان رسول الله صلی الله علیه وسلم طاف علی نسائه بغسل واحد فهلا اقتصر علی شهوة واحدة او لیس فی الصحیحین انه علیه السلام کان یاکل القثاء بالرطب وهاتان شهوتان اوما اکل عند ابی الهیثم بن التیهان خبزا وشواء ولبسرا وشرب ماء باردا

ترجمہ وبرودت ورطوبت ویبوست پر بنایا ہے اور اُس کی صحت کو چارون خلط یعنی خون وبلغم وسودا وصفرا کے اعتدال پر موقوف رکھا ہے تو کبھی کوئی خلط زیادہ ہوجاتا ہے لہذا طبیعت اُس چیز کی رغبت کرتی ہے جو اُس کو کم کردے مثلاً صفرا بڑھجاتا ہے تو طبیعت تُرشی کی طرف مائل ہوتی ہے یا بلغم کم ہوجاتا ہے تو طبیعت کو ترچیزون کی رغبت ہوتی ہے غرض طبیعت مین اُس چیز کی خواہش قدرتی طور پر رکھی گئی ہے جو اُس کے موافق ہو۔ جب نفس ایسی چیز کی خواہش کرے جس مین اُس کی اصلاح ہو۔ اور باز رکھا جاے تو گویا اللہ تعالیٰ کی حکمت کو رد کرنا چاہا۔ علاوہ ازین بدن پر بھی اس کا اثر پڑے گا اور یہ فعل شرع وعقل کے خلاف ہوا۔ یہ بات معلوم ہے کہ بدن انسان کے لئے ایک سواری ہے جب سواری کے ساتھ نرم برتاؤ نہ کیا جائے گا تو منزل پر نہین پہونچ سکتے افسوس کہ ان لوگون کا علم کم رہا لہذا اپنی ناکارہ رایون سے گفتگو کین کین اگر کبھی سند لاتے ہین تو کوئی ضعیف یا موضوع حدیث پیش کرتے ہین یا اس مین اُن کی سمجھ ردی اور خراب ہوتی ہے مجھ کو تو ابو حامد پر تعجب آتا ہے کہ صوفیون کے ساتھ فقہ کے رتبہ سے اُتر کر اُن کا مذہب اختیار کرلیا حتی کہ وہ کہتے ہین جب مرید کا نفس جماع کی خواہش کرے تو اُسکو نہ چاہیئے کہ کھانا کھاکر اُس کو طاقت پہونچاے اور جماع کرے جس سے یہ لازم آئے کہ نفس کی دو خواہشین پوری کین اور نفس اُس پر غالب آجائے۔ مصنف نے کہا یہ قول نہایت قبیح ہے کیونکہ سالن بھی کھانے سے زیادہ ایک خواہش ہے۔ لہذا آدمی کو چاہیئے کہ سالن بھی نہ کھائے۔ اور پانی بھی ایک دوسری خواہش ہے بھلا کیا صحیح حدیث مین نہین آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک غسل سے تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر آپ نے ایک ہی خواہش پر اقتصار کیون نہ فرمایا بھلا کیا صحیحین مین یہ حدیث نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ککڑی کو چھوارے سے ملا کر کھایا کرتے تھے یہ بھی دو خواہشین ہین بھلا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الہیثم بن تیہان کے یہان روٹی اور بھنا ہوا گوشت اور گدرا ہوا چھوارا نہین کھاے اور ٹھنڈا پانی

وقال کان الثوری یاکل اللحم والعنب والفالوذج ثم یقوم فیصلی اوما تعلق الفرس الشعیر والتبن والقت ونظم الاماتہ الخنطۃ والحمص وھو البذ ناقۃ وانما نھی بعض المتقدمین عن الجمع بین ادامین علی الدوام لئلا یتخذ ذلک عادۃ فیحوج الی الکلفۃ وانما یجتنب فضول الشھوات والحدیث الذی احتجوا بہ احرموا انفسکم طیب الطعام حدیث موضوع عملتہ یدا نبیع الرای واما اذا اقتصر علی خبز الشعیر والملح الجریش فانہ یخرف مزاجہ لان خبز الشعیر یابس مجفف والملح یابس قابض یضر الدماغ والبصر وتقلیل المطعم یوجب تنشیف المعدۃ وضیقھا وقد حکی یوسف الھمدانی عن شیخہ عبد اللہ الجوفی انہ کان یاکل خبز البلوط بغیر ادام وکان اصحابہ یسالونہ ان یاکل شیئا من لذھر والدسوتا فلا یفعل قال المصنف وھذا یورث القولنج الشدید واعلم ان المذموم من الاکل انما ھو الشبع واحسن الادب فی المطعم ادب الشارع صلی اللہ علیہ وسلم وعن یحیی بن جابر الطائی قال سمعت المقدام بن معدیکرب یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما ملأ آدمی وعاءً شرا من بطن حسب ابن آدم اکلات یقمن صلبہ فان کان لا محالۃ فثلث طعام وثلث شراب وثلث لنفسہ قال المصنف قلت فقد امر الشرع بما یقیم النفس حفظا لھا وسعیا فی

ترجمہ۔ ثوری گوشت اور انگور اور فالودہ کھایا کرتے تھے۔ پھر اوٹھکر نماز پڑھتے تھے بھلا کیا گھوڑے کو جو اور بھوسہ اور روٹی کے ٹکڑے نہیں کھلاتے اور گیہوں چنے اونٹ کو نہیں دیتے۔ بدن بھی بمنزلہ اونٹ کے ہے متقدمین نے ایک ساتھ ہمیشہ دو سالن کھانے سے صرف اس لئے منع کیا ہے تاکہ عادت نہ پڑجائے اور آخر کو تکلیف ہو اور فقط فضول خواہشوں سے پرہیز کیا جاتا ہے صوفیہ نے اس حدیث سے جو حجت پکڑی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسوں کو عمدہ کھانے سے محروم رکھو تو یہ حدیث موضوع ہے ربیع جو اس کے راویوں میں ہے اسی کی من گھڑت ہے اور انسان جب کہ صرف جو کی روٹی اور موٹا پسا ہوا نمک کھائے گا تو اس کا مزاج پھر جائے گا کیونکہ جو کی روٹی خشک اور خشکی پیدا کرنیوالی ہے اور نمک خشک اور قابض ہے جو دماغ اور بینائی کو ضرر پہونچاتا ہے۔ اور کھانا تھوڑا سا کھانا معدہ کے سمٹ جانے اور تنگی کا سبب ہوتا ہے یوسف ہمدانی اپنے شیخ عبد اللہ جوفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بغیر سالن کے بلوط کی روٹی کھایا کرتے تھے اُن کے اصحاب درخواست کیا کرتے تھے۔ کہ وہ کچھ روغنی اور چسکنی چیز کھائیں۔ وہ قبول نہ کرتے تھے مصنف رح نے کہا یہ کھانا سخت قولنج پیدا کرتا ہے۔ اور جاننا چاہیئے۔ مذموم کھانا صرف یہ ہے کہ خوب پیٹ بھر کر کھایا جائے۔ اور کھانے کی نسبت عمدہ ادب یہ ہے جو شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کیا یحیی بن جابر طائی سے مروی ہے کہ میں نے مقدام بن معدیکرب سے سنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بُرا ظرف جس کو آدمی بھرتا ہے وہ پیٹ ہے فرزند آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اُس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور اگر مجبوری ہی آپڑے تو ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رکھے مصنف رح نے کہا شارع نے اس قدر کھانے کا حکم دیا ہے جو نفس کو قائم رکھے اسی نفس کی محافظت اور اس کی مصلحت کے لئے کوشش ہے

مصلحتها ولو سمع بقراط هذه القسمة في قوله ثلث وثلث لدهش من هذه الحكمة لان الطعام والشراب يربو في المعدة فيقارب ملئها فيبقى للنفس من الثلث قريب فهذا الحد الاوفى فان نقص منه قليلا لم يضر وان زاد النقصان اضعف القوة وضيق مجاري الطعام **فصل قال المصنف** واعلم ان الصوفية انما يمرون بالتقلل شبانهم ومبتديهم ومن اضر الاشياء على الشبان الجوع فان المشائخ يصبرون عليه والكهول ايضا فاما الشبان فلا صبر لهم على الجوع وسبب ذلك ان حرارة الشباب شديدة فلن لم يرد هضمه ويكثر تحلل بدنه فيحتاج الى كثرة الطعام كما يحتاج السراج الكبير الى زيادة زيت فاذا صابر الشباب الجوع وثبته في اول النشئ فمنع نشو نفسه فكان كمن يرقب اصل الحيطان ثم يتعمد سد المعدة بعدم الغذاء الى اخذ الفضول المجتمعة في البدن فتعذيه بالاخلاط فيفسد الجسم والذهن وهذا اصل عظيم يحتاج الى تامل **فصل قال المصنف** وذكر العلماء التقلل الذي يضعف البدن **وعن** احمد بن حنبل قال قال له عقبة بن مكرم هؤلاء الذين يأكلون قليلا ويقللون من مطعمهم ما يعجبني **سمعت** عبد الرحمن بن مهدي يقول فعل قوم هذا فقطعهم عن الفرض **وعن** اسحاق بن داؤد بن صبيح قال قلت لعبد الرحمن بن مهدي يا ابا سعيد ان ببلدتا قوما من هؤلاء الصوفية

الفرض

ترجمہ شارع علیہ السلام کی اس تہائی تہائی کی تقسیم کو اگر بقراط بھی سن لیتا۔ تو یہ حکمت دیکھ کر حیران رہجاتا۔ کیونکہ کھانا اور پانی معدہ مین جاکر پھولتے ہین اور اُس کے بھر دینے کے قریب ہوجاتے ہین اور تہائی کے قریب سانس کے لئے رہجاتا ہے یہ تقسیم نہایت اعتدال پر واقع ہوئی ہے اگر اس سے تھوڑا سا کم ہوجائے تو کچھ مضر نہین اور اگر بہت ہی کمی کرے تو قوت مین ضعف آجائے گا۔ اور کھانے کے منفذ تنگ ہوجائین گے **فصل مصنف** رح نے کہا جاننا چاہیئے کہ صوفیہ فقط مبتدیون اور جوانون کو تذلل کرنے کا حکم کرتے ہین حالانکہ جوانون کے حق مین سب سے زیادہ ضرر رسان چیز بھوک ہے کیونکہ بڈھے اور ادھیڑ آدمی تو بھوک پر صبر کرسکتے ہین۔ مگر جوان ہرگز صابر نہین ہوسکتے اس کا سبب یہ ہے کہ جوانی کی حرارت بہت تیز ہوتی ہے لہذا ہضم عمدہ ہوتا ہے اور بدن کی کشادگی زیادہ ہوتی ہے اور زیادہ کھانے کی ضرورت پڑتی ہے جس طرح بڑے چراغ مین زیادہ تیل کی حاجت ہوتی ہے۔ اس حالت مین جب کہ جوان آدمی بھوک پر صبر کرین گے اور آغاز نشو مین اُس کو ثابت رکھین گے تو اپنے نفس کی نشو ونما کو روک دینگے اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دیوارون کی جڑ کھودنے لگے علاوہ ازین معدہ جب غذا نہ پائیگا تو بدن مین جو فضولیات جمع ہین اُن کے لینے کے لئے ہاتھ بڑھائیگا۔ اور خلطون کو اپنی غذا بنائے گا۔ جس سے جسم اور ذہن خراب ہوجائے گا یہ بیان بہت بڑی اصل ہے جس مین تامل کی ضرورت ہے **فصل مصنف** رح نے کہا علما نے اُس کم خوراکی کا ذکر کیا ہے جو بدن کو ضعیف کردے **احمد بن حنبل** سے مروی ہے کہ اُن سے عقبہ بن مکرم نے کہا یہ لوگ جو کم کھاتے ہین اور اپنی خوراک تھوڑی کرتے ہین مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا **عبد الرحمن بن مہدی** سے مین نے سُنا ہے کہتے تھے کچھ لوگون نے ایسا کیا تھا اور فرض سے باز رہگئے **اسحاق** بن داؤد بن صبیح نے کہا مین نے عبد الرحمن بن مہدی سے ذکر کیا کہ اے ابو سعید ہمارے شہر مین صوفیہ کی ایک جماعت ہے

یعرف

فقال لا تقرب هؤلاء فانه قد رأينا من هؤلاء قوما اخرجهم الامر الى الجنون وبعضهم اخرجهم
الى الزندقة ثم قال خرج سفيان الثوري في سفر فشيعته فكان معه سفرة فيها فالوذج وكان فيها حمل
وعن احمد بن حنبل قال قال لي رجل اني منذ خمس عشرة قد ولع بي ابليس وربما وجد وسوسة التفكر في الله تعالى
لعلك كنت قد من الصوم افطر وكل دسما وجالس القصاص قال المصنف ومن هؤلاء القوم من
يتناول المطاعم الردية وتجرالد سم فيجتمع في معدته اخلاط فتعدى المعدة منها مدة لان المعدة
لابد لها من شئ تهضمه فاذا هضمت ما عندها من الطعام ولم تجد شيئا تناولت الاخلاط فهضمتها
وجعلتها لغذاء وذلك الغذاء الردي يخرج الى الوسواس والجنون وسوء الاخلاق
وهؤلاء المتقللون يتناولون مع التقلل اردأ المأكولات فتكثر اخلاطهم فتتشاكل على المعدة
بهضم الاخلاط ويتفق لهم تعوم التقلل بالتدريج وتضييق المعدة فيمكنهم الصبر عن الطعام
كرامة وانما السبب ما عرفتك وقد ابتلينا بهذا يا عبد المنعم بن عبد الكريم قال حدثني ابي قال كانت امرأة
قد طعنت في السن فسئلت عن حالها فقالت كنت في حال الشباب اجد من نفسي احوالها

ترجمہ وہ بولے کہ اُن کے قریب نہ جانا کیونکہ ہمنے ان لوگون مین سے کچھ ایسے دیکھے ہین جو صوفی بن کر دیوانے ہوگئے اور بعض ایسے دیکھے کہ زندیق بن گئے پھر بولے کہ ایکبار سفیان ثوری سفر کو چلے ہین اُن کو پہونچانے کے لئے کچھ دور گیا اُن کے ساتھ دسترخوان تھا جس مین فالودہ اور بکری کا گوشت تھا احمد بن حنبل سے کسی آدمی نے کہا کہ مجھکو پندرہ برس سے شیطان وسوسہ کا دے رہا ہے اور بعض اوقات مجھ کو وسوسہ ہوتا ہے اور مین خدا تعالیٰ کی ذات مین فکر کرنے لگتا ہون امام بولے کہ شائد تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اسکو افطار کرا اور دبکینی چیزین کھایا کر اور واعظون کے پاس بیٹھا کر مصنف نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی ہین جو خراب اور ردی کھانا کھاتے ہین اور چکنا چھوڑ دیتے ہین جسکی وجہ سے معدے مین اخلاط فاسدہ جمع ہوتے ہین معدہ ایک مدت تک اُن خلطون کو غذا بناتا رہتا ہے۔ کیونکہ معدہ کے لئے ایسی چیز ضرور ہونا چاہیئے جس کو وہ ہضم کرے جو کھانا اس مین موجود تھا جب اُس کو ہضم کر چکا اور پھر کچھ نہ پایا تو خلطون کو لے کر ہضم کرتا ہے اور اُن کو غذا بناتا ہے اور یہ خراب غذا وسواس مجنون و بداخلاقی کا باعث ہوتی ہے اور یہ کم خوراک بنانے والے لوگ کم خوراکی کے ساتھ ردی اور خراب کھانے بھی کھاتے ہین۔ جس سے اُن کے اخلاط فاسدہ زیادہ ہوتے ہین اور معدہ ان اخلاط کے ہضم کرنے مین مشغول رہتا ہے اور یہ لوگ بتدریج کم کھانے کی عادت ڈالتے ہین اور معدہ کو تنگ کرتے ہین اور پھر کھانے سے باز رہنے کو کرامت خیال کر بیٹھتے ہین حالانکہ اصلی سبب وہی ہے جو ہم تمکو بتا چکے عبد المنعم بن عبد الکریم نے کہا میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک عورت بہت بڑھیا تھی اس سے کسی نے اس کی گذشتہ حالت دریافت کی کہنے لگی کہ جوانی کے عالم مین مین اپنے آپ مین ایسی حالتین پاتی تھی جو حالت کی طاقت سے زیادہ تھین جب مین بڑی ہوئی تو وہ سب حالت مجھ سے زائل ہوگئی لہذا مجھکو معلوم ہوا کہ وہ جوانی کی قوت تھی جس پر مجھکو احوال کا توہم ہوا

قال فسمعت ابا علی الرقاق یقول ما سمع احد هذه الحکایة من الشیوخ الا رق لهذه العجوزة وقال انها کانت منصفة
قال المصنف فان قیل کیف یمنعون من التقلل وقد ویتوان عمر کان یاکل فی کل یوم احدی عشرة تمرة وان ابن الزبیر کان
یبقی اسبوعا لا یاکل وان ابراهیم الیتمی بقی شهرین قلنا قد یجری للانسان من هذا القوت فی بعض الاوقات غیر انه لا یدوم ولا یقصد الترقی الیه وقد کان فی السلف من یجوع عمدا وفیهم من کان الصبر له عادة لا یضر
وفی العرب من یبقی ایاما لا یزید علی شرب اللبن ونحن لا نامر بالتشبه انما ینهی عن جوع یضعف القوة ویؤذی البدن
واذا ضعف البدن قلت العبادة فان حملت قوة الشباب جاء الشیب فابدع بالراکب وعن انس قال کان یطعم
عمر بن الخطاب الصداع من التمر فیاکله حتی حشفه وقد روینا عن ابراهیم ابن ادهم انه رئی اکل عسلا وخبز
حواری فقیل له هذا تاکله فقال اذا وجدنا اکلنا اکل الرجال واذا عدمنا صبرنا صبر الرجال فصل قال المصنف
واما شرب الماء صافیا فقد تخیره رسول الله صلی الله علیه وسلم
فعن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی قوما من الانصار
یعود مریضا واستسقی وجد ولی قریب منه

ترجمہ راوی کہتے ہین کہ مین نے ابو علی رقاق سے سنا تھا کہتے تھے اس عورت کا قصہ جو شیخ سنے گا وہ اس بڑھیا پر رحم کریگا اور کہتے تھے کہ یہ بڑھیا منصف تھی مصنف رح نے کہا اگر کوئی کہے کہ تم خوراک کرنے سے کیونکر منع کرتے ہو حالانکہ تم نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر روز گیارہ لقمے کہایا کرتے تھے۔ اور ابن زبیر ایک ہفتے تک بغیر کچھ کھائے ہوے رہتے تھے اور ابراہیم تیمی دو مہینے تک بھوکے رہے جواب یہ ہے کہ بعض وقتون مین انسان کو اس قسم کا اتفاق ہوجاتا ہے مگر وہ اسپر مداومت نہین کرتا اور اسمین ترقی نہین چاہتا سلف مین بعض ایسے تھے جو کسی پرہیز وغیرہ کی وجہ سے بھوکے رہتے تھے کہ اُن کو صبر کی عادت ہوگئی تھی۔ اور اُن کے بدن کو کچھ ضرر نہ پہونچتا تھا عرب مین ایسے لوگ ہین جو کئی کئی دن تک صرف دودھ پی کر رہتے ہین اور ہم یہ حکم نہین دیتے کہ خوب پیٹ بھر کر کھائے بلکہ اُس بھوک سے منع کرتے ہین جو قوت کو ضعیف کردے اور بدن کو تکلیف پہونچائے اور جب بدن ضعیف ہوجائیگا تو عبادت مین کمی واقع ہوگی اگر جوانی کی قوت پر حملہ کیا جائیگا تو بڑھاپا آجائیگا جس کی وجہ سے وہ بدن جو سواری ہے خراب ہوجائیگا انس رض نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیئے صداع بھر کر چھوہارے ڈالدے جاتے تھے حضرت عمر کہاتے تھے حتی کہ بہت خراب چھوہارے بھی کھا گئے ابراہیم بن ادہم کی نسبت ہم بیان کرچکے کہ انہون مکھن اور شہد اور سفید خمیری روٹی خریدی کسی نے کہا کہ آپ ایسا کھانا کھاتے ہین جواب دیا کہ جب ہم کو میسر آتا ہے تو مردون کا کھانا کہاتے ہین اور جب نہین ملتا تو مردون کی طرح صبر کرتے ہین فصل مصنف رح نے کہا باقی رہا صاف پانی پینا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے جابر بن عبداللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت مین ایک مریض کی عیادت کو تشریف لائے اور پانی مانگا وہان ایک حوض قریب تھا

فقال ان کان عندهم ما بات فی شن والا کرعنا اخرجه البخاری وعن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
کان یستسقی له الماء العذب من بین السقیا قال المصنف وینبغی ان یعلم الماء الکدر یولد
فی الکلی والسدد فی الکبد واما الماء البارد فانه اذا کان برودته معتدلة فانه یشد المعدة ویقوی
الشهوة ویحسن اللون ویمنع عفن الدم وصعود البخارات الی الدماغ ویحفظ الصحة واذا کان الماء حارا
افسد الهضم واحدث الزهار وازیل البدن وادی الی الاستسقاء والدق فان سخن بالشمس خیف منه البرص
وقد کان بعض الزهاد یقول اذا اکلت الطیب وشربت الماء البارد متی تحب الموت وکذلک قال
ابو خلیل الطوسی اذا اکل الانسان ما یستلذه قسی قلبه وکره الموت واذا منع نفسه شهواتها
حرمها لانها اشتملت نفسه الافات بالموت قال المصنف قلت واعجبا کیف یصدر هذا الکلام من فقیه
اترک لو تقلبت النفس فی ای فن کان من التعذیب احبت الموت ثم کیف یجوز لنا تعذیبها وقد قال
عز وجل ولا تقتلوا انفسکم ورضی منا بالافطار فی السفر رفقا بها وقال یرید الله بکم الیسر ولا
یرید بکم العسر ولیست سطیتنا التی علیها وصلنا

ترجمہ فرمایا اگر تمہارے یہاں مشکیزہ مین رات کا رکھا ہوا پانی ہو۔ تو لاؤ۔ ورنہ پھر یہی حوض کا پانی پی لینگے یہ حدیث بخاری مین ہے
عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حوض مین سے صاف وشیرین پانی لایا جاتا تھا مصنف
نے کہا یہ بات بھی معلوم ہونا چاہیے کہ گدلا پانی گردہ مین سنگریزہ اور جگر مین سدہ پیدا کرتا ہے اور ٹھنڈا پانی اگر اس کی برودت معتدل
ہو تو معدہ کو مضبوط اور شہوت کو قوی اور رنگ کو خوبصورت کرتا ہے۔ اور خون مین عفونت نہین آنے دیتا اور بخارات کو دماغ
کی جانب چڑھ جانے سے باز رکھتا ہے اور تندرستی کی محافظت کرتا ہے اور جب پانی گرم ہوتا ہے تو ہضم کو خراب کر دیتا ہے۔
اور غفلت وسستی لاتا ہے اور بدن کو لاغر کرتا ہے اور جذام اور دق کی بیماری پر نوبت پہونچ جاتی ہے اور اگر آفتاب کے ذریعہ سے
پانی گرم کیا جائے تو جذام کے عارضہ کا خوف ہے بعض زاہدون کا قول ہے کہ جب تم عمدہ کھانا کھاؤ گے اور ٹھنڈا پانی پیو گے
تو موت کو کب پسند کرو گے ابو خلیل طوسی کہتے ہین جب انسان مزیدار چیزین کھائیگا تو اس کا دل سخت ہو جائیگا اور موت سے
نفرت کریگا اور جس وقت اپنے نفس کو اس کی خواہشون سے روکے گا اور لذتون سے محروم رکھیگا تو اس کا نفس یہ آفتین
اٹھا کر موت کا خواہشمند ہوگا مصنف نے کہا سخت تعجب آتا ہے کہ فقیہ آدمی کیونکر ایسی باتین کرتا ہے کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ اگر
نفس کو کسی قسم کے عذاب مین ڈالا جائے تو وہ موت کو پسند کریگا علاوہ ازین ہمارے لئے کیونکر جائز ہے کہ نفس کو عذاب مین گرفتار
کرین اللہ تعالی کا تو یہ حکم ہے۔ ولا تقتلوا انفسکم یعنی تم اپنے نفسون کو مارنڈالو اور اللہ تعالی نے ہمارے ساتھ یہ نرمی کی ہے۔
کہ سفر مین روزہ افطار کر لینے پر ہم سے رضامندی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر یعنی اللہ تعالے
تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہین چاہتا پھر دیکھنا چاہیے کہ بھلا کیا نفس ہمارے لئے ایسی سواری نہین ہے جسکے ذریعہ سے ہم منزل پر پہونچ سکتے ہین

شعر وکیف لا ناوی لها وهی التی ✦ بها قطعنا السهل والحزونا **واما** معاقبة ابی یزید نفسه بترک الماء ستة فانها حالة مذمومة لایراها مستحسنة الا الجهال ووجه ذمها ان للنفس حقا ومنع الحق مستحقه ظلم ولا یحل للانسان ان یؤذی نفسه ولا ان یقعد فی الشمس فی الصیف بقدر ما یتاذی ولا فی البرد فی الشتاء والماء یحفظ الرطوبات الاصلیة فی البدن وینفذ الاغذیة وقوام النفس بالاغذیة فاذا بلغها اغذیة الادمیین ومنعها الماء فقد اعان علیها وهذا من المحتوم الخطاء وکذلک منعه ایاها النوم قال ابن عقیل ولیس للناس اقامة العقوبات ولا استیفاؤها من انفسهم یدل علیه ان اقامة الانسان الحد علی نفسه لا یجزی فان فعله الامام واهذه النفوس ودائع الله حتی ان التصرف فی الاموال لم یطلق لاربابها الا علی وجه مخصوص قال المصنف قلت وقد روینا فی حدیث الهجرة ان النبی صلی الله علیه وسلم یزود طعاما وشرابا وان ابا بکر فرش له فی ظل صخرة وحلب له لبنا فی قدح فرصب ماء علی القدح حتی برد اسفله وکل ذلک من الرفق بالنفس **واما** ما رتبه ابو طالب المکی فحمل علی النفس ما یضعفها وانما یمنع الجوع اذا کان بعقار **وذکر** المکاشفة من حدیث الفارغ **واما** ما صنفه الترمذی فکان ابتداء شرع برأیه الفاسد

اعادة الامام

ترجمہ کسی کا شعر ہے جس کا یہ ترجمہ ہے ہم اپنی اونٹنی کو اچھی طرح کیون نہ کہین اُسی سے تو ہم نرم و سخت زمین طے کرتے ہین ۔ ابو یزید کا سال بھر تک پانی چھوڑ کر اپنے نفس کو عذاب مین ڈالنا ایک مذموم حالت ہے ان باتون کو صرف جاہل لوگ اچھا جانتے ہین مذموم اس وجہ سے ہے کہ نفس کا ہم پر ایک حق ہے اور حقدار کا حق ادا نہ کرنا ظلم ہے انسان کے لئے ہرگز جائز نہین کہ اپنے نفس کو تکلیف دے اور گرمی مین دھوپ مین اس قدر بیٹھے کہ تکلیف ہو اور جاڑے مین برف مین بیٹھے پانی کا خاصہ ہے کہ بدن مین اصلی رطوبتون کی محافظت کرتا ہے اور غذا کو اُس کے مقام پر پہونچاتا ہے اور نفس کا مدار غذا پر ہے جب اس کو آدمیون کی غذا ملی اور پانی نہ دیا گیا تو گویا اُس پر حملہ کیا اور یہ بڑی بُری خطا ہے علی ہذا القیاس ابو یزید کا اپنے نفس کو خواب سے باز رکھنا ہے **ابن عقیل** کہتے ہین لوگون کے لیئے یہ امر جائز نہین کہ اپنے جی سے سزائین قائم کرین اور اُن سزاونکو پورا کرین دلیل اُس کی یہ ہے کہ انسان کا اپنے لئے خود حد شرع قائم کر لینا کافی نہین اور اگر ایسا کر گذرے تو امام اُس حد کا اعادہ کریگا اور یہ نفوس اللہ تعالی کی امانتین ہین حتی کہ مالدار آدمیون کے لئے مال مین تصرف کرنا علی الاطلاق نہین بلکہ خاص خاص صورتون مین رکھا گیا ہے **مصنف** نے کہا ہم نے ہجرت کی حدیث مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زاد سفر کھانا پانی لیا اور حضرت ابو بکر نے آنحضرت کے لئے ایک ٹیلے کے سایہ مین بچھونا بچھایا اور ایک پیالہ مین آپ کے واسطے دودھ دوہا پھر اس پیالہ پر پانی چھوڑا حتے کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا ۔ یہ سب باتین نفس کے ساتھ نرمی کرنے کی ہین **ابو طالب** نے جو ترتیب مقرر کی ہے وہ نفس پر حملہ کرنا ہے ۔ تاکہ ضعیف ہو جائے بھوک فقط اسی وقت تک اچھی ہے جب ایک مقدار پر ہوتی رہا مکاشفہ کا ذکر یہ ایک خیالی بات ہے **ترمذی** نے جو کچھ تصنیف کیا ہے تو گویا اپنی رائے فاسد سے ایک نئی شریعت نکالی

وما وجه صوم شهرين متتابعين عند التوبة وما فائدة قطع الفواكه المباحة وإذا لم ينظر في الكتب فما سيرة تقيه وأما الاربعينية فحديث فارغ ربتوه على حديث لا اصل له من اخلص الله اربعين صباحا ثم الاخلاص يجب ابدا فما وجه تقديره باربعين يوما صباحا ثم لو قدرنا ذلك فالاخلاص عمل القلب فما بال المطعم ثم ما الذي حسن اكل الفاكهة ومنع الخبز وهل هذا كله الا جهل وقال انبأ عبد المنعم بن عبد الكريم القشيري قال حدثنا ابي قال تجرد الصوفية اظهر من تجرد كل احد قواعد مذهبهم اقوى من قواعد كل مذهب ان الناس اما اصحاب نقل واثر واما ارباب عقل وفكر وشيوخ هذه الطائفة ارتقوا عن هذه الجملة والذي لهم غيب فلهم ظهور فهم اصل الوصال والناس اهل الاستدلال فينبغي لمريدهم ان يقطع العلائق اولها الخروج من المال ثم الخروج من الجاه وان لا ينام الا غلبه وان يقلل غذاءه بالتدريج قال المصنف قلت من له ادنى فهم يدري ان هذا الكلام تخليط فان من خرج عن النقل والعقل فليس بمعدود في الناس وهل حد الخلق الا هو مستدل وذكر الوصال قائم فنسأل الله العصمة من تخليط المريدين والاشياخ فصل في ذكر احاديث من خطأهم في افعالهم عن سعيد بن المسيب قال جاء عثمان بن مظعون

ترجمہ توبہ کے وقت پے در پے دو مہینے کے روزے رکھنے کی کیا وجہ ہے اور میوے جو مباح ہین اُن کے چھوڑ دینے مین کیا فائدہ ہے اور جب انسان کتابون کا مطالعہ نہ کریگا تو کس سیرت کا اتباع کریگا اور چلہ جو نکالا ہے محض خیالی مضمون ہے۔ جس کا مدار ایک بے اصل حدیث پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چالیس روز تک خدا تعالی کے ساتھ اخلاص رکھیگا تو یون ہوگا ہم پوچھتے ہین کہ اخلاص تو ہمیشہ واجب ہے چالیس روز کی قید لگانے کی کیا وجہ ہے پھر اگر ہم اس کو مان بھی لین تو اخلاص ایک دل کا عمل ہے کھانے مین کیا قباحت ہے پھر وہ کیا چیز ہے کہ میوون کا کھا لینا اچھا ہو گیا اور روٹی سے باز رکھا گیا۔ یہ سب باتین جہالت کی ہین تو کیا ہین عبد المنعم بن عبد الکریم قشیری نے کہا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ صوفیہ کی تجریدین ہر ایک کی حجتین سے ظاہر تر ہین اور ان کے مذہب کے قواعد ہر ایک مذہب کے قواعد سے زیادہ قوی ہین کیونکہ لوگ یا تو اہل نقل و حدیث ہین اور یا اہل عقل و فکر اور اس گروہ کے مشائخ ان سب سے ترقی کر گئے ہین جو چیز لوگون کے لئے غیب ہے وہ ان کے واسطے ظہور ہے لہذا صوفیہ اہل وصال ہین اور لوگ اہل استدلال پس ان کے ارادتمند کو چاہئے کہ تعلقات کو قطع کرے اول مال سے علیحدہ ہو جاے پھر جاہ و مرتبہ چھوڑ دے اور جب تک خواب کا خوب غلبہ نہو آرام نہ کرے اور اپنی غذا کو آہستہ آہستہ کم کرے مصنف کہتا ہے جس کسی کو ذرا سی سمجھ بھی ہوگی وہ جان لیگا کہ کلام محض تخلیط ہے کیونکہ جو شخص عقل اور نقل دونون ہی سے الگ ہو گیا وہ آدمیون کے شمار سے خارج ہے اور خلقت مین جو کوئی ہے وہ صاحب استدلال ہی ہے اور وصال کا ذکر کرنا خیالی پلاؤ ہے ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہین کہ ان مریدون اور پیرون کی تخلیط سے محفوظ رکھے فصل (اُن حدیثون کے بیان مین جن سے صوفیہ کے افعال خطا ثابت ہوتے ہین سعید بن مسیب نے کہا عثمان بن مظعون نے

الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ غلبنی حدیث النفس فلم احب ان احدث شیئا حتی اذکر
لک ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما تحدثک نفسک یا عثمان قال تحدثنی نفسی ان
اختصی فقال مھلا یا عثمان فان خصائص امتی الصیام قال یا رسول اللہ فان نفسی تحدثنی بالجبال
فقال مھلا یا عثمان فان ترھب امتی الجلوس فی المساجد وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ قال یا رسول اللہ
فان نفسی تحدثنی بان اسیح فی الارض قال مھلا یا عثمان فان سیاحۃ امتی الغزوۃ والجھاد فی سبیل اللہ والحج
العمرۃ قال یا رسول اللہ فان نفسی تحدثنی بان اخرج من مالی کلہ قال مھلا یا عثمان فان صدقتک یوما
بیوم فی کف نفسک وعیالک وترحم المسکین والیتیم وتطعمہ افضل من ذلک قال یا رسول اللہ فان نفسی
تحدثنی بان اطلق خولۃ امرأتی قال مھلا یا عثمان فان ھجرۃ امتی من ھجر ما حرم اللہ علیہ او ھاجر الی قبر حیوتی او
زار قبری بعد موتی او مات ولہ امرأۃ او امرأتان او ثلث او اربع قال یا رسول اللہ فان نفسی تحدثنی ان لا
اغشاھا قال مھلا یا عثمان فان لرجل المسلم اذا غشی اھلہ فان لم یکن من وقعتہ تلک ولد کان لہ وصیفا فی
الجنۃ وان کان من وقعتہ تلک ولد فمات قبلہ کان لہ فرطا وشفیعا یوم القیامۃ وان کان بعدہ کان لہ نورا یوم القیامۃ

یکفن

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین کچھ باتین آئی ہین۔ مین نہین چاہتا کہ جب تک
آپ سے تذکرہ نکر لون کوئی نیا کام کرون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جی مین کیا آتا ہے۔ عرض کیا میرے جی مین یہ
آتا ہے کہ خصی ہوجاؤن فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے
کہ پہاڑون مین جا بیٹھون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ مسجدون مین بیٹھین اور ایک نماز کے
بعد دوسری نماز کا انتظار کرین عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ زمین پر سیاحی کرون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو
میری امت کی سیاحی خدا کی راہ مین جہاد کرنا اور حج اور عمرہ ہے عرض کیا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ اپنے تمام مال سے علحدہ ہو
جاؤن۔ فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو۔ سنو تمہارا ہر روز صدقہ دینا اور اپنے نفس اور بال بچون کی پرورش کرنا اور مسکین و یتیم پر رحم کرنا۔
اُن کو کھانا کھلانا اس فعل سے افضل ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ خولہ اپنی بی بی کو طلاق دیدون اور چھوڑ
دون۔ فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو۔ میری امت کی ہجرت یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے۔ اُسکو
چھوڑ دے یا میری زندگی مین ہجرت کرکے میرے پاس آوے یا میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔
یا اپنے مرنے کے بعد ایک یا دو یا تین یا چار بی بیان چھوڑ جائے۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے۔ کہ
اپنی بی بی سے قربت نہ کرون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو مسلمان آدمی جب اپنی منکوحہ سے قربت کرتا ہے۔ تو اگر بتقدیر
اس صحبت سے لڑکا نہ ہوا تو اُس کو بہشت مین ایک کنیز ک ملے گی اور اگر لڑکا ہوا مگر اُس سے پہلے مر گیا
تو قیامت کے دن اس کا پیشرو اور شفیع ہوگا۔ اور اگر اُس کے بعد وہ لڑکا زندہ رہا تو قیامت مین اُس کے لئے نور ہوگا۔

قال یارسول اللہ فان نفسی تحدثنی ان لا اکل اللحم قال بلا یا عثمان فانی احب اللحم واکلہ اذا وجدتہ ولو سالت ربی ان یطعمنی ایاہ کل یوم لاطعمنی قال یارسول اللہ فان نفسی تحدثنی ان لا امس طیبا قال بلا یا عثمان فان جبریل امرنی بالطیب غبا ویوم الجمعۃ لا اترک لہ یا عثمان لا ترغبن عن سنتی فمن رغب عن سنتی ثم مات قبل ان یموت صرفت الملائکۃ وجہہ عن حوضی قال المصنف ھذا حدیث عمیر بن مرداس وعن ابی قلابۃ قال دخلت امرأۃ عثمان بن مظعون علی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأیتہن سیئۃ الھیئۃ فقلن لھا مالک فما فی قریش رجل اغنی من بعلک قالت مالنا منہ شیء اما باللیل فقائم واما بالنھار فصائم فدخلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرن لہ فلقیہ فقال یا عثمان امالک بی اسوۃ قال بابی وامی انت وما ذاک قال تصوم النھار وتقوم اللیل قال انی لافعل قال لا تفعل ان لعینیک علیک حقا وان لجسدک علیک حقا وان لاھلک علیک حقا فصل ونم وصم وافطر وعن ابی قلابۃ ان عثمان بن مظعون اتخذ بیتا فقعد یتعبد فیہ فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ فاخذ بضاعتی یا البیت لذہ ونیہ فقال یا عثمان ان اللہ تعالی عز وجل لم یبعثنا بالرھبانیۃ مرتین او ثلثۃ وان خیر الدین عند اللہ الحنیفیۃ السمحۃ

ترجمہ عرض کیا یارسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ گوشت نہ کھاؤن فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو مجکو گوشت مرغوب ہے اور جب ملتا ہے کھاتا ہون اور اگر مین اپنے پروردگار سے سوال کرون کہ ہر روز مجکو گوشت کھلائے تو ضرور کھلایا کرے عرض کیا یارسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ خوشبو نہ لگاؤن فرمایا اے عثمان ٹھیرو سنو جبریل نے مجکو گاہے گاہے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے اور جمعہ کے روز تو اُس کو ترک ہی نہین کرتا اے عثمان میرے طریقہ سے مونہہ نہ موڑو جو شخص میری سنت سے پھیر گیا اور اسی حالت مین بغیر توبہ کئے مرگیا فرشتے اُس کا مونہہ میرے حوض سے پھیر دین گے مصنف نے کہا یہ حدیث عمیر بن مرداس کی روایت سے ہے ابو بردہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی بی بی ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آئین ازواج مطہرات نے اُن کو کثیف حالتمین دیکھا اُن سے کہنے لگین تم کو کیا ہو گیا تمہارے شوہر سے مالدار تو قریش مین کوئی نہین ہے۔ وہ بولین کہ ہم کو اُس شخص سے کچھ نفع نہین رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن بھر روزے سے رہتا ہے ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تذکرہ کیا آپ عثمان سے ملے اور فرمایا اے عثمان کیا تم میری پیروی نہین کرتے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر میرے ماں اور باپ قربان ہون کیا بات ہے فرمایا تم دن بھر روزہ سے رہتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو عرض کیا ایسا کرتا ہون فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ تمہاری آنکھون کا تم پر حق ہے تمہارے بدن کا تم پر حق ہے تمہاری بی بی کا تم پر حق ہے لہذا نماز بھی پڑھو اور خواب بھی کرو اور روزہ بھی رکھو افطار بھی کرو ابو قلابہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون ایک حجرہ مین بیٹھ کر عبادت کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی خبر پہونچی آپ تشریف لائے اور جس حجرہ مین عثمان بیٹھے تھے اس کے دروازہ کے دونون بازو تھام کر کھڑے ہوے اور فرمایا اے عثمان مجکو اللہ نے رہبانیت کے لئے نہین بھیجا دو یا تین بار آپ نے یہی جملہ فرمایا میرا ارشاد کیا کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر دین ملت ابراہیم ہے جو خالص اور آسان ہے۔

وعن کھمس الھلالی قال اسلمت واتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ باسلامی فکنت کلما ثم ایتہ وقد ضعرت وتحل جسمی تخفقت فی البصر تم رفعہ قلت ما تعرفنی قال وممن انت قلت انا کھمس الھلالی قال فما بلغ بک ما اری قلت ما افطرت بعد نھارا ولا نمت لیلا قال ومن امرک ان تعذب نفسک صم شھر الصبر ومن کل شھر یوما قلت زدنی قال صم شھر الصبر ومن کل شھر یومین قلت زدنی قال صم شھر الصبر ومن کل شھر ثلثۃ ایام وعن ایوب عن ابی قلابۃ بلغہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ناسا من اصحابہ اعتزلوا النساء واللحم فاوعد فیہ وعیدا شدیدا وقال لو کنت تقدمت فیہ لفعلت ثم قال انی لم ارسل بالرھبانیۃ ان خیر الدین الحنیفیۃ السمحۃ قال المصنف وقد روینا حدیثا اخر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ تعالی احب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ فی مأکلہ ومشربہ قال بکر بن عبد اللہ من اعطی خیرا فتری علیہ سمی حبیب اللہ محدثا بنعمۃ عز وجل ومن اعطی خیرا فلم یر علیہ سمی بغیض اللہ معاد بنعمۃ اللہ عز وجل **فصل** قال المصنف وھذا الذی نھینا عنہ من التقلل الزائد فی الحد قد انعکس فی صوفیۃ زماننا

ترجمہ کہمس ھلالی کہتے ہین مین مسلمان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر آپ کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر دی پھر سال بھر تک آپ سے جدا رہا اُس کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ اور اس وقت مین لاغر ہوگیا تھا۔ اور میرا جسم بالکل نزار تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سے پاؤن تک مجکو دیکھا پھر عرض کیا کیا آپ مجکو نہین پہچانتے فرمایا تم کون ہو مینے عرض کیا کہمس ھلالی ہون فرمایا تمہارا یہ حال کیون ہوگیا مینے عرض کیا جب سے آپ سے جدا ہوا۔ دن کو کبھی بے روزہ نہین رہا۔ اور رات کو خواب نہین کیا فرمایا تم کو کس نے حکم دیا تھا کہ اپنے نفس کو عذاب مین ڈالو بیس پورے رمضان پھر اور ہر مہینے ایک روزہ رکھ لیا مینے عرض کیا میرے لیے اور کچھ بڑھا دیجیے فرمایا پورے رمضان پھر اور ہر مہینے دو روزے رکھو مینے عرض کیا میرے لیے کچھ اور زیادہ کر دیجیے فرمایا پورے رمضان پھر اور ہر مہینے تین روزے رکھا کرو **ایوب** نے ابو قلابہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ آپ کے صحابہ مین سے کچھ لوگون نے عورتون کی صحبت اور گوشت کھانے سے پرہیز اختیار کر لیا ہے آپ نے یہ سنکر اس بارے مین سخت وعید فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا اگر مین اس بارے مین پہلے تم کو ہدایت کر چکا ہوتا تو آج تم پر کچھ سختی کرتا پھر فرمایا مین رہبانیت دیکر خدا کی طرف سے نہین بھیجا گیا ہون اچھا دین ملت ابراہیم ہے جو خالص اور آسان ہے **مصنف** نے کہا دوسری حدیث مین ہم روایت کر چکے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اپنے بندے پر کھانے اور پینے مین اپنی نعمت کا اثر دیکھے **بکر بن عبد اللہ** کا قول ہے کہ جس شخص کو مال خیر عطا ہوا اور اس نے اپنے اوپر اس کا اظہار کیا تو اس شخص کا نام حبیب اللہ اور اُس کی نعمت کا ذکر کرنیوالا کہا جاویگا اور جس کو مال خیر ملا اور اس نے اپنے اوپر اسکا اظہار نہ کیا اس کا نام بغیض اللہ اور اسکی نعمت کا دشمن کہنے والا پڑیگا **فصل** مصنف نے کہا یہ جو زیادہ خوراک کم کر دینا جس سے ہم کو شریعت نے منع کیا ہے ہمارے زمانے کے صوفیہ مین اس کے برعکس مضمون ہے

فصارهمتهم فی الاکل کما کانت همة متقدمیهم فی الجوع لهم الغداء والعشاء والحلوا وکل ذالک
او اکثره حاصل ضمن اموال وسخة وقد ترکوا کسب الدنیا واعرضوا عن التغبیه وافرشوا فرش البطالة فلاهمة
لاکثرهم الا الاکل واللعب فان احسن منهم محسن قالوا طرح شکرا وان اساء قالوا استغفروا
یسمون ما یلزمونه ایاه واجبا وتسمیة ما لم یسمه الشرع واجبا جنایة علیه وعن محمد بن عبد وس السراج البغدادی
قال قام ابو مرحوم القاص بالبصرة یقص علی الناس فبکی فلما فرغ من قصصه قال من یطعمنا ارزة فی لله تع
فقام شاب من المجلس فقال انا فقال اجلس رحمک الله فقد عرفنا موضعک ثم قام الثانیة ذلک الشاب
فقال اجلس فقد عرفنا موضعک فقام الثالثة فقال ابو مرحوم لاصحابه قوموا بنا الیه فقاموا معه فاتوا
منزله قال فاتینا بقدر من باقلا فاکلناه بلا ملح ثم قال ابو مرحوم علی بخوان خماسی وخمسة
مکاکیل ارز وخمسة امناء سمن وعشرة امناء سکر وخمسة امناء صنوبر وخمسة امناء فستق فجیء بها کلها فقال ابو مرحوم یا
اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرق لونها مبیضة شمسها قالوا اخرقوا فیها انهارها قال فاتی بذالک السمن
فاجری فیها ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابه فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا

ترجمہ جس طرح متقدمین صوفیہ کی ہمت بھوک اور فاقہ کی طرف مبذول تھیں اسی طرح اُن کی ساری ہمت کھانے کیطرف مبذول
ہے ان لوگون کو صدقہ کے کثیف اور میلے مال کی بدولت صبح وشام کا کھانا اور شیرینی حاصل ہے انہون نے دنیا کے کاروبار کسب وحرفت
سب چھوڑ دئے اور عبادت سے مونہہ پھیرلیا اور بطالت کا فرش بچھالیا۔ ان مین سے اکثر کی ہمت کھانے اور کھیلنے کی جانب متوجہ ہے
اگر ان کے ساتھہ کوئی شخص احسان کرے تو کہتے ہین شکریہ ادا کرو اور اگر کچھ بُرائی کر دے تو کہتے ہین توبہ کرو اور اس قصور کے عوض مین
جو کچھ اُس پر لازم کرتے ہین اُس کو واجب کہتے ہین حالانکہ جس چیز کو شریعت نے واجب قرار نہین دیا اُس کو واجب کہنا گناہ ہے
محمد بن عبدوس سراج بغدادی کہتے ہین ایکبار بصرہ مین ابو مرحوم واعظ کھڑے ہو کر وعظ کہنے لگے حتے کہ اپنے بیان سے لوگون کو
رولا دیا جب وعظ سے فراغت پائی تو کہنے لگے ہم کو خدا کی راہ مین کون شخص چاول کھلائیگا مجلس مین سے ایک جوان آدمی اُٹھکر بولا کہ
مین یہ خدمت بجالاونگا ابو مرحوم نے کہا بیٹھو خدا تم پر رحم کرے ہمکو تمہارا رتبہ معلوم ہوگیا۔ وہ جوان دوبارہ اُٹھکر بولا ابو مرحوم نے کہا بیٹھو خدا
تمپر رحم کرے ہم کو تمہارا منصب معلوم ہوگیا پھر تیسری بار وہ جوان اُٹھکر بولا ابو مرحوم نے اپنے اصحاب سے کہا اُٹھو ہمارے ساتھہ اس شخص کے
یہان چلو وہ سب اُن کے ساتھہ اُٹھہ کھڑے ہوئے اس جوان کے مکان پہ آئے وہ جوان بیان کرتا ہے کہ ہم ایک ہنڈیا ساگ کی لائے اور
بغیر نمک کے اُس کو کھایا پھر ابو مرحوم بولے میرے پاس ایک پانچ بالشت کا لمبا چوڑا دسترخوان اور پانچ پیمانے چاول یعنی بھات اور
پانچ سیر گھی اور دس سیر شکر اور پانچ سیر بادام اور پانچ سیر پستے لے آؤ یہ سب چیزیں حاضر کی گئیں ابو مرحوم اپنے ساتھیوں سے بولے بھائیو دنیا
کیسی ہو رہی ہے انہوں نے جواب دیا۔ کہ اسکا رنگ چمک رہا ہے۔ اور اسکا آفتاب روشن ہے ابو مرحوم نے کہا اب دنیا میں
بھی اسکی نہریں جاری کر دو یہ کہکر وہ گھی منگایا گیا اور چاولون مین بہایا گیا پھر ابو مرحوم اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر بولے بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے۔

قالوا مشرقۃ لونہا مبیض شمسہا مجریۃ فیہا انہارہا فقال یا اخوانی اغرسوا فیہا اشجارہا قال فاتی بذلک الفستق والصنوبر فالقی فیہا ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابہ فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرقۃ لونہا مبیض شمسہا مجریۃ فیہا انہارہا قد اغرست فیہا اشجارہا وقد تدلی لنا ثمارہا قال یا اخوانی ارموا الدنیا بحجارتہا قال فاتی بذلک السکر فالقی فیہا ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابہ فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرقۃ لونہا مبیضۃ شمسہا قد اجری فیہا انہارہا وقد غرس فیہا اشجارہا وقد تدلی ثمارہا فقال یا اخوانی ما لنا وللدنیا اضربوا فیہا براحتہا قال فجعل الرجل یضرب فیہا براحتہ ویدفع بالخمس قال ابو الفضل احمد بن سلمۃ ذکرتہ لابی حاتم الرازی فقال املہ علیّ فاملیتہ علیہ فقال ہذا شان الصوفیۃ قال المصنف قلت وقد رأیت منہم من اذا حضر عرسا بالغ فی الاکل ثم اختار من الطعام فربما ملأ کمہ من غیر اذن صاحب الدار وذلک حرام بالاجماع ولقد رایت شیخا منہم قد اخذ شیئا من الطعام لیحملہ فوثب صاحب الدار فاخذ منہ ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی السماع والرقص قال المصنف اعلم ان سماع الغنا یجمع شیئین احدہما انہ یلہی القلب عن التفکر فی عظمۃ اللہ سبحانہ والقیام بخدمتہ

ترجمہ اونہون نے کہا اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اسکا آفتاب روشن ہے اور اسکی نہریں اوسمیں جاری ہیں بولے کہ بھائیو دنیا میں اوسکے درخت بہی لگادو یہ کہکر وہ بادام اور پستہ منگایا گیا اور چاو یہ نمیں ڈالدیا گیا پھر ابو مرحوم اپنے یارونسے مخاطب ہوکر کہنے لگے بھائیو دنیا کیسی ہورہی ہے انہون نے جوابدیا کہ اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اوسکا آفتاب روشن ہے اور اوسکی نہریں اوسمیں جاری ہیں اور اسکے درخت لگادیئے گئے ہیں۔ اور اُسکے پھل ہمارے لئے لٹک پڑے ہیں بولے کہ بھائیو دنیا میں اس کے پتھر بہی پھینکدو یہ کہکر وہ شکر لاکر اوسمیں ڈالی گئی پھر ابو مرحوم اپنے ساتھ والوں سے مخاطب ہوکر بولے کہ بھائیو دنیا کیسی ہورہی ہے انہون نے جوابدیا کہ اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اوسکا آفتاب روشن ہے اور اوسکی نہرین اوسمیں جاری کردی گئیں اور اُس کے درخت بہی اس مین لگادیئے گئے اور اُس کے پھل لٹک پڑے ہین اور اُس کے پتھر اُس مین پھینکدیئے گئے ہین ابو مرحوم نے کہا بھائیو ہم کو دنیا سے کیا غرض ہے اس پر ہاتھ مارو یہ سُنکر اُس کھانے مین ہاتھ مارنے لگے حتی کہ بعض پانچون انگلیون سے کہانے تھے ابو الفضل احمد بن سلمہ کہتے ہین یہ قصہ مینے ابو حاتم رازی سے بیان کیا کہنے لگے کہ مجھکو لکھوادو مینے اُن کو لکھوادیا وہ بولے صوفیہ کی حالت یہ ہے مصنف رح نے کہا بعض صوفیہ کا مین نے یہ حال دیکھا ہے کہ جب کہین دعوت مین جاتے ہین تو خوب کہاتے ہین۔ پھر کچھ کہانا ساتھ لے جانے کو لے لیتے ہین اور اکثر اوقات بلا اجازت [illegible] کہانا بھر لیتے ہین حالانکہ یہ بالاجماع حرام ہے ایک بڈھے صوفی کو مینے دیکہا کہ اپنے ساتھہ لے جانے کے لیئے کچھ کہانا لیا صاحبخانہ نے اُنکو اُس سے چھین لیا (سماع و رقص کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رح نے کہا جاننا چاہیئے۔ کہ راگ مین دو باتین جمع ہوتی ہین ایک تو دل کو خدا تعالی کی عظمت مین غور کرنے اور اس کی خدمت قایم رہنے سے غافل کردیتا ہے

والفاني الله بميله الى اللذات العاجلة تدعوالى استيفائها من جميع الشهوات الحسية ومعظمها النكاح وليس تمام لذته الا في المتجددات ولا سبيل الى كثرة المتجددات من الحلال فان ذلك يحث على الزنا بين الزنا والغنا تناسب من جهة ان الغنا لذة الروح والزنا اكثر لذات النفس ولهذا جاء في الحديث الغنا رقية الزنا وقد ذكر ابو جعفر الطبري ان الذي اتخذ الملاهي من ولد قابيل يسمى يقال له قوبال اتخذ في زمانه مهلائيل بن قينان الآلات اللهو من المزامير والطبول والعيدان فانهمك ولد قابيل في اللهو وتناسى خبرهم الصالحون بالجبل من نسل شيث فنزل منهم قوم وفشت فيهم الفاحشة وشرب الخمر قال المصنف قلت هذا لان الالتذاذ شيء يدعو الى التلذذ لغيره خصوصا ما يناسبه ولما يئس ابليس من المتعبدين ان يسمع احدهم شيئا من الاصوات لم يمكنه ان يغرهم الى الخبيث الحاصل بالعود فدرجه في ضمن الغنا بغير العود وحسنه لهم وانما مراده التدريج من شيء الى شيء والفقيه من نظر في الاسباب والتوابع وتامل المقاصد فان النظر الى الامر مباح اذا سلم ان الشهوة فان لم يؤمن لم يجز وقد قيل الصبية التي لها من العمر ثلث سنين جاز ان لا تشتهى فقد هنا انى الاغلب فان وجد شهوة حرم ذلك وكذلك الخلوة بذوات المحارم فان خيف من ذلك حرم فتامل هذه القاعدة

ترجمہ دوسرے دل کو جلد حاصل ہونے والی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے اور ان کے پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے ہر قسم کی حسی شہوتوں میں سے بڑی شہوت نکاح ہے اور نکاح کی کامل لذت نئی عورتوں میں ہے اور نئی لذتیں حلال ذریعہ سے حاصل ہونا دشوار ہے لہذا انسان کو زنا پر انگیخت کرتا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ زنا اور غنا میں باہم تناسب ہے۔ اس جہت سے کہ غنا روح کی لذت ہے اور زنا لذات نفسانی کا بڑا حصہ ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا الغنا رقیۃ الزنا یعنی راگ زنا کا افسون ہے ابو جعفر طبری نے بیان کیا ہے کہ جن شخص نے لہو کی چیزیں نکالیں وہ قابیل کی اولاد میں سے ایک آدمی ہے جس کو قوبال کہتے ہیں اس کے زمانے میں مہلائیل بن قینان نے آلات لہو مثل بانسلی اور طبل اور عود کے ایجاد کئے قابیل کی اولاد لہو ولعب میں پڑ گئی ان لوگوں کی خبر ان کو بھی پہونچی جو شیث علیہ السلام کی نسل سے پہاڑوں میں سے رہتے تھے اُن میں سے ایک گروہ نیچے اترا اور فواحش اور شراب کا علانیہ طور پر ہونے لگا مصنف نے کہا ان لذت کے آلات میں ایسی بات رکھی گئی ہے جو ایک دوسری چیز سے لذت حاصل کرنے کا باعث ہوتی ہے خصوصاً وہ لذت جو اس لذت سے مناسب ہو ابلیس کو جب اس امر میں مایوسی ہوئی کہ عبادت کرنے والوں کو کوئی آواز مثل عود وغیرہ کے سنائے تو اس چیز پر غور کیا جو عود سے حاصل ہوتی ہے لہذا بتدریج کام نکالنا چاہا پہلے اُن کو بغیر عود کے راگ سنایا اور اس کی خوبی اپنے ظاہر کر دی حالانکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ایک چیز سے دوسری چیز ترقی کرے فقیہ وہ ہے جو سببوں اور نتیجوں پر غور کرے اور مقاصد میں تامل کرے مثلاً امرد پر نگاہ ڈالنا مباح ہے بشرطیکہ جوان شہوت سے بے خوف ہو اور اگر شہوت کا خوف ہو تو جائز نہیں اسی طرح چھوٹی لڑکی کا مونہہ چومنا جو تین برس کی ہو جائز ہے کیونکہ ایسی جگہ کہ شہوت واقع نہیں ہوتی اور اگر شہوت پائی جائے تو حرام ہے علی ہذا القیاس محرم عورتوں کے ساتھ تنہا ہونے میں اگر شہوت کا خوف ہو تو حرام ہے اس قاعدہ پر غور کرنا چاہیے +

فصل قال المصنف وقد تكلم الناس في الغناء فاطالوا فمنهم من حرمه ومنهم من اباحه من غير كراهة وضم من كرهه مع الاباحة **وفصل الخطاب** ان نقول ينبغي ان ينظر ماهية الشئ ثم يطلق عليه التحريم او الكراهة او غير ذلك **والغنا** اسم يطلق على اشياء منها غناء الحجيج في الطرقات فان اقواما من الاعاجم للحجيج فيتشوقون في الطرقات اشعارا يصفون فيها الكعبة وزمزم والمقام ويبالغون باسم انشادهم مما يخرج عن الاعتدال **وفي معنى** هؤلاء الغزاة فانهم ينشدون اشعارا يحرضون بها على الغزو **وفي معنى** هذا انشاد المبارزين للقتال تفاخرا عند الاقران **وفي معنى** هذا اشعار المحدا في طريق مكة كقول قائلهم **شعر** يشرها دليلها وقائد ترس الطلح وابيح الاثد وهذا ليس بحرام لان الاذى كان ذلك الطريق لا يوجب الطرب الخارج عن حد الاعتدال **واما المحدا** فاخبرنا ابو المظفر عن طلحة المكي عن بعض علمائهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مال ذات ليلة بطريق مكة الى حاد مع قوم فسلم عليهم وقال ان حاديانا سبقنا وقد كان فيهم رجل يحدو فهل تدرون ان كان الحدا قالوا لا والله قال ان اباهم خرج الى بعض رعاياه فجعل يلقى الرعاة واحدا واحدا عن ضئ شرب فاتى غلامه فقال الغلام في الوادي وهو يصيح يا سيدا ه وا سيدا ه

ترجمہ فصل مصنف نے کہا لوگ گانے کے بارے میں لوگوں نے بہت طول طویل کلام کیا ہے بعض نے حرام بتایا ہے اور بعض نے مکروہ کہا ہے اور بعض نے اباحت کے ساتھ مکروہ کہا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یوں کہو پہلے ایک چیز کی ماہیت و حقیقت دیکھنا چاہیے پھر اس پر حرام یا مکروہ وغیرہ ہونے کا اطلاق کیا جائے غنا ایک اسم ہے جو کہ بہت سی چیزوں پر بولا جاتا ہے ایک حج کو جانے والوں کا راگ ہے جو راستوں میں گاتے چلتے ہیں اہل عجم میں سے بہت سے حاجیوں کے گروہ راستوں میں اشعار پڑھتے ہوئے جن میں کعبہ و زمزم و مقام کی تعریف کرتے ہیں اور بعض اوقات اشعار پڑھنے کے ساتھ کچھ گانے لگتے ہیں جو اعتدال سے خارج ہو جاتا ہے اسی قسم سے غازی لوگ ہیں وہ بھی اشعار پڑھتے ہیں جن میں جہاد و غزا پر برانگیختہ کرتے ہیں اسی قسم سے جنگ کرنیوالوں کے اشعار ہیں جو فخر کے طور پر لڑائی کے وقت پڑھتے ہیں اسی قسم سے مکہ کے راستے میں حدا کے اشعار ہیں چنانچہ کسی کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اونٹنی والوں کے رہبر نے بشارت دی اور کہا کہ تو بیابان اور پہاڑوں کی زینت ہے ایسے اشعار سے اونٹ اور آدمی طرب میں آتے ہیں مگر یہ طرب ایسی نہیں ہوتی کہ حد اعتدال سے خارج کر دے اس حدا کی مثل ہے جس طور پر ابو المظفر نے وہب سے بروایت طلحہ کی بیان کیا ہے کہ بعض علما نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستے میں ایک قوم کی طرف جا نکلے جن میں ایک حدا خوان تھا آپ نے اُن کو سلام علیک کر کے فرمایا کہ ہمارا حدا خوان مر گیا ہے ہم تمہارے حدا خوان کی آواز سننے کو تمہاری طرف آ نکلے پہلا کیا تم جانتے ہو کہ اس کی جان کس طرح نکلی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو تو معلوم نہیں ہے ارشاد فرمایا ایک بدو عرب کا جو اعلیٰ مضر اپنے کسی چرواہے کے پاس گیا اور اپنے اونٹوں کو دیکھا کہ متفرق ہو گئے تھے اس بات سے غصہ ہو کر ایک لکڑی لی اور اس کو اس چرواہے کے ہاتھ پر مارا وہ غلام جنگل میں دوڑتا پھرنے لگا اور چلا چلا کر کہتا تھا یا یداہ وا یداہ یعنی ہائے میرا ہاتھ ہائے میرا ہاتھ ۔

فسمعت الابل فعطفت عليه فقال مضر لو اشتق مثل هذا لاسفعت به الابل واجمعت فاشتق الحدا قال المصنف وقد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم حاد يقال له انجشة يحدو فتعنق الابل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا انجشة رويدك سوقا بالقوارير وفي حديث سلمة بن الاكوع قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر فسرنا ليلا فقال رجل من القوم لعامر الا تسمعنا من هنياتك وكان عامر رجلا شاعرا فنزل يحدو بالقوم يقول اللهم لولا انت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا فالقين سكينة علينا وثبت الاقدام ان لاقينا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الاكوع فقال يرحمه الله قال المصنف وقد روينا عن الشافعي رحمه الله انه قال اما استماع الحداء نشيد الاعراب فلا باس به قال المصنف ومن انشاد العرب قول اهل المدينة عند قدوم رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم طلع البدر علينا من ثنيات الوداع * وجب الشكر علينا ما دعا لله داع * ومن هذا المجلس كانوا ينشدون بالمدينة وربما ضربوا عليه بالدف عند انشاده ومنه حدثنا الزهري عن عروة عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها وعندها جاريتان في ايام منى تضربان بالدفين

ترجمہ اونٹوں نے اس کی آواز سنی اور اس طرف جھک پڑے مضر نے اپنے جی میں کہا اگر اس قسم کا راگ نکالا جائے تو اونٹ اس کی وجہ سے نوسو پچاس اور ایک جگہ رہا کریں جبھی سے یہ حدا نکلا مصنف نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدی خواں تھا جس کا نام انجشہ تھا۔ حدا خوانی کیا کرتا تھا جس سے اونٹ تیز چلا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ تجھ کو شیشیاں لے کر چلے اونٹ ہانکا کر سلمہ بن الاکوع کی حدیث میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف چلے رات کو چلے جماعت میں سے ایک شخص نے عامر سے کہا تم ہمکو کچھ اپنا مبارک کلام کیوں نہیں سناتے عامر شاعر آدمی تھے قوم کو یہ حدا سنانے لگے اللھم لولا انت ما اھتدینا۔ ولا تصدقنا ولا صلینا۔ فالقین سکینۃ علینا۔ وثبت الاقدام ان لاقینا یعنی خدایا اگر تو ہم کو توفیق نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اور نہ زکوۃ و نماز ادا کرتے۔ خداوندا ہمارے دلوں میں اطمینان بھی القا فرما۔ اور جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔ یہ اشعار سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ ہانکنے والا کون ہے لوگوں نے عرض کیا عامر بن الاکوع ہیں فرمایا خدا اسپر رحم کرے مصنف نے کہا ہم شافعی علیہ الرحمۃ سے روایت کر چکے کہ انہوں نے کہا بدو لوگ جو حدا گاتے ہیں اس کے سننے میں کچھ ڈر نہیں مصنف نے کہا عرب کے اشعار پڑھنے کا واقعہ ایک وہ ہے کہ مدینہ والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے تشریف لانے کے وقت پڑھتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے کہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر ایک چودھویں رات کا چاند چمک اٹھا جبتک دعا کرنے والے خدا سے دعا کریں ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے۔ اسی قسم کے اشعار ہیں وہ اشعار وہ اونٹ ہانکتے وقت مدینہ والے پڑھا کرتے تھے اور بعض اوقات گانے کے وقت دف بجانے لگتے تھے چنانچہ زہری نے عروہ سے روایت کیا کہ ایکبار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ابوبکر صدیق تشریف لے گئے ایام حج کے تھے اس وقت حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی گاتی تھیں اور دف بجاتی تھیں

ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجی علیہ بثوبہ فاتہرھا ابوبکر فکشف رسول اللہ وجھہ قال دعھن یا ابابکر الی قولہ فانھا ایام عید
اخرجاہ فی الصحیحین قال المصنف الظاھر من ھاتین الجاریتین صغر السن لان عائشۃ کانت صغیرۃ وکان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یسرب الیھا الجواری فیلعبن معھا وعن جعفر بن محمد قال قلت لابی عبداللہ احمد بن حنبل حدیث عروۃ
عن عائشۃ عن جواری مغنیان ای شیٔ ھذا الغنا قال عنا الراکب اتیناکم اتیناکم قال ابو عقیل عن
بھثۃ عن عائشۃ قالت کانت عندنا یتیمۃ من الانصار فزوجناھا رجلا من الانصار
فکنت فیمن اھداھا الی زوجھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ان
الانصار ناس فیھم غزل فما قلت قالت دعونا البرکۃ قال افلا قلتم اتیناکم اتیناکم
فحیونا نحییکم + ولولا الذھب الاحمر ما حلت بوادیکم ولولا الحبۃ السمراء لم تسمن عذاریکم وعن ابی
الزبیر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعائشۃ اھدیتم الجاریۃ الی بیتھا قالت نعم قال فھلا بعثتم
معھا من یغنیھم یقول عم اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم فان الانصار قوم فیھم غزل قال المصنف
قلت فقد بان بما ذکرنا ان ما کانوا یعتادونہ لیس مما یطرب ولا کانت علی ما یعرف الیوم

ترجمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر سے منہ ڈھانکے ہوئے لیٹے تھے حضرت ابوبکر نے ان لڑکیوں کو جھڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک کھولکر فرمایا اے ابوبکر انکو کچھ مت کہو آجکل عید کے ایام ہیں یہ حدیث صحیحین میں ہے مصنف نے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکیاں کم سن تھیں کیونکہ حضرت عائشہ خود کم عمر تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا۔ کہ اُن کے پاس لڑکیوں کو بھیجدیا کرتے تھے وہ اُن کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں جعفر بن محمد نے کہا میں نے ابو عبداللہ احمد بن حنبل سے دریافت کیا کہ عروہ کی حدیث جو حضرت عائشہ سے گانے والی لڑکیوں کی بابت روایت کرتے ہیں غنا کیا چیز اور کس قسم کا تھا جواب دیا ایسا تھا جیسے سوار آدمی کا راگ ہوتا ہے اتیناکم اتیناکم یعنی ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے ابو عقیل نے بہثہ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ نے بیان کیا ہمارے یہاں انصار میں سے ایک یتیم لڑکی تھی ہم نے ایک انصاری سے اس کی شادی کردی اس کے شوہر کے ساتھ اس کو رخصت کر نیوالوں میں سے ایک میں بھی تھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمانے لگے اے عائشہ انصار لوگ غزل کو پسند کرتے ہیں تم نے رخصتی کے وقت کیا کہا تھا۔ میں نے عرض کیا برکت کی دعا مانگی تھی فرمایا یوں کیوں نہ کہا اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم ولولا الذھب الاحمر ما حلت بوادیکم ولولا الحبۃ السمراء لم تسمن عذاریکم ابو زبیر نے جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا تم نے اس لڑکی کو اُس کے گھر کی طرف رخصت کردیا عرض کیا ہاں فرمایا اُس کے ہمراہ ایسی لڑکیاں کیوں نہ بھیجدی جو گاتی ہوئی چلتیں اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم کیونکہ انصار میں غزل کا رواج ہے مصنف نے کہا یہانتک جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے معلوم ہوگیا۔ کہ وہ لوگ جو گایا کرتے تھے اس قسم سے نہ تھا کہ طرب پیدا کرے اور ایسا نہ تھا جیسا آج کل معروف ہے

تحیتانا وحیاکم

فالتعجب من جنس الصنعة فی زریح العینین ودقة الانف ونقاء البیاض قلنا له فی انواع الملاحة ما یکفی فی العبرة وهٰهنا میل الطبع مشغلك عن الفکرة ولا تتذ عن لبلوغ شهوتك وجود فکرة فان میل الطبع شاغل عن ذلك وکذا من قال ان هذا الغنا للطرب المزعج للطبائع المحرك لها الی العشق وحب الدنیا لا یؤثر عندی ولا یلتفت قلبی الی حب الدنیا الموصوفة فیه فانا نکذبه لوضع اشتراك الطباع ثم ان کان قلبه بالخوف من الله تعالی غائبا عن الهوی لاحضر هذا المسموع الطبع وان کانت قد طالت غیبته فی سفر الخوف واقبح القبیح البهرجة ثم کیف تمر البهرجة علی من یعلم السر واخفی ثم ان کان الامر کما زعم هذا المتصوف فینبغی ان لا یبیحه الا لمن هذه صفته والقوم قد ابلحوا علی الاطلاق للشاب المبتدی والصبی الجاهر بخته قال ابو حامد الطوسی ان التشبیب بوصف الخدود والاصداغ وحسن القدود القامة وسائر اوصاف النساء الصحیحة انه لا یحرم قال المصنف فاما من قال انی لا اسمع الغنا الا لدنیا وانما اخذ منه اشارات فهو مخطی من وجهین احدهما ان الطبع یسبق الی مقصوده قبل اخذ الاشارات فیکون کمن قال انی انظر الی المرأة المتحسنة لا تفکر فی الصنعة

ترجمہ اور آنکھون کی کشادگی اور ناک کی باریکی اور گورے رنگ کی صفائی مین صنعت الٰہی دیکھکر تعجب کرتا ہون ہم اُس شخص سے کہین گے کہ طرح طرح کی مصالح چیزون کے دیکھنے مین بہت کافی عبرت ہے - اور اچھی صورتون کے دیکھنے مین طبیعت کا میلان صنعت مین غور کرنے سے باز رکھتا ہے کہ بھی یقین نہ کرو کہ باوجود شہوت کے غور کرنے کی نوبت آئیگی کیونکہ طبعی میلان اس سے چھوڑکر دوسری طرف لگا دیتا ہے علی ہذا القیاس جو شخص یون کہے کہ یہ طرب انگیز غنا جو طبیعت کو بیقرار کرتا ہے اور اُس کے لئے عشق کا محرک ہوتا ہے اور دنیا کی محبت پیدا کرتا ہے مجھپر کچھ اثر نہین کرتا اور جس دنیا کا ذکر اس غنا مین ہے میرا دل اُس کی طرف متوجہ نہین ہوتا ہم اُس شخص کو جھوٹا بتا لینگے کیونکہ سب طبیعتین مشترک ہین پھر اگر اس کا دل خوف آلہی کے سبب سے خواہش نفسانی سے دور بھی ہو تو یہ غنا طبیعت کو اس سے نزدیک کریگا گو کہ کتنا ہی اس کا خوف آلہی بڑھا ہوا ہو علاوہ ازین سب سے قبیح تر بگت اور کنایہ کی باتین ہین - پھر بگت اور کنایہ اس ذات پر کیونکر چسپاں ہو سکتا ہے جو ہر ایک راز جلی وخفی کا دانا ہے - پھر اگر در اصل یہی بات ہو جو کچھ اس صوفی ..... کا خیال ہے - جب یہی اتنا ضرور ہے کہ کسی شخص کے لئے مباح ہو سکتا ہے جس کی یہ صفت ہو لیکن صوفی نے تو مطلق طور پر مبتدی جوان اور نادان لڑکے کے لئے بھی مباح کر دیا ہے - حتی کہ ابو حامد طوسی نے کہا ہے وہ تشبیب جس مین رخسارون اور زلفون کی تعریف اور قد و قامت کا وصف اور بھی عورتون کے دیگر اوصاف کا ذکر ہو صحیح ہے کہ حرام نہین مصنف نے کہا وہ شخص جو کہ کہتا ہے مین دنیا کے لئے راگ نہین سنتا بلکہ اُس سے فقط اشارات اخذ کرتا ہون خطا پر ہے اس کی دو وجہ ہین ایک تو یہ کہ اشارات اخذ کرنے سے پہلے طبیعت مطلب کی طرف دوڑتی ہے لہذا اُس شخص کا حال ویسا ہی ہے جیسا دوسرے شخص نے کہا تھا کہ مین صنعت بھی مین غور کرنے کے لئے خوبصورت عورت کو دیکھتا ہون ۔

والثانی انه یقول فیه وجود شیٔ یشار به الی الخالق وقد جل الخالق ان یقال فی حقه انه یعشق او یقع الهیمان به وانما نصیبنا من معرفة الهیبة والتعظیم فقط واذ قد انتهت النصیحة فلنذکر ما قیل فی الغنا **فصل** اما مذهب احمد رحمه الله فانه کان الغنا فی زمانه انشاد قصائد الزهد الا انهم لما کانوا یلحنونها اختلف الروایة عنه فیروی عنه ابنه **عبد الله** انه قال الغنا ینبت النفاق فی القلب لا یعجبنی **وروی** عنه اسمٰعیل بن اسحٰق الفقیه انه سئل عن استماع القصائد فقال اکرهه هو بدعة ولا یجالس **وروی** ابو الحارث انه قال التغبیر بدعة فقیل له انه یرقق القلب فقال هو بدعة **وروی** عنه یعقوب الهاشمی التغبیر بدعة حدوث **وروی** عنه یعقوب بن غیاث اکره التغبیر وانه نهی عن استماعه **قال المصنف** فهذه الروایات کلها دلیل علی کراهیة الغنا وقال ابو بکر الخلال کره احمد القصائد لما قیل له انهم یتماجنون ثم **روی** عنه ما یدل علی انه لا بأس بها **قال** الوزی سألت ابا عبد الله عن القصائد فقال بدعة فقلت له یجعرون فقال لا یبلغ بهم هذا کله **قال المصنف** وقد روینا ان احمد سمع قوالا عند ابنه صالح فلم ینکر علیه فقال لصالح یا بنی لیس کنت تنکر هذا فقال انما فعل انهم لیتعاونون المنکر فکرهته فلما فارقنا کرهه

ترجمہ دوسری وجہ یہ کہ وہ شخص کہتا ہے راگ مین ایسی باتین موجود ہین جنکا اشارہ خالق کی طرف ہوسکتا ہے حالانکہ خالق کی شان اس سے برتر ہے کہ اس کے حق مین یون کہا جاوے کہ وہ معشوق ہے یا ہم اُس کے والہ وشیدا ہین ہمارا حصہ تو اس کی معرفت سے فقط ہیبت اور تعظیم ہے اب یہانتک ہم نصیحت کا ذکر کرکے غنا کے بارے مین جو کچھ کہا گیا ہے بیان کرتے ہین **فصل** امام احمد مذہب کی نسبت تو اصل یہ ہے کہ اُن کے زمانے کا غنا زہدیہ قصیدے تھے مگر ہان لوگ اُن قصیدون کو الحان سے گاتے تھے اُن سے جو روایتین پہنچی ہین وہ مختلف ہین عبد اللہ اُن کے بیٹے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا غنا دل مین نفاق اُگا دیتا ہے مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا اسمٰعیل بن اسحاق فقیہ روایت کرتے ہین کہ احمد سے کسی نے قصیدے سننے کی نسبت سوال کیا جواب دیا کہ مین اس کو مکروہ سمجھتا ہون یہ بدعت ہے ایسی مجلس مین بیٹھنا نہ چاہیے ابو الحارث نے روایت کیا کہ احمد نے کہا تغبیر بدعت ہے کسی نے ان سے کہا کہ تغبیر سے دل پر رقت طاری ہوتی ہے جواب دیا کہ وہ بدعت ہے یعقوب ہاشمی نے روایت کیا کہ احمد نے کہا تغبیر بدعت اور دین مین نئی بات نکالی ہوئی ہے یعقوب بن غیاث نے روایت کیا کہ احمد نے کہا کہ میرے نزدیک تغبیر مکروہ ہے اور اُس کے سننے سے منع کیا **مصنف** نے کہا یہ سب روایتین غنا کے مکروہ ہونے کی دلیل ہین **ابو بکر خلال** نے کہا احمد نے قصائد کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اُن سے بیان کیا گیا کہ لوگ اُن کو سُنکر بیباکی اختیار کرتے ہین پھر امام احمد سے ایسی بھی روایتین پہنچی ہین جو دلالت کرتی ہین کہ غنا مین کچھ ڈر نہین مروزی نے کہا مین نے ابو عبد اللہ احمد سے قصائد کی نسبت سوال کیا جواب دیا کہ بدعت ہے مین نے کہا کیا وہ لوگ متروک کیے جاوین فرمایا یہانتک انکو پہنچایا جاوے **مصنف** نے کہا ہم روایت کرچکے ہین کہ احمد نے اپنے بیٹے صالح کے پاس ایک قوال کو گاتے سنا اور اسپر انکار نہین کیا صالح نے اُن سے کہا ابا جان کیا آپ اسپر انکار نہین فرمایا کرتے تھے جواب دیا کہ مین نے یہ سنا تھا کہ لوگ منکرات عمل مین لاتے ہین اس لئے مکروہ جانتا تھا لیکن ایسے راگ کو تو مکروہ نہین سمجھتا

قال المصنف وقد ذكر اصحابنا عن ابي بكر الخلال وصاحبه عبد العزيز باخذ الغنا وانما اشار الى ما كان في زمانهما من القصائد الزهديات وعلى هذا الحمل ما لم يكرهه احمد ويدل على ما قلته ان احمد بن حنبل سئل عن رجل مات وخلف ولدا وجارية مغنية فاحتلم الصبي الى بيعها فقال لا تباع على مغنية فقيل له انها تساوي ثلاثين الف درهم ولعلها اذا بيعت ساذجة عشرين دينارا فقال لا تباع الا على انها ساذجة قال المصنف وانما قال هذا لان الجارية المغنية لا تغني بقصائد الزهد بل بالاشعار المطربة المثيرة للطبع الى العشق وهذا دليل على ان الغناء محظور اذ لو لم يكن محظورا ما جاز تفويت المال على اليتيم وصار هذا كقول ابي طلحة للنبي صلى الله عليه وسلم عندنا خمر لايتام فقال اهرقها فلو جاز استصلاحها لما امر بتضييع مال اليتامى وروى المروزي عن احمد بن حنبل انه قال كسب المخنث خبيث يكسبه بالغناء وهذا الان المخنث لا يغني الا قصائد انما يغني بالغزل والنوح فبان من هذه الجملة ان الروايتين من احمد في الكراهة وعدمها يتعلقان بالزهديات الملحنة فاما الغناء المعروف اليوم فمحظور سماعه فبئس وعلم ساء الناس من الزيادات فصل واما ما ذهب اليه مالك رحمه الله

فبان

فعلم

ترجمہ مصنف کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے ابوبکر خلال اور اُن کے مصاحب عبدالعزیز سے غنا کا مباح ہونا روایت کیا ہے اس کا اشارہ صرف انہیں قصائد زہدیہ کی طرف ہے جو ان دونوں بزرگوں کے زمانے میں رائج تھے اور اسی پر وہ غنا محمول ہوگا جس کو احمد نے مکروہ نہیں جانا دلیل اس کے کہ احمد بن حنبل سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک آدمی مرگیا اور ایک بیٹا اور ایک گانے والی لونڈی چھوڑ مرا لڑکے کو اس لونڈی کے فروخت کرنے کی ضرورت پڑی احمد نے جواب دیا کہ گانے والی کہہ کر نہ بیچی جائے گی ایک شخص بولا کہ گانے والی کہنے کی حالت میں اس کی قیمت تیس ہزار درہم ہوگی اور شاید اگر وہ سادہ کہہ کر فروخت کی جائے تو فقط بیس ہی دینار کو بکے احمد نے کہا وہ یہی کہہ کر بیچی جائے گی کہ سادہ ہے مصنف نے کہا احمد نے یہ فتوی اس لیے دیا کہ گانے والی لونڈی زہدیہ قصیدے نہیں گاتی بلکہ وہ اشعار جو طرب انگیز اور طبیعت کو عشق پر برانگیختہ کرنیوالے ہوتے ہیں گاتی ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ غنا ممنوع ہے کیونکہ اگر ممنوع نہ ہوتا تو احمد یتیم کا مال فوت کرنا جائز نہ رکھتے اور یہ قول ایسا ہے جیسا ابوطلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میرے پاس شراب ہے جو یتیموں کا مال ہے فرمایا اس کو بہا دو پس اگر اُس کی اصلاح کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کا مال ضائع کرنے کا حکم نہ دیتے۔ مروزی نے احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا مخنث کی کمائی جس کو وہ غنا سے حاصل کرے ناپاک ہے یہ حکم اس لئے لگایا کہ مخنث قصائد نہیں گاتا بلکہ غزل اور نوحے گایا کرتا ہے اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ احمد سے دو روایتیں کراہت کے بارے میں اور زہدیات کو الحان سے گانے کے غیر مکروہ ہونے میں آئی ہیں باقی رہا وہ غنا جو آجکل معروف و مشہور ہے احمد کے نزدیک ممنوع ہے اور اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ لوگوں نے کیا کیا نئی نئی باتیں نکالی ہیں تو خدا جانے کیا حکم دیتے فصل مالک کے مذہب کی نسبت عبداللہ

بن احمد عن ابیہ عن اسحٰق بن عیسے الطباع قال سالت مالک ابن انس عما یرخص فیہ اھل المدینۃ من الغناء فقال انما یفعلہ الفساق
فصل و أما ابو الطیب الطبری قال امام مالک بن انس فانہ نہی عن الغناء و عن استماعہ و قال اذا اشتری جاریۃ و وجدھا
مغنیۃ کان لہ ردھا بالعیب و ھو مذھب سائر اھل المدینۃ الا ابراھیم بن سعد وحدہ فانہ قد حکی زکریا الساجی
انہ کان لا یری بہ باسا **فصل** و اما مذھب ابی حنیفہ رحمہ اللہ فقال ابو الطیب الطبری قال کان ابو حنیفہ
یکرہ الغناء و ھو اباحۃ شرب النبیذ و یجعل سماع الغناء من الذنوب قال و کذلک مذھب سائر اھل الکوفۃ ھو ابراھیم
و الشعبی و حماد و سفیان الثوری و غیرھم لا اختلاف بینھم فی ذلک قال و لا یعرف بین اھل البصرۃ خلاف فی کراھۃ ذلک و
المنع منہ الا ما روی عن عبید اللہ بن الحسین العنبری انہ کان لا یری بہ بأسا **فصل** و اما مذھب الشافعی رحمہ اللہ
فحدثنا الحسن بن عبد العزیز الجروی قال سمعت محمد بن ادریس الشافعی یقول خلفت ببغداد شیئا احدثتہ الزنادقۃ
یسمونہ التغبیر یشغلون بہ الناس عن القرآن **قال المصنف** قد ذکر ابو منصور الازھری المغبرۃ قوما یغبرون ذکر اللہ بالھجر
و تضرع و قول سمعا یطربون بہ من اشتھر فی ذکر اللہ تغبیر کانھم اذا اشتاقوھا بالالحان حزنوا و رققھم فسموا مغبرۃ لھذا
المعنی و قال الزجاج سموا مغبرۃ یرغبون الناس فی الفانی من الدنیا و ترغیبھم فی الآخرۃ **وحدثنا**

ترجمہ ابن احمد نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اسحٰق بن عیسے نے کہا میں نے مالک بن انس سے اُس غنا کی نسبت سوال کیا جس کی
اہل مدینہ اجازت دیتے ہیں جواب دیا کہ فعل فاسقوں کا ہے **فصل** ابو الطیب طبری نے کہا مالک نے رائے اور اُس کے سننے سے
منع کیا اور کہا کہ اگر کسی لونڈی کو خریدا اور اُس کو گانے والی پایا تو اس عیب کی وجہ سے اس کا لوٹا دینا مشتری کو جائز ہے
تمام علماے مدینہ کا یہی مذہب ہے بجز ایک ابراہیم بن سعد کے ان کی نسبت زکریا ساجی نے نقل کیا ہے کہ اس عیب میں کچھ ہرج نہ کہتے
تھے **فصل** ابو حنیفہ کے مذہب کی بابت ابو الطیب طبری نے کہا کہ ابو حنیفہ باوجود نبیذ کے پینے کو مباح بتانے کے غنا کو مکروہ کہتے ہیں۔ اور
راگ سننا گناہ قرار دیتے ہیں اور یہی مذہب تمام اہل کوفہ ابراہیم اور شعبی اور حماد اور سفیان ثوری وغیرہ کا ہے اس بارے میں اُن کو دمیان
کوئی اختلاف نہیں اور اہل بصرہ میں بھی اس کے مکروہ و ممنوع ہونے میں خلاف نہیں پایا جاتا صرف عبید اللہ بن حسین عنبری سے اتنا مروی
ہے کہ وہ اس میں کچھ ڈر نہ جانتے تھے **فصل** شافعی کے مذہب کی نسبت حسن بن عبد العزیز جروی نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن ادریس
شافعی سے سنا کہتے تھے میں عراق میں ایک چیز چھوڑ آیا ہوں جس کو زندیقوں نے نکالا ہے اُس کا نام تغبیر رکھا ہے اُس کے ذریعہ سے
لوگوں کو قرآن سے باز رکھتے ہیں **مصنف** نے کہا ابو منصور ازہری نے بیان کیا کہ مغبرہ وہ لوگ ہیں جو ذکر الٰہی کو دعا اور
تضرع سے بدل لیتے ہیں۔ ذکر الٰہی کے اشعار کا جن پر اُن کو طرب آتا ہے تغبیر نام رکھا ہے گویا جب الحان کے ذریعہ سے اُن کو شاہد حق ہوا۔ تو طرب میں آگئے اور وجد کرنے لگے اس معنی کے لحاظ سے اس قوم کا نام مغبرہ پڑا
زجاج نے کہا ان لوگوں کا نام مغبرہ اس لئے ہے کہ دنیاے فانی سے لوگوں کو بے رغبت کرتے ہیں اور آخرت
کی ترغیب دیتے ہیں ۔

هبة الله بن احمد بجریری عن ابی الطیب طاهر بن عبد الله الطبری **قال** قال الشافعی الغنا لهو مکروه یشبه الباطل ومن استکثر منه فهو سفیه ترد شهادته **قال** وکان الشافعی یکره التغبیر **قال** الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراهة الغناء والمنع منه وانما فارق الجماعة ابراهیم بن سعد وابن عبد الله العنبریان **وقد** قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بالسواد الاعظم **وقال** من فارق الجماعة فقد مات میتة جاهلیة **قال المصنف** قد کان رؤساء اصحاب الشافعی ینکرون السماع واما قدماءهم فلا یعرف بینهم خلاف **وانما** انکر المتاخرین فعلی الانکار **منهم** ابو الطیب الطبری له فی ذم الغناء والمنع کتاب مصنف حدثنا به عنه ابو القاسم الحریری **ومنهم** القاضی ابو بکر محمد بن المظفر الشامی انبانا عبد الوهاب بن المبارک الانماطی عنه قال لا یجوز الغناء ولا سماعه ولا الطرب بالقضیب قال ومن اضاف الی الشافعی فقد کذب علیه **وقد** نص الشافعی فی کتاب ادب القضاء علی ان الرجل اذا دام علی سماع الغناء ردت شهادته وبطلت عدالته **قال المصنف** وهذا قول علماء الشافعیة واهل الدین منهم وانما رخص فی ذلک من متاخریهم من قل علمه وغلبه هواه **وقال** الفقهاء من اصحابنا لا تقبل شهادة المغنی والرقاص **فصل** فی ذکر الادلة علی کراهة الغناء والمنع منه **قال المصنف** قد استدل اصحابنا بالقرآن والسنة والمعنی

ترجمہ: ہبۃ اللہ بن احمد جریری نے ابو الطیب طاہر بن عبد اللہ طبری سے روایت کیا۔ کہ شافعی رح نے کہا غنا ایک لہو مکروہ ہے۔ جو باطل چیز کے مشابہ ہے جو شخص زیادہ غنا سنے گا۔ وہ موقوف ہے اس کی شہادت رد کی جائے گی ابو الطیب نے کہا شافعی رح تغبیر کو مکروہ بتاتے تھے۔ اور طبری نے کہا کہ شہر کے علماء نے غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ صرف ابراہیم بن سعد اور ابن عبد اللہ عنبری علماء کی جماعت سے جدا ہو گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ اور نصیحت فرمایا جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا مصنف نے کہا اصحاب شافعی میں بڑے بڑے لوگ سماع کا انکار کرتے تھے ان میں سے متقدمین میں تو باہم انکار کرتے ہیں کوئی اختلاف ہی نہیں پایا جاتا اور متاخرین میں جو اکابر ہیں وہ انکار پر ہیں ان میں سے ایک ابو الطیب طبری ہیں جنہوں نے غنا کے مذموم ہو ممنوع ہونے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ابو القاسم حریری نے ابو الطیب سے وہ کتاب روایت کی ہے اور ایک اُن میں سے قاضی ابو بکر محمد بن مظفر شامی ہیں جن سے عبد الوہاب بن مبارک انماطی نے روایت فرمایا کہ کہتے تھے راگ اور اُس کا سننا اور عود وغیرہ بجانا جائز نہیں اور کہتے تھے کہ جو شخص شافعی کی طرف غنا کو منسوب کرے اُس نے اُپر بہتان باندھا شافعی نے کتاب ادب القضاء میں قطعی طور سے کہا ہے کہ جو آدمی راگ سننے پر مداومت کرے اُس کی شہادت مردود اور عدالت باطل ہے مصنف نے کہا علماء شافعیہ اور اہل دیانت کا یہی قول ہے فقط اس کی نسبت متاخرین شافعیہ میں ہے ان لوگوں نے رخصت دی ہے جن کا علم کم تھا اور ہوائے نفسانی اُن پر غالب تھی فقہاء حنبلیہ کا قول یہ ہے۔ کہ مغنی اور رقاص کی شہادت مقبول نہیں ہوگی **فصل** (غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے کی دلائل کے بیان میں) مصنف نے کہا ہمارے اصحاب یعنی حنبلیہ نے قرآن اور سنت اور آثار سے استدلال کیا ہے۔

فاما الاستدلال من القرآن فبثلاث ایات **الایۃ الاولی** قولہ تعالیٰ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث
حدثنا سعید بن جبیر عن ابی الصھباء قال سالت بن مسعود عن قول اللہ عزوجل ومن الناس من یشتری لھو الحدیث
فقال ھو واللہ الغنا وحدثنا عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ومن الناس من یشتری لھو الحدیث
قال ھو الغنا واشباھہ **وعن مجاھد** قال ھو الغنا **وعن سعید** بن جبیر قال سالت عکرمۃ عن لھو الحدیث
قال ھو الغنا **وکذلک** قال الحسن وسعید بن جبیر وقتادہ **وابراھیم النخعی** **الایۃ الثانیۃ** قولہ تعالیٰ
وانتم سامدون حدثنا یحیی بن سعید عن سفیان عن ابیہ عن عکرمہ عن ابن عباس وانتم سامدون قال
ھو الغنا بالحمیریۃ اسمدی لنا غنی لنا قال مجاھد ھو الغنا یقول اھل الیمن سمد فلان اذا غنی
الایۃ الثالثۃ قولہ تعالیٰ واستفزز من استطعت منھم بصوتک حدثنا سفیان الثوری
عن لیث عن مجاھد واستفزز من استطعت منھم بصوتک قال ھو الغنا والمزامیر **واما السنۃ** فحدثنا
نافع عن ابن عمر انہ سمع صوت زمارۃ راعٍ فوضع اصبعیہ فی اذنیہ وعدل راحلتہ عن الطریق وھو یقول یا نافع اسمع فاقول
نعم فیمضی حتی قلت لا فوضع یدیہ واعاد راحلتہ الی الطریق **وقال** رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ قرآن سے استدلال میں تین آیتیں لاتے ہیں پہلی آیت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث یعنی بعض لوگ بیہودہ کی
بات خریدتے ہیں سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابو الصہبا نے کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے اس آیت کے معنی پوچھے ومن الناس
من یشتری لھو الحدیث جواب دیا کہ خدا کی قسم وہ غنا ہے عطاء بن سائب نے سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ابن عباس نے کہا
ومن الناس من یشتری لھو الحدیث سے مراد غنا اور اس کے مشابہ اور چیزیں ہیں مجاہد نے کہا لھو الحدیث کے معنی غنا ہیں۔
سعید بن بشار کہتے ہیں میں نے عکرمہ سے لھو الحدیث کے بارے میں سوال کیا جواب دیا کہ وہ غنا ہے حسن اور سعید
بن جبیر اور قتادہ اور ابراہیم نخعی کا قول بھی یہی ہے **دوسری آیت** وانتم سامدون یعنی تم غافل **یحیی بن سعید** نے بیان
کیا کہ سفیان نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ عکرمہ نے ابن عباس سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا وانتم سامدون سے مراد غنا ہے قبیلہ حمیر میں
محاورہ ہے اسمدی لنا جس کے معنی میں غنی لنا یعنی ہم کو گانا سنا **مجاہد** نے کہا سامدون کے معنی غنا ہیں۔
جب کوئی گاتا ہے تو اہل یمن بولتے ہیں سمد فلان یعنی فلاں شخص نے راگ گایا **تیسری آیت** واستفزز
من استطعت منھم بصوتک یعنی اے ابلیس جس کو تجھ سے ہو سکے اپنی آواز سنا کر اپنی طرف ابھار لے **سفیان ثوری** نے
لیث سے روایت کیا کہ مجاہد نے کہا اس آیت سے مراد غنا و مزامیر ہیں **سنت** سے یوں استدلال کرتے ہیں نافع نے کہا ایک بار ابن
عمر نے کسی چرواہے کی بانسلی کی آواز سنی جلدی سے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ دیا۔
اور بار بار پوچھتے تھے کہ اے نافع کیا وہ آواز آتی ہے میں کہہ دیتا تھا نہیں یہ سفر چلے جاتے تھے میں نے کہا اب وہ آواز نہیں آتی اس وقت
اپنے ہاتھ کانوں سے جدا کئے اور سواری کو راستے کی طرف لوٹایا اور [illegible]

سمع زمارة راع فسمع مثل هذا قال المصنف اذا كان هذا فعلهم فى حق صوت لا يخرج عن الاعتدال
فكيف بغناء اهل الزمان وزمرهم وحدثنا على بن يزيد عن القاسم ابن ابى اسامة قال نهى رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن شراء المغنيات وبيعهن وتعليمهن وقال ثمنهن حرام وقرأ ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل
عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين وقال عليه السلام ما من رجل يرفع صوته
للغناء الا بعث الله اليه شيطانين يرتدفانه هذا من ذا الجانب وهذا من ذا الجانب فلا يزالان يضربان بارجلهما
فى صدره حتى يكون هو الذى يسكت وروت عائشة رضى الله عنها عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله
عز وجل حرم المغنية وبيعها وثمنها وتعليمها والاستماع اليها ثم قرأ ومن الناس من يشترى لهو الحديث وروى
عبد الرحمن بن عوف عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند نغمة وصوت
عند مصيبة وعن ابن عمر قال دخلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا ابنه ابراهيم يجود بنفسه فاخذه
رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعه فى حجره فقاضت عيناه فقلت يا رسول الله اتبكى وتنهى عن البكاء فقال ليست
عن البكاء نهيت ولكن نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند نغمة وصوت عند مصيبة ضرب وجه

ترجمہ کسی چرواہے کی بانسلی سنی تھی تو آپ نے یہی عمل فرمایا تھا۔ جیسا میں نے کیا مصنف نے کہا جب صحابہ کا یہ فعل
اس آواز پر تھا جو اعتدال سے خارج نہیں کر دیتی تو بھلا اس زمانے والوں کے راگ اور باجوں کا کیا کہنا۔ علی بن یزید نے روایت
کیا کہ قاسم بن ابی اسامہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے والی لونڈیوں کے خریدنے اور بیچنے اور تعلیم کرنے سے منع فرمایا اور
ارشاد فرمایا کہ اُن کی قیمت حرام ہے اور یہ آیت پڑھی ومن الناس من یشتری الخ یعنی بعض لوگ ایسے ہیں کہ لہو کی باتیں خریدتے ہیں
تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں۔ اور اُس کو ایک تمسخر سمجھیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلت بخش عذاب ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آدمی گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو شیطان بھیجتا ہے وہ دونوں اُس کے
اوپر سوار ہو جاتے ہیں ایک اس جانب دوسرا اُس جانب ہوتا ہے اپنے پاؤں اس گانے والے کے سینے میں مارتے رہتے ہیں حتی کہ
گانے سے خاموش ہو رہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے منع فرمایا اللہ عزوجل
نے گانے والی لونڈی کا خریدنا اور فروخت کرنا اور تعلیم دینا اور اس کا راگ سننا سب حرام کر دیا ہے اتنا فرما کر یہ آیت پڑھی ومن
الناس من یشتری لهو الحدیث عبد الرحمن بن عوف نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اللہ تعالیٰ نے
دو آوازوں سے جن میں حماقت اور فجور پایا جاتا ہے منع فرمایا ہے ایک نغمہ کی آواز دوسرے مصیبت کے وقت کی آواز ابن عمر نے کہا
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا آپ کے صاحبزادے ابراہیم اسوقت دم توڑ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو
اپنی گود میں لے لیا اور آپ کی آنکھیں بھر آئیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خود تو روتے ہیں اور دوسروں کو رونے سے منع فرماتے ہیں
ارشاد فرمایا مجھکو رونے سے نہیں منع کیا گیا بلکہ حماقت اور فجور بھری ہوئی دو آوازوں سے ممانعت فرمائی گئی ہے ایک نغمہ کی آواز سے

وشقحوب ورنة الشيطان وحدثنا عكرمة عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال بعثت بهدم المزمار والطبل وفي رواية اخرى بعثت لكسر المزامير وحدثنا ابو الفرج بن فضالة عن يحيى بن سعيد عن محمد بن عمر عن ابن علي بن ابي طالب رضي الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمسة عشرة خصلة حل بها البلأ فذكر منها اذا اتخذت القيان والمعازف وحدثنا محمد بن يزيد عن المسلم بن سعيد عن رجل الخذائي عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتخذ الفيء دولا والامانة مغنما والزكوة مغرما وتعلم لغير الدين واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنى صديقه واقصى ابا وظهرت الاصوات في المساجد وساد القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت القينات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر هذه الامة اولها فليرتقبوا عند ذلك ريحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا وآيات تتابع كنظام بال قطع سلكه فتتابع وقد روي سهل بن سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يكون في امتي خسف وقذف ومسخ قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى ذلك قال اذا ظهرت المعازف والقينات واستحلت الخمر

ترجمہ اور گریبان پھاڑنے اور شیطانی نوحہ کرنے سے منع کیا ہے عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجکو اللہ تعالیٰ نے مزمار اور طبل کے تباہ کرنے کو مبعوث فرمایا ہے دوسری روایت میں آیا ہے کہ مزامیر کو توڑنے کو بھیجا ہے۔ ابو الفرج بن فضالہ نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا کہ محمد بن عمر نے حضرت علی سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت پندرہ خصلتیں اختیار کرے گی تو اس کے اوپر بلا نازل ہوگی ان پندرہ میں سے ایک آپ نے یہ فرمایا گانے والی لونڈیاں اور گانے بجانے کی چیزیں اختیار کرینگے محمد بن یزید نے مسلم بن سعید سے روایت کیا کہ رجل خذائی نے ابوہریرہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ محصول ملکت کو اپنی دولت بنالینگے اور امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھیں گے اور غیر دین کے لئے علم پڑھیں گے اور آدمی اپنی بی بی کا کہنا مانے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا اپنے دوست کو آرام پہونچائیگا۔ اور اپنے باپ کو ستائیگا اور مسجدوں میں شور مچائینگے۔ اور خاندان کا سردار فاسق شخص ہوگا اور قوم کا رئیس ایک رذیل آدمی ہوگا۔ اور انسان کے شر و فساد سے ڈر کر لوگ اس کی تعظیم کرین گے اور گانے والیاں اور گانے بجانے کی چیزیں علم طور پر ظاہر ہونگی اور شرابیں پی جائینگی اور اس امت کے پچھلے لوگ اپنے پہلے لوگوں کو لعنت کرین گے اس حالت میں لوگ منتظر ہیں کہ یک بارگی آندھی آئے گی اور زلزلہ آئیگا اور خسف واقع ہوگا۔ اور صورتیں مسخ ہو جائینگی اور آسمان سے پتھر برسینگے اور ان کے علاوہ اور آیتیں پے در پے ظہور پزیر ہونگے جس طرح کسی موتی کی لڑی کا ڈورا توڑ دیا جائے اور موتی لگاتار گرتے چلے جائیں سہل بن سعد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خسف یعنی زمین میں دھس جانا اور قذف یعنی آسمان سے پتھر برسنا اور مسخ یعنی صورتوں کا بدل جانا واقع ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول کیا ہوگا جب گانے بجانے کی چیزیں اور گانے والیاں ظاہر ہوں اور شراب حلال سمجھی جائے

جبیر

وانبانا ابوالحسن سعد الخیر بن محمد الانصاری فی کتاب السنن لابن ماجۃ برفعہ الی یحیی بن العلاء انہ سمع صفوان بن امیۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء عمرو بن قرۃ فقال یارسول اللہ ان اللہ عزوجل قد کتب علی شقوۃ فما اراني ارزق الا من دفی بکفی فاذن لی فی الغنا فی غیر فاحشۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا آذن لک ولا کرامۃ ولا نعمۃ عین کذبت یا عدو اللہ لقد رزقک اللہ حلالا طیبا فاخترت ما حرم اللہ علیک من رزقہ فکان ما احل اللہ لک من حلالہ ولو کنت تقدمت الیک لفعلت بک وفعلت ثم عنی وتب الی اللہ اما انک لو قلت بعد المقدمۃ الیک ضربتک ضربا وجیعا وجعلت رأسک مثلۃ ونفیتک من اھلک واحللت سلبک غنیمۃ لفتیان المدینۃ فقام عمرو بہ من الشر والحزن ما لا یعلمہ الا اللہ فلما ولی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھؤلاء العصاۃ من مات منھم بغیر توبۃ حشرہ اللہ عریانا لا یستتر بھدبہ کلما قام صرع **واما الاثار** فقال ابن مسعود الغنا ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل وقال اذا رکب الرجل الدابۃ ولم یسم ردفہ الشیطان وقال تغنۃ فان لم یحسن قال لہ تمنہ **ومر** ابن عمر بقوم محرمین وفیھم رجل یتغنی فقال لا یسمع اللہ لکم **وسأل** رجل القسم بن محمد عن الغنا فقال انھاک عنہ فاکرھہ لک قال حرام ھو قال انظر یابن اخی اذا میز اللہ عزوجل الحق من الباطل فی ایھما یجعل الغنا

ترجمہ ابوالحسن سعد الخیر بن محمد انصاری نے کتاب السنن ابن ماجہ میں بروایت یحیی بن العلا بیان کیا کہ انہوں نے صفوان بن امیہ سے سُنا کہتے تھے کہ ہم ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں عمرو بن قرہ نے آکر عرض کیا۔ یارسول اللہ میرے لئے اللہ تعالی نے شقاوت اور بدبختی مقدر فرمائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھکو بغیر دف بجانے کے رزق نہیں مل سکتا آپ مجھکو غنا کی اجازت دیدیجئے میں فحش گانا نہیں گاؤں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھکو اجازت نہ دونگا اور نہ تیری عزت کرونگا اور نہ تجھ کو چشم عطا سے دیکھونگا اے خدا کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے اللہ تعالی نے تجھکو حلال اور پاک رزق عطا فرمایا ہے اور تو خدا کے رزق میں سے حرام اختیار کرتا ہے اگر میں تجھ کو پیشتر ممانعت کر چکا ہوتا تو اس وقت تجھ سے بُری طرح پیش آتا چل میرے پاس سے اُٹھ کھڑا ہو۔ اور خدا کے سامنے توبہ کر یاد رکھ اگر اب سمجھانے کے بعد تو نے ایسا کیا تو میں تجھ کو دردناک مار ماروں گا اور تیرا مونہہ بگاڑ دونگا اور تجھ کو تیرے گھر بار سے نکال کر شہر بدر کرونگا۔ اور تیرا رخت اسباب مدینہ کے نوجوانوں میں لٹوا دونگا یہ باتیں سُنکر عمرو بن قرہ نہایت غمناک اور اندوہگین وہاں سے اُٹھکر چلے گئے جب وہ جا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہی لوگ عاصی مرنا فرمان ہیں جو کوئی انمیں سے بغیر توبہ مریگا حشر میں اللہ تعالی اُس کو ننگا اُٹھائیگا ایک چیتھڑا بھی بدن پر نہوگا جب کھڑا ہونے لگیگا لڑکھڑا کر گر پڑیگا **آثار** ہے یوں استدلال لاتے ہیں **ابن مسعود** نے کہا غنا دل میں نفاق اوگا دیتا ہے جسطرح پانی سبزی کو اُگاتا ہے اور کہا جب آدمی چوپائے پر سوار ہوتا ہے اور بسم اللہ نہیں کرتا شیطان اُس کے پیچھے بیٹھ لیتا ہے اور اُس سے کہتا ہے گانا گا اگر اُس کو گانا اچھی طرح نہیں آتا تو شیطان کہتا ہے آواز ہی بنا **ابن عمر** ایکبار کچھ لوگوں پر گذرے جو احرام باندھے ہوئے تھے انمیں ایک آدمی غنا کرتا تھا کہنے لگے خدا تم کو تمہاری نیت سے یعنی تم پر توجہ نہ کرے **قاسم** بن محمد سے کسی نے غنا کے بارے میں پوچھا جواب دیا کہ تجھکو غنا سے منع کیا ہوں اور تمہارے لئے برا جانتا ہوں وہ بولا کہ بھلا کیا غنا حرام ہے قاسم کہا اے برادر زادے جب اللہ نے حق اور باطل میں تمیز کر دی تو غنا کا

قال الشعبی من المغنی والمغنی له واخبرنا ابو حفص عمر بن عبید اللہ الامرموی قال کتب عمر بن عبد العزیز الی مؤدب ولدہ لیکن اول ما یعتقدن من ادبک بغض الملاهی التی بدؤها من الشیطان وعاقبتها سخط الرحمان فانه یلغنی عن الثقات من حملة العلم ان حضور المعازف واستماع الاغانی واللهج بها ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء العشب ولعمری لتوقی ذلک بترک حضور تلک المواطن ایسر علی ذی الذهن من التبوت علی النفاق فی قلبه وقال فضیل بن عیاض الغناء رقیة الزنا وقال الضحاک الغناء مفسدة القلب مسخطة للرب وقال زید بن الولید یابنی امیة ایاکم والغناء فانه یزید الشهوة ویهدم المروة وانه لینوب عن الخمر ویفعل ما یفعل السکر فان کنتم لابد فاعلین فجنبوه النساء فان الغناء داعیة الزنا قال المصنف وکم فتنت الاصوات بالغناء من عابد وزاهد وقد ذکرنا جملة من اخبارهم فی کتابنا المسمی بذم الهوی عن عبد الرحمن بن ابی الزناد عن ابیه قال کان سلیمان بن عبد الملک فی بادیة له فسهر لیلة علی ظهر سطح ثم تفرق عنه جلساؤه فدعا بوضوء فجاءت به جاریة له فبینا هی تصب علیه اذا استمع بیده واشار الیها فاذا هی ساهیة مصغیة بسمعها مائلة بجسدها کله الی صوت غناء یسمعه فی ناحیة العسکر فامرها فتخت

ترجمہ شعبی نے کہا گانے والے اور گوانے والے دونوں پر لعنت ہے ابو حفص عمر بن عبید اللہ امروی نے کہا عمر بن عبد العزیز نے اپنے بیٹے کے آتالیق کو تحریر کیا کہ تمہاری تعلیم میں سے پہلا عقیدہ ان لوگوں کا بغض ہونا چاہئے کہ لہو کی چیزوں سے سخت نفرت رکھیں لہو کی چیزوں کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام اس کا خدا تعالےٰ کی ناراضی ہے مجھے علمائے ثقات سے سنا ہے کہ باجوں کی محفل میں جانا اور راگ سننا اور اُن کا دلدادہ رہنا دل میں نفاق اگا دیتا ہے جس طرح کہ پانی کو پانی اوگاتا ہے اور اپنی جان کی قسم کہ ایسے مقامات میں جانا چھوڑ کر اس بلا سے محفوظ رہنا صاحب عقل کے لئے اس سے زیادہ آسانی ہے کہ اپنے دل کے نفاق پر ثابت قدم رہے فضیل بن عیاض کا قول ہے غنا منتر ہے زنا کا ضحاک نے کہا غنا دل کو حزیں اور جسد کو ناراض کرتا ہے زید بن ولید نے کہا اے بنی امیہ تم غنا سے دور رہو کیونکہ غنا شہوت کو بڑھاتا ہے اور آدمیت کی بنیاد ڈھاتا ہے۔ اور شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ کا عمل کرتا ہے اور اچھا اگر تم ضرور ہی ایسا کرو تو عورتوں کو اس سے دور رکھو کیونکہ غنا حرام کاری کی طرف بلاتا ہے مصنف نے کہا راگ کی آواز میں سُنکر سُنکر بہت سے عابد اور زاہد فتنہ میں پڑ گئے ہیں جن کی کچھ حکایتیں ہم نے اپنی کتاب موسوم بذم الہوی میں نقل کی ہیں عبد الرحمن بن ابی الزناد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایکبار سلیمان بن عبد الملک اپنے ڈیرے میں تھے ایک رات کو ٹھے پر دیر تک جاگتے تھے جب اُن کے اہل جلسہ چلے گئے۔ تو وضو کے لئے پانی مانگا ایک لونڈی لے کر آئی وہ وضو کرانے کے لئے پانی ڈال رہی تھی کہ اسی اثنا میں سلیمان نے اپنے ہاتھ کے لئے اس لونڈی سے کچھ مدد چاہی۔ اور اُس کی طرف کچھ اشارہ کیا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل غافل ہو رہی ہے اور کان لگائے ہوئے اور اپنا تمام بدن جھکائے ہوئے ایک راگ کی آواز سن رہی ہے جو لشکر کی جانب سے آتی تھی سلیمان نے بھی وہ آواز سنی اُس لونڈی کو حکم دیا وہ الگ ہو گئی +

واستمع هو الصوت فاذا صوت رجل يغني فانصت له حتى فهم ما يغني به من الشعر ثم دعا جارية من جواريه غيرها
فتوضأ فلما اصبح اذن للناس اذنا عاما فلما اخذوا مجالسهم أحضر ذكر الغناء ومن كان يسمعه وأين فيه حتى ظن القوم
انه يشتهيه فاقاضوا في التليين والتحليل والتسهيل فقال هل بقي احد يسمع منه فقال رجل من القوم يا امير المؤمنين
عندي رجلان من اهل ايلة حاذقان قال وأين منازلهم من العسكر فاومى الى الناحية التي كان الغناء منها فقال
سليمان ابعث اليهما فوجد الرسول احدهما فاقبل به حتى ادخله على سليمان فقال له ما اسمك قال سمير فسأله
عن الغناء فقال كيف هو فيه فقال حاذق تحكم قال فمنذ كم عهدك به في ليلتي هذه الماضية قال هي اي نومتي العسكر كنت
فذكر له الناحية التي سمع منها الصوت قال فما غنيت فذكر الشعر الذي سمعه سليمان فاقبل سليمان فقال
هذا رجل فضيعت الناقة وهب التيس فسكرت الشاة هدر الحمام فرافت الحمامة وخنة الرجل فطربت المرأة ثم
امر به فخصي وسأل عن الغناء اين اصله واكثر ما يكون فقالوا في المدينة وهو بالحجاز فكتب الى عامله على المدينة وهو ابو بكر بن محمد بن عمرو بن حزم [illegible] من قالا من المخنثين

ترجمہ اور خود کان لگا کر وہ آواز سننے لگے۔ معلوم ہوا کہ کوئی آدمی گا رہا ہے اُس کی آواز سے [illegible] مرتعش ہو کر سننے لگے تاکہ جو شعر وہ گا رہا تھا سمجھ گئے۔ بعد ازان اُس لونڈی کے سوا دوسری لونڈی کو بلایا۔ اور وضو کیا جب صبح ہوئی لوگوں کو اذن عام دیا کہ سب حاضر ہوں جس وقت سب لوگ آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے سلیمان نے راگ کا اور اُن بزرگان کا جو راگ سنتے تھے ذکر چھیڑا۔ اور اس بارے میں ایسی نرم بیانی کی کہ لوگ سمجھے سلیمان غنا کی خواہش رکھتے ہیں اور اسی کے سب غنا کے اصول تلیین و تحلیل و تسہیل وغیرہ کا ذکر کرنے لگے۔ سلیمان نے کہا بھلا کیا کوئی اور آدمی بھی تم میں ایسا باقی رہ گیا ہے جس سے کچھ سنا جائے ایک شخص نے کہا یا امیر المؤمنین یہاں ایلہ کے رہنے والے دو آدمی ہیں۔ جو اس فن میں حاذق ہیں۔ سلیمان نے پوچھا لشکر میں تمہارا مکان کدھر ہے اُس نے اُسی جانب اشارہ کیا۔ جدھر سے راگ کی آواز آئی تھی حکم دیا کہ ان دونوں کو بلوایا جائے جو قاصد گیا تو اُن میں سے ایک کو پایا اور اُس کو سلیمان کے حضور میں پہنچایا سلیمان نے اُس کا نام پوچھا کہنے لگا ابراہیم سمیر پھر سوال کیا کہ تو گانا کیسا جانتا ہے جواب دیا کہ اس فن میں بہت بڑا کامل ہوں پوچھا کہ تو نے کب سے نہیں گایا ہے اُس نے کہا کہ حضور میں نے آج ہی رات گایا تھا سلیمان نے پوچھا کہ تو لشکر کی کس جانب میں تھا اُس نے وہی جانب بتائی جس طرف سے آواز آئی تھی دریافت کیا کہ رات تو کونسا شعر گاتا تھا اس نے وہی شعر بتایا جو سلیمان نے سنا تھا۔ اُسی وقت سلیمان لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی بیخود ہو جاتی ہے۔ اور بکرا جوش شہوت میں آکر آواز نکالتا ہے تو بکری مست ہو جاتی ہے اور کبوتر غرغراتا ہے تو کبوتری مزے میں آتی ہے۔ اور مرد راگ گاتا ہے تو عورت طرب میں آتی ہے۔ یہ کہکر حکم دیا وہ آدمی خصی کر دیا گیا اور دریافت کیا کہ غنا کی اصل کہاں سے ہے لوگوں نے کہا مدینے میں مخنث لوگ اس فن کے کامل اور پیشوا ہیں۔ سلیمان نے اپنے عامل ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو جو مدینہ پر حاکم تھے تحریر کیا کہ جس قدر تمہارے یہاں مخنث

المغنين **واما الغنا قال المصنف** فقد بينا ان الغنا يخرج الانسان عن الاعتدال وتغيير العقل وبيان
هذا ان الانسان اذا اطرب فعله ايستقيحه في حال صحته من غير تحريك الراس وتصفيق يديه ودق الارض
برجله الى غير ذلك مما يفعله ارباب العقول السخيفة **والغنا** يوجب ذلك بل تقارب فعله فعل الخمر في تغطية العقل
فينبغي ان يقع المنع منه **وذكر** عند محمد بن منصور من اصحاب القصائد فقال هؤلاء الغزاة من الله عز وجل
لنا صحوا الله وصدقوه لاقادهم في سرائرهم ما يشتغلهم عن كثرة التلاقي **قال** ابو عبد الله بن بطة العكبري سألني
سائل عن استماع الغنا فنهيته عن ذلك واعلمته انه مما انكره العلماء واستحسنه السفهاء وانما يفعله نفاة
سموا بالصوفية وسماهم المحققون الخرية اهل هم دنية وشر اغبر دعية يظهرون الزهد وكل اشياءهم ظاهرة
يدعون الشوق والمحبة باسقاط الخوف والرجا يستمعونه من الاحداث والنساء ويطربون ويصفقون و
يتغاشون ويتماوتون ويزعمون ان ذلك من شدة حبهم لربهم وشوقهم اليه تعالى الله عما يقول الجاهلون
علوا كبيرا **فصل في ذكر الشبه التي تعلق بها من اجاز سماع الغنى فمنها**
حديث عائشة ان جاريتين كانتا تضربان عندها بدفين وفي بعض الفاظها دخل علي ابو بكر

ترجمہ گانے والے ہین سکو خصی کر ڈالو **المصنف** رح نے کہا غنا کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ اعتدال سے خارج کر دیتا ہے اور عقل مین تغیر لاتا
ہے توضیح اس کی یہ ہے کہ انسان جب طرب و نشاط مین آتا ہے تو باوجود صحت ہوش و حواس کے ایسی حرکتین کر گذرتا ہے جو بُری معلوم
ہوتی ہین مثلاً سر ہلانا تالی بجانا زمین پر پاؤن پٹکنا وغیرہ جو ریک عقل والے کرتے ہین اور راگ ایسی حرکتون کا باعث ہوتا ہے۔ بلکہ
اس مین قریب قریب شراب کا خاصہ ہے کہ عقل کو ڈھانک لیتا ہے۔ لہذا منع ضروری ہے۔ کہ اُس سے منع کیا جاے **محمد بن منصور**
کے سامنے قصیدے سننے والون کا تذکرہ آیا کہنے لگے کہ یہ لوگ خدا کی طرف سے دھوکا کھاے ہوے ہین اگر اللہ تعالے سے حسن
معاملت اور صدق نیت رکھتے تو وہ اُن کے دلون مین ایسی باتین القا فرماتا کہ یہ لوگ بیہودہ باتون مین پڑنے سے باز رہتے +
ابو عبد اللہ بن بطہ عکبری نے کہا مجھسے ایک شخص نے گانا سننے کی نسبت سوال کیا مین نے اُس کو ممانعت کی اور بتایا کہ
غنا کو علما برا سمجھتے ہین اور بیوقوف لوگ اچھا جانتے ہین ایک گروہ اس حرکت کے مرتکب ہین جن کو صوفیہ کہتے ہین اور اہل تحقیق
نے ان کا نام احمق رکھا ہے لوگ کم ہمت والے بدعت کے طریقون والے رکھا ہے۔ یہ لوگ زہد کا اظہار کرتے ہین۔ اور اُن کی
سب باتین بیرہ دلی کی ہین امید و بیم سے آزاد ہو کر شوق و محبت کا جھوٹا دعوی کرتے ہین امردون اور عورتون سے گانا سُنکر طرب
مین آتے ہین اور تالیا بجاتے ہین اور بیہوش اور مردہ بن جاتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ اللہ تعالی کی شدت محبت اور کثرت شوق
مین اُن کا یہ حال ہو گیا نعوذ باللہ یہ جاہل جو کچھ بکتے ہین ایسی باتون سے اللہ تعالی نہایت پاک اور برتر ہے + **فصل**
(اُن شبہات کے بیان مین جن سے گانا سننے کو جائز بتلانے والے دلیل لاتے ہین) - ایک تو حضرت عائشہ کی حدیث
ہے کہ اُن کے پاس دو لڑکیان دف بجا رہی تھین۔ اور بعض الفاظ حضرت عایشہ کے یہ ہین کہ میرے پاس حضرت ابو بکر آئے

وعندی جاریتان من جواری الانصار یغنیان بما تقاولت به الانصار یوم بعاث فقال ابوبکر امزمور الشیطن
فی بیت رسول اللہ صلعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہما یا ابابکر ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا وقد سبق ذکر ھذا الحدیث
ومنہا حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا زفت المرأۃ الی رجل من الانصار فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا
عائشۃ ما کان معہم من اللہو فان الانصار یعجبہم اللہو وقد سبق ومنہا حدیث فضالۃ بن عبید عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال للہ اشد اذنا الی الرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القینۃ الی قینتہ قال
ابو الطاہر وجہ الحجۃ انہ ثبت تحلیل استماع الغنا اذ لا یجوز ان یقاس علی محرم ومنہا حدیث ابی ہریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن ومنہا حدیث حاطب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال فصل ما بین الحلال والحرام ضرب بالدف فالجواب اما حدیث عائشۃ فقد سبق الکلام علیہا وبینا انہم
کانوا ینشدون الشعر وسمی ذلک غنا لنوع تثبت فی الانشاد وترجیع ومثل ذلک لا یخرج الطباع عن
الاعتدال وکیف یحتج بذلک الواقع فی الزمان السلیم عند قلوب صافیۃ علی ہذہ الاصوات المطربۃ
الواقعۃ فی زمان کدر عند نفوس قد تملکہا الہوی ما ہذا الا مغالطۃ للفہم ولیس قد صح فی الحدیث

ترجمہ اُس وقت انصار مین سے دو لڑکیان میرے پاس وہ اشعار گا رہی تھین جو جنگ بعاث کے روز انصار نے فخریہ پڑھے تھے۔
حضرت ابوبکر بولے کہ رسول اللہ کے گھر مین شیطان کے آواز کا کیا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ان کو کچھ نہ کہو ہر قوم
مین عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے اس حدیث کا ذکر پیشتر گذر چکا عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک یہ حدیث ہے کہ ایک عورت
ایک انصاری کے ساتھ بیاہی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ان کے ساتھ لہو کی چیزون مین سے کیا کیا تھا کیونکہ انصار
لوگ لہو کو پسند کرتے ہین یہ حدیث بھی مذکور ہو چکی ایک فضالہ بن عبید کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی
خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے والے کی طرف اُس سے بھی زیادہ کان لگاتا ہے کہ کوئی اپنی گانے والی لونڈی کا گانا سنتا ہو
ابو طاہر نے کہا کہ اس حدیث سے دلیل لانے کی وجہ یہ ہے کہ گانا سننے کا جواز ثابت ہو گیا کیونکہ جائز چیز کو حرام چیز پر قیاس کرنا جائز
نہین ایک حدیث ابوہریرہ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہین فرمائی جیسے توجہ ایسے
نبی کی طرف فرمائی جو قرآن کے ساتھ تغنی کرتا ہو (یعنی خوش آوازی) اور ایک حدیث حاطب کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
حلال و حرام مین فرق دف بجانے سے ہوتا ہے جواب ان شبہات کا یہ ہے کہ عائشہؓ کی حدیث پر گفتگو پیشتر ہو چکی اور ہم بیان
کر چکے کہ وہ لڑکیان شعر پڑھتی تھین اور اُس کو غنا اس لئے فرمایا کہ اس مین ایک قسم کا ٹھہراؤ اور ترجیع بھرا پایا جاتا تھا اور اس قسم
کے گانے سے طبیعتین اعتدال سے باہر نہین ہوتین اور بھلا اس گانے سے جو شعر خوانی تھا جو ایسے زمانہ مین واقع ہوا جو فتنے سے
محفوظ تھا اور صاف قلوب کے سامنے گایا گیا کیونکر حجت ہو گی ایسے راگ گانے پر جو آجکل کی کدورت آمیز زمانے کی طرب انگیز اور آلودہ نیز
گانے ہین جن کو ایسے لوگ سنتے ہین جو ہوائے نفسانی کے بندے ہین یہ صرف سمجھ کا مغالطہ ہے بھلا کیا حدیث صحیح مین نہین آیا؟

عن عائشة رضی اللہ عنہا انہا قالت لو رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد وانما ینبغی للفقیہ
ان یزن الاحوال کما ینبغی للطبیب ان یزن الزمان والسن والبلد ثم یصف علی مقدار ذلک وابن العنا بما تقاولت به
الانصار یوم بعاث من غنا امرد مستحسن بالات مستطابة وصناعة یجذب الیها النفس غزلیات یذکر فیها الغزال
والغزالة فهل یثبت هنالک طبع هیهات بل یازعج شوقا الی المستلذ ولا یدعی انه لا یجد ذلک الا کاذب او
خارج عن حد الادمیة ومن ادعی اخذ الاشارة من ذلک الی الخالق فقد استغل فی حقه ما لا
یلیق به علی ان الطبع مشفقة الی ما یجد من الهوی **وقد اجاب** ابو الطیب الطبری عن مشفقة
هذا الحدیث انه قال هذا اجتنابا لان ابا بکر سمی ذلک مزمور الشیطان ولم ینکر النبی صلی اللہ علیه
وسلم علی ابی بکر قوله وانما منعه من التغلیظ فی الانکار بحسن رفقه لا سیما فی یوم العید **وقد** کانت
عائشة صغیرة فی ذلک الوقت ولم ینقل عنها بعد بلوغها الا ذم الغنا **وقد** کان ابن لهیعة القاسم بن محمد ینم الغنا
ویمنع من سماعه وقد اخذ العلم عنها **قال المصنف** وما اللهو المذکور فی الحدیث الاخیر فلیس بصریح
فی الغنا فیجوز ان یکون انشاد الشعر او غیره **واما** التشبیه بالاستماع الی القینة

ترجمہ کہ حضرت عائشہ نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ عورتوں نے کیسی کیسی نئی باتیں نکالی ہیں تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے فتوی دینے والے کو چاہیے کہ لوگوں کے احوال کا اندازہ کرے جس طرح طبیب کو لازم ہے کہ وقت اور عمر اور شہر کا اندازہ کرکے اسی مقدار پر علاج کرے اور بھلا کیا اُن اشعار کا گانا جو انصار نے جنگ بعاث کے روز باہم پڑھے تھے اور کہاں تو بصورت امرد راگ جسکو زیبا آئندہ آلات پر گاتا ہے اور اپنا ہنر دکھاتا ہے جس کی طرف نفس کھنچتا ہے اور وہ غزلیں گاتا ہے جن میں ہرن اور ہرنی کا ذکر ہوتا ہے ایسے مقام پر طبیعت کیونکر قایم رہ سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ شوق سے لذیذ چیز کیجانب بیتاب ہو جائیگی اور اس امر کا دعوی کہ مجھ پر ایسی حالت نہیں گذرتی وہی شخص کریگا جو کہ جھوٹا یا حد آدمیت سے گذرا ہوا ہوگا اور جو کوئی یہ دعوی کرے کہ میں ان غزلیات سے خالق کی طرف اشارہ لیتا ہوں وہ اللہ تعالی کے حق میں ایسی چیز عمل میں لاتا ہے جو اُس کی ذات کے شایان نہیں ۔
علاوہ ازیں طبیعت اُسی طرف مشتاق ہوگی جو خواہش اس میں پائی جاتی ہے ابو الطیب طبری سے اس حدیث کا جواب بھی دیا ہے کہ یہ حدیث ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ حضرت ابوبکر نے اس گانے کا نام شیطان رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر پر انکار نہیں فرمایا فقط بوجہ خوش اخلاقی کے خاص کر عید کے دن گانے کے انکار میں تشدد کرنے سے منع فرمایا اور حضرت عائشہ اس وقت میں کم سن تھیں اور بعد بالغ ہونیکے ان سے بجز راگ کی مذمت کے اور کچھ منقول نہیں ہوا اور ان کے بھتیجے قاسم بن محمد غنا کو بُرا کہتے تھے اور اُس کے سننے سے منع کرتے تھے انہوں نے بھی حضرت عائشہ سے علم حاصل کیا ہے **مصنف** نے کہا دوسری حدیث میں جو لہو کا ذکر ہے وہ غنا کے بارے میں صراحت نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ شعر وغیرہ کا پڑھنا مراد ہو باقی رہی وہ حدیث جس میں گانے والی لونڈی کی طرف کان لگانے کی ساتھ تشبیہ واقع ہوئی ہے ۔

فلا یمتنع ان یکون المشبه حراما فان الانسان لو قال وجدت للعسل لذة الخمر کان کلاما صحیحا وانما وقع التشبیه بالاصغاء فی الحالین فیکون احدهما حراما او حلالا لا یمنع من التشبیه **وقد** قال علیه السلام انکم لترون ربکم کما ترون القمر لیلة البدر فشبه ایضا الرویة بایضاح الرویة وان کان وقع الفرق بان القمر فی وجه یحیط به نظر الناظر والحق منزه عن ذلک **والفقهاء** یقولون فی ماء الوضوء لا ینشف لاعضاء لانه اثر عبادة فلا یسن مسحه کدم الشهید فقد جمعوا بینهما من جهة اتفاقهما فی کونهما عبادة وان افترقا فی الطهارة والنجاسة فامتداد ابن طاهر بان القیاس لا یکون الا علی مباح فقه الصوفیة **واما** قوله یتغنی بالقرآن فقد فسره سفیان بن عیینة فقال معناه یستغنی به **وقد** فسره الشافعی فقال معناه یحزن ویترنم **وقال** غیرهما یجعله مکان غنا الرکبان اذا ساروا **واما** الضرب بالدف فقد کان جماعة من التابعین یکسرون الدفوف وما کانت هکذا فکیف لو رأوا هذه **وکان** الحسن البصری یقول لیس الدف من سنة المرسلین فی شئ **وقال** عبید القاسم بن سلام من ذهب به الی الصوفیة فهو خطأ فی التاویل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فانما معناه عندها اعلان النکاح واضطراب الصوت به واللهو فی الناس **قال المصنف** قلت ولو حمل علی الدف حقیقة

ترجمہ تو اس مین کچھ قباحت نہین کہ مشبہ بہ حرام ہو کیونکہ انسان اگر یون کہے کہ مینے شہد مین شراب کا مزا پایا تو یہ کلام صحیح ہوگا حدیث مین صرف دونون حالت مین کان لگانے کے ساتھ تشبیہ واقع ہوئی ہے پھر ایک چیز کا حرام اور دوسری کا حلال ہونا تشبیہ کے لئے مانع نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا ہے تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھوگے جیسے چاند کو چودھوین تاریخ مین دیکھتے ہو یہان بھی صرف صاف طور پر دیکھنے مین تشبیہ دی گئی ہے گو کہ باہم فرق واقع ہے کیونکہ چاند ایسی چیز ہے جسکو دیکھنے والے کی نگاہ احاطہ کر لیتی ہے اور اللہ تعالی اس سے منزہ و پاک ہے فقہاء وضو کے پانی کی نسبت کہتے ہین کہ اعضا پر سے پونچھنا نہ چاہئے کیونکہ وہ عبادت کا اثر ہے اُس کا پونچھنا مسنون نہین جس طرح شہید کا خون نہین پونچھا جاتا یہان خون اور پانی کو اس لیے جمع کر دیا کہ عبادت ہونے کی رو سے دونون متفق ہین گو کہ طہارت اور نجاست کے حکم مین جدا جدا ہین اس بیان سے معلوم ہوا کہ ابن طاہر کا یہ استدلال کہ قیاس ہمیشہ مباح چیز پر ہوا کرتا ہے صوفیہ کی فقہ دانی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ قرآن شریف پڑھنے مین غنا کرے اس کے معنی سفیان بن عیینہ نے یہی لئے ہین کہ خوش آوازی سے پڑھے **شافعی** رح نے یہ تفسیر کی ہے غنا کی آواز سے ترنم کے ساتھ پڑھے ان دونون کے سوا دوسرے علما اس غنا کو ایسا گردانتے ہین جیسے اونٹون پر چلنے والے رات کو گاتے چلتے ہین باقی دف کا بجانا تابعین کی ایک جماعت دفون کو توڑ ڈالا کرتے تھے حالانکہ ہر وقت ایسے دف نہ تھے جیسے آج کل ہین اگر ان دفون کو دیکھتے خدا جانے کیا کرتے **حسن بصری** کہتے ہین کہ پیغمبرون کی سنت مین سے دف کسی چیز مین داخل نہین **ابو عبید القاسم** بن سلام نے کہا صوفیہ مین سے جو دف کو جائز رکھتے ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجت لاتے ہین خطا پر ہین کیونکہ ہمارے نزدیک اُس کے معنی تو یہ ہین کہ نکاح کا اعلان ہو اور سب مین اس کا شور مچ جاوے اور لوگون مین چرچا ہونے لگے **مصنف** نے کہا اگر دف کو حقیقی معنون پر بھی محمول کیا جاوے

علی انہ قد قال احمد بن حنبل ارجوان لا یکون بالدف باس فی العرس ونحوہ واکرہ الطبل وعن عامر بن
سعید البجلی قال طلبت ثابت بن سعد وکان بدریا فوجدتہ فی عرس فقال واذا الجواریغنین ویضربن
بالدفوف الا تنہی عن ھذا قال لا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رخص لنا فی ھذا وحدثنا
القاسم عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اظھروا النکاح واضربوا علیہ
بالغربال یعنے الدف **قال المصنف** قلت وکلما احتجوا بہ لا یجوز ان یستدل بہ علی جواز
ھذا الغنی المعروف المؤثر فی الطباع **وقد** احتج لھم اقوام مفتونون بحب التصوف بما لا حجۃ فیہ فمنھم
ابو نعیم الاصفھانی قال کان البراء بن مالک یمیل الی السماع ویستلذ الترنم **قال المصنف** وانما
ذکر ابو نعیم ھذا عن البراء لانہ روی عنہ انہ استلقی یوما فترنم فانظر الی ھذا الاحتجاج البارد فان الانسان لا یخلو من ان
یترنم فان الترنم من سماع الغنی المطرب **وقد** استدل لھم محمد بن طاھر باشیاء لولا ان یعتز علی مثلھا جاھل فیعتقد انہ اصل
ذکرھا لانہا لیست بشیء **فمنھا** انہ قال فی کتابہ **باب الافتراح علی القوال** والسنۃ فیہ فجعل الافتراح علی القوال سنۃ واستدل
بما روی عمرو بن الشرید عن ابیہ قال استنشدنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من شعر امیۃ فاخذ یقول ھی ھی حتی انشدتہ مائۃ قافیۃ

ترجمہ تو کچھ حرج نہین بنا برآنکہ احمد بن حنبل نے کہا۔ اُمید ہے کہ دف مین بیاہ شادی کے دن کوئی ڈر نہ ہو اور طبل میرے نزدیک
مکروہ ہے عامر بن سعید بجلی نے کہا مین نے ثابت بن سعید کو ایک بار تلاش کیا وہ اہل بدر مین سے تھے مجھ کو ایک
شادی کی محفل مین ملے وہان کچھ لڑکیان گاتی تھین اور دف بجاتی تھین مین نے کہا آپ اس سے منع نہین کرتے وہ بولے کہ نہین
منع کرتا کیونکہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر اس کی اجازت فرمائی ہے قاسم نے حضرت عائشہ سے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نکاح کا اظہار کرو اور اُس کے لئے غربال یعنی دف بجاؤ **مصنف** نے کہا۔
جن حدیثون سے ان لوگون نے حجت پکڑی ہے اُن سے اس مشہور غنا کے جواز پر جو طبیعتون مین اثر کرتا ہے استدلال
نہین لا سکتے **صوفیہ** کے لئے کچھ لوگون نے جو تصوف کی محبت مین مفتون ہو گئے ایسے اقوال سے حجت پکڑی ہے
جن سے حجت نہین نکلتی **ابو نعیم اصفہانی** نے کہا براء بن مالک سماع کے مائل تھے اور ترنم کو لذیذ سمجھتے تھے **مصنف**
نے کہا ابو نعیم نے براء سے صرف یہی روایت کیا ہے کہ وہ ایک روز لیٹے اور ترنم کیا۔ اس بار حجت لانے پر غور کرنا چاہیے۔
کوئی انسان ایسا نہین جو ترنم نہ کرے بھلا کہان ترنم اور کہا طرب انگیز راگ **سنا محمد بن طاہر** نے صوفیہ کے لئے ایسی چیزون
سے دلیل پکڑی ہے کہ اگر اُن اشیاء پر جاہلون کے پھسل پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو ذکر کرنے کی قابل نہ تھین کیونکہ محض بہلاوے
ہین۔ ایک اُن مین سے یہ ہے کہ ابو طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندھا ہے جس مین قوال سے فرمایش کرنا سنت
قرار دیا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عمرو بن شرید نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ مجھ سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے امیہ کے اشعار پڑھنے کو فرمایا آپ ہر شعر پر ھی ھی یعنی اور پڑھو فرمانے لگے حتی کہ مین نے سو شعر پڑھے

وقال ایضا باب الدلیل علی استماع الغزل قال العجاج سالت اباھریرۃ طاف الخیالان فھاجا سقما فقال ابوھریرۃ کان ینشد مثل ھذا عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم **قال المصنف** قلت فانظر الی احتجاج بن طاھر ما اعجبہ کیف یحتج بجواز انشاد الشعر علی جواز ان یغنی بہ وما مثلہ الا کمثل من قال یجوز ان یضرب بالکف علی طھر العود فجاز ان یضرب باوتارہ او قال یجوز ان یعصر العنب ویشرب فی یومہ فجاز ان یشرب بعد ایام فقد نسی ان انشاد الشعر لا یطرب کما یطرب الغنا **وحدثنا** ابو محمد التمیمی قال سالت الشریف یا علی بن ابی موسی الھاشمی عن السماع فقال ما ادری ما اقول فیہ غیر انی حضرت ذات یوم شیخنا الحسن عبد العزیز بن الحارث التمیمی سنۃ سبعین وثلثمائۃ فی دعوۃ عملھا لاصحابہ حضرھا ابوبکر الابھری شیخ المالکیین وابو القاسم الدارکی شیخ الشافعیین وابو الحسن طاھر بن الحسین شیخ اصحاب الحدیث وابو الحسن ابن سمعون شیخ الوعاظ والزھاد وابو عبد اللہ بن مجاھد شیخ المتکلمین وصاحبہ ابوبکر بن الباقلانی وذا شیخنا ابو الحسن التمیمی شیخ الحنابلۃ فقال ابو علی سقط السقف علیھم لم یبق بالعراق من یفتی فی حادثۃ بسنۃ ومعھم ابو عبد اللہ غلام قلما دکان یقرأ القرآن بصوت حسن فقیل لہ قل شیئا فقال وھم یسمعون **شعر** خطت انا ملھا فی بطن قرطاس

ترجمہ نیز ابو طاہر نے ایک باب باندھا ہے جس مین غزل سننے کی دلیل یہ لکھی ہے کہ عجاج نے کہا مین نے ابو ہریرہ سے اس قسم کے اشعار کی نسبت دریافت کیا مصرع طاف الخیالان فھاجا سقما یعنی دو صورتین خواب مین نظر آئین اور مرض کو برانگیختہ کیا۔ ابو ہریرہ نے جواب دیا ایسے اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پڑھے جایا کرتے تھے **مصنف** نے کہا ابو طاہر کے حجت لانے پر غور کرنا چاہئے کہ کس قدر تعجب خیز ہے یہ شخص شعر پڑھنے کے جواز سے اُس کے گانے پر کیونکر استدلال لاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے چونکہ عود کی پشت پر ہاتھ مارنا جائز ہے لہذا اُس کی تارون کو بھی ہاتھ سے بجانا جائز ہوا۔ یا یون کہے انگور کو نچوڑ کر اُسی روز پی لینا جائز ہے لہذا بعد کئی دن کے پینا بھی جائز ہوا۔ ابو طاہر کو یہ نہین یاد رہا کہ شعر پڑھنا ایسا طرب انگیز نہین جیسا غنا نشاط مین لاتا ہے **ابو محمد تمیمی** نے کہا مین نے شریف ابو علی بن موسی ہاشمی سے سماع کے بارے مین پوچھا جواب دیا کہ مین نہین جانتا اس بارے مین کیا حکم دون بحر اس کے کہ ایک روز ۳۷۰ تین سو ستر ہجری مین شیخ ابو الحسن عبد العزیز بن حارث کے یہان مین ایک دعوت مین گیا جس مین اُنھون نے اپنے اصحاب کو مدعو کیا تھا اُس دعوت مین ابو بکر ابہری شیخ مالکیہ اور ابو القاسم دارکی شیخ شافعیہ اور ابو الحسن طاہر بن حسین شیخ اہل حدیث اور ابو الحسن بن سمعون شیخ واعظین وزہاد اور ابو عبد اللہ بن مجاہد شیخ متکلمین اور ابو بکر باقلانی اور یہ ہمارے شیخ ابو الحسن تمیمی شیخ حنابلہ موجود تھے ابو علی نے کہا کہ اگر ان سب بزرگوارون پر چھت ٹوٹ پڑی تو عراق مین کوئی ایسا عالم نرہے جو حادثہ مین سنت کے مطابق فتوی دے اس دعوت مین اُنکے ساتھ ابو عبد اللہ غلام قلما بھی تھا وہ بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا کرتا تھا اُس محفل مین کسی نے اُس سے کہا کوئی چیز اس وقت گاؤ اُس نے چند اشعار گائے یہ سنتے بزرگ جمع تھے سب سن رہے تھے اُن اشعار کا ترجمہ یہ ہے معشوقہ کی انگلیون نے کاغذ پر گلو ایک خط لکھا

رسالة معتبرة بالنفاس - ان زرفديتك قف لی غیر محتشم - فان حبك لی قد شاع فی الناس - وکان قولی لمن اد
رسالتها - قف لی لاعشی علی العینین والراس - فقال ابو علی فعندما رأیت هذا لایمکننی ان افتی فی هذه المسالة بحظر
ولا اباحة قال المصنف وهذه حکایة ان صدق فیها محمد بن طاهر فان شیخنا ابن ناصر الحافظ کان یقول لیس
محمد بن طاهر بثقة حملت هذه الابیات علی انه انشدها لا انه غنی بها بقصیب ومحذه اذ لو کان ذلك لذکره
ثم فیها کلام محتمل قوله لایمکننی ان اقول فیها بحظر ولا اباحة لانه ان کان مقلدا لهم فینبغی ان یفتی بالاباحة و
ان کان ینظر فی الدلیل فما یلزمه من حضورهم ثم یقدر صحتها فلا اتباع المذهب اولی لارباب
المذاهب وقد ذکرنا عن ابی حنیفة ومالك والشافعی واحمد رحمهم الله
مایکفی فی هذا وشیدنا هذا وقال ابن طاهر فی کتابه باب اکرامهم القوال وافراد الموضع له واحتج
بان النبی صلی الله علیه وسلم رمی بردة کانت علیه الی کعب بن مالك لما انشده بانت سعاد وانما ذکرت
هذا لیعرف قدر فقه هذا الرجل واستنباطه والا فالزمان اشرف من ان یضیع بمثل هذا التخلیط
حدثنا ابراهیم بن عبد الله وکان الناس یتبرکون به قال حدثنی المزنی قال مررنا

ترجمہ اور یہ رسالہ معتبر بالنفاس تھا (یا وہ خط جو خود میں نہیں بلکہ بیہوش کی حالت میں تحریر کیا تھا) اس میں لکھا تھا کہ میں تجھ پر قربان
جاؤں میرے پاس آ۔ اور غرور کا برتاؤ میرے ساتھ نہ کر کیونکہ میرا تجھ سے عشق رکھنا تمام لوگوں پر ظاہر ہو گیا جس نامہ بر نے معشوق کا
خط مجھکو لاکر دیا میں نے اُس سے یہ کہا تھا کہ ذرا ٹھیرو میں سر آنکھوں سے اپنا ن چلنے کو تیار ہوں ابو علی نے کہا جب سے میں نے یہ واقعہ
دیکھا ہے غنا کے ممنوع یا مباح ہونے کی نسبت کچھ کہہ نہیں سکتا مصنف نے کہا اس حکایت کے روایت کرنے میں اگر
محمد بن طاہر سچے بھی ہوں کیونکہ شیخ ابن ناصر حافظ کہتے ہیں کہ محمد بن طاہر ثقہ نہیں تو یہ اشعار اس امر پر محمول ہونگے کہ اُس
لڑکے نے پڑھے تھے نہ یہ کہ عود و چنگ بجا کر گائے تھے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابو علی ضرور ذکر کرتے علاوہ بریں یہ جملہ عجیب خلل
آمیز ہے کہ میں غنا کے ممنوع یا مباح ہونے کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اگر ابو علی ان بزرگوں کے مقلد تھے تو مباح ہونے
کا فتوے دینا چاہیئے اور اگر دلیل پر غور کرتے تھے تو اس محفل میں ان علماء کے موجودگی سے اُس پر کیا لازم آیا کیا برعکس اجتہاد مذاہب کے
صحیح ہو گیا بلکہ اہل مذہب کے لئے اپنے مذہب کا اتباع کرنا بہتر ہے ہم ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ رحمہم اللہ سے کافی بیان
اس امر میں کر چکے اور اُس کی تائید میں بھی بہت کچھ لکھ چکے ابن طاہر نے اپنی کتاب میں ایک باب باندھے جس میں قوال کی
عزت کرنا اور اس کے لئے محفلین خاص جگہ مقرر کرنا بیان کیا اور اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی چادر جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے کعب بن مالک کی طرف پھینکدی جب اُنہوں نے آپ کے سامنے قصیدہ بانت سعاد پڑھا تھا
مصنف نے کہا ابن طاہر کے یہ اقوال ہمنے اس لئے ذکر کر دئے ہیں تاکہ اس شخص کی فقہ دانی کا اندازہ معلوم ہو جاوے ورنہ زمانہ اس سے اشرف
ہے کہ ایسی تخلیط کی طرف توجہ کی جاوے ابراہیم بن عبد اللہ جن کو لوگ متبرک جانتے تھے کہتے ہیں کہ مجھ سے مزنی نے بیان کیا کہ ہم ایک بار

مع الشافعی و ابراهیم بن اسماعیل علی دار قوم وجاریة تغنیهم **شعر** خلیلی مابال المطایا کاننا - نراها علی الاعقاب تنکفر فقال الشافعی میتلوابنا نسمع فلما فرغنا قال الشافعی لابراهیم ایطریك هذا قال لا قال فمالك حسّ **قال المصنف** قلت وهذا محال عن الشافعی لان الرواة المجهولون وابوطاهر لا یوثق به ۱۲ وقد کان الشافعی اجل من هذا کله ویدل علی صحة ماذکرناما اخبرنا به ابوالقاسم الجریری عن ابی طالب الطبری قال انما سماع الغنی من المراة التی لیست بمحرم فان اصحاب الشافعی قالوا لایجوز سواء کانت مرة او مملوکة **قال** وقال الشافعی وصفنا الجاریة اذا جمع الناس لسماعها فهو سفیه یرد شهادته ثم غلظ القول فیه فقال وهو دیاثة **قال المصنف** انما جعل صاحبها سفیها فاسقا **قال المصنف** وقد اخبرنا محمد بن القاسم البغدادی عن ابی عبدالرحمن السلمی قال اشتری سعد بن عبدالله الدمشقی جاریة قوالة للفقراء فکانت تقول لهم القصائد **قال المصنف** وقد ذکر ابو طالب المکی فی کتابه قال ادرکنا مروان القاضی ولجواریه سمعن التلحین قد اعددهن للصوفیة **قال** وکانت لعطاء جاریتان یلحنان فکان اخوانه یستمعون الیهما **قال المصنف** اما سعد الدمشقی فرجل جاهل والحکایة عن عطاء محال وکذب وان صحت الحکایة عن مروان فهو فاسق

ترجمہ شافعی اور ابراہیم بن اسماعیل کے ہمراہ ایک جماعت کے مکان کی طرف گذرے اُن لوگون کو ایک لونڈی ایک شعر گاکر سُنا رہی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے میرے دوستو معشوقہ سے بچھڑتے وقت سواریون کو کیا ہو گیا مین دیکھتا ہون کہ وہ پیچھے کی طرف مڑی آتی ہین شافعی کہنے لگے آؤ اس طرف چل کر سنین جب وہ لونڈی گا چکی شافعی نے ابراہیم سے کہا تم کو اس سے طرب آتا ہے۔ جواب دیا نہیں بولے کہ تمکو حس نہیں ہے **مصنف** نے کہا شافعی سے ایسی روایت محال ہے کیونکہ اس کے راوی سب مجہول ہیں اور ابوطاہر ثقہ نہیں اور شافعی کا مرتبہ اس سے بہتر تھا ہمارے دعوے کی دلیل یہ ہے کہ ابوالقاسم جریری نے کہا کہ ابوطالب طبری کہتے ہیں غیر محرم عورت سے گانا سننے کی نسبت اصحاب شافعی کہتے ہیں کہ جائز نہیں خواہ وہ عورت حرہ ہو یا مملوکہ ہو طبری نے کہا شافعی کہتے ہیں جس لونڈی کا مالک لوگون کو جمع کرکے انکو لونڈی کا گانا سناوے تو بیوقوف ہے اسکی شہادت رد کی جائیگی پھر شافعی نے اس بارے مین تشدد سے گفتگو کی اور دیانت کا حق ادا کیا **مصنف** نے کہا شافعی نے اس لونڈی کے مالک کو بیوقوف بمعنی فاسق قرار دیا ہے **محمد بن قاسم بغدادی** نے ابوعبدالرحمن سلمی سے روایت کیا کہ سعد بن عبداللہ دمشقی نے فقرا کے لئے ایک گانے والی لونڈی خریدی وہ اُن کو قصیدے سنایا کرتی تھی **ابوطالب مکی** نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے کہ ہم نے مروان قاضی کو دیکھا ہے اُن کے یہان الحان سے گانا سنانے والی لونڈیان تھین جن کو انہون نے صوفیہ کے لئے تیار کر رکھا تھا ابوطالب نے کہا عطاء کے پاس دو لونڈیان گانے والی تھین عطاء کے اصحاب اُن کا گانا سنا کرتے تھے **مصنف** نے کہا سعد دمشقی تو ایک جاہل آدمی ہے لیکن عطاء کی نسبت ایسی حکایت کرنا محال اور دروغ ہے اور مروان کی حکایت اگر صحیح ہو تو وہ فاسق ہے

والدليل على ما قلنا ذكرنا عن الشافعي وهؤلاء القوم جهلوا العلم فمالوا الى الهوى وقد انبانا زاهر بن طاهر قال
انبانا ابو عثمان الصابوني وابو بكر البيهقي قالا اخبرنا الحاكم ابو عبد الله النيسابوري قال اكثر ما التقيت انا وفارس
ابن عيسى الصوفي في دار ابي بكر الابرسيمي للسماع من هزارة رحمها الله تعالى فانها كانت من مستورات القوالات
قال المصنف قلت وهذا اقبح شئ من مثل الحاكم كيف خفي عليه انه لا يحل ان يسمع من امرأة ليست
بمحرم ثم يذكر هذا في كتاب تاريخ نيسابور وهو كتاب علم من عز تحاشى عن ذكر مثله لقد كفاه هذا قدحا في حاله
قال المصنف انا قول فيكم اخبركم به اسماعيل السمرقندي يرفعه قال كان عون بن عبد الله يقص فاذا فرغ
امر جارية له تقص وتطرب قال صغيرة فارسلت اليه اوادت ان ارسل اليه انك من اهل بيت صدق وان الله
لم يبعث نبيه بالحمق وان صنيعك هذا صنع احمق **فالجواب** انا لا نظن بعون انه امر الجارية ان تقص على الرجال
احب ان يسمعها منفردا وهي ملكه فقال له مغيرة الفقيه هذا القول وكره ان نظرت الجارية له فما ظنك ان يسمعهن الرجال
وقد ذكر ابو طالب المكي ان عبد الله بن جعفر كان يسمع لغنا **قال المصنف** وانما كان يسمع انشاد جارية **وقد ذكر** ابن طاهر
الحكاية التي ذكرها عن النشا وقد ذكرها ايضا بحكاية احمد حنبل رواها من طريق عبد الرحمن السلمي عن ابي العباس

ترجمہ جو کچھ ہم نے شافعی سے نقل کیا ہے اس قوم کا یہ حال ہے کہ علم سے نادان رہے اور خواہش نفسانی میں پڑ گئے زاہر بن طاہر
نے ابو عثمان صابونی اور ابو بکر بیہقی سے روایت کیا کہ حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری نے کہا میں اور فارس بن عیسے اکثر ابو بکر ابرسیمی کے مکان
میں یکجا ہو کر مسماۃ ہزارہ کا گانا سنا کرتے تھے خدا اس پر رحم کرے وہ پردہ نشین گانے والیوں میں سے تھی **مصنف** نے کہا۔
حاکم ایسے شیخ سے ایسی حرکت ہونا نہایت قبیح ہے حاکم سے یہ بات کیونکر مخفی رہی کہ غیر محرم عورت کی آواز سننا جائز نہیں۔ پھر حاکم سے
اور زیادہ تعجب یہ کہ بیباک ہو کر اس واقعہ کا بیان کتاب تاریخ نیشاپور میں لکھا وہ ایک علمی کتاب ہے جس میں ایسے واقعہ کے ذکر
کرنے سے کنارہ کشی لازم تھی حاکم کی عدالت میں فرق آنے کے لیئے یہ قصہ کافی ہے **اسماعیل** سمرقندی نے مرفوعاً بیان کیا۔ کہ
عون بن عبد اللہ وعظ کہا کرتے تھے جب فارغ ہوتے تو اپنی لونڈی کو حکم دیتے وہ وعظ سناتی اور طرب میں لاتی۔ مغیرہ کہتے ہیں میں نے
عون کے پاس کسی کو بھیجا یا بھیجنا چاہا اور کہا کہ تم خاندان صدق وصفا سے ہو اللہ تعالے نے اپنے نبی کو حماقت سکھلانے کے واسطے
مبعوث نہیں فرمایا اور تمہاری یہ حرکت احمقوں کی حرکت ہے **مصنف** نے کہا ہم عون کی نسبت گمان نہیں کر سکتے۔ کہ انہوں
اپنی لونڈی کو آدمیوں کے سامنے وعظ کہنے کا حکم دیا بلکہ یہ چاہا ہوگا کہ تنہائی میں خود اس کا وعظ سنیں اور وہ لونڈی ان کی مملوکہ
تھی مغیرہ نے اُن سے کہا اس بات سے درگذر کرو اسکو بھی روانہ رکھا کہ خود عون اس لونڈی کے گانے سے طرب حاصل کریں چہ جائیکہ
غیر لوگ عورتوں کی آواز سنیں **ابو طالب** مکی نے کہا عبد اللہ بن جعفر غنا سنا کرتے تھے **مصنف** نے کہا صرف اپنی لونڈیوں سے
اشعار پڑھوا کر سنتے تھے **ابن طاہر** نے اس حکایت کے بعد جو شافعی سے نقل کی ہے ایک حکایت احمد بن حنبل سے روایت
کی ہے جس کو ہم نے بھی ذکر کیا ہے ابو طاہر نے وہ حکایت اس طریق سے روایت کی ہے کہ عبد الرحمن سلمی نے ابو العباس

الفرغانی قال سمعت صالح ابن احمد بن حنبل یقول کنت احب السماع وکان ابی احمد یکرہ ذالک فوعدت
لیلۃً ابن الخبازۃ فمکث عندی الی ان علمت ان ابی قد نام واخذ یغنی فسمعت حسّ ابی فوق السطح فصعدت
فرأیت ابی یسمع وذیلہ تحت ابطہ یتبختر علی السطح کانہ یرقص قال المصنف قلت ھذہ قد
بلغتنا من طرق ففی بعض الطرق اخبرنا ابوبکر بن مالک القطیعی حکی عن عبد اللہ بن احمد قال کنت
ادعو ابن الخبازۃ وکان ابی ینھانا عن التغییر فکنت اذا کان عندی اکتمہ من ابی لئلا یسمع وکان ذات
لیلۃ عندی وکان یقول فعرضت لابی عندنا حاجۃ وکنا فی زناف فجاء فسمعہ یقول فتسمّع
فوقع فی سمعہ شیٔ من قولہ فخرجت لانظر فاذا ابی ذاھبا وجائیا فردت الباب ودخلت فلما کان من الغد قال لی یا بنی اذا
کان مثل ھذا النغم ھذا الکلام او بمعناہ قال المصنف قلت وھذا ابن الخبازۃ کان ینشد القصائد الزھدیۃ التی فیھا ذکر الآخرۃ
ولذلک اسمع الیہ احمد وقول من قال یتبختر فالانسان یمیل عن الطرب فیمیل یمینا وشمالا وقد ذکرنا الحد فی السلمی وفی ابن طاھر الرویین بھذہ اللفظۃ واحتج
ابو طالب المکی علی جواز السماع منامات وقسم السماع الی انواع وھو تقسیم صوفی لا اصل لہ وقد ذکرنا ان من ادعی انہ یسمع الغناء ولا یؤثر عندہ

ترجمہ فرغانی سے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہین مینے صالح بن احمد بن حنبل سے سُنا بیان کرتے تھے کہ مجھکو سماع کا شوق تہا اور میرے باپ
احمد بن حنبل اُس سے نفرت رکھتے تھے مینے ابن خبازہ سے ایک رات وعدہ لیا وہ میرے پاس ٹھیرا رہا حتکے جب مینے جانا
میرے باپ کی آنکھ لگ گئی ابن خبازہ گانے لگا مینے کوٹھے کی چھت پر اپنے باپ کی آہٹ پائی مین اوپر چڑھا اپنے باپ کو
دیکھا کہ گانا سن رہے ہین اور اپنا دامن بغل مین دبائے ہوئے ٹہل رہے ہین گویا اُن پر رقص کی حالت طاری ہے مصنف نے کہا
ہم کو یہ قصہ کئی طریقون سے پہونچا ہے ایک طریق یہ ہے ابوبکر بن مالک قطیعی نے کہا کہ عبداللہ بن احمد نے بیان کیا کہ مین ابن خبازہ
کو بلایا کرتا تہا اور میرے باپ ہمکو تغیر سے منع کیا کرتے تھے میرا یہ قاعدہ تہا کہ جب ابن خبازہ میرے پاس ہوتا تو اس کو اپنے باپ
سے چھپا دیتا۔ تاکہ کہین وہ اس کا گانا نہ سن لین۔ ایک رات وہ میرے پاس تھا اور کچھ گا رہا تہا میرے باپ کو ہمارے
پاس آنے کی کچھ ضرورت پیش آئی۔ ہم اس وقت بالاخانے مین تھے مین دیکھنے کے لیئے باہر نکلا دیکھتا کیا ہون کہ میرے باپ
ادہر سے ادہر جاتے ہین اُدہر سے اِدہر آتے ہین مینے دروازہ بند کر لیا اور اندر رہ گیا جب صبح ہوئی مجھ سے بولے کہ بیٹا اگر تم ایسا گانا سنتے
تو یہ کلام تو بہت خوب ہے یا کوئی ایسا ہی جملہ تعریف کا زبان پر لائے مصنف نے کہا یہ ابن خبازہ زہدیہ قصیدے پڑہا کرتا تہا
جن مین عقبےٰ کا ذکر ہوتا تہا اسی لیئے احمد نے اُس طرف کان لگائے اور یہ جو روایت کیا گیا کہ احمد ادہر اُدہر ٹہلتے تھے تو انسان
کو طرب بے قرار کر ہی دیتا ہے لہذا داہنی جانب اور بائین جانب جھکنے لگتا ہے اور ہم نے سلمی اور ابن طاہر کا حال بیان کر دیا۔
یعنی قابل اعتبار نہین ہین جنہون نے ان دونون روایتون سے غل مچایا ہے۔ ابو طالب مکی نے صوفیہ کے لئے جواز سماع
پر منامات یعنی خواب کے وقوعات سے حجت پکڑی ہے اور سماع کی کئی قسمین نکالی ہین یہ تقسیم ایک صوفی کی ہے۔ جس کی کوئی
اصل نہین اور ہم بیان کر چکے کہ جو شخص اس بات کا دعوے کرے کہ وہ راگ سُنتا ہے اُس کا کچھ اثر نہین پڑتا۔

تحریک النفس الی الھوی فھو کاذب وعن ابی علی الطبری قال قال بعضھم انا لا نسمع الغنا بالطبع الذی یشترک
فیہ الخاص والعام قال وھذہ تجاھل منہ عظیم لامرین احدھما انہ یلزمہ علی ھذا ان یستبیح العود والطنبور وسائر
الملاھی لانہ یسمعہ بالطبع الذی لا یشارکہ فیہ احد من الناس فان لم یستبح ذلک فقد نقض قولہ وان استباحہ
فقد فسق والثانی ان ھذا المدعی لا یخلو من ان یدعی انہ فارق طبع البشر وصار بمنزلۃ الملائکۃ فان
قال ھذا فقد عرض علی طبعہ وعلم کل عاقل کذبہ اذا رجع الی نفسہ ووجب ان لا یکون لہ ثواب
علی ترک اللذات والشھوات وھذا لا یقولہ عاقل وان قال انا علی طبع البشر المجبول علی الھوی والشھوۃ
قلنا لہ فکیف تسمع الغناء المطرب بغیر طبعک او تطرب لسماعہ لغیر معنی فی شیء فی نفسک سمعت
ابو علی الرودباری عمن سمع الملاھی ویقول ھی لی حلال لانی قد وصلت الی درجۃ لا یؤثر فی اختلاف الاحوال
فقال نعم قد وصل الی ھذا ولکن الی السقر قال المصنف فان قیل قد بلغنا عن جماعۃ انھم سمعوا من المنشد
شیئا فاخذوہ علی مقصودھم فانتفعوا بہ قلنا لا ننکر ان یسمع الانسان بیتا من الشعر وکلمۃ فیاخذھا
اشارۃ ترجع بمعناھا لان الصوت مطرب کما سمع بعض المریدین صوت مغنیۃ تقول کل یوم یتلون غیرھذا ابل اجمل

ترجمہ اور اس کے نفس کو ہوا کی طرف حرکت نہین ہوتی یہ دعوے جھوٹا ہے ابو علی طبری نے کہا بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہم راگ
کو اس طبیعت سے نہین سنتے جس مین خاص و عام مشترک ہین ابو علی طبری کہتے ہین کہ اس دعوے مین دو وجہ سے ان لوگون کو
بہت بڑا تجاہل ہے ایک تو اس بنا پر ان کو یہ لازم آتا ہے کہ عود اور طنبور اور تمام ملاہی کو مباح کر لین کیونکہ یہ لوگ ایسی طبیعت سے
سنتے ہین جسمین دوسرا کوئی ان کا شریک نہین اب اگر یہ لوگ تمام ملاہی کو مباح نہ کرین تو انکا دعوی ٹوٹ گیا اور اگر مباح بتائین
تو فاسق ہین دوسرے یہ دعوے کرنیوالے دو حال سے خالی نہین یا تو اس امر کا دعوی کرین کہ وہ بشری طبیعت سے علیحدہ
ہو کر بمنزلہ فرشتون کے ہو گئے اگر یہ دعوی ہے تو ان لوگون نے اپنی طبیعتون کو معرض اعتراض بنایا اور ہر اہل عقل کو انکی نفسون
پر خیال کرنے سے ان کا کذب و دروغ معلوم ہو گیا اور یہ بات بھی لازم آئی کہ ان لوگون کو لذات و شہوات کے ترک کرنے پر کچھ ثواب
عقلمند آدمی کبھی ایسا دعوی نہین کر سکتا یا یہ لوگ کہنے لگین کہ ہم مین وہی بشری طبیعت موجود ہے جسکی سرشت و خمیر مین ہوا و شہوت
داخل ہے ہم کہین گے کہ پھر تم بغیر طبیعت کے کیونکر راگ سنتے ہو یا بغیر کسی قسم کی نفسانی خواہش کے گانا سنکر کیونکر طرب مین آتے
ہو ابو علی رودباری سے کسی نے ملاہی سننے والون کی نسبت سوال کیا کہ یہ لوگ کہتے ہین ہم ایسے درجہ پر پہونچ گئے کہ حالتون
کے مختلف ہونے سے ہم مین کچھ اثر نہین ہوتا ابو علی نے جواب دیا ہان قسم ہو کہ یہ لوگ ضرور پہونچ گئے ہین مگر جہنم مین پہونچے ہین مصنف نے
کہا اگر کوئی کہے کہ ہم نے سنا ہے کچھ لوگون نے کوئی شعر سنا اور اسکو اپنے مقصود کے موافق اخذ کر کے اس سے نفع حاصل کیا تو جواب یہ ہے
کہ ہم اس امر کا انکار نہین کرتے کہ انسان کوئی شعر یا کلمہ سنکر اس سے اشارہ اخذ کرے اور اسکے معنی پر غور کر کے بیقرار ہو جاوے کیونکہ آواز
مین طرب انگیزی پائی جاتی ہے چنانچہ کسی مرید نے ایک گانیوالی عورت کو یہ شعر گاتے ہوئے سنا کل یوم یتلون غیر ھذا ابل اجمل

فصاح فمات. فهذا لم يقصد سماع المرأة ولم يلتفت الى التلحين وانما قتله المعنى فقط ليس سماع كلمة اوبيت كما استعد لسماع الابيات الكثيرة المطربة مع انضمام الضرب بالقضيب والتصفيق الى ذلك ثم ان ذلك السامع لم يقصد السماع ولو سألنا هل يجوز لنا ان نقصد سماع ذلك منعناه **وقال المصنف** وقد اجتمع ابو حامد الطوسي باشياء نزل فيها لحن رتبته من الفهم مجموعها انه قال ما يدل على تحريم السماع نص ولا قياس وهو هذا ما نقل سلفنا ه وقال لا وجه لتحريم صوت طيب فاذا كان موزونا فلا يحرم ايضا واذا لم يحرم الاحاد لم يحرم المجموع فان افراد المباحات اذا اجتمعت كان المجموع مباحا قال ولكن ينظر فيما يفهم من ذلك فان فيه امور محذورة حرم نثره ونظمه وحرم التقوت **قال المصنف** قلت واني لا تعجب من هذا الكلام فان الوتر بمفرده او العود وحده من غير وتر لو ضرب لم يحرم ولم يطرب فاذا اجتمعا وضرب بهما على وجه مخصوص حرم وان لم يحرك ذلك ماء العنب جائز شربه فاذا اختلطت فيه شدة مطربة حرم فكذلك هذا المجموع من حيث طربا يخرج عن الاعتدال فيمنع منه لذلك **قال** ابن عقيل الاصوات على ثلاثة اضرب محرم ومكروه ومباح فالمحرم الزمر والنائي والطنبور والمعزفة والرباب ومثلها **نص احمد** على تحريم ذلك ويلحق به الجوزة والجنك لان هذه تطرب وتخرج عن حد الاعتدال

ترجمہ یہ شعر سنتے ہی نعرہ مارا اور مرگیا اس مرید نے عورت کے گانا سننے کو قصد نہ کیا تھا اور نہ الحان کی طرف متوجہ ہوا تھا بلکہ صرف معنی نے اُس کو مار ڈالا علاوہ ازین ایک شعر یا کلمہ کا سننا ایسا نہین جیسا بہت سے طرب انگیز اشعار سننے کیلیے تیاری کرنا اور اس گانے کے ساتھ باجے اور تالیان بجانا پھر اس مرنیوالے مرید نے قصداً وہ شعر نہ سُنا تھا اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ میرے لئے قصد کرکے شعر کا سننا جائز ہے ہم اُس کو منع کرینگے **ابو حامد طوسی** نے صوفیہ کیلیے بہت سی چیزون سے حجت پکڑی ہے جنمین وہ عقل و فہم کے رتبہ سے اوتر آئے ہین ماحصل اون کے تمام کلام کا یہ ہے کہ سماع کے حرام ہونے پر کوئی نص اور قیاس دلالت نہین کرتا **مصنف** نے کہا جواب اس کا وہی ہے جو ہم پیشتر بیان کرچکے **ابو حامد** کہتے ہین عمدہ آواز کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہین۔ پھر اگر وہ موزون ہو جب بھی حرام نہین اور جس حالت مین افراد حرام نہوئے تو مجموعہ حرام نہین کیونکہ مباحات کے افراد جب مجتمع ہون تو وہ مجموعہ مباح ہی ہوگا مگر ہان اسکے مفہوم پر غور کیا جائیگا اگر اس مین کوئی امر ممنوع ہے تو اس کا نثر اور نظم سب حرام ہوگا اور آواز سے اس کا گانا بھی حرام ہوگا **مصنف** نے کہا۔ مجھکو اس کلام پر تعجب آتا ہے کیونکہ تار منفرد طور پر یا صرف عود بغیر تار کے اگر بجایا جائے تو نہ حرام ہوگا اور نہ طرب پیدا کرے گا اور جب دونون یکجا ہوے اور خاص طور پر بجاے گئے حرمت آگئی اور طرب پیدا ہوا علی ہذا القیاس انگور کے عرق کا پینا جائز ہے مگر جب اسمین سرور پیدا ہوا تو حرام ہوگیا لہذا اسی طرح سماع مجموعی طور پر طرب خارج از اعتدال کا باعث ہوتا ہے اس وجہ سے ممنوع ہے ابن عقیل نے کہا اوازین تین قسم کی ہین حرام اور مکروہ اور مباح حرام تو بانسلی اور نے اور شہنائی اور طنبور اور چغانہ اور رباب اور اس قسم کے سب باجے ہین احمد نے قطعی طور پر ان سب باجون کو صریح حرام کہا ہے اور چنگ و چغانہ کو بھی انہین مین شامل کیا ہے کیونکہ یہ باجے طرب لاتے ہین اور اعتدال سے خارج کردیتے ہین

وتفعل فی طباع الغالب من الناس ما یفعله المسکر وسواء استعمل علی حزن تہیجہ اوسرور لان النبی صلے
اللہ علیہ وسلم نہی عن صوتین احمقین صوت عند نغمۃ وصوت عند مصیبۃ والمکروہ القضیب لکنہ
لیس بمطرب فی نفسہ وانما یطرب ما تبعہ وھو تابع للقول والقول مکروہ ومن اصحابنا من یحرم القضیب کما تحرم الات اللہو
فیکون فیہ وجہان کما لو قال نفسہ والمباح الدف وقد ذکرنا عن احمد انہ قال ارجو ان لا یکون بالدف بأس فی العرس ونحوہ و
اکرہ الطبل وقال ابو حامد من احب اللہ وعشقہ واشتاق الی لقائہ فالسماع فی حقہ مؤکد لعشقہ قال المصنف قلت
وھذا قبیح ان یقال ان اللہ تعالی یعشق ثم ای توکید لعشقہ فی قول المغنی شعر ذھبی اللون تحسبہ من وجنتیہ النار
تقتدح قال المصنف قلت وسمع ابن عقیل بعض الصوفیۃ یقول ان مشائخ ھذہ الطائفۃ کلما وقفت طباعھم حرکھا
الحداء الی اللہ بالاناشید فقال ابن عقیل لا کراھۃ لھذا القائل انما تحدی القلوب بوعد القرآن ووعیدہ وسنۃ
الرسول فاما تحریک الطباع بالالحان فقاطع عن اللہ والشعر یتضمن صفۃ الخلوق والمعشوق مما یتحدی عنہ
فتنۃ ومن سولت لہ نفسہ التقاط العبر محاسن البشر وحسن الصور فمفتون بل ینبغی
النظر الی المحال التی احالتا علیہ الابل والخیل والریاح

ترجمہ اور اکثر لوگوں کی طبیعت میں نشہ کا عمل کرتے ہین اور ان باجون کا استعمال غم و مصیبت مین ہو یا عیش و خوشی مین یکساں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حماقت آمیز آوازون سے منع فرمایا ہے ایک نغمہ کی آواز دوسرے غم کا نوحہ اور مکروہ لکڑیون کا بجانا ہے کیونکہ یہ فی نفسہ طرب انگیز نہین بلکہ طرب لانیوالی وہ چیز ہے جو اس کے تابع ہے یعنی جب گانے کے ساتھ بجائے اور گانے کی آواز مکروہ ہو اور ہمارے بعضے اصحاب اسکو بھی دیگر آلات لہو کی طرح حرام کہتے ہین تو اسمین قوالی کی طرح دو وجہین ہین مباح دف ہے احمد سے ہم روایت کر چکے کہ اونہون نے کہا مین امید کرتا ہون کہ بیاہ شادی میں دف بجانے میں کوئی ڈر نہ ہو اور طبل میرے نزدیک مکروہ ہے ابو حامد نے کہا جو شخص خدا سے محبت رکھے اور اس کا عاشق اور اس کی ملاقات کا مشتاق ہو تو اس کے حق مین سماع اس کے عشق کا تاکید کرنیوالا ہوگا مصنف نے کہا یون کہنا بہت ہی قبیح ہے کہ اللہ تعالی معشوق ہے علاوہ ازین اس شعر میں کونسی اس کے عشق کی تاکید پائی جاتی ہے جس کا یہ ترجمہ ہے طلائی رنگ معشوق گویا اس کے رخسارون سے شعلہ برستا ہے ابن عقیل نے کسی صوفی کو سنا کہتا تھا کہ گروہ صوفیہ کی مشائخ کی طبیعتین جب ٹھیر جاتی ہین اوسیوقت غزلخوان اشعار سنا کر ان کو اللہ تعالی کی طرف روانہ کر دیتا ہے ابن عقیل بولے کہ اس صوفی کا قول قابل وقعت نہین کیونکہ اللہ تعالی کی طرف قرآن کے وعد و وعید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے قلوب متوجہ ہوتے ہین اور خوش آوازی سے طبیعتون کا حرکت مین آنا اللہ تعالی سے دور کرتا ہے اور شعر تو مخلوق اور معشوق کی تعریف کو شامل ہوتا ہے جس سے نیا فتنہ اوٹھنا ہے جس شخص کو اس کے نفس نے یہ بات اچھی کر دکھائی کہ بشری خوبیون اور اچھی صورتون سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے وہ فتنہ مین پڑا ہوا ہے بلکہ ہم کو وہ چیزین عبرت کی نگاہ سے دیکھنی چاہین جنکی طرف ہمکو توجہ دلائی گئی ہے وہ اونٹ اور گھوڑے اور ہوائیں

ونحو ذلك فانها منظورات لا تهيج طبعا بل تورث استعظاما للفاعل وانما خدعكم الشيطان فصرتم
عبيد شهواتكم ولم تقنعوا حتى قلتم هذه الحقيقة زنادقة فوق عباد شرها في زي زهاد مشبهة يعتقدون
ان الله يعشق ويهام فيه ويؤلف ويونس به وبئس التوهم لان الله سبحانه خلق الذات مشاكلة تمي
تتوانس وتتلام باصولها العنصرية وتراكبها الثلثة في الاشكال الحديثة فمن هنا جاء التلام والميل و
العشق بعضها بعضا وعلى قدر التقارب في الصورة يتأكد الانس والوجل منا بالمألان فيه ماء وهو بالنبات
انس لقوته من الحيوانية بالقوة النامية وهو بالحيوان انس لمشاركته في اخص النوع واقربه
اليه فاين المشاركة للخالق والمخلوق حتى يحصل الميل اليه والشوق والعشق وما الذي بين الطين
والماء وبين خالق السماء من المناسبة وانما هؤلاء يصورون الباري صورة نبتت في القلوب ماذا اراك الله تعالى ذاك الصنم شكله
الطبع والشيطان وليس لله وصف تميل اليه الطباع ولا يشتاق اليه الانفس وانما صيانة الالهية للحدث اوجبت في الانفس هيبة
وحشمة فما يدعيه عشاق الصوفية لله في محبته الله انما هو وهم اعترض وصورة سكنت في العقل اقلقهم الشوق اليها فناطح الرجل
تحرك الطبع والهيمان ما ينال البهائم في العشق فنعوذ بالله من الهواجس الردية والعوارض الطبعية ۔۔۔۔۔۔

ترجمہ اور اسی قسم کی چیزین ہین کیونکہ یہ چیزین ایسی ہین جن سے طبیعت مین اذعان نہین پیدا ہوتا بلکہ فاعل کی عظمت یاد دلانے کا
باعث ہوتی ہین تم لوگون کو فقط شیطان نے بہکا دیا ہی لہذا تم اپنی نفسانی خواہشون کے بندے ہو گئے اور پھر اسپر بھی تم نے قناعت
نہ کی حتی کہ اسکو حقیقت کہکر زندیقانہ الفاظ کے قائل ہو گئے تم لوگ عبادت کرنیوالون کے لباس مین زندیق ہو اور اس سے بدتر
زاہدون کی صورت مین شریر ہو بلکہ فرقہ مشبہہ و مجسمہ سے ہو تمہارا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالی معشوق ہی اور اسکے والہ و شیدا ہو سکتے ہین اور
اس سے الفت اور اُنس ہوتا ہے یہ بڑا بُرا توہم ہے کیونکہ اللہ نے ذوات و اجناس کو باہم مشکل پیدا فرمایا ہے اسلئے اُن مین باہم اُنس
ہوا کرتا ہے وہ آپس میں بلحاظ اپنے عنصری اصول اور اشکال حادثہ کی مثلی ترکیب کے متحد ہین لہذا ایک کو دوسرے سے موافقت اور رغبت
اور عشق ہے اور جسقدر صورت مین تقارب ہوگا اُسی قدر اُنس زیادہ ہوگا انسان کو پانی سے اس لیے عشق ہے کہ اسمین پانی کا جزو
موجود ہی اور سبزہ سے اسلیے رغبت ہی کہ اوسمین حیوانی قوتون مین سے نشو و نما کی قوت پائی جاتی ہے اور حیوان سے اسلیے اُنس ہی کہ وہ اخص اور
اقرب نوع مین انسان کا شریک ہے مگر خالق اور مخلوق مین کہان سی مشارکت آگئی کہ خالق کی طرف رغبت اور شوق اور عشق پیدا ہو بھلا
آب و خاک اور خالق افلاک مین باہم کونسی مناسبت ہی یہ لوگ صرف ایک صورت متخیلی قرار دے لیتے ہین وہ اُنکے دلون مین قرار پکڑ جاتی
ہی وہ ہرگز خدا نہین بلکہ ایک بت ہی جسکو طبیعت اور شیطان نے تراشا ہی اللہ تعالی مین ایسا وصف نہین جسکی طرف طبائع مائل اور نفوس مشتاق
ہون بلکہ شان الوہیت بالکل مخلوق کے خلاف ہی اسلیئے نفوس مین اسکی ہیبت اور عظمت کا باعث ہوئی صوفیہ مین سے عاشقان خدا نے جو کچھ
چیز کا دعوی محبت الٰہی مین کرتے ہین وہ ایک وہم ہی جو اسکو پیش آیا اور ایک صورت ہی جو ذہن مین جم گئی اُسکیلیئے یہ لوگ مشتاق و بیقرار ہین
صورت ہی شوق اور جوش محبت اور گرفتگی انمین آگئی جسطرح عاشق سرگشتہ کا حال ہوتا ہی ہم اس قسم کی خراب و سوسون اور طبیعت کے عوارض

التی یجب بحکم الشرع محوها عن القلوب کما یجب کسر الاصنام **فصل** قال المصنف وقد کان جماعة من قدماء الصوفیة ینکرون علی المبتدی السماع لعلمهم بما یثیر من قلبه **حدثنا** عبد الله بن صالح قال قال لی جنید اذا رأیت المرید یسمع السماع فاعلم ان فیه بقیا من اللعب **وحدثنا** المرتعش قال سمعت الحسن الثوری یقول لبعض اصحابه اذا رأیت المرید یسمع القصائد یمیل الی الزواهی فلا ترج خیره قال المصنف هذا قول مشائخ القوم وانما رخص المتأخرون وجه الله وفعلهم شرهم من وجهین احدهما سوء ظن العوام بقدمائهم لانهم یظنون ان الکل کانوا هکذا والثانی جرؤ العوام علی اللعب فلیس للعاجز فی لعبه الا ان یقول فلان یفعل کذا وفلان یفعل کذا **فصل** قال المصنف وقد نشب حب السماع بقلوب خلق منهم وفاتره علی قراءة القرآن ولاذا لا تمکن هوی باطن وغلبة طبع وهم یظنون غیر هذا **وعن** ابی حاتم السجستانی قال سمعت ابا نصر السراج یقول حکی لی بعض اخوانی عن ابی الحسین الدراج قال قصدت یوسف بن الحسن بن حسنویه الرازی من بغداد فلما دخلت الری سألت عن منزله فکل من سألته عنه یقول البشر تقول بذاک الزندیق فضیقوا صدری حتی عدلت الی الانصراف فبت تلک اللیلة فی مسجد ثم قلت جئت الی هذه البلدة فلا اقل من زیارته فلم ازل اسأل عنه حتی دللت الی مسجده

ترجمہ جن کا بحکم شریعت دلوں سے محو کرنا ایسا واجب ہے جیسے بتوں کا توڑنا **فصل** مصنف کہتے ہیں متقدمین صوفیہ میں سے ایک جماعت مبتدی کے لیئے سماع کا انکار کرتے تھے کیونکہ اُن کو معلوم تھا کہ مبتدی کے دل میں کس چیز کا جوش پیدا ہوگا **عبد اللہ بن صالح** کہتے ہیں مجھ سے جنید نے کہا جب تم مرید کو دیکھو کہ سماع سنتا ہے تو جان لو کہ ابھی اس میں کچھ لہو ولعب کا مادہ باقی ہے **مرتعش** نے کہا مجھ سے ابو الحسن ثوری سے سنا وہ اپنے ایک ہمنشین سے کہتے تھے جب تم مرید کو دیکھو کہ قصائد سنتا ہے خوشحالی وراحت کا راغب ہے تو اس سے خیر وفلاح کی امید نکرو **مصنف** نے کہا صوفیہ کے مشائخ کا تو یہ قول ہے لیکن متاخرین نے لہو ولعب کی محبت کے سبب سے اُس کی اجازت دی ہے اس میں دو قباحتیں پیدا ہوئیں ایک تو یہ کہ عوام لوگ متقدمین صوفیہ کے ساتھ سوء ظن رکھینگے کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ سب کے سب ایسے ہی تھے دوسرے عوام کو لہو ولعب پر دلیر کر دیا کیونکہ عامی کیلیئے لہو ولعب میں یہی حجت ہے۔ کہ فلان ایسا کرتا ہے اور فلان ایسا کرتا ہے **فصل** مصنف نے کہا صوفیہ کی جماعت کثیر کے دلوں میں سماع کی محبت قرار پکڑ گئی ہے۔ حتی کہ قرآن پڑھنا چھوڑ کر اس کو اختیار کرتے ہیں یہ سب باتیں اسی وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ ہوائے نفسانی اور غلبہ طبیعت سے مجبور ہیں اور اپنے خیال میں کچھ اور سمجھے ہوئے ہیں **ابو حاتم سجستانی** نے کہا کہ مجھ سے میرے ایک دوست نے بیان کیا۔ کہ ابو الحسین دراج کہتے ہیں میں بغداد سے یوسف بن حسین کی ملاقات کو چلا جب رے میں پہونچا اُن کا مکان دریافت کیا جس شخص سے اُن کا پتا پوچھتا تھا وہ یہی جواب دیتا تھا کہ اُس زندیق کو کیا پوچھتے ہو یہ باتیں سُنکر میں بہت تنگدل ہوا حتی کہ واپس لوٹ جانیکا ارادہ کیا اس رات ایک مسجد میں شب باش رہنے کا اتفاق ہوا پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں اس شہر میں آیا ہوں کم از کم اُن سے ملکر ضرور جاؤنگا یہ سوچکر میں انکا پتہ دریافت کرتا رہا یہاں تک کہ جس مسجد میں وہ رہا کرتے تھے اس میں پونچا ۔

وهو قاعد في المحراب وبين يديه رجل على يده مصحف وهو يقرأ فدنوت فسلمت فرد السلام وقال من اين قلت من بغداد قصدت زيارة الشيخ فقال تحسن ان تقول شيئا فقلت نعم وقلت رأيتك تبغي دائما في قطيعتي ولو كنت ذا حزم لهدمت ما تبنيه فاطبق المصحف ولم يزل يبكي حتى ابتلت لحيته وثوبه حتى رحمته من كثرة بكائه ثم قال لي يا بني يلوم اهل الرى على قولهم يوسف بن الحسين زنديق ومن وقت الصلوة هذا اقرأ القران لم تقطر من عيني قطرة وقد قامت على القيامة بهذا البيت وحدثنا عبد الرحمن السلمي قال خرجت الى مرو في حياة الاستاذ ابي سهل الصعلوكي وكان له قبل خروجي ايام تجمع بالغدوات مجلس دون القران والختمات فوجدته عند خروجي قد رفع ذلك المجلس وعقد لابن العقابي في ذلك الوقت مجلس القول يغني الغناء فدخلني من ذلك شيء فكنت اقول قد استبدل المجلس للختمات مجلس القول فقال لي يوما اي شيء يقول الناس فقلت يقولون رفع مجلس القران ووضع مجلس القول فقال من قال لاستاذه لم لم يفلح قال المصنف قلت هذه عادة الصوفية يقولون الشيخ يسلم له حالا وما لنا احد نسلم اليه حاله فان الادمي يرد عن مراده بالشرع والعقل والبهائم بالصوت

ترجمہ دیکھا کہ محراب مین بیٹھے ہوئے ہین سامنے ایک رجل ہے اور ہاتھہ مین قرآن شریف لیئے ہوئے پڑہ رہے ہین مینے قریب جاکر سلام علیک کیا سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ کہان سے آئے ہو مینے کہا بغداد سے آپ کی زیارت کا ارادہ کرکے چلا آتا ہون کہنے لگے کہ تم کو کوئی چیز خوش الحانی سے پڑہنا جانتے ہو مینے کہا ہان اور یہ شعر پڑہا رایتک تبغی دائما فی قطیعتی ولو کنت ذا حزم لهدمت ما تبنی یعنی اے محبوب مین دیکہتا ہون کہ تو مجہسے قطع تعلق کرنے کی بنیاد ڈالتا ہے اگر تو دور اندیش ہوتا تو اس بنیاد کو منہدم کر دیتا یہ شعر سنکر انہون نے قرآن شریف بند کر دیا اور اسقدر روتے رہے کہ انکی داڑہی تر ہو گئی اور کپڑے بھیگ گئے اور مجکو انکے زیادہ رونے پر رحم آیا پھر مجہسے بولے کہ بیٹا رے کے رہنے والے مجکو یون کہہ کے طلب کرتے ہین کہ یوسف بن حسین زندیق ہے اور نماز کے وقت سے یہ حالت ہے کہ میں یہان بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑہ رہا ہون اور ایک قطرہ آنسو کا میری آنکہہ سے نہین ٹپکا اور تمہارا یہ شعر سنکر مجہپر قیامت نازل ہو گئی عبد الرحمن سلمی کہتے ہین مین استاد ابو سہل صعلوکی کی حیات مین مرو کی طرف چلا گیا تہا میرے وہان جانے سے پہلے اُستاد کے یہان کچہہ دن مقرر تہے جنمین ہر صبح لوگ جمع ہوتے تھے اور قرآن خوانی اور ختم کی مجلس ہوا کرتی تھی جب مین چلنے لگا تو دیکہا کہ وہ مجلس اٹہا دیگئی اور اُس کی جگہ اوسی وقت مین ابن عقابی کے نام سے قوالی کی مجلس منعقد کی گئی مجہہ کو اس حرکت سے کھٹک پیدا ہوئی اپنے جی مین کہا کرتا تہا کہ قرآن اور ختم کی مجلس کے بدلے مین قوالی اور راگ کی محفل قایم کی گئی ہے ایک روز اُستاد پوچھنے لگے کہ لوگ آپسمین کیا چہ میگوئیان کرتے ہین مینے کہا یون کہتے ہین کہ قرآن کی مجلس اٹہالی گئی اور راگ کی محفل جمائی گئی اُستاد یہ سُنکر بولے کہ جو کوئی اپنے اُستاد سے یون کہیگا کہ ایسا کیون کیا وہ فلاح نہ پائیگا مصنف نے کہا یہ صوفیہ کی عادت ہے کہ کہتے ہین اپنے آپ کو بالکل پیر کے حوالے کر دیا چاہیے حالانکہ کوئی شخص ایسا نہین جسکے سپرد ہم اپنے آپکو کر دین کیونکہ آدمی شریعت اور عقل کے روز سے اپنی آفت کو دور کرتا ہی اور چوپائے چیخ چلا کر اپنا کام نکالتے ہین ٭

لہ اقرأ القرآن ولم تقطر من عيني قطرة وقد قامت على القيامة بهذا البيت ... الشيخ يسلم له حالا ... ابو سہل صعلوکی ... ابن عقابی ... مرو

فصل وقد اعتقد قوم من الصوفية ان هذا الغنا الذی ذکرناه عن قوم تحریمه وعن اخرین کراهته مستحب فی حق قوم **وسمعت** ابا علی الدقاق یقول السماع حرام علی العوام لبقاء نفوسهم فیه للذتها بصفو مجاهداتهم مستحب لاصحابنا الخیوة قلوبهم **قال المصنف** قلت وهذا غلط من خمسة اوجه **احدها** انا ذکرنا عن ابی حامد الغزالی انه یباح سماعه لکل احد وابو حامد کان اعرف من هذا القائل **والثانی** ان طباع النفوس لا یتغیر فانما المجاهدة یکف عنها فمن ادعی بغیر الطباع ادعی المحال فاذا بقیت طباعه تحرک الطباع واندفع الذی کان یکفها عنه عادت العادة **والثالث** العلماء اختلفوا فی تحریمه واباحته فلیس فیهم من نظر فی السماع لعلمهم ان الطباع یتساوی فمن ادعی خروج طبعه عن طباع الآدمیین ادعی المحال **والرابع** ان الاجماع انعقد علی انه لیس بمستحب وانما غایته الاباحة فادعاء الاستحباب خروج عن الاجماع **والخامس** انه یلزم عن هذا ان یکون سماع العود مباح او یستحب عن من تغیر طبعه لانه انما حرم لانه یؤثر فی الطباع ویدعوها الی الهوی فاذا امن ذلک فینبغی ان یباح وقد ذکرناها عن ابی الطیب الطبری **فصل قال المصنف** وقد ادعی قوم منهم ان السماع قربة الی الله عزوجل **قال** ابو طالب المکی حدثنا بعض شیوخنا عن الجنید انه قال تنزل الرحمة علی هذه الطائفة فی ثلثة مواطن

ترجمہ **فصل مصنف** رح نے کہا یہ غنا جسکے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ کچھ علما کے نزدیک حرام ہے اور کچھ مکروہ بتاتے ہیں صوفیہ میں سے ایک جماعت کا عقیدہ ہے کہ یہی غنا ایک قوم کے حق میں مستحب ہے ابو علی دقاق کہتے ہیں عوام کیلئے سماع حرام ہے کیونکہ اُن کے نفوس زندہ ہیں اور زاہدوں کے لئے مباح ہے کیونکہ وہ مجاہدے اور نفس کشی کرتے ہیں اور ہمارے اصحاب کے حق میں مستحب ہے کیونکہ اُن کے دل زندہ ہیں **مصنف** رح نے کہا یہ قول پانچ وجہ سے غلط ہے ایک یہ کہ ابو حامد غزالی سے ہم روایت کر چکے کہ سماع ہر ایک کی لیئے مباح ہے اور ابو علی سے ابو حامد زیادہ عارف تھے دوسرے نفوس کی طبائع میں اختلاف نہیں ہے مجاہدہ کا صرف یہ فائدہ ہے کہ طبائع کے عمل کو روکتا ہے جو شخص طبائع کے بدل جانے کا دعوی کرے وہ ایک امر محال کا مدعی ہے اور جب طبیعت کو حرکت میں لانے والی ایک چیز موجود ہوئی اور اس کے روکنے والی چیز جاتی رہی تو عادت پھر عود کر آئیگی تیسرے سماع کی حرمت اور اباحت میں علما کا اختلاف ہے کسی عالم نے سننے والے کی حالت پر نظر نہیں کی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ سب طبیعتیں یکساں ہیں اب جو کوئی یہ دعوے کرے کہ اسکی طبیعت آدمیوں کی طبیعت سے خارج ہے تو امر محال کا دعوی کرتا ہے چوتھے اس بات پر علما کا اجماع منعقد ہے کہ سماع مستحب نہیں ہے غایت مافی الباب یہ ہے کہ مباح ہو اب استحباب کا دعوی کرنا اجماع سے خارج ہونا ہے پانچویں لازم آتا ہے جس شخص کی طبیعت میں تغیر آگیا ہو اس کے لیئے عود کا سننا مباح یا مستحب ہو کیونکہ عود اسلیئے حرام ہے کہ طبیعتوں میں اثر کرتا ہے اور انکو ہوائے نفسانی کیطرف بلاتا ہے جب یہ خوف نہ رہا تو مباح ہونا چاہیئے حالانکہ اسکی نسبت ہم ابو الطیب طبری سے نقل کر چکے ہیں **فصل مصنف** رح نے کہا ان میں سے ایک قوم کا دعوی ہے کہ سماع سے قربت الٰہی ہوتی ہے **ابو طالب** مکی نے کہا کہ ہمسے ہمارے بعض شیوخ نے بیان کیا کہ جنید رح کہتے ہیں۔ کہ اس گروہ پر تین وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے

عند الاکل لانهم لا یاکلون الا عن فاقة وعند المذاکرة لانهم یتجاوزون فی مقامات الصدیقین واحوال النبیین وعند السماع لانهم یستمعون بوجد ویشهدون حقا قال المصنف قلت وهذا ان صح عن الجنید واحسنا به کان محمولا علی ما یسمع له من القصائد الزهدیة فانها یوجب الرقة والبکاء فاما ان ینزل الرحمة عند وصف سعدی ولبنی ویحمل ذلک علی صفات الباری سبحانه فلا یجوز اعتقاد هذا ولو صح اخذ الاشارة من ذلک کانت الاشارة مستغرقة فی جنب غلبة الطباع ویدل علی ما حملنا الامر علیه انه لم یکن ینشد فی زمان الجنید مثل ما ینشدون الیوم الا ان بعض المتاخرین قد حمل کلام الجنید علی کما یقال وقد نقل عنهم ان الدعاء عند حدو الحادی وعند حضور الختمة مجاب وذلک انهم یعتقدون انه قربة یتقرب بها الی الله تعالی وقال وهذا کفر لان من اعتقد الحرام او المکروه قربة کان بهذا الاعتقاد کافرا قال والناس بین تحریمه وکراهیته وقال صالح المری ابطا الصرعی نهضة صریع هوی یدعیه الی الله قربة واثبت الناس قدما یوم القیمة اخذهم بکتاب الله وسنة نبیه علیه السلام وسمعت عُلیّان السائح یقول سمعت ابا الحارث الاولاسی یقول رأیت ابلیس فی المنام علی بعض سطوح الاولاس

ترجمہ ایک کھانا کھانے کے وقت کیونکہ یہ لوگ بغیر فاقہ کے نہین کھاتے دوسرے جب باہم ملکر ذکر الٰہی کرتے ہین کیونکہ اسحالت مین وہ صدیقون کے مقامات اور نبیون کے احوال طے کرتے ہین تیسرے سماع کے وقت کیونکہ وہ وجد کیساتھ سنتے ہین اور اُن کو شہود حق حاصل ہوتا ہے مصنفؒ نے کہا مین کہتا ہون کہ یہ نقل اگر جنیدؒ سے صحیح ہے اور اس کو ہم اچھا جانین تو قصائد زہدیہ کے سماع پر محمول ہے کیونکہ وہی باعث رقت وزاری ہین لیکن یہ بات کہ سعدی اور لبنیٰ کی تعریف کے وقت نزول رحمت ہو اور اوسکو صفات الٰہی پر حمل کرین تو یہ اعتقاد جائز نہین اور اگر اس سے اشارہ لے لینا صحیح خیال کرین تو یہ اشارہ غلبہ طبیعت کے پہلو مین مستغرق ہوگا ہمنے اس امر کو جس بات پر محمول کیا ہے اوس کی دلیل یہ ہے کہ جنیدؒ کے زمانہ مین ایسے اشعار نہ پڑھے جاتے تھے جیسے آجکل گائے جاتے ہین مگر بعض متاخرین نے جنیدؒ کے قول کو ہر قوالی پر محمول کیا ہے اسی گروہ سے نقل ہے کہ شعر خوان کے شعر گانے کے وقت اور مزار بجانیکے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے عقیدہ مین اس کو قربت سمجھتے ہین جس سے تقرب الٰہی ہوتا ہے مصنفؒ نے کہا یہ کفر ہے کیونکہ جو شخص حرام یا مکروہ کو قربت الٰہی خیال کرے اس اعتقاد سے کافر ہو جائیگا۔ اور کہا کہ علماء سماع کو حرام بتاتے ہین یا مکروہ کہتے ہین صالح المری نے کہا کہ گر پڑنے والون مین زیادہ دیر کرکے وہ شخص اُٹھے گا جسکو ہوائے نفسانی نے پچھاڑا ہے۔ اور وہ اُسکو قربت الٰہی سمجھتا ہے۔ اور زیادہ ثابت قدم قیامت کے دن وہ شخص ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو لیئے ہوئے ہے اور مینے علیان سائح سے سُنا کہتے تھے کہ مین نے ابو الحارث اولاسی سے سُنا بیان کرتے کہ مینے شیطان کو خواب مین اولاس کی کسی ایک چھت پر دیکھا

ف کہ جعلدی ابلیس دولب دانش ابو الحارث راز غنا در رقص بر سطح اولاس

وانا علی سطح وعلی یمینہ جماعۃ وعلی یسارہ جماعۃ وعلیھم ثیاب لطاف فقال الطائفۃ منھم قوموا وغنوا فاستغرقنی طیبہ حتی ھممت ان اطرح نفسی من السطح ثم قال ارقصوا فرقصوا اطیب ما یکون ثم قال لی یا ابا الحارث ما اصبت منکم شیئا ادخل بہ علیکم الا ھذا ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی الوجد قال المصنف ھذہ الطائفۃ اذا سمعت الغنا تواجدت وصفقت وصاحت ومزقت الثیاب وقد لبس ابلیس علیھم فی ذلک وبالغ وقد اجتمعوا بما اخبرنا بہ ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی قال وقد قیل انہ لما نزلت وان جھنم لموعدھم اجمعین صاح سلمان الفارسی صیحۃ ووقع علی رأسہ ثم خرج ھاربا ثلثۃ ایام واجتمعوا بما اخبرنا بہ عن ابی وائل قال خرجنا مع عبد اللہ ومعنا الربیع بن خیثم فمرنا علی حداد فنظر عبد اللہ ینظر الحدید فی النار فنظر الربیع الیھا فمال لیسقط ثم ان عبد اللہ مضی حتی اتینا علی الفرات فلما رآہ عبد اللہ والنار تلھب فی جوفہ قرأ ھذہ الآیۃ اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی قولہ ثبورا کثیرا فصعق الربیع واحتملناہ الی اھلہ ورابطہ عبد اللہ حتی صلی الظھر

ترجمہ اور مین بھی ایک چھت پر تھا ایک جماعت اوسکے داہنی طرف تھی اور ایک بائین جانب اور وہ عمدہ عمدہ لباس پہنے تھے انمین سے ایک گروہ نے کہا کہ کچھ بولو اور گاؤ مین اس راگ کی خوش آیندگی اور ذوق سے ایسا بیخود ہوگیا کہ ارادہ کیا کہ اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرا دون پھر شیطان نے کہا کہ ناچو وہ نہایت ہی عمدہ ناچے پھر شیطان مجھ سے بولا کہ اے ابو الحارث مینے اس رقص وغنا کے سوا تم لوگون سے کوئی ایسی چیز نہین پائی جس کی وجہ سے تم پر دخل پاسکون ۔ (وجد مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنفؒ نے کہا یہ لوگ جب راگ سنتے ہین تو وجد کرتے ہین اور تالیان بجاتے ہین اور شور مچاتے ہین اور کپڑے پھاڑتے ہین حالانکہ یہ سب انکو ابلیس نے فریب دیا ہے اور اپنا حیلہ کمال کو پہونچا دیا ہے اور حجت اس قوم کی وہ حدیث ہے جو ہم کو ابو نصر عبد اللہ بن علی سراج طوسی سے پہونچی ہے اونھون نے کہا کہ کہتے ہین جب یہ آیت نازل ہوئی وان جھنم لموعدھم اجمعین یعنی ان سب کفار کی وعدہ گاہ جہنم ہے ۔ تو سلمانؓ فارسی نے زور سے ایک نعرہ مارا اور سر کے بل گر پڑے پھر بھاگ کھڑے ہوئے اور تین دن تک غائب رہے اور نیز وہ حدیث حجت ہے جو اونہین سے ہم کو پہنچی ہے کہ ابو وائلؒ نے کہا کہ ہم عبد اللہ کے ساتھ جا رہے تھے اور ہمارے ساتھ ربیع بن خیثم تھے ہمارا گذر ایک لوہار کے پاس ہوا عبد اللہ کھڑے ہوکر اس کے لوہے کو دیکھنے لگے جو آگ مین تھا ربیع نے بھی لوہا دیکھا اور لڑکھڑا کر گرنے لگے پھر عبد اللہ آگے بڑھے یہانتک کہ فرات کے کنارے ایک لوہار کی بھٹی پر آئے اسمین آگ کو شعلہ مارتے ہوئے دیکھکر عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی قولہ ثبورا کثیرا یعنی جب آتش دوزخ دور سے اہل دوزخ کو دیکھے گی تو ان کو اوس کے جوش وخروش کی آواز سنائی دیگی ۔ اور جب اسکے کسی مقام تنگ مین کہی کئی ایک ایک زنجیر مین جکڑ کر ڈالے جائینگے تو اسوقت واویلا پکارینگے آج ایک واویلا کیا پکارتے ہو بہت سے [illegible] کہا کرو ہم لوگ ایکا ایکی گھبرا گئے ہم لوگ ایکا ایکی گھبرا گئے ۔ اور ثابت بنانی عبد اللہ بھی ان کے پاس ہی یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑھی

فلم یفق ثم الی العصر فلم یفق ثم الی المغرب فافاق فرجع عبد الله الی اهله **قالوا** وقد اشتهر عن خلق کثیر من الصحابة
انهم کانوا اذا سمعوا القرآن **فمنهم** من یموت **ومنهم** من یصعق ویغشی علیه **ومنهم** من یصیح وهذا
کثیر فی کتب الزهد **فالجواب** اما ما ذکروه عن سلمان فمحال وکذب ثم لیس له اسناد والآیة نزلت بمکة
وسلمان انما اسلم بالمدینة ولم ینقل احد من الصحابة مثل هذا اصلا **واما** حکایة الربیع بن خیثم فان
راویها عیسی بن سلیمر وفیه معمر والحدیث باسناد عن ابی جعفر بن موسی العقیلی قال احمد بن حنبل عن عیسی بن سلیم عن
ابی وائل لا اعرفه **وحدثنا** ابن آدم قال سمعت حمزة الزیات قال لسفیان انهم یروون عن الربیع بن خیثم
انه صعق فقال ومن یروی هذا انما کان یرویه ذلک القاص یعنی عیسی بن سلیم فلقیته فقلت له عمن ترویه فابت
ان منکر علیه **قال المصنف** قلت فهذا سفیان الثوری ینکر ان یکون الربیع بن خیثم جری له هذا لان الرجل کان علی
السمت الاول وما کان فی الصحابة من یجری له مثل هذا ولا التابعین **ثم نقول** علی تقدیر الصحة ان الانسان قد یغشی علیه من
الخوف فیسکنه الخوف ویسکته فیبقی کالمیت وعلامة الصادق انه لو کان علی سطح وقع لانه غائب فاما من یدعی الوجد ویتحفظ من ان تزل
قدمه ثم یتعدی الی تخریق الثیاب وفعل المنکرات فی الشرع فانا نعلم قطعا ان الشیطان یلعب به

ترجمہ اُن کو ہوش نہ آیا پھر عصر کی نماز ادا کی جب بھی افاقہ نہوا بعد مغرب وہ سنبھلے تو عبد اللہ اپنے گھر واپس آئے صوفیہ کہتے ہیں
کہ کثرت سے بندگان خدا کی نسبت مشہور ہے کہ جب اونہون نے قرآن شریف سُنا تو کوئی مرگیا کوئی پچھاڑ کر گرا کوئی بیہوش ہوگیا
اور کوئی نعرہ زن ہوا اس قسم کی باتین کتب زہد مین بہت سی ہین **الجواب** سلمانؓ کی نسبت جو کچھ ذکر کیا ہی غلط ہے اور محض
دروغ ہے پھر اس حدیث کی کوئی اسناد بھی نہین اور آیت مذکورہ مکہ مین نازل ہوئی ہے اور سلمان مدینہ مین اسلام لائے
اور کسی صحابی نے ایسا قصہ ہرگز نقل نہین کیا باقی رہی ربیع بن خیثم کی حکایت تو اُسکا راوی عیسےٰ بن سلیم ہے جس مین ضعف
ہے اور احمد بن حنبل کہتے ہین کہ عیسےٰ بن سلیم کا ابو وایل سے روایت کرنا مجھے معلوم نہین اور ہم سے ابن آدم نے بیان کیا۔ کہ
ہم نے حمزہ زیات سے سُنا کہ اُنہون نے سفیان سے کہا کہ لوگ ربیع بن خیثم کی نسبت روایت کرتے ہین کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑے سفیان
نے جواب دیا کہ جو شخص یہ بیان کرتا ہے تو اس قصہ کو یعنی عیسےٰ بن سلیم ہی نے اپنی آنکھون دیکھا ہوگا حمزہ کہتے ہین پھر مین عیسےٰ بن
سلیم سے ملا اور اُن سے کہا کہ تم یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہو تو اونہون نے نہ پہچانا **مصنف** کہتے ہین کہ سفیان
ثوری ایسا امام انکار کرتا ہے کہ ربیع بن خیثم پر یہ حالت گذری ہو کیونکہ وہ شخص سلف کے طریقہ پر تھا اور صحابہ مین کوئی ایسا نہین
ہوا جسپر ایسا واقعہ گذرا ہو اور نہ کوئی تابعین مین تھا پھر ہم کہتے ہین کہ برتقدیر صحت کے بھی یہ بات ہے کہ انسان کو کبھی
خوف سے غش آجاتا ہے تو خوف اس کو ساکن اور ساکت کردیتا ہے پس وہ مردہ ایسا رہ جاتا ہے اور صادق کی علامت یہ ہے
کہ اگر دیوار پر ہو تو نیچے گر پڑے کیونکہ وہ اپنے آپ مین نہین مگر جو شخص کہ وجد کا مدعی ہے اور اپنے قدم کو لغزش سے محفوظ
رکھتا ہی اسپر بھی حوصلہ کیسا تھ کپڑے پھاڑتا ہی اور ایسی حرکتین کرتا ہی جس سے شریعت مین انکار ہی تو ہم یقینا جانتے ہین کہ اسکیساتھ شیطان کھیل کرتا ہے

وعن احمد بن عطاء انه قال كان للشبلي يوم الجمعة نظرة ومن بعدها صيحة ضاح يوما صيحة يشوش من حوله من الخلق وكان بجنب حلقته حلقة ابو عمران الاشيب فجرد ابو عمران اهل حلقه **قال المصنف** واعلم وفقك الله ان قلوب الصحابة كانت اصفى القلوب وما كانوا يزيدون عند الوجد على البكاء والخشوع فجرى من بعض غرمائهم نحو ما انكرناه فبالغ رسول الله صلى الله عليه وسلم في الانكار عليه **وحدثنا** ثابت عن انس انه قال وعظ رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فاذا رجل قد صعق فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذا الملبس علينا ديننا ان كان صادقا فقد شهر نفسه وان كان كاذبا فمحقه الله **وقال** انس لقد رأينا وقد وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم حتى سمعت للقوم حنينا حين اخذتهم الموعظة وما سقط منهم احد **قال المصنف** قلت هذا حديث العرياض بن سارية وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب. **قال** ابو بكر الاجري ولم يقل مرخنا ولا ضربنا صدورنا كما يفعل كثير من الجهال الذين تلاعب بهم الشيطان **وعن** حصين بن عبد الرحمن قال قلت لاسماء بنت ابي بكر كيف كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عند قراءة القرآن قالت كانوا كما نعتهم الله وكما وصفهم الله غرورقت عيونهم

ترجمہ۔ احمد بن عطا کہتے ہیں کہ شبلی جمعہ کے روز ایک تیز نگاہ ڈالا کرتے تھے اور بعد اس کے ایک چیخ مارتے تھے تو ایک روز نعرہ مارا اور اپنے گرد کی مخلوق کو تیز نظر دن سے دیکھنے لگے انکے حلقہ کے پہلو میں ابو عمران الاشیب کا حلقہ تھا انہوں نے اپنے حلقہ والوں کو وہاں سے علحدہ کر لیا مصنف نے کہا کہ خدا سب کو توفیق دے بیان کیا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب نہایت ہی مصفا تھے اور یہ حضرات وجد میں زاری اور تضرع سے زیادہ اور کچھ نہ کرتے تھے ان میں سے بعض اعراب صحرا نشین پیر ایسا بھی گذرا جس کا ہم نے انکار کیا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کے انکار میں تاکید فرمائی ثابت نے ہم کو انس سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ فرما رہے تھے یکایک ایک آدمی غش کھا کر گر پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے جو ہمارے دین کو ہم پر مشتبہ کرتا ہے اگر صادق ہے تو اپنے آپ کو شہرت دی اور اگر کاذب ہے تو خدا اسکو غارت کرے انس نے کہا کہ ہم نے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں وعظ سنایا یہانتک کہ بیٹھ گئے لوگوں کے رونے کی آواز سنی جسوقت کہ وعظ نے اُنپر اثر کیا اور ان میں سے کوئی گر پڑا نہیں **مصنف** نے کہا کہ یہ حدیث عرباض بن ساریہ کی ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو وعظ سنایا جس سے دل خوف کھا گئے اور آنکھوں سے آنسو بہ آئے **ابو بکر الاجری** کہتے ہیں کہ راوی نے یوں تو نہیں بیان کیا کہ ہم نے شور مچایا اور اپنی چھاتیاں کوٹیں جس طرح اکثر وہ جہال کرتے ہیں جنکے ساتھ شیطان کھیلتا ہے **حصین بن عبد الرحمن** سے روایت ہے کہ میں نے اسماء بنت ابی بکر سے پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت قرآن شریف پڑھتے وقت کیا ہوتی تھی جواب دیا کہ اُن کا حال وہی ہوتا تھا جیسا اللہ تعالے نے ان کا ذکر کیا۔ یا یوں کہا کہ وصف کیا ہے ان کی آنکھیں اشک آلود ہو جاتی تھیں

وتقشعر جلودهم فقلت لها ان ههنا رجالا اذا قرئ على احدهم القران غشي عليه فقالت اعوذ بالله من الشيطان الرجيم وعن ابي حازم قال مر ابن عمر برجل ساقط من اهل العراق فقال ما شانه فقالوا انه اذا قرئ عليه القران يصيبه هذا فقال انا لنخشى الله عز وجل وما نسقط وحدثنا سفيان بن عيينة عن عبيد الله بن ابي بردة عن ابن عباس انه ذكر الخوارج وما يلقون عند تلاوة القران فقال انهم ليسوا باشد اجتهادا من اليهود والنصارى وهو يصلون وقيل لانس بن مالك ان ناسا اذا قرئ عليهم القران يصعقون فقال ذاك فعل الخوارج وبلغ عبد الله بن الزبير ان ابنه عامرا صحب قوما يتصعقون عند القران فقال له يا عامر لاعرفن ما صحبت الذين يتصعقون عند القران لاوسعك جلدا ومن رواية اخرى عن عامر بن عبد الله بن الزبير قال جئت الى ابي فقال اين كنت فقلت وجدت اقواما ما وجدت خيرا منهم يذكرون الله عز وجل فيرعد احدهم حتى يغشى عليه من خشية الله فقعدت معهم فقال لا تقعد معهم بعدها فاني كانه لم ياخذ ذلك في فقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتلو القران ورأيت ابا بكر وعمر يتلوان القران

ترجمہ ان کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے مینے کہا کہ یہاں پر اکثر ایسے آدمی ہین کہ جب اُنمین سے کسی کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو اُسکو غش آجاتا ہے اسمار رضہ نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ابو حازم سے روایت ہے کہ ابن عمر رضہ کا گذر ایک عراقی آدمی پر ہوا جو گرا ہوا پڑا تہا دریافت کیا کہ اس کا کیا حال ہے لوگون نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو اسکی یہ کیفیت ہو جاتی ہے ابن عمر بولے کہ ہم لوگ ضرور اللہ تعالے سے ڈرتے ہین مگر گرتے پڑتے نہین سفیان بن عیینہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ عبید اللہ بن ابی بردہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ انہون نے خوارج کا تذکرہ کیا اور تلاوت قرآن کے وقت جو انپر گذرتا تہا بیان کیا پس کہا کہ وہ لوگ نماز ادا کرتے وقت محنت کشی مین یہود ونصاریٰ سے بڑھکر نہین انس بن مالک سے کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ جب اُن کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو بیہوش ہوکر گر پڑتے ہین جوابدیا کہ یہ خوارج کا فعل ہے عبد اللہ بن زبیر کو خبر ملی کہ اُن کے بیٹے عامر ایک قوم مین جاکر بیٹہے ہین جو قرآن پڑہتے وقت گر پڑتے ہین اونسے کہا کہ اے عامر خبردار آیندہ مجکو یہ نہ معلوم ہو کہ تم ایسے لوگون مین گئے تھے جو قرآن پڑہتے وقت بیہوش ہو جاتے ہین ورنہ مین کوڑے سے تمہاری خبر لونگا دوسری روایت مین یون ہے کہ عامر بن زبیر نے کہا کہ مین اپنے باپ کے پاس آیا انہون نے پوچہا تم کہان تھے مینے جواب دیا کہ ایسے لوگون کو مینے دیکہا کہ انسے بہتر کسی کو نہین پایا۔ وہ اللہ تعالے کا ذکر کرتے تھے ہر ایک ان مین سے کانپتا تہا یہانتک کہ اُسکو خدا کے خوف سے غش آجاتا تھا مین بھی اُن کے ساتہہ بیٹہگیا خبر باپ نے کہا کہ اب کبہی اُن کے ساتہہ مت بیٹہو اتنا کہکر انہون نے معلوم کیا کہ مجہ پر اس قول کا اثر نہین ہوا تو کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاوت قرآن کرتے دیکھا ابو بکر و عمر کو قرآن پڑہتے دیکھا

فلا یصیبهم هذا افتراهم اخشع لله تعالے من ابے
بکر وعمر فرأیت ان ذلک کذلک
فترکتهم فقال یا بنے بل قال تفیض اعینهم
من الدمع وقال تقشعر جلودهم **واخبرنا**
جریر بن حازم انه شهد محمد بن سیرین فقیل
له ان ههنا رجالا اذا قرئ علے احدهم
القرآن غشے علیه فقال محمد بن سیرین
یقعد احدهم علی جدار ثم یقرأ علیه القرآن من اوله الی اخره
فان وقع فهو صادق **قال** ابو عمر وکان محمد ابن سیرین
یذهب الی ان هذا تصنع ولیس بحق من قلوبهم **وعن** الحسن
انه وعظ یوما فتنفس رجل فی مجلسه فقال الحسن ان کان لله فقد
شهرت نفسک وان کان لغیر الله فقد هلکت **وقال** الفضیل بن
عیاض لابنه وقد سقط یا بنے لئن کنت صادقا لقد
فضحت نفسک ولئن کنت کاذبا لقد اهلکت نفسک
ومن روایة اخری انه قال یا بنے ان کنت صادقا فقد اظهرت کلمات

ترجمہ اوپر یہ کیفیت نہین طاری ہوتی تھی کیا یہ لوگ ابوبکر وعمر سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہین پس مینے جان لیا کہ ٹھیک بات یہی ہے
اور ان لوگون کو ترک کیا پھر میرے باپ نے کہا کہ بیٹا بلکہ خدا نے تو یون فرمایا ہے تفیض اعینهم من الدمع یعنی ان کی آنکھون سے
آنسو جاری ہو جاتے ہین اور فرمایا ہے تقشعر جلودهم یعنی ان کے جسمو پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین جریر بن حازم نے
ہمکو خبر دی کہ وہ محمد بن سیرین کے پاس تھے اُن سے پوچھا گیا کہ یہان کچھ ایسے لوگ ہین کہ جب اُن مین سے کسی کے سامنے
قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کو غش آجاتا ہے محمد بن سیرین نے جواب دیا کہ ان مین سے کوئی دیوار پر بیٹھ جائے پھر تم اُس
کے سامنے قرآن اوّل سے آخر تک پڑھو اگر زمین پر گر پڑے تو صادق ہے ابو عمر نے کہا کہ محمد بن سیرین کا یہ مذہب تھا کہ یہ
سب بناوٹ ہے اور حق نہین کہ اُن کے دلون مین اثر ہو حسن سے روایت ہے کہ اونہون نے ایک روز وعظ بیان کیا ایک
شخص نے مجلس وعظ مین سانس بھری حسن نے کہا کہ اگر خدا کے لیئے ہے تو تو نے اپنے آپ کو مشہور کیا اور اگر غیر خدا کے لیئے ہو
تو تو ہلاک ہو گیا فضیل بن عیاض نے اپنے بیٹے سے کہا جو اسیطرح گر پڑے تھے کہ اے بیٹا اگر تم سچے ہو تو تم نے اپنے آپ کو رسوا
کیا اور اگر جھوٹے ہو تو اپنی جان کو ہلاک کیا دوسری روایت مین یون ہو کہ انہون نے کہا کہ بیٹا اگر صادق ہو تو تمنے جو کچھ تمہارے

وان کنت کاذبا فقد اشرکت باللہ فصل قال المصنف فان قال قائل انما نفرض الکلام فی الصادقین لا فی اھل الریاء فما تقول فی من ادرکہ الوجد ولم یقدر علی دفعہ فالجواب ان اول الوجد انزعاج فی الباطن فان کف الانسان نفسہ لئلا یطلع علی حالہ یئس الشیطان منہ فبعد عنہ کما قال ایوب السختیانی اذا تحدث فرق قلبہ مسح انفہ وقال ما اشد الزکام وان اھمل الانسان نفسہ ولم یبال بظھور وجدہ واحب اطلاع الناس علی حالہ نفخ فیہ الشیطان فاذا تم عمل قد نفخ کما روی عن ابن اخی زینب عن زینب امرأۃ عبد اللہ قالت جاء عبد اللہ ذات یوم وعندی عجوز تر قینی من الحمرۃ فادخلتھا تحت السریر قالت فدخل فجلس الی جنبہ فرأی فی عنقی خیطا فقال ما ھذا الخیط قلت خیط ارقی لی فیہ رقیۃ فاخذہ فقطعہ ثم قال ان آل عبد اللہ لاغنیاء عن الشرک سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک قالت فقلت لہ لم تقول ھذا وقد کانت عینی تقذف وکنت اختلف الی فلان الیھودی یرقیھا فکان اذا رقاھا سکنت فانما ذلک من عمل الشیطان کان ینخسھا بیدہ فاذا رقیت ھا کف عنھا انما کان یکفیک ان تقولی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذھب الباس ربّ الناس اشف وانت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما

ترجمہ اور اگر کاذب ہو تو تم نے خدا کے ساتھ شرک کیا فصل مصنف رح نے کہا اگر کوئی کہے کہ کلام صادقین مین کیا جاتا ہے ریاکاروں کا ذکر نہین اس شخص کے بارے مین کیا کہتے ہو جسپر وجد طاری ہوا اور وہ اُس کے دفعیہ پر قادر نہین تو جواب یہ ہے کہ شروع وجد مین ایک اندرونی حرکت اور جنبش ہوتا ہے اگر انسان اپنے آپ کو باز رکھے اور روکے رہے تاکہ کسیکو اس کے حال کی خبر نہو تو شیطان اس سے ناامید ہوکر دور ہو جاتا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ ایوب سختیانی جب حدیث بیان کرتے تھے اور اُن کے دل کو رقت ہوتی تھی تو اپنی ناک پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ زکام کسقدر سخت ہے اور اگر انسان اپنے آپ کو بے قابو چھوڑ دے تو شیطان اس مین اپنی سانس بھر دیتا ہے بقدر اس کے پھونکنے کے انسان بیقرار ہوتا ہے چنانچہ زینب کے بھتیجے سے روایت ہے کہ زینب حضرت عبداللہ کی بی بی کہتی ہین کہ ایک روز عبداللہ باہر سے آئے میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی تھی جو میرا سرخ بادہ جھاڑتی تھی مینے اُسکو چارپائی کے تلے چھپا لیا عبداللہ اگر میرے پاس بیٹھ گئے تو میری گردن مین ایک ڈورا دیکھا پوچھا کہ یہ ڈورا کیسا ہے مینے کہا یہ میرے واسطے پڑھکر پھونکا گیا ہے عبداللہ نے وہ ڈورا لیا اور توڑ ڈالا اور بولے کہ آل عبداللہ شرک سے مستغنی ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ فسون اور تعویذ اور تولہ شرک ہے زینب کہتی ہین مینے کہا تم یون کیون کہہ رہے ہو حالانکہ ایک دفعہ میری آنکھ مین درد ہوتا تھا۔ اور مین فلان یہودی کے پاس جایا کرتی تھی وہ جھاڑ دیا کرتا تھا تو درد تھم جاتا تھا عبداللہ نے کہا کہ یہ صرف شیطان کی کاروائی تھی وہ آنکھ مین کچھ اپنے ہاتھ سے چونک دیتا تھا پھر جب یہودی جھاڑتا تھا تو رک جاتا تھا تمہارے لئے یہی کافی تھا کہ جسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُسیطرح کہتین اذھب الباس ربّ الناس اشف وانت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما

قال المصنف التولة ضرب من السحر يحبب المرأة الى زوجها **فصل** فان قال قائل
فنقرض الكلام فيمن اجتهد فى دفع الوجل فلم يقدر وغلبه الامر فمن اين يدخل الشيطان
فالجواب انا لا نتكر ضعف بعض الطباع عن الدفع الا ان علامة الصادق انه
لا يقدر على ان يدفع وكل ما يجرى عليه فهو من جنس قوله تعالى وخر موسى
صعقا **قيل** قرئ على عبد الله بن وهب كتاب اهوال القيامة فخر مغشيا عليه فلم يتكلم بكلمة
حتى مات بعد ذلك بايام **قال المصنف** قلت وقد مات خلق كثير عن سماع الموعظة و
غشى عليهم **قلت** هذا التواجد الذى يظهر حركات المتواجدين وقوة صياحهم وتخبيطهم
فظاهره انه متعمل والشيطان معين عليه **قال المصنف** فان قيل فهل فى حق المخلص نقص
بهذه الحالة الطارية عليه قيل نعم من جهتين **احدهما** انه لو قوى العلم امسك
والثانى انه قد خولف به طريق الصحابة والتابعين ويكفى هذا نقصا **وحدثنا**
سفيان بن عيينة قال سمعت خلف بن خوشب يقول كان جواب
يرعد عند الذكر فقال له ابراهيم ان كنت تملكه فما ابالى ان لا اعتد بك

ترجمہ مصنفؒ نے کہا کہ تولہ جادو کی قسم سے ہے جس سے شوہر کو بیوی کی محبت ہو جاتی ہے **فصل** اگر کوئی کہے
کہ ہم اس شخص کے بارے میں کلام کرتے ہیں جو وجد کے دفعیہ کی محنت سے کوشش کرتا ہے مگر قدرت نہیں رکھتا۔
اور مغلوب ہو جاتا ہے پھر کہاں سے شیطان آگھسا تو جواب یہ ہے کہ ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ بعض طبیعتیں دفعیہ میں
کمزور ہیں لیکن صادق کی پہچان یہ ہے کہ دفع کرنے پر قادر نہیں ہوتا اور نہیں جانتا کہ اس پر کیا گذری پس وہ اس قبیل
سے ہے جیسا اللہ تعالےٰ نے فرمایا **وخر موسى صعقا** **فصل** عبد اللہ بن وہب کے روبرو اہوال قیامت
کی کتاب پڑھی گئی وہ غش کھا کر گر پڑے اور کوئی کلمہ مونہہ سے نہیں نکالا یہاں تک کہ اس کے بعد چند روز میں انتقال
کر گئے **مصنفؒ** نے کہا۔ کہ میں کہتا ہوں اکثر لوگ وعظ سنکر مر گئے اور بیہوش ہو گئے ہیں ہم کہتے ہیں کہ وجد کرنا
جو مکاروں کی حرکتوں کو شامل ہے اور زور سے چیخنا اور کچ مچ چلانا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بناوٹ ہے اور شیطان
ان لوگوں کا یار و دیار ہے **مصنفؒ** نے کہا کہ اگر کہا جائے کہ کیا صاحب اخلاص کا حق اس پر حالت طاری ہونے سے کم
ہو جائے گا۔ تو جواب دیا جائے گا۔ کہ ہاں دو وجہ سے ایک یہ کہ اگر اس کا علم قوی ہوتا تو ضبط کرتا دوسرے
صحابہ و تابعین کے طریقہ کے خلاف کیا گیا۔ اور یہی نقص اور کمی کافی ہے سفیان بن عیینہ سے ہم کو حدیث
پہونچی۔ اونہوں نے کہا میں نے خلف بن خوشب سے سنا ہے کہ جواب وعظ کے وقت کانپتے تھے۔
ان سے ابراہیم نے کہا کہ اگر تم قابو رکھتے ہو تو میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہوں کہ تم کو حقیر سمجھوں

وان کنت لاتملکه فقد خالفت من کان قبلك وفی روایة اخری فقد خالفت من هو خیر منك قال المصنف ابراهیم هو النخعی لفقیه وقد کان متمسکا بالسنة شدید الاتباع الاثر وقد کان جواب من الصلحین البعداء عن التصنع و هذا خطاب ابراهیم له فکیف عن من لایخفی حاله فی التصنع فصل فاذا طرب اهل التصوف لسماع الغناء صفقوا قیل کان ابن بنان یتواجد وکان ابوسعید الخراز یصفق قال المصنف والتصفیق منکر یطرب ویخرج عن الاعتدال و یتنزه عن مثله العقلاء ویتشبه فاعله بالمشرکین فیما کانوا یفعلونه عند البیت من التصدیة وهی التی ذمهم الله عزوجل علیها فقال تعالی وما کان صلاتهم عند البیت الا مکاء وتصدیة فالمکاء الصفیر والتصدیة التصفیق قال المصنف قلت وفیه ایضا تشبه بالنساء والعاقل یانف من ان یخرج عن الوقار الی افعال الکفار والنسوة فصل فاذا قوی طربهم رقصوا وقد احتج بعضهم بقوله تعالی لایوب ارکض برجلك قال المصنف قلت وهذا احتجاج بارد لانه لوکان امر بضوب الرجل فرحا کان لهم فیه شبهة وانما امر ضرب الرجل لینبع الماء قال ابن عقیل ابن الدلالة فی مبتلی امر عند کشف البلاء بان یضرب برجله الارض لینبع الماء اعجار من الرقص ولئن جاز ان یکون تحریك رجل قد انحلها لحکم الهوا

ترجمہ اور اگر اختیار نہین رکھتے تو اپنے سے پہلے والوں کے خلاف کرتے ہو دوسری روایت مین ہے کہ تم اون لوگون کی مخالفت کرتے ہو جو تم سے بہتر تھے مصنفؒ نے کہا کہ یہ ابراہیم وہی نخعی فقیہ ہین بڑے سنت کے پابند اور نہایت اثر کے تبع تھے اور جواب نیک لوگون مین سے اور بناوٹ سے دور تھے ابراہیم کا یہ خطاب ایسے شخص سے ہے پھر وہ انسان کس شمار مین ہے جس کی تصنع اور بناوٹ کا حال پوشیدہ نہین فصل پھر جب اہل تصوف اگ سنکر سرور مین آتے ہین تو تالیان بجاتے ہین کہتے ہین کہ حضرت بنان وجد کرتے تھے اور حضرت ابوسعید الخراز تالیان بجاتے تھے مصنفؒ نے کہا کہ تالیان بجانا برا اور منکر ہے۔ جو طرب مین لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کر دیتا ہے اہل عقل ایسی باتون سے دور رہتے ہین اور ایسا کرنیوالا مشرکین کی مشابہ ہے جیسا کہ انکا فعل بیت اللہ کے پاس آکر تالیان بجانا تھا اسی کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی وما کان صلاتهم عند البیت الا مکاء و تصدیة یعنی مشرکین کی نماز بیت اللہ کے پاس آکر یہی ہے کہ فریاد کرتے ہین اور تالیان بجاتے ہین۔ مصنفؒ نے کہا کہ نیز اس مین عورتون سے مشابہت ہے اور عاقل آدمی اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین اور عورتون کی حرکتین اختیار کرے فصل پھر جب انکو کامل سرور ہوتا ہے تو رقص کرتے ہین ان مین سے بعض نے یون حجت پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ارکض برجلك یعنی ای ایوب اپنا پاؤن زمین پر مار مصنفؒ نے کہا مین کہتا ہون کہ یہ حجت لانا بارد ہے کیونکہ اگر یہ فرمان خوشی کے مارے زمین پر پاؤن مارنے کو ہوتا تو ان کے لئے شبہ ہو سکتا تھا پاؤن مارنیکا حکم تو فقط اس لیے تھا کہ پانی نکل آئے ابن عقیل کہتے ہین کہ ایک مریض آدمی کا قصہ جسکو مصیبت دور کرنے کے وقت حکم دیا گیا کہ اپنا پاؤن زمین پر مارے تاکہ معجزہ سے پانی نکل آوے رقص کی دلیل کہان سے ہو گیا اور اگر ایسا جایز ہو کہ اس پاؤن کا ہلانا جسکو

دلالة علی جواز الرقص فی الاسلام جاز ان یحمل قوله تعالی لموسی اضرب بعصاك الحجر دلالة علی ضرب الخادبالقضبان نعوذ بالله من التلاعب بالشرع واحتج بعض قاصریهم بان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی انت منی وانا منك فحجل وقال لجعفر اشبهت خلقی وخلقی فحجل وقال لزید انت اخونا ومولانا فحجل ومنهم من احتج بان الحبشة رقصت والنبی صلی الله علیه وسلم ینظر الیهم فالجواب اما الحجل فهو نوع من المشی یفعل عند الفرح فاین هو والرقص وکذلك رقص الحبشة نوع من المشی یتسبب بفعل اللقاء للحرب واحتج لهم ابو عبد الرحمن السلمی علی جواز الرقص بروایه عن ابراهیم بن محمد الشافعی ان سعید بن المسیب مر فی بعض زقاق مکة فسمع الاخضر الحدی یتغنی فی دار العاص بن وائل بهذا البیت تضوع مسکا بطن نعمان ان مشت ۞ به زینب فی نسوة عطرات ۞ فلما رأت رکب النمیری اعرضت ۞ وهن من ان یلقینه خدرات ۞ قال فضرب برجله الارض زمانا وقال هذا مما یلذ سماعه وکانوا یروون الشعر لسعید بن المسیب قال المصنف قلت هذا اسناد مقطوع مظلم لا یصح عن سعید بن المسیب ولا هذا شعره کان ابن المسیب اوقر من هذا وهذه الابیات مشهورة لمحمد بن عبد الله بن عبد الرحمن النمیری الشاعر ولیس نمیریا وانما ینسب الی اسم جده وهی ثقفی وزینب التی شبب بها بنت یوسف اخت الحجاج وسأله عبد الملك بن مروان عن الرکب ما کان فقال کانت احمرة عجافا

ترجمہ اسلام مین رقص کے جواز پر دلالت کرے تو جائز ہوگا کہ اللہ تعالی کا حضرت موسیٰ کو یہ فرمان اضرب بعصاك الحجر یعنی اپنی لاٹھی پتھر پر مار و لکڑیون سے تماشے بجانے پر دلالت کرے۔ نعوذ باللہ من التلاعب بالشرع بعض کم عقلون نے اس حدیث سے حجت نکالی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے ہو اور مین تمہارا ہون یہ سُنکر حضرت علی رفتار حجل چلے آپ نے حضرت زید سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور آزاد کردہ ہو زید سُنکر حجل چال چلے بعض صوفیہ نے یون حجت پکڑی ہے حبشیون نے رقص کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف دیکھتے تھے جواب یہ ہے کہ حجل ایک قسم کی رفتار ہے کہ آدمی خوشی کی حالت مین جھومتا ہوا چلتا ہے۔ تو کہان وہ چال اور کہایہ رقص اور علی ہذا القیاس حبشیون کا رقص کرنا ایک قسم کی چال تھی جس کی جنگ مین مقابلہ کے لئے مشق کرتے ہین صوفیہ کے لیئے جواز رقص پر ابو عبد الرحمن السلمی نے یون احتجاج کیا ہے۔ کہ ابراہیم بن محمد شافعی سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب مکہ کی کسی گلی مین گذرے تو اخضر گویئے کو سُنا کہ عاص بن وائل کے گھر مین یہ شعر گا رہا تھا جنکا ترجمہ یہ ہے بطن نعمان مشک سی مہک اُٹھے اگر وہان زینب عطر مین بسی ہوئی عورتون کے ہمراہ گذری پھر جب نمیری کی سواریان دیکھے۔ تو منہ پھیر لے اور وہ عورتین نمیری کی ملاقات سے پرہیز کرنے والی ہون راوی کہتا ہے کہ یہ سُنکر سعید بن مسیب نے تھوڑی دیر اپنا پاؤن زمین پر مارا اور کہا یہ وہ چیز ہے جسکا سُننا لذت بخش ہے لوگ یہ شعر سعید بن مسیب کے بیان کرتے ہین مصنف نے کہا کہ مین کہتا ہون یہ اسناد مقطوع اور مظلم ہے ابن مسیب سے صحیح نہین اور نہ یہ اُن کے شعر ہین ایسی باتون سے ابن مسیب زیادہ عالی وقار تھے یہ اشعار محمد بن عبد اللہ بن نمیر نمیری شاعر کے مشہور ہین وہ نمیری نہین تھا اپنے دادا کیطرف منسوب ہے، اور ثقفی ہے اور زینب جسکی نسبت اسکے ساتھ کیجاتی ہے وہ یوسف کی بیٹی حجاج کی بہن ہے اس سے عبد الملک بن مروان نے پوچھا تھا کہ تیرے شعر مین یہ سواریان کیا چیز ہین جواب دیا کہ میرے پاس کچھ

حملت علیها قطرانا من الطائف فضحک وامر الحجاج ان لا یؤذیه قال المصنف ثم لو قدر ان ابن المسیب ضرب برجله الارض فلیس فی ذلک حجة علی جواز الرقص فان الانسان قد یضرب الارض برجله او یدق بها بیده لشیء یسمعه ولا یسمی ذلک رقصا فما اقبح هذا التعلیق واین ضرب الارض بالقدم مرة او مرتین من رقصهم الذی یخرجون به عن سمت العقلاء ثم دعونا من الاحتجاج تعالوا انتقاضی الی العقول ای معنی فی الرقص الا اللعب الذی یلیق بالاطفال وما الذی فیه من تحریک القلوب الی الاخرة هذا والله مکابرة باردة ولقد حدثنی بعض المشائخ عن الغزالی انه قال الرقص حماقة بین الکتفین لا تزول الا بالتعب وقال ابن عقیل قد نص القرآن علی النهی عن الرقص فقال تعالی ولا تمش فی الارض مرحا وذم المختال والرقص شد المرح والبطر ولسنا الذین قسنا النبیذ علی الخمر لاتفاقهما فی الاطراب السکر فما بالنا لا نقیس القضیب والطبل الشعر معه علی الطنبور والمزمار والطبل لاجتماعهما فی الاطراب وهل شیء یزدری بالعقل والوقار ویخرج عن سمت الحلم والادب اقبح من رقیته فکیف اذا کانت تشبیه ترقص وتصفق علی وقاع الالحان والقضبان خصوصا ان کانت اصوات نسوان ومردان وهل تحسن عین بین یدیه الموت والسوال والحشر والصراط

ترجمہ جس پر طائف سے رال بار کر کے لایا تھا عبدالملک ہنس پڑا اور حجاج کو حکم دیا کہ اسے ایذا نہ دے مصنف نے کہا پھر اگر ہم مان بھی لیں کہ ابن المسیب نے اپنے پاؤں زمین پر مارے تو یہ جواز رقص پر حجت نہیں کیونکہ اکثر اوقات آدمی اپنا پاؤں زمین پر مارتا ہے یا کوئی چیز سنکر زمین کو ٹھونکتا ہے اور اسکو رقص نہیں کہتے پس یہ تعلیق کسقدر قبیح ہے اور کجا پاؤں کا ایک یا دو بار زمین پر مارنا اور کجا ان لوگوں کا وہ رقص کہ اہل عقل کے طریقہ سے باہر چلے جاتے ہیں پھر ہم احتجاج سے درگذر کرکے یہ کہتے ہیں کہ آؤ ہم تم عقل کے پاس چل کر قضیہ فیصل کریں رقص میں کونسی بات ہے بجز اس کے کھیل ہے جو لڑکوں کے لایق ہے اور یہ جو دعوے ہے کہ اس میں قلوب کو آخرت کی طرف تحریک ہوتی ہے تو یہ بات بخدا زبردستی ہے بعض مشائخ نے مجکو غزالیؒ سے خبر پہونچائی کہ انہوں نے کہا رقص ایک حماقت ہے دونوں شانوں میں جو بغیر محنت کے زائل نہیں ہوتی ابن عقیل نے کہا کہ قرآن میں قطعی طور پر رقص سے ممانعت ہے اللہ تعالے نے فرمایا ولا تمش فی الارض مرحا یعنی زمین پر خوش ہوتا ہوا نہ چل اللہ تعالی نے مختال یعنی اترا کر چلنے والے کی مذمت فرمائی اور رقص نہایت ہی خوشی اور اترانا ہوتا ہے بہلا کیا ہم وہی لوگ نہیں کہ ہم نے نبیذ کو شراب پر قیاس کیا ہی بوجہ اس کے کہ سرور لانے اور نشہ پیدا کرنے میں دونوں متفق ہیں پھر ہمیں کیا ہوگیا کہ لکڑی بجانا اور اس کے ساتھ اشعار گانا طنبورا اور مزمار اور طبل پر قیاس نہ کریں کیونکہ دونوں طرب وسرور لانے میں متحد ہیں اور کیا ڈاڑھی والے آدمی سے کوئی شی جو عقل ووقار کو عیب لگاوے اور حلم وادب کے طریقہ سے نکال دے قبیح تر ہوگی پھر کیا کہا جاوے جبکہ بڈھے الحان اور لکڑیوں کے بجنے پر رقص کریں اور تالیاں بجائیں خاصکر اگر عورتوں اور مردوں کی آوازیں ہوں اور کیا تم پسند کرتے ہو کہ جس شخص کے سامنے موت اور سوال اور حشر اور صراط ہوں

تذهو الی الحاک الذی ان یشسن یا لرقص شمس البهائم ویصفق تصفیق النسوۃ واللہ لقد رأیت مشائخی فی عصری
ما بان لهم سن فی تبسم فضلا مع ضحک ثم ان فی اطیتهم کالشیخ ابی القاسم بن زیدان وعبد الملک بن
بشران وابی طاهر بن العلاف والجنید والدینوری فصل فاذا تمکن الطرب من الصوفیة فی حال رقصهم جذب احدهم فیض
الجلوس لیقوم معه ولا یجوز علی مذهبهم للمجذوب ان یقعد فاذا قام قام الباقون تبعا له فاذا کشف احدهم
راسه کشف الباقون رؤوسهم موافقة له ولا یخفی علی عاقل ان کشف الراس مستقبح وفیه استقاط مروة وترک ادب
وانما یقع فی المناسک تعبدا لله ودلالة فصل فاذا اشتد طربهم رموا ثیابهم علی المغنی فمنهم من یرمی بها صحاحا
ومنهم من یخرقها ثم یرمی بها وقد اتخذ لهم بعض الجهال فقال هؤلاء فی غیبة فلا یلامون فان موسی علیه السلام
لما غلب علیه الغم بعبادة قومه العجل رمی الالواح فکسرها ولم یلم ما صنع والجواب ان نقول من یصح عن موسی انه رماها رمی
کاسر واللہ اذکر فی القرآن القاءها فحسب فمن این لنا انها تکسرت ثم قیل لو تکسرت فمن این لنا انه قصد
کسرها ثم لو صححنا ذلک عنه قلنا کان فی غیبة حتی لو کان بین یدیه حینئذ بحر من نار خاضه

ترجمہ پھر اس کا ٹھکانا بہشت و دوزخ دونمین سے ایک جگہ ہو وہ رقص سے یون اوچھلے جیسے چوپائے اچھلتے ہین اور اس طرح تالیان بجائے جس طرح عورتین بجاتی ہین خدا کی قسم مینے اپنے زمانے مین وہ مشائخ دیکھے ہین جن کا مسکرانے مین بھی کوئی دانت ظاہر نہین ہوا چہ جائیکہ ان کو ہنسی آئے باوجودیکہ مین ہمیشہ اُن کی صحبت مین رہا جیسے شیخ ابوالقاسم بن زیدان اور عبدالملک بن بشران اور ابوطاہر بن علاف اور جنید اور دینوری فصل جبکہ صوفیہ مین بحالت رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہی ان مین سے ایک کشتی بیٹھو ہوئے کو کھینچ لیتا ہے کہ اسکی ساتھ اوٹھکھڑا ہوا اور ان کے مذہب مین یہ بات جائز نہین کہ جسکو کھینچا جائے وہ بیٹھا رہے جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو اسکی پیروی کی وجہ سے باقی لوگ بھی اوٹھ کھڑے ہوتے ہین پھر اگر کوئی ان مین سے اپنا سر کھول لیتا ہے تو باقی بھی اس کی موافقت مین اپنے سرون کو ننگا کر لیتے ہین اور عاقل آدمی پر پوشیدہ نہین کہ سر کھولنا قبیح ہے اور اس مین آدمیت کا دور کرنا اور ترک ادب ہے صرف مناسک حج مین اللہ تعالے کے آگے اظہار عبودیت اور عاجزی کے لئے واقع ہوتا ہے فصل جب انکا سرور زیادہ ہوتا ہے تو کپڑے اوتار کر گانے والے پر پھینکدیتے ہین بعض تو اوسی طرح سالم و درست پھینکدیتے ہین اور بعض انکو پہاڑ ڈالتے ہین پھر پھینکتے ہین اور ان کے لئے بعض جہال نے یہ حجت پکڑی ہے کہ وہ اپنے آپ سے گذر جاتے ہین لہذا ملامت نکرنا چاہئے کیونکہ جب موسی علیہ السلام کو اپنی قوم کی گوسالہ پرستی کا غم ہوا تو توریت کے تختے پھینکدیے اور اُن کو توڑ ڈالا اور کچھ خبر نہ تھی کہ کیا کیا جواب یہ ہے کہ ہم کہتے ہین موسی علیہ السلام کی نسبت اس امر کی تصحیح کس نے کی کہ انہون نے تختے اس طرح پھینکے جیسے کوئی توڑ ڈالنا چاہتا ہے اور قرآن شریف مین جو مذکور ہی تو انکا ڈالدینا ہی بس یہی کافی ہی یہ بات کہان سے نکلی کہ وہ ٹوٹ گئے ہم یہ کیونکر کہدین کہ انہون نے توڑنے کا قصد کیا تہا پھر اگر موسیٰ علیہ السلام کے بارے مین اسکو صحیح بھی مان لین تو ہم کہین گے کہ وہ اسوقت بیخود تھے کہ اگر اس گھڑی ان کے سامنے آگ کا دریا بھی ہوتا تو اس مین داخل ہو جاتے ۔

ومن یصحح لهولاء غیبتهم وهم یعرفون المغنی من غیره ویحذرون من بئر لو کانت عندهم ثم کیف یقاس احوال الانبیاء باحوال
هؤلاء السفهاء ولقد رأیت شابا من الصوفیة یمشی فی الاسواق یصیح والعوام یمشون خلفه وهو یدور ویخرج الی الجمعة
فیصیح صیحات ثم یصلی الجمعة فیسکت عن صلوته ان کانت وقت صلوته غائبا فقد بطل وضوءه وان کان حاضرا و
هو متصنع وکان هذا الرجل جلدا لا یعمل شیئا بل یدار له بزنبیل فی کل یوم فیجمع له ما یاکلون هو واصحابه
فهذه حالة المتاکلین لا المتوکلین ثم لو قدرنا ان القوم یصیحون عن غیبة فان تعرضهم بما یغلظ علی العقول من
سماع ما یطرب منهی عنه کالتعرض بکل ما غالبه الاذی وقد سئل ابن عقیل عن تواجدهم وتخریق ثیابهم فقال
خطأ حرام قد نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اضاعة المال وعن شق الجیوب فقال له قائل فانهم
لا یعقلون ما یفعلون قال ان حضروا هذه الامکنة مع علمهم ان الطرب یغلب علیهم فیزیل عقولهم اثموا بما
یدخل علیهم من التخریق وغیره مما یفسد ولا یسقط عنهم خطاب الشرع لانهم مخاطبون قبل الحضور
یتجنب هذه المواضع التی تفضی الی ذلک کما هم منهیون عن شرب المسکر فاذا سکروا وجب منهم اتلاف الاموال لم
یسقط الخطاب لسکرهم هذا الطرب الذی یسمیه اهل التصوف وجد ان صدقوا فیه فیسکر طبع ازکد بالنفس وامنع الصحو

ترجمہ اس گروہ کی نسبت بیخودی کون صحیح بتاتا ہے حالانکہ یہ لوگ گانے والے کو غیبوں سے تمیز کر لیتے ہیں اور ان کے پاس کنواں ہو
تو اس سے بچتے ہیں پھر انبیاء علیہم السلام کے احوال ان احمقوں پر کیونکر قیاس کئے جا سکتے ہیں صوفیہ میں سے میں نے ایک جوان کو بازار
میں دیکھا کہ شور مچاتا تھا اور عوام لوگ اوسکے پیچھے جاتے تھے وہ غصے میں بڑبڑاتا تھا اور نماز جمعہ کے لئے جاتا تھا کئی نعرے مارتا تھا اور
پھر جمعہ کی نماز پر پڑھتا تھا نماز سے خاموش ہو جاتا تھا اب اگر یہ شخص نماز پڑھنے کیحالت میں غائب و بیخود تھا تو اس کا وضو باطل
ہو گیا اور اگر ہوش تھا تو وہ محض بنا ہوا ہے اور یہ شخص تن و توش والا تھا کوئی کام نہ کرتا تھا ہر روز اس کے واسطے ایک زنبیل گھر
گھر پھیری جاتی تھی تو اسقدر کھانا جمع ہو جاتا تھا کہ وہ اور اسکے ساتھی کھاتے تھے پس یہ حالت کھانے والوں کی ہے توکل کرنیوالوں کی
نہیں پھر اگر ہم مان لیں کہ یہ لوگ بیخودی کیوجہ سے شور کرتے ہیں تو انکا ایسی طرب انگیز چیز کے سننے کو جانا جو عقل پر پردہ ڈالتی ہے ممنوع اور منہی ہے
جیسا کہ ہر اس چیز کے پاس جانا جسمیں آزار غالب ہو ابن عقیل سے ان لوگوں کے وجد کرنے اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں پوچھا گیا جواب دیا
کہ خطا ہے حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے اور گریبان پھاڑنے سے منع فرمایا پوچھنے والے نے ابن عقیل سے پوچھا کہ وہ لوگ بالکل
نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں جواب دیا کہ اگر باوجود اس علم کے طرب اُنپر غالب ہو گا اور ان کی عقل زائل کر دیگا وہ ان مقاموں میں حاضر ہونے کے
تو گنہگار ہوں گے بوجہ اس حالت کے جو اپنے گذرتی ہے کپڑے پھاڑنا وغیرہ جسمیں شی کا فاسد کرنا ہے اور اُن سے خطاب شرعی ساقط نہ ہو گا کیونکہ وہ
اس مجلس میں حاضر ہونیسے پہلے مخاطب ہیں کہ ان مقامات سے باز رہیں جہاں ایسی حالت کو پہنچیں جسطرح انکو نشہ کی چیز پینے سے منع کیا گیا ہے
اب اگر وہ نشہ میں سرشار ہو جاویں اور اس حالت میں انسے مال ضائع کرنا سرزد ہو تو خطاب الٰہی بوجہ اُنکے مست و بیخود ہونیکے ساقط نہ ہو گا یہ طرب اور
سرور جسکو اہل تصوف وجد کہتے ہیں اگر اس میں صادق ہیں تو طبیعت پر نشہ غالب ہو گیا اور اگر کاذب ہیں تو باوجود ہوش میں ہونیکے مال ضائع کرتے ہیں

فلا سلامة فيه مع الحالين وتجنب مواضع الريب واجب واحتج لهم ابن طاهر في تخريقهم الثياب لحديث عائشة
قالت نصبت حجلة لي فيها رقم فمدها النبي صلى الله عليه وسلم فشقها قال المصنف فانظر الى فقه هذا الرجل
المسكين كيف يقيس حال من يمزق ثيابه فيفسدها وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اضاعة المال على
مد ستر ليحيط فانشق لا عن قصد ثم لو قدرنا انه قصد شقه جاز على وجه العقوبات في المنهيات كما امر
بكسر الدنان في الخمر فان ادعى مخرق ثيابه انه غائب قلنا الشيطان غيبك لانك لو كنت مع الحق لحفظك
فان الحق لا يفسد وعن ابي عمران الجوني قال وعظ موسى بن عمران يوما فشق رجل منهم قميصه فاوحى الله عز وجل الى
موسى عليه السلام قل لصاحب القميص لم يشق قميصه بل يشرح لي عن قلبه فصل وتكلم مشايخ الصوفية في الخرق المرمية
فقال محمد بن طاهر الدليل على ان الخرقة اذا طرحت صارت ملكا لمن طرحت بسببه حديث جرير جاء قوم
حفاة الى النمار فحرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصدقة فجاء رجل من الانصار بصرة فتتابع الناس حتى رأيت كومين من
ثياب وطعاما قال والدليل على ان الجماعة اذا قاموا عند تفريق الخرق اسهم لهم حديث ابي موسى قال قدمنا بعد خيبر ثلثمائة فاسهم لنا

ترجمہ بہرحال دونون صورتون مین سلامتی نہین اور شک و شبہ کے مقامات سے بچنا واجب ہے ابن طاہر نے اس قوم کے لیئے
اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ نے فرمایا ہمنے اپنے لئے ایک حجلہ نصب کیا تھا جس مین نقش اور بیل بوٹے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھینچا اور چاک کر دیا مصنفؒ نے کہا اس بیچارے غریب آدمی کے فقہ پر غور کرنا چاہیئے کہ
جو شخص اپنے کپڑے پھاڑتا ہے حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اوس کی حالت
کو اس پر قیاس کرتا ہے کہ گھیرنے کے لئے پردہ کھینچا جائے اور بلا قصد پھٹ جائے
اگر یہی مان لین کہ آپنے اُسکے چاک کر دینے کا قصد کیا تھا تو بروجہ تنبیہ جائز ہی جیسا کہ ممنوعات مین کیا جاتا ہے چنانچہ آپ نے شرابکے
بارے مین اُس کے مٹکے توڑ ڈالنے کا حکم دیا تھا اب اگر کپڑے پھاڑنیوالا آدمی یہ دعوٰی کرے کہ وہ بیخود ہے تو ہم جواب دینگے کہ تجکو
شیطان نے بیخود بنا دیا۔ اگر تو حق کے ساتھ ہوتا تو محفوظ رہتا کیونکہ حق فاسد نہین ہوتا ابو عمران الجونی نے کہا کہ ایک روز
موسےٰ بن عمران علیہ السلام نے وعظ بیان کیا سامعین مین سے ایک شخص نے اپنا کرتا پھاڑ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
موسےٰ کو وحی بھیجی کہ اس کرتے والے سے کہدو کہ کرتا نہ پھاڑے بلکہ میرے لئے اپنا قلب صاف کرے فصل مشائخ صوفیہ
نے پھینکے ہوئے خرقون کے بارے مین کلام کیا ہے محمد بن طاہر نے کہا کہ اس بات کی دلیل کہ خرقہ جب پھینکا جاتا ہے
اس شخص کی ملک ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے پھینکا گیا حضرت جریر کی یہ حدیث ہے کہ کچھ لوگ پوستین پہنے ہوئے آئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو صدقہ کی ترغیب دی ایک انصاری ایک تھیلی لائے انکو دیکھکر اور لوگ بھی پے در پے لانے لگے
حتی کہ مینے دو ڈھیر غلہ اور کپڑون کے دیکھے ابن طاہر نے کہا کہ اس امر کی دلیل کہ جب لوگ خرقون کی تقسیم ہونیکے وقت آئین تو انکا حصہ لگایا
جائیگا حضرت ابو موسیٰ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ خیبر کے بعد تیسرے دن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا حصہ لگایا۔

قال المصنف قلت لقد تلاعب هذا الرجل بالشريعة واستخرج بسوء فهمه ما يظنه يوافق مذهب المتاخرين من الصوفية فانا ما عرفنا هذا في اوائلهم وبيان فساد استخراجه ان هذا الذي خرق الثوب ورمى به ان كان حاضرا فما جاز له تخريقه وان كان غائبا فكذلك يزعمون كان توبه كالشئ الذي يقع من الانسان ولا يدري به ولا يجوز لاحد ان يتملكه وان رماه في حال حضوره لا على احد فلا وجه لتملكه ولو رماه على المغنى لم يملكه لان التمليك لا يكون الا بعقد شرعي الرمي ليس بعقد ثم نقول انه املاك المغنى فما وجه تصرف الباقين فيه ثم اذا تصرفوا فيه خرقوه خرقا وذلك لا يجوز لوجهين احدهما انه تصرف فيما لا يملكونه والثاني انه اضاعة للمال ثم ما وجه سهام من لم يحضر فاما حديث ابي موسى فقال العلماء منهم الخطابي يحتمل ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاه عن رضي ممن شهد الوقعة او من الخمس الذي هو حقه وعلى مذهبهم لقيه يعطي هذا الخرق لمن جاء وهذا مذهب خارج عن اجماع المسلمين وما اشبه وضع هؤلاء بآرائهم الفاسدة الا بما وقع في الجاهلية من احكام البحيرة والسائبة والوصيلة والحامي قال ابن طاهر جمع مشائخنا على ان الخرقة للخرقة وما بقي من الخرق الصحاح للفقراء فالحاصل ان ذلك كله يكون على الجمع بين فعلوفيما رأى المشائخ واحتجوا بقولهم الغنيمة لمن شهد الوقعة وخالفهم شيخنا ابو اسمعيل الانصاري فجعل الخرقة على ضربين

ترجمہ مصنف نے کہا کہ یہ شخص شریعت کے ساتھ کھیل کرتا ہے اور کج فہمی سے جو باتیں متاخرین صوفیہ کے مذہب کے موافق پاتا ہے نکالتا ہے کیونکہ ہمنے متقدمین صوفیہ میں یہ باتیں نہیں دیکھیں اور اس شخص کے استخراج کی قباحت کا بیان یہ ہے کہ وہ شخص جسنے چاک شدہ خرقہ پھینکا ہے اگر اپنے آپ میں تھا تو اسکو اسکا چاک کرنا جائز نہ تھا اور اگر اُن کے خیال کے مطابق خودی سے گذرا ہوا تھا تو اس کا کپڑا اس چیز کی مانند ہوگا جو بیخبری میں انسان سے گر پڑے کسی دوسرے کو جائز نہیں کہ اس کا مالک بنے اور اگر اس شخص نے بحالت ہوش اپنا کپڑا پھینکا مگر کسی آدمی پر نہیں ڈالا تو اس کے مالک بنجانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ بغیر عقد شرعی کے کسیکو مالک نہیں بنا سکتے اور پھینکدینا عقد نہیں ہی پھر ہم مانتے ہیں کہ وہ کپڑا گانے والے کی ملکیت ہی تو اور لوگوں کے اوسمیں تصرف کرنے کی کیا وجہ ہے پھر جب اسمیں تصرف کرتے ہیں تو اس کے کئی ٹکڑے کر دیتے ہیں اور یہ دو وجہوں سے جائز نہیں اول یہ کہ وہ ایسی چیز میں تصرف کرتے ہیں جس کے مالک نہیں اور دوم یہ کہ مال کا ضائع کرنا ہی پھر جو شخص موجود نہیں اس کا حصہ لگانیکی کیا وجہ ہے اگر حضرت ابو موسی کی حدیث کو کہا جائے تو خطابی وغیرہ علمانے کہا ہے کہ یہاں احتمال ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو حاضرین جنگ کی خوشی سے دیا ہو یا اس پانچوین حصہ میں سے عطا کیا ہو جو آپ کا حق تھا اور بنا بر مذہب صوفیہ یہ کپڑے کی ٹکڑی ہر ایک آنیوالے کو ملتے ہیں اور یہ مذہب اجماع مسلمین سے خارج ہے اگر سچ پوچھئے تو یہ لوگ جو کچھ اپنی بیہودہ رایوں سے مقرر کر رہے ہیں کسقدر اس حالت سے ملتی جلتی ہے جو زمانہ جاہلیت کے باریمیں بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کے احکام کی قسم سے بیان کی گئی ہی ابن طاہر نے کہا کہ ہمارے مشائخ نے اجماع کیا ہے کہ چاک شدہ خرقے اور جو کچھ ان کے ساتھ درست خرقے انکے موافق ہوں وہ سب کے مجموعہ کے حکم پر ہیں مشائخ اس میں جسطرح چاہیں تصرف کریں اور انکی حجت حضرت عمر کا یہ قول ہی کہ غنیمت اس کے لئے ہی جو جنگ میں حاضر تھا اس مذہب میں ہمارے شیخ ابو اسمعیل انصاری انکے خلاف ہیں وہ خرقوں کے دو حصے کرتے ہیں

ماکان مجروحا قسم علی الجمع وما کان سلیما دفع الی القوال و احتج بحدیث سلمة من قتل الرجل
قالوا سلمة بن الاکوع قال له سلبه اجمع فالقتل انما وجد من جهة القوال فالسلب له قال المصنف
انظروا اخوانی عصمنا الله وایاکم من تلبیس ابلیس لی تلاعب هؤلاء الجهلة بالشریعة واجماع مشائخهم
الذی لا یساوی بعرة فان مشائخ الفقهاء اجمعوا علی ان الموهوب لمن وهب له سواء کان مخرقا او
سلیما ولا یجوز لغیره التصرف فیه ثم ان سلب القتیل کلما علیه فما بالهم جعلوا ما رمی به ثم ینبغی
ان یکون الامر علی عکس ما قاله الانصاری لان المجروح من الثیاب ما کان بسبب الوجد فینبغی ان یکون
المجروح للمغنی دون الصحیح وکل اقوالهم فی هذا محال وهذیان وحکی ابو عبد الله التکریتی الصوفی عن ابی الفتوح الاسفرائنی وکنت انا
قد رأیته وانا صغیر السن وقد حضر فی جمع کبیر فی رباط وهناک المخاد والدبابیس وداف یحلاجل فقام یرقص حتی وقعت عمامته فبقی مکشوف الرأس
قال لی التکریتی نه رقص وما فی خفه ثم ذکر ان الرقص فی الخف خطأ عند القوال فانفرد وخلعه ثم نزع ممطرا کان علیه فوضعه بین ایدیهم کفارة
لتلک الجنایة فاقتسموه خرقا قال ابن طاهر والدلیل علی ان الذی یطرح الخرقة لا یجوز ان یشتریها من الجمع

ترجمہ جو چاک شدہ ہین سب کو تقسیم کئے جائینگے اور جو سالم و درست ہین قوال کو دیئے جائین اور حضرت سلمہ کی
حدیث سے حجت لی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ فلان شخص کو کس نے قتل کیا۔
لوگون نے عرض کیا۔ کہ سلمہ نے مارا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سلمہ ہی کو اس کا سارا رخت ملے گا پس یہان پر قتل فقط
قوال ہی کی طرف سے پایا گیا ہے لہذا رخت اسی کو ملے گا مصنف نے کہا میرے بھائیو خدا ہمین تمہین تلبیس ابلیس
سے محفوظ رکھے ذرا ان نادانون کے شریعت کے ساتھ کھیل کرنے کو غور کرو اور ان کے مشائخ کا اجماع دیکھو جو اونٹ
کی مینگنی برابر نہین کیونکہ مشائخ فقہا اس پر اجماع کرتے ہین کہ ہبہ کردہ چیز اس شخص کی ہے جسے ہبہ کی گئی خواہ ٹوٹی پھوٹی
ہو یا صحیح و درست ہو۔ اور غیر موہوب لہ کو اس مین تصرف کرنا جائز نہین پھر یہ سمجھو کہ مقتول کا رخت تو وہ سب
ہے جو اس کے جسم پر ہے ان لوگون کو کیا ہو گیا کہ رخت اسی کو کہتے ہین جو پھینکدیا گیا پھر زیبا تو یون ہے کہ انصاری
کے قول کے برعکس عملدرآمد ہو کیونکہ کپڑون مین جو پھٹے ہوئے ہین وہ بسبب وجد کے ہین۔ لہذا یون چاہیئے کہ قوال کو چاک
شدہ ہین اور درست نہ دین غرضکہ اس بارے مین اس فریق کے تمام اقوال بیہودہ اور خرافات ہین ابو عبد اللہ
تکریتی صوفی نے مجھ سے بیان کیا کہ مین نے صغیر سنی مین ابو الفتوح اسفرائنی کو دیکھا ہے وہ ایک مجلس صوفیہ مین جو بہت
بڑی جماعت مین موجود تھے جہان ڈھول باجہ اور دف اور گھنگرو بجتے تھے ابو الفتوح اونکے رقص کرنے لگے یہانتک
کہ انکا عمامہ گر پڑا وہ اسی طرح کھلے سر رہے تکریتی نے کہا کہ ابو الفتوح نے ایکدو زر رقص کیا اور موزہ پہنے ہوے تھے پھر
آپ کا موزہ سمیت رقص کرنا صوفیہ کی نزدیک خطا ہوا تو انہون نے موزہ اتار ڈالا پھر ایک پیراہن جو پہنے ہوے تھے اتارا اور اس گناہ
کے کفارہ مین جماعت کے سامنے رکھدیا لوگون نے اسکو پارہ پارہ کرکے باہم تقسیم کر لیا ابن طاہر نے کہا کہ جو خرقہ بھی لاوے تو خرید سکتا

حدیث عمر لا تعودن فی صدقتک **قال المصنف** انظر الی بعد هذا الرجل عن فهم معنی الحدیث فان الخرقة المطروحة باقیة علی ملک صاحبها فلا تحتاج الی ان یشتریها **فصل** واما تقطیعهم الثیاب المطروحة خرقا وتفریقها **فقل** بیننا انه ان کان صاحب الثوب رماه الی المخنث لم یملکه بنفس الرمی حتی یملکه ایاه فاذا ملکه ایاه فما وجه تصرف الغیر فیه ولقد شهدت بعض فقهائهم یخرق الثیاب ویقسمها ویقول هذه الخرق ینتفع بها ولیس هذا بتفریط فقلت وهل التفریط الا هذا **ورأیت** شیخا اخر منهم یقول خرقت خرقا فی بلدنا فاصاب رجل منها خریقة فعلمها کنفا فباعها بخمسة دنانیر فقلت له ان الشرع لا یجیز هذه الرعونات لمثل هذه النوادر فاعجب من هذین الرجلین ابو حامد المطوسی فانه قال یباح لهم تمزیق الثیاب اذا خرقت قطعا مربعة تصلح لترقیع الثیاب والسجادات فان الثوب یمزق حتی یخاط منه قمیص ولا یکون ذلک تضییعا ولقد عجبت من هذا الرجل کیف استلبه حب مذهب التصوف عن اصول الفقه ومذهب الشافعی فنظر الی انتفاع خاص ثم ما معنی قوله مربعة فان المطاولة

ترجمہ اس کی دلیل حضرت عمرؓ کی یہ حدیث ہے کہ صدقہ کرکے واپس نہ لو مصنفؒ نے کہا کہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ شخص حدیث کے معنی سمجھنے سے کس قدر دور ہے کیونکہ خرقہ تو ہنوز اپنے مالک کی ملک مین باقی ہے اسکو خریدنے کی حاجت نہین **فصل** باقی رہا یہ کہ صوفیہ پھینکے ہوئے کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہین اور باہم بانٹتے ہین تو ہم بیان کر چکے کہ اگرچہ مالک لباس نے اس کو قوال کی طرف پھینکا ہے لیکن فقط پھینکدینے سے اس کو دے نہین دیا کہ وہ اس کا مالک بن بیٹھا پھر جب وہ قوال اس کا مالک بن گیا تو غیر کے تصرف کی اسمین کیا وجہ ہے **بعض** فقہائے صوفیہ کے پاس مین گیا جو خرقہ پھاڑتے تھے اور تقسیم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان خرقون سے نفع اوٹھایا جاتا ہے اور یہ کوئی تفریط نہین ہے کہا کہ اس کے سوا اور تفریط کسے کہتے ہین اسی طرح ایک اور شیخ کو مینے دیکھا جو کہتے تھے کہ مینے اپنے شہر مین خرقے پھاڑ کر تقسیم کئے ایک خرقہ ایک آدمی کو ملا اُسنے اس کا ایک دوسرا لباس بنا کر پانچ دینار مین فروخت کر دیا۔ مین نے اون سے کہا ان نادر باتون کے لئے شریعت یہ رعونتین جائز نہین رکھتی پھر ان دونون شیخون سے زیادہ تعجب ابو حامد طوسی پر ہے۔ وہ کہتے ہین کہ صوفیہ کو کپڑون کا پارہ پارہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ مُربع ٹکڑے پھاڑے جائین۔ جو کہ کپڑون اور جانمازون مین پیوند لگانے کے کام آسکین کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ کپڑا پھاڑ ڈالا جاتا ہے اور اس کا کرتا بنا لیا جاتا ہے۔ اور اس کو تضییع نہین کہتے۔ مین اس شخص پر تعجب کرتا ہون۔ کہ مذہب تصوف کی محبت نے اس کو اصول فقہ اور مذہب شافعی سے کیسا مسلوب الحواس کر دیا۔ کہ خاص انتفاع پر نظر رکھتا ہے۔ پھر اس کے کیا معنی کہ مربع ٹکڑے ہون طول مین

ینتفع بہا ثم لو فرق الثوب یضا فرمی لا ینتفع بہا ولو کسر السیف نصفین لا ینتفع بالنصف غیران الشرع یتلمح الفوائد العامۃ ولیسی ما ینقص عنہا الانتفاع اتلافا ولہذا نہی عن کسر الدراہم الصحیحۃ لانہ یذہب منہ قیمتہ بالاضافۃ الی الکسور فلیس العجب فی تلبیس بلبیس علی الجہال منہم بل علی الفقہاء الذین اختاروا ابداع الصوفیہ علی حکم ابی حنیفۃ والشافعی فصل ولقد غربوا فیما ابتدعوا واقام لہم الاعذار من ذہب الی ہواہم مال ولقد ذکر محمد بن طاہر فی کتابہ فقال باب لسنۃ فی اخذ شئی من المستغفر واحتج بحدیث کعب بن مالک فی توبتہ یخرج ثلث التلث ثم قال باب الدلیل علی ان من وجبت علیہ غرامۃ فلم یؤدہا الزمہ اکثر منہا واستدل بحدیث معاویۃ بن حیدۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی الزکوۃ من منعہا فانا اخذہا وشطر مالہ قال المصنف قلت فانظر الی تلاعب ہؤلاء وجہل ہذا المحتج لہم وتسمیۃ ما یلزمہ بعضہم مما تلزمہ غرامۃ وتسمیۃ ذلک واجبا ولیس لنا غرامۃ ولا وجوب الا بالشرع ومتی اعتقد الانسان ما لیس بواجب واجبا فقد کفر ومن مذہبہم کشف الرأس عند الاستغفار وہذہ بدعۃ تسقط المروۃ وتنافی الوقار ــــــ

ترجمہ پھاڑنے سے بھی نفع اوٹھا سکتے ہین اور تلوار کے اگر توڑ کر برابر برابر دو ٹکڑے کر لئے جائین تو ایک ٹکڑے سے نفع نہین اُٹھا سکتے علاوہ ازین شریعت عام فائدون کو دیکھتی ہے، اور جس چیز کے انتفاع مین نقصان آئے اُسکو تلف کر دینا کہتے ہین اسی لئے ثابت درہم کا توڑنا ممنوع ہے کیونکہ ٹوٹنے کی وجہ سے اس کی قیمت کم ہوجاتی ہے شیطان اگر جہال صوفیہ کو فریب مین لے آئے تو کچھ تعجب نہین تعجب تو ان عالموں پر ہے جنہون نے ابو حنیفہ اور شافعی کے حکم کو چھوڑ کر صوفیہ کی بدعتین اختیار کی ہین فصل ان صوفیہ نے جو بدعتین ایجاد کی ہین ان مین عجیب عجیب باتین نکالین ہین اور جو لوگ ان کی خواہش نفسانی کی جانب مائل ہوئے ہین اونہون نے ان کے لئے عذر ڈہونڈے ہین محمد بن طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندہا ہے جس کا عنوان یہ ہے باب توبہ کرنیوالے سے کچھ تاوان لینے کے بارے مین سنت کیا ہے اور کعب بن مالک کی حدیث سے حجت لی ہے کہ اُن کی توبہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے تہائی مال صدقہ دینا کافی ہی پھر کہا باب اسبات کی دلیل مین کہ جس شخص پر تاوان واجب ہو اور وہ اس کو ادا نہ کرے تو تاوان سے زیادہ اس پر لازم کردین اور معاویہ بن حیدہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے حق مین فرمایا کہ جو شخص زکوۃ کو روکے گا مین اس سے زکوۃ اور اس کا آدھا مال لونگا مصنف نے کہا مین کہتا ہون کہ ان لوگون کے کھیل کرنے کو دیکھو اور اس صوفیہ کے لئے حجت لانے والے کی جہالت پر غور کرو کہ جو چیز اونہون نے ایک شخص پر خود مل کر لازم کردی اس کا نام تاوان رکہا ہے اور اس کو واجب بتاتے ہین حالانکہ ہماری شریعت کسی شے کا تاوان ہونا اور واجب ہونا فقط شریعت کی طرف سے ہے اور جبکہ انسان غیر واجب کو واجب اعتقاد کریگا تو یہ اعتقاد اسکو کافر بنا دیگا صوفیہ کا مذہب ہے کہ استغفار و توبہ کیوقت سر کھولنے لے حالانکہ یہ بدعت اور خلاف مروت ہے

ولولا ورد الشرع بكشفه في الاحرام ما كان يكون له وجه واما حديث كعب بن مالك فانه قال ان من توبتي ان انخلع من مالي
فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يجزيك الثلث الاعلى سبيل الالزام له وانما تبرع بذلك واخذ منه وان الزم الشرع تارك
الزكوة مايزيد عليها عقوبة من الزامهم المزيد غرامة لاجنب عليه فاذا امتنع ضاعفوها وليس ليهم الالزام انما يتفرد
بالزام الشرع وحده وهذا كله جهل وتلاعب بالشريعة فهؤلاء الخوارج عليها حقا ذكر تلبيس ابليس على
كثير من الصوفية في صحبة الاحداث قال المصنف اعلم ان اكثر الصوفية المتصوفة قد
سدوا على انفسهم باب النظر الى النساء الاجانب لبعدهم عن مصاحبتهن وامتناعهم من مخالطتهن واشتغلوا
بالتعبد عن النكاح واتفقت صحبة الاحداث لهم على وجه الارادة وقصد الزهادة فاما لهم ابليس ايهم واعلم ان
المتصوفة في صحبة الاحداث على سبعة اقسام القسم الاول اخبث القوم وهم ناس تشبهوا بالصوفية ويقولون
بالحلول عن ابي نصر عبد الله بن علي السراج قال بلغني ان جماعة من الحلولية زعموا ان الحق اصطفى اجسادا حل فيها
بمعاني الربوبية ومنهم من قال هو حال في المستحسنات وذكر ابو عبد الله بن خفاف ان طائفة من الصوفية قالوا انهم يرون الله في الدنيا واجازوا ان يكون
في صفة الاحداث وليس يأبون كون الباري في الصور الحسنة حتى ربما ستشهدوا في رويتهم الغلام الاسود

ترجمہ اور احرام کی حالت مین سر کھولنے کے لئے اگر شریعت نہ وارد ہوتی تو کوئی اور وجہ نہ تھی باقی رہی یہ حدیث کہ کعب بن مالک
نے کہا میری توبہ یہ ہو کہ اپنے مال مین سے کچھ نکالون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی مال کافی ہے یہ فرمانا کوئی لازم
کر دینے کی راہ سے نہ تہا صرف گناہ سے پاک کرنا تہا اور اُنسے مال لے لیا گیا اور کجا شریعت کا یہ لازم کرنا کہ جو شخص زکوۃ نہ دے تو
سزا کے طور پر اس سے اور زیادہ لیا جاوے اور کہان اس قوم کا یہ تاوان کے طور پر زیادتی کا لازم کرنا پھر اگر وہ نہ دے تو اسکو دوچند کر دیتے
ہین۔ حالانکہ اُن کو لازم ہی کر دینا نچاہیئے۔ لازم کر دینا فقط شریعت کے اختیار ہے۔ اور یہ سب حرکتین نادانی اور شریعت
کے ساتھ کھیلنا ہے درحقیقت یہ لوگ شریعت پر حملہ کرنیوالے ہین (اکثر صوفیہ کو نوجوانون کی صحبت کے بارہ مین
تلبیس ابلیس کا بیان) جاننا چاہیئے کہ اکثر صوفی نے اپنے اوپر نوجوان عورتون کو دیکھنے کا دروازہ بند کر لیا ہے لہذا وہ اونکی صحبت
سے دور رہتے ہین اور اُن کے ساتھ اختلاط کرنے سے باز رہتے ہین اور نکاح کو چھوڑ کر عبادت الٰہی مین مشغول ہو جاتے ہین اور ارادت
کے طور پر اور تعلیم زہد کی غرض سے اونکے ساتھ نوجوانونکی صحبت کا اتفاق ہوتا ہے ابلیس اونکو ان کی طرف مائل کر دیتا ہے اور جاننا چاہیئے
کہ نوجوانون کی صحبت کے بارے مین صوفیہ سات قسم کے ہین اول سب سے زیادہ خبیث ہین یہ وہ لوگ ہین جو صوفیہ کی مانند بنتے ہین اور
حلول کے قائل ہین ابو نصر عبد اللہ بن سراج کہتے ہین مجھے خبر ملی ہے کہ حلولیہ گروہ مین سے ایک جماعت کا یہ خیال ہو کہ اللہ تعالے
نے بہت سے جسمون کو اپنے حلول کرنے کے لیے اختیار فرمایا ہے اور یہ ربوبیت کے معنی ہین بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالی کا حلول خوبصورت
اشیا مین ہے ابو عبد اللہ بن خفاف نے ذکر کیا ہے کہ صوفیہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ اللہ تعالی کو دنیا مین دیکھتے ہین اور اس بات
کو جائز رکھتے ہین اللہ تعالی آدمی کی صفت مین ہو اور اچھی صورتون مین اسکے حلول کرنے سے انکار نہین کرتے حتی کہ بسا اوقات حبشی لڑکے کو دیکھتے ہین اور

والقسم الثانی قوم یتشبهون بالصوفیة فی ملبسهم ویقصدون والقسم الثالث قوم ینظرون الی المستحسن وقد صنف ابو عبد الرحمن السلمی کتابا اسماه سنن الصوفیة فقال فی آخر الکتاب باب جوامع رخص یذکر فیه الرقص والغنا والنظر الی الوجه الحسن وذکر فیه ما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه وانه قال ثلثة تجلوا البصر النظر الی الخضرة والنظر الی الماء والنظر الی الوجه الحسن قال المصنف هذان الحدیثان لا اصل لهما عن رسول الله صلی الله علیه وسلم اما الحدیث الاول فاخبرنا به عبد الاول بن عیسی عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه قال یحیی بن معین ومحمد بن عبد الرحمن لیس بشی قال المصنف قد روی هذا الحدیث من طرق قال العقیلی لا یثبت عن رسول الله صلعم فی هذا شی واما الحدیث الاخر فانبانا ابو منصور بن خیرون عن ابن عبید الریحانی قال سمعت ابا البختری وهب بن وهب یقول کنت علی الرشید وابنه القاسم بین یدیه فکنت ادمن النظر الیه فقال اراک تدمن النظر الی القاسم تریدان تجعا نقطا الیک قلت اعیذک بالله یا امیر المؤمنین ان ترمینی بما لیس فی واما ادمانی النظر الیه فان جعفر الصادق حدثنا عن ابیه عن جده علی بن الحسین عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلث یزدن فی قوة البصر النظر الی الخضرة والی الماء الجاری والی الوجه الحسن

ترجمہ دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو صوفیہ کیسا تھ انکے لباس میں تشبیہ اختیار کرتے ہیں۔ اور ان سے قربت رکھتے ہیں۔ اور تیسری قسم وہ لوگ ہیں۔ جو اچھی چیز کو دیکھنا مباح جانتے ہیں ابو عبد الرحمن السلمی نے ایک کتاب موسوم بسنن الصوفیہ تصنیف کی ہے آخر کتاب میں اس عنوان کا باب باندھا ہے (باب ان چیزوں کے بیان میں جن کے لئے صوفیہ کے نزدیک رخصت ہے) اس باب میں رقص اور غنا اور اچھی صورت کا دیکھنا بیان کیا ہے اور وہ حدیث لکھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ فرمایا تم خیر کو اچھی صورتوں کے پاس طلب کرو اور نیز فرمایا کہ تین چیزیں بینائی کو جلا بخشتی ہیں سبزہ دیکھنا پانی دیکھنا اچھی صورت دیکھنا مصنف نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں ہے پہلی حدیث کی اسناد یوں ہے کہ ہمکو عبد الاول بن عیسے نے نافع سے خبر دی وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کو اچھی صورتوں کے پاس ڈھونڈو یحیی ابن معین کہتے ہیں کہ رواۃ حدیث میں محمد بن عبد الرحمن کوئی چیز نہیں مصنف نے کہا کہ یہ حدیث کئی طریقوں سے روایت کی گئی ہے عقیلی کہتے ہیں کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں اور باقی رہی دوسری حدیث اس کی اسناد یہ ہے کہ ہم سے ابو منصور بن خیرون نے بیان کیا انسے ابن عبید ریحانی نے کہا کہ میں نے ابو البختری وہب بن وہب سے سنا کہتے تھے کہ میں ہارون رشید کے پاس جایا کرتا تھا اور اس کے سامنے اس کا بیٹا قاسم ہوتا تھا میں اسکی طرف ٹکٹکی لگائے رہتا تھا ہارون رشید نے کہا کہ میں تجکو دیکھتا ہوں کہ تو قاسم ہی کی طرف نگاہ رکھتا ہے کیا تیرا یہ ارادہ ہے کہ قاسم تیرا ہی ہو رہے میں نے کہا اے امیر المؤمنین خدا کی پناہ مجکو اس بات کی تہمت نہ لگایئے جو میرے جی میں نہیں اور جو میں قاسم کی طرف نظر جمائے رہتا ہوں تو مجھے امام جعفر صادق نے بیان کیا کہ اُن کے باپ ان کے دادا علی بن حسین سے روایت کرتے تھے اور اُن کے باپ نے ان کے دادا حضرت علی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جنکا دیکھنا بینائی کی قوت زیادہ کرتا ہے سبزہ اور بہتا ہوا پانی اور اچھی صورت ۔

قال المصنف قلت هذا حديث موضوع ولا يختلف العلماء في البختري انه كذاب وضاع ثم قد كان ينبغي لابي عبد الرحمن السلمي اذا ذكر النظر الى المستحسن ان يقيده بالنظر الى وجه الزوجة والمملوكة فاما اطلاقه فخيبة سوء وقال شيخنا محمد بن ناصر الحافظ كان ابن طاهر المقدسي قد صنف كتابا في جواز النظر الى المرد وقال المصنف قلت الفقهاء يقولون من ثارت شهوته عند النظر الى الامرد حرم عليه ان ينظر اليه ومتى ادعى الانسان انه لا يثور شهوته عند النظر الى الامرد المستحسن فهو كاذب وانما بنيا على الاطلاق لئلا يقع الحرج في كثرة المخالطة بالمنع فاذا وقع الاحتراز في النظر دل على ان الاصل مقتضى ثوران الهوى قال سعيد بن المسيب اذا رايتم الرجل يديم النظر الى غلام امرد فاتهموه التسع الربع قوم يقولون نحن لا ننظر نظر شهوة وانما ننظر اعتبارا ولا يضرنا النظر وهذا محال منهم فان الطباع تتساوى فمن ادعى تميزه عن ابناء جنسه في الطبع ادعى المحال وقد كشفنا هذا في اول كلامنا في السماع حدثنا ابو حمزة الصوفي عن عبد الله بن الزبير الحنفي قال كنت جالسا مع ابي نصر الغنوي وكان من المبرزين العابدين فنظر الى غلام جميل فلم تزل عيناه واقفتين عليه حتى دنا منه فقال له سالتك بالسميع وغرة الرفيع وسلطانه المنيع الا وقفت علي اروى من النظر اليك فوقف قليلا ثم ذهب يمضي فقال له سالتك بالحكيم المجيد

ترجمہ مصنفؒ نے کہا مین کہتا ہون کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ابو البختری کے بارے مین علما کا کچھ اختلاف نہین کہ وہ جھوٹا اور حدیث بنانیوالا ہے پھر ابو عبد الرحمن سلمی کو یون چاہیے تہا کہ جب اچھی چیز کا دیکھنا ذکر کیا تہا تو اسکو بی بی اور مملوکہ لونڈی کا چہرہ دیکھنے پر موقوف رکہتا بالکل مطلق رکہنا ظاہر کرتا ہے کہ انکو بدی سے محبت ہے محمد بن ناصر الحافظ ہمارے شیخ نے بیان کیا کہ ابن طاہر مقدسی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس مین امردون کو دیکھنے کا جواز لکھا ہے مصنفؒ نے کہا کہ جس شخص کی شہوت امرد کی طرف دیکھنے مین حرکت مین آئے تو اُس کو دیکھنا حرام ہے اور جب انسان یہ دعوی کرے کہ خوبصورت امرد کے دیکھنے سے اس کی شہوت کو جوش نہین ہوتا تو وہ جھوٹا ہے اور مطلق طور پر اس لئے مباح کر دیا گیا کہ لامحالہ بچون سے خلط ملط بکثرت ضرور ہوتا ہے تو اس مین حرج و مشکل نہ پڑے اور جب دیکھنے مین مبالغہ واقع ہو تو یہ حرکت دلیل ہے کہ خواہش نفسانی کے جوش کا تقاضا ہے سعید بن مسیبؒ نے کہا جب تم کسیکو دیکھو کہ امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکہ رہا ہے تو اسکو تہمت لگا دو۔ چوتہی قسم وہ گروہ ہے جو کہتے ہین کہ ہم شہوت کی نگاہ سے نہین دیکہتے بلکہ عبرت حاصل کرنے کی غرض سے نظر کرتے ہین اور ہم کو اس دیکہنے سے کوئی نقصان نہین پہنچتا حالانکہ ازکایہ قول غلط ہے کیونکہ سب طبیعتین مساوی ہین تم مین سے جو شخص یہ دعوی کرے کہ وہ طبیعت مین اپنے ہمجنسون سے جدا ہے تو ایک امر محال کا دعوے کرتا ہے اس بات کو ہم پہلے سماع کے بیان مین وضاحت کے ساتھ لکھ چکے ہین ابو حمزہ صوفی نے ہمسے بیان کیا کہ عبد اللہ بن زبیر حنفی نے کہا کہ مین ابو نصر غنوی کی پاس بیٹھا تہا اور وہ ایک جفاکش عابد تہے انہون نے ایک حسین لڑکے کو دیکہا ان کی دونون آنکہین اس لڑکے کی طرف گڑ کر رہ گئین یہانتک کہ اس کی قریب ہو گئے اور اس سے کہنے لگے کہ مین تجھے سوال کرتا ہون کہ خدا سمیع اور اسکی عزت رفیع اور سلطان منیع کے واسطے میری طرف کھڑا رہ مین جی بھر کر تجھے دیکھ لون لڑکا تہوڑی دیر کہڑا رہا پھر چلنے لگا تو اس سے کہنے لگے کہ مین تجھ سے سوال کرتا ہون کہ اوس حکیم و مجید

الکریم المبدئ المعید الا وقفت فوقف سائلۃ فاقبل یصعد النظر فیہ ویصوبہ ثم ذھب لیمضی فقال سائلتک بالواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد الا وقفت فوقف سائلۃ فنظر الیہ طویلا ثم ذھب لیمضی فقال سائلتک باللطیف الخبیر السمیع البصیر ومن لیس لہ نظیر الا وقفت فوقف فاقبل ینظر الیہ ثم طرق رأسہ الی الارض ومضی الغلام فرفع راسہ بعد طویل وھو یبکی **وقال** لقد ذکرنی ھذا بنظری الیہ وجھا جل عن التشبیہ وتقدس عن التمثیل وتعاظم عن التحدید واللہ لاجھدن نفسی فی بلوغ رضاہ بمجاھدۃ جمیع اعدائہ ومواساتی لاولیاءہ حتی اصیر الی ما اردتہ من نظری الی وجھہ الکریم وبھائہ العظیم **ولودت** انہ قد ارانی وجھہ وحبسنی فی النار مادامت السمٰوٰت والارض ثم غشی علیہ **وحدثنا** محمد بن عبد اللہ الفراری قال سمعت خیر النساج یقول کنت مع محارب بن حسان الصوفی فی مسجد الخیف وھو محرم فجلس الینا غلام جمیل من اھل المغرب فرأیت محاربا ینظر الیہ نظرا انکرتہ فقلت لہ بعد ان قام انک محرم فی شھر حرام فی بلد حرام فی مشعر حرام وقد اتیتک تنظر الی ھذا الغلام نظرا لاینظرہ الا المفتونون فقال الی تقول ھذا یا شھوانی القلب والطرف الم تعلم انہ قد منعنی من الوقوع فی شرک ابلیس ثلث فقلت وما ھن قال ستر الایمان وعفۃ الاسلام واعظمھا عندی الحیاء من اللہ ان یطلع علیّ وانا حائم

ترجمہ اور کریم ومبدی ومعید کے واسطے کھڑا رہ۔ وہ لڑکا گھڑی پھر کھڑا رہا، وہ اسکو سر سے پاؤن تک دیکھنے لگے پھر وہ چلنے لگا تو اس سے کہنے لگے کہ مین تجھ سے سوال کرتا ہون اس واحد احد اور جبار اور صمد کے واسطے جو لم یلد ولم یولد ہے کھڑا رہ۔ لڑکا کچھ دیر کھڑا رہا۔ انہون نے خوب دیکھا پھر چلنے لگا تو بولے مین تجھسے سوال کرتا ہون کہ اس لطیف وخبیر اور سمیع وبصیر اور خدائے بے شبہ ونظیر کے واسطے ذرا کھڑا رہ لڑکا کھڑا ہوگیا وہ اس کی طرف دیکھتے رہے پھر اپنا سر زمین کی طرف جھکایا اور وہ لڑکا چلا گیا بہت دیر کے بعد سر اوپر اوٹھایا تو رو رہے تھے اور کہتے تھے کہ اس لڑکے کے چہرے کی طرف دیکھنے سے مجکو وہ ذات یاد آگئی جو تشبیہ سے عالی اور تمثیل سے پاک اور محدود ہونے سے مبرا ہے خدا کی قسم مین اس کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان کو اس کے دشمنون سے جہاد کی مشقت مین ڈالونگا اور اس کے دوستون سے محبت رکھونگا یہانتک کہ میری مراد حاصل ہو یعنی اس کی اچھی صورت اور پاکیزہ طلعت دیکھنے پاؤن (یعنی قیامت مین) اور مجھے تمنا ہے کہ کاش وہ مجھے اپنا دیدار دیکھنے دے اور تا قیام زمین وآسمان مجھکو آگ مین قید رکھے یہ کہہ کر غش کھا کر گر پڑے **محمد بن عبد اللہ** فراری نے ہم سے بیان کیا۔ کہ مینے خیر نساج سے سنا کہتے تھے کہ مین مسجد خیف مین احرام باندھے ہوئے مخارق بن حسان صوفی کے ساتھ تھا کہ اہل مغرب مین سے ایک خوبصورت لڑکا ہمارے پاس آبیٹھا تو مینے مخارق کو دیکھا کہ اس لڑکے کی طرف اس طور سے نظر کرتے تھے جسکو دیکھے کہ وہ جانا جب وہ لڑکا چلا گیا تو مینے اُن سے کہا کہ تم حالت احرام مین ہو اور یہ مہینہ حرمت کا ہے اور یہ شہر مبارک حرمت والا ہے اور مشعر حرام مین موجود ہو اس حال مین مینے تم کو دیکھا کہ اس لڑکے کو ایسی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ مفتونون کے سوا اسطرح کوئی نہین دیکھتا مخارق نے جواب دیا کہ اے پُر شہوت دل اور آنکھ والے کیا تو مجھسے یون کہتا ہی کیا تو نہین جانتا کہ مجھ کو دام ابلیس مین پھنسنے سے تین چیزین روکتی ہین مینے پوچھا وہ کیا چیزین ہین کہا ایمان کا پردہ اور اسلام کی عفت اور سب سے بڑی چیز اللہ تعالیٰ سے شرمانا ہی کہ وہ اس امر پر مطلع نہ ہو کہ مین اس بُری بات کی طرف راغب ہون

علی منکرہا فی عنفہ ثم صعقوحتی اجتمع الناس علینا قال المصنف انظروا الی جہل الاحمق الاول ورمزہ الی التشبیہ وان تلفظ بالتنزیہ والی حماقۃ ہذا الثانی الذی ظن ان المعصیۃ ہی الفاحشۃ فقط وما علم ان نفس النظر بشہوۃ حرام ومحا عن نفسہ اثر الطبع بدعواہ التی تلذ بہا شہوۃ للنظر وقد حدثنی بعض العلماء ان صبیا امرد حکی لہ قال قال لی فلان الصوفی وہو یحبنی یا بنی للہ الیک اقبال والتفات حیث جعل حاجتہ الیک وحکی ان جماعۃ من الصوفیۃ دخلوا علی احمد الغزالی وعندہ امرد وہو خال بہ وبینہما ستر وہو ینظر الی ذتارۃ والی الامرد تارۃ فلما جلسوا قال بعضہم لعلنا کدرنا فقال ای واللہ فصالح الجماعۃ علی سبیل التواجد وحکی لی ابو الحسین بن یوسف انہ کتب الیہ فی رقعۃ انک تحب غلامک الترکی فقرأ الرقعۃ ثم استدعی الغلام فصعد بہ الی المنبر فقبل عینیہ وقال ہذا جواب الرقعۃ قال المصنف قلت لا اعجب من فعل ہذا الرجل والقائہ جلباب الحیاء عن وجہہ وانما اعجب من البہائم الحاضرین کیف سکتوا عن الانکار علیہ ولکن الشریعۃ بردت فی قلوب کثیر من الناس وانبانا ابو الطیب الطبری قال بلغنی عن ہذہ الطائفۃ التی تسمع السماع انہا تضیف الیہ النظر الی وجہ الامرد

ترجمہ جس سے اوسنے محکو منع فرمادیا یہ کہکر پہاڑ کھاکر گر پڑے۔ یہانتک کہ لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے مصنفؒ نے کہا مین کہتا ہون کہ مذکور القبیل احمق کی جہالت کو دیکھنا چاہئے اور اسکی تشبیہ کی رمز پر غور کرنا چاہئے اگرچہ تنزیہ کا قائل ہے اور اس دوسرے کی حماقت پر نظر کرنا چاہئے کہ فقط فعل فاحش ہی کو گناہ خیال کرتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ صرف شہوت سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔ اور اپنی ذات سے طبیعت کا اثر اس دعوی سے زائل کردیا جس سے اسکی نظر شہوت کو لذت حاصل ہوتی تہی بعض علمانے مجھ سے کہا کہ ایک صاحب دل لڑکے نے مجھ سے بیان کیا کہ فلان صوفی جو مجھ سے محبت رکہتا تہا کہنے لگا اے بیٹا تجہپر اللہ تعالی کی خاص عنایت و توجہ ہے کہ مجکو تیرا حاجتمند بنایا نقل کرتے ہین کہ صوفیہ کی ایک جماعت احمد غزالی کے پاس گئی توان کے پاس ایک امرد لڑکا دیکھا وہ اُس کے ساتھ خلوت مین بیٹھے تھے اور دونون کے بیچ مین ایک گلاب کا پھول تھا۔ احمد کبھی گلاب کو دیکھتے تھے اور کبھی لڑکے کو جب وہ صوفیہ آکر بیٹھے توان مین سے کسی نے کہا کہ غالبا ہم لوگون نے آکر آپ کو مکدر کیا جواب دیا کہ ہان ہان بیشک خدا کی قسم پھر سب نے ملکر وجد و حال کے طور پر نعرہ مارا ابو الحسین بن یوسف نے مجھ سے بیان کیا کہ اونہون نے احمد غزالی کو ایک رقعہ مین لکھا کہ تم اپنے ترکی غلام کو چاہتے ہو۔ اونہون نے رقعہ پڑہا۔ اور غلام کو بلایا۔ اور ساتھ لیکر منبر پر چڑہے اور اسکی دونون آنکہون کا بوسہ لیکر کہا کہ اس رقعہ کا جواب یہ ہے مصنفؒ نے کہا کہ اس شخص کی یہ حرکت اور اپنے چہرہ سے پردہ شرم و حیا اوٹھا دینا تو کوئی تعجب کی بات نہین تعجب تو ان گدھون پر ہے جو وہان حاضر تہے کہ انکار و اعتراض کرنے سے کیونکر خاموش رہے لیکن افسوس کہ شریعت کی گرمی اکثر لوگون کے دلون مین سرد ہوگئی ابو الطیب طبری نے ہم سے بیان کیا کہ اس قوم کی نسبت جو راگ سنتی ہے مجکو خبر ملی ہے کہ یہ لوگ سماع کے ساتھ امرد کی طرف نظر کرنے کو بھی حلال جانتے ہین۔

وربما زینته بالحلی والمصبغات من الثیاب والحواشی وتزعم انہا ایمان والنظر الیہم اعتبار واستدلال بالصنعۃ علی الصانع وھذہ النہایۃ فی متابعۃ الھوی ومخادعۃ العقل ومخالفۃ العلم قال اللہ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون وقال افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت وقال اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض فعدلوا عما امرھم اللہ بہ من الاعتبار الی ما نھاھم عنہ وانما یفعل ھذہ الطائفۃ ما ذکرناہ تعمل الاولیاء الطبیۃ والمآکل الشھیۃ فاذا اشتفت منہا نفوسھم طالبتہم بما یتبعہا من السماع والرقص والاستماع بالنظر الی الوجہ المرد ولو انہم تقللوا من الطعام لم یجیبوا الی سماع ونظر قال ابو الطیب وقد اخبر بعضہم فی شعرہ عن احوال المستمعین للغنا وما یجدونہ فی حال السماع فقال اذکرونا وقد اجتمعنا ۔ علی طیب السماع الی الصباح ۔ ودارت بیننا کاس الاغانی ۔ فاسکرت النفوس بغیر راح ۔ فلم ترفیہم الا انشراحا ۔ سرورا والسرور ھناک صاح ۔ اذا بقی اخو اللذات فیہ ۔ منادی الوجہ ھل من ملاح ۔ ولم نملک سوی الہیما شیئا ۔ ارقناھا لاحظ ملاح ۔ قال فاذا کان السماع تاثیرہ وقلوبھم

ترجمہ اور بسا اوقات امرد کو زیورات اور رنگین کپڑوں اور زرین لباس سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ حرکت عین ایمان ہے اور امرد کو دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور صنعت سے صانع پر استدلال لاتا ہے حالانکہ ان باتوں میں نہایت ہی خواہش نفسانی کا بندہ ہونا اور عقل کو فریب دینا اور علم کے خلاف کرنا ہے قال اللہ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتیں خود تمہاری ذاتوں میں موجود ہیں کیا تمہیں نظر نہیں آتا اور فرمایا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت کیا اونٹ کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کس طور پر پیدا کیا گیا ہے اور فرمایا اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض کیا زمین و آسمان کی کائنات پر غور نہیں کرتے جس چیز سے عبرت حاصل کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اُس کو چھوڑ کر یہ لوگ اس میں پڑ گئے جس سے منع فرمایا اور اصل یہ ہے کہ یہ گروہ فقط عمدہ عمدہ غذائیں اور لذیذ کھانے کھا کھا کر مذکورہ حرکتیں کرتے ہیں جب غذاؤں سے ان کے جی خوب بھر جاتے ہیں تو نیلج اور راگ اور خوبصورت امردوں کو دیکھنا اس قسم کی خواہشوں میں پڑ جاتے ہیں اور اگر کہیں کھانا کم کھائیں تو سماع اور نظر کے پاس نہ جائیں ابو الطیب نے کہا کہ راگ سننے والوں کا حال اور جو کچھ سماع کی حالت میں اُن پر کیفیت گذرتی ہے کسی صوفی نے چند اشعار میں صاف کھول دیا ہے ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے جس حال میں کہ ہم صبح تک دل پسند راگ سننے کو جمع ہوئے ہیں تو کیا اب بھی اپنے وقت کو یاد کریں ۔ ہم میں راگوں کے پیالوں کا دور چل رہا ہے جن سے ہماری جانیں بغیر شراب کے نشہ میں سرشار ہو گئیں ۔ محفل میں جو ہے سرور کی مارے نشہ میں ہے اور اس مجلس میں فقط سرور ہی سوشیار ہے اس محفل میں جب لہو لعب کا منادی پکارتا ہے کہ کہیں معشوقوں کی طرف چلو تو لذت و لطف اوٹھانیوالا جواب دیتا ہے کہ حاضر ہوا ۔ اور ہمارے پاس دل خوشنودہ کے سوا کچھ نہیں جسکو اچھی آنکھوں پر نہاد ہیں ابو الطیب کہتے ہیں جبکہ سماع کی تاثیر دلوں میں ایسی

ماذکرہ ھذا القائل فکیف یجدی السماع نفعا ویفید فائدۃ وقال ابن عقیل قول من قال لا اخاف من رؤیۃ الصور المستحسنۃ لیس بشئ فان الشریعۃ جاءت عامۃ الخطاب لا تعین الا تخاص وایات القران تنکر ھذہ الدعاوی قال اللہ تعالی قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم وقال افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت فلم یحل بالنظر الا علی صور لا میل للنفس الیھا ولا حظ للھوی فیھا بل عبرۃ لایماز جھا شھوۃ ولا یعتریھا لذۃ فاما صور الشھوات فانھا تعبر عن العبرۃ بالشھوۃ وکل صورۃ معرۃ لا ینبغی ان ینظر لانھا قد تکون سببا للفتنۃ ولذلک ما بعث سبحانہ امرأۃ بالرسالۃ ولا جعلھا قاضیا ولا امام ولا مؤذنا کل ذلک لانھا محل فتنۃ وشھوۃ وربما قطعت عن ما قصدتہ الشریعۃ بالنظر فکل من قال انا اخذ من الصور المستحسنۃ عبرۃ اکذبناہ وکل من میز نفسہ بطبیعۃ تخرجہ عن طباعنا بالدعوی کذبناہ فانما خدع الشیطان المدعین القسم الخامس قوم صحبوا المردان ومنعوا انفسھم من الفواحش یعتقدون ذلک مجاھدۃ وما علموا ان نفس صحبتھم والنظر الیھم بشھوۃ معصیۃ وھذہ من خلال الصوفیۃ المذمومۃ وقد کان قدماؤھم علی ھذا اخبرنا احمد بن علی بن ثابت قال انشد ابو الوفاء علی

ترجمہ جو اس شاعر نے بیان کی تو پھر سماع کیونکر کوئی نفع پہونچا سکتا ہے اور کوئی فائدہ بخش سکتا ہے ابن عقیل نے کہا۔ جو شخص یون کہتا ہی کہ مجھ کو اچھی صورتون کے دیکھنے سے کچھ خوف نہین تو اُس کا یہ قول کوئی چیز نہین ہے کیونکہ شریعت کا خطاب ہر ایک کے لیئے عام طور پر ہے کسی کو ممتاز نہین کیا۔ اور قرآن شریف کی آیتین ایسے دعوؤن کا انکار کرتی ہین اللہ نے فرمایا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم یعنی اے رسول ان اہل ایمان سے کہدیجئے کہ اپنی آنکھین نیچی رکھا کرین اور فرمایا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت الخ یعنی کیا اونٹ کو نہین دیکھتے کہ کس صورت پر مخلوق ہوا۔ اور آسمان کی طرف نگاہ نہین اُٹھاتے کہ کس طرح بلند کیا گیا۔ اور پہاڑون پر نظر نہین کرتے کہ کیونکر نصب کیئے گئے پس انہین صورتون کا دیکھنا جائز ہوا جن کی طرف نفس کو کچھ رغبت نہین اور جن مین خواہش نفسانی کا کچھ حصہ نہین بلکہ یہ وہ عبرت ہے جس مین ذرا بھی شہوت کی آمیزش اور لذت کا ملاؤ نہین لیکن شہوت انگیز صورتون کی تو یہی تعبیر کی جائیگی کہ شہوت کے ساتھ عبرت حاصل کی جاتی ہے اور ہر ایک صورت باعث گناہ ہے اس قابل نہین کہ اُسپر نگاہ ڈالی جائے کیونکہ اکثر فتنہ کا سبب ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالی نے کسی عورت کو پیغمبر بنا کر مبعوث نہین فرمایا اور نہ اُسکو قاضی یا امام یا مؤذن بنایا یہ سب کچھ اسی واسطے ہے کہ عورت آفت اور شہوت کی محل ہے۔ اور اکثر اوقات عورت کو دیکھنے سے شریعت کا مقصود منقطع ہو جاتا ہے اب جو شخص یون کہے کہ مین اچھی صورتون سے عبرت لیتا ہون تو ہم اسکو جھوٹا بتائینگے اور جو کوئی اپنے آپ کو طبیعت مین ہماری طبیعتون سے ممتاز سمجھے ہم اس کے دعوی کو باطل کرینگے یہ باتین صرف شیطان کا مکر و فریب ہے کہ دعوی کرنیوالونکو دھوکا دیکر پانچوین قسم کے صوفیہ وہ ہین جو لمردون سے صحبت رکھتے ہین اور اپنے نفس کو فواحش سے روکتے ہین اور اسکو مجاہدہ و نفس کشی اعتقاد کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ فقط امردون سے صحبت رکھنا اور انکی طرف شہوت سے دیکھنا ہی گناہ ہی اور یہ امور بُری صوفیونکی خصلتین ہین اور ان کے قدما بھی اسی مذہب کے تھے احمد بن علی بن ثابت نے ہمکو خبر دی ابو علی رودباری

أتنزه في رياض المحاسن مقبلة وامنع نفسي ان تنال محرما واحمل من ثقل الهوى ما لو انه ... على الجبل الصلد الاصم تهدما قال
المصنف وسيأتي حديث يوسف بن الحسين وقوله وعاهدت ربي ان لا اصحب احدا ثمانية ... ففسخها على قوام القدر وغير العيش
وعن ابي المختار الضبي قال حدثني ابي قال قلت لابي الكميت الاندلسي وكان جوالا في ارض الله حدثني باعجب ما رايت من الصوفية
قال صحبت رجلا منهم يقال له مهرجان وكان مجوسيا فاسلم وتصوف فرايت معه غلاما جميلا لا يفارقه وكان اذا جاء
الليل قام فصلى ثم ينام الى جانبه ثم يقوم فزعا فيصلي ما قدر ثم يعود فينام الى جانبه ايضا حتى يفعل ذلك
مرارا في الليلة فاذا اقبل اسفر الصبح او كاد يسفر اوتر ثم رفع يديه فقال اللهم انك تعلم ان الليل قد مضى علي سليما
لم اقترف فيه فاحشة ولا اكتسبت على الحفظ فيه معصية وان الذي اضمره بقلبي لو حملت الجبال بعضه عنه او كان بالارض لتدكدكت
يقول يا ليل اشهد بما كان مني فيك ... فقد منعني خوف الله عز وجل عن طيب الحرام وتعرض للآثام ثم يقول
سيدي انت تجمع بيننا على تقى ولا تفرق بيننا يوم تجمع فيه الاسباب فما اقمت معه مدة طويلة الا رايته يفعل ذلك
في كل ليلة واسمع هذا القول منه فلما هممت بالانصراف من عنده قلت له اسمعتك تقول اذا انقضى الليل عنك

ترجمہ مین اپنی آنکھون کو حسن و خوبی کے باغ مین سیر کراتا ہون اور اپنے نفس کو حرام کے مرتکب ہونے سے باز رکھتا ہون
اور مین عشق و محبت کا اتنا بوجھ اٹھائے ہوے ہون کہ اگر سخت اور مضبوط پہاڑ اٹھائے تو منہدم ہو جائے۔ مصنف نے کہا۔ کہ
عنقریب یوسف بن الحسین کی حدیث اور ان کے اس قول کا بیان آئیگا کہ مین نے اپنے خدا سے سو بار معاہدہ کیا کہ کسی نوجوان حسین
کے پاس نہ بیٹھون گا پھر سہی قد اور غمزہ بھری آنکھین دیکھکر وہ عہد توڑ ڈالا ابو المختار الضبی کہتے ہین کہ مینے ابو الکمیت
صوفی سے کہا اور وہ بڑے سیاح آدمی تھے۔ کہ صوفیون کی اپنی دیکھی ہوئی کوئی عجیب بات بیان
کیجیے کہنے لگے کہ صوفیہ مین سے ایک شخص کی مینے صحبت اوٹھائی جسکا نام مہرجان تھا وہ پہلے مجوسی تھا پھر مسلمان ہو گیا۔
اور صوفی بن گیا مینے اسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا دیکھا کہ اسکو اپنے سے جدا نہ کرتا تھا اور جب رات ہوتی تھی تو تہجد ادا کرنا
پھر اسکے پہلو مین لیٹتا تھا۔ پھر گھبراکر اوٹھ کھڑا ہوتا تھا پھر جسقدر ہو سکتا تھا۔ نماز پڑھتا تھا پھر لوٹ کر اس کی پہلو مین
لیٹتا تھا حتی کہ یہ حرکت رات مین بارہا کرتا تھا پھر جب صبح روشن ہو جاتی یا قریب صبح ہونیکے ہوتا تو وتر پڑھتا تھا پھر آسمان کی
طرف دونون ہاتھ اوٹھا کر کہتا تھا کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ آج کی رات مجھپر جسقدر سے گذری اس رات مین مینے کوئی فعل
بد کی خواہش نہین کی اور کراماً کاتبین نے میرے نامۂ اعمال مین کوئی گناہ نہین لکھا حالانکہ اس لڑکے کی محبت جو میرے دل
پوست بیٹھ گئی اگر اسکو پہاڑ بھی اٹھائین تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین اور اگر زمین پر ڈالے تو شق ہو جائے پھر کہتا تھا کہ اے خدا تجھیں جو کچھ مجھسے ہوا
اسکی گو وہ رہنا مجھکو اوسکی خوف نے حرام کی خواہش اور گناہ کے تعرض سے باز رکھا پھر کہتا تھا کہ اے خدا اے میرے مالک تو مجھکو پرہیزگاری پر ثابت
رکھنا اور جس روز سب حساب کتاب ہونگے مجھکو جدا نہ کرنا راوی نے کہا کہ مینے اس صوفی کے پاس عرصہ دراز تک قیام کیا ہر رات اسکا یہی کام
تھا اور مین اسکی یہی باتین سنتا تھا پھر جب مینے اس کے پاس سے واپس آنے کا ارادہ کیا تو اس سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب رات گذر جاتی ہے

کذا وکذا فقال اوتسمعنی قلت نعم قال فوالله یا اخی انی لاداری من قلبی ما لو داراہ سلطان من رعیته لکان من الله حقیقا بالمغفرة فقلت وما الذی یدعوك الی صحبة من تخاف علی نفسك العنت من قبله وقال ابو محمد بن جعفر بن عبد الله الصوفی قال ابو حمزة الصوفی رأیت ببیت المقدس فتی من الصوفیة یصحب غلاما امردا طویلة فمات الفتی وطال حزن الغلام علیه حتی صار جلدا وعظما من الضنی والکمد فقلت له یوما لقد طال حزنك علی صدیقك حتی اظن انك لا تسلو بعده ابدا فقال کیف اسلو عن رجل اجل الله تعالی ان یعصیه معی طرفة عین وصاننی عن نجاسة الفسق فی طول صحبتی له وخلوتی معه فی اللیل والنهار قال المصنف هؤلاء قوم راهم ابلیس لا یجد بدا من معالجة الفواحش فحسن لهم هذا الباب تفاخموا لذة النظر والصحبة والمحادثة وعزموا علی مقاومة النفس فی صدها عن الفاحشة فان صدقوا وتم لهم ذلك فقد اشتغل القلب الذی ینبغی ان یکون شغله بالله تعالی بغیره وصرف الزمان الذی ینبغی ان یخلو فیه القلب بما ینفع فی الاخرة بمعاهدة الطبع فی کف الفاحشة وهذا کله جهل وخروج عن آداب الشرع فان الله تعالی امر بغض البصر لانه طریق الی القلب لیسلم القلب للمن شائب یخاف منه

ترجمہ تو مین تمکو اسطرح باتین کرتا ہوا سنتا ہون کہنے لگا کہ کیا تم سنا کرتے ہو مینے کہا ہان جواب دیا کہ اے بھائی خدا کی قسم میری دل مین اس لڑکے کی اتنی محبت ہی کہ اگر اُسقدر محبت بادشاہ کو اپنی رعایا سے ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے آمرزش کا حقدار ہو جاوے مینے کہا کہ پھر یہ تو بتاؤ کہ جس شخص کی طرف سے تمکو اپنے نفس پر فسق و فجور مین مبتلا ہونیکا خوف ہے تو اسکے ساتھ صحبت ہی رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ابو محمد بن جعفر بن عبد اللہ صوفی کہتے ہین کہ ابو حمزہ صوفی نے بیان کیا کہ مینے بیت المقدس مین ایک جوان صوفی کو دیکھا کہ ایک مدت دراز تک ایک لڑکے سے صحبت رکھتا رہا پھر وہ صوفی مر گیا اس لڑکے کو اسکے مرنیکا نہایت غم ہوا یہانتک اُسکے رنج مین لاغر ہو گیا کہ اسکی جسم پر فقط کھال اور ہڈی رہگئی ایک روز مینے اس سے کہا کہ تم کو اپنے دوست کا بڑا صدمہ ہوا حتی کہ مین خیال کرتا ہون کہ تمکو اسکے بعد کبھی قرار نہوگا جواب دیا کہ ایسے شخص کے بعد مجکو کیا قرار آوے جسکے لئے اللہ نے مقرر کر دیا تھا کہ آخرت مین میری ساتھ ملوث ہو جاوے اور پھر باوجود اسقدر طول صحبت اور کثرت خلوت شب و روز کے مجکو فسق و فجور کی نجاست سے محفوظ رکھا مصنف نے کہا کہ اس قوم کو جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ساتھ فواحش کی طرف نہین جھکتے تو ان کی نظرون مین فواحش کے شروعات کو آرایش دی لہذا اونہون نے نظر کرنے اور صحبت رکھنے اور ہمکلام ہونے سے لذت اُٹھانا شروع کیا اور فاحشہ سے بچنے مین نفس کی مخالفت کا عزم کیا اب اگر وہ صادق اور پورے ہین تو اتنا ضرور ہے کہ وہ دل جس کو بالکل خدا سے لگانا چاہیئے غیر خدا کے ساتھ مشغول ہو گیا۔ اور وہ وقت جس مین طبیعت کی جفاکشی اور ریاضت سے دل کو ان باتونکی طرف متوجہ ہونا چاہیئے جو آخرت مین فائدہ بخشین فقط فاحشہ سے باز رہنے مین صرف ہوا اور یہ سب نادانی اور آداب شریعت سے باہر آنا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے انکھین نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے دل بلا خوف و خطرہ اللہ تعالی کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے ۔

وما مثل هؤلاء الا كمثل من اقبل الى سباع وغيضة متشاغلة عنه لاتراه فانا رها عليه وحاربها و
قاواها فيا بعد سلامته من جراحه ان لم يهلك فصل وفي هؤلاء من قويت مجاهدته مدة ثم
ضعفت فدعته نفسه الى الفاحشة فامتنع حينئذ من صحبة المرد وعن ابي حمزة قال قلت لمحمد بن العلاء الدمشقي لم
هجرت ذلك الفتى الذي كنت اراه معك بعد ان كنت له مواصلا واليه مائلا قال والله لقد
فارقته عن غير قلى ولا ملل قلت ولم فعلت ذلك قال رايت قلبي يدعوني الى امر اذا خلوت به
وقرب مني لو اتيته سقطت من عين الله تعالى فهجرته لذلك تنزيها لله تعالى ولنفسي من مصارع
الفتن فصل وفيهم من تاب واطال البكاء على اطلاق نظره اخبرنا عبيد الله قال سمعت اخي ابا
عبد الله محمد بن محمد يقول سمعت خيرا النساج يقول كنت مع امية بن الصلت
الصوفي فنظر الى غلام فقرأ وهو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير ثم قال وابن الفرار من سجن الله
قد حصنه بملائكة غلاظ شداد تبارك الله ما اعظم ما امتحنني من نظري الى هذا الغلام

ترجمہ اور ان لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص درندون مین گذرا جو غافل اور اس سے بیخبر تھے اور اسکو نہ دیکھتے تھے
اسنے ان کو شکار کرلیا اور انسے مقابلہ کرنے لگا اس صورت مین اگر وہ شخص ہلاک نہوگا تو مجروح ہونے سے تو ہرگز نہین بچ سکتا فصل
صوفیہ مین اکثر ایسے بھی ہین جن کا مجاہدہ ایک مدت تک قوی رہا پھر کمزور ہوگیا اور ان کے نفس نے بدی کی خواہش کی تو اس وقت
امردون کی صحبت ترک کردی ابو حمزہ کہتے ہین کہ مین نے محمد بن علاء دمشقی سے پوچھا جو صوفیہ کے سرگروہ تھے اور مین نے ایک
مدت تک ان کو ایک خوبصورت لڑکے کے ساتھ چلتا پھرتا دیکھا تھا پھر اونھون نے اس سے علیحدگی اختیار کرلی تھی مینے کہا کہ
آپ نے اس نوجوان کو کیون چھوڑ دیا جس کو کہ آپ کے ہمراہ دیکھا کرتا تھا اور آپ اس سے بہت ملے جلے رہتے تھے اور
اس کے بڑے مائل تھے جواب دیا کہ خدا کی قسم مینے اس کو دشمنی اور ملال خاطر سے نہین چھوڑا مینے کہا کہ آخر آپنے ایسا
کیون کیا کہنے لگے کہ جب مین اس کے ساتھ تنہائی مین ہوتا تھا اور وہ میرے پاس بیٹھتا تھا تو مینے اپنے دل کو دیکھا کہ
مجکو ایسے امر کی ترغیب دیتا تھا کہ اگر اس کا مرتکب ہوجاتا تو اللہ تعالیٰ کی نظرون سے گر جاتا اس لیئے مین نے اسکو چھوڑ دیا
تاکہ اللہ تعالیٰ عتاب نفرمائے اور میرا نفس فتنون کے مقامات سے سلامت رہے فصل اکثر صوفیہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو تائب ہوگئے اور نظر
اوٹھا کر دیکھنے پر بہت دیر تک روتے رہے عبید اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ مینے اپنے بھائی ابو عبد اللہ محمد بن محمد سے سنا کہتے تھے کہ مجھ
خیر النساج نے ذکر کیا کہ مین امیہ بن صلت صوفی کے ہمراہ تھا اتفاقاً انھون نے ایک لڑکے کی طرف دیکھا اور یہ آیت پڑھی
ھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر یعنی جہان کہین تم ہوگے خدا تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب دیکھتا
ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ کے قیدخانہ سے کون بھاگ سکتا ہے حالانکہ اسنے اس قیدخانے کو سخت
اور سخت فرشتون سے محفوظ کر رکھا ہے اللہ اکبر میرا اس لڑکے کی طرف دیکھنا کتنا بڑا اللہ کا امتحان ہے +

ماشهت کفتاه الیه الا بنار وقعت علی قصب فی یوم ریح فما ابقت ولا ترکت ثم قال استغفر الله من بلاء جننه عینای علی
قلبی لقد خفت ان لا انجو من حرقه ولا اتخلص من اثمه ولو وافیت القیامة بعمل سبعین صدیقا ثم بکی حتی کاد ان یقضی
فمعنه یقول فی بکائه ؎ یا طرف لا شغلنک بالبکا ؎ عن النظر الی البلاء فصل وفیهم من تلاعب به
المرض من شدة المحبة قال ابو حمزة الصوفی کان عبد الله بن موسی من روساء الصوفیة وجوههم فنظر غلام حسن فی بعض الاسواق
فمیل به فمکابد هو عقله علیه صبابة وحبا وکان یقف کل یوم فی طریقه حتی یراه اذا اقبل واذا انصرف فطال به
البلاء واقعده عن الحرکة الضنی فکان لا یقدر ان یمشی خطوة فاتیته یوما لاعوده فقلت یا ابا محمد ما اقعدک وما هذا
الامر الذی بلغ بک ما اری فقال امور امتحننی الله تعالی بها فلم اصبر علی البلاء فیها ولم یکن لی بها طاقة
ورب ذنب استصغره الانسان هو عند الله عظیم کبیر وحقیق من تعرض للنظر الحرام ان یبطل به الاستقامة ثم بکی
فقلت ما یبکیک فقال اخاف ان یطول فی النار شقائی فانصرفت عنه وانا اعذره

لما رأیت به من سوء الحال

ترجمہ میرے اس طرف دیکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی روز ہوا چل رہی ہو اور نیستان مین آگ لگجائے ایسی حالت
مین وہ آگ جو کچھ پائیگی باقی نہ چھوڑیگی پھر کہنے لگے کہ میری آنکھون نے میرے دل پر جو کچھ بلا ڈالی ہین اس سے خدا
کی بخشش کا خواستگار ہون اور مجکو اس امر کا خوف ہو کہ اسکے گناہ سے مخلصی نہ پاؤن اور اسکی معصیت سے نجات نہ ملے
اگرچہ مین قیامت کے روز ستر صدیقون کے عمل لیکر جاؤن یہ کہکر رونے لگے حتنے کہ قریب مرنیکے ہوگئے مینے سنا کہ روتے
وقت ایک شعر پڑہتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہی۔ اے آنکھ مین تجکو گریہ وزاری مین مشغول رکھونگا کیونکہ تو ہی اس بلا انگیز نگاہ کا
باعث ہوئی فصل اکثر صوفیہ ایسے ہین کہ شدت محبت کی وجہ سے انکو مرض نے آگھیرا ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ عبد اللہ بن موسی صوفی
کے سردار اور سرگروہ تھے انہون نے کسی بازار مین ایک حسین لڑکے کی طرف دیکھا اور ایسے مبتلا ہوگئے کہ عشق و محبت کی وجہ سے قریب
تھا کہ عقل زائل ہوجائے ہر روز آکر اسکے راستے مین کھڑے ہوا کرتے تھے اور جب وہ نکلجاتا تھا تو اسکو دیکھتے تھے اسیطرح انکا عشق
بڑھگیا اور لاغری نے ان کو چلنے پھرنے سے بٹھا دیا یہ حال ہوگیا کہ ایک قدم نہین چل سکتے تھے مین ان کے پاس ایک روز
عیادت کے لیئے گیا اور پوچھا کہ اے ابو محمد تمہارا کیا قصہ ہے اور یہ کیا آفت ہے جو مین دیکھتا ہون کہ تمپر نازل ہوئی جواب دیا
کہ یہ وہ امور ہین جنمین مبتلا کرکے اللہ نے میرا امتحان کیا مینے اس بلا پر صبر نہ کیا اور مجھ مین ان کے سہنے کی طاقت نہ تھی اور بہت
سے ایسے گناہ ہین جنکو انسان ہیچ سمجھتا ہے اور وہ خدا کے نزدیک گناہ کبیرہ سے بھی بڑا ہے اور جو شخص نظر
حرام مین پڑجائے وہ اس امر کا سزاوار رہے کہ مدت دراز تک امراض مین گرفتار رہے یہ کہکر رونے لگے مین
نے پوچھا تم کیون روتے ہو کہنے لگے کہ مین ڈرتا ہون کہ کہین مین بدنصیب مدت دراز تک دوزخ مین نہ پڑا رہون
راوی نے کہا کہ یہ باتین کرکے مین ان کے پاس سے چلا آیا اور انکی بری حالت دیکھکر مجکو رحم آتا تھا۔

قال ابو حمزة ونظر محمد بن عبد الله بن الاشعث الدمشقي وكان من خيار عباد الله الى غلام جميل فغشي عليه فحمل الى منزله واعتاده السقم حتى قعد من رجليه وكان لا يقوم عليهما ما زمانا طويلا فكنا نأتيه نعوده ونسأله عن حاله وامره وكان لا يخبرنا بقصته ولا بسبب مرضه وكان الناس يتحدثون بحديثه فبلغ ذلك الغلام فاتاه عائدا فهش اليه وتحرك وضحك في وجهه واستبشر برؤيته فما زال يعوده حتى قام على رجليه وعاد الى حالته فسأله الغلام يوما المصير معه الى منزله فابى ان يفعل فكلمه الغلام ان اساله ان يتحول اليه فسألته فابى ان يفعل فقلت للشيخ وما الذي تكره من ذلك فقال لست بمعصوم من البلاء ولا آمن من الفتنة واخاف ان يقع علي من الشيطان محبته فيجري بيني وبينه معصية فاكون من الخاسرين

فصل وفيهم من دعته نفسه الى الفاحشة فقتل نفسه حكى ابو عبد الله الحسين بن محمد الدامغاني قال كان ببلاد فارس صوفي كبير فابتلي بحدث فلم يملك نفسه ان دعته الى الفاحشة فراقب الله فندم على هذه الهمة وكان منزله على مكان عال ودوره منزله بحر من الماء فلما اخذته الندامة صعد السطح ورمى نفسه الى الماء وقد أ

ترجمہ ابو حمزہ کہتے ہین کہ محمد بن عبداللہ بن اشعث دمشقی خدا کے نیک بندون مین سے تھے اونہون نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا اور غش آگیا لوگ اُن کو اون کے مکان پر اوٹھا کر لائے۔ پھر وہ بیمار ہو گئے حتی کہ اون کے پاؤن چلنے پھرنے سے رہ گئے اور بالکل اُن سے پاؤن کے سہارے کھڑا نہ ہوا جاتا تھا ایک زمانہ دراز تک یہی کیفیت رہی ہم لوگ ان کی عیادت کو جایا کرتے تھے اور ان کا حال اور قصہ دریافت کرتے تھے وہ ہمکو اپنی کیفیت نہین بتاتے تھے اور نہ بیماری کا سبب بیان کرتے تھے اور لوگ اُن کے اس لڑکے کی طرف دیکھنے کا قصہ کیا کرتے تھے یہ باتین اس لڑکے کے کان تک پونہچین وہ ان کی عیادت کو آیا اُس کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور حرکت کرنے لگے اور اس کی صورت دیکھکر ہنسے اور اس کے دیدار سے شادان ہوئے وہ لڑکا ہمیشہ اونکی عیادت کرتا رہا یہانتک کہ وہ اپنے پاؤن کے سہارے کھڑے ہونے لگے اور اپنی اصلی حالت پر آگئے ایک روز اس لڑکے نے ان سے اپنی ہمراہ اپنے مکان پر چلنے کے لیئے کہا اونہون نے انکار کیا اس لڑکے نے مجھ سے درخواست کی کہ اُون سے اُسکے گھر پر نقل کرنے کو کہون میں نے اون سے کہا وہ انکار کرنے لگے مینے پوچھا کہ آپ وہان جانیمین کیا قباحت سمجھتے ہین جواب دیا کہ مین بلا سے محفوظ اور فتنے سے مامون نہین ہون مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہو شیطان مجھپر محبت ڈال دے اور میرے اور اسکے درمیان کوئی گناہ واقع ہو اور مین اہل خسران سے ہو جاؤن **فصل** بعض صوفیہ ایسے ہین جن کو اون کے نفس نے فحش کی طرف بلایا انہون نے اپنے آپکو ہلاک کر دیا ابو عبداللہ حسین بن محمد الدامغانی نقل کرتے ہین کہ بلاد فارس کے طرف ایک بڑا نامی صوفی تھا اتفاقاً ایک نوجوان پر مبتلا ہو گیا پھر اپنے نفس پر قابو نہ پا سکا یہانتک کہ فحش کا خواہشمند ہوا پس مراقبہ مین گیا اور اپنے ارادہ پر پشیمان ہوا اسکا مکان ایک اونچی جگہ پر واقع تھا اور اسکے عقب مین ایک دریا بہتا تھا جب اسکو ندامت ہوئی تو مکان کی چھت پر گیا اور دریا مین کود پڑا۔ اور یہ آیت پڑھی ؛

فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم فغرق فی الماء قال المصنف فانظر الی ابلیس کیف درج هذا المسکین من رؤیة الامر الی دمان النظر الیه الی ان امکن المحبة من قلبه الی ان حرضه علی الفاحشة فلما رأی استعصامه حسن له بالجهل قتل نفسه ولعله هم بالفاحشة ولم یعزم والهمة معفو عنها لقول النبی صلی الله علیه وسلم عفی لامتی عما حدثت به انفسها ثم انه قد ندم علی همته والندم توبة فاراه ابلیس ان من تمام الندم قتل النفس کما فعل بنو اسرائیل واولئک امروا بذلک بقوله فاقتلوا انفسکم ونحن نهینا عنه بقوله تعالی ولا تقتلوا انفسکم فلقد اتی بکبیرة عظیمة وفی الصحیحین عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من تردی من جبل فقتل نفسه فهو یتردی فی نار جهنم خالدا مخلدا فیها ابدا فصل وفیهم من فرق بینه وبین حبیبه فقتل حبیبه بلغنی عن بعض الصوفیة انه کان فی رباط عندنا ببغداد ومعه صبی فی البیت الذی هو فیه فشنعوا علیه وفرقوا بینهما فدخل الصوفی الی الصبی ومعه سکین فقتله وجلس عند ویبکی فجاء اهل الرباط فرأوه فسألوه عن الحال فاقر بقتل الصبی فرفعوه الی صاحب الشرطة فاقر فجاء والد الصبی

ترجمہ فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم یعنی اے بنی اسرائیل خدا کے آگے توبہ کرو اپنے آپکو ہلاک کرو پھر پانی مین ڈوبے مصنف نے کہا ابلیس کو دیکھو کہ اول تو اس بیچارے کو یہ سکھایا کہ امرد کو دیکھے پھر یہانسی چڑہا کر اسبات پر آمادہ کیا کہ ہر وقت اوسی کو دیکھتا رہی یہانتک کہ اس کے دل مین امرد کی محبت قائم کردی حتی کہ اسکو فحش کی حرص دلائی پھر جب اسکو محفوظ رہجانا دیکھا تو جہالت سے یہ اسکو اچھا کر دکھایا کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے فحش کا فقط دل مین ارادہ کیا تھا اور قطعی قصد نہ کیا تھا اور محض نیت گناہ کی کرنا شریعت مین معاف ہے بوجہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری امت سے وہ گناہ معاف کر دیئے گئے جن کا صرف خیال دل مین آتا ہے پھر وہ شخص اپنے اس ارادہ پر نادم بھی ہوا تھا اور ندامت خود توبہ ہی لیکن شیطان نے اس کو یون سوجھایا کہ کمال توبہ خودکشی ہے جو بنی اسرائیل کا عمل تھا حالانکہ وہ خدا کی طرف سے مامور تھے جیسا کہ فرمایا فاقتلوا انفسکم یعنی اپنے آپ کو مار ڈالو اور ہم لوگ اس فعل سے منع کئے گئے ہین چنانچہ ارشاد ہے ولا تقتلوا انفسکم یعنی خودکشی مت کرو غرضکہ یہ صوفی بڑے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص پہاڑ سے نیچے گرے اور اپنے آپکو ہلاک کرے تو وہ آتش دوزخ مین گرتا ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے وہین رہیگا فصل بہت سے صوفیہ ایسے ہین کہ کسی صوفی کو اسکے حبیب سے علیحدہ کر دیا گیا تو اسنے اپنے محبوب کو مار ڈالا مینے ایک صوفی کی نسبت سنا ہی کہ وہ بغداد مین ایک رباط مین رہا کرتا تھا اور جس کمرہ مین وہ رہتا تھا وہین اسکے ساتھ ایک لڑکا تھا لوگون نے اسپر تشنیع کی اور دونون مین جدائی کر دی وہ صوفی ایک چھری لیکر اس لڑکے کے پاس گیا اور اسکو مار ڈالا اور اسکے پاس بیٹھکر رونے لگا رباط والے آئے اور یہ حال دیکھا کیفیت پوچھی اسنے لڑکے کے مار ڈالنے کا اقرار کیا لوگ اسکو پکڑ کر کوتوالی لے گئے۔ وہان بھی اقرار کیا اس لڑکے کا باپ آیا + + + + + + +

فجعل الصوفی یبکی ویقول له بالله علیك الا ما اقلتنی به فقال الآن قد عفوت عنك فقام الصوفی فذهب الی قبر الصبی فجعل یبکی علیه فلم یزل یحج عن الصبی ویهدی الیه الثواب **فصل** ومن هؤلاء من قارب الفتنة فوقع فیها ولم یمنعه دعوی الصبر والمجاهدة **حدثنا** ادریس بن ادریس قال حضرت بمصر قوما من الصوفیة ولهم غلام امرد یغنیهم قال فغلب علی رجل منهم امر فلم یدر ما یصنع فقال یا هذا قل لا اله الا الله فقال الغلام لا اله الا الله فقال اقبل الفم الذی قال لا اله الا الله **القسم السادس** قوم یقصدون صحبة المردان وانما یتوب الصبی ویزهد ویصحبهم علی طریق الارادة فیلبس علیهم ابلیس ویقول لا تعتزلوا من الخیر ثم یتکرر نظرهم الیه لا عن قصد فیثیر فی القلب الفتنة الی ان ینال الشیطان منهم قدر ما یمکنه ورما وثق بدینهم فاستفزهم الشیطان فرقاهم الی قصد المعاصی کما فعل ببرصیصا وقال المصنف وقد ذکرنا قصته فی اول الکتاب وغلطهم من جهة تعرضهم بالفتن وصحبة من لا تؤمن الفتنة **وصحبتا القسم السابع** فوم علموا ان صحبة المردان والنظر الیهم حرام لا یجوز غیر انهم لیسم یصبروا عن ذلك **وعن** عبد الرحمن محمد بن الحسین ؛

ترجمہ صوفی رونے لگا اور کہنے لگا کہ تجھکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ سے اپنے لڑکے کا بدلہ لے لے اوس نے کہا کہ اب مین نے معاف کیا صوفی وہان سے اُٹھا اور لڑکے کی قبر پر آیا اور اس کے لئے روتا رہا پھر عمر بھر اوس لڑکے کی طرف سے حج کرتا رہا اور اُس کو ثواب بخشتا رہا **فصل** صوفیہ مین ایسے بھی ہین جو فتنے کے قریب ہوے اور اس مین مبتلا ہو گئے اور صبر و مجاہدہ کے دعوے نے اُن کو باز نہ رکھا ادریس بن ادریس کہتے ہین کہ مین مصر مین صوفیہ کی ایک جماعت پر گذرا ان کے پاس ایک امرد لڑکا تھا جو ان کو گانا سناتا تھا ان مین سے ایک شخص پر اس کا جوش غالب آیا اور اسکو کوئی تدبیر نہ سوجھی بولا کہ اے لڑکے کہو لا الہ الا اللہ لڑکے نے لا الہ الا اللہ کہا وہ صوفی کہنے لگا کہ جس مونہہ سے لا الہ الا اللہ کہا ہے اس مونہہ کا بوسہ لے لون جھٹی قسم کے وہ صوفی ہین کہ امردون کی صحبت کا قصد نہین کرتے بلکہ خود لڑکا توبہ کرتا ہے اور دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے اور صوفیہ کے ساتھ بطور ارادت رہتا ہے شیطان اُن کو فریب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس لڑکے کو خیر و نیکی سے باز نہ رکھو پھر بلا قصد اُن کی نگاہین بار بار اس پر پڑتی ہین لہذا دل مین فتنہ اثر کرتا ہے یہانتک کہ شیطان اپنی قدرت کے موافق اون سے اپنا مطلب نکال لیتا ہے اور بسا اوقات ان لوگون کو اپنے دین پر وثوق ہوتا ہے اور شیطان اُن پر دخل پاکر اعلی درجہ کے گناہ مین پھنسا دیتا ہے جیسا کہ برصیصا کے ساتھ کیا مصنف نے کہا کہ برصیصا کا قصہ ہم نے شروع کتاب مین ذکر کیا ہے - اور اُن کی غلطی یہ ہے کہ وہ فتنون کے سامنے ہو جاتے ہین اور ایسے شخص سے صحبت رکھتے ہین جس کی صحبت مین فتنہ کا خوف ہے - ساتوین قسم کے وہ صوفیہ ہین - جو جانتے ہین کہ امردون سے صحبت رکھنا اور ان پر نگاہ ڈالنا حرام ہے - مگر وہ ضبط نہین کر سکتے ابو عبد الرحمن محمد بن حسین کہتے ہین +

کلما رأیتمونی فعلته فاصلوا الا صحبۃ الاحداث فانہ افتن الفتن ولقد عاھدت ربی اکثر من مائۃ مرۃ ان لا اصحب حدثا
فنسختہا علی حسن الخدود وتوام القدود وغنج العیون وما سالنی اللہ معہ عن معصیۃ وانشد لصریع الغوانی
ان ورد الخدود والحدق النجل وما — فی الثغور من تحوان واعوجاج الاصداغ فی ظاہر الخد وما فی
الصدور من رمان ترکتنی بین الغوانی صریعا فلہذا ادعی صریع الغوانی قال المصنف ھذا الرجل قد فضح
نفسہ فی شیء ستر اللہ علیہ واخبر انہ کلما رأی فتنۃ نقض التوبۃ وان عزائم التصوف
حمل النفس علی المشاق ثم ظن بجھلہ ان المعصیۃ ھی الفاحشۃ فقط ولو کان لہ علم لعلم ان
صحبتہم والنظر الیہم معصیۃ فانظر الی الجھل کیف یصنع باربابہ وحکی
عن ابی مسلم الخشوعی انہ نظر الی غلام جمیل فاطال ثم قال سبحان اللہ ما اھجم طرفی
علی مکروہ وادمنہ علی سخط سیدہ واغراہ بما قد نھی عنہ والجاہ بالامر الذی قد حذر منہ لقد نظرت الی
ھذا نظرا احسب الا انہ سیفضحنی عند جمیع من قد عرفنی فی عرصۃ القیامۃ ولقد ترکنی نظری
ھذا وانا استحیی من اللہ سبحانہ وان غفر لی فرصعق

ترجمہ کہ تم مجھ کو جو کام کرتے دیکھو وہ سب کرو۔ لیکن ایک نوجوان سے صحبت نہ رکھو کیونکہ یہ بڑا بھاری فتنہ ہے مینے اپنے
پروردگار کے سامنے سو بار سے زیادہ عہد کیا کہ نوجوان سے صحبت نہ رکھون گا پھر گورے گورے رخسارے اور سیدھے سیدھے
قامت اور غمزہ بھری آنکھین دیکھکر وہ عہد و پیمان توڑ ڈالے اور خدا حسینون کے ساتھہ مجھکو کسی گناہ کے بارے مین نہین
پوچھیگا۔ صریع الغوانی کے چند شعر کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ پھول ایسے رخسارے اور بڑی بڑی آنکھین اور گل بابونہ
ایسے دانت اور رخسارون پر خمدار زلفین اور سینون پر میوہائے انار ان سب چیزون نے مجکو حسین عورتون مین پچھاڑ گرایا
اسی لئے مجکو صریع الغوانی (خوبصورت عورتون کا پچھاڑا ہوا) کہتے ہین مصنف نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ ابو عبد الرحمن نے
ایسے گناہ کے بارے مین جسکو اللہ تعالی نے پوشیدہ رکھا تھا۔ اپنے آپ کو رسوا کیا اور لوگون کو خبر دی کہ وہ جب کسی فتنے کو دیکھتا ہے
تو توبہ توڑ ڈالتا ہے تصوف کی وہ اہم باتین کہان گئین کہ نفس پر محنتین اور جفائین برداشت کرتے ہین پھر اگرچہ یہ شخص اپنی
جہالت سے گمان کرتا ہی کہ معصیت لفظ فحش کو کہتے ہین لیکن اگر اسکو علم ہوتا تو جان لیتا کہ حسینون کی صحبت اور انکی طرف دیکھنا
بھی معصیت ہی جہالت پر غور کرنا چاہیے کہ جاہلون کے ساتھہ کیا کیا کرتی ہے ابو مسلم خشوعی کی نسبت بیان کرتے ہین کہ انہون نے بہت
تک ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا پھر کہنے لگے کہ سبحان اللہ مین اپنی آنکھہ کو مکروہ چیز پر ڈال رہا ہون اور اپنے مالک کی نافرمانی کر رہا ہون
اور نگاہ کو ممنوع شے کی طرف متوجہ کرتا ہون اور جس امر سے پرہیز لازم ہے اودہر جھکاتا ہون مینے اس لڑکے کو ایسی نظر سے دیکھا
جسکو مین بجز اسکے کچھ نہین خیال کرتا کہ قیامت کے میدان مین مجکو سرے پہچاننے والون کے سامنے ذلیل و رسوا کریگی مجھکو اس نظر نے
ایسی حالت مین کر دیا کہ گو اللہ تعالی مجھ کو بخش دے مگر اس سے شرمندہ ہی رہونگا۔ یہ کہکر بیہوش ہوکر گر پڑے

فصل وکل من فاته العلم تخبط فان حصل له وفاته العمل به کان اشد تخبیطا ومن استعمل آداب الشرع فی قوله تعالی قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم سلم فی البدایة مما یصعب امره فی النهایة وقد ورد النهی فی الشرع عن مجالسة المردان واوصی العلماء بذلک عن عمرو بن ازهر عن ابان عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تجالسوا ابناء الملوک فان الانفس تشتاق الیهم کما لا تشتاق الی الجواری العواتق وحدثنا الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تملوا اعینکم من ابناء الملوک فان لهم فتنة اشد من فتنة العذاری وقد مر وقد عبد القیس علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وفیهم غلام امرد ظاهر الوضاءة فاجلسه النبی صلی الله علیه وسلم وراء ظهره وقال کان خطیئة داود النظر وعن ابی هریرة قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یحد الرجل النظر الی الغلام الامرد وقال عمر بن الخطاب ما انا علی عالم من سبع ضار بأخوف علیه من غلام امرد وحدثنا عبد العزیز بن ابی السائب عن ابیه قال لانا اخوف علی عابد من غلام من سبعین عذراء وحدثنا ابو علی الروذباری قال سمعت جنیدا یقول جاء رجل الی احمد بن حنبل ومعه غلام حسن الوجه

ترجمہ فصل جو شخص علم سے بے بہرہ رہیگا وہ ضرور خبط مین پڑے گا۔ اور جس کو علم ہو اور اس پر عمل نکرے وہ نہایت ہی خبط کرے گا اور حسب فرمان باری تعالے قل للمومنین یغضوا من ابصارهم یعنی مومنون سے کہہ دو کہ اپنی نگاہین نیچی رکھین جو شخص آداب شریعت پر عملدرآمد کرے گا وہ ابتدا ہی مین جان لے گا کہ اس کا معاملہ انتہا مین کیسا سخت ہوگا۔ اور شریعت مین امردون کی ہمنشینی سے ممانعت آئی ہے۔ اور علمانے اس سے احتراز رکھنے کے لیئے وصیت فرمائی ہے عمرو بن ازہر نے ابان سے روایت کی کہ انس رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شہزادون کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ ان کا فتنہ دوشیزہ لڑکیون کی فتنے سے بھی سخت ہے ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے وفد عبد القیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے ان مین ایک امرد لڑکا روشن چہرہ تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی پشت مبارک کے پیچھے بٹھایا اور فرمایا کہ حضرت داؤد کی خطا نگاہ ہی تھی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی کسی امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکھے۔ عمر بن الخطاب رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھ کو کسی عالم پر ایذا رسان درندے کا بھی اسقدر خوف نہین۔ جتنا امرد لڑکے کی طرف سے ڈر ہے عبد العزیز بن ابی السائب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے۔ کہ مین عابد شخص پر ایک امرد لڑکے کے بارے مین ستر باکرہ لڑکیون سے بھی زیادہ ڈرتا ہون ابو علی روذباری نے کہا کہ مین نے جنید سے سنا کہتے تھے۔ کہ احمد بن حنبل کے پاس ایک شخص آیا اسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔

فقال له من هذا فقال ابني قال احمد لا تجئ به معك مرة اخرى فلما قام فقال له محمد بن عبد الرحمن الحافظ وفي رواية الخطيب فقيل له ايد الله الشيخ انه رجل مستور وابنه افضل منه فقال احمد الذي قصدنا اليه من هذا الباب ليس يمنع ستره ما على هذا رأينا اشياخنا وبه خبرونا عن سلافهم **وقيل** ان حسن بن البزاز اتى الى احمد بن حنبل ومعه غلام حسن الوجه فتحدث معه فلما اراد ان ينصرف قال له يا عبد الله يا ابا علي لا تمش مع هذا الغلام في طريق فقال له انه ابن اختي قال وان كان لا يهلك الناس فيك **وعن** فتح الموصلي انه قال صحبت ثلثين شيخا كانوا يعدون من الابدال كلهم اوصوني عند فراقي اياهم اتقوا معاشرة الاحداث **وقيل** ان سلاما الاسود نظر الى رجل ينظر الى حدث فقال له يا هذا اتق على حداثك عند الله عز وجل فانك لا تزال اجلالا ما دمت له معظما **وكان** ابو منصور عبد القادر بن طاهر يقول من صحب الاحداث وقع في الاحداث **قال** اخبرنا ابو عبد الرحمن السلمي قال قال مظفر القرميسيني من صحب الاحداث على شرط السلامة والنصيحة اداه ذلك الى البلا فكيف من صحبهم على غير وجه السلامة **فصل** وقد كان السلف يبالغون في الاعراض عن المرد **وقد** روينا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه اجلس الشاب الحسن الوجه وراء ظهره

ترجمہ پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے۔ کہنے لگے کہ اب دوبارہ اس کو اپنے ہمراہ نہ لانا جب کھڑا ہوا۔ تو محمد بن عبد الرحمن حافظ نے کہا اور خطیب کی روایت میں ہے کہ اس سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ شیخ کو توفیق دے یہ شخص پرہیزگار ہے اور اس کا بیٹا اس سے بڑھکر ہے تو امام احمد نے کہا کہ ہم نے اس بارے میں جو کچھ چاہا ہے ان دونوں کے پرہیزگار ہونیکے لیے مانع نہیں یوں ہی ہمکو اشیاخ نے اسلاف سے خبر دی حسن بن البزاز کی نسبت سنا ہے کہ احمد بن حنبل کے پاس آئے اور اُن کے ساتھ ایک خوبصورت امرد لڑکا تھا اور ان سے باتیں کرنے جب اوٹھکر جانے لگے تو ان سے ابو عبد اللہ نے کہا کہ اے ابو علی اس لڑکے کے ساتھ کسی رستہ میں نہ چلا کرو کہنے لگے کہ یہ تو میرا بھانجا ہے جواب دیا کہ خواہ بھانجا ہی کیوں نہ ہو لوگ تمہارے بارے میں ہلاک نہوں (یعنی تم کو لوگ متہم کرینگے) اور شجاع ابن مخلد سے روایت ہے کہ انہوں نے بشر ابن حارث کو کہتے ہوئے سنا کہ ان نوعمروں سے پرہیز کرو فتح موصلی کہتے ہیں کہ میں تیس مشائخ سے ملا جو ابدال شمار کئے جاتے تھے ہر ایک نے مجکو بروقت رخصت وصیت کی کہ نوجوانوں کی ہمنشینی سے بچتے رہنا سلام الاسود کی نسبت کہتے ہیں کہ کسی آدمی کو دیکھا جو ایک نوجوان کو دیکھ رہا تھا کہنے لگے کہ اے فلان اپنے مرتبے کا خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے خوف کر کیونکہ تو جبتک خدا کی تعظیم بجا لاتا رہیگا صاحب رتبہ وجاہ رہیگا اور ابو منصور عبد القادر ابن طاہر کا قول ہے کہ جو شخص نوجوانوں سے صحبت رکھیگا مکروہات میں پڑ جائیگا سلام نے کہا کہ ہم سے ابو عبد الرحمن سلمی نے بیان کیا کہ مظفر قرمیسینی نے کہا کہ جو کوئی بشرط سلامت و نصیحت نوجوانوں سے صحبت رکھیگا تو بلا میں گرفتار ہو جائیگا پھر اس شخص کا کیا پوچھنا جو بغیر شرط سلامتی ان سے صحبت رکھے **فصل** اگلے لوگ امردوں سے پرہیز رکھنے کی بابت میں تاکید کرتے تھے ہم روایت کر چکے ہیں کہ رسول صلعم نے خوبصورت نوجوانوں کو اپنے پس پشت بٹھلایا ۔

وكان سفيان لا يدع أمرد في مجلسه وقد روى ابراهيم بن هانئ عن يحيى بن معين قال ما طمح أحد بعينيه وكان احمد بن
حنبل في طريق وعن ابي يعقوب قال كنا مع ابي نصر بن الحارث فوقفت عليه جارية فما رأينا احسن منها فقالت
يا شيخ اين مكان باب حرب فقال لها هذا الباب الذي يقال له باب حرب توجد بعدها غلام ما رأينا احسن منه
فسئله فقال يا شيخ اين مكان باب حرب فاطرق الشيخ رأسه وغمض عينيه فقلنا للغلام تعال ربما شئ تريد
فقال باب حرب فقلنا بين يديك فلما غاب قلنا للشيخ ما ابصر جاءتك جارية فاجبتها كلمتها وجاءك
غلام فلم تكلمه فقال غمض وعن سفيان الثوري انه قال مع الجارية شيطان ومع الغلام شيطانان فخشيت
على نفسي من شيطانيه وفي رواية ومع الغلام بضعة عشر شيطانا وحدثنا ابو القاسم قال حدثنا علي محمد بن
الحسين صاحب يحيى بن معين وكان يقال انه رفع راسه الى السماء منذ اربعين سنة وكان معنا غلام محتلم في المجلس بين
يديه فقال له قم من حذائي فاجلسه من خلفه وعن ابي سامة قال كنا عند شيخ فبقي غلام يقرأ عليه فاردت
القيام فاخذ بثوبي قال اصبر حتى يفرغ هذا الغلام وكره ان يخلو مع الغلام وحدثنا ابو علي الروذباري قال قال لي ابو العباس
احمد المؤدب يا ابا علي من ان اخذ صوفية عصرنا هذا الانس بالاحداث فقلت له يا سيدي

ترجمہ سفیان کسی امرد کو اپنی پاس نہ بیٹھنے دیتے تھے ابراہیم بن ہانی نے روایت کیا کہ یحیی بن معین نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک سے
مین کوئی امرد لڑکا میرے ساتھ رہنے کی طمع کرے اور روہان احمد بن حنبل بھی ہون ابو ایوب نے کہا کہ ہم ابو نصر بن حارث کے ساتھ
تھے اُن کے سامنے ایک لڑکی جس سے زیادہ خوبصورت ہمنے نہین دیکھی آکر کھڑی ہوئی اور پوچھنے لگی کہ اے شیخ باب حرب کس مقام پر ہے اُنھون
نے جواب دیا کہ یہی سامنے پھاٹک ہے جسکو باب حرب کہتے ہین بعد اُس کے ایک لڑکا کہ کبھی ایسا حسین دیکھنے مین نہین آیا آکر پوچھنے لگا
کہ اے شیخ باب حرب کدہر ہے ابو نصر نے سر جھکا لیا اور اپنی آنکھین بند کرلین ہمنے لڑکے سے کہا کہ یہان آو کیا پوچھتے ہو بولا کہ باب حرب کہان ہے
ہم نے جواب دیا کہ تمہارے آگے ہے جب وہ لڑکا چلا گیا تو ہمنے شیخ سے سوال کیا کہ اے ابو نصر آپ کے روبرو لڑکی آئی تو آپ نے اسکو
جواب دیا اور لڑکا آیا تو اس سے کلام نہ کیا کہنے لگے کہ ان سفیان ثوری سے روایت ہی کہتے ہین کہ لڑکی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا
ہے اور امرد کے ساتھ دو شیطان ہین اپنے نفس پر اُس کے دو شیطانون سے ڈر گیا اور ایک روایت مین ہے کہ لڑکے کے ساتھ کچھ اوپر سو
شیطان ہوتے ہین ابو القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم محمد بن حسین کے پاس جو یحیی بن معین کے ساتھی تھے گئے اور کہا جاتا تھا کہ اونہون نے
چالیس برس ہوے آسمان کی طرف سر اوٹھا کر نہین دیکھا جب ہم اُن کے پاس گئے تو ہمارے ساتھ ایک نوجوان لڑکا مجلس مین اُن کے سامنے
تھا اس سے کہا کہ میرے آگے سے اوٹھ جا اور اسکو اپنے پیچھے بٹھایا اور ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ہم ایک شیخ کے پاس تھے جو حدیث بیان کرتے
تھے اُن کے پاس ایک لڑکا رہگیا کہ انکو حدیث سُناتا تھا مینے اوٹھنا چاہا اونہون نے میرا دامن تھام لیا اور کہنے لگے کہ ٹھیرو اس لڑکے کو فارغ
ہو جانے دو اوس لڑکے کے ساتھ خلوت مین رہنا پسند کیا ابو علی رودباری نے ہم سے بیان کیا کہ ہمسے ابو العباس احمد المؤدب نے
پوچھا کہ اے ابو علی ہمارے زمانہ کے صوفیون نے نوجوانون سے اُنس رکھنا کہان سے نکالا مینے جواب دیا کہ اے صاحب

انت بهم اعرف وقد یصحبهم السلامة فی کثیر من الامور فقال هیهات قد رأینا من کان اقوی ایمانا منهم اذا رأی الحدث قد اقبل یفر کفراره من الزحف وانما ذلک علی حسب الاوقات التی یغلب الاحوال علی اهلها فیاخذها عن تصرف الطباع ما اکثر الخطر ما اکثر الغلط **فصل** وصحبة الاحداث اقوی حبائل ابلیس التی یصید بها الصوفیة **حدثنا** عبد الرحمن السلمی قال سمعت ابابکر الرازی یقول قال یوسف بن الحسین نظرت فی آفات الخلق فعرفت من این اوتوا ورأیت آفة الصوفیة فی صحبة الاحداث ومعاشرة الاضداد وارفاق النسوان **وعن** المخرق البصری یقول رایت ابلیس فی النوم فقلت له کیف رأیتنا عرفتنا عن الدنیا ولذاتها واموالها فلیس لک الینا طریق فقال کیف رأیت ما اشتملت به قلوبکم باستماع الغنا ومعاشرة الاحداث **قال** ابوسعید وقل من یتخلص من هذا من الصوفیة **فصل** فی عقوبة النظر الی المرد **ان** عن عبد الله بن الحلا قال کنت واقفا انظر الی غلام نصرانی حسن الوجه فمر بی ابوعبد الله البلخی فقال الیش وقوفک فقلت یا عم ما تری هذه الصورة کیف یعذب بالنار فضرب بیده بین کتفی وقال لتحدثن بها ولو بعد حین قال فوجدت بها بعد اربعین سنة انسیت القرآن **وعن** ابی الادیان قال کنت مع شیخی ابی بکر الرفاق فمر حدث فنظرت الیه فرآنی وانا انظر الیه

ترجمہ تم ان لوگون کو خوب پہچانتے ہو اکثر امور مین اُن کے ساتھ سلامتی رہتی ہے کہنے لگے کہ ہیہات ہم نے ان بزرگون کو دیکھا ہے جو ان لوگون سے زیادہ قوی ایمان رکھتے تھے کہ جب کسی نوجوان کو دیکھا تو ایسے بھاگے جیسے کوئی جنگ حرب سے بھاگتا ہے اور یہ سب باتین صرف اُن اوقات کے موافق ہین کہ اکثر لوگونپر احوال غالب ہوجاتے ہین اور طبیعتون کے تصرف عادی ہوتے ہین کمال خطر کی بات اور نہایت ہی غلطی ہے **فصل** نوجوانون کی صحبت ابلیس کا بڑا مضبوط جال ہے جس سے وہ صوفیون کو شکار کرتا ہے **عبد الرحمن** سلمی نے ہم سے نقل کیا کہ مین نے ابوبکر رازی سے سُنا کہ یوسف بن حسن نے کہا کہ مینے خلقت کی آفات پر غور کیا تو معلوم ہوگیا کہ کہان سے آئی ہین اور صوفیہ کی آفتین مینے نوجوانون کی صحبت اور ناجنس کی ہمنشینی اور عورتون کی رفاقت مین پائین **مخرق** بصری کہتے تھے کہ مینے شیطان کو خواب مین دیکھا اور کہا کہ کیون تونے ہمکو کیسا پایا ہمنے دنیا اور اُسکی لذتون اور دولتون سے منہ پھیر لیا اب تجکو ہمپر قابو نہین کہنے لگا کہ تم کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے دل راگ سننے پر اور نوجوانون کی صحبت پر کیسے مائل ہین **ابوسعید** کہتے ہین کہ اس بلا سے صوفیہ بہت کم نجات پاتے ہین **فصل** (امردونکی طرف دیکھنے کی سزا کا بیان) **ابوعبد اللہ بن الحلا** کہتے ہین۔ کہ مین کھڑا ہوا ایک خوبصورت نصرانی لڑکے کو دیکھتا تھا اتنے مین ابوعبد اللہ بلخی میرے سامنے گذرے پوچھا کیسے کھڑے ہو مینے کہا اے چچا آپ اس صورت کو دیکھتے ہین کیونکر آتش دوزخ مین عذاب کیا جائے گا۔ اونہون نے اپنے دونون ہاتھ میرے شانون کے بیچ مین مارے۔ اور کہا کہ اس کا نتیجہ تجھ کو ملے گا۔ اگرچہ کچھ مدت گذر جائے مین نے چالیس برس کے بعد اُس کا ثمرہ پایا کہ قرآن شریف مجھ کو یاد نہ رہا **ابوالادیان** کہتے ہین۔ کہ مین نے اپنے استاد ابوبکر رفاق کے ساتھ تھا ایک نوجوان لڑکا سامنے آیا مین اس کو دیکھنے لگا استاد نے مجھ کو اس کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا۔

فقال یابنی لتجدن غبه ولو بعد حین فبقیت عشرین سنة وانا ارعی فما اجد ذلك الغب فمت لیلة وانا
متفکر فیه فاصبحت وانا انسیت القرآن کله واخبرنا ابوبکر الکتانی قال رأیت بعض اصحابنا فی المنام
فقلت ما فعل الله بك قال عرض علی سیاتی وقال فعلتکذا وکذا فقلت نعم ثم قال وفعلت کذا وکذا فاستحییت
ان اقر فقلت انی استحیی ان اقر فقال انی قد غفرت لك ما اقررت فکیف بما استحییت فقلت له ما کان ذلك
الذنب فقال مر بی غلام حسن الوجه فنظرت الیه وفی روایة لما استحییت اوقعنی فی العرق حتی سقط لحمی وجفی
وقد بلغنا عن ابی یعقوب البطائحی انه قال کان معی شاب حسن الوجه یخدمنی فجاءنی انسان من بغداد صوفی فکان
کثیر الالتفات الی ذلك الشاب فکنت اخذ علیه لذلك فمت لیلة من اللیالی فرأیت رب العزة فی المنام فقال
یا یعقوب لم تم تنهه واشار الی البغدادی عن النظر الی الاحداث فوعزتی انی لا اشغل بالاحداث الا من باعدته
من قربی قال ابو یعقوب فانتبهت وانا اضطرب فحملت الی البغدادی فصاح صیحة ومات
فغسلناه ودفناه واشتغل قلبی به فرأیته بعد شهر فی النوم فقلت ما فعل الله بك قال
وبکی حتی خفت ان لا اسمع کلامه ثم سقی عنی قلت انما مدحت النفس لیسیر انی هذا الباب

ترجمہ فرمایا کہ بیٹا بعد چند بے تم اس کا نتیجہ پاؤ گے مین بیس برس تک منتظر رہا وہ نتیجہ نہ دیکھا ایک رات اسی سوچ بچار مین سو رہا جب
صبح کو اوٹھا۔ تو تمام قرآن شریف بھول گیا تھا **ابوبکر کتانی** نے ہم سے بیان کیا کہ مینے اپنے ایک رفیق کو خواب مین دیکھا اور پوچھا
کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا۔ جواب دیا کہ مجھ پر میری برائیان پیش کین اور کہا کہ تو نے ایسا ایسا کیا مینے کہا ہان پھر پوچھا
کہ تو نے ایسا ایسا بھی کیا تو مجھ کو اُسکے اقرار سے شرم آئی مینے جواب دیا کہ اسکے اقرار کرنے سے شرماتا ہون فرمایا کہ جب ہم نے تیرے
اقرار کر دہ گناہ بخش دیئے تو جس پر تجھ کو شرم آئی کیونکر نہ بخشین مینے اُن سے پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا بولے کہ ایک خوبصورت لڑکا
میرے سامنے گزرا تھا مینے اُسکو دیکھا تھا ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب مین شرمندہ ہوا تو پسینہ آگیا یہانتک کہ میرے چہرے کا
گوشت گر پڑا **ابو یعقوب** طبری سے ہمکو روایت پہونچی ہے کہ اونہون نے کہا میرے پاس ایک خوبصورت جوان رہا کرتا تھا جو میری
خدمت کیا کرتا تھا ایک بار میرے پاس بغداد سے ایک صوفی آدمی آیا وہ اکثر اس جوان کی طرف دیکھا کرتا تھا مین اس حرکت سے اس کو فہمایش
کرتا تھا ایک رات مین سویا اور اللہ رب العزت کو خواب مین دیکھا مجھسے فرمایا کہ تم نے اس شخص یعنی بغدادی کو نوجوان کے دیکھنے سے
منع کیون نہین کیا مجھکو اپنی عزت کی قسم ہے کہ اس شخص کو نوجوانون کی جانب مشغول کرتا ہون جسکو اپنے قرب سے دور رکھتا ہون
ابو یعقوب کہتے ہین کہ مین بیدار ہوا اور نہایت بیقرار تھا اس بغدادی سے خواب بیان کیا اس نے دور سے ایک چیخ ماری اور مر گیا
ہم نے اُسکو غسل دیا اور دفن کیا اور سیدا جی اسی مین لگا رہا بعد ایک مہینے کے مینے اُسکو خواب مین دیکھا۔
پوچھا کہ اللہ تعالے نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ جواب دیا کہ مجھ پر زجر و توبیخ فرمائی۔ یہانتک کہ مجھکو خوف ہوا کہ نجات نہ ملے گی۔
پھر میرا قصور معاف کر دیا گیا مین کہتا ہون کہ مینے اس بارے مین تھوڑی سی تطویل کی ہے

لانه مما تغر به البلوی عند الاکثرین فمن اراد الزیادة فیه وفیما یتعلق باطلاق البصر وجمع اسباب الهوی فلینظر
وکتابنا المسمی بذم الهوی وفیه غایة المراد من جمیع ذلک ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی ادعاء
التوکل وقطع الاسباب وترک الاحتراز فی الاموال حدثنا احمد بن ابی الحواری قال سمعت ابا
سلیمان الدارانی یقول لو توکلنا علی الله ما بنینا الحیطان ولا جعلنا لباب الدار غلقا مخافة اللصوص وعن ذی النون
المصری انه قال سافرت سنین وما صح لی التوکل الا وقتا واحدا رکبت البحر فکسر المرکب فتعلقت بخشبة من خشب
المرکب فقالت نفسی ان حکم الله علیک بالغرق فما ینفعک هذه الخشبة فخلیت الخشبة فطفیت علی
الماء فوقعت الی الساحل وسمعت الجنید یقول سالت ابا یعقوب الزیات عن مسئلة فی التوکل فاخرج
درهما کان عنده ثم اجابنی فاعطانی التوکل حقه ثم قال استحییت ان اجیبک وعندی شئ وذکر ابو نصر السراج فی کتاب اللمع قال
جاء رجل الی عبد الله بن الجلا مسئله عن مسئلة التوکل وعنده جماعة یعبده دخل البیت فاخرج الیهم صرة فیها اربعة دوانیق وقال اشتروا بهذه
شیئا ثم اجاب الرجل عن سؤاله فقیل له فی ذلک فقال استحییت من الله ان اتکلم فی التوکل وعندی اربعة دوانیق قال السراج سهل بن
عبد الله من طعن فی الاکتساب فقد طعن علی السنة ومن طعن علی التوکل فقد طعن علی الایمان

ترجمہ کیونکہ اکثر لوگون کے نزدیک اس مین عام لوگ مبتلا ہین اور جو شخص اس سے بھی زیادہ چاہے اس بارے مین اور نظر ڈالنے
اور خواہش نفسانی کے تمام اسباب کی بارے مین تو چاہئے کہ ہماری کتاب ذم الہوی کو دیکھے کیونکہ اسمین ان سب باتون کی بارے مین
پوری بحث ہے **توکل کے دعوے رکھنے اور اسباب کے قطع کرنے اور مال جمع کرنا چھوڑ دینے مین صوفیہ**
پر تلبیس ابلیس کا بیان احمد بن ابی الحواری نے ہمسے بیان کیا کہ مینے ابو سلیمان دارانی سے سنا کہتے تھے کہ اگر ہم اللہ تعالی
پر توکل کرتے تو دیوارین نہ بناتے اور چوروں کے خوف سے گھر کے دروازے پر قفل نہ لگاتے **ذوالنون مصری** کہتے ہین کہ
مینے برسون سفر کیا مگر میرا توکل درست نہین رہا بجز ایک وقت کے کہ مین دریا کے سفر مین تھا کشتی ٹوٹ گئی مینے اس کے تختون
مین سے ایک تختہ پکڑ لیا میرے جی نے مجھ سے کہا کہ اگر اللہ تعالی نے تیرے ڈوب جانے کا حکم فرما دیا ہے تو یہ تختہ تجھکو کچھ نفع نہ دیگا
مینے وہ تختہ چھوڑ دیا اور پانی پر تیر کر کنارے آ لگا **جنید** سے مینے سنا کہتے تھے کہ مینے ابو یعقوب زیات سے توکل کے بارے مین
ایک مسئلہ پوچھا انہون نے ایک درم جو ان کے پاس تھا نکالا پھر مجھکو مسئلہ کا جواب کما حقہ دیا پھر بولے کہ مجھے اس بات سے شرم
آئی کہ میرے پاس کچھ مال موجود ہو اور مین تم کو توکل کے مسئلہ کا جواب دون **ابو نصر السراج** نے کتاب اللمع مین بیان کیا ہے کہ
عبد اللہ بن جلا کے پاس ایک آدمی کوئی توکل کا مسئلہ پوچھنے آیا اون کے پاس اونکے مریدین بیٹھے تھے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور گھر
مین گئے اس جماعت کے سامنے ایک تھیلی نکال لائے جسمین چار دانگ تھے اور بولے کہ انکا کچھ خرید لاؤ بعد ازان اس شخص کو مسئلے
کا جواب دیا لوگون نے اس بارے مین انسے سوال کیا کہنے لگے کہ مجھکو اللہ تعالی سے شرم آئی کہ توکل مین کلام کرون اور میرے پاس چار دانگ ہون۔
سہل بن عبد اللہ کہتے ہین کہ جو شخص پیشہ پر طعن کرے تو اسنے سنت پر طعن کیا اور جو توکل پر طعن کرے تو اسنے ایمان پر طعن کیا +

قال المصنف قلة العلم اوجبت هذا التخليط ولو عرفوا ماهية التوكل علموا انه ليس بينه وبين الاسباب تضاد وذلك ان التوكل اعتماد القلب على الله وحده وذلك لا ينا قض حركات البدن فى التعلق بالاسباب ولا ادخار المال فقد قال عز وجل ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قياما اى قواما لابدانكم وقال عليه السلام نعم المال الصالح للرجل الصالح وقال عليه السلام لان تخلف ورثتك اغنياء خير من ان تتركهم عالة يتكففون الناس واكد ان الذى امر بالتوكل امر باخذ الحذر وقال خذوا حذركم وقال واعدوا لهم ما استطعتم من قوة قال وقد ظاهر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين درعين وشاور طبيبين واختفى فى الغار وقال من يحرسنى الليلة وامر بغلق الباب وفى الصحيحين من حديث جابر ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اغلق بابك وقل اخبر ان التوكل لا ينافى الاحتراز وحدثنا ابو قرة قال سمعت انس بن مالك يقول جاء رجل الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اعقلها وتوكل او اطلقها وتوكل قال اعقلها وتوكل وقال سفيان بن عيينة تفسير التوكل ان يرضى بما يفعل به وقال ابن عقيل ليظن اقوام ان الاحتياط والاحتراز ينافى التوكل وان التوكل هو اهمال العواقب

ترجمہ مصنف نے کہا کہ کم علمی کی وجہ سے یہ تخلیط کی اور اگر یہ لوگ توکل کی حقیقت پہچانتے تو جان لیتے کہ توکل اور اسباب مین باہم مخالفت نہین کیونکہ توکل یہ ہی کہ دل فقط اللہ پر بھروسہ کرے اور یہ بات اسکے خلاف نہین کہ بدن کو اسباب کے ساتھ تعلق رکھنے مین اور مال جمع کرنیمین جنبش ہو اللہ تعالے نے فرمایا ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قياما یعنی تم احمقون کو اپنے وہ مال مت دو جن کو اللہ تعالے نے تمہاری زندگی کا سہارا بنایا ہے۔ قیاما کے یہ معنی ہین کہ تمہارے ابدان اُن کی وجہ سے قائم ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا وہ مال نیک ہے جو نیک آدمی کے کام آوے۔ اور فرمایا کہ اپنے وارثون کو تونگر چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ اون کو محتاج چھوڑ کر مرے کہ لوگون کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھرین اور جاننا چاہیئے کہ جس نے توکل کا حکم دیا ہے اُسی نے ہتھیار باندھنے کو فرمایا ہے اور ارشاد کیا خذوا حذركم یعنی اپنے اسلحہ لے لو اور فرمایا واعدوا لهم ما استطعتم من قوة یعنی کفار کے لئے جسقدر قوت ہوسکے بہم پہونچاؤ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوپر تلے دو زرہین زیب بدن فرمائین اور طبیبون سے مشورہ لیا اور غار مین پوشیدہ ہوئے اور ایک مقام پر فرمایا تھا۔ کہ آج کی رات میری نگہبانی کون کریگا اور دروازہ بند کر دینے کا حکم دیا صحیحین مین جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا دروازہ بند کر لیا کرو اور آپ نے خبر دیدی کہ توکل احتراز کے منافی نہین ابو قرہ نے بیان کیا کہ انہون نے انس بن مالک سے سُنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اپنی اونٹنی کو باندھون اور توکل کرون یا اسکو چھوڑ دون اور توکل کرون فرمایا کہ ہان باندھ رکھہ اور توکل کر سفیان نے کہا توکل کی تعریف یہ ہے کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جاوے اسپر راضی رہے ابن عقیل کہتے ہین کہ ایک قوم کا یہ گمان ہے کہ احتیاط اور احتراز توکل کے خلاف ہے اور توکل صرف اسی کا نام ہے

واطراح التحفظ وذلك عند العلماء للعجز والتفريط الذي يقتضي من العقلاء التوبيخ والتقبيح ولما امر الله عز وجل بالتوكل لا بعد التحرز واستفراغ الوسع في التحفظ فقال سبحانه وتعالى وشاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله فلو كان التعلق بالاحتياط قادحا في التوكل لما حض الله تعالى نبيه حين قال له وشاورهم في الامر فهل المشاورة الا استفادة الرأي الذي منه يوجد التحفظ والتحرز من العدو ولم يقنع في الاحتياط بان يكله الى رايهم واجتهادهم حتى نص عليه وجعله عمادا في نفس الصلوة وهي اخص العبادات وقال فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا اسلحتهم وبين علة ذلك بقوله ود الذين كفروا لو تغفلون عن اسلحتكم وامتعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة ومن علم الاحتياط هكذا لا يقال ان التوكل عليه ترك ما علم لكن التوكل التفويض فيما لا وسع فيه ولا طاقة قال عليه السلام اعقلها وتوكل ولو كان التوكل ترك التحرز لخص بخير الخلق صلى الله عليه وسلم في خير الاحوال وهي حالة الصلوة وقد ذهب الشافعي الى وجوب حمل السلاح حينئذ لقوله فليأخذوا اسلحتهم فالتوكل لا يمنع من الاحتراز والاحتياط لان موسى عليه السلام لما قيل له ان الملأ يأتمرون بك فاخرج وبينا صلى الله عليه وسلم خرج من مكة لخوفه من المتوامرين عليه

ترجمہ اور اپنی حفاظت چھوڑ دے علماء کے نزدیک یہ عجز اور تفریط ہے جسکو اہل عقل خراب اور برا جانتے ہین اور اللہ تعالے نے بعد محافظت اور پوری کوشش صرف کرنیکے توکل کا حکم فرمایا ہے ارشاد ہوا ہے وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ یعنی آپ صحابہ سے اپنے امور مین مشورہ لیجیے پھر جب مستقل ارادہ ہو تو خدا پر توکل کیجیے اگر احتیاط کا پابند ہونا توکل مین نقص ڈالتا ہی تو اللہ تعالے اپنے نبی کو خاص نکرتا جیسا کہ فرمایا وشاورھم فی الامر مشورہ کرنا تو اسی کا نام ہی کہ جس شخص مین دشمن سے نگہداشت اور تحفظ کا مادہ ہو اس سے راے لی جاوے اور پھر احتیاط کے بارے مین اتنا ہی نہین کیا کہ اسکو صحابہ کی رائی اور اجتہاد پر چھوڑ دیا ہو بلکہ اسپر قطعی حکم لگا دیا اور نماز مین جو خاص ترین عبادت ہے اسکو کرن قرار دیا فرمایا فلتقم طائفة منهم معك الخ یعنی چاہیئے کہ صحابہ کی ایک جماعت نماز مین آپ کے ساتھہ کھڑی ہو اور اپنے اپنے ہتھیار لئے رہین پھر اسکی علت بیان فرمائی ود الذین کفروا الخ یعنی کفار چاہتے ہین کہ تمکو تمہارے اسلحہ اور رخت سے غافل پاکر ایک بارگی تم پر ٹوٹ پڑین اب جو شخص احتیاط کو اسطور سے جان لیگا تو یہ نہین کہا جائیگا کہ توکل کرنا اس چیز کو چھوڑ دینا ہے جسکو جانتے تھے بلکہ توکل یہ ہے کہ جس امر مین اپنی وسعت اور طاقت نہین اسکو خدا پر چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی کو باندہ رکھو اور توکل کرو اور اگر توکل یہ ہوتا کہ اپنی نگہداشت ترک کرے تو بہترین خلایق صلی اللہ علیہ وسلم بہترین احوال یعنی حالت نماز مین اس صفت کے ساتھہ مخصوص ہوتے شافعی کا مذہب ہے کہ اسوقت مین ہتھیار باندہے رہنا واجب ہے بقولہ تعالے فلیاخذوا اسلحتھم پس توکل احتراز اور احتیاط کا مانع نہین جب کہ موسے علیہ السلام سے کہا گیا ان الملأ یاتمرون بک یعنی رئیس لوگ تمہارے گرفتار کرنے کا مشورہ کرتے ہین تو آپ شہر سے نکل گئے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپنے بارے مین تدبیر سوچنے والونکے خوف سے باہر تشریف لیگئے

و وقاه ابوبکر رضی اللہ عنہ بسد اثقاب الغار واعطی القوم التحرز حفہ ثم توکلوا وقال تعالے
فی باب الاحتیاط لاتقصص رؤیاک علی اخوتک وقال لاتدخلوا من باب واحد وقال
فامشوا فی مناکبہا وھذا لان الحرکۃ للذب عن النفس استعمال لنعمۃ اللہ وکما ان اللہ تعالے
یرید اظہار النعمۃ المبتدأۃ یرید اظہار ودائعہ فدعوہ لتعالی ما اودع اعتمادا علی ما جاد بہ
لکن یجب استعمال ما عندک شراطلب ما عندہ وقد جعل سبحانہ للطیر والبہائم اسلحۃ
تدفع بہا عنہا الشرور کالمخلب والناب والظفر والحمۃ وخلق للآدمی عقلا یقودہ الی حمل
الاسلحۃ ویہدیہ الی التحصن بالابنیۃ والدروع ومن عطل نعمۃ اللہ بانک الاحراز
فقد عطل حکمۃ کمن یترک الاغذیۃ والادویۃ ومات جوعا او مرضا ولا ابلہ ممن
یدعی العقل والعلم ویستسلم للبلاء انما ینبغی ان یکون اعضاء المتوکل فی الکسب وقلبہ
ساکن مفوض الی الحق منع او اعطی لانہ یری ان الحق لاینصرف الا بحکمۃ ومصلحۃ فمنعہ عطاء
فی المعنی ذکم زین للعجزۃ عجزھم وسوّلت لھم انفسھم ان التفریط توکل فصاروا فحوا الحمر ورھم

ترجمہ اور غار مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے آپکو اسکے سوراخ بند کرکے بچایا اور صحابہ احتیاط کا پورا حق بجالائے پھر توکل کیا اللہ تعالے
نے احتیاط کے باب مین فرمایا لاتقصص رویاک علی اخوتک یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف علیہما السلام سے کہا۔
کہ اپنا خواب اپنے بھائیون سے بیان نکرنا اور فرمایا لاتدخلوا من باب واحد یعنی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون سے کہا کہ مصر مین
جاکر سب کے سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور فرمایا فامشوا فی مناکبہا یعنی زمین کے اونچے مقامون پر چلو اور یہ احتیاط اسلئے
ہے کہ اپنی ذات سے ضرر دور کرنیکے واسطے حرکت کرنا اللہ تعالی کی نعمت کا عمل مین لانا ہے اور جس طرح اللہ تعالی اپنی عطا کی ہوئی نعمت
کا اظہار چاہتا ہے۔ اسیطرح اپنی ودیعتون کا اظہار بھی چاہتا ہے لہذا اسکی کوئی وجہ نہین کہ اسکی عنایت ہی پر بھروسا کرکے اسکی ودیعت
کو مہمل چھوڑ دے بان پہلے جو تمہارے قبضہ مین ہے اسکو عمل مین لاؤ پھر جو اللہ تعالی کے پاس ہے اُسکو طلب کرو اللہ تعالے
نے پرندون اور چوپایون کو وہ اوزار عطا فرمائے ہین جن کے ذریعہ سے وہ اپنے سے شر کو دور کرتے ہین مثلاً پنجے اور ناخن اور
دانت اور منقار اور آدمی کے لیے عقل پیدا کی جو اسکو اسلحہ باندھنے کی ہدایت کرتی ہے اور مکان اور زرہ وغیرہ کے ذریعے سے
محفوظ رہنے کی رہبر ہوتی ہے پھر جو شخص احتیاط کو ترک کرکے اللہ تم کی نعمت کو بیکار کردے تو گویا اُسنے خدا کی حکمت کو معطل کیا جیسے کوئی
شخص غذا اور دوا چھوڑ دے اور بھوک اور بیماری مین مرجائے اور اس شخص سے زیادہ کوئی احمق نہین جو عقل وعلم کا دعوے
کرے اور بلا کے سامنے گردن جھکادے بلکہ شایان یہ ہے کہ توکل کرنیوالے کے اعضا وجوارح کسب وپیشہ مین لگے رہین اور دل اطمینان کے
ساتھ خدا کے سپرد رکھے اب چاہے وہ عطا کرے یا نکرے کیونکہ ایسا شخص یقینا جانیگا کہ خدا کا تصرف حکمت ومصلحت سے ہوتا ہے
اسکا عطا نہ کرنا بھی حقیقت مین عطا کرنا ہے عاجز لوگون کے لیے اُن کی عجز اور انکے نفسون نے اس امر کو اچھا اور آراستہ کردکھایا کہ تفریط

بمثابة من اعتقد التهور شجاعة والخور حرصا ومتى وضعت اسباب فاهملت كان ذلك جهلا بحكمة الواضع
مثل وضع الطعام للشبع والماء للري والدواء للمرض فاذا ترك الانسان ذلك اهوانا بالسبب ثم دعا وسأل
فربما قيل له قد جعلنا لعافيتك سببا فاذا لم تتناوله كان اهمالا لعطائنا فربما لم نعافك بغير سبب
لاهوانك بالسبب وما هذا الا بمثابة من بين شراحه وماء الساقية رفسه بمسحاة فاخذ يصلي صلوة الاستسقاء
طلبا للمطر فانه لا يستحسن منه ذلك شرعا ولا عقلا وقال المصنف فان قال قائل كيف احترز مع
القدر قيل له وكيف لا تحترز مع الامر مع ان المقدر فالذي قدر هو الذي امر وقد قال تعالى خذوا حذركم
قيل كان عيسى عليه السلام يصلي على راس جبل فاتاه ابليس فقال له انت الذي تزعم ان كل شئ
بقضاء وقدر قال نعم قال فالق نفسك من الجبل وقل قد رعلي فقال يا لعين ان الله تختبر العباد وليس
العباد يختبرون الله فصرا وفي معنى ما ذكرنا من تلبيسه عليهم في ترك الاسباب انه قد لبس على خلق كثير منهم بان التوكل
بنا والكسب قال سهل بن عبد الله التستري من طعن التوكل فقد طعن في الايمان ومن طعن على الكسب فقد طعن على السنة
حدثنا محمد بن عبد الله الرازي قال سأل رجل ابا عبد الله بن سالم وانا اسمع انحن مستعبدان بالكسب

ترجمہ بیماری کو شجاعت اور تشنگی کو دور اندیشی خیال کرے اور جبکہ اسباب بنائے گئے ہوں اور بیکار چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بنانیوالے کی
حکمت کا نہ جاننا ہی جیسے کہ کھانا پیٹ بھرنے کا سبب اور پانی پیاس بجھانے کا سبب اور دوا بیماری کے لئے موضوع ہیں اب جسوقت
آدمی سبب کو حقیر سمجھ کر ان سے دست بردار ہو پھر دعا مانگے اور سوال کرے تو اسکو جواب ملیگا کہ ہم نے تیری عافیت کے لئے
سبب بنا دیا تھا جبکہ تو نے اسکو نہ اختیار کیا تو ہماری بخشش کو مہمل جانا اکثر اوقات تجھکو بغیر کسی سبب کے ہم عافیت نہ دینگے
کیونکہ تو سبب کو تو ذلیل گردانتا ہے اور اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کے پختہ ہونے پر خوش ہوتا ہے اور اس کھیت میں
ایک نہر سے پانی آتا ہے جو اسکے پاس جاری ہے اب یہ شخص ٹیلے پر چڑھکر بارش مانگنے کے لئے نماز استسقا پڑھنے لگے تو اسکی
یہ حرکت نہ شریعت کے رو سے اچھی ہے اور نہ عقل کے لحاظ سے مصنف نے کہا اگر کوئی یوں کہے کہ جب ہر ایک امر مقدر ہے
تو احتراز کیونکر ہو سکتا ہے جواب دیا جائیگا حکم اور فرمان موجود ہیں تو کیونکر احتراز نہ کیا جائے اسلئے کہ جسنے مقدر کیا ہے اُسی نے
حکم دیا ہے اور فرمایا ہے خذوا حذرکم کہتے ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام ایک پہاڑ کی چوٹی پر نماز ادا کر رہے تھے ان کے پاس شیطان
آیا اور کہنے لگا کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ ہر شئے قضا و قدر سے ہوتی ہے حواب دیا کہ ہاں بولا کہ اچھا تو پھر تم اپنے آپکو پہاڑ سے نیچے گرا دو
اور سمجھ لو کہ میرے لئے یہ مقدر تھا حضرت عیسےؑ نے کہا کہ اے لعین اللہ تعالی بندوں کو آزماتا ہے بندے اللہ تعالی کو نہیں آزماتے
فصل اور اسی معنی ہیں کہ ترک اسباب کے بارے میں ابلیس نے لوگوں پر تلبیس کی ہے یہ ہے کہ بہتوں پر ابلیس نے یہ تلبیس کی ہے کہ توکل کسب کے
خلاف ہے سہل بن عبد اللہ التستریؒ کا قول ہے کہ جس نے توکل پر طعن کیا اسنے ایمان پر طعن کیا اور جسنے کسب پر طعن کیا اسنے سنت پر
طعن کیا محمد بن عبد اللہ رازی نے ہمسے بیان کیا کہ میری موجودگی میں ایک آدمی نے ابو عبد اللہ بن سالم سے سوال کیا کہ ہم کسب کو عبادت سمجھیں

امر بالتوکل فقال التوکل حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والکسب سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما سن
الکسب لمن ضعف عن التوکل وسقط عن درجۃ الکمال التی ھو حالہ فمن اطاق التوکل فالکسب غیر مباح لہ
بحال الا کسب معاونۃ لا کسب اعتماد علیہ ومن ضعف عن حال التوکل التی ھو حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابیح لہ طلب المعاش فی الکسب لئلا یسقط عن درجۃ سنۃ حتی یسقط عن درجۃ حالۃ وعن یوسف
بن الحسین یقول اذا رأیت المرید یشتغل بالرخص والکسب فلیس یجیئ منہ شی قال المصنف ھذا کلام قوم
ما فھموا معنی التوکل وظنوا انہ ترک الکسب وتعطیل الجوارح عن العمل وقد بینا ان التوکل فعل القلب فلا ینافی
حرکۃ الجوارح ولو کان کل کاسب لیس بمتوکل کان الانبیاء غیر متوکلین فقد کان آدم حراثا ونوح
نجارا وزکریا نجارا وادریس خیاطا وابراھیم وابوطالب زراعین وصالح تاجرا وکان داؤد یاکل الخوص بیدہ
ویاکل من ثمنہ وکان موسی شعیب محمد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کنت ارعی غنما لاھل مکۃ بالقراریط فما اغنی اللہ عنہ احد
بعد فرض الفرض لم یحتج الی الکسب وقد کان ابوبکر الصدیق وعثمان وعبد الرحمن وطلحۃ ومحمد بن سیرین و
میمون بن مھران بزازین وکان الزبیر وعمرو بن العاص وعامر بن کریز

ترجمہ یا کہ توکل کو جواب دیا کہ توکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے اور کسب آپکی سنت ہے اور کسب اسی شخص کیواسطے
مسنون ہے جو توکل کرنیمین ضعیف ہو اور درجہ کمال یعنی حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ساقط ہے لہذا جو کوئی توکل کی طاقت
رکھے اسکو کسب کسی حال مین مباح نہین مگر یہ کہ بطور مدد پہونچنے کے کسب کرے نہ یہ کہ کسب پر بھروسا کرے اور جو شخص توکل کرنیمین
چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے کمزور ہو اسکو بندہ کسب طلب معاش کرنا جائز ہے تاکہ درجہ سنت نبوی سے نہ گر پڑے
یہانتک کہ حالت نبوی کے درجہ سے ساقط ہو جائے یوسف بن الحسین سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ جب تم کسی مرید کو دیکھو کہ شروع
مین جو چیزین آسان کی گئی ہین اُن کو تلاش کرتا ہے اور کمائی کرنے مین مشغول ہوتا ہے تو اس سے کچھ نہو گا مصنف نے
یہ کلام اس قوم کا ہے جو توکل کے معنی نہین سمجھے اور یہ گمان کیا کسب کا چھوڑنا اور عمل سے جوارح کا معطل کرنا توکل ہے اور ہم بیان کر چکے
ہین کہ توکل دل کا فعل ہے لہذا جوارح کی حرکت کے منافی نہین اور اگر ایسا ہوتا کہ جو کسب کرے وہ توکل کرنیوالا نہین ہے تو انبیا علیہم السلام
گویا توکل کرنیوالے ہی نہ ٹھہرے حضرت آدم علیہ السلام کاشتکار تھے اور حضرت نوح اور زکریا علیہم السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے اور
حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور حضرت ابراہیم اور لوط علیہ السلام کھیتی بوتے تھے اور حضرت صالح علیہ السلام
سوداگر تھے اور حضرت داود علیہ السلام زرہین اپنے ہاتھ سے بناتے تھے اور اسکی قیمت سے بسر کرتے تھے اور حضرت موسی
اور شعیب اور ہمارے نبی علیہم الصلوۃ والسلام نے بکریان چرائین ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مکہ والون
کی بکریان چند قیراط پر چرایا کرتا تھا پھر جب اللہ تعالی نے مال غنیمت سے غنی کر دیا تو آپ کو کسب کی ضرورت نہ رہی اور حضرت ابوبکر صدیق
اور عثمان اور عبد الرحمن اور طلحہ اور محمد بن سیرین اور میمون بن مہران کپڑے بیچا کرتے تھے اور حضرت زبیر اور عمرو بن عاص اور عامر بن کریز

کزینجزارین وکان سعد بن ابی وقاص یبری النبل وکان عثمان بن طلحة خیاطا وما زال التاجرون ومن بعدهم یکتسبون بالکسب

وحدثنا عطاء بن السائب قال لما استخلف ابوبکر اصبح غادیا الی السوق وعلی رقبته اثواب یتجر بها فلقیه عمر وابو عبیدة فقالا

لا تفعل هذا وقد ولیت امور المسلمین قال فمن این اطعم عیالی وعن میمونة لما استخلف ابوبکر جعلوا له الفین فقال زیدونی فان لی

عیالا وقد شغلتمونی عن التجارة فزادوه خمسمائة قال المصنف لو قال رجل للصوفیة من این اطعم عیالی لقالوا له قد

اشرکت ولو سألوا ممن یخرج الی التجارة لقالوا لیس بمتوکل ولا سوفی وکل هذا الجهل بمعنی التوکل والیقین ولو کان احدهم

یغلق علیه الباب ویتوکل قرب امر دعواه ولکنهم بین امرین اما الطلب من الناس فمنهم من یسعی الی الدنیا مستخدما

منهم من یبعث غلامه فیدور یا لو تبیل فیجمع له واما الجلوس فی الرباط فی هیئة المساکین وقد علم ان الرباط

لا یخلو من فتوح کما لا یخلو الدکان من ان یقصد للبیع والشری وعن سهل بن هاشم عن ابراهیم بن ادهم

قال کان سعید بن المسیب من لزم المسجد وترک الحرفة وقبل ما

یاتیه فقد اخف فی السوال

ترجمہ: کزینجزار نوکری کرتے تھے اور حضرت سعد بن ابی وقاص تیر بناتے تھے اور حضرت عثمان بن طلحہ درزی کا کام کرتے تھے اور تمام تاجرین اور ان کے بعد والے ہمیشہ کسب کرتے رہے اور کسب کرنیکا حکم دیتے رہے عطاء بن السائب نے ہمسے بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو دوسرے روز صبح کو بازار کی طرف چلے اور آپ کے سر پر کپڑوں کی گٹھری تھی جن کی آپ تجارت کرتے تھے۔ رستے میں حضرت عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما ملے پوچھنے لگے کہ آپ کہاں تشریف لیجاتے ہیں جواب دیا کہ بازار جاتا ہوں وہ کہنے لگے کہ آپ امور مسلمین کے والی اور مختار ہو کر ایسا کرتے ہیں فرمایا کہ آخر میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں اور میمون کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو صحابہ نے مل کر حضرت ابوبکر کے لئے دو ہزار درم سالانہ مقرر کر دیئے آپ نے کہا کہ اس سے اور زیادہ کر دو کیونکہ میرا کنبہ بہت ہے اور تجارت سے تم نے مجکو دوسری طرف لگا دیا صحابہ نے پانسو اور بڑھا دیئے مصنف نے کہا کہ اگر کوئی آدمی ان صوفیہ سے کہے کہ میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں تو اسکو جواب دینگے کہ تو مشرک ہے اور اگر ان سے پوچھا جاوے کہ جو شخص سوداگری کے لیئے جائے اس کا کیا حکم ہے تو کہینگے کہ وہ توکل کرنیوالا اور یقین کرنیوالا نہیں ان لوگوں کی یہ سب باتیں فقط اسوجہ سے ہیں کہ توکل اور یقین کے معنی نہیں جانتے اور اگر کوئی ان میں سے اپنے اوپر دروازہ بند کرلے اور توکل کرے تو ان کے دعوی کی حال کہلجائے لیکن ان لوگوں کی حالت دو حال سے خالی نہیں یا لوگوں سے مانگنا تو بعض وہ لوگ ہیں جو دنیا کے لئے کوشش کرتے ہیں اور لوگوں سے اپنی خدمت لیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو اپنے خادم کو بھیجتے ہیں وہ کشکول لے کر گھومتا ہے اور کھانا جمع کرتا ہے یا رباط میں مسکینوں کی صورت بنا کر بیٹھنا اور یہ بات معلوم ہے کہ رباط فتوح سے خالی نہیں جسطرح دکان اس امر سے خالی نہیں کہ خرید و فروخت کا قصد کیا جاتا ہے سہل بن ہاشم نے ابراہیم بن ادہم سے روایت کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا جو شخص مسجد میں بیٹھ رہے اور کسب و حرفہ چھوڑ دے اور پھر جو چیز اسکے پاس لائیں اسکو قبول کرلے تو اس شخص نے گڑگڑا کر سوال کیا

ولقد کان ابوتراب یقول لاصحابہ من لبس منکم مرقعۃ فقد سأل ومن قعد فی خانکاہ او
مسجد فقد سأل وقال المصنف وقد کان السلف ینہون عن التعرض لہذہ الاشیاء ویامرون بالکسب و
قد قال عمر بن الخطاب رضی اللہ یا معشر القراء ارفعوا رؤسکم فقد وضح الطریق فاستبقوا الخیرات ولا تکونوا
عیالا علی المسلمین وعن محمد بن عاصم قال بلغنی ان عمر بن الخطاب کان اذا رای فتی فاعجبہ حالہ سأل عنہ ہل
لہ حرفۃ فان قیل لہ لا قال سقط من عینی وحدثنا قتادۃ عن سعید بن المسیب قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
یتجرون فی بحر الشام منہم طلحۃ بن عبید اللہ وسعید بن زید وحدثنا ابو القاسم قال سألت احمد بن حنبل فقلت ما تقول
رجل جلس فی بیتہ او فی المسجد وقال لا اعلم شیئا حتی یاتینی رزقی فقال احمد ہذا رجل جہل العلم اما سمعت قول النبی صلی اللہ
علیہ وسلم جعل اللہ رزقی تحت ظل رمحی وجعل اخر ذکر الطیر فقال تغدو خماصا فذکر انہا تغدو وطلب الرزق قال اللہ تعالی
واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ وقال لا جناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلہم ولنا القدوۃ بہم وقد ذکرنا فیما مضی عن احمد ان
رجلا قال لہ اریید الحج علی التوکل

ترجمہ ابوتراب۔ اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ جس نے پیوند لگا لباس پہنا تو وہ ضرور سائل ہے اور جو خانقاہ یا مسجد
میں بیٹھ رہا وہ بھی ضرور سائل ہے مصنف نے کہا کہ میں کہتا ہوں اگلے بزرگ لوگ اس قسم کی باتوں میں پڑنے سے منع کرتے تھے اور
کسب کا حکم دیتے تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے قاریوں کی جماعت ذرا اپنے سر اوٹھاؤ کیونکہ رستہ بالکل روشن ہے
نیکیوں کے لئے سبقت کرو اور مسلمانوں کے محتاج بنکر نہ رہو محمد بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی جوان آدمی
کو دیکھکر اس کی حالت سے خوش ہوتے تو اس کا حال دریافت کرتے کہ آیا کوئی پیشہ کرتا ہے اگر لوگ کہتے کہ اسکا کچھ پیشہ نہیں ہے تو فرماتے کہ
یہ شخص میری نظر سے گر گیا قتادہ سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بحر شام کی طرف
تجارت کو جایا کرتے تھے منجملہ اُن کے حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید ہیں ابو القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے احمد بن حنبل سے
پوچھا کہ آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنے گھر میں یا مسجد میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں کچھ پیشہ نہ کرونگا میرا رزق خود میرے
پاس آئیگا احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ یہ شخص علم نہیں رکھتا کیا تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سُنا کہ میرا رزق میرے نیزہ
کے سایہ تلے ہے اور ایک اور حدیث ہے جسمیں آپنے پرندوں کا ذکر کیا کہ وہ صبح کے وقت بھوکے ہوتے ہیں اور فرمایا علی الصباح تلاش رزق
میں جاتے ہیں قال اللہ تعالی واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ یعنی دوسرے وہ لوگ ہیں جو زمین میں سفر کرتے ہیں اور اللہ تعالی کے
فضل کی جستجو کرتے ہیں اور فرمایا لا جناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم یعنی تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے پروردگار کا فضل
تلاش کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تری و خشکی میں تجارت کے لئے پھرتے تھے اور اپنے باغوں میں کام کرتے تھے
ہم کو صحابہ ہی کی پیروی کرنی چاہیئے اور ہم سابق میں امام احمد کا قول لکھ چکے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے کہا میں توکل پر حج کو جانا چاہتا ہوں

فقال له فاخرج فی غیر القافلة قال لا قال فعلی جراب الناس تتوکلت وحدثنا ابوبکر المروزی قال قلت لابی عبد الله
هؤلاء المتوکلون یقولون نقعد وارزاقنا علی الله عزوجل فقال هذا قول ردی خبیث الیس قد قال الله تعالی اذا
نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع ثم قال اذا قال لا اعمل وجیئ الیه بشیئ قد عمل والکسب
لای شیئ یقبله من غیره وعن صالح انه سال ابا یعنی احمد بن حنبل عن التوکل فقال التوکل حسن ولکن ینبغی
للرجل ان لا یکون عیالا علی الناس ینبغی ان یعمل حتی یغنی نفسه وعیاله ولا یترک العمل قال وسئل ابی وانا اسمع
عن قوم لا یعملون ویقولون نحن متوکلون فقال هؤلاء مبتدعة وکان ابن عیینة یقول هم مبتدعة
فقال ابو عبد الله هؤلاء قوم سوء یریدون تعطیل الدنیا وحدثنا المروزی قال سألت ابا
عبد الله عن رجل جلس فی بیته وقال اجلس واصبر فی البیت وقال لا اطلع علی ذلک احدا فقال
لو خرج فاحترف کان احب الیّ فاذا جلس خفت ان یخرجه جلوسه الی غیر هذا قلت الی
شیئ یخرجه قال الی ان یکون یتوقع الان یرسل الیه وعن ابی بکر المروزی قال سمعت رجلا یقول
لابی عبد الله احمد بن حنبل انی فی کفایة قال الزم السوق تصل به الرحم وتعود به علی قدر ابتلک

ترجمہ فرمایا کہ پھر قافلہ کو چھوڑ کر جاؤ اس نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا جواب دیا کہ پھر کیا لوگوں کے تھیلوں پر توکل کرکے چلے ابوبکر مروزی نے
ہمسے بیان کیا کہ میں نے ابو عبد اللہ سے کہا کہ آجکل توکل کرنیوالے کہتے ہیں کہ ہم ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں ہمارا روزی رسان خدا ہی جواب دیا
کہ یہ قول لچر پوچ ہے کیا اللہ تعالی نے نہیں فرمایا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة الخ یعنی جب جمعہ کی اذان ہو تو اللہ تعالی کی عبادت
کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو پھر بولے کہ جب ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں کوئی پیشہ نکروں گا تو جب کوئی چیز کسب اور پیشہ
کے ذریعہ سے حاصل کرکے اس کے پاس کوئی دوسرا آدمی لے جاتا ہے تو اسکو وہ قبول کیوں کرتا ہے صالح سے روایت ہے کہ انہوں
نے اپنے باپ یعنی احمد بن حنبل سے پوچھا کہ توکل کیسا ہے جواب دیا کہ توکل اچھا ہے لیکن آدمی کو چاہئے کہ لوگوں کے ذمے نہو جائے بلکہ چاہئے
کہ کسب کرے تاکہ خود بھی اور اوسکی اہل و عیال بھی خوشحال رہیں اور حرفہ کو نہ چھوڑے صالح کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں میرے باپ سے اس قوم کی نسبت
سوال کیا گیا جو پیشہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم اہل توکل ہیں جواب میں فرمایا کہ یہ لوگ اہل بدعت ہیں ابن عیینہ کہا کرتے
تھے کہ یہ لوگ بدعتی ہیں ابو عبد اللہ نے کہا کہ یہ لوگ برے ہیں جو کہ دنیا کو بیکار رکھنا چاہتے ہیں مروزی نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ
سے میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں گوشہ گزیں ہوتا ہوں اور صبر کرکے گھر بیٹھ رہتا ہوں
اور کہے کہ اس امر کی کسی کو خبر نہ ہو تو ابو عبد اللہ نے جواب دیا ہے کہ اگر یہ آدمی گھر سے نکلتا اور حرفہ کرتا تو مجھ کو اچھا معلوم ہوتا اور جبکہ
ایک جگہ بیٹھ رہا تو میں ڈرتا ہوں کہ یہ بیٹھے رہنا اسکو کسی دوسری چیز کا مرتکب نہ بنا دے بیٹے نے کہا وہ دوسری کیا چیز ہے کہنے لگے کہ کہیں
ایسا نہ ہو اس بات کی توقع کرے کہ لوگ اسکے پاس کچھ لے کے آئیں اور ابوبکر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا کہ ابو عبد اللہ احمد
ابن حنبل سے کہہ رہا تھا کہ میں خوشحالی میں ہوں فرمایا کہ بازار کو اختیار کر تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے اقارب پر احسان اور اہل و عیال کو خوشحال کرسکا

وقال لآخر اعمل وتصدق بالفضل على قرابتك وقال احمد بن حنبل قد امرتهم يعني اولاده ان يختلفوا الى السوق و
ان يتعرضوا للتجارة وعن الفضل بن محمد بن زياد قال سمعت اباعبد الله يامر بالسوق وكان يقول ما احسن الاستغناء
عن الناس وكان يقول احب الدراهم الي درهم من تجارة واكرهها عندي الذي من صلة الاخوان قال المصنف وقد كان
ابراهيم بن ادهم يحصد وسليمان الخواص يلقط وحذيفة المرعشي يضربان اللبن قال ابن عقيل الانسب لا يقدح في التوكل لا تعالى رتبة اثر على الانبياء
نقص في الدين ولما قيل لموسى عليه السلام ان الملأ يأتمرون بك ليقتلوك خرج ولما
جاع واحتاج الى عفة نفسه اجر نفسه ثمان سنين وقد قال تعالى فامشوا
في مناكبها وهذا الان الحركة استعمال لنعمة الله وهي القوى فاستعمل ما
عندك ثم اطلب ما عنده وقد يطلب الانسان من ربه وينسى ماله
عنده من الذخائر فاذا تاخر عنه ما يطلبه يسخط فترى بعضهم يملك عقارا
واثاثا فاذا ضاق به القوت واجتمع عليه دين قيل له لو بعت عقارك فقال كيف
اقرع في عقاري واسقط عند الناس جاهي وانما يفعل هذا الحماقات المعتادات

ترجمہ اور ایک دوسرے شخص سے کہا کہ کام کر اور حاجت سے زائد کو اپنے اہل قرابت پر صدقہ کر احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے اپنی
اولاد کو حکم دیا ہے کہ بازار میں آئیں جائیں اور تجارت میں لگے رہیں اور فضل ابن محمد ابن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ
کو بازار کے اختیار کرنے کا حکم کرتے ہوئے سنا اور اکثر کہا کرتے تھے کہ لوگوں سے بے نیاز ہو کر رہنا کیا اچھی بات ہے اور کہتے تھے
کہ میرے نزدیک درموں میں سے وہ درم اچھا ہے جو تجارت سے حاصل ہوا اور برا درم وہ ہے جو احباب کے احسان سے ملا۔
مصنف نے کہا کہ ابراہیم بن ادہم کھیتی کاٹا کرتے تھے اور سلیمان خواص خوشہ چین تھے اور حذیفہ مرعشی اینٹیں بناتے تھے ابن
عقیل نے کہا کسی سبب پر عمل کرنے سے توکل نہیں ٹوٹتا کیونکہ انبیا کے مرتبہ سے اپنی ترقی چاہنا دین کی بربادی ہے موسیٰ علیہ
السلام سے جب کہا گیا کہ ان الملا یاتمرون بک الخ یعنی رئیس لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کرتے ہیں حضرت موسیٰ وہاں سے بھاگ
نکلے بعد اس کے جب بھوکے ہوئے اور اپنے نفس کے پاک رکھنے کی ضرورت پڑی تو آٹھ برس کے لئے اپنے آپ کو اجرت میں دیدیا
اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا فامشوا فی مناکبہا یعنی زمین کی بلندیوں میں سفر کرو یہ ارشاد اس لئے ہے کہ جنبش کرنا گویا اللہ تعالیٰ
کی نعمت کو عمل میں لانا ہے اور اسکی نعمت قوائے انسانی ہیں لہذا جو تمہارے پاس ہے پہلے اس کا استعمال کرو پھر جو خدا کے پاس ہے
اسکو ڈھونڈو بسا اوقات انسان اللہ تعالیٰ سے طلب فضل کرتا ہے اور جسقدر ذخیرہ و مال اس کے پاس ہے اس کو بھول جاتا ہے
پھر جب کہ اس کے مطلب برآنے میں تاخیر ہوتی ہے تو ناراض ہو جاتا ہے تم بعض لوگوں کو دیکھتے ہو کہ ان کے پاس زمین اور جائداد
ہوتی ہے پھر جب اس پر روزی تنگ ہوتی ہے اور قرض بہت ہو جاتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ کاش تم اپنی املاک بیچ ڈالتے۔ تو کہتا ہے
کہ میں اپنی جائداد میں کیونکر کمی کروں اور لوگوں کے سامنے اپنا مرتبہ کیوں گھٹا دوں اور اس قسم کی حماقتیں صرف عادات سے ہوتی ہیں۔

وانما قعد اقوام عن الکسب استثقالا له فکانوا بین امرین قبیحین اما تضییع العیال فترکوا الفرائض والتزین باسم انه متوکل فحینئذ غلبهم المکتسبون فضیقوا علی عیالهم لاجلهم واعطوهم وهذه الرذیلة لم تدخل قط الا علی دنی النفس والا فالرجل کل الرجل من لم یضیع جوهره الذی اودعه الله ایثارا للکسل او لاسم یتزین به بین الجهال فان الله تعالی قد یحرم الانسان المال ویرزقه جوهرا یتسبب به الی تحصیل الدنیا بقبول الناس علیه فصل وقد تشبث القاعدون عن المکسب بتعللات قبیحة منها انهم قالوا لابد ان یصل رزقنا الینا وهذا فی غایة القبح فان الانسان لو ترک الطاعة وقال لا اقدر بطاعتی ان اغیر ما قضی الله علی فان کنت من اهل الجنة فانا من اهل الجنة او من اهل النار فانا من اهل النار قلنا له هذا یرد الاوامر کلها ولو صح لاصحاب ذلک لم یخرج احد من الجنة لانه کان یقول ما فعلت الا ما قضی علی ومعلوم اننا مطالبون بالامر بالقدر ومنها انهم یقولون این الحلال حتی یطلب وهذا قول جاهل فان الحلال لا ینقطع ابدا لقوله علیه السلام الحلال بین والحرام بین ومعلوم ان الحلال ما اذن الشرع فی تناوله وانما قولهم هذا لاجتماع للکسل ومنها انهم قالوا اذا کسبنا اغنا الظلمة والعصاة وحدثنا ابو عثمان بن الآدمی قال سمعت ابراهیم الخواص یقول

ترجمہ اور بعض لوگ جو کسب سے دست بردار ہوگئے ہیں وہ حرفہ کو ایک گرانباری سمجھکر ایسا کر بیٹھے لہذا دو بری باتوں میں پڑ گئے یا تو اپنے اہل وعیال کو ضائع کیا اور فرائض کو چھوڑ دیا اور یا اسلیے ایسا کیا کہ تصنع توکل کے نام سے زینت حاصل کرے لہذا کسب کرنے والے اسکے اہل وعیال پر ترس کہاتے ہیں اور اُن کی دعوتیں کرتے ہیں اور ان کو کچھ دیتے ہیں اور یہ رذیل عادت بجز دنی الطبع کے کسی میں نہیں ہوگی ورنہ انسان کامل وہ آدمی ہے جو اپنے اس جوہر کو جو اللہ تعالیٰ نے اُسکو بخشا ہی ہر ایک پر احسان کرنیکے لیئے ضائع کرے نہ یہ کہ لوگوں میں ایک نام پیدا کرے جس سے جاہلوں میں زینت پکڑے کیونکہ کبھی اللہ تعالیٰ انسان کو مال سے محروم کر دیتا ہی اور ایک ایسا جوہر عطا فرماتا ہی جس سے وہ ایسا سبب نکالتا ہی کہ لوگوں کے نزدیک مقبول ہو کر دنیا حاصل کرتا ہے **فصل** جو لوگ کسب کرتے بیٹھ رہے ہیں وہ دلائل قبیحہ سے حجت پکڑتے ہیں ان میں ایک دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ جو ہمارا رزق ہی وہ ضرور ہم کو ملے گا حالانکہ یہ بات نہایت قبیح ہی کیونکہ انسان اگر عبادت چھوڑ دے اور کہنے لگے کہ میں اپنی عبادت سے اللہ کی تقدیر کو نہیں بدل سکتا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو اہل جنت سے لکھدیا ہی تو اہل جنت سے ہونگا اور اگر اہل دوزخ سے لکھدیا ہی تو دوزخ میں جاونگا ہم اس شخص کو جواب دینگے کہ تمہارا یہ قول تو تمام احکام آلہی کو رد کرتا ہی اور اگر کسی کے لیئے ایسا کہنا جائز ہوتا تو حضرت آدم جنت سے نہ نکلتے کیونکہ وہ یوں کہہ سکتے تھے کہ مینے وہی کام کیا جو میری لیئے مقدر تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ ہم لوگوں سے جو باز پرس ہوگی وہ امر کی وجہ سے ہوگی نہ بوجہ تقدیر کے یہ لوگ ایک دلیل یوں لاتے ہیں کہ روزی حلال کہاں ہے جو ہم طلب کریں اور یہ قول کسی جاہل کا ہے کیونکہ رزق حلال کبھی منقطع نہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ حلال وہ روزی ہے جس کے لینے کی اجازت شریعت نے دیدی ہو اور ان لوگوں کا یہ قول فقط سُست آدمی کی حجت ہی ایک دلیل انکی یہ ہی کہ جب ہم کسب کرینگے تو ظالموں اور گنہگاروں کی مدد کرینگے **ابو عثمان بن الآدمی** نے ہمسے بیان کیا کہ مینے ابراہیم خواص سے سُنا کہتے تھے

طلبت المعاش لاكل الحلال فقصدت السمك فوقعت فى الشبكة سمكة فاخرجتها ثم طرحت الشبكة فوقعت اخرى فيها فرميت بها ثم عدت فهتف بى هاتف لم تجد لك معاشا الا ان تاتى الى من يذكرنا فتقتلهم قال فرميت الشبكة وتركت الصيد **قال المصنف** هذه القصة ان صحت فان الهاتف ابليس لان الله تعالى اباح الصيد فلا يعاقب على ما اباح وكيف يقال له تعد الى من يذكرنا فتقتله وهو الذى اباح قتله وكسب الحلال ممدوح ولو تركنا الصيد وذبح الانعام لانهمانذكر الله تعالى لم يكن لنا ما نقيم قوى الابدان لانه لا يقيمها الا اللحوم فالتحرى من اخذ السمك او ذبح الحيوان مذهب البراهمة فانظر الى الجهل ما يصنع والى ابليس كيف يفعل **قيل** لفتح الموصلى انت صياد بالشبكة لم تصطد العيال فقال اخاف ان اصطاد مطيعا لله فى جوف الماء فاطعمه عاصيا لله على وجه الارض **قال المصنف** ان صحت هذه الحكاية عن فتح فهو من التعلل البارد المخالف للشرع والعقل لان الله تعالى اباح الكسب وندب اليه فاذا قال قائل ربما اخبرت خبزا فاكله عاص حدثنا فارغا لانه يجوز لنا ان نبيع الخبز لليهود والنصارى اللهم وفقنا لما يرضيك عنا برحمتك ذكر تلبيس ابليس على الصوفية فى ترك التداوى **قال المصنف** لا يختلف العلماء ان التداوى مباح وانما راى بعضهم التفويض تركه وقد ذكرنا كلام الناس فى هذا وبينا ما اخبرنا فى كتاب لفظ المنافع فى الطب

ترجمہ کہ میں روزی حلال کی غرض سے طلب معاش کے لیئے نکلا اور مچھلی کے شکار کا ارادہ کیا جال میں ایک مچھلی آئی میںنے اسکو نکال لیا پھر جال ڈالا دوسری مچھلی پڑی میںنے اسکو پھینکدیا پھر واپس لوٹا تو مجھکو ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے فلان کیا تیرے لئے فقط یہی معاش رہگیا ہے کہ ان جانداروں کو پکڑے جو ہمارا ذکر کرتے رہتے ہیں اور نوان کو مار ڈالتا ہے یہ آواز سنکر میںنے جال پھینکدیا اور شکار چھوڑدیا۔ مصنفؒ نے کہا کہ یہ قصہ اگر سچ ہے تو یہ ہاتف شیطان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شکار کو مباح کردیا ہے لہذا مباح کی ہوئی چیز پر عذاب نفرمائیگا اور کیونکر کسی سے کہا جاسکتا ہے کہ تم ایسی چیز کو کیوں ستاتے ہو جو ہمارا ذکر کرتی ہے حالانکہ خود اسی نے اس چیز کا قتل کرنا جائز کردیا ہے اور کسب حلال عمدہ چیز ہے اب اگر ہم شکار کرنا اور چوپایوں کا ذبح کرنا اسوجہ سے چھوڑ دیں کہ وہ ذکر خدا کرتے ہیں تو ہمارے لئے وہ شئے نہیں رہتی جو قوائے بدن کو قائم رکھے کیونکہ ان کا قائم رکھنے والا صرف گوشت ہو پس مچھلی پکڑنے اور حیوان کے ذبح کرنے سے پرہیز کرنا برہمنوں کا مذہب ہو لہذا جہالت کو دیکھنا چاہیئے کیا کرتی ہے اور شیطان کیسا دھوکا دیتا ہے **فتح موصلی** سے کسی نے کہا کہ تم ماہی گیری کرتے ہو تم اپنے بال بچوں کے لئے شکار کیوں نہیں کرتے جواب دیا کہ مجھکو یہ خوف ہے کہ پانی میں خدا کی عبادت کرنے والوں کو شکار کرکے لاؤں اور پھر زمین پر خدا کے نافرمان بندوں کو کھلاؤں **مصنفؒ** نے کہا کہ فتح موصلی کی یہ حکایت اگر درست ہے تو یہ عذر بارد ہے شرع اور عقل کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسب کو مباح فرمایا ہے اور لوگوں کو کسب کیطرف بلایا ہے اب اگر کوئی کہنے والا کہے کہ بسا اوقات میں روٹی پکاتا ہوں اور اسمیں ایک گنہگار کھا جاتا ہے تو یہ بات لغو ہوگی کیونکہ ہمارے لئے جائز ہے کہ روٹی یہود و نصاریٰ کے ہاتھ فروخت کریں الٰہی اپنی رحمت سے ہمکو اس چیز کی توفیق دے جس سے تو راضی ہے (علاج کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) **مصنفؒ** نے کہا کہ علماء کا اسمیں کچھ اختلاف نہیں کہ معالجہ کرنا جائز ہے فقط بعض کی رائے یہ ہے کہ ترک علاج عمدہ ہے جسنے اس بارے میں لوگوں کا کلام اور جو کچھ ہم کو خبر ملی ہے اپنی کتاب

والمقصود ههنا ان نقول اذا ثبت ان التداوی مباح بالاجماع مندوب الیه عند بعض العلماء فلا یلتفت
الی قول قوم قد رأوا ان التداوی خارج عن التوکل لان الاجماع علی انه لا یخرج من التوکل وقد صح عن
رسول الله صلی الله علیه وسلم انه تداوی وامر بالتداوی ولم یخرج بذلک عن التوکل ولا اخراج من لم یتداوی
من التوکل وفی الصحیح من حدیث عثمان بن عفان رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم رخص اذا اشتکی
المحرم عینه ان یضمدها بالصبر قال الطبری وفی هذا الحدیث دلیل علی فساد قول اهل التصوف والعباد من ان التوکل لا یصح
لاحد عالج علة به فی جسده بدواء اذ ذاک عندهم طلب العافیة من غیر من بیده العافیة والضر والنفع وفی طلاق النبی صلی الله علیه
وسلم للمحرم علاج عینیه بالصبر لدفع المکروه ادل دلیل علی ان معنی التوکل غیر ما قاله الذین ذکرنا قولهم وان ذلک غیر مخرج فاعله
من الرضی بقضاء الله کما ان من عرض له جوع الکلب لا یخرجه فزعه الی الغذاء من التوکل والرضی بالقضاء لان الله تعالی
لم یزل اداء الاشیاء الا بتزیله دواء الا الموت وجعل اسبابا لدفع الداء کما جعل الاکل سببا لدفع الجوع وقد کان قادرا ان یخلقه بغیر هذا لکنه
خلقهم ذوی حاجة فلا ینبغی فهم عنهم اذی الجوع الا بما جعله سببا لدفعه عنهم فکذا الداء العارض ذکر تلبیسه علی الصوفیة
فی الوحدة والعزلة قال المصنف کان خیار السلف یوثرون الوحدة والعزلة عن الناس

ترجمہ اس مقام پر صرف اسقدر مقصود ہے کہ ہم یہ بیان کریں جب علاج کرنیکی اباحت بالاجماع ثابت ہوگئی اور بعض علماء کی نزدیک مستحسن ٹھہرا تو ہم اوس قوم کے قول کیطرف توجہ نہ کرینگے جو کہتے ہیں علاج کرنا توکل سے خارج ہے کیونکہ اتفاق اس امر پر ہی کہ یہ بات توکل سے خارج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت صحیح ثابت ہی کہ آپنے علاج کیا اور علاج کرنے کا حکم فرمایا اور اسکی وجہ سے توکل سے نہیں نکلے اور نہ اسکو توکل سے نکالا جسنے انکو دوا کرنیکا حکم کیا صحیحین میں بروایت حضرت عثمانؓ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ حالت احرام میں اگر آشوب چشم کی شکایت ہو تو ایلوے کا لیپ کرے طبری نے کہا کہ اس حدیث میں توکل کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں کے اس قول کے فاسد ہونے پر دلیل ہے کہ جو شخص کسی مرض کیوجہ سے اپنے جسم کا کسی دوا سے علاج کرے تو اسکا توکل صحیح نہیں ہی کیونکہ ایسا کرنا ان کے نزدیک جس ذات پاک کے قبضے میں عافیت ہی اور نفع و نقصان ہے اسکو چھوڑکر دوسرے سے عافیت طلب کرنا ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو رفع تکلیف کے لئے احرام باندھنے والے کے حق میں آنکھوں کا علاج ایلوے کے ساتھ مطلق فرمایا تو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ توکل کے معنی وہ نہیں جو ان لوگوں نے بیان کیے ہیں جنکا قول ہمنے نقل کیا ہی اور اس امر کی دلیل ہے کہ علاج کرنیوالا رضا بقضائے الٰہی سے خارج نہیں ہوتا جیسے کسی شخص کو جوع الکلب کا عارضہ ہو تو اسکا غذا کیلئے بیقرار ہونا اسکو رضا بقضا اور توکل سے خارج نہ کریگا کیونکہ اللہ نے موت کے سوا جو بیماری پیدا کی ہے اسکی دوا بھی ضرور اتاری ہی اور مرض دور کرنیکے اسباب بنائے ہیں جسطرح کھانے کو بھوک کے زائل کرنیکا سبب قرار دیا حالانکہ وہ قادر تھا کہ مخلوق کو بغیر اسکے بھی زندہ رکھتا لیکن اُسنے مخلوق کو اہل حاجت بناکر پیدا کیا ہے لہذا اُسنے بھوک کی تکلیف اسی چیز سے دور ہوگی جسکو اس کے زائل کرنیکا سبب بنایا یہی حالت مرض لاحق کی ہے۔

(تنہائی اور گوشہ نشینی کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) اگلے نیک لوگ جو تنہائی اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتے تھے

اشتغالا بالعلم والتعبد الا ان عزلة القوم لم تقطعهم عن جمعة ولا جماعة ولا عيادة مريض ولا شهود جنازة ولا قيام بحق وانما هي عزلة عن الشر واهله ومخالطة البطالين وقد لبس ابليس على جماعة من المتصوفة فمنهم من اعتزل في جبل كالرهبان يبيت وحده ويصبح وحده ففاتته الجمعة وصلاة الجماعة ومخالطة اهل العلم وعوهم اعتزل في الاربطة ففاتهم السعي الى المساجد وتوطأ واعلى فراش الراحة فتركوا الكسب وقد قال ابو حامد الغزالي في كتاب الاحياء مقصود الرياضة تفريغ القلب وليس ذلك الا بالخلوة في مكان مظلم فان لم يكن مكان مظلم فيلف راسه في جيبه او يتد شريكساء او ازار فمثل هذه الحالة يسمع نداء الحق من يشاهد جلال الحضرة الربوبية قال المصنف انظر الى هذه الترتيبات واعجب كيف تصدر من فقيه ومن اين له ان الذي يسمعه نداء الحق وان الذي يشاهد جلال الربوبية وما يومنه ان يكون ما يهجس من الوساوس الخناسة الا الفاظ هذا الفقيه من يستعمل التقلل في المطعم فانه يغلب عليه المالنخوليا وقد يسلم الانسان في مثل هذه الحالة من الوساوس الا انه اذا اتخشى شوبة غموض عليه يخايل الاشياء لان في الدماغ ثلث قوى قوة يكون بها التخيل وقوة يكون بها الفكر وقوة يكون بها الذكر وموضع التخيل البطن المقدم من بطوني الدماغ وموضع الفكر البطن الاوسط من بطوني الدماغ وموضع الحفظ المؤخر

ترجمہ تو اسلئے تہا کہ علم پڑہنے میں اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوں مگر ان لوگوں کی گوشہ نشینی میں یہ بات نہ تہی کہ جمعہ و جماعت میں نہ شامل ہوں مریض کی عیادت نہ کریں جنازہ کیساتہ نہ جائیں کسیکو حق بات نہ بتائیں یہ گوشہ نشینی محض اسلیے ہوتی تھی کہ شر سے یعنی فساد والوں سے محفوظ رہیں بُرے لوگوں سے اختلاط نہ کریں صوفیہ کی ایک جماعت کو شیطان نے دہوکا دیا لہذا انمیں سے بعض تو کسی پہاڑ پر راہبوں کی طرح سے الگ جا رہے رات دن اکیلے رہتے ہیں جمعہ اور نماز جماعت کو فوت کرتے ہیں اہل علم سے نہیں ملتے جلتے عوام صوفیہ رباطوں میں رہتے ہیں اور مسجد میں نماز کے لئے نہیں آتے اور بستر راحت پر پڑے ہوئے ہیں اور کسب کو چھوڑ رکھا ہے ابو حامد غزالی نے کتاب احیاء العلوم میں بیان کیا ہے کہ ریاضت سے مقصود یہ ہے کہ دل یکسو ہو جائے اور یہ بات جبھی حاصل ہوگی کہ آدمی ایک تاریک مکان میں تنہا رہے اور اگر مکان تاریک نہو تو اپنا سر گریبان میں ڈالے یا کسی چادر وغیرہ سے لپٹے اس حالت میں وہ آواز حق سنیگا اور حضرت ربوبیت کی جلال کو مشاہدہ کریگا مصنف نے کہا کہ ان ترتیبوں پر غور کرنا چاہیے اور تعجب یہ ہے کہ ایک فقیہ شخص سے یہ امر کیونکر صادر ہوتا ہے اور اسکو یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ جو وہ سنتا ہے۔ وہ آواز خدا کی ہے اور جس کا وہ مشاہدہ کر رہا ہے جلال ربوبیت ہی ہے۔ یون سمجھنے سے کیا مانع ہے کہ جس چیز کا اسکو وجدان ہوا وہ وسوسے اور فاسد خیالات ہیں۔ حالانکہ جو شخص ضرورت سے کم کہاتا کہاتے۔ اسکے حق میں یہ بات ظاہر ہے کیونکہ اس پر مالیخولیا غالب ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسی حالت میں آدمی وساوس سے محفوظ بھی رہتا ہے۔ مگر جب کہ وہ چادر اوڑہ لے اور آنکہیں بند کرلے تو اکثر چیزیں خیال میں آتی ہیں۔ کیونکہ دماغ میں تین قوتیں ہیں ایک تخیل کی قوت ہے دوسری فکر کی اور تیسری ذکر کی خیال کا مقام دماغ کے پردوں میں سے آگے کے دو پردے ہیں اور فکر کا مقام درمیانی پردہ ہے اور ذکر و حفظ کا مقام پیچھے کا پردہ ہے جبکہ آدمی اپنا سر جھکاتا ہے

فاذا طرق الانسان وغمض عینیه جال الفکر والتخیل وعن ابی عثمان بن الآدمی قال کان ابو عبید البسری اذا کان
اول یوم من شهر رمضان یدخل البیت ویقول لامرأته طینی باب البیت والقی الی کل لیلة من الکوة رغیفا
فاذا کان یوم العید دخلت فوجدت ثلثین رغیفا فی الزاویة ولا اکل ولا شرب ولا تهیأ للصلوة یبقی علی طهر
واحد الی اخر الشهر قال المصنف هذه الحکایة عندی بعیدة من الصحة من وجهین احدهما بقاء الآدمی شهرا او
لا یحدث ولا یتوضأ والثانی ترک المسلم صلاة الجمعة والجماعة وهی واجبة لا یجوز ترکها فان صحت هذه الحکایة فما
ابقی بلیس لذة فی التلبیس بقیة وعن ابی عبد الله النیسابوری قال سمعت ابا الحسن ابوشنجی الصوفی غیر مرة یعاتب فی
ترک الجماعة والجمعة والتخلف عنها فیقول ان کانت الفضیلة فی الجماعة فان السلامة فی العزلة فصل وقد جاء النهی عن
الانفراد المرجب للبعد عن العلم والجهاد للعدو حدثنا القاسم عن ابی امامة قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم
فی سریة من سراریاه قال فمر رجل بغار فیه شیء من ماء قال فحدث نفسه ان یقیم فی ذلک الغار فیقوته ما کان فیه ویصیب حوله
من البقول ویخلو من الدنیا ثم قال یا نبی الله صلی الله علیه وسلم فذکرت ذلک له فان اذن فعلت والا لم افعل فقال یا
نبی الله انی مررت بغار فیه ما یقوتنی من الماء والبقل فحدثتنی نفسی بان اقیم فیه وتخلو من الدنیا فقال النبی صلی الله علیه وسلم

ترجمہ اور آنکھیں بند کر لیتا ہے تو فکر اور خیال کا جولان ہوتا ہے **ابو عثمان بن الآدمی** نے کہا کہ ابو عبید البسری کا قاعدہ تھا کہ رمضان
شریف کی پہلی تاریخ ہوتی تو گھر میں جاکر اپنی بی بی سے کہتے تھے کہ میرے حجرے کے دروازے کو مٹی سے بند کردو اور ہر رات روزن کی راہ سے
مجھکو ایک روٹی دیدیا کرنا پھر جب عید کا دن آتا تو ان کی بی بی اوس گھر میں جاکر دیکھتی تھیں تو کوٹھری میں تیس روٹیاں پاتی تھیں وہ
نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور آخر ماہ مبارک تک ایک وضو سے رہتے تھے **مصنف** نے کہا کہ یہ قصہ میرے نزدیک دو وجہ سے بعید از صحت
ہے اول یہ کہ ایک مہینے تک انسان کیونکر رہ سکتا ہے کہ نہ محدث ہو اور نہ وضو کرے دوسرے مسلمان ہوکر جمعہ اور جماعت کی نماز چھوڑ دینا
حالانکہ یہ واجب ہے اور اسکا ترک کرنا جائز نہیں پھر اگر یہ حکایت درست بھی ہو تو اس شخص کے حق میں شیطان نے دھوکا دینے میں
کوئی بات اٹھا نہیں رکھی اور ابو عبد اللہ نیشاپوری کہتے ہیں کہ مینے بارہا ابو الحسن بوشنجی صوفی کو سنا کہ جمعہ اور جماعت سے پیچھے
رہ جانے اور ترک کرنے پر انکو عتاب کیا جاتا تھا تو کہتے تھے کہ اگر فضیلت جماعت میں ہے تو سلامت تنہائی میں ہے **فصل** ایسی علیحدگی
کے بارے میں جس کی وجہ سے علم اور جہاد کفار سے دور ہو جاوے نہی وارد ہوئی ہے قاسم نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک لشکر میں جاتے تھے ہم میں سے ایک آدمی کا گذر ایک غار پر ہوا جسمیں تھوڑا سا پانی تھا اس شخص نے اپنے
جی میں کہا کہ میں اس غار میں مقام کروں اور جو کچھ اسمیں ہے اسکو قوت مقرر کروں اور اُسکے گرد جو سبزی پتی ہیں اُنپر بسر کروں گا
اور دنیا سے الگ ہو جاؤنگا پھر کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں اگر آپ اجازت دینگے تو میں ایسا کرونگا ورنہ
نہیں کرونگا غرض کہ وہ شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک غار پر گذرا وہاں پر پانی اور سبزی اسقدر موجود
ہے جس سے میں بسر کر سکتا ہوں میرے جی میں آتا ہے کہ وہاں قیام کروں اور دنیا سے علیحدہ ہو جاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انی لم ابعث بالیہودیۃ ولا بالنصرانیۃ ولکنی بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ والذی نفس محمد بیدہ لغدوۃ او روحۃ فی سبیل اللہ
خیر من الدنیا وما فیہا ولمقام احدکم فی الصف خیر من صلاتہ ستین سنۃ ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ
فی التخشع ومطاطاۃ الراس واقامۃ الناموس قال المصنف اذا سکن الخوف القلب اوجب
خشوع الظاہر ولا یملک صاحبہ دفعہ فتراہ مطرقا متادبا متذللا وقد کانوا یجتہدون فی ستر ما یظہر منہم من
ذلک وکان محمد بن سیرین یضحک بالنہار ویبکی باللیل ولسنا نامر العالم بالانبساط بین العوام فان ذلک یوذیہم فقد
ورد عن علی علیہ السلام انہ قال اذا ذکرتم العلم فاکظموا علیہ ولا تخلطوہ بضحک فتمجہ القلوب ومثل ہذا لا
یعمی ویا لان قلوب العوام تضیق عن التاویل للعالم اذا تنسم فی المباح فینبغی ان یتفاہم بالصمت والادب وانما
المذموم تکلف التخاشع والتباکی ومطاطاۃ الراس لیری الانسان بعین الزہد وتہیا للمصافحۃ وتقبیل الید
وما قیل لہ ادع لنا فینبغی ان یتنبہ للدعاء کانہ یستنزل الاجابۃ وقد ذکرنا عن ابراہیم النخعی انہ قیل لہ ادع لنا
فکرہ ذلک واشتد علیہ وقد کان فی الخائفین من جملۃ الخوف علی شدۃ الذل والحیاء فلم یرفع راسہ الی السماء ولیس ہذا بفضیلۃ
لانہ لا خشوع فی خشوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی صحیح مسلم من حدیث ابی موسی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ما یرفع راسہ الی السماء

ترجمہ کہ میں نصرانیت اور یہودیت کے لیے مبعوث نہیں ہوا بلکہ شریعت خالص اور آسان دین کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں قسم اس ذات
پاک کی جسکے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ خدا کی راہ میں صبح شام ایک بار قدم اٹھانا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور تمہارے لیے جماعت کی
صف میں کھڑا ہونا ساٹھ برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے (تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر خشوع اور سر جھکانے اور ناموس قائم رکھنے
کے بارے میں) مصنف نے کہا جبکہ خوف الٰہی دلمیں قرار پکڑ جاتا ہے تو ظاہر میں خشوع اور عجز ونیاز کا باعث ہوتا ہے کہ انسان اسکو ضبط نہیں
کرسکتا اسلیے سر جھکائے اور باادب اور منکسر رہتا ہے سلف صالحین ایسی باتوں کے چھپانے میں کوشش کرتے تھے محمد بن سیرین
دنمیں ہنسا کرتے تھے اور رات کو رویا کرتے تھے ہمارا مقصود یہ نہیں کہ عالم کو عوام میں بیٹھکر بے تکلفی کرنا چاہیے بلکہ اس سے تو انکو
تکلیف ہوگی علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جب تم علم کا ذکر کیا کرو تو وقار قائم رکھو اور علم کو ہنسی کے ساتھ خلط نکرو تاکہ اسکو لوگ
دلوں سے نکال نہ پھینکیں اس قسم کی حالت کو ریا نہیں کہتے کیونکہ عوام کے قلوب عالم کو کسی فعل مباح میں مبتلا دیکھکر تاویل کرنے سے
عاجز ہیں لہذا چاہیئے کہ خاموشی اور ادب کیساتھ انکے سامنے رہے مذموم تو یہ ہے کہ بناوٹ سے خشوع ظاہر کرے اور رونی صورت بنائے
اور سر جھکائے تاکہ لوگ اسکو بڑا زاہد سمجھیں اور مصافحہ اور ہاتھ پر بوسہ دینے کے لئے دوڑیں اور بسا اوقات جب اس سے کہا جائے
کہ ہمارے لئے دعا کیجئے تو دعا مانگنے کے لئے تیار ہوجائے گویا کہ وہ اجابت کو واجب کرتا ہے ابراہیم نخعی کی نسبت ہم بیان کرچکے کہ ان سے کہا گیا
ہمارے لئے دعا کیجئے تو ان کو بہت برا معلوم ہوا اور سخت ناگوار گذرا بہت سے خوف کرنیوالے ایسے ہیں جو خوف کے مارے نہایت ذلت
اور شرم سے بسر کرتے ہیں اور آسمانکی طرف سر نہیں اٹھاتے حالانکہ یہ کوئی فضیلت میں داخل نہیں کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم کے خشوع سے
بڑھکر کوئی خشوع نہیں صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سر مبارک آسمانکی جانب اوٹھاتے تھے

وفی الحدیث دلیل علی استحباب النظر الی السماء لاجل الاعتبار بایاتها وقد قال اللہ عزوجل اولم یروا الی السماء فوقهم کیف بنیناها وقال قل انظروا ماذا فی السموات والارض وفی هذا رد علی المتصوفین بان احدهم یمکث سنین لا ینظر الی السماء وقد ضم هؤلاء الی ابتداعهم الرمز الی التشبیه ولو علموا ان اطراقهم کرفعهم فی باب الحیاء من اللہ لم یفعلوا ذلک غیر ان شغل ابلیس المتلاعب بالجهلة فاما العلماء فهو بعید عنهم شدید الخوف منهم لانهم یعرفون جمیع امره و یحترزون من فنون مکره وعن ابی مسلمة عن عبد الرحمن قال لم یکن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم منحرفین ولا متوابین وکانوا یتناشدون الشعر فی مجالسهم ویذکرون امر جاهلیتهم فاذا اردیا احد منهم علی شیء من امر دینه دارت حمالیق عینیه کانه مجنون وقیل لابن عمر ان الحطاء یشیر قد نکس رأسه فقال له یا هذا ارفع راسک فان الخشوع لا یزید علی ما فی القلب اظهر للناس خشوعا فوق ما فی قلبه فاما اظهر نفاقا علی نفاق قیل ان رجلا تنفس عند عمر بن الخطاب کانه یتحازن فلکزه عمر او قال الکمه وعن ابی خثیمة عن ابیه قال قالت الشفاء بنت عبد اللہ ورات فتیانا یقصرون فی المشی ویتکلمون رویدا فقالت ما هذا فاولئک النساک فقالت کان واللہ عمر اذا تکلم اسمع واذا مشی اسرع واذا ضرب اوجع وهو الناسک حقا

ترجمہ اور اس حدیث میں اسبات پر دلیل ہے کہ آیات آسمانی سے عبرت حاصل کرنیکیلئے آسمان کی طرف نظر کرنا مستحب ہے وقال اللہ تعالیٰ اولم یروا الی السماء فوقهم کیف بنیناها یعنی کیا اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے کہ ہمنے اسکو کس طرح بنایا ہے اور فرمایا۔ قل انظروا ماذا فی السموات والارض یعنی دیکھو زمین اور آسمان میں کیا کیا خدا کی نشانیاں ہیں ان آیتوں میں صوفیہ پر رد ہے اس دعوی کا کہ فلاں صوفی نے کئی سال تک آسمان کی طرف نظر نہیں اوٹھائی اس قوم نے اپنی بدعتوں کے ساتھہ تشبیہ کی رمز کو بھی ملایا ہے اور اگر یہ علم رکھتے کہ خدا سے شرمانے کے بارے میں ان کا سر جھکانا سر اٹھانے کی برابر ہے تو ایسا نہ کرتے لیکن ابلیس کا شغل تو یہ ہے کہ جاہلوں کے ساتھہ کھیل کرتا ہے باقی رہے علما تو انسے ابلیس دور رہتا ہے اور بہت ڈرتا ہے کیونکہ وہ اسکی تمام کیفیت سے واقف ہیں اور اس کے مکر و فن سے احتراز کرتے ہیں ابو مسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منحرف اور شرمیلے نہ تھے اور اپنی مجلسوں میں شعر اشعار پڑھا کرتے تھے اور اپنی جاہلیت کی حالت بیان کیا کرتے تھے پھر جب کسی کے سامنے اسکے امر دین کا ذکر آتا تھا تو اس کی آنکھوں کے ڈھیلے ایسے پھرتے تھے گویا کہ وہ دیوانہ ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے تھا فرمایا اے فلاں اپنا سر اوٹھا کیونکہ جسقدر خشوع دل میں ہو اس سے زیادہ نہیں ہوتا اور جس شخص نے اپنے دل کی خشوع سے زیادہ لوگوں کے سامنے خشوع ظاہر کیا تو اس نے نفاق پر نفاق ظاہر کیا کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ کے سامنے کسی شخص نے سانس بھری گویا کہ وہ غمگین بنا تو آپ نے اسکو گھونسا مارا یا لات ماری ابن ابی خثیمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ شفا بنت عبد اللہ نے کچھہ لوگوں کو دیکھا جو آہستہ چلتے تھے اور نرم آواز سے گفتگو کرتے تھے پوچھنے لگیں کہ یہ کیا بات ہے حاضرین بولے کہ عابد لوگ ہیں کہنے لگیں کہ واللہ حضرت عمر رضہ جب گفتگو کرتے تھے تو سب کو سنتے تھے اور جب چلتے تھے تو تیز قدم اوٹھاتے تھے اور جب کسیکو مارتے تھے تو درد اوٹھا دیتے تھے حالانکہ آپ سچے عابد تھے

قال المصنف وقد كان السلف يستترون احوالهم ويتصنعون بترك التصنع وقد ذكرنا عن ايوب السختيانى انه كان فى ثوبه بعض الطول ليستر حاله وكان سفيان الثورى يقول لا اعتد بما ظهر من عملى وقال لصاحبه وراءه يصلى ما اجرك تصلى والناس يرونك ومر ابو امامة برجل ساجد فقال يا ليتنى ما من سجدة لو كانت فى بيتك وقال رجل فى مجلس الحسين بن عمارة اه قال لجعل يبصر ويقول من هذا حتى ظننا انه لو عرفه امر به وعن حرملة قال سمعت الشافعى رحمة الله تعالى قال يقول ودع الذين اذا لقوك تنكسوا واذا خلوا فهم ذياب خفاف وقال ابراهيم بن سعد كنت واقفا على راس المامون فقال لى يا ابراهيم قلت لبيك قال عشرة من اعمال البر لا تصعد الى الله لا يقبل منها شيئا قلت ما هى يا امير المؤمنين فقال بكاء ابراهيم بن بريهة على المنبر وخشوع عبد الرحمن بن اسحق ونقشف ابن سماعة وصولاة ابن حفصويه بالليل وصلاة عياش الضحى وصيام ابن السندى الاثنين والخميس وحديث ابى رجاء وقصص بن مرجى وصدقة حفصويه وكتاب البتامى ليعلى بن قريش ذكر تلبيس ابليس على الصوفية فى ترك النكاح قال المصنف النكاح مع خوف العنت واجب ومن غير خوف العنت سنة مؤكدة عند جمهور الفقهاء وذهب ابو حنيفة واحمد بن حنبل انه حينئذ افضل من جميع النوافل لانه سبب فى وجود الولد

ترجمہ مصنف نے کہا کہ سلف اپنا احوال چھپاتے تھے۔ اور ترک تصنع میں تصنع کرتے تھے۔ ایوب سختیانی کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ ان کے لباس میں کسی قدر طول تھا تاکہ حال پوشیدہ رہے سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ میرے جو اعمال ظاہر ہو گئے انکو شمار نہیں کرتا سفیان رح نے کسیکو نماز پڑھتے دیکھکر کہا کہ اس نماز کا تجکو کیا اجر ملیگا جسے آدمی دیکھ رہے ہیں ابو امامہ نے کسی شخص کو سجدہ میں دیکھکر کہا کہ یہ سجدہ کیا خوب ہوتا اگر تیرے گھر میں ہوتا حسین بن عمارہ کی مجلس میں کسی نے آہ کی لوگ کہتے ہیں کہ حسین اسکو دیکھنے لگے اور پوچھنے لگے کہ یہ کون آدمی ہے حتی کہ خیال کیا کہ اگر اس شخص کو پہچان جائینگے تو اسکے بارے کچھ حکم لگائینگے حرملہ سے روایت ہے کہ شافعی رح کو میں نے سنا کہ یہ شعر پڑھتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے ایسے لوگونکو ترک کرو جو کہ جسوقت تمہارے پاس آئیں تو سر جھکا لیں اور جب علیحدہ ہوں تو چالاک بھیڑیئے بنجائیں ابراہیم بن سعید نے کہا کہ میں خلیفہ مامون رشید کی خدمت میں کھڑا تھا مجھے آواز دی کہا ابراہیم میں نے جواب دیا ہاں حضور کہا کہ دس اعمال نیک ایسے ہیں کہ خدا کے پاس نہیں پہنچتے ہیں اور انمیں سے کچھ بھی اللہ تعالی کی جناب میں مقبول نہیں میں نے پوچھا یا امیر المومنین وہ کیا ہیں جواب دیا کہ ابراہیم بن بریہ کا منبر پر چڑھکر رونا اور عبد الرحمن بن اسحق کا خشوع اور ابن سماعہ کا چہرہ درویشی سے متغیر ہو جانا اور ابن حفصویہ کا رات کو نماز پڑھنا اور عیاش کا چاشت کی نماز ادا کرنا اور ابن سندی کا پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا اور ابی رجا کا حدیث بیان کرنا اور مرجی کی قصہ گوئی اور حفصویہ کا صدقہ اور یعلی بن قریش کی کتاب التیامی (صوفیہ پر ترک نکاح کے بارے میں تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رح نے کہا کہ خوف زنا کی حالت میں نکاح کرنا واجب ہے اور اگر زنا کا خوف نہو۔ تو سنت موکدہ ہے یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں کہ نکاح ایسی حالت میں تمام نوافل سے افضل ہے کیونکہ وجود اولاد کا سبب ہے

وقال علیہ السلام تناکحوا تناسلوا وقال النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی وعن سعد بن ابی وقاص قال ولقد رد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن لہ لاختصینا وعن انس بن مالک ان نفرا من
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألوا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عملہ فی السر فاخبرتہم فقال
بعضہم لا اتزوج النساء وقال بعضہم لا آکل اللحم وقال بعضہم لا انام اللیل علی فراش وقال بعضہم اصوم
ولا افطر فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام قالوا کذا وکذا لکنی اصلی وانام
واصوم وافطر واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی وعن ابن عباس انہ قال ان خیر ہذہ الامۃ
اکثرہا نساء وقال شداد بن اوس یا معشر الیہود فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصانی ان لا القی اللہ عز وجل عنی
وحدثنا محمد بن راشد عن مکحول عن رجل من ابنائہ قال دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل یقال لہ
عکاف بن بشر التمیمی فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عکاف ہل لک من زوجۃ قال لا قال ولا جاریۃ قال ولا جاریۃ قال وانت
موسر بخیر قال وانا موسر فقال انت اذن من اخوان الشیاطین لو کنت من النصاری لکنت من رہبانہم ان سنتنا النکاح شراركم
عزابکم وارذال موتاکم عزابکم اما الشیاطین او یریدون ما للشیاطین من سلاح ابلغ فی الصالحین من ترک النساء

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ اور فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے اب جو شخص میری سنت سے منہ موڑیگا
وہ مجھ سے نہیں سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کو ترک نکاح سے منع فرمایا اور اگر آپ انکو اجازت
دیدیتے تو ہم لوگ خصی ہو جاتے انس سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک جماعت نے ازواج مطہرات
سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیونکر عمل فرماتے ہیں ازواج مطہرات نے بیان کیا تو صحابہ میں سے بعض نے کہا
کہ میں عورتوں سے نکاح نہ کرونگا بعض نے کہا کہ میں گوشت نہ کھاؤنگا بعض کہنے لگے کہ میں رات کو بچھونے پر نہ سوؤنگا بعض نے عہد کیا
کہ ہمیشہ روزہ رکھونگا کبھی افطار نہ کرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سنکر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ یہ لوگ کس
قسم کے ہیں جو ایسا ایسا ارادہ کرتے ہیں میں تو رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں
اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے برگشتہ ہوگا وہ مجھ سے نہیں ابن عباس رض کہتے ہیں کہ اس امت میں سب سے
افضل تر وہ تھے جنکی بی بیاں سب سے زیادہ تھیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شداد بن اوس نے کہا کہ میری شادی کر دو کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو وصیت فرمائی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی سامنے بن بیاہا نہ جاؤں محمد بن راشد نے ہمسے بیان کیا کہ مکحول نے
[illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا جسکا نام عکاف بن بشر تمیمی تھا رسول اللہ صلے
[illegible] فرمایا کہ کوئی بی بی ہے عرض کیا نہیں دریافت فرمایا کہ کوئی لونڈی ہے جواب دیا نہیں استفسار فرمایا کہ تم فارغ البال ہو
کہا ہاں میں خوشحال ہوں ارشاد فرمایا کہ تو اسوقت شیطان کا بھائی ہے اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو کوئی راہب ہوتا ہماری سنت نکاح ہے تم
لوگوں میں بدتر لوگ بن بیاہے اور مرنیوالوں میں رذیل تر وہ ہیں جو بن بیاہے مرتے ہیں صالحین کے لیے شیاطین کے پاس ترک نکاح سے بڑھکر اور کوئی ہتھیار زیادہ

واخبرنا ابوبکر المروزی قال سمعت ابا عبد اللہ احمد بن حنبل یقول لیس الغروبۃ من امر الاسلام فی شئ فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوج اربع عشرۃ امرأۃ ومات عن تسع ثم قال لو کان بشر بن الحارث تزوج کان قد تم امرہ کلہ ولو ترک الناس النکاح لم یتزوجوا ولم یجیئوا ولم یکن کذا ولکن کذا وقد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصبر وما عندہ شئ وکان یختار النکاح ویحث علیہ وینہی عن التبتل فمن رغب عن فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہو علی غیر الحق ویعقوب علیہ السلام فی حزنہ قد تزوج وولد لہ والنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال حبب الی النساء وقد قال فان ابراہیم بن ادہم یحکی عنہ انہ قال لروعۃ صاحبۃ عیال فما ظنک ان اتم الحدیث حتی صاح بروقال وقضی فی بنیات الطریق انظر عافاک اللہ ما کان علیہ محمد واصحابہ ثم قال لبکاء الصبی بین یدی ابیہ یطلب منہ خبزا افضل من کذا وکذا ابن یلمق المتعبد الغریب فصل ویقال لیس ابلیس علی کثیر من الصنف الذی منعہم من النکاح فقد ما وہو ترکوا ذلک تقربا الی اللہ تعالیٰ رأوا النکاح شاغلا عن امر اللہ تعالیٰ فترکوہ اوتورع تشوش الیہ فقد خاطروا بابدانہم وادیانہم وان لم یکن بہم جلیۃ الیہ فقد فاتہم الفضیلۃ وفی الصحیحین من حدیث ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی بضع احدکم صدقۃ قالوا یاتی احدنا شہوتہ ونوجر قال ارأیت لو وضعہا فی حرام

ترجمہ: ابوبکر المروزی نے ہمسے بیان کیا کہ میںنے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ بن بیاہا رہنا امور اسلام سے کسی امر میں داخل نہیں کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ نکاح کئے اور نو بیبیاں چھوڑ کر وفات پائی پھر کہا کہ اگر بشر بن الحارث شادی کر لیتا تو اسکے سب کام پورے ہو جاتے اور اگر آدمی نکاح کرنا چھوڑ دیتے تو نہ جہاد کرتے اور نہ حج کرتے اور نہ یہ ہوتا اور نہ وہ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ کئی کئی وقت آپکے گھر میں کچھ کھانے پکانے کو نہ ہوتا تھا اسپر بھی آپ نکاح کو پسند فرماتے تھے اور لوگوں کو اسکی ترغیب دیتے تھے اور ترک نکاح سے منع فرماتے تھے اب جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے پھرا ہوا ہے وہ کبھی حق پر نہیں یعقوب علیہ السلام نے غم و ملال کی حالت میں بھی نکاح کیا اور آپکی اولاد ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو عورتوں کی محبت دی گئی ہے ابراہیم بن ادہم سے نقل ہے کہ ایک نے انسے شکایت کی کہ میں نے بیاہ کیا تو عیال کی وجہ سے بلا میں پڑ گیا یہ سنکر اس نے کلام پورا نہ کیا تھا کہ ابراہیم نے اسکو بلند آواز سے ڈانٹا اور کہا کہ ہم نے راہ دیکھ لی ہے خدا تجھے عافیت میں رکھے تو اس طریقہ پر نظر کر جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب تھے پھر کہا کہ بچے کا اپنے باپ سے روکر روٹی مانگنا ایسی اور ایسی فضیلت رکھتا ہے یہ باتیں بن بیاہے عابد کرکب حاصل ہیں فصل ابلیس نے اکثر صوفیہ کو دھوکا دیا اور انکو نکاح سے باز رکھا لہذا قدمائے صوفیہ نے عبادتمیں مشغول ہونے کی وجہ سے نکاح کو ترک کیا اور سمجھے کہ نکاح عبادت الٰہی سے پھیر دیتا ہے یہ لوگ اگر نکاح کی حاجت رکھتے تھے یا کسی قسم کا رجحان اسطرف تھا تو ضرور اپنے جسم اور دین کو خطرہ میں ڈالا اور اگر انکو نکاح کی ضرورت نہ تھی تو فضیلت سے محروم رہے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا تمہارے عضو مخصوص میں بھی صدقہ ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے اسمیں بھی اجر ملتا ہے فرمایا بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اس خواہش کو حرام جگہ پوری کرتا۔

اکان یاثم قالوا نعم قال افتحسبون بالشر ولا تحسبون بالخیر ومنهم من قال النکاح یوجب النفقة و الکسب صعب وهذه حجة للرفه عن تعب الکسب وفی الصحیح من حدیث ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال دینار انفقته فی سبیل الله ودینار انفقته فی رقبة ودینار تصدقت به ودینار انفقته علی اهلك افضلها الدینار الذی انفقته علی اهلك ومنهم من قال النکاح یوجب المیل الی الدنیا فروینا عن ابی سلیمان الدارانی انه قال اذا طلب الرجل الحدیث اوسافر فی طلب المعاش او تزوج فقد رکن الی الدنیا قال المصنف وهذا کله مخالف للشرع وکیف لا یطلب الحدیث والملائکة تضع اجنحتها لطالب العلم وکیف لا یطلب المعاش وقد قال عمر بن الخطاب لان اموت من سعی علی طلب کفاف وجهی احب الی من ان اموت غازیا فی سبیل الله وکیف لا یتزوج وصاحب الشرع یقول تناکحوا تناسلوا فما اری هذه الاوضاع الا علی خلاف الشرع قال ابو حامد ان جماعة من الصوفیة ترکوا النکاح لیقال زاهد والعوام یعظم الصوفی اذا لم یکن له زوجة فیقولون ما عرف امراة قط وهذه رهبانیة تخالف شرعنا وقال التکریتی ینبغی ان لا یشغل المرید نفسه بالتزویج فانه یشغله عن السلوک ویأنس بالزوجة من انس بغیر الله شغل عن الله قال المصنف

ترجمہ تو گنہگار ہوتا عرض کیا ہاں فرمایا کہ پھر تم کو گ برائی کو شمار کرتے ہو اور خیر کا خیال نہیں رکھتے صوفیہ مین سے بعض کا قول ہے کہ نکاح کی وجہ سے نان ونفقہ لازم آتا ہے اور کسب کرنا دشوار ہے یہ حجت فقط کسب کی محنت سے جان چرانے کے لئے ہے صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار وہ ہے کہ تم خدا کی راہ میں صرف کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جو غلام و بردہ کے لئے خرچ کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جو صدقہ دیتے ہو ایک دینار وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر صرف کرتے ہو سب سے افضل وہی دینار ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو صوفیہ مین سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ نکاح دنیا کی رغبت کا باعث ہوتا ہے ابو سلیمان دارانی سے ہم روایت کرتے ہیں کہ کہا جسوقت آدمی حدیث طلب کرے یا طلب معاش مین سفر کرے تو وہ دنیا کیطرف جھکتا ہے مصنف نے کہا کہ یہ سب شریعت کے مخالف ہے بھلا حدیث کیونکر نہ طلب کیجائے حالانکہ طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور طلب معاش کیون نہ کیا جائے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایسی حالت میں مروں کہ اپنی محنت سے اپنی روزی تلاش کرتا ہوں تو مجھکو اس سے زیادہ پسند ہے کہ خدا کی راہ میں غازی ہوکر مروں اور بھلا شادی کسطرح نہ کی جائے حالانکہ صاحب شرع نے فرمایا ہے کہ تم نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ۔ میرے نزدیک یہ سب اوضاع خلاف شریعت ہیں ابو حامد نے کہا کہ صوفیہ میں سے ایک جماعت نے نکاح ترک کر دیا ہے تاکہ زاہد مشہور رہوں اور عوام لوگ صوفی کی بہت تعظیم کرتے ہیں جبکہ اسکی کوئی بی بی نہو اور کہتے ہیں کہ فلان بزرگ نے کبھی عورت کی شکل ہی نہیں دیکھی حالانکہ یہ رہبانیت اور خلاف ہماری شریعت کے ہے تکریتی نے کہا مرید کو چاہیے کہ اپنے آپ کو شادی کی طرف مشغول نہ کرے کیونکہ نکاح اسکو سلوک سے باز رکھیگا اور جو روسے مانوس ہوگا اور جو شخص غیر خدا سے مانوس ہوا وہ خدا تعالے سے پھر گیا مصنف نے کہا

والی لا تعجب من کلامه اتراه ما علم ان من قصد عفاف نفسه او وجد ولدا او عفاف زوجته فانه لم یخرج عن
جادة السلوك او تری الانس الطبعی بالزوجة ینافی انس القلوب بطاعة الله والله سبحانه قد من علی الخلق بقوله
جعل لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة وفی الحدیث الصحیح عن جابر ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال له هلا تزوجت بکرا تلاعبها وتلاعبك وما کان لید الله علی ما یقطع انسه بالله اتری رسول الله صلی الله علیه وسلم
لما کان ینبسط الی نسائه ویسابق عائشة کان خارجا من الانس بالله هذه کلها جهالات بالعلم فصل
واعلم انه اذا دام ترك النکاح یشبان الصوفیة اخرجهم الی ثلثة انواع النوع الاول المرض بحبس الماء
فان الماء اذا طال احتقانه تصاعد الی الدماغ منه سمیة قال ابو بکر محمد بن زکریا
الرازی اعرف قوما کانوا کثیری المنی فلما منعوا انفسهم من الجماع لضرب من التقلسف
قلت شهواتهم وبودت ایدانهم وعشر حرکاتهم وهضمهم لکثرة المنی قال ورایت رجلا ترك
الجماع فقدت شهوة الطعام وما ان اکل القلیل لم یستمرء وتقیأ فلما عاد الی عادته من الجماع سکنت عنه هذه الاعراض
وامیا النوع الثانی انفرادی المتروك فان منهم خلقا کثیرا صابروا ترك النکاح فاجتمع الماء فانفلق فرجعا

ترجمہ مجھکو اس شخص کی کے کلام سے سخت تعجب ہے اسکو آتی خبر نہیں کہ جو انسان اپنے نفس کی عفت اور اولاد ہونا چاہیگا اور اپنی بی بی
کی عصمت قائم رکھنے کی کوشش کریگا تو وہ راہ سلوک سے خارج نہوگا بھلا کیا جورو سے طبعی انس ہونا عبادت خدا کیطرف انس دل ہونے
کے منافی ہے حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر احسان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے جعل لکم من انفسکم ازواجا الخ یعنی اللہ تمہیں میں سے تمہارے
لئے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم کو انسے آرام ملے اور تم میں باہم محبت اور رحمت پیدا کردی حدیث صحیح میں جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر تمنے باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی تاکہ تم اسکے ساتھ کھیلتے وہ تمہارے ساتھ کھیلتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر کو ایسی چیز کی ہدایت نکرتے جو ان کو انس الٰہی سے جدا کردیتی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج
مطہرات کیساتھ خوش طبعی فرماتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑتے تھے بھلا کیا یہ امور انس الٰہی سے خارج تھے۔
بلکہ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں فصل جاننا چاہیئے کہ جو جوان صوفیہ جبکہ ترک نکاح پر مداومت کرتے ہیں تو ان کی تین قسمیں ہوجاتی
ہیں قسم اول حبس منی کی مرض میں گرفتار ہوجاتے ہیں کیونکہ منی جب مدت دراز تک بند رہتی ہے تو اس کا زہریلا اثر دماغ کو چڑھ جاتا ہے
ابو بکر محمدؒ ابن زکریا رازی کہتے ہیں کہ میں ایک قوم کو پہچانتا ہوں کہ انمیں منی بہت تھی پھر جب انہوں نے فلسفیت کی وجہ سے اپنے
آپکو روکا تو انکی شہوتیں کم ہوگئیں ابدان کے جسموں میں برودت آگئی اجزائ کی حرکات اور ہضم میں دشواری پڑ گئی کیونکہ خزانہ
منی بھرا ہوا ہے کہا اور میں نے ایک شخص تارک جماع کو دیکھا کہ اسکی خواہش طعام زائل ہوگئی تھی اور یہ حالت ہوگئی کہ اگر تھوڑا سا کھاتا تھا
تو اسکو ہضم نہیں ہوتا تھا اور قے کردیتا تھا پھر جب اپنی جماع کی عادت کیطرف رجوع کیا تو یہ بیماریاں فوراً زائل ہوگئیں دوسری قسم یہ کہ منی
جیز کو وہ ترک کرتی ہیں آخر میں لسپرتل جاتے ہیں صوفیہ میں بہت سے ایسے ہیں کہ انہوں نے نکاح پر صبر کیا اور منی جمع رہی پھر حرکت میں آئی

ولا مسوا من الدنیا اضعافا مضاعفة وامنه فکانوا کمن طال الجوع ثم اکل ما تراہ فی نسق المتصد النوع الثالث الاعراض عن صحبة الصبیان فان قوما منهم ایسوا انفسهم من النکاح فاقلقهم ما اجتمع عندهم فصاروا یتراحون الی صحبة المردان فصل وقد تلبس ابلیس علی قوم منهم تزوجوا وقالوا انما النکاح شهوة فان اردنا ان الاغلب فی طلبنا النکاح ارادة السنة جاز ان نزعموا انه لا شهوة لهم فی نفس الامر فمحال ظاهر فصل وقد حمل الجهل اقواما فجبوا انفسهم وزعموا انهم فعلوا ذلک حیاء من الله تعالی وهذه غایة الحماقة لان الله تعالی شرف الذکر علی الانثی بهذه الآلة وخلقها لتکون سببا للتناسل والذی یجب نفسه یقول بلسان الحال الصواب ضد هذا ثم قطعهم الآلة لا یزیل شهوة النکاح من النفس فما حصل لهم مقصود هم ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفی فی ترک طلب الاولاد وعن ابی الحواری قال سمعت ابا سلیمان الدارانی یقول الذی یرید الولد احمق لا للدنیا ولا للآخرة ان اراد ان یاکل اویناما ویجامع نقص علیه واذا اراد ان یتعبد شغله قال المصنف وهذا غلط عظیم وبیانه انه لما کان مراد الله تعالی من ایجاد الدنیا ایصالها دوامها الی ان یقضی اجلها وکان الآدمی غیر ممتد البقاء فیها الا الی مدة یسیرة اخلف الله تعالی منه مثله

ترجمہ اور دنیا سے جسقدر بھاگتے تھے اوس سے کئی حصہ زیادہ میں گرفتار ہوگئے ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بہت دیر تک بھوکا رہا پھر جسقدر بھوک کی مدت میں چھوڑا تھا سب کھایا تیسری قسم یہ کہ لڑکوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں اکثر صوفیہ میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپکو نکاح سے ناامید کردیا اور منی نے مجتمع ہوکر ان کو مضطرب کیا تو ان کی یہ حالت ہوگئی کہ امردوں کی صحبت سے راحت حاصل کرنے لگے فصل صوفیہ میں سے ایک جماعت کو شیطان نے فریب دیا کہ انہوں نے نکاح کیا اور کہنے لگے ہم شہوت کے خیال سے نکاح نہیں کرتے اگر اس قول سے ان کی یہ مراد ہے کہ طلب نکاح سے زیادہ تر ہمارا مقصود ادائے سنت ہے تو جائز ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ نفس نکاح کی اون کو خواہش نہیں تو دروغ ظاہر ہے فصل بعض لوگوں کو جہل نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اونہوں نے عضو تناسل کو کاٹ ڈالا اور محبوب ہوگئے اور خیال کرتے ہیں کہ اُنہوں نے خدا تعالیٰ سے شرمانے کیوجہ سے ایسی حرکت ظاہر کی حالانکہ یہ نہایت حماقت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنس ذکور کو جنس اناث پر اسی عضو کے سبب سے شرف بخشا ہے اور یہ عضو اس لیے پیدا کیا کہ نسل قائم رہے اب جو شخص اپنے آپ کو محبوب بناتا ہے گویا زبان حال سے کہتا ہے کہ راہ صواب اس کے خلاف ہے پھر اُس کے اس عضو کے کاٹ ڈالنے سے نفس سے شہوت نکاح زائل نہیں ہوتی لہذا انکا مطلب حاصل نہ ہوا (طلب اولاد ترک کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) ابو الحواری نے کہا کہ میں نے ابو سلیمان دارانی سے سُنا کہتے تھے کہ جو شخص فرزند کی خواہش رکھتا ہے وہ احمق ہے نہ دنیاوی نفع ہے نہ دینی فائدہ ہے کیونکہ اگر کھانا اور سونا اور جماع کرنا چاہیگا تو اس لڑکے کی وجہ سے اس کے عیش میں خلل آئیگا اور اگر خدا کی عبادت کا ارادہ کریگا تو وہ لڑکا اُسکو مشغول کردیگا مصنف نے کہا کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے جسکا بیان یہ ہے کہ ایجاد دنیا سے اللہ تعالیٰ کی مراد چونکہ یہ تھی کہ میعاد مقرر تک مراد مست پائی جاے اور انسان کے قیام کا زمانہ دنیا میں بہت کم مدت تک ہے لہذا اللہ نے آدمی میں سے اُسی کی مثل پیدا کرنا چاہا

فحثه علی سببه فی ذلک تارة من حیث الطبع بایقاد نار الشهوة وتارة من باب الشرع لقوله تعالی وانکحوا الایامی منکم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تناکحوا تناسلوا فانی اباهی بکم الامم یوم القیامة ولو بالسقط وقد طلب الابناء الاولاد تسبب الصالحون الی وجودهم وذب جماعة حتی منه ولد مثل ابی حنیفة رحمه اللہ وابی یوسف ومحمد رحمهما اللہ والشافعی واحمد بن حنبل فکان خیرا من عبادة الف سنة وقد جاء الخبر بانابة المتابع والمنفوع علی الاولاد ومن یموت له ولد ومن یخلف ولدا بعده فمن اعرض عن طلب الاولاد خالف المسنون والافضل وانما یطلب طریق الراحة وقال الجنید الاولاد عقوبة شهوة الحلال فما ظنک بعقوبة شهوة الحرام قال المصنف وهذا غلط فان تسمیة المباح عقوبة لایحسن لانه لایستباح شئ تم یکن ما یتقی منه عقوبة ولاینسب الی شئ الاوحاصله مثوبة

ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی الاسفار والسیاحة - قد لبس علی خلق کثیر منهم الی السیاحة الی المکان معرفة ولا الی طلب علم واکثرهم یخرج علی الوحدة ولایستصحب زادا ویدع بذلک الفعل التوکل کم یفوته من فریضة وفضیلة وهو یری انه فی ذلک علی خیر وانه یتقرب بذلک من الولایة وهو من العصمة المخالفین واما السیاحة والخروج الی مکان مقصود فقد نهی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن السعی فی غیر مذهب

ترجمہ پس اسکو اس کے سبب پر برانگیختہ کیا کبھی طبعی طور پر آتش شہوت بھڑکا دی اور کبھی از روے شرع حکم فرمایا وانکحوا الایامی منکم یعنی بن بیاہوں کی شادی کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسلیں بڑھاؤ کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کرونگا خواہ حمل کا گرا ہوا بچہ ہی کیوں نہ ہو خود انبیا علیہم السلام نے اولاد طلب کی ہے اور صالحین نے وجود اولاد کے لئے اسباب پیدا کئے ہیں بسا اوقات مباشرت وجماع کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے ایسا لڑکا پیدا ہوتا ہے جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ اور شافعی اور احمد رحمہما اللہ ایسا جماع ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہو جاتا ہے خود حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جورو سے جماع کرنیوالا اور اولاد کو نفقہ دینے والا اور جس شخص کا لڑکا مر جائے اور جو شخص اولاد چھوڑ مرے ثواب پاتے ہیں اب جو شخص طلب اولاد سے روگردانی کرے تو سنت اور افضل کے خلاف کرتا ہے اور صرف آرام کا طریقہ چاہتا ہے جنید کا قول ہے کہ اولاد شہوت حلال کا عذاب ہے پھر شہوت حرام کے عذاب کو تم کیا کچھ خیال کرتے ہو مصنف نے کہا کہ یہ غلط ہے کیونکہ مباح کا نام عذاب رکھنا برا ہے اسلئے کہ جو چیز مباح ہے اس سے جو نتیجہ نکلے تو عذاب کیونکر ہوگا شریعت جس امر کی طرف پکارتی ہے اسکا حاصل تو ثواب ہوا کرتا ہے (سفر وسیاحت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) اکثر صوفیہ کو شیطان نے فریب دیا تو ان کو سیاحت کے لیے نکالا نہ تو کسی خاص مقام کا ارادہ ہوتا ہے نہ طلب علم کی غرض ہوتی ہے بہت سے تنہا نکلتے ہیں اور اپنے ساتھ زاد سفر نہیں لیتے اور اس حرکت سے توکل کا دعوی کرتے ہیں اکثر فرائض اور فضائل ان سے فوت ہو جاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اس سیاحت میں عبادت پر قائم ہیں اور اسکی بدولت ولایت کے قریب ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ نافرمان اور مخالف ہیں سفر وسیاحت اور کسی خاص مقام پر جانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر حاجت دوڑ دھوپ سے منع فرمایا

وقال علیہ السلام لا زمام ولا خرام ولا رھبانیۃ ولا تبتل ولا سیاحۃ فی الاسلام قال ابن قتیبۃ الزمام
فی الانف حلقۃ من شعر تجعل فی احد جانبی المنخرین وارادھو صلی اللہ علیہ وسلم ما کان عباد بنی اسرائیل یفعلونہ
من خرق التراقی وزمر الانوف والتبتل ترک النکاح والسیاحۃ مفارقۃ الامصار والذھاب فی الارض وروی
ابوداؤد فی سننہ من حدیث ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ائذن لی السیاحۃ فقال علیہ السلام ان سیاحۃ
امتی الجھاد فی سبیل اللہ قال المصنف قد ذکرنا فیما تقدم فی حدیث عثمان بن مظعون انہ قال یا رسول اللہ ان نفسی
تحدثنی ان اسیح فی الارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مھلا یا عثمان فان سیاحۃ امتی الغزو فی سبیل اللہ و
الحج والعمرۃ وقد روی ابو اسحاق بن ابراھیم عن احمد بن حنبل انہ سئل عن الرجل یسیح یتعبد احب الیک
او المقیم فلم یر الامصار قال ما السیاحۃ من الاسلام فی شئ ولا من فعل النبیین ولا الصالحین فصل واما الخروج
علی الوحدۃ فقد نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یسافر الرجل وحدہ وعن ابی ھریرۃ انہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نھی ان یسافر الرجل لیلا وحدہ فصل وقد یعشون باللیل ایضا علی الوحدۃ وقد نھی عن ذلک فعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو یعلم الناس ما فی الوحدۃ ما سار احد وحدہ باللیل ابدا وقال علیہ السلام الرکب الخروج اذا ھدات اللیل فان اللہ عز وجل یبث فی حلقہ ما شاء

ترجمہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمام اور خرام اور رہبانیت اور تبتل اور سیاحت یہ چیزیں اسلام میں نہیں۔
ابن قتیبہ نے کہا کہ زمام نکیل ڈالنے کو کہتے ہیں اور خرام بالو نکا حلقہ ہوتا ہے جو اونٹ کے نتھنوں کی ایک طرف ڈالا جاتا ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے وہ ہے جو کہ بنی اسرائیل میں عبادت کرنیوالے کیا کرتے تھے کہ گلے کی ہنسلی میں حلقہ ڈالتے تھے
اور ناک میں نکیل ڈالتے تھے اور تبتل کے معنی ترک نکاح ہیں اور سیاحت یہ ہے کہ شہر کو چھوڑ دے اور روئے زمین میں گھومتا
گھومتا پھرے ابوداؤد نے سنن میں حدیث ابوامامہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو سیاحت کی
اجازت دیجئے آپ نے فرمایا کہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے مصنفؒ نے کہا کہ حضرت عثمان بن مظعون کی حدیث
ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں زمین میں سیاحت کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تمہارے عثمان ٹھہرو کیونکہ میری امت کی سیاحت جہاد اور حج اور عمرہ ہے اسحق بن ابراہیم نے احمد بن حنبل سے روایت
روایت کیا کہ کسی نے اُن سے دریافت کیا کہ جو شخص سیاحت کی ساتھ عبادت کرے آپ اُسکو پسند کرتے ہیں یا جو شخص شہر میں مقیم ہے
احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ سیاحت نہ اسلام میں سے کوئی چیز ہے اور نہ انبیا و صالحین کا فعل ہے فصل
باقی رہا تنہا سفر میں جانا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا ابوہریرہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا جنگل میں چلنے والے پر لعنت کی فصل صوفیہ راکبوتنہا چلتے ہیں
حالانکہ یہ ممنوع ہے کیونکہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ تنہائی کا نقصان جانتے تو کبھی کوئی شخص
رات کو تنہا نہ نکلتا اور فرمایا کہ جب رات قرار پکڑے تو تم نہ نکلا کرو کیونکہ رات میں اللہ جو کچھ چاہتا ہے اپنی مخلوق میں سے پھیلاتا ہے

فصل قال المصنف وفيهم من جعل دابه السفر والسفر لا يراد لنفسه قال النبي عليه الصلاة والسلام السفر قطعة من العذاب فاذا قضى احدكم نهمته من سفره فليتعجل الى اهله فمن جعل دابه السفر فقد جمع بين تضييع العمر وتعذيب النفس وكلاهما مقصوده فاسد قيل ان ابا حمزة الخراساني كان يقول لقد بقيت في عناء محرما اسافر كل سنة الف فرسخ تطلع الشمس علي وتغرب كلما احللت احرمت اللهم نسئلك التوفيق لما يرضيك عناذكر تلبيسه عليهم في دخول الفلاة بغير زاد قال المصنف قد لبس على خلق كثير منهم قاوهموا ان التوكل ترك الزاد وقد بينا فساد هذا فيما تقدم الا انه قد شاع هذا في جهلة القوم وجاء حمقى القصاص يحكون ذلك عنهم على سبيل المدح لهم به فيتضمن ذلك تحريض المبتدين على مثل ذلك وبافعال اولئك ومدح هؤلاء لها فاستدت الاحوال وخفيت على العوام طريق الصواب والاخبار عنهم بذلك كثيرة وانا اذكر منها نبذة اخبرنا علي بن سهل البصري قال اخبرنا فتح الموصلي قال خرجت حاجا فلما توسطت البادية اذا انا بغلام صغير فقلت يا عجبا بادية بيداء ارض قفراء وغلام صغير فاسرعت فلحقته فسلمت عليه ثم قلت يا بني انك غلام صغير لم تجر عليك الاحكام قال يا عم قد علمت من كان اصغر سنا مني فقلت وسع خطاك فان الطريق بعيد حتى تلحق المنزل فقال يا عم على المشي وعلى الله السلاغ

ترجمہ فصل مصنف نے کہا کہ اکثر صوفیہ وہ ہیں جنہوں نے سفر اپنا شیوہ بنا رکھا ہے حالانکہ سفر فی نفسہ مقصود نہیں ہوا کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر ایک عذاب کا ٹکڑا ہے جب تم سفر میں اپنی حاجت پوری کر چکو تو اپنے گھر جلدی آؤ اب جو شخص سفر کو اپنا شیوہ بنالے تو وہ اپنی جان کو بھی عذاب میں ڈالتا ہے اور اپنی عمر بھی ضائع کرتا ہے اور یہ دونوں مقصود فاسد ہیں کہتے ہیں کہ ابو حمزہ خراسانی نے بیان کیا کہ میں احرام کی حالت میں رنج و مشقت اٹھاتا رہا ہر برس ہزار فرسخ سفر کرتا تھا آفتاب مجھ پر طلوع کرتا تھا اور غروب ہوتا تھا جب میں حلال ہوتا تھا تو پھر احرام باندھ لیتا تھا۔ الٰہی ہم تجھ سے اس چیز کی توفیق چاہتے ہیں جو تجھ کو راضی کرے **بغیر زاد سفر کے ویرانوں میں جانے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** مصنف نے کہا کہ ابلیس نے صوفیہ کی جماعت کثیر کو دھوکا دیا اور انکو شبہ میں ڈالا کہ ترک زاد سفر کو توکل کہتے ہیں ہم پیشتر اس کا فساد بیان کر چکے لیکن یہ بات جہلائے قوم میں شائع ہے اور احمق قصہ گو بطور مدح کے صوفیہ کی حکائتیں ایسے توکل کی نسبت کرتے ہیں گویا اس حرکت پر مبتدیوں کو ترغیب دیتے ہیں اس قوم کی ایسی حرکتوں سے اور ان جاہلوں کی تعریف سے حالات خراب ہو گئے اور راہ صواب عوام سے پوشیدہ ہو گیا اس بارے میں اس قوم کی نقلیں بہت ہیں ہم اونمیں سے تھوڑی سی بیان کرتے ہیں علی بن سہل بصری نے بیان کیا کہ فتح موصلی نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں حج کو چلا جب ٹھیک میدان میں پہونچا تو ناگاہ ایک چھوٹا لڑکا دیکھا میں نے جی میں کہا کہ اللہ اکبر یہ خالی میدان اور یہ ویران زمین اور یہاں یہ چھوٹا بچہ میں قدم بڑھا کر اس کے پاس گیا اور اسکو سلام کیا پھر اس سے کہا کہ بیٹا تم چھوٹے بچے ہو احکام شریعت تم پر جاری نہیں ہوئے کہنے لگا کہ اے بزرگوار مجھ سے بھی چھوٹی عمر کے بچے مر چکے ہیں میں نے کہا کہ قدم بڑھا کر چلو کیونکہ رستہ دور ہے تاکہ تم منزل تک پہونچ جاؤ وہ بولا کہ چچا جان میرے اختیار چلنا ہے اور خدا کے اختیار پہونچا دینا ہے

اما قرأت قوله تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا فقلت لہ ما لا اراہ معک زادا ولا راحلۃ قال یا عم ادلی یقینی وراحلتی رجائی قلت سألتک عن الخبز والماء قال یا عم اخبرنی لو ان اخا من اخوانک او صدیقا من صدقائک دعاک الی منزلہ کنت تستحسن ان تحمل معک طعاما فتاکلہ فی منزلہ فقلت از ودک فقال ابیت عندی یا بطال ھو یطعمنا ویسقینا قال فتح فما رأیت صغیرا اشد توکلا ولا رأیت کبیرا اشد زھدا منہ قال المصنف مثل ھذہ الحکایۃ تفسد الامور ویظن ان ھذا ھو الصواب ویقول الکبیر اذا کان الصغیر قد فعل ھذا فانا احق بفعلہ منہ ولیس العجب من الصبی بل من الذی لقیہ کیف لم یعرفہ ان ھذا انما یفعلہ منکر وان الذی استدعاک امرک بالتزود ومن مالہ تیزود ولکن قد مضی علی ھذا اکابر القوم فکیف الصغار سئل ابو عبد اللہ بن الجلا عن ھؤلاء الذین یدخلون البادیۃ بلا زاد ولا عدۃ یزعمون انھم متوکلۃ فیموتون فی البراری فقال ھذا فعل رجال الحمق فان ماتوا فالدیۃ علی القاتل قال المصنف ھذہ فتوی جاھل بالشرع اذ لا خلاف بین فقھاء الاسلام انہ لا یجوز دخول البادیۃ بغیر زاد وان من فعل ذلک فمات بالجوع فانہ عاص للہ سبحانہ وتعالیٰ مستحق لدخول النار وکذلک اذا تعرض لما غالبہ العطب فان اللہ تعالیٰ جعل النفوس ودیعۃ عندنا وقال

ترجمہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں پڑھا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہمارے لئے محنت اٹھاتے ہیں ہم اُن کو اپنی راہیں بتاتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا وجہ کہ میں تمہارے پاس توشہ اور سواری نہیں دیکھتا جواب دیا کہ اے چچا توشہ میرا یقین ہے اور سواری میری امید ہے میں نے کہا کہ میں تم سے روٹی اور پانی کے بارے میں پوچھتا ہوں کہنے لگا کہ اے چچا یہ تو بتایئے کہ اگر آپ کو کوئی آپ کا بھائی یا دوست اپنے مکان پر بلائے تو آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ اپنے گھر سے کھانا لیجایئے اور اس کے مکان پر جا کر کھایئے میں نے اس سے کہا کہ میں تم کو توشہ دیدوں کہنے لگا کہ اے جھوٹے میرے پاس سے دور ہو اللہ تعالیٰ ہم کو کھلاتا پلاتا ہے فتح موصلی کہتے ہیں کہ اس لڑکے سے زیادہ میں نے کوئی چھوٹا بچہ صاحب توکل اور کوئی بڑا آدمی اس سے بڑھکر زاہد نہیں دیکھا مصنف رح نے کہا کہ ایسی حکایتیں امور کو فاسد کرتی ہیں اور خیال ہوتا ہے کہ یہی راہ صواب ہے اور بڑا آدمی کہنے لگتا ہے کہ جب چھوٹے بچے نے ایسا کیا تو میں اس سے زیادہ مستحق ہوں کہ ایسا کروں اس لڑکے پر تو کچھ تعجب نہیں بلکہ عجب تو اس شخص پر ہے جو اس سے ملا اسنے اسکو کیوں نہ بتایا کہ یہ جو حرکت وہ کر رہا ہے خلاف شرع ہے اور کیوں نہ کہا کہ جس نے تجھکو بلایا ہے اسی نے توشہ لینے کا حکم دیا ہے اور اسی کے مال میں سے توشہ لیا جاتا ہے لیکن قباحت تو یہ ہے کہ بڑوں کا خود یہی طریقہ ہے چھوٹوں کا کیا ذکر ابو عبد اللہ بن الجلا سے کسی نے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا جو بغیر توشہ اور اسباب کے جنگل میں جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ اہل توکل ہیں اور وہیں جنگل میں مر جاتے ہیں جواب دیا کہ یہ کام احمق لوگوں کا ہے اگر وہ مر جائیں تو خون بہا قاتل پر ہوگی مصنف رح نے کہا کہ یہ فتوی ایسے شخص کا ہے جو شریعت سے ناواقف ہے کیونکہ فقہائے اسلام کے نزدیک بلا خلاف جنگل میں بغیر توشہ کے جانا جائز نہیں اور جس شخص نے ایسا کیا اور بھوک کا مارا مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اور دوزخ میں پڑیگا نہ اور اگر کسی ایسی چیز کا سامنا کرے جس سے گمان غالب ہلاکت کا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفوس کو ہمارے پاس امانت رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے ✻ ✻ ✻

ولا تقتلوا انفسکم وقد تکلمنا فیما تقدم فی وجوب الاحتراز من المؤذی ولو لم یکن للمسافر بغیر زاد
الا انه خالف امر الله فی قوله وتزودوا وعن ابی عبدالله بن خفیف قال خرجت من شیراز فی
السفرة الثالثة من شیراز فمت فی البادیة وحکی واصابنی من الجوع والعطش ما اسقط من اسنانی ثمانیة و
انتثر شعری کله قال المصنف هذا قد حکی عن نفسه ما ظاهره طلب المدح علی ما فعل والذم لائحة
وعن ابی حمزة الصوفی یقول انی لا استحیی من الله ان ادخل البادیة وانا شبعان وقد اعتقدت التوکل لئلا
یکون شبعی زادا تزودته قال المصنف وقد سبق الکلام علی مثل هذا فان هؤلاء القوم ظنوا ان التوکل
ترک الاسباب ولو کان هکذا کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما خرج الی الغار خرج من التوکل کذلک موسی لما خرج لطلب الخضر وتزوجوا اهل الکهف حین خرجوا واستصحبوا
دراهم وانما خفی معنی التوکل علی هؤلاء فجهلوه وقد اعتذر لهم ابو حامد فقال یجوز دخول المفازة بغیر زاد بشرطین احدهما
ان یکون الانسان قد راض نفسه بحیث یمکنه الصبر عن الطعام اسبوعا ونحوه والثانی ان یمکنه
التقوت بالحشیش ولا تخلو البادیة من ان یلقاه آدمی بعد اسبوع او ینتهی الی حلة او حشیش یزجی به وقته
قلت اقبح ما فی هذا القول انه صدر من فقیه فانه قد لا یلقی احدا وقد یفضل وقد یمرض فلا یصلح له الحشیش

ترجمہ لا تقتلوا انفسکم یعنی اپنی جانوں کو ہلاک نکرو ہم اس بارے میں پہلے ہی کلام کر چکے ہیں کہ آزار دینے والی چیز سے پرہیز کرنا واجب ہے
اگرچہ یہ حکم اس مسافر کے لئے نہیں جو بغیر توشہ سفر کرے لیکن اس فرمان باری تعالیٰ کے خلاف کرتا ہے کہ تزودوا یعنی تم توشہ لیکر سفر کیا کرو۔
عبداللہ بن خفیف نے کہا کہ میں تیسرے سفر میں شیراز سے چلا اور جنگل میں تنہا سو یا بھوک اور پیاس کی تکلیف مجکو اسقدر پہونچی۔
کہ میرے آٹھ دانت گر پڑے اور سارے بال جھڑ گئے مصنفؒ نے کہا کہ اس شخص نے اپنا قصہ ایسا بیان کیا جس سے بظاہر اپنے فعل پر مدح
چاہتا ہے حالانکہ ذم کا زیادہ سزاوار ہے ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ مجھ کو خدا سے حیا آتی ہے کہ آسودہ شکم ہو کر جنگل کو جاؤں اور توکل کا دعوی کروں
ایسا نہو کہ میری شکم سیری ایک توشہ ہو جائے جو مکان سے لیکر چلا تھا مصنفؒ نے کہا کہ اس قسم کے بارے میں پیشتر کلام ہو چکا ہے
ان لوگوں کا خیال ہے کہ توکل ترک اسباب کا نام ہے اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب توشہ باندھکر غار کو تشریف لے گئے تھے
توکل سے نکل جاتے اسیطرح حضرت موسی جب خضر علیہ السلام کی تلاش کو نکلے اور مچھلی ساتھ لے گئے اور اصحاب کہف جب شہر سے
چلے اور کچھ درم پاس رکھتے تھے اصل یہ ہے کہ اس قوم کی سمجھ میں توکل کے معنی ہی نہیں آئے لہذا جاہل رہے ابو حامد نے ان لوگوں کے
لئے عذر نکالا ہے اور کہا ہے کہ جنگل میں بغیر توشہ کے جانا دو شرط سے جائز ہے ایک یہ کہ انسان کو اپنے نفس پر اسقدر اعتماد ہو۔ کہ
کھانے سے کم و بیش ایک ہفتہ تک صبر کر سکے دوسرے یہ کہ اس کے لئے ممکن ہے کہ وہ گھاس پتی کھا سکے جنگل اس بات سے خالی ہوگا
کہ یا تو بعد ایک ہفتہ کے اسکو کوئی آدمی مل جائے یا جنگل میں اوترے ہوئے لوگوں یا گھاس کے پاس پہونچ جائے جس سے
اپنا وقت کاٹ لے میں کہتا ہوں بہت بری بات اس قول میں یہ ہے کہ ایک عالم سے صادر ہوا ہے کیونکہ کبھی کسی سے
ملاقات نہیں ہوتی ہے اور کبھی رستہ بھول جاتا ہے اور کبھی بیمار پڑ جاتا ہے تو اس کے لئے گھاس موافق نہیں ہوتی ہے۔

وقد یلقی من لا یطعمه ویتعرض بمن لا یضیفه وتفوته الجماعة قطعا وقد یموت ولا یلیه احد ثم قد ذکرنا ما جاء فی الوصیة وما الحجر الی هذا الحین ان یعتمد فیها علی عادة او لقاء شخص او الی خبز الخشیش وای فضیلة فی هذه الحالة حتی یخاطر فیها بالنفس واین امر الانسان ان یتفوت بحشیش ومن فعل هذا من السلف وکان هؤلاء یجربون عباد الله سبحانه هل رزقهم فی البادیة ومن طلب الطعام فی البریة فقد طلب سالم تجربه العادة الا تری ان قوم موسی لما سالوه من بقلها وقثائها قیل لهم اهبطوا مصرا وذلک ان الذی طلبوه فی الامصار فهؤلاء القوم علی غایة الخطاء فی مخالفة الشرع والعقل والعمل بموافقات النفس حدثنا عکرمة عن ابن عباس رض قال کان اهل الیمن یحجون ولا یتزودون ویقولون نحن متوکلون فیحجون ویاتون الی مکة فیسالون الناس فانزل الله تعالی وتزودوا فان خیر الزاد التقوی وعن محمد بن موسی الجرجانی قال سالت محمد بن کثیر الصنعانی عن الزهاد الذین لا یتزودون ولا یتنعلون ولا یلبسون الخفاف قال اسالتنی عن اولاد الشیاطین ولم تسالنی عن الزهاد فقلت له فای شیء الزهد قال التمسک بالسنة والتشبه باصحاب محمد صلی الله علیه وسلم وسئل احمد بن حنبل عن الرجل یدخل المفازة بغیر زاد فانکره انکارا شدیدا وقال اف اف لا وممن هاهنا الابزاد ورفقاء وقافلة

ترجمہ اور کبھی ایسے شخص سے ملاقات ہوتی ہے جو اس کو کھانا نہیں دیتا اور اس شخص کے پاس جاتا ہے جو اس کی مہمانداری نہیں کرتا ہے اور یقیناً جماعت فوت ہوتی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ شخص مر جائے اور کوئی آدمی اس کے پاس نہ آئے علاوہ ازیں ہم ذکر کر چکے کہ تنہا سفر کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور کیا حاجت ہے ان مصیبتوں کے برداشت کرنے کی کہ بھروسہ کرے عادت پر یا کسی شخص کی ملاقات پر یا گھاس کی روٹی پر اور کونسی فضیلت ہے اس حالت میں کہ انسان اپنے آپ کو ہلاکی میں ڈالے اور کہاں انسان کو حکم ہے کہ وہ گھاس کو کھانا مقرر کرے اور سلف میں سے کس شخص نے یہ کیا ہے اور گویا کہ یہ لوگ اللہ تعالے کا تجربہ کرتے ہیں کہ آیا اُن کو جنگل میں روزی دیتا ہے یا نہیں۔ اور جو شخص جنگل میں کھانا طلب کرتا ہے وہ غیر عادی چیز کو تلاش کرتا ہے کیا تم کو خبر نہیں کہ موسیٰ کی قوم نے جب ساگ اور ککڑی کی درخواست کی تو اُن کو حکم ہوا اھبطوا مصرا یعنی شہر میں اترو اور یہ ارشاد اسی لئے ہوا تھا کہ جو چیزیں انہوں نے طلب کی تھیں وہ شہروں ہی میں ہوتی ہیں لہذا یہ لوگ نہایت خطا پر ہیں اور شرع اور عقل کے مخالف ہیں اور موافق نفس کے عمل کرتے ہیں عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اہل یمن حج کو آتے تھے اور توشہ ساتھ نہ لاتے تھے اور کہتے کہ ہم اہل توکل ہیں وہ لوگ حج کرتے تھے اور مکہ میں آتی تھے اور لوگوں سے سوال کرتے تھے اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنی اپنی ساتھ توشہ لایا کرو کیونکہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے محمد بن موسیٰ جرجانی نے کہا میں نے محمد بن کثیر صنعانی سے ان زاہدوں کے بارے میں سوال کیا جو نہ سفر میں توشہ لیجاتے ہیں اور نہ جوتا اور موزہ پہنتے ہیں جواب دیا کہ تم نے مجھ سے اولاد شیاطین کی نسبت سوال کیا ہے زاہدوں کے بارے میں نہیں پوچھا میں نے کہا زہد کیا چیز ہے بولے کہ رسول اللہ صلعم کی سنت پر عمل کرنا اور صحابہ رض کی مشابہت کرنا احمد بن حنبل سے اُس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو بغیر توشہ کے جنگل میں جاتا ہے امام نے سخت انکار کیا اور کہا اُف اُف نہیں نہیں بغیر توشہ اور قافلہ اور ساتھیوں کے ہرگز نہ جانا چاہیے

وجاء رجل الی ابی عبد الله احمد بن حنبل فقال رجل یرید سفرا ایما احب الیك یحمل معه زادا او یتوكل فقال له ابو عبد الله یحمل معه زادا او یتوكل حتی لا یستشرف للناس فیعطونه قال الخلال واخبرنی ابراهیم بن الخلیل ان احمد بن نصر حدثهم ان رجلا سال ابا عبد الله ایخرج الرجل الی مكة متوكلا لا یحمل معه شیئا قال لا یعجبنی فمن این یاكل فقال یتوكل فیعطیه الناس قال فاذا لم یعطوا الیس یستشرف لهم فیعطوا لا یعجبنی هذا الم یبلغنی ان احدا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم والتابعین فعل هذا وجاء رجل الی احمد بن حنبل من اهل خراسان فقال یا ابا عبد الله معی دراهم اجیء بها فقال له احمد اذهب الی باب الكرخ فاشتر بهذا الدرهم صنانا واحمل علی راسك حتی یصیر عندك ثلثمائة فجاء فقال یا ابا عبد الله ما تری مكاسب الناس قال احمد انظر الی هذا الخبیث یرید ان یفسد علی الناس معائشهم قال یا ابا عبد الله انا اتوكل قال فتدخل البادیة وحدك او مع الناس فاری مع الناس قال كذبت لست انت متوكل فادخل انت وحدك فاما انك متوكل علی جراب الناس سیاتی ما جری للصوفیة فی اسفارهم وسیاحاتهم من الافعال الخالقة للشرع عن ابی حمزة الصوفی قال سافرت سفرة علی التوكل فبینا انا سائر لیلة والنوم فی عینی اذ وقعت فی بئر فرایتنی قد حصلت فیها فلم اقدر علی الخروج لبعد مرتقاها فجلست فیها فبینا انا جالس اذ وقف علی راس البئر رجلان

ترجمہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ ایک شخص سفر کرنا چاہتا ہے آپ کیا پسند کرتے ہیں توشہ ساتھ لیجاوے یا توکل کرے۔ جواب دیا کہ توشہ ساتھ لیجائے یا ایسا توکل کرے کہ لوگوں کے سامنے گردن نہ اٹھائے تاکہ اُسے کچھ دیں خلال نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم ابن خلیل نے بیان کیا کہ احمد ابن نصر نے لوگوں سے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ آدمی توکل پر مکے کو جاوے اور اپنے ساتھ کچھ نہ لیجاوے فرمایا کہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کہا گیا کہاں سے تو اسنے کہا کہ توکل کریگا تو لوگ اسے دینگے فرمایا جب لوگ اسے نہ دینگے تو لوگوں کی طرف نظر نہ اوٹھائیگا تاکہ لوگ اُسے دیں یہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں پہنچی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تابعین نے ایسا کیا ہو احمد بن حنبل کے پاس ایک خراسانی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد اللہ میرے پاس ایک درم ہے اُسکو لیکر حجم کو جاؤں امام نے اس سے کہا کہ تم باب الکرخ کی طرف جاؤ اور اس درم کی بوری خریدو اور سر پر کہکر پھیرتے پھرو اسیطرح جب تمہارے پاس تین سو درم ہوجائیں تو حجم کو جاؤ۔ وہ بولا کہ اے ابو عبد اللہ آپ لوگوں کے لئے پیشہ و کسب کیا خیال کرتے ہیں امام نے کہا دیکھو یہ خبیث کیا کہتا ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے لئے ان کے معاش فاسد کردے وہ کہنے لگے کہ اے ابو عبد اللہ ہم توکل کرتے ہیں امام نے پوچھا کہ تو جنگل کو اکیلا جائیگا یا لوگوں کے ہمراہ جوابدیا کہ لوگوں کے ساتھ جاؤنگا امام نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تو توکل کرنیوالا نہیں اکیلا جا ورنہ تو صرف لوگوں کے تھیلوں پر توکل کرتا ہے (**بیان ان حالات کا جو افعال صوفیہ سے سفر و سیاحت میں خلاف شریعت سرزد ہوے**) ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ میں نے ایک سفر توکل پر کیا ایک رات میں چلا جا رہا تھا اور میری آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی کہ یکایک ایک کنوئیں میں گر پڑا تو میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کنوئیں میں موجود ہوں۔ اور اسمیں سے نکل نہ سکتا تھا کیونکہ اسکا کنارہ بہت اونچا تھا لہذا میں اسمیں بیٹھ گیا وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں اس کنوئیں پر دو آدمی آکھڑے ہوئے ؛

فقال احدهما لصاحبه نجوز ونترك هذه البئر فی طریق المسلمین فقال الآخر فما تصنع قال فبدرت نفسی
ان اقول انا فیها فنودیت تتوکل علینا وتشکو بلانا الی سوانا قال فسکت فمضیا ثم رجعا ومعهما شیء فجعلاه
علی راسها غطوها به فقالت لی نفسی امنت طلبها ولکن حصلت فیها مسجونا فمکثت یومی ولیلتی فلما کان الغد فاذا
شیء یهتف بی ولا اری تمسك بی شدید افدت یدای فوقعت علی شیء خشن فتمسکت به فعلاها وطرحنی فاذا انا
فوق الارض فاذا هو سبع فلما رایته لحق نفسی من ذلك ما یلحق من مثله فهتف بی هاتف یا ابا حمزة
استنقذناك من البلاء یا البلاء وکفیناك ما تخاف بما تخاف وعن ابن المالکی یقول قال ابو حمزة الخراسانی حججت
سنة من السنین فبینا انا امشی فی الطریق وقعت فی بئر فنازعتنی نفسی ان استغیث فقلت لا والله لا استغیث
فما استتممت هذا الخاطر حتی مر براس البئر رجلان فقال احدهما للآخر تعال نسد راس البئر فی هذا الطریق
فاتوا بقصب وسادیة فهممت فقلت الی من هو اقرب الیك منهما وسکت حتی طموا راس البئر فاذا بشیء قد
جاء فکشف عن راس البئر ودلی رجلیه وکانه یقول فی همتم له تعلق فتعلقت به فاخرجنی فنظرت فاذا هو سبع
فهتف بی هاتف وهو یقول یا ابا حمزة الیس هذا احسن

ترجمہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو ہم چلیں اور اس کنوئیں کو مسلمانوں کے رستے میں چھوڑ دیں دوسرے نے کہا پھر اور کیا کروگے
میرے جی میں آیا کہ پکار اُٹھوں کہ میں کنوئیں میں ہوں آواز آئی کہ تو ہم پر توکل کرتا ہے اور ہماری دی ہوئی بلا کی فریاد غیر کے پاس لیجاتا
ہے لہذا میں خاموش رہا وہ دونوں آدمی چلے گئے بعد اسکے پھر واپس آئے اور کوئی چیز اپنے ساتھ لائے اور اس چیز کو کنوئیں کے
مونہہ پر رکھکر ڈھانک دیا مجھے میرے نفس نے کہا کہ کنوئیں کے بند کرنیسے تو تجھ کو نجات ملی لیکن اب تو اس کنوئیں میں قید رہیگا میں
دن رات برابر وہاں رہا جب اگلا روز ہوا تو کسی چیز نے مجھ کو آواز دی اور وہ نظر نہ آتی تھی کہ مجھ کو زور سے پکڑ لیا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا
تو ایک سخت چیز پر پڑا میں نے اُسکو پکڑ لیا تو اُسنے اوپر اٹھایا اور مجھ کو زمین پر پھینکدیا پھر میں نے غور سے زمین پر دیکھا تو وہ ایک درندہ
تھا جب میں نے یہ حال دیکھا تو مجھپر وہی کیفیت گذری جو ایسی حالت میں گذرتی ہے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوحمزہ ہمنے تجکو بلا کے
ذریعہ سے بلا سے نجات دی اور بذریعہ خوفناک چیز کے خوفناک امر سے کفایت کی اور ابن مالکی کہتے ہیں کہ ابوحمزہ خراسانی نے کہا کہ میں ایک
سال حج کیا تو میں رستے میں جارہا تھا کہ یکایک ایک کنوئیں میں گر پڑا تو میرے نفس نے مجھ سے مخالفت کی کہ میں فریاد کروں تو میں نے کہا
کہ واللہ ہرگز فریاد نہیں کرونگا تو میں نے اپنے ارادے کو پورا نہیں کیا تھا کہ کنوئیں کے سر پر دو شخص گذرے تو ایک نے دوسرے
سے کہا کہ آؤ اس راستے میں کنوئیں کا سر بند کریں تو وہ رسل اور ستون لائے تو میں بولنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ بھلا تو اس
شخص سے جو بہ نسبت ان دونوں کے تجھسے زیادہ قریب ہے اور چپکا رہا یہانتک کہ انہوں نے کنوئیں کا سر بند کر دیا۔ پھر
یکایک ایک چیز آئی اور اسنے کنوئیں کا سر اکھولا اور اپنے دونوں پیر لٹکائے اور گویا کہ وہ اپنی بولی میں کہتا تھا کہ لٹک جاؤ میں اسکے
ساتھ لٹک گیا تو مجھ کو اسنے نکال لیا تو میں نے دیکھا تو وہ درندہ تھا تو مجھ کو ایک شخص نے پکارا جو کہہ رہا تھا کہ اے ابوحمزہ کیا یہ بہتر نہیں ہے

نجینا ک من التلف بالتلف وعن ابی عبداللہ محمد بن نعیم یحکی عن ابی حمزۃ الصوفی الدمشقی انہ لما خرج من البئر انشا یقول ؎ نہانی حیائی منک ان اکشف الھوی واغنیتنی بالقرب منک عن الکشف ترائیت لی بالغیب حتی کانی یبشرنی بالغیب انک فی الکف اراک وفی من ھیبتی لک وحشۃ وتونسنی بالعطف منک وبالطف وتحیی محبا انت فی الحجتفہ وذا عجب کون الحیوۃ مع الحتف قال المصنف اختلفوا فی ابی حمزۃ ھذا الواقع فی البئر فقال ابو عبدالرحمن السلمی ھو ابو حمزۃ الخراسانی وکان من اقران الجنید وقد ذکرنا فی روایۃ اخری انہ دمشقی وقال ابو نعیم الحافظ ھو ابو حمزۃ البغدادی واسمہ محمد بن ابراھیم ذکرہ الخطیب فی تاریخہ وذکر لہ ھذہ الحکایۃ وایا ما کان فانہ مخطی فی فعلہ مخالف للشرع فی سکوتہ معین بصمتہ علی نفسہ وقد کان یجب علیہ ان یصیح ویمنع من طلم البیر کما یجب علیہ ان یدفع عن نفسہ من یقصد قتلہ وقولہ لا استغیث کقول القائل لا اکل الطعام ولا اشرب الماء وھذا جھل فی فعلہ ومخالفۃ للحکمۃ فی وضع الدنیا فان اللہ تعالی وضع الانبیاء علی الحکمۃ فجعل للادمی یدا یدفع بھا ولسانا ینطق بہ وعقلا یھدیہ الی دفع المضار واجتلاب المصالح وجعل الاغذیۃ والادویۃ لمصلحۃ الابدان فمن اعرض عن استعمال ما خلق لہ وارشد الیہ فقد زضاد الشرع وعطل حکمۃ الصانع فان قال جاھل فکیف احترز من القدر قلنا وکیف لا تحترز مع امر القدر

ترجمہ: نجی سے تلف سے بواسطہ تلف کے رہائی بخشی اور ابو عبداللہ محمد ابن نعیم ابو حمزہ صوفی دمشقی کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ جب وہ کنوئیں سے نکلے تو چند شعر پڑھے ہے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ مجکو حیا مانع آئی کہ عشق کا اظہار کروں اور تیرے قرب کی وجہ سے مجکو اظہار عشق کی ضرورت نہیں تو مجکو غیب میں ایسا معلوم ہوا کہ گویا باوجود غیب کے مجھ کو بشارت ملتی تھی کہ تو سامنے ہے میں تجکو دیکھتا ہوں اور تیری ہیبت کے مارے مجکو وحشت ہوتی ہے اور تو لطف و عنایت سے مجکو مانوس کرتا ہے تو اس عاشق کو زندہ کرتا ہے جسکو عشق میں ہلاک کرتا ہے اور یہ تعجب کی بات ہے کہ ہلاکت کے ساتھ زندگی ہے مصنف نے کہا کہ ان ابو حمزہ کی نسبت جو کنوئیں میں گر پڑے تھے اختلاف ہے۔ ابو عبدالرحمن سلمی نے کہا کہ ابو حمزہ خراسانی ہیں جو جنید کے ہمعصر تھے اور دوسری روایت میں ہم ذکر کر چکے کہ وہ دمشقی ہیں ابو نعیم حافظ نے کہا کہ وہ ابو حمزہ بغدادی ہیں اور ان کا نام محمد ابن ابراہیم ہے اور اُن کو خطیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ان کی اس حکایت کو بھی ذکر کیا ہے بہرحال کوئی ہو ان اس خلاف شرع حرکت میں خطا کی کیونکہ کنوئیں میں خاموش بیٹھے رہے حالانکہ پکارنا اور کنوئیں کی آفت سے چھوٹنا واجب تھا جس طرح اگر کوئی شخص کسیکو قتل کرنا چاہے تو اسکا روکنا واجب ہے اور یوں کہنا کہ میں فریاد نہ کروں گا ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ میں کھانا نہ کھاؤنگا اور پانی نہ پیونگا حالانکہ جو ایسا کرے وہ جاہل ہے اور یہ حرکت باعتبار وضع عالم کے خلاف حکمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو حکمت پر وضع کیا ہے آدمی کو ہاتھ دیئے ہیں تاکہ ان سے روکے اور زبان دی تاکہ گفتگو کرے اور عقل بخشی جو اسکی رہبری کرتی ہے تاکہ نقصان کو اپنے سے دور کرے اور منفعتوں کو حاصل کرے غذائیں اور دوائیں آدمیوں کی مصلحت کے لئے مخلوق فرمائی ہیں۔ اب جو شخص اُن چیزوں کے استعمال سے روگردانی کرے جو اس کے لئے پیدا کی گئیں اور اسکو اسکی طرف ہدایت کی گئی تو وہ امر شریعت کو چھوڑتا ہے اور صانع کی حکمت کو بیکار کرتا ہے اگر کوئی جاہل کہے کہ قضا و قدر سے کیونکر احتراز کریں ہم جواب دینگے کہ کیونکر احتراز نکریں جبکہ خود مقدر

وقد قال الله تعالى خذوا حذركم وقد اختفى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الغار وقال لسراقة اخف عنا واستأجر دليلا الى مكة ولم يقل اخرج على التوكل ومازال يتبذبه مع الاسباب ويقلبه مع المسبب وقد احكمنا هذا الاصل فيما تقدم وقول ابو حمزة فنوديت من باطني هذا من حديث النفس الجاهلة التي قد استقر عندها بالجملة ان التوكل ترك التمسك بالاسباب لان الشرع لا يطلب من الانسان اما نهاه عنه وهذا نافر باطنه في صدين وتعلقه بذلك وتمسكه بما نهى عليه لا بل هذا اكد لان افعل اكد من القول فهلا سكن حتى يحمل بلا سبب فان قال هذا بعثه الله تعالى قلنا والذي جاز على لسان شريعته واللسان المستغيث من خلقه فانه لو استغاث كان مستعملا للاسباب التي خلقها الله تعالى للدفع عنه فلم يلم وانما بسكوته عطل الاسباب ودفع الحكم فصل لومه واما تخليصه بالسلو فان صح هذا فقل يتفق مثله ثم لا ننكر ان الله تعالى يلطف بعبده وانما ننكر فعله المخالف للشرع وعن الجنيد قال قال لي محمد بن السمين كنت في طريق الكوفة بقرب الصحراء التي بطريقنا والطريق منقطع فرأيت على الطريق رجلا قد سقط ومات ورأيت عليه سبعة او ثمانية من السباع يتناهشون لحمه ويحمل بعضها على بعض فلما ان رأيتهم كان نفسي اضطربت

ترجمہ خذوا حذرکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے اور آپ نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ ہمارا حال چھپانا اور مکہ شریف لیجانے کے لیئے آپ نے ایک راہبر کو اجرت پر لیا اور یوں نفرمایا کہ ہم توکل پر چلے چلیں ہمیشہ ظاہر میں اسباب پر نظر فرمائی اور باطن میں مسبب پر بھروسا کیا اسکا بیان ہم پیشتر اچھی طرح مکمل کر چکے ہیں ابو حمزہ کا یہ قول کہ مجکو میرے باطن سے آواز آئی اس نفس ناداں کی گفتگو ہے جس کے نزدیک جہالت سے یہ بات قرار پاگئی کہ توکل یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرنا چھوڑ دے کیونکہ شریعت اس امر کی درخواست نہیں کرتی جس سے منع کر چکی ابو حمزہ کے باطن نے اسوقت نہ روکا جب ہاتھ بڑھایا اور اس چیز کو پکڑا اور اسکی ساتھ لٹک کر رہگئے کیونکہ یہ بھی تو اس ترک اسباب کے دعوے کے خلاف ہے جو اوپر ان نے کیا تھا اور یوں کہنے میں کہ میں کنوئیں میں اور اس چیز کے پکڑنے میں جس سے لٹکے کیا فرق ہے بلکہ یہ پکڑنا اس کہنے سے بڑھکر ہے کیونکہ فعل میں بہ نسبت قول کے زیادہ تاکید ہوتی ہے ابو حمزہ ٹھہرے کیوں نرہے تاکہ بلا سبب اوپر آجاتے اگر یوں کہا جائے کہ اس چیز کو خدا نے میرے لیئے بھیجدیا تھا تو ہم کہینگے کہ جو آدمی کنوئیں پر گذرا تھا اُسے کس نے بھیجا تھا اور زبان کو جو فریاد کرتی ہے کس نے پیدا کیا اگر فریاد کرتے تو اُن اسباب کو استعمال میں لاتے جنکو اللہ تعالے نے رفع ضرر کے لیئے پیدا کیا ہے لہذا قابل ملامت نہیں اور خاموش رہکر توکل اسباب کو بیکار کر دیا اور حکمتوں کو دور کیا لہذا وہ قابل ملامت ہے اور شیر یا درندہ کے ذریعے سے رہائی پانا اگر صحیح ہو تو ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے پھر ہم اسکا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالے اپنے بندے پر احسان فرماتا ہے ہم تو فعل مخالف شرع کا انکار کرتے ہیں جنید نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمین نے بیان کیا کہ میں کوفے کے راستے میں اس میدان کے قریب تھا جو ہمارے راستہ میں پڑتا ہے اور راستہ میں کوئی آتا جاتا نہیں - میں نے سر راہ ایک اونٹ مرا ہوا پڑا پایا - اور دیکھا کہ اسکو آٹھ نو درندے نوچ نوچ کر کھاتے تھے اور باہم ایک دوسرے پر حملہ کرتا تھا جب میں نے اسکو دیکھا تو میرا نفس بیقرار ہوا

وکانوا علی قارعة الطریق فقالت لی نفسی تمیل یمینا او شمالا فابیت علیها الا ان اعبر علیهم فحملت علی
ان مشیت حتی وقفت علیهم بالقرب منهم کاحدهم ثم رجعت الی نفسی لانظر کیف هی فاذا الروع معی قائم
فابیت ان ابرح وهذه صفتی فقعدت بینهم ثم نظرت بعد قعودی فاذا الروع معی فابیت ان ابرح وهذه صفتی فوضعت
جنبی فنمت مضطجعا فغشانی النوم فنمت وانا علی تلک الهیئة والسباع فی المکان الذی کانوا علیه فمضی لی وقت وانا نائم فاستیقظت فاذا
السباع قد تفرقت ولم یبق منها شیء واذا الذی کنت اجد قد زال فقمت وانا علی تلک الهیئة فانصرفت قال المصنف
فهذا الرجل قد خالف الشریعة فی تعرضه بالسباع ولا یحل لاحد ان یتعرض لسبع او حیة بل یجب علیه ان یفر منه وفی الصحیحین ان
النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا وقع الطاعون وانتم بارض فلا تقدموا علیه وقال صلی الله علیه وسلم فر من المجذوم فرارک من الاسد وقال
علیه السلام لعائط سائل فاسرع وهذا الرجل قد اراد من طبعه ان لا یعجز وهذا اثم ما سلم منه موسی علیه السلام فانه مارای
الحیة خاف ولی مدبرا فان صح ما ذکره فی بعید الصحة لان طباع الادمیین تتساوی فمن قال انها السبع یطیع کذبناه کما لو قال لا
اشتهی النظر الی المستحسن فکانه قهر نفسه حتی نام بینهم استسلاما للهلاک لظنه ان هذا هو التوکل
وهذا الظن خطأ لانه لو کان هذا التوکل ما نهی عن مقارفة ما یخاف شره ولما انتظمت السباع انتظمت عنده

ترجمہ اور وہ سب بالکل سر راہ تھے میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ داہنے بائیں مڑ کر نکل جا میں نے نفس کی بات نہ سنی اور کہا کہ درندوں میں
ہو کر نکلونگا پھر نفس کو ابھارا اور چلکر درندوں کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اتنا قریب ہو گیا کہ گویا ان میں مل گیا پھر اپنے نفس کی طرف
رجوع کیا کہ دیکھوں اب اس کی کیا کیفیت ہے تو خوف و ہراس میں پایا میں نے وہاں سے ہٹ جانے سے انکار کیا اور درندوں میں بیٹھ
گیا پھر بیٹھ کر بھی اپنے نفس کو خائف اور ہراسان پایا میں نے اٹھنے سے انکار کیا اور وہیں لیٹ رہا اوسی حالت میں مجھکو نیند آگئی تو میں
اسی طرح سو گیا اور درندے جہاں تھے وہیں تھے تو مجھ پر سونیکی حالت کچھ وقت گذرا بعد سونے کے میری آنکھ کھلی تو درندے چلے گئے
تھے اور کوئی باقی نہ رہا تھا اور میرا خوف بھی زائل ہو گیا تھا اسی ہیئت سے میں اٹھا اور اپنا راستہ لیا مصنف نے کہا کہ اس شخص نے جو
درندوں سے تعرض کیا تو یہ خلاف شریعت ہے کسی شخص کے لئے درندے یا سانپ کے سامنے ہو جانا جائز نہیں بلکہ اس کے آگے سے
بھاگنا واجب ہے صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شہر میں طاعون پھیلا ہو تم وہاں نہ جاؤ اور نیز آپ
نے فرمایا کہ مجذوم آدمی سے ایسا دور بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو اور نیز آپ ایک دیوار کے تلے سے گذرے جو جھک پڑی تھی آپ نے
تیزی سے قدم اٹھائے اور اس شخص نے یہاں پر اپنی طبیعت سے اس امر کی درخواست کی کہ مضطرب نہو حالانکہ یہ ایسی شے ہے کہ جس سے
حضرت موسیٰ بھی سلامت نہ رہے کیونکہ جب عصا کو سانپ دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اگر اس شخص کا بیان درست ہے تو صحت سے دور ہے کیونکہ آدمیوں کی
طبیعتیں برابر ہیں جو شخص یوں کہے کہ میں اپنی طبیعت سے درندے سے نہیں ڈرتا تو ہم اسکو جھوٹا کہینگے جیسے کوئی کہے کہ میں اچھی چیز کو
خواہش سے نہیں دیکھتا گویا کہ اس شخص نے اپنے نفس پر قہر کیا یہانتک کہ اپنے آپکو ہلاکت کی سپرد کر کے درندوں میں سو رہا اس خیال سے کہ یہی توکل ہے
حالانکہ یہ غلط خیال ہے کیونکہ اگر یہ توکل ہوتا تو جس چیز کی شر سے خوف ہو اسکے پاس جانے سے منع نکیا جاتا اور عجب نہیں کہ درندے اس مرد دار اونٹ کہانیکی

وجہ سے اس شخص سے خائف ہو جاوین

فانه قد کان ابو تراب النخشبی من کبار القوم فلقیته السباع فی البریة فخشیته فمات فلا ینکر ان اللہ تعالی لطف به ونجاه بحسن ظنه فیه غیر انا نبین خطأ فعله للعاقل الذی اذا سمع هذه الحکایة ظن انها عزیمة عظیمة ویقین قوی وهمة فضل حالته علی حالة موسی اذ هرب من الحیة وعلی حالة نبینا صلی اللہ علیه وسلم اذ مر بجدار مائل فمر قول وعلی حالة ابی بکر رضی اللہ عنه اذ سد خروق الغار اتقاء للاذی وهیهات ان تعلو مرتبة هذا المخالف للشرع علی مرتبة الانبیاء والصدیقین بما تخایل له ظنه الفاسد من ان ما فعله هو التوکل وعن محمد بن عبد اللہ الغزنی قال سمعت مؤملا المغازلی یقول کنت مع اصحاب محمد بن اسمین فسافرت معه ما بین تکریت والموصل فبینا نحن فی بریة نسیر اذ زبر السبع من قریب فجزعت وتغیرت وظهر ذلک علی وجهی وهممت ان ابادر فضبطنی وقال یا مؤمل التوکل هلهنا لیس فی المسبع الجامع قال المصنف لا شک ان التوکل لیظهر اثره عند المتوکل فی الشدائد ولکن لیس من شرطه الاستسلام للسبع فانه لا یجوز قال الخواص حدثنی بعض المشایخ انه تحیل لعلی الرازی مالنا لانراک مع اسباطالب الجرجانی کنا نوضع فیه سباع فما نظر الی واحد منهم فردنی وقال لیس تصحبنی بعد هذا الیوم قال المصنف لقد تعدی هذا الرجل اذا اراد من صاحبه تغییر ما طبع علیه ولیس ذلک الیه ولا یطالبه الشرع

ترجمہ کیونکہ کبار صوفیہ میں سے ابو تراب نخشبی تھے اون کو جنگل میں درندے ملے اور پہاڑ ڈالا اور مر گئے پھر اسبات کا انکار نہیں کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے مہربانی کی اور اون کے حسن ظن کی وجہ سے اُن کو نجات دی ہم تو صرف اُن کے فعل کی خطا بیان کرتے ہیں عامی آدمی کے لیئے کہ جب وہ اس حکایت کو سنے گا تو خیال کریگا کہ بڑی عزیمت اور قوی یقین ہے اور بسا اوقات اس شخص کی حالت کو حضرت موسیٰ کی حالت پر فضیلت دیگا کہ سانپ کو دیکھکر بھاگے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت سے بڑھا دیگا کہ جب جھکی ہوئی دیوار سے ہوکے گذرے تو تیزی سے قدم اوٹھائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حالت سے افضل جانیگا کہ غار کے سوراخوں کو اذیت کے خوف سے بند کیا تھا حالانکہ اس مخالف شرع کا مرتبہ جو اپنے ظن فاسد سے خیال کرتا ہے کہ مینے جو کچھ کیا وہی توکل ہے انبیاء اور صدیقین کے مرتبہ سے ہرگز نہیں بڑھ سکتا محمد بن عبد اللہ غزنی نے کہا کہ مینے مومل مغازلی سے سنا بیان کرتے تھے کہ میں محمد بن سمین کے ہمراہ ہیون تھا اونکی ساتھ تکریت اور موصل کے درمیان سفر میں تھا ایک بار جنگل میں چلے جا رہے تھے کہ قریب آکر ایک شیر درندہ کا رامیری حالت متغیر ہو گئی اور میں ڈر گیا اور خوف کے آثار میرے چہرے پر نمایاں ہوئے اور میں نے آگے بڑھ چلنے کا قصد کیا محمد بن سمین نے مجکو تھاما اور کہا کہ اے مومل توکل کا کام یہاں ہے مسجد جامع میں نہیں مصنف نے کہا کہ بیشک توکل کا اثر متوکل کے نزدیک سختیون ظاہر ہوتا ہے لیکن توکل کی شرطون میں سے یہ نہیں کہ اپنے آپ کو شیر کے حوالے کردے کیونکہ یہ ناجائز ہے خواص نے کہا کہ مجھ سے بعض مشائخ نے بیان کیا کہ علی رازی سے کسی نے کہا کہ ہم آپ کو ابو طالب جرجانی کے ساتھ کیون نہیں دیکھتے جواب دیا کہ ایکبار رسم دونون ایک مقام میں تھی جہان درندے تھے جب ابو طالب نے مجکو دیکھا کہ نیند نہیں آئی تو سنکا دیا اور کہا آج کے بعد تو میرے پاس نہ آنا مصنف نے کہا کہ اس شخص نے اپنے ہمراہی پر زیادتی کی کہ اس سے ایسی چیز کا بدلنا چاہا جو اُسکی طبیعت میں داخل ہی اور اسکے اختیار میں نہیں اور شریعت بھی اسکا

وما قال علی هذه الحالة موسیٰ حین هرب من الحیة فهذا کله مبناه علی الجهل وعن احمد بن علی قال حج الدینوری اثنی عشرة حجة حافیا مکشوف الراس وکان اذا دخل فی رجله شوکة یمسح رجله بالارض ویمشی لا یتطأ الی الارض من صحة توکله قال المصنف انظروا الی ما یصنع الجهل باهله ولیس من طاعة الله سبحانه ان یقطع الانسان تلک البدایة حافیا لانه یؤذی نفسه غایة الاذی ولا مکشوف الراس ای قربة تحصل بهذا ولو لا وجوب کشف الراس فی مدة الاحرام لامکن لکشفه معنی ومن الذی امره ان لا یخرج الشوک من رجله وای طاعة تقع بهذا ولو ان رجله انتفخت بما یبقی فیه من الشوک وتلف کان قد اعان علی نفسه وهلاکه الرجل بالارض الا دفع بعض شر الشوک فهلا دفع البلا بالاخراج واین التوکل من هذه الافعال المخالفة للعقل والشرع لانهما یقتضیان جلب المنافع للنفس ودفع المضار عنها وقد اجاز الشرع لمن ادرکه ضر فی احرامه ان یخرق حرمة الاحرام ویفدی وعن العباس بن محمد الدوری یقول سمعت ابا عبید یقول الزاد بین عقال الرجل ازید من الشمس ومیتة فی الظل وعن علی بن عبد الله بن جهضم قال سمعت ابا بکر الرقی یقول حدثنی ابو بکر الدقاق قال خرجت فی وسط السنة امکة وانا حدیث السن فی وسطی نصف جل وعلی کتفی نصف جل فرمدت عیناي فی الطریق وکنت امسح دموعی بالجل فاقرح الجل الموضع وکان یخرج الدم مع الدموع فمن شدة الارادة وقوة السیر الی

ترجمہ اور حضرت موسیٰ بھی اس حالت پر قادر نہوئے جب سانپ سے بھاگے اس تمام امر کی بنیاد جہالت پر ہے احمد بن علی نے کہا کہ دینوری نے بارہ حج پا برہنہ اور سر کھلے کئے جب ان کے پاؤں میں کوئی کانٹا لگتا تھا تو پاؤں کو زمین سے رگڑتے تھے اور چل چلتے تھے کانٹا نکالنے کے لئے زمین کی طرف نہ جھکتے تھے تاکہ توکل صحیح رہے مصنف نے کہا کہ غور کرو جاہلوں کے ساتھ جہل کیا کیا کرتا ہے یہ کوئی اللہ کی فرمانبرداری نہیں کہ انسان پا برہنہ جنگل کوٹے کرے کیونکہ اس سے جان کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور سر کشادہ جانا بھی عبادت میں داخل نہیں اور اس سے کوئی قربت نہیں حاصل ہوتی اگر احرام کی مدت میں سر کھلے رہنا واجب نہوتا تو سر ننگا رکھنے کے کوئی معنی نہ تھے اس شخص کو کسنے حکم دیا تھا کہ اپنے پاؤں سے کانٹا نہ نکالے اور اس سے کونسی طاعت واقع ہوتی ہے اور اگر پاؤں کانٹے کی وجہ سے ورم کر آتا اور ضائع ہو جاتا تو اس شخص نے اپنے نفس کو خود تکلیف میں ڈالا اور پاؤں کو زمین سے رگڑنا بھی تو کچھ تکلیف کانٹے کی دفع کر ہی دیتا ہے پھر باقی کانٹا خود کیوں نہ نکالا توکل میں اور ان افعال مخالف عقل وشریعت میں بڑا فرق ہے کیونکہ عقل وشریعت کا حکم ہے کہ اپنے نفس کو نفع پہونچائے اور نقصان اس سے دور کرے خود شرع نے اجازت دی ہے کہ جس شخص کو احرام میں کوئی ضرر پہونچے تو احرام کی حرمت توڑ ڈالے۔ اور فدیہ دے عباس ابن محمد دوری کہتے ہیں کہ ابو عبید سے میں نے سنا کہتے تھے کہ آدمی کی عقل میں یہ کب آتا ہے کہ دھوپ چھوڑ دے اور سایہ میں چلے علی ابن عبد اللہ بن جہضم نے کہا کہ میں نے ابو بکر رقی سے سنا کہتے تھے کہ مجھ سے ابو بکر دقاق نے بیان کیا کہ میں نصف سال گذرنے پر مکہ کی طرف چلا اور ان دنوں میں نوجوان تھا اور میرے پاس ایک جھول تھا جس کو آدھا کمر سے باندھا تھا اور آدھا کاندھے پر ڈالا تھا راستے میں میری آنکھیں دکھنے آگئیں۔ میں اپنے آنسوؤں کو اس جھول سے پونچھتا تھا۔ جھول نے اس مقام کو زخمی کر دیا اور آنسوؤں کے ساتھ خون نکلنے لگا میں غایت ارادت اور کمال سرور کی وجہ سے خون

لم افرق بين الدمع والدم وذهبت عيني في تلك الجحفة وكانت الشمس اذا اثرت في يدي قبلت يدي ووضعتها على عيني سرورا منى بالبلاء وقال ابو بكر الرازي قلت لابي بكر الدقاق وكان يفرح عند ما يصيبه ذهاب عينك قال كنت ادخل البداية على التوكل فجعلت على نفسي ان لا اكل لاهل المنازل شيئا تورعا فسألت احدى عينيّ على الاخرى من الجوع قال المصنف اذا سمع مبتدئ هذا الرجل ظن ان هذه مجاهدات وقد جمعت فنونا من المعاصي والمخالفات منها خروجه في نصف السنة على الوحدة ومنعه بلا زاد ولباسه الجلد ومسح عينه به وظنه ان ذلك يقربه الى الله سبحانه وانما يتقرب الى الله سبحانه بما شرعه لا بما نهى عنه ولو ان انسانا قال لرجل اضرب نفسي بعصا لانها عصت اتقرب بذلك الى الله كان عاصيا وسرور هذا الرجل بهذا الخطأ قبيح كانه انما يفرح بالبلاء اذا كان بغير سبب الانسان فلو ان انسانا كسر رجل نفسه ثم فرح بهذه المصيبة كان نهاية في الحماقة ثم تركه السوال وقت الاضطرار وحمله على النفس شدة المجاعة حتى سالت عينه ثم تسمى هذا تورعا حماقة الزهاد اثرها الجهل البعد عن العلم وقد قال سفيان الثوري من جاع فلم يسأل حتى مات دخل النار قال المصنف فانظر الى كلام الفقهاء ما احسنه ووجهه ان الله تعالى قد جعل للجائع مكنة التسبيب فاذا اعدم الاسباب الظاهرة

ترجمہ اور آنسوؤں کو علیحدہ نکرتا تھا اس حجر میں میری آنکھ جاتی رہی جب دھوپ میرے ہاتھ میں اثر کر جاتی تھی تو میں اپنے ہاتھ کو بوسہ دیتا تھا اور اپنی آنکھ پر رکھ لیتا تھا کیونکہ میں بلا سے بہت خوش تھا ابو بکر رازی نے کہا میں ابو بکر دقاق سے پوچھا وہ یک چشم تھے کہ تمہاری آنکھ جاتے رہنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ میں توکل پر جنگل کو جایا کرتا تھا میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ کاروانیوں سے مانگ کر کچھ نہ کھاؤنگا۔ تاکہ تورع قائم رہے بھوک کی تکلیف سے میری ایک آنکھ بیٹھ گئی پر یہ آئی مصنف نے کہا کہ مبتدی آدمی جب اس شخص کا قصہ سنیگا تو سمجھیگا کہ یہ مجاہدہ ہے حالانکہ یہ حرکت بہت قسم کے گناہوں اور شریعت کے خلافوں کو جامع ہے۔ ایک یہ کہ شخص نصف سال گذرنے پر تنہا جنگل پھر بغیر توشہ کے سفر کیا اور جھوں کا لباس بنایا اور اس سے اپنی آنکھ پونچھی پھر یہ خیال کیا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے حالانکہ قربت الٰہی امر مشروع میں ہے امر ممنوع سے نہیں ہوتی اگر کوئی آدمی کہے کہ میں اپنے نفس کو لکڑی سے ماروں گا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا نافرمان ہے تو عاصی ہوگا اور اس شخص کا اس حالت پر خوش ہونا خطائے قبیح ہے کیونکہ بلا سے اسوقت خوش ہونا چاہیئے کہ بغیر سبب کے نازل ہو اگر کوئی آدمی خود اپنے پیر توڑ ڈالے اور پھر اس مصیبت سے خوش ہو تو نہایت احمق ہوگا پھر حالت اضطرار میں اس شخص کا سوال نہ کرنا اور اپنے نفس پر بھوک کی سختی برداشت کرنا حتے کہ اس کی آنکھ بہ گئی۔ پھر اس کا نام تورع رکھنا سب خلاف ہے۔ زاہدوں کی حماقتیں ہیں۔ جن کو جہالت اور لاعلمی نے پیدا کیا ✦ سفیان ثوری نے کہا جو بھوکا ہو۔ اور سوال نہ کرے۔ یہانتک کہ مرجائے تو دوزخ میں جائے گا مصنف نے کہا۔ کہ فقہا کے کلام کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسا اچھا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھوکے کو سبب پیدا کرنے کی قدرت دی ہے۔ جب اسباب ظاہری نہ رہیں

فله قدرة السوال التی هی الکسب مثله فی تلک الحال فاذا ترکه فقد فرط فی حفظ نفسه التی هی ودیعة عنده واستحق العقاب وقد روی لنا فی ذهاب عین هذا الرجل ما هو اظرف مما ذکره فعن ابی علی الرودباری یحکی عن ابی بکر الدقاق قال استضفت حیا من العرب فرأیت جاریة حسناء فطرت الیها فقلعت عینی التی نظرت بها الیها فقالت مثلک من نظر الله تلت فانظر الی الرجل هذا الرجل المسکین بالشریعة والتعبد لانه ان کان نظر الیها من غیر تعمد فلا اثم علیه وان کان تعمد فقد الی صغیرة قد یکفی فیها السلام فضم الیها کبیرة وهی قلع عینه ولم یتب منها لانه اعتقد قلعها قربة الی الله تعالی ومن اعتقد المحذور قربة فقد انتهی خطاءه الی الغایة ولعله سمع تلک الحکایة عن بعض بنی اسرائیل انه نظر الی امرأة فقلع عینه وتلک مع بعد صحتها ربما جازت فی شریعتهم واما شریعتنا فانها قد حرمت هذا وکان هؤلاء القوم ابتکروا شریعة سموها بالتصوف وترکوا شریعة محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم **وقد روی** عن بعض عبادات الصوفیة مثل هذا عن شعرانة انه کان فی جیرانها امرأة صالحة فخرجت ذات یوم الی السوق فراها بعض الناس فافتتن بها وتبعها الی باب دارها فقالت له المرأة ای شیء تریده منی قال فتنت بک فقالت ما الذی استحسنت منی قال عینیک فدخلت الدار وقلعت عینیها وخرجت الی خلف الباب ورمت بها الیه وقالت له خذها لا بارک الله فیک

ترجمہ تو اُسکو سوال کرنیکی قدرت ہے جو اس حالت میں بمنزلہ کسب کے ہوجائیگی اب جو وہ اُسکو چھوڑ دیگا تو اس نے نفس کی محافظت میں کمی کی اور نفس اس کے پاس ایک امانت ہے لہذا عذاب کا مستحق ہوا اور اس شخص کی آنکھ پھوڑنیکے بارہمیں جو مذکور ہوا اس سے بھی بڑھکر منقول ہے ابو علی رودباری ابو بکر دقاق کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ میں عرب کے ایک قبیلے کا مہمان ہوا تو وہیں ایک خوبصورت لڑکی دیکھی تو وہینے اسکی طرف نظر کی تو وہینے اپنی آنکھ نکال ڈالی جس سے اسکی طرف دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ تم جیسا اللہ کیواسطے دیکھتا ہی ہمین کہتا ہون دیکھو اس شخص کی جہالت کو جو شریعت اور عبادت میں غریب ہی کیونکہ اگر اُسنے اسکی طرف بلا قصد دیکھا تھا تو اُسپر کچھ گناہ نہیں اور اگر قصداً دیکھا تھا تو صغیرہ گناہ کیا جسمین ندامت کافی تھی تو اس نے اس کے ساتھہ ایک کبیرہ گناہ ملا دیا اور وہ اپنی آنکھہ کا نکالڈالنا ہی اور اس سے توبہ نہیں کی کیونکہ اس نے اعتقاد رکھا کہ اُسکا نکالڈالنا قربت الٰہی ہے اور جو شخص کہ امر ممنوع کو قربت سمجھے تو اسکی خطا انتہا کو پہونچ گئی اور شاید اس نے یہ حکایت بعض بنی اسرائیل سے سنی کہ اس نے ایک عورت کو دیکھا تو اپنی آنکھہ نکالڈالی اور یہ حکایت باوجود بعد صحت کے ممکن ہی کہ ان کی شریعت میں جائز ہو اور ہماری شریعت نے اسکو حرام کردیا اور گویا کہ اس قوم نے خود ایک شریعت ایجاد کرکے اسکا نام تصوف رکھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چھوڑ دی بعض صوفیہ عابدہ عورتوں سے بھی اس قسم کی حکایتیں نقل کی گئیں ہیں شعرانہ نے کہا کہ ہماری پڑوس ایک صالحہ عورت رہتی تھی ایک روز بازار کو گئی کسی آدمی نے اسکو دیکھا اور فریفتہ ہوگیا اور اس کے مکان تک اس کے پیچھے پیچھے آیا اس عورت نے اس سے کہا کہ اے شخص تو مجھ سے کیا چاہتا ہے وہ بولا کہ میں تجھ پر مفتون ہوگیا پوچھنے لگی کہ تجکو میری کونسی چیز پسند آئی اُسنے کہا کہ تیری آنکھیں اچھی ہیں وہ عورت گھر میں گئی اور اپنی آنکھیں نکال ڈالیں اور دروازے کے پاس آکر اس شخص کی طرف پھینکیں اور کہا کہ یہ آنکھیں لیجا: تجکو برکت نہ دے

قال المصنف فانظروا اخواني كيف يتلاعب بالبيس بالجهلة فان ذلك الرجل اتى بصغيرة بالنظر اليها واتت بكبيرة ثم انها ظنت انها فعلت طاعة ثم كان ينبغي ان لا تكلم رجلا وقد وجد من القوم ضد هذا كما يروى عن ذي النون وغيره انه قال لقيت امرأة بالبرية وقلت لها وقالت لي قد انكرت عليه امرأة متيقظة فمن محمد بن يعقوب الفرجي عن ذي النون قال رأيت امرأة بنحو ارض البحر فنادتها فقالت وما للرجل ان يكلم النساء لو لا ضعف عقلك لوصيتك بشيء وقال اسماعيل ابن محمد دخل ابراهيم الهروي مع سبية البرية فقال سبية اطرح ما معك من العلائق قال فطرحتها كلها وابقيت دينارا فخطا خطوات ثم قال اطرح ما معك لا تشغل سري قال فاخرجت الدينار ودفعته اليه فطرحه ثم خطا خطوات وقال اطرح ما معك قلت ليس معي شيء قال لعلائقك مشتغل ثم ذكرت ان معي سفيحة سفسوع فقلت ليس معي الا هذه قال فاخذها فطرحها ثم قال امش فمشينا فما احتجت ان شسفع في البادية الا وجلة مطروحا بين يدي فقال لي كذا من عامل الله بالصدق قال المصنف هذه الافعال خطاء ورمي المال حرام والعجب ممن يرمي ما يملك ويأخذ ما لا يدري من اين هو وسمعت علي بن محمد المصري يقول سمعت ابا سعيد الخراز يقول دخلت البادية مرة بغير زاد

ترجمہ مصنف نے کہا میرے بھائیو دیکھو تو سہی کہ شیطان جاہلون کے ساتھ کیسا کھیل کرتا ہے یہ آدمی تو اُس عورت کیوجہ سے گناہ صغیرہ ہی مین پڑا تھا مگر وہ اس کی وجہ سے گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی اور پھر یہ سمجھی کہ اُسکی یہ حرکت گویا عبادت ہی علاوہ ازین اسکو یہ بھی تو چاہیے تھا کہ غیر آدمی سے بات نکرتی اور صوفیہ نے اس کے خلاف بھی پایا گیا چنانچہ ذوالنون وغیرہ کہتے ہیں کہ مین جنگل میں ایک عورت سے ملا اور سنے مجھ سے باتین کی اور مینے اس سے گفتگو کی انہین بزرگ پر ایک بیدار دل عورت نے انکار چنانچہ محمد ابن یعقوب فرجی کہتے ہیں کہ ذوالنون کہتے ہیں کہ دریائی جیسی زمین مین مینے ایک عورت دیکھی اور اسکو پکارا وہ بولی کہ مردون کو عورتون سے بات کرنیکا کیا کام اگر تمہاری عقل میں فتور نہوتا تو مین تم کو کچھ چیز اوٹھا کر دیتی اسمٰعیل بن محمد نے کہا کہ ابراہیم ہروی ہمراہ ستیہ کے صحرا کو گئے ستیہ نے ان سے کہا کہ علائق دنیاوی میں سے جو کچھ تمہارے پاس ہو اوسے پھینکدو ابراہیم کہتے ہیں کہ مینے تمام چیزین پھینکدین اور ایک دینار رکھ لیا چند قدم چلکر ستیہ نے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو پھینکدو اور میری باطن کو پراگندہ نکرو مینے دینار نکالکر ان کو دیا انہون نے پھینکدیا پھر چند قدم چلکر کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو پھینکدو مینے کہا میرے پاس کچھ نہین انہون نے کہا میرا باطن ابتک پراگندہ ہے پھر مجھے یاد آیا کہ میرے پاس ایک تسمونکا دستہ ہی ہے مینے کہا کہ میرے پاس فقط یہ دستہ ہے اونہون نے مجھ سے دستہ لیکر پھینکدیا اور کہا کہ اب چلو ہم دونون چلا کئے رستہ مین مجکو جب کہین تسمہ کی ضرورت ہوئی تو جنگل مین اپنے سامنے پڑا پایا ستیہ نے مجھ سے کہا کہ دیکھو جو اللہ تعالیٰ کی ساتھ صدق معاملت سے پیش آتا ہے اس سے یہ سلوک کیا جاتا ہے مصنف نے کہا یہ سب حرکتین خطا ہین اور مال کا پھینکدینا حرام ہے اور تعجب اس شخص پر آتا ہے جو اپنی مملوک چیز کو پھینکتا ہی اور اس چیز کو لیتا ہی کہ اتنا بھی نہین جانتا کہ وہ کہان سے آئی علی بن محمد مصری سے مینے سنا کہتے تھے کہ مجھ سے ابو سعید خراز نے بیان کیا کہ مین ایکمرتبہ بغیر توشہ کے جنگل مین داخل ہوا

فاصابتنی فاقة فرأیت الرحلة منزلا فسررت بروحی فتفکرت فی نفسی انی سکنت واتکلت علی غیر اللہ ولا یلیق
ادخل الرحلة الا ان احمالها فحفرت لنفسی فی الرمل حفرة واریت جسدی فیها الی صدری فسمعت صوتا فی نصف اللیل
عالیا یا اهل الرحلة ان لله ولیا حبس نفسه فی هذا الرمل فالحقوه فجاء جماعة فاخرجونی وحملونی الی القریة قال
المصنف لعل تنطع هذا الرجل علی طبعه فلا ذم منه ما لم یوضع علیه لان قطع الادمی لهشاشته الی ما یحزن ولا
لوم علی العطشان اذا هش الی الماء ولا علی الجائع اذا هش للطعام وکذلک کل من هش الی محبوب له وقد کان النبی صلی الله
علیه وسلم اذا قدم من سفر فلاح له المدینة اسرع السیر حبا للوطن ولما خرج من مکة یلتفت شوقا الیها وکان بلال
یقول اللهم العن عتبة وشیبة اذا خرجونا من مکة ویقول الا لیت شعری هل ابیتن لیلة بواد وحولی اذخر وجلیل
فنعوذ بالله من الاعراض عن العمل بمقتضی العلم والعقل ثم
حبسه نفسه عن صلاة الجماعة قبیح واے شئ فی هذا من التقرب الی الله
سبحانه انما هو جهل محض وعن بکر بن محمد قال کنت عند ابی الخیر التیناتوری فبسطنی بحادثة لی فذکر بدایته
الی ان ساکنة عن سیب قطع یدا فقال یا جنت فقطعت

ترجمہ مجھ کو فاقہ گذرا میں نے دور سے منزل کو دیکھا میں اپنے دل میں پہونچنے پر خوش ہوا پھر اپنے جی میں سوچا کہ میں نے برا کیا۔ اور غیر خدا پر بھروسہ کیا لہذا میں نے قسم کھائی کہ بغیر کسی کے لیجائے ہوئے مرحلہ میں نہ جاؤنگا میں نے وہیں بالو میں اپنے لیئے ایک گڑھا کھودا اور اپنے بدن کو سینے تک اسمیں پوشیدہ کیا آدھی رات گذرنے پر میں نے ایک بلند آواز سنی کہ اے اہل قریہ ایک اللہ کا ولی اپنے آپ کو اس ریگ بیابان میں چھپائے ہوئے ہے اس کی خبر لو۔ اس گاؤں سے ایک جماعت آئی۔ اور مجھ کو گاؤں میں اٹھا لیگئی مصنف نے کہا کہ اس شخص نے اپنی طبیعت پر ظلم کیا کیونکہ اس سے وہ کام چاہا جسکے لئے وہ بنائی نہیں گئی کیوں کہ آدمی کی طبیعت میں داخل ہے کہ جس چیز کو محبوب رکھتا ہے خوشی سے اسکی طرف جاتا ہے اگر پیاسا پانی کی طرف اور بھوکا کھانے کی جانب شوق سے جائے تو قابل ملامت نہیں علی ہذا القیاس ہر شخص جو اپنی محبوب چیز کی طرف خوش ہوکر دوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تھے اور مدینہ ظاہر ہوتا تھا تو بوجہ محبت وطن کے چلنے میں تیزی فرماتے تھے۔ اور جب مکہ سے واپس ہوتے تھے تو کمال شوق کے سبب سے اسکو مڑ مڑ کر دیکھتے تھے بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں فرمایا کرتے تھے کہ عتبہ اور شیبہ پر اللہ تعالے لعنت کرے انھوں نے ہم کو مکہ سے نکال دیا اور شعر پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کاش یہ معلوم ہوتا کہ کوئی رات ایسی آئیگی کہ میں وادی مکہ میں شب باش ہونگا اور میرے گرد اذخر اور جلیل (دو گھاس ہوتے ہیں) ہونگے۔ اب جو شخص مقتضائے علم و عقل پر عمل کرنے سے اعراض کرے تو اس سے خدا بچائے علاوہ ازیں اپنے آپ کو نماز جماعت سے باز رکھنا عین قبیح ہے۔ اسبات میں کیا تقرب الٰہی ہے یہ تو محض جہالت ہے بکر بن محمد کہتے ہیں کہ میں ابوالخیر تیناتوری کے پاس تھا وہ بلا تکلف مجھ سے باتیں کرنے لگے تو اپنی ابتدا کا ذکر کیا یہانتک کہ مجھ سے انکے ہاتھ کٹ جانیکا سبب پوچھا۔ جواب دیا کہ اسنے قصور کیا تو کاٹا گیا +

فاذا بفارس قد وقف علی الحلقة ورمی بنفسه الی الارض وصاح ایش تعلمون تریدان ان تنطیق الخضراء علی الغبراء هذا رجل صالح یُعرف بابی الخیر فرمی الامیر نفسه واخذ یدیه المقطوعة من الارض فقبلها وتعلق بها یقبل صدره ویده ویقول سألتک بالله اجعلنی فی حل فقلت قد جعلتک فی حل من اول ما قطعتها هذه یدی جنت فقطعت قال المصنف فانظروا رحمکم الله الی عدم العلم کیف صنع بهذا الرجل وقد کان من اهل الخیر ولو کان عنده علم لعلم ان ما فعله حرام علیه ولیس لابلیس عون علی العباد والزهاد اکبر من الجهل وبالاسناد قال دخلنا المصیصة مع الحاتم الاصم فاعتقد یاکل فیها شیئا فجعل یفتح ثم یوضع فیه فما یاکل فقال لاصحابه اقرقوا وجلس فاقتسبه یا لا یاکل فیها شیئا فما کان فی البیت الا بساط فوضع یده علیه شیئا یوکل فقال کل فلم یجبه فقال له ثلاثا فلم یجبه فقال هذا مجنون فاصلح لقمة واشار بها الی فمه فلم یفتح فمه ولم یکلمه فاخرج مفتاحا کان معه فی کمه وقال کل وفتح فاه بالمفتاح ودس اللقمة فی فمه فاکل ثم قال له ان اجبت ان ینفعک الله به فاطعم اولئک واشار الی اصحابه وعن القاضی احمد بن سیار قال حدثنی رجل من الصوفیة قال صحبت شیخا من الشیوخ انا وجماعة فی سفر فجری حدیث التوکل والاسراق وضعف النفس فیها وقوته فقال الشیخ علیّ علیّ وحلف ایمانا عظیمة لا ذقت ماکولا

ترجمہ اتنے میں ایک سوار آیا اور حلقہ میں آکر کھڑا ہوا اور زمین پر اپنے آپ کو گرا کر چلایا کہ اے لوگو یہ کیا کر رہے ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ زمین آسمان ملکر ایک ہو جائیں یہ شخص مرد صالح ابو الخیر کے مشہور سی سردار یہ سنکر زمین پر گر پڑا اور سیر دست بریدہ زمین سی اوٹھا کر بوسہ دینے لگا اور مجھکو پسٹ کر میری سینہ اور ہاتھوں کو چومنے لگا اور کہا کہ خدا کے لیئے مجکو معاف فرمایئے مینے کہا کہ جب تمنے ہاتھ کاٹنا شروع کیا تہا میں جبھی معاف کر چکا کیونکہ اس ہاتھ نے گناہ کیا تہا اس لئے کاٹا گیا مصنف نے کہا غور کرنا چاہیئے کہ بیعلمی نے اس شخص کے ساتھ کیا کیا حالانکہ اہل خیر میں سے تہا اگر یہ شخص علم رکھتا تو جانتا کہ جو کچھ اسنے کیا وہ اُسپر حرام تہا عابدوں اور زاہدوں کے حق میں ابلیس کا معاون جہل سے زیادہ کوئی نہیں اسناداً روایت ہے کہ راوی نے کہا ہم حاتم اصم کے ساتھ مصیصہ میں داخل ہوئے حاتم نے عہد کیا کہ میں کچھ نہ کھاؤنگا جبتک خود میرا منہہ نہ کھولا جائے اور کھانے کی چیز اس میں نہ رکھی جائے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم ادہر اُدہر چلے جاؤ اور خود بیٹھ گئے نو دن تک بیٹھے رہے۔ اور کچھ نہ کہا یا جب دسواں روز ہوا تو اونکے پاس ایک شخص آیا اور ان کے سامنے کوئی کہانیکی شے رکہی اور کہا کہ اسے کھاؤ حاتم نے کچھ جواب نہ دیا تو اس نے تین مرتبہ کہا اس نے جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ یہ دیوانہ آدمی ہے ایک لقمہ درست کر کے ان کے مونہہ کی طرف لیگیا۔ حاتم نے اپنا مونہہ نکھولا اور نہ اس سے کلام کیا اور اس شخص نے ایک کنجی نکالی جو اس کی آستین میں تھی اس مفتاح سے انکا مونہہ کھولکر کہا کہ کھاؤ اور لقمہ ان کے مونہہ میں ٹھونس دیا حاتم نے کھایا پھر اس شخص سے بولے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ اس کھانے سے تمکو نفع پہونچائے تو ان لوگوں کو کھلا دو اپنے ہمراہیوں کی طرف اشارہ کیا قاضی احمد بن سیار نے کہا کہ صوفیہ میں سی ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک سفر میں ایک شیخ کے ساتھ میں اور چند لوگ تھے توکل کا کچھ ذکر آیا۔ اور روزیوں کا اور نفس کے ضعف و قوت کا درباره توکل تذکرہ ہوا شیخ نے کہا کہ میرے ساتھ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ یہ کہہ کر بڑی سخت قسمیں کھائیں۔ کہ میں کوئی کھانے کی چیز نہ چکھونگا۔

اوتبعث الی بھم فالوذج حارا ولا اکلنہ الا بعد ان یحلف علیّ قال وکنا عطشی فی الصحراء فقالت لہ الجماعۃ الاخر جاھل
ومشینا فانتھینا الی قریۃ وقد مضی یوم ولیلتان لم یطعم فیھا شیئا فقارقتہ الجماعۃ غیرہ فطاح نفسہ فی مسیلہ
القریۃ مستسلما للموت ضعفا فاقمت علیہ فلما کان فی الیوم الرابع وقد انتصف اللیل وکاد الشیخ
یتلف اذا بباب المسجد قد فتح واذا جاریۃ سوداء معھا طبق مغطی فلما رأتنا قالت انتم غرباء ومن اھل القریۃ فقلنا نعم
وکشفت الطبق فاذا بھا فالوذج یفور حارا فقالت کلوا فقلت لہ کل فقال لا افعل فرفعت الجاریۃ یدھا فصفقت صفقۃ عظیمۃ
وقالت واللہ لا من لم تاکل لاصفعنک ھکذا الی ان تاکل فقال کل معی فاکلنا حتی فرغ الجام فمضت الجاریۃ بالانفحۃ
فقلت للجاریۃ ما اخبارک وخبر ھذا الجام فقالت انا جاریۃ لرئیس ھذہ القریۃ وھو رجل حاد طیب منا جام فالوذج
فقدمنا فیہ لہ فطال الامر علیہ فاستعجلناہ فقلنا نعم فعاد فاستعجلناہ فقلنا نعم فحلف بالطلاق ان لا یاکلہ ھو ولا احد
ممن ھو فی دارہ ولا احد من اھل القریۃ ولا یاکلہ الا رجل غریب فخرجنا نطلب
الفقراء فی المساجد فلم نجد الا ایتم ولوم یاکل ھذا الشیخ لقتلتہ ضربا الی ان یاکل لئلا تطلق سیدتی من زوجھا قال
الشیخ کیف تری اذا اراد ان یرزق قال المصنف وبارحمہ اللہ ھذا جاھل اعتقد کرامۃ وما فعلہ الرجل من اقامۃ البقیۃ فانہ یجری علی اللہ ویتالی علیہ یحلف علی نفسہ

ترجمہ حتی کہ گرم گرم فالودہ کا پیالہ میرے پاس بھیجا جائے اور اس کو نہ کھاؤنگا یہانتک کہ مجھ کو قسم دی جائے ہم لوگ صحرا کی طرف چلے جارہے تھے
شیخ کو ایک دوسری جماعت نے کہا کہ جاہل ہے ہم چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہونچے ایک دن اور دو راتیں گذر گئیں شیخ نے کچھ نہ کہا یا جماعت
نے ان کو چھوڑ دیا فقط میں اُن کے ساتھ رہا اس گاؤں کی مسجد میں وہ لیٹ رہے اور ضعف کے مارے گویا اپنے آپکو موت کے سپرد کر دیا میں
اُن کے پاس رہا جب چوتھا دن ہوا اور آدھی رات گذری اور شیخ مرنے کے قریب ہوئے کہ یکایک مسجد کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام لڑکی
ایک طبق سرپوش دار لیئے ہوئے آئی اور جب اُسنے ہمکو دیکھا تو پوچھنے لگی کہ تم مسافر ہو یا گاؤں والے ہمنے کہا کہ مسافر ہیں اس نے وہ طبق کھولا اور
ایک فالودہ کا پیالا جو گرمی کیوجہ سے جوش مارتا تھا نکالا اور کہنے لگی کہ کھاؤ میں نے شیخ سے کہا کہ اُسکو کھائے جو ابدیا کہ میں نہیں کھاؤنگا
لڑکی نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور زور سے طمانچہ مارا اور کہنے لگی کہ واللہ اگر تو نہ کھائیگا۔ تو ہم یونہیں تجھے طمانچہ مارتے رہینگے حتی کہ تو کھائے
شیخ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ کھا ہم دونوں نے کھایا اور پیالا خالی کر دیا جب اُسنے جانیکا ارادہ کیا تو میںنے اس لڑکی سے پوچھا کہ تو کون
ہے اور یہ پیالا کیسا ہے وہ بولی کہ میں اس گاؤں کے رئیس کی لونڈی ہوں وہ ایک تند مزاج شخص ہے ہمسے فالودہ کا پیالا مانگا ہم اس کے لئے
فالودہ تیار کرنے لگے تو اس میں دیر لگی پھر اُسنے جلدی کی تو ہم نے کہا بہت اچھا اوسنے جلدی کی تو ہم نے کہا بہت اچھا تو اس نے طلاق کی
کھائی کہ یہ پیالا نہ میں کھاؤنگا اور نہ کوئی گھر کا اور نہ کوئی گاؤں کا اور فقط مسافر آدمی کھائے ہم مسجدوں میں فقیروں کو تلاش کرنے
لگے تمہارے سوا کوئی نہ ملا اور اگر یہ شیخ نہ کھاتا تو اُسکو برابر مارتی حتی کہ کھالیتا تاکہ میری سیدہ کو انکے شوہر کیجانب سے طلاق نہ پڑے شیخ
نے مجھ سے کہا کہ کیوں تمنے دیکھا جب خدا رزق پہونچانا چاہتا ہی تو یوں دیتا ہی مصنف نے کہا کہ بسا اوقات جاہل آدمی اس قصہ کو سنکر
اعتقاد کریگا کہ یہ کرامت ہی حالانکہ اس شخص نے جو کچھ کیا برے سے برا ہی کیونکہ اللہ تعالی کا تجربہ کرتا ہی اور اسپر قسم کھاتا ہی اور اپنے نفس پر حملہ کرتا ہی

وهذا لا يجوز له ولا ينكر ان يكون لطف به الا انه فعل ضد الصواب وربما كان النفاذ ذلك رديا لانه يعتقد انه قد
اكرم وازله منزلة وكذلك حكاية حاتم الذى قبلها فانها ان صحت دلت على جهل بالعلم وفعل ما لا يجوز لانه ظن ان
التوكل انما هو ترك التسبب فلو عمل بمقتضى واقعه لم يضع الطعام ولم يبلعه ثم اى قربة فى هذا الفعل البارد
وما الذى غالبه الا من لما يخوليا وهل هذا الا من تلاعب بليس بالجهلة لقلة علمهم بالشرع وعن ابى اسحاق ابراهيم
بن احمد الطبرى قال قال لى جعفر الخلدى وقفت بعرفة ستا وخمسين وقفة منها احدى وعشرين على المذهب فقلت
لابى اسحاق اى شئ اراد بقوله على المذهب فقال يصعد الى قنطرة الياسرية فينفض كمه حتى يعلم انه ليس معه زاد
ولا ماء ويلبى وليسير قال المصنف وهذا مخالف للشرع فان الله تعالى يقول وتزودوا ورسول الله صلى الله عليه
وسلم قد تزود ولا يمكن ان يقال ان هذا الادمى لا يحتاج الى شئ فى مدة اشهر فان احتاج فطب انفسا وان سأل الناس او
تعرض لهم لم يف ذلك بدعوى التوكل وان ادعى انه يكرم ويرزق بلا سبب فنظره الى انه مستحق لذلك محنة
ولو تبع الشرع وحمل الزاد كان اصلح له على كل حال ومن عجيب ما بلغنى ان ابا شعيب المقفع وكان قد حج سبعين حجة
احرم فى كل حجة من عند صخرة بيت المقدس ودخل بادية بتبوك على التوكل فلما كان فى حجته الاخيرة

ترجمہ اور یہ اس کے لئے جائز نہیں تھا ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ ایسد تم نے اُسپر مہربانی فرمائی مگر بات یہ ہی کہ اس شخص نے خلاف صواب کیا
اور بسا اوقات اس کا جاری کرنا روا ہوتا ہی کیونکہ وہ عقیدہ رکھتا ہی کہ خدا تعالی نے اُسکا اکرام کیا اور اس کا کوئی رتبہ ہی اور ایسی ہی
حکایت حاتم رازی کی ہی جو پہلے گذری کیونکہ اگر وہ صحیح ہو تو بعلمی اور ناجائز کام کرنے پر دلالت کرتا ہی کیونکہ اونھوں نے گمان کیا کہ توکل اسباب
کے ترک کردینے کا نام ہے اگر وہ اپنے واقع کے مقتضی پر عمل کرتے تو نہ کھانے کو چباتے اور نہ نگلتے پھر اس بے فائدہ کام میں کونسی قربت آہی ہے
اور میں ان اکثر باتونکو یا لیخولیا سمجھتا ہون اور یہ جاہلون کے ساتھ شیطان کا کھیل ہے اُن میں علم شرع کی کمی کیوجہ سے اور ابو اسحاق
ابراہیم بن احمد طبری کہتے ہیں کہ مجھ سے جعفر خلدی نے ذکر کیا کہ میں عرفات پر چھپن بار وقوف کیا جنمیں اکیس مرتبہ موافق مذہب تھا میںنے
ابو اسحاق سے دریافت کیا کہ موافق مذہب سے انکی کیا مراد تھی جواب دیا کہ یا سریہ کے پل پر چڑھتے تھے اور اپنی دونوں آستینیں جھاڑ دیتے
تھے تاکہ سب جان جائیں کہ اُن کے ساتھ توشہ اور پانی کچھ نہیں پھر تلبیہ پکارتے تھے اور چلتے تھے مصنف نے کہا کہ یہ مخالف شرع ہی
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے وتزودوا یعنی اپنے ساتھ توشہ لو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توشہ ہمراہ لے گئے ہیں یون کہنا ممکن نہیں کہ
یہ آدمی مہینوں کی مدت تک کسی چیز کی حاجت نہیں رکھتا۔ پھر اگر وہ حاجتمند ہوا اور ہلاک ہوگیا تو گنہگار ہوگیا اور اگر لوگون سے تعرض
کریگا اور ان سے کچھ مانگیگا تو دعوی توکل کے لیے یہ بات وافی نہوگی اور اگر یہ ادعا کرے کہ خدا تعالی اُسکا اکرام فرمائیگا اور بلا سبب
اسکو رزق پہونچائیگا تو اُسکی نظر اسیر ہے کہ وہ اس اکرام کا خود کو حقدار سمجھتا ہے بہرحال اگر وہ شریعت کی پیروی کرتا اور توشہ باندھتا
تو اس کے لیے بین صلاح تھا ابو شعیب مقفع کی نسبت مجھ کو بہت تعجب انگیز واقعہ معلوم ہوا کہ اونھون نے پیادہ پا چلکر ستر
حج کئے ہر ایک حج میں بیت المقدس کے ٹیلے سے احرام باندھا اور میدان تبوک میں توکل پر داخل ہوئے جب اخیری حج کو گئے تھے

رای کلبا فی البادیۃ یلھث عطشا فقال من بئر سبعین حجۃ بشربۃ ماء فسقی الکلب فقال ھذا خیر من سبعین حجۃ لان اصلع قال فی کل ذات کبد حر قولت وانما ذکرت مثل ھذا لاشیاء لیتنزہ العاقل فی مبلغ علم ھؤلاء وفھمھم التوکل وغیرہ فخالفتھم لاوامر الشرع ولیت شعری کیف یصنع من یخرج منھا ولا شئ معہ بالوضوء والصلوۃ وان تخرق ثوبہ ولا ابرۃ معہ فکیف یفعل وقد کان بعض مشائخھم یامر المسافر باخذ العدۃ قبل السفر قال المصنف ولقد کان ابراھیم الخواص محرفی التوکل یدقق فیہ وکان لا یفارقہ ابرۃ وخیوط وركوۃ وسراویلا فقیل لہ لم تجمع ھذا وانت تملع من کل شئ فقال مثل ھذا لا ینقص التوکل لان اللہ تعالی علینا فرائض والفقیر لا یکون علیہ الا ثوب واحد فربما یتخرق ثوبہ وان لم تکن معہ ابرۃ وخیوط تبدو عورتہ فیفسد علیہ صلوتہ وان لم تکن معہ رکوۃ تفسد طھارتہ واذا رأیت الفقیر لا رکوۃ ولا ابرۃ ولا خیوط فاتھمہ فی صلوتہ **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ اذا قدموا من سفر** قال المصنف من مذھب القوم ان المسافر اذا قدم فدخل الی الرباط وفیہ جماعۃ لم یسلم علیھم حتی یدخل المیضاۃ فاذا توضأ صلی رکعتین ثم سلم علی الشیخ ثم سلم علی الجماعۃ وھذا مما ابتدعوہ متاخروھم علی خلاف الشریعۃ وان فقھاء الاسلام اجمعوا علی ان من دخل علی قوم

ترجمہ تو رستے مین دیکھا کہ جنگل مین ایک کتا پیاس کے مارے زبان نکال رہا ہے پکار کر بولے کہ کون ہی جو ایک گھونٹ پانی کے بدلے ستر حج خریدے ایک شخص نے پیاس بجھانے بھر پانی اُن کو دیا انھون نے کتے کو پلایا اور کہا کہ یہ عمل ستر حج سے بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ذی روح کے ساتھ نیکی کرنے میں اجر ملتا ہی مین کہتا ہون کہ میں نے ان امور کا اسواسطے ذکر کیا ہی کہ دانا سمجھ کرے ان لوگون کے مبلغ علم کی اور توکل وغیرہ کے بارے میں ان کے فہم کی اور احکام شرع کے بارے میں ان کی مخالفت کی اور مین نہین جانتا کہ ان مین سے جو شخص خالی ہاتھ باہر نکلے تو وضو اور نماز کے بارے میں کیا کریگا اور اگر کپڑا پھٹ جائے اور اس کے پاس سوئی نہو تو کیا کریگا اور ان کے بعض مشائخ مسافر کو سفر کے پہلے سامان لے لینے کا حکم کرتے تھے **مصنف** نے کہا کہ ابراہیم خواص توکل مین یکتا تھے اس مین بال کی کہانی نکالتے تھے مگر سوئی اور ڈورا اور مشکیزہ اور قینچی کو کبھی اپنے سے جدا نکرتے تھے اُن سے کسی نے کہا کہ آپ یہ چیزین کیون جمع کرتے ہین حالانکہ آپ ہر شے سے منع کرتے ہین جواب دیا کہ ایسی چیزون سے توکل مین نقصان نہین آتا کیونکہ ہمپر اللہ تعالی کے فرائض ہین اور فقیر کے جسم پر صرف ایک کپڑا ہوتا ہی بسا اوقات اس کا کپڑا پھٹ جاتا ہی اگر اس کے پاس سوئی ڈورا نہ ہو تو اس کی شرمگاہ کھل جائے اور نماز فاسد ہو اور اگر اس کے ساتھ مشکیزہ یا لوٹا نہو تو اُس کی طہارت فاسد ہوگی جب تم کسی فقیر کو بغیر سوئی اور ڈورے اور لوٹے کے دیکھو تو نماز کے بارے مین اُسکو متہم کرو **ذکر تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر جب سفر سے واپس آتے ہیں** مصنف نے کہا اس قوم کا مذہب ہی کہ مسافر جب سفر سے آئے اور رباط مین داخل ہو اور وہان پر لوگ ہون تو ان کو سلام نہ کرے بلکہ پہلے وضو کرنے کے مقام پر جائے وہان وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر شیخ کو سلام کرے بعد ازان لوگون کو سلام کرے یہ بدعت خلاف شریعت متاخرین صوفیہ نے نکالی ہی کیونکہ فقہاے اسلام نے اجماع کیا ہی کہ جو شخص جماعت پر داخل

سن له ان یسلم علیهم سواء کان علی طهارة اولم یکن الا ان یکونوا اخذوا هذا من مذهب الاطفال فانه اذا قیل للطفل لم لا تسلم علینا یقول ما غسلت وحتی بعد اولعل الاطفال علموا من هولاء المبتدعین وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکثیر اخرجاه فی الصحیحین و من مذهب القوم تغییر القادم من السفر انبانا ابو نصر عبد طاهر بن محمد عن ابیه قال باب السنة فی تغییر القادم من السفر اول لیلة لتعبه واحتج بحدیث عمر قال دخلت علی النبی صلی الله علیه وسلم وغلام له حبشی یفلی ظهره فقلت ما شانك یا رسول الله قال ان الناقة اقتحمت بی قال المصنف انظروا الی فقه هذا المحتج فانه قد کان ینبغی ان یقول باب السنة فی تغییر من رمت به ناقته ویکون السنة تغییر الظهر لا القدم ومن این له انه کان فی سفر وانه غیر اول لیلة ثم یجعل تغییر النبی صلی الله علیه وسلم کما اتفق لاجل ان ظهره سنة لقد کان ترك استخراج هذا الفقه احسن من ذکره ومن مذهبهم عمل دعوة للقادم قال ابن طاهر باب اتخاذهم العشرة للقادم واحتج بحدیث عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سافر سفرا فتسارعت جاریة من قریش ان الله تعالی ان تضرب فی بیت عائشة رضی الله عنها بدف

ترجمہ سنت ہی کہ ان کو سلام کری خواہ باوضو ہو یا نہوا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ صوفیہ نے یہ مذہب چھوٹے لڑکوں سے لیا ہی کیونکہ اکثر جب کسی بچے سے کہتے ہیں کہ تم نے ہمکو سلام کیوں نہین کیا تو جواب دیتا ہی کہ مینے ابھی اپنا مونہہ نہیں دہویا اور شاید کہ یہ بات لڑکون نے انہیں بدعتیون سے سیکھی ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹے کو چاہیے کہ بڑی کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑی لوگ زیادہ جماعت کو سلام کریں یہ حدیث صحیحین میں ہی نیز صوفیہ کا مذہب ہی کہ جب کوئی سفر سے آئے تو اسکی چپی کرنا چاہیے چنانچہ ابو زرعہ طاہر بن محمد نے ہمکو خبر دی کہ ان کے باپ نے اپنی تصنیف میں ایک باب باندہا ہے جسمیں بیان کیا کہ جو سفر سے آئے تو بوجہ ماندگی کے پہلی رات اسکی چپی کرنے میں سنت طریقہ کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ کہتے ہین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ایک آپ کا غلام حبشی آپ کی پشت مبارک دبا رہا تھا مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حال ہی فرمایا کہ اونٹنی نے مجھ کو گرا دیا مصنف نے کہا میری بہائیو اس شخص کے حدیث مذکور سے سند پکڑنے پر غور کرو اسکو اس مضمون کا باب باندہنا چاہیے تھا کہ جس شخص کو اونٹنی گرا دے اسکی چپی کرنا کس طرح سنت ہی اور ہوگا سنت دبانا پیٹھ کا نہ قدم کا اور کہانسے ان کو ثابت ہوا کہ آپ سفر مین تھے اور دبائے گئے اول رات میں۔ علاوہ ازین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹھ دبانا جیسا کہ اتفاق ہوا تھا بوجہ درد پشت کے سنت کرنا چاہیئے ایسے قصہ کے ذکر کرنے سے اس کے استخراج کا چھوڑ دینا بہتر ہے نیز صوفیہ کا مذہب ہے جو سفر سے آئے اس کی دعوت کی جائے ابن طاہر نے ایک باب باندہا جسمیں بیان کیا کہ صوفیہ سفر سے آنیوالے کے لیے عیش منائیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کیا قریش مین سے ایک لڑکی نے منت مانی کہ اللہ تعالی آپ کو بخیریت واپس لائے تو مین حضرت عائشہ کی گھر مین دف بجاؤنگی۔

فما رجع قال التصوف قال المصنف قد بينا ان الدف مباح وما اتت به الجارية امر مباح اما ان تفي به فكيف يحتج بهذا على الغناء والرقص عند قدوم المسافر تلبيس ابليس عمل الصوفية اذا ثبت هذا فلم يمتنع ان يكون في ذلك تلبيسات الاول انهم يقولون لا نبكي على هالك ونحن نعلم انه صائر الى الجنة قال ابن عقيل وهذه دعوى يرد عليها الشرع فمتى حدث خوف او حزن او بكاء خرج عن المزاج المعتدل فيمتنع ان يطلب العلاج بالادوية المعتدلة للمزاج فان الله تعالى اخبر عن نبي كريم فقال وابيضت عيناه من الحزن وقال يا اسفا على يوسف وبكى رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موت ولده وقال ان العين لتدمع وقال واكرباه وقالت فاطمة رضي الله عنها واكرب اباه فلم ينكر عليها وقد عزى عمر بن الخطاب متمما اخاه ويقول وكنا كندمانيه جذيمة حقبة من الدهر حتى قيل لن يتصدعا فقال عمر ليتني كنت اقول الشعر فاندب اخي زيدا فقال متمم لو رثيت اخي بمثل ما رثيته اخوك مالك عات على الكفر وزيد قتل شهيدا فقال عمر ما عزاني احد بمثل تعزيتك ثم ما تزال الابل الغليظة الاكباد تحن الى مالفت من الاعطان والاشخاص وترغوا للفصلان

ترجمہ جب آپ تشریف تو آپ نے فرمایا کہ ہاں دف حلال! مصنف نے کہا کہ ہم بیان کر چکے کہ دف مباح ہی چونکہ اس لڑکی نے ایک امر مباح کی نذر کی تھی آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر اس حدیث سے مسافر کے واپس آنے کے وقت ناچ اور گانے پر کیونکر حجت پکڑی جا سکتی ہے۔ (تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر جب ان کے یہاں کوئی مر جائے) اس بارے میں شیطان کے بہت سے تلبیسات ہیں تلبیس اول یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو کسی مرنے والے پر رونا نچاہیے جو شخص کسی مردہ کو رویا تو اہل عرفان کے طریق سے نکل گیا ابن عقیل نے کہا کہ یہ دعوی شریعت پر زیادتی ہے اور یہ بات کم عقلی کی ہے اور عادات اور طبائع سے خارج ہے اور مزاج معتدل سے پھر جانے کی باتیں ہیں لہذا یہ جائز ہے کہ ایسے شخص کا علاج ان دواؤں سے کیا جائے جو مزاج کو اعتدال پر لائیں خود اللہ تعالیٰ نے ایک نبی بزرگ یعنی حضرت یعقوب کی نسبت خبر دی ہے وابیضت عیناہ من الحزن الخ یعنی غم کے مارے روتے روتے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور کہتے تھے کہ یا اسفا علی یوسف یعنی ہائے افسوس یوسف کیسا چلا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی موت پر روئے اور فرمایا کہ آنکھیں ضرور آنسو بہاتی ہیں۔ اور فرمایا واکرباہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پاتے وقت کہا تھا واکرب اباہ آپ نے انکار نہیں فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متمم کو سنا کہ اپنے بھائی کا مرثیہ پڑھتا تھا جسکے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے ہم دونوں بھائی ایک مدت دراز تک ایسے ساتھ رہے جیسے جذیمہ بادشاہ کے دو مصاحب تھے حتے کہ لوگ خیال کرتے تھے اب کبھی جدا نہ ہونگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں بھی شاعر ہوتا تو اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہتا متمم نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی اس طرح مرتا جیسے آپکے بھائی نے فضالک تو میں اوسکا مرثیہ نہ کہتا متمم کا بھائی مالک کفر پر مرا تھا اور حضرت زید نے شہادت پائی تھی حضرت عمر نے فرمایا کہ اے متمم کسی نے میرے بھائی کی تعزیت ایسی نہیں کی جیسی تو نے کی علاوہ ازیں خیال کرنا چاہیے کہ اونٹ ایسا سخت کلیجے والا جانور اپنی جائے مالوفہ اور اپنے آرامگاہ اور اپنے آدمیوں کیلئے زاری کرتا ہے اپنے بچے کے لئے بیقرار ہو جاتا ہے۔

وحمام الطير رجم وكل ما خوذ بالبلاء فلا بد ان يتضرع ومن لم تحركه المسار والمطربات وتزعجه المخزيات فهو الى الجماد اقرب وقد بان النبي صلى الله عليه وسلم عن العيب في الخروج عن سمت الطبع فقال للذي قال لم أقبل احدا من ولدك اهلك نزع الله الرحمة من قلبك وجعل يلتفت الى مكة لما خرج فالمطالب بما يخرج عن الشرائع وينبو عن الطباع جاهل يطالب بمجهل وقد قنع الشرع منا ان لا نلطم خدا ولا نخرق جيبا فاما دمعة سائلة وقلب حزين فلا عيب في ذلك التلبيس الثاني انهم يعملون عند موت الميت دعوة يسمونها سرها يغنون فيها ويرقصون ويلعبون ويقولون نفرح للميت اذا وصل الى ربه والتلبيس في هذا عليهم من ثلثة اوجه احدها ان المسنون ان يتخذ لاهل الميت طعام لاشتغالهم بالمصيبة عن اعداد الطعام لانفسهم وليس من السنة ان يتخذ اهل الميت ويبعثونه الى غيرهم والاصل في اتخاذ الطعام لاهل الميت ما حدثنا به سفيان بن عيينة عن جعفر بن خالد عن ابيه عن عبد الله بن جعفر قال لما جاء نعي جعفر قال النبي صلى الله عليه وسلم اصنعوا لاهل جعفر طعاما فانهم قد جاءهم ما شغلهم قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح والثاني انهم يفرحون للميت ويقولون وصل الى ربه ولا وجه للفرح لانا لا نتيقن انه غفر له وما يؤمنا ان نفرح له وهو في المعذبين

ترجمہ اور پرندے شور مچاتے ہیں جو کوئی بلا میں مبتلا ہوگا وہ ضرور ہی تضرع وزاری کریگا اور جس شخص کو خوشی اور خوش کن باتیں نہ ہلا دیں اور غم کی باتیں متغیر نکر دیں وہ قریب جماد کے ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتضائے طبیعت سے خارج ہونیکا عیب ظاہر فرمایا اس شخص سے فرمایا جو کہتا تھا کہ میں نے آجتک اپنی اولاد میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا کہ اللہ تعالے نے تیرے دل میں سے رحمت نکال لی اور آپ جب مکہ سے نکلے تو اسکی طرف متوجہ ہوتے جاتے تھے تو جو شخص ایسی بات چاہتا ہے جو شریعت سے خارج اور طبیعت سے دور ہے وہ جاہل ہے جہالت کو چاہتا ہے شریعت نے ہمیں اسیقدر خواہش کی ہے کہ ہم سر نہ پیٹیں اور گریبان نہ پھاڑیں لیکن آنسو بہانا اور دل میں غم رکھنا کوئی عیب نہیں تلبیس دوم یہ کہ صوفیہ کسی کے مرجانے کے بعد ایک دعوت کرتے ہیں جسکا نام عرس رکھا ہے اسمیں راگ گاتے ہیں اور رقص کرتے ہیں اور کھیلتے کودتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس بات کی خوشی مناتے ہیں کہ میت اپنے پروردگار سے جا ملی اس امر میں تین وجہ سے جاہل اس قوم کو شیطان نے فریب دیا ہے ایک یہ کہ مسنون یوں ہے کہ اہل میت کو کھانا کھانا پکا کر پہونچایا جاے کیونکہ وہ لوگ بوجہ مصیبت کے کھانا تیار کرنے سے معذور ہیں لیکن یہ کوئی سنت نہیں کہ خود اہل میت کھانا پکائیں اور غیروں کے پاس بھیجیں اہل میت کو کھانا پہونچانے کے لیے وہ حدیث اصل ہے کہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ہم سے جعفر بن خالد نے روایت کیا کہ میرے باپ نے عبداللہ بن جعفر سے خبر دی کہ جب جعفر کی خبر موت آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے اہل وعیال کو کھانا پکا کر پہونچاؤ کیونکہ آج اُن کو ایسا صدمہ ہے کہ وہ مجبور ہیں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے دوسرے یہ کہ صوفیہ میت کے لئے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملا حالانکہ خوش ہونیکی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہم اتنا نہیں کہہ سکتے کہ وہ بخشا گیا یا نہیں اور یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ ہم اس کے لیئے خوشی کریں اور وہ عذاب میں گرفتار ہو

وقد قال عمر رض لما مات ابنه لقد شغلني الحزن لك عن الحزن عليك وحدث خارجة بن يزيد الانصاري عن امه هلكة قالت
لما مات عثمان بن مظعون دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت رحمة الله عليك ابا السائب فشهادتي عليك
لقد اكرمك الله تعالى فقال النبي صلى الله عليه وسلم وما يدريك ان الله اكرمه والثالث انهم يرقصون ويلعبون في تلك الدار
فيخرجون بهذا عن الطباع السليمة التي يؤثر عنها الفراق شان كان مبتهم قد غفر له فما الرقص واللعب بشكر وان كان
معذبا فاين اثر الحزن

ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في ترك التشاغل بالعلم

قال المصنف اعلم ان اول تلبيس ابليس على الناس صدهم عن العلم لان العلم نور فاذا اطفأ مصابيحهم
خبطهم في الظلم كيف شاء وقد دخل على الصوفية في هذا الفن من ابواب احدها انه صنع جمهورهم من العلم اصلا
واراهم انه يحتاج الى تعب وكلف وحسن عندهم الراحة فلبسوا المرقع وجلسوا على بساط البطالة وقال الشافعي
اساس التصوف على الكسل وبيان ما قال الشافعي ان مقصود النفس اما الرياسة واما استجلاب الدنيا والرياسة واستجلاب المال بالعلوم يطول وتتعب البدن
هل يحصل المقصود او لا يحصل والصوفية قد تعجلوا الرياسة فانهم يرون بين الزهد واستجلاب الدنيا فانها لهم سريعة وفي الصوفية
من قوم العلماء وذاك ان الاشتغال بالعلم بطالة وقالوا نحن علمنا بلا واسطة وانما اوبعد الطريق في طلب العلم فقصروا الشباب وقطعوا الجناب وحملوا الركاب

ترجمہ حدیث عمر رض نے کہا جب انکا بیٹا مرگیا کہا کہ میں تیرے انجام کے غم کیوجہ سے تیرے مرنے پر غم کرنے سے مجبور ہوں خارجہ بن یزید انصاری
نے ام ہلال سے بیان کیا کہ جب عثمان بن مظعون نے انتقال کیا تو ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے عثمان
کے بارے میں اتنا کہا کہ اے ابو السائب تجھپر خدا کی رحمت ہو میں تیرے لئے شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے تیرا اکرام فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
یہ سنکر فرمانے لگے کہ اے ام الہلال تم کیا جانتی ہو کہ اللہ نے انکا اکرام فرمایا تیرے یہ کہ صوفیہ اس دعوت عرس میں رقص کرتے ہیں اور
کھیلتے ہیں اس حرکت سے گویا طبائع سلیمہ کی حد سے خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ طبع سلیم پر فراق کا اثر ہوتا ہے پھر اگر انکا مردہ بخشا گیا ہے
تو یہ رقص اور بازی کوئی شکر نہیں اور اگر گرفتار عذاب ہے تو غم وملال کے آثار کہاں ہیں

تحصیل علم کے شغل کو ترک کرنیکی نسبت صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا جاننا چاہئے کہ لوگوں کے لیئے شیطان کا پہلا فریب یہ ہے کہ انکو
علم سے باز رکھا کیونکہ علم ایک نور ہے جب شیطان نے انکے چراغ ہی بجھا دیئے تو اندھیری میں جسطور سے چاہے انکو ٹیڑھا ترچھا لیجائے
اس بارے میں صوفیہ پر شیطان نے کئی جہت سے دخل پایا ایک یہ کہ انکی جماعت کثیر کو کلی طور پر علم سے باز رکھا اور انکو دکھلا دیا کہ علم
میں رنج ومحنت اٹھانیکی ضرورت ہے اور آرام وتن آسانی کو ان کے لیئے عمدہ کر دکھایا لہذا انہوں نے مرقع پہن لیا اور فرش بطالت پر بیٹھ
گئے شافعیؒ نے فرمایا کہ تصوف کی بنیاد کسی پر رکھی گئی ہے اور شافعی رح کے قول کا بیان یہ ہے کہ نفس کا مقصود یا ریاست ہے
یا دنیا کو حاصل کرنا اور ریاست اور مال کا سمیٹنا بوجہ علوم کے دیر میں حاصل ہوتا ہے اور بدن کو رنج میں ڈالتا ہے خواہ مقصود حاصل ہو یا
نہ ہو صوفیہ نے ریاست کو جلدی حاصل کیا کیونکہ وہ نگاہ زہد سے دیکھے جاتے ہیں اور دنیا کو حاصل کیا وہ انکے پاس دوڑ کر آتی ہے صوفیہ
میں سے کچھ ایسے ہیں جو علما کی مذمت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا بطالت ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے علوم بلا واسطہ ہیں
جب انہوں نے طلب علم میں بعد طریق دیکھا تو کرتا ٹوپی کپڑے پہن لئے اور پیوند لگے جبے سنبھالے اور لوٹا ساتھ لیا۔ ۔ ۔

واظهروا الزهد والثانی انه قنع قوم منهم بالیسیر فاتهم الفضل الکثیر فاقتنعوا باطراف الاحادیث واوهموهم ان علو الاسناد والجلوس للحدیث کله ریاسة ودنیا وان للنفس فی ذلک لذة وکشف هذا التلبیس انه ما من مقام عال الا وله فضیلة وفیه مخاطرة فان الامارة والقضاء والفتوی کلها مخاطرة ولکن فضیلة عظیمة والشوق جوار الله وفینبغی ان یطلب الفضائل ویتقی ما فی ضمنها من الآفات فاما ما فی الطبع من حب الریاسة فانه انما وضع لتحصیل هذه الفضیلة کما وضع حب النکاح لیحصل الولد وبالعلم یقوم قصد العالم کما قال زید بن هارون طلبنا العلم لغیر الله فابی ان یکون الا لله ومعناه انه دلنا علی الاخلاص ومن طالب نفسه بقطع ما طبع لم یمکنه والثالث انه اوهم قوما منهم ان المقصود العمل وافهمهم ان التشاغل بالعلم او فی الاعمال ثم ان العالم وان قصر سیر عمله فانه علی الجادة والعابد بغیر علم علی غیر الطریق والرابع انه اری خلقا کثیرا منهم ان العلم ما اکتسب من البواطن حتی ان یتخایل له وسواسه فیقول حدثنی قلبی عن ربی وکان الشبلی یقوله اذا رأی الیوم قوما یرتزقون بعلم الورقات یرتزقون بعلم الخرقات، وقد سموا علوم الشریعة الظاهر وسموا هو جنس النفوس العلم الباطن واحتجوا له بما اخبرنا به الحسن بن علی عن علی بن ابی طالب عن النبی صلی الله علیه وسلم

ترجمہ اور زہد کا اظہار کیا۔ دوسری جہت یہ ہی کہ کچھ صوفیہ نے مختصر علم پر قناعت کی لہذا فضل کثیر ان سے فوت ہوگیا صرف الفاظ حدیث پر قانع ہوئے اور وہم میں پڑگئے کہ اسناد کا اعلی ہونا اور حدیث کے لئے درس و تدریس میں پڑنا سب ریاست اور دنیا طلبی ہے اور نفس کو اس میں مزہ ملتا ہی اس شیطانی فریب کا دور کرنا اسطور پر ہی کہ جو مرتبہ بلند ہوگا اسمیں فضیلت بھی ہوگی اور خطرہ بھی ہوگا امارت اور قضا اور فتوی سب میں خطرہ ہی لیکن بہت بڑی فضیلت بھی ہے اور ہمیشہ کانٹا گلاب کے ساتھ ہوتا ہی انسانکو چاہیئے کہ فضائل کو طلب کرے اور ان کے ضمن میں جو آفتیں ہیں ان سے بچا رہی یہ بات کہ طبعی طور پر ریاست کی محبت انسانمیں رکھی گئی ہی تو وہ اسی فضیلت کے حاصل کرنیکو عطا ہوئی ہی جسطرح نکاح کی محبت طبعا دی گئی تاکہ اولاد حاصل ہو اور عالم کا قصد علم ہی سے حاصل ہوتا ہی چنانچہ زید بن ہارون نے کہا کہ ہمنے علم کو غیر خدا کے لئے طلب کیا مگر علم ہمیشہ خدا ہی کا ہوکے رہا اسکا مطلب یہ ہی کہ علم نے ہمکو اخلاص کی ہدایت کی اور جو شخص یہ چاہے کہ نفس سے اسکی طبعی خواہش زائل کردے تو ممکن نہیں تیسری جہت یہ ہے کہ شیطان نے صوفیہ میں سے ایک قوم کو اس وہم میں ڈالا کہ مقصود اصلی عمل ہے یہ لوگ اتنا نہ سمجھے کہ علم میں مشغول ہونا پورا پورا عمل ہی پھر عالم اگر طریق عمل میں کوتاہی بھی کریگا تو راہ راست پر ہوگا اور عابد بغیر علم غیر طریق پر ہوگا چوتھی جہت یہ ہے کہ ابلیس نے ایک جماعت کثیر کو یہ پڑھا دیا۔ کہ علم وہ ہی کہ بذریعہ باطن حاصل ہوتا ہی حتی کہ ایک صوفی جسکے وسواس نے اس کے دل میں خیالات پراگندہ ڈالدئے کہتا ہے۔ کہ حدثنی قلبی عن ربی یعنی مجھ سے میرے دل نے بیان کیا کہ خدا فرماتا ہی اور شبلی رح ایک شعر پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے جب لوگ مجھ سے کتابی علم کے بابت بیس دفعہ دریافت کرتے ہیں تو میں اُن کو خرق و کرامت کا علم سکھاتا ہوں اور انہوں نے علوم شرعیہ کا نام علم ظاہر رکھا اور خطرات نفسانی کا علم باطن اور اسپر حجت اس حدیث سے پکڑتے ہیں کہ حسن بن علی نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انہ قال علم الباطن سر من سر اللہ عز وجل وحکم من حکم اللہ یقذفہ اللہ فی قلوب من یشاء من اولیائہ
قال المصنف وھذا حدیث لا اصل لہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی اسنادہ مجاھیل لا یوثقون وعن
ابی موسی قال کان فی ناحیۃ ابی یزید جار فقیہ عالم فقصد ابا یزید وقال لہ قد حکی لی عنک عجائب فقال ابو یزید وما
تسمع من عجائبی اکثر فقال علمک ھذا یا ابا یزید عن من ومن این فقال ابو یزید علمی من عطاء اللہ عز وجل
ومن حیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمل بما یعلم ورثہ اللہ علم ما لا یعلم ومن حیث قال علیہ السلام
العلم علمان علم ظاھر وھو حجۃ اللہ علی خلقہ وعلم باطن وھو العلم النافع وعلمک یا شیخ نقر من لسان
التعلیم وعلمی من اللہ الھام من عندہ فقال لہ الشیخ علمی عن الثقات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
عن جبریل عن ربہ عز وجل فقال لہ ابو یزید یا شیخ کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علم عن اللہ لم یطلع علیہ جبریل ولا میکائیل قال نعم
ولکن اردت ان یصح عندک الذی تقول من عند اللہ قال نعم ابینہ لک قدر ما یستقر فی قلبک معرفتہ ثم قال یا شیخ علمت
ان اللہ عز وجل کلم موسی تکلیما وتکلم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورآہ کفاحا وان حکم الانبیاء وحی قال نعم قال اما علمت ان کلام
الصدیقین والاولیاء بالالھام منہ وفوائدہ من قلوبھم حتی انطقھم بالحکمۃ ونفع بھم الامۃ

ترجمہ نے فرمایا علم باطن ایک راز ہے اسرار الٰہی سے اور ایک حکم ہے احکام خدا سے اللہ تعالیٰ اس راز کو اپنے اولیا میں سے جسکے دل میں چاہتا
ہے ڈالتا ہے **مصنف** نے کہا اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں اور اس کی اسناد میں نامعلوم غیر معتبر لوگ ہیں
ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ابو یزید کے پہلو میں ایک عالم فقیہ رہتے تھے وہ ابو یزید کے پاس گئے اور انسے کہا کہ مجھے بہت سی عجیب حکایتیں
سنیں جو تم سے روایت کی گئیں جواب دیا کہ میری عجیب روایتیں جو تم نے نہیں سنیں ہیں وہ بھی زیادہ ہیں عالم نے کہا کہ اے ابو یزید تم نے
یہ علم کس سے حاصل کیا اور کہاں سے لائے کہنے لگے کہ میرا علم عطائے الٰہی ہے اور اس مقام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
شخص جسقدر جانتا ہی اسپر عمل کریگا تو اللہ اسکو اس چیز کا علم بھی بخش دیگا جسکو وہ نہیں جانتا نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم ظاہر جو خلق کے لئے اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اور دوسرا علم باطن یہی علم نافع ہے اے بزرگ تمہارا علم تو بذریعہ لسان
تعلیم کے منقول ہے اور میرا علم خدا کی طرف سے الہام ہے عالم نے جواب دیا کہ میرا علم ثقات سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں اور آپ جبریل سے اور جبریل اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں ابو یزید بولے کہ اے شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ایک اور علم پہنچا
جسکو نہ جبریل جانتے ہیں اور نہ میکائیل خبر رکھتے ہیں عالم نے کہا سچ ہی مگر میں چاہتا ہوں کہ مجکو صحیح طور پر تمہارا علم معلوم ہو جائے جسکو تم خدا کے
بہانے سے بتاتے ہو ابو یزید نے کہا کہ بہت اچھا میں تم سے اسقدر بیان کرتا ہوں جسقدر کی معرفت تمہارے دل میں قرار پکڑ سکے یہ بولا کہ
شیخ تم جانتے ہو کہ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا اور رسول اللہ صلعم سے گفتگو کی اور آنحضرت نے اللہ کو بے پردہ دیکھا اور انبیا علیہم السلام کا حکم وحی
ہوتا ہی عالم نے جواب دیا کہ سچ ہی ابو یزید بولے کہ تم جانتے ہو کہ صدیقین اور اولیا کا کلام الہام الٰہی ہوتا ہی اور انکی دلوں میں خدا کی فوائد بہتے ہیں۔
حتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو زبان حکمت عطا فرماتا ہے۔ اور امت کو ان کی ذات سے نفع پہونچاتا ہے۔

ومما یؤکد ما قلت ما الھم اللہ تعالیٰ ام موسیٰ ان تلقی موسیٰ فی التابوت فالقتہ والھم الخضر فی السفینۃ والغلام والحائط قولہ لموسیٰ وما فعلتہ عن امری وکما قال ابوبکر لعائشۃ رضی اللہ عنہما ان ابنۃ خارجۃ حاملۃ ببنت والھم عمر فنادی یا ساریۃ الجبل وعن ابراھیم قال حضرت مجلس ابی یزید والناس یقولون فلان لقی فلانا واخذ من علمہ وکتب منہ الکثیرۃ فلان لقی فلانا فقال ابویزید مساکین اخذوا علمھم میتا عن میت واخذنا علمنا من الحی الذی لا یموت قال المصنف ھذا الفقۃ فی الحکایۃ الاولیٰ من قلۃ العلم اذ لو کان عالما یعلم ان الالھام للشیٔ لا ینافی العلم ولا یقنع بہ عنہ ولا ینکر ان اللہ تعالیٰ یلھم الانسان الشیٔ کما قال ان فی الامم محدثین وان یکن فی امتی فعمر والمراد بالتحدیث الھام الخیر الا ان ھذا الملھم لو الھم ما یخالف العلم یجب علیہ ان یعمل علیہ واما الخضر فقد قیل انہ نبی ولا ینکر للانبیاء الاطلاع بالوحی علی العواقب لیس الالھام من العلم فی شیٔ انما ھو ثمرۃ العلم والتقویٰ فیوفق صاحبہما للخیر ویلھم الرشد فاما ان یترک العلم ویقول ویعتمد علی الالھام والخواطر فلیس من شیٔ اذ لا بد للعلم النقلی مما عرفنا مما یقع فی النفس من الھام الخیر ووسوسۃ الشیطان واعلم ان العلم الالھامی المطلق فی القلوب لا یکفی عن العلم المنقول

ترجمہ اور میرے اس دعوی کی تاکید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو الہام فرمایا کہ موسیٰ کو تابوت میں ڈالدے انہوں نے ویسا ہی کیا اور خضر علیہ السلام کو الہام فرمایا کشتی اور لڑکے اور دیوار کے بارے میں ویزیہ قول الہام فرمایا کہ وما فعلتہ عن امری یعنی یہ سب باتیں میں نے اپنے جی سے نہیں کیں اور جیسا کہ حضرت ابوبکر رض نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بنت خارجہ ایک لڑکی سے حاملہ ہے حضرت عمر رضہ کو الہام فرمایا آپنے خطبہ میں کہا تھا کہ یا ساریۃ الجبل الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کو تھام اور ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ابویزید کی مجلس میں حاضر ہوا لوگ بیان کرنے لگے کہ فلان نے فلان سے روایت کی اور اس سے علم حاصل کیا۔ اور بہت سی حدیثیں نقل کیں اور فلان نے فلان سے ملاقات کی اور حدیث روایت کی ابویزید سنکر بولے ان مسکینوں نے مرے ہوؤں کا علم مرے ہوؤں سے لیا اور ہمنے حی لا یموت سے علم حاصل کیا مصنف رح نے کہا کہ پہلی حکایت میں جو ابویزید نے استخراج فہم کیا ہے بوجہ کم علمی کے ہے کیونکہ اگر عالم ہوتے تو جان لیتے کہ کسی شئے کا الہام ہونا علم کے منافی نہیں اور الہام کے سبب علم سے فراغت نہیں ہوسکتی اور اس کا کوئی انکار نہیں کرتا کہ اللہ کی طرف سے انسان کو کسی چیز کا الہام ہوتا ہی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اور امتوں میں محدثین ہوئے ہیں اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہے محدث بنانے سے مراد الہام خیر ہے لیکن اس صاحب الہام پر اگر علم کے خلاف الہام ہو تو اسکو اسپر عمل کرنا جائز نہیں حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ہیں اور اسبات کا انکار نہیں کیا جاتا کہ انبیاء کو بذریعہ وحی کے نتائج امور پر اطلاع ہو جاتی ہے اور الہام تو کچھ علم میں داخل بھی نہیں فقط علم اور تقوی کا ثمرہ ہے تو صاحب تقوی کو خیر کی توفیق دیجاتی ہے۔ تو اس کو رشد کا الہام ہوتا ہے باقی رہا علم کا ترک کرنا اور الہام اور خواطر پر بھروسا کرنا یہ کوئی چیز نہیں کیونکہ اگر علم نقلی نہو تو ہم ہرگز نہ پہچانیں کہ نفس میں جو بات القا ہوئی الہام خیر ہے یا شیطانی وسوسہ ہے اور جان لینا چاہئے کہ علم الہامی جو قلوب میں القا ہوتا ہے علم منقول سے کفایت نہیں کرتا۔

کان العلوم العقلیۃ لا تکفی عن العلوم الشرعیۃ فان العقلیۃ کالاغذیۃ والنقلیۃ کالادویۃ ولا یخفی ھذا عن ھذا و
اما قولھم اخذ واعلم میتا عن میت اصح مما ینسب الیہ ھذا القائل انہ ما یدری ما فی ضمن ھذا القول والا فھذا
طعن علی الشریعۃ وعن ابی حفص بن شاھین قال من الصوفیۃ من رای الاشتغال بالعلم بطالۃ وقالوا نحن علوما
بلا واسطۃ قال وما کان المتقدمون فی التصوف الا رؤساء فی القرآن والفقہ ولکن ھؤلاء احبوا البطالۃ
وقال ابو حامد الطوسی اعلم ان مثل اھل التصوف الی العلوم الالھامیۃ دون التعلیمیۃ ولذلک لم یحرصوا
علی دراسۃ العلم وتحصیل ما صنفہ المصنفون بل قالوا الطریق تقدیم المجاھدات بحو الصفات المذمومۃ وقطع
العلائق کلھا والاقبال علی اللہ تعالی بکنہ الھمۃ وذلک بان یقطع الانسان ھمہ عن الاھل والمال والولد والعلم ویخلو بنفسہ
فی زاویۃ ویقتصر علی الفرائض والرواتب ولا یفرقھم بقراءۃ القرآن ولا بالتامل وتفسیرہ ولا یکتب حدیثا ولا غیرہ
فلا یزال یقول اللہ اللہ الی ان ینتھی الی حالۃ یترک تحریک اللسان ثم تمحی عن القلب صورۃ اللفظ قال المصنف
عفی عنہ یعز علی ان یصدر ھذا الکلام من فقیہ فانہ لا یخفی قبحہ کانہ علی الحقیقۃ طی لبساط الشریعۃ اللتی حثت
علی تلاوۃ القرآن وطلب العلم وعلی ھذا المذھب فقد فاتت فضائل علماء الامصار فانھم ما سلکوا ھذہ الطریق وانما اشتغلوا بالعلم

ترجمہ جیسا کہ علم عقلی علم شرعی سے کافی نہیں ہوتا کیونکہ علم عقلی بمنزلہ غذا کے ہے اور علم شرعی مثل دوا کے ہے غذا اور دوا میں سے
ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں ہو سکتا صوفیہ کا یہ قول کہ علما نے مرے ہوؤں کا علم مرے ہوؤں سے لیا اس قائل کو بہتر ہے
کہ اس کی طرف نسبت کیا جاوے کہ وہ نہیں جانتا اس قول کے ضمن میں کیا قباحتیں ہیں ورنہ یہ صریحاً شریعت پر طعن کرنا
ہے ابو حفص بن شاہین کہتے ہیں کہ کچھ ایسے صوفیہ ہیں جو علم میں مشغول ہونا بطالت میں خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے
علوم بلا واسطہ ہیں حالانکہ متقدمین جو اہل تصوف ہوئے ہیں وہ قرآن اور فقہ میں رئیس تھے کیا انہوں نے بطالت کو پسند کیا ابو حامد
طوسی نے کہا جاننا چاہیے کہ اہل تصوف کی رغبت علوم الہام کی طرف ہوتی ہے علوم تعلیمی کی جانب نہیں ہوتی اسی لئے صوفیہ علم کی
درس لینے اور مصنفوں کی تصنیفات حاصل کرنے کے حریص نہیں ہوتے بلکہ کہتے ہیں راہ راست یہ ہے کہ صفات مذمومہ کو مٹا کر
اور تمام علائق سے قطع تعلق کر کے مجاہدات کو مقدم کرے اور کنہ ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور یہ اس طور پر ہے کہ اپنے قصد
کو اہل و عیال مال و اولاد اور علم سے علیحدہ کرے اور تن تنہا ایک گوشہ میں بیٹھے اور فرائض و واجبات کے ادا کرنے پر اکتفا کرے اور
اپنے قصد کو تلاوت قرآن اور اس کی تفسیر کے سوچنے کے ساتھ متفرق نہ کرے اور حدیث وغیرہ نہ لکھے ہمیشہ اللہ اللہ کہتا رہے تا آنکہ ایسی
حالت پر پونہچ جائے کہ زبان کو حرکت دینا بھی چھوٹ جائے پھر قلب پر سے لفظ کی صورت بھی محو ہو جائے مصنف نے کہا کہ مجھکو زیادہ
تعجب اس بات کا ہے کہ ایسا کلام ایک فقیہ سے صادر ہوا کیونکہ اس تقریر میں جو قباحت ہے پوشیدہ نہیں گویا حقیقت میں بساط
شریعت کو بالکل طے کر دیا ہے وہ شریعت کہ تلاوت قرآن اور طلب علم پر برانگیختہ کرتی ہے اور اس مذہب کی بنا پر علمائے
کرام کے سب فضائل فوت ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس طریق کی پیروی نہیں کی صرف علم میں مشغول رہے

وعلی ما قد رتب ابو حامد یخلو النفس بوسواسها وخیالاتها ولا یکون عندها من العلوم ما یطرد ذلک فیلعب بها ابلیس کما یلعب ویریها الوسوسة محاسنة ومناجاة ولا ینکر انه اذا اظهر القلب انصبت علیه انوار الهدی ینظر منها الی الله الا انه ینبغی ان یکون تطهیره بمقتضی العلم لا بما ینافیه فان الجوع الشدید والسهر وتضییع الزمان فی التخیلات امور نهی الشرع عنها فلا یستفاد من صاحب الشرع شئ لسبب قد نهی عنه کما لا یستباح الرخص فی سفر نهی عنه ثم لا تنافی بین العلم والریاضة بل العلم یعلم کیفیة الریاضة ویعین علی تصحیحها وانما تلاعب الشیطان باقوام اعرضوا عن العلم واقبلوا علی الریاضة بما ینهی عنه العلم والعلم بعید عنهم فتارة یفعلون الفعل المنهی عنه وتارة یترکون ما غیرهم اولی منه وانما کان یقفی فی هذه الحوادث العلم وقد غرلوه فنعوذ بالله من الخذلان ابنانا ابن ناصر عن ابی علی بن البنا قال کان عندنا بسوق السلاح رجل کان یقول القرآن حجاب والرسول حجاب ولیس الا عبد ورب فافتتن جماعة فاهملوا العبادات واختفی مخافة القتل وعن ابی بکر بن حبیش عن ضرار بن عمرو قال ان قوما ترکوا العلم ومجالس اهل العلم واتخذوا محاریب فصاموا وصلوا حتی تبین جلد احلامهم علی عظمه وا خالفوا السنة فهلکوا فوالله الذی لا اله غیره هھ

ترجمہ اور جس بنا پر ابو حامد نے ترتیب دی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ نفس اپنے وسواس اور خیالات کا ہو رہے اور اس کے پاس وہ علم نہ ہو جو ان وساوس کو دور کرے لہذا شیطان اسکے ساتھ خوب کھیل کھیلے گا اور وسوسہ کو کلام اور مناجات بنائیگا اور اس بات کا انکار نہیں کیا جاتا کہ جب قلب پاک ہوتا ہے تو انوار ہدایت اوسپر نزول کرتے ہیں اور وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ قلب کی پاکی حسب مقتضائے علم ہو منافی علم نہو کیونکہ سخت بھوک اور بیداری اور خیالات میں وقت کا ضائع کرنا ایسے امور ہیں جن سے شریعت منع کرتی ہے صاحب شرع سے کوئی چیز اس سبب کے ذریعہ سے نہیں مل سکتی جس سے اس نے منع فرمادیا جسطرح رخصت پر عمل کرنا اس سفر میں مباح نہیں جس سے ممانعت آئی ہے پھر علم اور ریاضت میں کوئی منافات نہیں بلکہ ریاضت کی کیفیت عالم خوب جانتا ہے اور اسکے صحیح رکھنے کی کوشش کرتا ہے البتہ اس قوم کے ساتھ ضرور شیطان کھیلتا ہے جو علم سے دور ہیں اور ریاضت پر اس طریق سے متوجہ جس سے علم منع کرتا ہے اور اس قوم سے علم دور ہے لہذا کبھی وہ کام کر بیٹھتے ہیں جو ممنوع ہے اور کبھی ایسی حرکت بجالاتے ہیں جسکے خلاف کرنا بہتر ہے اور ان واقعات میں علم ہی فتوی دیتا ہے اور یہ لوگ علم سے برطرف ہیں اس رسوائی سے خدا محفوظ رکھے ابن ناصر نے ابو علی بن بنا سے روایت کیا کہ بازار اسلحہ میں ہمارے پاس ایک شخص تھا جو کہتا تھا کہ قرآن حجاب ہے اور رسول حجاب ہے بجز عبد اور رب کے کچھ نہیں اس قول سے ایک جماعت فتنہ میں پڑگئی اور عبادت کو بیکار کر دیا اور وہ شخص قتل کے خوف سے چھپ رہا اور ابو بکر ابن حبیش کہتے ہیں کہ ضرار ابن عمرو نے کہا کہ ایک قوم نے علم اور اہل علم کی مجلسوں کو چھوڑ دیا اور محرابوں کو اختیار کر لیا اور روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے لگے حتی کہ ہڈیوں سے کھال جدا ہو گئی اور سنت کے خلاف کیا لہذا ہلاک ہو گئے قسم اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

ما عمل عامل قط على جهل الا كان ما يفسد اكثر مما يصلح **فصل** وقد فرق كثير من الصوفية بين الشريعة والحقيقة وهذا جهل من قائله لان الشريعة كلها حقائق فان كانوا يريدون بذلك الرخصة والعزيمة فكلاهما شريعة وقد انكر عليهم جماعة من قدمائهم في اعراضهم عن ظاهر الشرع وعن ابي الحسن غلام شعوانة بالبصرة يقول سمعت الحسن بن سالم يقول جاء رجل الى سهل بن عبد الله وبيده محبرة وكتاب فقال له سهل جئت ان اكتب شيئا ينفعني الله به فقال اكتب ان استطعت ان تلقى الله وبيدك المحبرة والكتاب فافعل فقال يا ابا محمد افدني فائدة فقال الدنيا كلها جهل الا ما كان علما والعلم كله حجة الا ما كان عملا والعمل موقوف الا ما كان منه على السنة وتقوم السنة على التقوى وعن سهل بن عبد الله انه يقول احفظوا السواد على البياض فما احد ترك الظاهر الا تزندق وعن سهل بن عبد الله انه قال ما طرق الى الله افضل من العلم فاذا عدلت عن طريق العلم خطوة فتهت في الظلمات اربعين صباحا وعن ابي بكر الدقاق قال سمعت ابا سعيد الخراز يقول كل باطن يخالف ظاهرا فهو باطل وعن ابي بكر الدقاق انه قال كنت ماشيا في تيه بني اسرائيل فخطر ببالي ان علم الحقيقة مبائن للشريعة فهتف بي هاتف من تحت شجرة كل حقيقة لا يتبعها الشريعة فهي كفر قال المصنف وقد بينه الامام ابو حامد الغزالي في بعض كتب الاحياء فقال من قال ان الحقيقة تخالف الشريعة او الباطن يخالف الظاهر

ترجمہ جو عامل جہل پر عمل کریگا وہ ضرور جس قدر بگاڑیگا سنوارنے سے زیادہ ہوگا **فصل** اکثر صوفیہ نے شریعت اور حقیقت میں فرق نکالا ہے حالانکہ یہ قول فقط قائل کی نادانی ہے کیونکہ شریعت سب کی سب حقائق ہے پس اگر اس قول سے مراد عزیمت اور رخصت ہے تو وہ دونوں بھی شریعت ہیں خود قدمائے صوفیہ کی ایک جماعت نے ان لوگوں کے ظواہر شرع سے اعراض کرنے پر انکار کیا ہے + ابو الحسن جو بصرہ میں شعوانہ کے غلام تھے کہتے ہیں کہ ابو الحسن بن سالم نے بیان کیا کہ سہل بن عبد اللہ کے پاس ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں دوات اور ایک بیاض تھی سہل سے کہا کہ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ ایسی چیز لکھ لیجاؤں جس سے خدا مجھکو نفع پہونچائے سہل نے کہا ہاں لکھو اگر ممکن ہو سکے کہ تم خدا سے ایسی حالت میں ملو کہ تمہارے ہاتھ میں دوات اور بیاض ہو۔ تو ایسا ہی کرو وہ بولا کہ اے ابو محمد مجھے کوئی فائدے کی بات بتاؤ۔ جواب دیا کہ دنیا سراپا جہل ہے بجز علم کے اور علم بالکل حجت ہے جس پر عمل ہو اور عمل سب کا سب موقوف ہے بجز اس کے جو مطابق سنت ہو اور سنت تقوے پر قائم ہے اور سہل ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ سیاہی کو سفیدی پر نگاہ رکھو جز شخص ظاہر کو چھوڑ دیگا ضرور زندیق ہو جائیگا سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ خدا سے ملنے کا طریق علم سے افضل کوئی نہیں ہے طریق علم ایک قدم تجاوز نہ کیا ابو بکر دقاق نے کہا کہ میں نے ابو سعید خراز سے سنا ہے کہ جو باطن خلاف ظاہر ہو وہ باطل ہے تو چالیس روز ظلمات میں بھٹکتا رہا **ابو بکر دقاق** نے کہا کہ میں اس میدان میں چلا جا رہا تھا جہاں بنی اسرائیل بھٹکتے پھرے تھے کہ میرے دل میں خدشہ گذرا کہ علم حقیقت شریعت کے خلاف ہے اتنے میں درخت کے تلے سے مجھکو ایک ہاتف نے آواز دی کہ جو حقیقت تابع شریعت نہ ہو۔ وہ کفر ہے **مصنف** نے کہا کہ امام ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم کی بعض کتابوں میں اسکو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ حقیقت خلاف شریعت ہے یا باطن خلاف ظاہر ہے

فھو الی الکفر اقرب منہ الی الایمان وقال ابن عقیل جعلت الصوفیۃ الشریعۃ اسما وقالوا المراد منھا الحقیقۃ قال وھذا قبیح لان الشریعۃ وضعھا الحق لمصالح الخلق وتعبداتھم فما الحقیقۃ بعد ھذا اسمی واقع فی النفوس من الفاء الشیاطین وکل من لم الحقیقۃ فی غیر الشریعۃ فمغرور ومخدوع **ذکر تلبیس ابلیس علی جماعۃ من القوم** فی دفنھم کتب العلم و القائھا فی الماء **قال المصنف** قد کان جماعۃ منھم تشاغلوا بکتابۃ العلم ثم لبس علیھم ابلیس وقال المقصود العمل فدفنوا کتبھم وحدثنا ابراھیم بن یوسف قال روی احمد بن ابی الحواری کتبہ فی البحر وقال نعم الدلیل کتب والاشتغال بالدلیل بعد الوصول محال وعن یوسف بن الحسین یقول لقد طلبت احمد بن ابی الحواری العلم ثلثین سنۃ فلما بلغ منہ الغایۃ حملت کتبہ الی البحر فغرقتھا وقال یا علم لم افعل بک ھذا تھاونا بک ولا استخفافا بالحقک ولکنی کنت اطلبک لاھتدی بک الی ربی فلما اھتدیت بک استغنیت عنک وبلغنا ان ابا الحسین بن الخلال کان احسن الفھم لہ صبر علی الحدیث وانہ کان یتصفح ویری فی الجلیات مرۃ ثم رجع فمکث بضع عشرۃ سنۃ یکتب الحدیث ثم انہ روی بجملۃ من سماعاتہ القدیمۃ فی جملۃ واول ما سمع علی ابی العباس الاصم وطبقتہ وکتب الکثیر ومن ابی طاھر الجنابذی

ترجمہ تو وہ بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہے **ابن عقیل** نے کہا کہ صوفیہ نے شریعت ایک نام گردانا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے حقیقت ہے ابن عقیل نے کہا کہ یہ قول قبیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کو خلقت کی مصلحتوں اور عبادتوں کیلئے مقرر فرمایا ہے اب اس تحقیق کے بعد جسکو حقیقت کہتے ہیں وہ کچھ نہیں صرف ایک خیال ہے جو شیطان نے نفوس میں ڈال دیا ہے اور جو شخص شریعت کو چھوڑ کر حقیقت کو طلب کرے وہ فریب کھایا ہوا اور دھوکا دیا ہوا ہے (**علم کی کتابیں دفن کر دینے اور دریا میں بہا دینے کی نسبت صوفیہ کی ایک جماعت پر تلبیس ابلیس کا بیان**) مصنف نے کہا کہ صوفیہ میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو مدت تک کتابت علم میں مشغول رہے پھر ان کو شیطان نے فریب دیا اور پٹی پڑھائی کہ مقصود اصلی عمل ہے لہذا انہوں نے کتابیں دفن کر دیں ابراہیم بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابی الحواری نے اپنی کتابیں دریا میں بہا دیں اور کہا کہ کتابیں عمدہ دلیل ہیں اور بعد وصول طلب کے دلیل میں مشغول ہونا محال ہے یوسف ابن حسین کہتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری نے تیس برس تک تحصیل علم کی تھی جب انتہا کو پہونچ گئے تو کتابیں لیکر دریا برد کر ڈالیں اور کہا کہ اے علم میں نے تیرے ساتھ یہ معاملہ تجھ کو ذلیل اور ناقابل وقعت سمجھکر نہیں کیا بلکہ میں نے تجھکو اسلئے حاصل کرنا تھا تاکہ تیری وجہ سے اپنے پروردگار کا راستہ پالوں جب مجھ کو راہ ملگئی تو تیری حاجت نہ رہی **ابوالحسین بن الخلال** کی نسبت ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ بڑے صاحب فہم تھے اور حدیث کے لئے محنت کرتے تھے اور تصوف سیکھتے تھے۔ اور ایک مدت تک حدیث کو دریا برد کرتے تھے۔ پھر رجوع کر کے لکھتے تھے مجھکو خبر پہونچی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی تمام قدیمی سنی ہوئی حدیثیں دجلہ میں پھینکدیں ان کا اول سماع ابوالعباس اصم اور ان کے طبقہ سے ہے اور بہت سی حدیثیں انہوں نے لکھی تھیں اور ابوطالب طاہر جنابذی کہتے ہیں۔

ولقد کان موسی بن هارون یقرأ علینا فاذا فرغ من الجزء رمی باصله فی الدجلة ویقول قد ادیته وعن ابی نصر الطوسی قال سمعت مشائخ الری یقولون ورث ابو عبد الله المقری من ابیه خمسین الف دینار سوی الضیاع والعقار فخرج عن جمیع ذلک وانفقها علی الفقراء قال فسألت اباعبد الله عن ذلک فقال احرصت وانا غلام حدث وخرجت الی مکة علی الوحدة حین لم یبق شئ رجع الیه وکان اجتهادی ان ازهد فی الکتب وما جمعت من الحدیث والعلم اشد علی من الخروج الی مکة والتقشع فی الاسفار والخروج عن ملکی وحدث عن محمد بن الحسین البغدادی قال سمعت الشبلی یقول اعرف من لم یدخل فی هذا الشان حتی انفق جمیع ملکه وعرف فی هذه الدجلة سبعین قطرا مکتوبا بخطه وحفظ الموطا وقرأ بکذا وکذا روایة یعنی بذلک نفسه قال المصنف وقد سبق القول بان العلم نور وان ابلیس یحسن للانسان اطفاء النور لیتمکن منه فی الظلمة ولا ظلمة کظلمة الجهل ولهذا ابلیس ان جاد هؤلاء مطالعة الکتب فربما استدلوا بذلک علی مکائده حتی لم دفن الکتب واتلافها هذا فعل قبیح مخطور وجهل بالمقصود بالکتب وبیان هذا ان اصل العلوم القرآن والسنة فلما علم الشرع ان حفظها یصعب امر بکتابة المصحف وکتابة الحدیث

ترجمہ کہتے ہیں کہ موسی بن ہارون ہم کو حدیث پڑھکر سناتے تھے جب جزو پورا ہوجاتا تھا تو بخشہ اُس کو دجلہ میں بہا دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ مینے اُسکا حق ادا کر دیا۔ اور ابو نصر طوسی کہتے ہیں کہ مشائخ رے سے مینے سُنا ہے کہ ابو عبد اللہ مقری اپنے باپ کے ترکہ میں سے علاوہ اسباب اور زمین کے پچاس ہزار دینار کے وارث ہوئے تو تمام سے علیحدہ ہو گئے اور اسکو فقیروں پر خیرات کر دیا راوی کہتا ہے کہ مینے ابو عبد اللہ سے اس بارے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ایک زمانے میں جب میں نوجوان لڑکا تھا۔ تو مینے احرام باندھا اور تنہا مکہ کی طرف نکلا اُسوقت کوئی ایسی چیز نہ رہی جس کے لئے میں پھر واپس آؤں۔ اور یہ سری کوشش یہ تھی کہ کتابوں سے برطرفی اختیار کروں اور مینے جو حدیث اور علم جمع کیا تھا وہ میرے لئے اس سے بھی سخت تر تھا کہ مکہ کی طرف جاؤں اور سفر طے کروں اور اپنی جائداد سے علیحدہ ہوں اور محمد بن الحسین بغدادی سے سنا گیا۔ بیان کرتے تھے کہ مینے شبلی سے سنا کہنے لگے کہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو اس شان میں اسوقت داخل ہوا ہے کہ پہلے اپنا تمام مال خیرات کر چکا اور اس دجلہ میں ستر صندوق کتابوں سے بھرے ہوئے بہا چکا جنکو اسنے اپنے قلم سے لکھا تھا اور دوسرا کو حفظ کیا تھا اور فلاں فلاں کتاب پڑھی تھی شبلی کی مراد اس شخص سے خود اپنی ذات تھی مصنف نے کہا کہ پیشتر بیان ہو چکا کہ علم ایک نور ہے اور ابلیس انسان کو سمجھاتا ہے کہ نور کا بجھا دینا بہتر ہے تاکہ اُسپر تاریکی میں قابو پائے اور جہل کی تاریکی سے بڑھکر کوئی تاریکی نہیں جب ابلیس کو خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہو۔ یہ لوگ پھر دوبارہ کتابوں کا مطالعہ کریں اور اس کے مکائد پر آگاہ ہوں تو ان کو کتابوں کا دفن اور ضائع کر دینا عمدہ کر دکھایا حالانکہ یہ حرکت قبیح اور ممنوع ہے۔ اور کتابوں کے مقصود نہ جاننے کا نتیجہ ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ علوم کی اصل قرآن اور سنت ہے جب شرع نے یہ جانا کہ اسکی نگہداشت دشوار ہے تو قرآن اور حدیث لکھنے کا حکم دیا +

فلما القران فان رسول الله صلے الله علیه وسلم کان اذا نزلت علیه آیة دعا بالکاتب فاثبتها فکانوا یکتبونها فی الخشب والحجارة ثم جمع القران بعد فی المصحف ابوبکر رضی الله عنه ثم نسخ من ذلک عثمان بن عفان رضی الله عنه کذالک لحفظ القران لئلا یشذ منه شئ **واما السنة** فان النبی صلے الله علیه وسلم قصر الناس فی بدایة الاسلام علی القران وقال لا تکتبوا عنی سوی القران فلما کثرت الاحادیث وری قلة ضبطهم اذن لهم فی الکتابة **وروی ابو هریرة** ان رجلا شکی الی الرسول صلی الله علیه وسلم قلة الحفظ فقال استعن علی حفظک بیمینک یعنی الکتاب **وروی عنه** عبدالله بن عمر انه قال قیدوا العلم فقلت یا رسول الله وما تقییده قال الکتاب **وروی عنه** رافع بن خدیج قال قلنا یا رسول الله انا نسمع منک اشیاء افنکتبها قال اکتبوا ولا حرج **قال المصنف** ولیعلم ان الصحابة ضبطت الفاظ رسول الله صلی الله علیه وسلم وحرکاته وافعاله واجتمعت الشریعة من روایة هذا ومن هذا **وقد قال** رسول الله صلی الله علیه وسلم بلغوا عنی **وقال** نضر الله امرأ سمع مقالتی فوعاها فاداها کما سمعها وتارة الحدیث کما یسمع لا یکاد یحصر الا من الکتاب لان الحفظ خوان **وقد** کان احمد بن حنبل یحدث بالحدیث فیقال له امله علینا فیقول لا بل من الکتاب **وقد قال** علی بن المدینی امرنی سیدی احمد بن حنبل

ترجمہ قرآن کے بارے میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کاتب کو بلواتے تھے اور وہ آیت لکھواتے تھے صحابہ آیتوں کو لکڑیوں اور پتھروں پر لکھا کرتے تھے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کو مصحف میں جمع کیا بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے نقلیں کیں یہ سب کچھ اسی لیے تھا۔ کہ قرآن شریف محفوظ رہے اور اس سے کوئی چیز جدا نہو باقی رہی سنت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع اسلام میں لوگوں کو صرف قرآن شریف ہی پر موقوف رکھا اور فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ مجھ سے مسکر مت لکھو بعد ازاں جب حدیثیں بکثرت ہوئیں اور آپ نے قلت ضبط ملاحظہ فرمائی تو لکھ لینے کا حکم دیدیا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کمی حفظ کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ اپنے حفظ پر اپنے ہاتھ سے مدد لو یعنی لکھ لیا کرو عبداللہؓ بن عمرو نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا علم کو مقید کرلو میں عرض کیا یا رسول اللہ اسکا قید کرنا کیونکر ہے فرمایا کہ لکھ لو رافع بن خدیج نے روایت کی کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں آیا انہیں لکھ لیا کریں فرمایا لکھا کرو کوئی حرج نہیں مصنفؒ نے کہا کہ جاننا چاہیے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اور حرکات اور افعال کو منضبط کیا ہے اور روایت در روایت یہ شریعت جمع ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ سے سنو وہ دوسروں کو پہونچا دو اور نیز فرمایا کہ خدا اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جو مجھ سے کوئی بات سنے اور اسکو خوب نگاہ رکھے پھر جسطرح سنا تھا اسیطرح دوسرے کو پہونچا دے حدیث کو سنکر لفظ بلفظ اسیطرح بیان کرنا بغیر لکھ لینے کے مشکل ہے کیونکہ یاد داشت پر بھروسا نہیں ہو سکتا۔

احمد بن حنبل کی نسبت کہتے ہیں کہ آپ حدیث بیان کیا کرتے تھے لوگ انسے کہتے تھے کہ آپ زبانی سنا دیا کیجئے جواب دیتے تھے کہ میں بغیر کتاب کے نہ بیان کرونگا علی بن المدینی نے کہا کہ مجھکو میرے آقا احمد بن حنبل نے حکم دیا ہے۔

انا لا احدث الا من الکتاب فاذا کانت الصحابۃ قد رووا السنۃ وتلقفھا التابعون وسافر المحدثون وقطعوا شرق الارض وغربھا لتحصیل کلمۃ من ھھنا وکلمۃ وصححوا ما صح وزیفوا ما لم یصح وجرحوا الرواۃ وعدلوا وھذبوا السنن ونقحوا ثم من یغسل ذلک فیضیع التعب ولا یعرف حکم اللہ فی حادثۃ فما عوندت الشریعۃ بمثل ھذا فھل الشریعۃ من الشرائع قبلنا اسندنا الی نبیھم وانما ھذہ خصیصۃ لھذہ الامۃ وقد رویناعن الامام احمد بن حنبل کونہ طاف الشرق والغرب فی طلب الحدیث انہ قال لابنہ ما کتبت عن فلان فذکر لہ ان النبی صلی اللہ علیہ کان یخرج یوم العید من طریق ویرجع من اخری فقال الامام احمد بن حنبل انا للہ سنۃ من سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم تبلغنی وھذا قولہ مع اکثارہ وجمعہ فکیف بمن لم یکتب واذا کتب غسل افتری اذا غسلت الکتب دفنت علی من یعتمد فی الفتاوی والحوادث علی فلان الزاھد وفلان الصوفی او علی الخواطر فیما یقع لھا نعوذ باللہ من الضلال بعد الھدی فصل ولا تخلو ھذہ الکتب التی دفنوا ھا ان یکون فیھا حق او باطل او قد اختلط الحق بالباطل فان کان فیہ باطل فلا لوم لمن دفنھا وان کان قد اختلط الحق بالباطل

ترجمہ کہ بغیر کتاب میں دیکھے حدیث نہ بیان کروں۔ اب جبکہ صحابہ نے سنت کو روایت کیا ہو اور ان سے تابعین نے لیا ہو۔ اور محدثین نے سفر کئے ہوں اور زمین کے مشرق و مغرب کو طے کیا ہو تاکہ ایک کلمہ یہاں سے حاصل کریں دوسرا لفظ وہاں سے لیں اور صحیح احادیث کی تصحیح کی اور غیر صحیح کو ناقص بتایا ہو اور راویوں میں جرح و تعدیل کی ہو اور سنن کو ترتیب دی ہو اور تصنیفیں کی ہوں پھر جو شخص اسکو دھو ڈالے وہ اس جانکشی کو اکارت کرتا ہے اور کسی واقعے میں خدا کا حکم نہیں جانتا ہے ایسی باتوں میں کیا شریعت کی مخالفت کی گئی ہے کسی دوسری شریعت میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ کیا ہم سے پہلی شریعتوں میں کسی شریعت کی اسناد اس کے نبی تک پہونچی ہے ہرگز نہیں یہ خصوصیت فقط اسی امت کے لئے ہے امام احمد بن حنبل کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ باوجودیکہ وہ طلب حدیث میں مشرق و مغرب پھرے تھے ایکبار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تمنے فلان شیخ سے کیا نقل کیا اُن کے بیٹے نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نماز کو ایک رستہ سے تشریف لیجاتے تھے اور دوسری راہ سے واپس ہوتے تھے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سنت مجھ کو نہیں پہنچی امام کا یہ قول ہے باوجود اسکے ہے کہ کثرت سے حدیثیں جمع کیں تھیں اب اس شخص کو کیا کہا جائے جو حدیث لکھتا ہی نہیں اور جب لکھتا ہے تو دھو ڈالتا ہے تم کہہ سکتے ہو کہ جب کتابیں دفن اور دریا برد کر دی جائیں تو فتاوی اور نئے واقعات ظاہر ہونے کی حالت میں کس چیز پر اعتماد کیا جائے گا کیا فلان زاہد اور فلان صوفی سے فتوی لیا جائیگا یا نفس میں جو خطرات آتے ہیں اوپر بھروسا کیا جائیگا۔ ہدایت کے بعد گمراہی سے جو پناہ مانگے اور یہ کتابیں جنکو ان لوگوں نے دفن کیا تین حال سے خالی نہیں یا ان میں حق ہوگا یا باطل یا حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اگر ان میں باطل تھا تو جنہوں نے دفن کیا اسپر کچھ ملامت نہیں اور اگر حق باطل سے ملا ہوا تھا

ولم یکن تمییزہ کان عذرا فی تلافیھا فان اقواما کتبوا عن ثقات وعن کذابین فاختلط الامر علیھم فدفنوا کتبھم وعلی ھذا یحمل ما یروی من دفن الکتب عن سفیان الثوری وان کان فیھا الحق والشرع فلا یحل اتلافھا بوجہ لکونھا ضابطۃ للعلم واموالا فیسئل من یقصد اتلافھا عن مقصودہ فان قال اتشغلنی عن العبادۃ قیل لہ جوابک من ثلاثۃ اوجہ احدھا انک لو فھمت لعلمت ان التشاغل بالعلم افضل من العبادات والثانی الیقظۃ التی وقعت لک لا تدوم فکانک وقد نمت علی ما فعلت بعد ما فعلت واعلم ان القلوب لا تبقی علی صفائھا بل یقصد الفتھا لاجتماجر الی جلاءھا کما تنظر فی کتب العلم وقد کان یوسف بن اسباط دفن کتبہ ثم لم یصبر عن التحدیث فجعل یحدث من حفظہ فغلط والثالث انا نقدر تمام یقظتک ودواھا فما الغنی عن ھذہ الکتب فھل وھبتھا للمبتدئ من الطلاب لم یصل الی مقامک او وقفتھا علی المنتفعین بھا فاما اتلافھا فلا یحل وقد روی المزنی عن احمد بن حنبل انہ سئل عن رجل ان یدفن کتبہ فقال ما یعجبنی ان یدفن العلم وعن المزنی یقول سمعت احمد بن حنبل یقول لا اعرف دفن الکتب معنی

ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی انکارھم علی من یشتغل بالعلم

ترجمہ اور اس کی تمیز ممکن نہ تھی تو ان کے ضائع کرنے کے لئے بھی عذر ہے کیونکہ بہت سے لوگوں نے معتبر اور جھوٹے دونوں قسم کے لوگوں سے حدیث لکھی تو صحیح بات اور غلط مخلوط ہوگئی۔ تو انہوں نے ان کی کتابوں کو دفن کر دیا اور سفیان ثوری سے جو کتابوں کا دفن کرنا منقول ہے وہ اسی پر محمول ہے اور اگر انمیں حق اور شرع تھی تو انکا ضائع کرنا بالکل جائز نہیں کیونکہ وہ علم کے لئے قاعدہ اور مال ہیں اور جو شخص کہ انکی ضائع کرنیکا قصد کرتا ہو چاہیئے کہ اس کی غرض پوچھی جائے۔ اگر یوں کہے کہ کتابیں مجھکو عبادت سے دوسری جانب مشغول کر دینگی تو اسکا جواب تین طرح سے ہے ایک یہ کہ اگر تم کو سمجھ ہوتی تو جان لیتے کہ علم کا شغل رکھنا پوری پوری عبادت ہے دوسرے یہ کہ جو روشنضمیری تم کو حاصل ہوئی ہے یہ ہمیشہ نہیں رہ سکتی گویا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں وقت گذر جانیکے بعد تم اپنی حرکت پر پشیمانی اور شرمندہ ہو اور واضح ہو کہ دل ہمیشہ صفائی پر نہیں رہتے بلکہ زنگ آلود ہو جاتے ہیں تو انکے جلا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے علمی کتابوں کا دیکھنا۔ یوسف بن اسباط نے اپنی کتابیں دفن کر دی تھیں اور حدیث بیان کئے بغیر سینہ نہ آتا تھا لہذا یاد داشت پر حدیث سنانے لگے اور غلط کر دیا تیسرے یہ کہ ہم مان لیتے ہیں کہ تمہاری روشندلی کامل ہے اور ہمیشہ رہیگی اور تم کو کتابوں کی ضرورت بھی نہیں مگر اہل طلب میں سے کسی مبتدی کو جو تمہارے مقام تک نہیں پہونچا وہ کتابیں ہبہ کیوں نہیں کر دیں یا ایسے لوگوں کو کیوں وقف نہ کیں جو انسے نفع اوٹھائے کتابوں کا ضائع کرنا کسی حال میں درست نہیں مروزی نے احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ اونسے اس شخص کے باری میں پوچھا گیا جو یہ وصیت کرے کہ اسکی کتابیں دفن کر دی جائیں جواب دیا کہ میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ علم کو دفن کر دیا جائے اور مزوری کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ میرے نزدیک کتابیں دفن کرنیکی کوئی وجہ نہیں جانتا (علم میں مشغول رہنے والوں پر اعتراض کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان)

قال المصنف لما انقسم هؤلاء بين متكاسل عن طلب العلم وبين ظان ان العلم هو ما يقع في النفوس من متمرات التعبد وسمى ذلك العلم الباطن نهى عن التشاغل بالعلم الظاهر حدثنا ابو اسحٰق ابراهيم بن احمد بن محمد الطبري قال سمعت جعفر الخلدي يقول لو تركت الصوفية لجئتكم باسناد الا انبا لقد مضيت الى عباس الدوري وانا حدث فكتبت عنه مجلسا واحدا وخرجت من عنده فاقيني بعض من كنت اصحبه من الصوفية فقال ايش حد معك فاريته اياه فقال ويحك تدع علم الخرق وتاخذ علم الورق ثم خرق الاوراق فدخل كلامه في قلبي فلم اعلم عباس قال المصنف وبلغني عن ابي سعيد الكندي قال كنت انزل رباط الصوفية واطلب الحديث في خفية بحيث لا يعلمون فسقطت الدواة يوما من كمي فقال لي بعض الصوفية استر عورتك وحدثنا ابو الحسين بن احمد الصفار قال كان بيدي محبرة فقال لي الشبلي غيب سوادك عني يكفيني سواد قلبي وسمعت علي بن محمد يقول وقفت ببغداد على حلقة الشبلي فنظر الي ومعي محبرة فانشا يقول ترسلت للحرب ثوب الخرق، وعمت البلاد بجد القلق، ففيك هتكت قناع القراء، وعنك نطقت لكم من نطق، اذا خامر القلب علم الورق، بزرت عليهم علم الخرق، قال المصنف ذاكر المعاني الله الصدق سبيله واوضح سبيل الله العلم لانه دليل على الله وبيان لاحكام شرعه

ترجمہ مصنف نے کہا کہ جب صوفیہ کی دو قسمیں ہوئیں ایک تو وہ جو طلب علم میں کاہل رہے دوسرے وہ جنہوں نے یہ گمان کیا کہ علم وہی ہے جو عبادت کے نتائج سے نفس میں القا ہوتا ہے اور اس کا نام علم باطن رکھا ہے لہذا اس قوم نے علم ظاہر میں مشغول ہونے سے منع کیا ہے ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد طبری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے جعفر خلدی سے سنا کہتے تھے کہ اگر مجھے صوفیہ چھوڑتے تو میں تمکو دنیا کی اسناد سناتا میں جس زمانے میں نوجوان تھا ایک بار عباس دوری کے پاس گیا اور ایک جلد میں جسقدر حدیثیں انہوں نے بیان کیں لکھ لایا جب ان کے پاس سے اٹھ کے آیا تو رستے میں میرے ایک دوست جو صوفی تھے ملے پوچھنے لگے کہ تمہارے پاس یہ کیا ہے میں نے وہ کتاب دکھائی کہنے لگے وائے ہو تجھپر علم خرق کو چھوڑ کر علم ورق کو تم اختیار کرتا ہے یہ کہکر اون اوراق کو پھاڑ ڈالا میرے دل میں انکا کلام گھر کر گیا پھر میں کبھی عباس کی پاس نہیں گیا مصنف نے کہا کہ ابو سعید کندی کی نسبت میں نے سنا ہی بیان کرتے تھے کہ میں صوفیہ کے رباط میں اترتا تھا اور خفیہ طور پر حدیث طلب کرتا تھا کہ ان کو خبر نہ ہوتی تھی ایک روز میری جیب سے دوات گر پڑی ایک صوفی نے مجھ سے کہا کہ اپنی شرمگاہ چھپاؤ ابو الحسین بن احمد صفار نے بیان کیا کہ میری ہاتھ میں دوات تھی شبلی نے دیکھکر کہا اپنی سیاہی مجھ سے پوشیدہ کرو مجھکو اپنے دل ہی کی سیاہی کافی ہے علی بن مہدی سے میں نے سنا کہ میں بغداد میں شبلی کے حلقہ میں جاکھڑا ہوا شبلی نے میری طرف دیکھا اور میری پاس دوات تھی دیکھکر چند اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ میں نے لڑائی کے واسطے خرق کا لباس پہنا اور اندوہ و قلق کے مارے شہروں میں سر سیمہ پھرا۔ تیرے لیئے میں نے جماد کا پردہ اٹھا دیا۔ اور جس سے گفتگو کی تیری ہی باتیں کی۔ جب لوگ مجھ سے علم ورق کے بارے میں درخواست کرتے ہیں تو میں ان کو علم خرق بتاتا ہوں مصنف نے کہا کہ اللہ تعالی کی سخت مخالفت یہ ہے کہ اسکے رستے سے لوگوں کو روکا جاے اور اللہ تعالی کا بہت روشن رستہ علم ہے کیونکہ علم اللہ تعالی کا دلیل ہے اور احکام شریعت کا بیان ہے

وایضاح لما یحبّہ ویکرھہ فالمنع منہ معاداۃ للہ ولشرعہ ولکن الناھین عن ذلک ما فطنوا لما فعلوا وقد کان الامام احمد بن حنبل یری المحابر بایدی طلبۃ العلم فیقول اھذہ تنھی الاسلام وکان ھو یحمل المحبرۃ علی کبرہ فقال لہ رجل الی متی یا ابا عبد اللہ فقال الی المقبرۃ وقال فی قولہ علیہ السلام لا تزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی یقوم الساعۃ فقال احمد ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلا ادری من ھم وقال ایضا ان لم یکونوا اصحاب الحدیث الابدال فمن یکون وقیل لہ ان رجلا قال فی اصحاب الحدیث انھم کانوا قوم سوء فقال احمد ھذا زندیق وقال الامام الشافعی رحمہ اللہ اذا رأیت رجلا من اصحاب الحدیث فکانما رأیت رجلا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال یوسف بن اسباط طلبۃ الحدیث یدفع اللہ بھم البلاء عن اھل الارض حدثنا ابن مسرق قال رایت کان القیامۃ قد قامت والخلق مجتمعون اذ نادی منادٍ الصلوٰۃ جامعۃ فاصطف لنا صفوفا فاتانی ملک فتاملتہ فاذا بین عینیہ مکتوب جبرئیل امین اللہ فقلت این النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال مشغول بنصب الموائد لاخوانہ الصوفیۃ فقلت وانا من الصوفیۃ فقیل نعم ولکن شغلک کثرۃ الحدیث

قال المصنف معاذ اللہ ان ینکر جبرئیل التشاغل بالعلم وفی اسنادہ ھذہ الحکایۃ

ترجمہ اور اس امر کی توضیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کس چیز کو پسند فرماتا ہے اور کس بات سے ناراض ہے اب علم سے منع کرنا خدا تعالیٰ اور اس کی شریعت سے عداوت رکھنا ہے اور لیکن یہ منع کرنیوالے لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا غضب کر رہے ہیں امام احمد بن حنبل طالب علموں کے ہاتھوں میں دواتیں دیکھ کر فرماتے تھے کہ یہ اسلام کی شرح ہیں باوجود بڑھاپے کے دوات لیکر بیٹھتے تھے کسی نے پوچھا اے ابو عبد اللہ یہ دوات کب تک ساتھ رہیگی جواب دیا کہ قبر تک ساتھ جائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتحمند رہے گا جو لوگ اُن کو چھوڑ دینگے وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکینگے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ گروہ اگر اہل حدیث نہیں تو میں نہیں جانتا کہ پھر کون ہیں نیز امام نے کہا کہ ابدال اگر اہل حدیث نہ ہونگے تو کون ہوگا کسی نے امام احمد سے کہا کہ فلان شخص اصحاب حدیث کی نسبت کہتا ہے کہ برے لوگ تھے جواب دیا کہ وہ شخص زندیق ہے اور امام شافعی نے فرمایا کہ میں جب اہل حدیث میں سے کسیکو دیکھتا ہوں تو گویا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک کو دیکھتا ہوں یوسف بن اسباط نے کہا کہ طالبان حدیث کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہل زمین کی بلائیں دفع کرتا ہے ابن مسرق نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور لوگ جمع ہیں اتنے میں منادی نے ندا کی کہ اے لوگو نماز ہونیوالی ہے۔ سب نے صفیں باندھیں میرے پاس ایک فرشتہ آیا میں نے غور سے دیکھا تو اسکی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا جبریل امین اللہ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں جبریل نے جواب دیا کہ آپ اپنے صوفیہ بھائیوں کے لئے دستر خوان تیار کر رہے ہیں میں نے کہا کہ میں بھی تو صوفیہ میں سے ہوں کہنے لگے کہاں تو بھی صوفی ہے مگر تجھکو کثرت حدیث نے دوسری جانب مشغول کر دیا مصنف نے کہا معاذ اللہ کہ جبریل علیہ السلام علم میں مشغول ہونے سے انکار کریں اور اس حکایت کی اسناد میں

ابن جهضم وكان كذابا ولعلها عمله واما ابن مسروق فحدثنا علي بن محمد بن نصر قال سمعت حمزة بن يوسف قال سمعت الدارقطني يقول ابو العباس بن مسروق ليس بالقوي يأتي بالمعضلات ذكر تلبيس ابليس على الصوفية وكلامهم في العلم قال المصنف اعلم ان هؤلاء القوم لما تركوا العلم وانفردوا بالرياضات على مقتضى آرائهم لم يصبروا عن الكلام في العلوم فتكلموا بواقعاتهم فوقعت الاغاليط القبيحة منهم فتارة يتكلمون في تفسير القرآن وتارة في الحديث وتارة في الفقه وغير ذلك ويسوقون العلوم الى مقتضى علمهم الذي انفردوا به والله سبحانه لا يخلي الزمان من قوام قوله تعالى يردون على المتحرضين ويثبتون غلط الغالطين ذكر نبذة من كلامهم في القرآن قال حدثنا جعفر بن محمد الخلدي قال حضرت شيخنا الجنيد وقد سأله ابن كيسان عن قوله تعالى سنقرئك فلا تنسى فقال الجنيد لا تنس العمل به قال وسألته عن قوله ودرسوا ما فيه فقال له الجنيد تركوا العمل به فقال لا يفضض الله فاك قال المصنف اما قوله لا تنس العمل به فتفسير لا وجه له والغلط فيه ظاهر لانه فسره على انه نهي وليس كذلك انما هو خبر لا نهي وتقديره فما تنسى اذ لو كان نهيا كان مجزوما فتفسيره على خلاف اجماع العلماء وكذلك قوله تعالى ودرسوا ما فيه انما هو من الدرس الذي هو التلاوة من قوله تعالى وبما كنتم تدرسون

ترجمہ ایک راوی ابن جہضم ہے جو کذاب تھا عجب نہیں کہ اسکی من گھڑت ہو اور ابن مسروق کی نسبت علی بن محمد بن نصر نے بیان کیا کہ میں نے حمزہ بن یوسف سے سنا کہتے تھے کہ میں نے دارقطنی سے سنا بیان کرتے تھے کہ ابو العباس بن مسروق قوی نہیں اور معضلات روایت کرتا ہے (علمی مسائل میں کلام کرنیمیں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف نے کہا جاننا چاہئے کہ اس قوم نے جب علم کو چھوڑ دیا اور صرف اپنی رایوں کے مطابق ریاضتوں کے ہو رہے تو علوم کے بارے میں گفتگو کرنے سے نہ رہ سکے لہذا اپنے واقعات بیان کئے اور قبیح غلطیاں انسے سرزد ہوئیں کبھی تو تفسیر میں گفتگو کرتے ہیں اور کبھی حدیث میں اور کبھی فقہ میں کبھی اور علوم میں تمام علوم کو اپنے اسی علم کیموافق لیجاتے ہیں جو فقط انہیں میں پایا جاتا ہے اور اللہ زمانکو اُن لوگوں سے خالی نہیں رکھتا جو اسکی شریعت کی حفاظت کریں اور جھوٹوں کا جواب دیں اور غلطی کرنیوالونکی غلطی ظاہر کریں (قرآن میں جو صوفیہ نے کلام کیا اسکا تھوڑا سا بیان) جعفر بن محمد خلدی نے بیان کیا کہ میں اپنے شیخ حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوا ابن کیسان نے انسے اس آیت کا مطلب دریافت کیا سنقرئک فلا تنسی یعنی اے محمد ہم تم کو پڑھائینگے اور تم نہ بھولوگے جنید نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اسپر عمل کرنا مت بھولو جعفر نے کہا کہ کسی نے جنید سے اس آیت کے معنی پوچھے و درسوا ما فیہ یعنی جو اسمیں لکھا تھا پڑھا جنید نے کہا معنی یہ ہیں کہ اُسپر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ تو اُسنے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے منکی مہر نہ توڑے مصنف نے کہا کہ جنید کی یہ تفسیر کہ اُسپر عمل کرنا مت بھولو بے وجہ ہے جسمیں صریح غلطی ہے کیونکہ یہ تفسیر اس بنا پر کہ لا تنسی صیغہ نہی ہے حالانکہ یہ جملہ خبر یہ ہے نہی نہیں اور ما تنسی کے معنو نمیں ہے کیونکہ اگر نہی ہوتا تو حالت جزمی میں واقع ہوتا غرض یہ تفسیر اجماع علما کے خلاف ہے اسی طرح اسکی تفسیر کہ درسوا ما فیہ یہ درس سے نکلا ہے جو بمعنی تلاوت ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا وبما کنتم تدرسون۔

لامن درس الشئ الذی هو هلاکه **وحدثنا** محمد بن جریر قال سمعت ابا العباس ابن عطا وقد سئل عن قوله تعالٰی فنجیناک من الغم قال ینجیناک من الغم بقومک وقتنا یا عمن سوانا **قال المصنف** وهذه جرأة عظیمة علی کلام الله تعالٰی ونسبته الکلیم الی الافتتان بمحبة الله سبحانه وجعل محبته فتنة غایة فی القباحة **وسئل** ابن عطاء عن قوله تعالٰی واما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنة نعیم فقال الروح النظر الی وجه الله والریحان الاستماع لکلامه وجنة نعیم هو ان لا یحجب فیها عن الله تعالٰی **قال المصنف** هذا کلام بالواقع علی خلاف المفسرین وقد جمع ابو عبد الرحمن السلمی فی تفسیر القرآن من کلامهم الذی اکثره هذیان لا یحل مجلدین سماهما حقائق التفسیر **ومن کلامهم** انهم قالوا انما سمیت فاتحة الکتاب بذلک لانها اوائل ما فاتحنا الله به من خطابنا فان تادبت بذلک والا حرمت لطائف ما بعد **قال المصنف** هذا قبیح لانه لا یختلف المفسرون ان الفاتحة لیست من اوائل ما نزل وقال فی قوله الانسان ایزاقاصد غرک **قال المصنف** وهذا قبیح لانه لیس من امّ اذ لو کان کذلک کانت المیم مشددة **وقال** فی قوله تعالٰی وان یاتوکم اسارٰی قال ابو عثمان غرقی الذنوب **قال** الواسطی غرقی فی رؤیتها فعالهم وقال الجنید اسارٰی فی اسباب الدنیا یهدیهم الی قطع العلائق ✦✦✦✦

ترجمہ اس قول سے یہ نہیں نکلا کہ درس الشئ جس درس کے معنے ہلاکت کے ہیں محمد بن جریر نے کہا میں نے ابو العباس بن عطا سے سنا انسے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے فنجیناک من الغم یعنی ہم نے تمکو غم سے نجات دی اور تجھکو آزمایا ابو العباس نے کہا یعنی تمہاری قوم کے غم سے تمکو نجات دی اور اپنے ماسوا سے جدا کر کے تمکو اپنا مفتون بنالیا **مصنف** نے کہا کہ اللہ تعالٰی کے کلام پر بڑی بھاری جرأت ہے اور حضرت موسٰی کی نسبت کہنا کہ عشق الٰہی کے فتنے میں پڑ گئے اور خدا کی محبت کو فتنہ قرار دینا نہایت ہی قبیح بات ہے ابن عطا سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے واما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنة نعیم جوابدیا کہ روح کے معنی ہیں دیدار خدا کا دیکھنا ریحان اسکا کلام سننا جنة نعیم وہ مقام ہے کہ اسمیں اللہ تعالٰی کا کوئی چیز حجاب نہو **مصنف** نے کہا یہ کلام فی الواقع مفسرین کے خلاف ہے اور ابو عبد الرحمن سلمی نے قرآن کی تفسیر میں صوفیہ کے بعض کلام جلد میں جمع کئے ہیں جنمیں اکثر بیہودہ باتیں ہیں جو جائز نہیں ہیں انکا نام رکھا ہے حقائق التفاسیر صوفیہ کی تفاسیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کہتے ہیں کہ الحمد کو فاتحة الکتاب اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شروعات ہیں جن سے ہمنے اپنے خطاب کو شروع کیا ہے اگر تم نے اسکا ادب کیا تو خیر ورنہ مابعد کے لطائف سے محروم رہجاؤ گے ✦ **مصنف** نے کہا یہ توجیہ قبیح ہے کیونکہ مفسرین بلا اختلاف کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ اوائل میں نازل نہیں ہوئی صوفیہ میں سے کسی نے کہا ہے کہ انسان جو کہتا ہے ایمین معنی یہ ہیں کہ ہم قصد کر کے تیری طرف آتے ہیں **مصنف** نے کہا یہ معنی قبیح ہیں کیونکہ یہ لفظ انّ بہ تشدید میم سے نہیں اگر ایسا ہوتا تو میم کو مشدد ہونا چاہیے تھا قولہ تعالٰی وان یاتوکم اسارٰی یعنی اگر کفار تمہارے پاس قید ہو کر آئیں۔ ابو عثمان نے کہا کہ اساری کے معنی ہیں گناہوں میں ڈوبے ہوئے واسطی نے کہا یہ مطلب ہے کہ اپنے افعال پر نظر کرنے میں غرق ہیں جنید کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ اسباب دنیا میں گرفتار ہیں اللہ تعالٰی قطع علائق کی ان کو ہدایت کرتا ہے

قلت تمام الآیۃ علی وجہ الانکار ومعناھا اذا اسرتموھم فلیتموھم واذا حاربتموھم فقتلتموھم وھؤلاء قد اسروھم علی ما یوجب المدح وقال محمد بن علی یحب التوابین من توبتہم وقال النوری یقبض ویبسط لایاہ وقال فی قولہ من دخلہ کان اٰمنا ای من ھواجس نفسہ ووساوس الشیطان وھذا غایۃ فی القبح لان لفظ الآیۃ لفظ الخبر ومعناھا الامر وتقدیرھا من دخل الحرم فآمنوہ وھؤلاء قد فسروھا علی الخبر ثم لا یخفی علیک انہ کیف یدخل الحرم ما امن من ھواجسہ ولا الوساوس وذکر فی قولہ تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ قال ابو تراب ھی الدعاوی الفاسدۃ والجار ذی القربی قال سمعا ھو القلب والجار الجنب النفس وابن السبیل الجوارح وقال فی قولہ وھم بھا قال ابو بکر الوراق ھمان لھا ویوسف ما ھم بھا قلت وھذا اخراق یصرح القرآن وقولہ ما ھذا بشرا قال محمد بن علی ما ھذا بامر ان یدعی الی المباشرۃ وقال الزنجانی الرعد صفقات الملائکۃ والبرق زفرات افعالھم والمطر بکاؤھم وقال فی قولہ تعالی وللہ المکر جمیعا قال الحسن لا مکر ابین فیہ من مکر الحق بعبادہ حیث اوھم ان لھم سبیلا الیہ بحال والحدث اقرن مع القدم

ترجمہ میں کہتا ہوں کہ آیت توانکار کی طور پر وارد ہوئی ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب تم کفار کو قید کرو (اور پھر اونکو چھوڑنا چاہو) تو ان سے فدیہ لیلو اور جب ان سے جہاد کرو تو ان کو قتل کرو اور ان لوگوں نے اسکی عجب تفسیر کی جس سے مدح ثابت ہوتی ہے اور محمد بن علی نے کہا کہ دوست رکھتا ہوں ان لوگوں کو جو اپنی توبہ سے توبہ کرتے ہیں اور نوری نے کہا تنگ اور کشادہ کرتا ہے اپنے واسطے قولہ تعالیٰ ومن دخلہ کان اٰمنا یعنی جو حرم میں داخل ہوا وہ امن میں ہے کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ نفسانی خیالات اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہے اور یہ نہایت قبیح ہے کیونکہ لفظ آیت کے خبر کے ہیں اور معنی اس کے امر کے ہیں اور تقدیر اسکی یہ ہے من دخل الحرم فآمنوہ یعنی جو حرم میں داخل ہو اسکو امن دو ان لوگوں نے اس کی تفسیر امنا بفتحہ الف وکسرہ میم بیان کی علاوہ ازیں ان کی تفسیر پر آیت درست نہیں رہتی بہت سے لوگ حرم میں داخل ہوتے ہیں اور اونکا دل نفسانی اور وساوس شیطانی سے نہیں بچتے قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ یعنی اگر تم ممنوعات کے کبائر سے اجتناب کروگے ابو تراب نے کہا کہ کبائر سے مراد فاسد دعوے ہیں سہل کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں والجار ذی القربی سے مراد قلب ہے اور الجار الجنب نفس ہے اور ابن السبیل جوارح ہیں قولہ تعالیٰ وھم بھا یعنی یوسف نے زلیخا کا قصد کیا ابو بکر وراق نے کہا کہ دونوں قصد زلیخا کے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ نص قرآن کے خلاف ہے اور یوسف نے اس کا قصد نہیں کیا تھا قولہ تعالیٰ ما ھذا بشرا یعنی یوسف آدمی نہیں محمد بن علی کہتے ہیں کہ امر ہیں کہ یوسف اس قابل نہیں کہ مباشرت کی طرف بلایا جائے زنجانی نے کہا رعد ملائکہ کی دست زنی کی آواز ہے اور برق ان کے آہوں کے شعلے ہیں اور بارش ان کی آنکھوں کا پانی ہے قولہ تعالیٰ وللہ المکر جمیعا حسن نے کہا کہ اللہ کے مکر سے زیادہ کوئی مکر ظاہر نہیں کہ اس کو شبہ میں ڈالدیا ہے کہ ایک حال میں وہ خدا کا راستہ پا سکتے ہیں یا حدوث کو قدم کے ساتھ مقارنت ہے

قال المصنف ومن تامل معنے هذا علم انه کفر محض لانه یشیر الی انه کالهزل واللعب ولکن الحسین هو الملاح وهذا یلیق بذلك وقال فی قوله لعمرك ای لعمارتك سرك بمشاهدتنا قلت وجمیع الکتاب من هذا الجنس ولقد همت ان اثبت منه ههنا کثیرا فرأیت الزمان یضیع فی کتابة شی بین الکفر والخطاء والهذیان وهو جنس ما حکینا عن الباطنیة فمن اراد ان یعرف جنس ما فی هذا الکتاب فهذا انموذجه ومن اراد الزیادة فلینظر فی ذلك الکتاب وقال ابو حامد الطوسی فی کتاب ذم المال فی قوله تعالی واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام قال انما عنی الذهب والفضة اذ رتبة النبوة اجل من ان یخشی علیها عن عبد الاصنام قال وانما عنی بعبادته حبه والاختیار به قال المصنف وهذا شی لم یقله احد من المفسرین وقد قال شعیب وما یکون لنا ان نعود فیها الا ان یشاء الله ربنا ومعلوم ان میل الانبیاء الی الشرك امر ممتنع لاجل العصمة لانه مستحیل ثم قد ذکر مع نفسه من یتصور فی حقه الاشتراك فجاز ان یدخل نفسه معهم فقال واجنبنی وبنی ومعلوم ان العرب اولاده وقد عبد اکثرهم الاصنام وقال ابو حمزة الخراسانی

مصنف نے کہا کہ اس تفسیر کے معنی جو شخص سمجھیگا جان لیگا کہ یہ کفر محض ہے کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ گویا اللہ بھی مذاق اور کھیل کرتا ہے لیکن یہ مفسر حسین جلاج ہیں انسے ایسا جملہ کچھ بعید نہیں اور آیت لعمرك کی یوں تفسیر کی کہ تمہاری عمارت کی قسم ہے کہ تمہارا بھید میرے مشاہدے میں ہے میں کہتا ہوں کہ ساری کتاب اسی قسم کی ہے اور میں نے چاہا کہ ان میں سے بہت سا ذکر کروں تو میں نے دیکھا کہ زمانہ ایک ایسی شی کے لکھنے میں برباد ہوتا ہے جس میں کچھ کفر ہے اور کچھ خطا اور کچھ بیہودہ باتیں اور وہ اس قسم کی باتیں ہیں جو ہم نے فرقہ باطنیہ سے نقل کیں جو شخص اس کتاب کی حالت دیکھنا چاہے تو یہ اسکا نمونہ دیکھ لے اور جو شخص زیادہ چاہے تو وہی کتاب دیکھ لے ابو حامد طوسی نے کتاب ذم مال میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام یعنی مجھکو اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے دور رکھ مراد یہ ہے وزر ہے کیونکہ نبوت کا رتبہ اس سے اعلی ہے کہ اسپر عبادت اصنام کا خوف ہو اور کہا کہ عبادت سے مراد مال و دولت کی محبت اور اسپر فریفتہ ہونا ہے مصنف نے کہا کہ یہ ایسے معنی ہیں جو کسی مفسر نے نہیں بیان کیے شعیب نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے وما یکون لنا ان نعود فیها الا ان یشاء الله ربنا یعنے ہم بغیر خدا کی مرضی کے کیوں شرک میں پڑنے لگے یہ امر معلوم ہے کہ انبیا کا شرک میں پڑنا غیر ممکن ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں لیکن امر مستحیل نہیں علاوہ ازیں آیت مذکورہ میں تو حضرت ابراہیم کی ساتھ ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن سے شرک سرزد ہو سکے لہذا جائز ہے کہ انکی ساتھ اپنے آپ کو بھی شامل کر لیا اور فرمایا واجنبنی وبنی یعنی مجھے اور میری اولاد کو بچا حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ عرب حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں اور ان میں سے بہتوں نے بت پرستی کی ہے اور ابو حمزہ خراسانی

[illegible] نے کہا [illegible]

قد یقطع باقوام فی الجنة فیقال کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة شبههم عند بالاکل والشرب ولا مکر فوق هذا ولا حسرة اعظم منه **قال المصنف** انظروا وفقکم الله الی هذه الحماقة وتسمیة المنعم به مکرا واضافة المکر بهذا الی الله سبحانه وعلی مقتضی قول هذا ان الانبیاء لا یاکلون ولا یشربون بل یکونون مشغولین بالله فما اجرأ هذا القائل علی مثل هذه الالفاظ القبائح وهل یجوز ان یوصف الله عز وجل بالمکر علی ما نعقله من معنی المکر وانما معنی مکره وخداعه انه یجازی الماکرین والخادعین وانی لا اتعجب من هؤلاء وقد کانوا یشرعون فی اللقمة والکلمة کیف انبسطوا فی تفسیر القرآن الی ما هذا حده **وقد قال** رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطأ **وقال** من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار **قال المصنف** وقد رویت لنا حکایة عن بعضهم فیما یتعلق بالمکر انی لا افتخر بذکرها لکنی انبه بها علی قبح ما یتخیله هؤلاء الجهلة **اخبرنا** ابو عبد الله بن خفیف قال سمعت رویما یقول اجتمع لیلة بالشام جماعة من المشائخ فقالوا ما شهدنا مثل هذه اللیلة وطیبتها

ترجمہ کہ قطعی طور پر بہت سے لوگوں کے ساتھ جنت میں فریب کیا جائیگا چنانچہ کہا جائیگا کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة یعنی خوشی سے کھاؤ پیو یہ تمہارے گذشتہ زمانے کی خوش اعمالی کا نتیجہ ہے ابو حمزہ نے کہا کہ اہل بہشت کو اللہ تعالی نے کھانے پینے میں لگا کر اپنے سے دوسری جانب مشغول کر دیا اس سے بڑھکر کوئی مکر و فریب اور اس سے بڑی کوئی حسرت نہ ہوگی۔ مصنف نے کہا بھائیو خدا تمکو توفیق خیر دے اس حماقت پر غور کرو کہ نعمت و احسان کا نام مکر و فریب رکھتے ہیں اور اسی مکر کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں اس قول کی بنا پر لازم آتا ہے کہ انبیا علیہم السلام نہ کھائیں نہ پئیں بلکہ خدا کی طرف ہی مشغول رہیں۔ یہ شخص کیا ہے دھڑک ایسے الفاظ قبیح زبان پر لاتا ہے کیا یہ بات جائز ہے کہ ہم جو مکر کے معنی سمجھتے ہیں اس کے موافق اللہ تعالی کی صفت مکر قرار دیجائے اللہ تعالی کے مکر و فریب کے تو یہ معنی ہیں کہ وہ مکر و فریب کرنیوالوں کو بدلا دیتا ہے مجکو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ایک ایک لقمے اور ایک ایک کلمے میں تورع اور احتیاط کرتے تھے تفسیر قرآن میں اس قدر بے تکلف کیونکر ہو گئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف میں اپنی رائے سے کچھ کہے تو گو درست ہو مگر خطا پر ہے اور فرمایا جو کوئی قرآن شریف میں اپنی عقل سے گفتگو کرے تو دوزخ اپنا ٹھکانا سمجھے مصنف نے کہا کہ مکر کے متعلق بعض صوفیہ سے مجکو عجیب حکایت پہونچی ہے جس کے بیان کرنیسے میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن ان جاہلوں کی خیالات کی قباحت پر تنبیہ کرتا ہوں ابو عبد اللہ بن خفیف نے کہا مجھسے رویم سے سنا کہتے تھے کہ ایک رات ایک مشائخ کی جماعت شام میں جمع ہوئی باہم کہنے لگے کہ آج کی مانند عمدہ رات ہمنے کبھی نہیں دیکھی۔

فتعالوا نتذاکر فی مسئلۃ لعلنا نذھب لیلتنا فقالوا نتکلم فی المحبۃ فانھا عمدۃ القوم فتکلم کل واحد من حیث ھو وکان فی القوم عمرو بن عثمان المکی فوقع علیہ البول ولم یکن من عادتہ فقام وخرج الی صحن الدار فاذا لیلۃ مقمرۃ فوجد قطعۃ مرق فاخذہ وحملہ الیھم وقال یا قوم اسکتوا فان ھذا بحکم انظروا ما فی ھذہ الرسالۃ فاذا فیھا مکتوب مکار وکلکم تلاعون محبتہ فافترقوا فما اجتمعوا الا الیوم قال المصنف ھذہ الحکایۃ بعیدۃ الصحۃ وابن خفیف لا یوثق بہ وان صحت فان الشیطان القی ذلک الرق وان کانوا قد ظنوا انھا رسالۃ من اللہ تعالی بظنونھم الفاسدۃ وقد بینا ان معنی المکر المجازاۃ علی المکر فلما ان یقال عنہ مکار فوق الجھل وفوق الحماقۃ وعن الخلدی قال سمعت رویما یقول ان اللہ غیب اشیاء غیب مکرہ فی عملہ وغیب خداعہ فی لطفہ وغیب عقوبتہ فی باب کرامتہ ثم خرج ابو یزید لزیارۃ اخ لہ فلما وصل الی نھر جیحون التقی لہ حافۃ النھر فقال لہ سرا ایش ھذا المکر الخفی وغرتک ما عبدتک لھذا ثم رجع ولم یعبر قال السھلکی وسمعت محمد بن احمد المذکر یذکر ان ابا یزید قال من عرف اللہ صار الجنۃ لوبا وصارت الجنۃ علیہ وبالا قلت وھذہ جرأۃ عظیمۃ فی اضافۃ المکر الی اللہ تعالی وجعل الجنۃ التی ھی نھایۃ للطالب وبالا واذا کانت وبالا للعارفین فکیف یکون لغیرھم وکل ھذا منبعہ من قلۃ العلم وسوء الفھم وحدثنا احمد بن ال عباس

ترجمہ آؤ کسی مسئلہ کا چرچا کریں تاکہ ہماری رات فضول نہ جائے صلاح ہوئی کہ محبت کے بارے میں کلام کریں کیونکہ یہ مسئلہ بالاتفاق عمدہ ہے ہر ایک نے حسب حیثیت گفتگو کی اس جماعت میں عمرو بن عثمان مکی بھی تھے انکو خلاف عادت اسوقت پیشاب لگا وہ اٹھکر باہر صحن میں آئے چاندنی رات تھی ایک ہرن کی کہال کا ٹکڑا پڑا ملا اس کو اٹھا کر جماعت کے پاس لائے اور کہا اے لوگو خاموش رہو یہ ٹکڑا تمہارا جواب ہے دیکھو اس میں کیا ہے اوسمیں لکھا ہوا تھا کہ تم لوگ مکار ہو حالانکہ تم سب کے سب خدا کی محبت کا دعوی کرتے ہو یہ پڑھکر تمام متفرق ہوگئے اور پھر ایام حج ہی میں ایک جگہ ہوئے مصنف رح نے کہا کہ یہ حکایت صحت سے بعید ہے اور ابن خفیف غیر معتبر ہیں اور اگر صحیح ہو تو وہ کہال کا ٹکڑا شیطان نے ڈالا تھا اگر ان کا یہ خیال تھا کہ وہ خدا کی طرف سے کوئی تحریر تھی تو یہ خیال فاسد ہی ہم بیان کر چکے کہ مکر کے معنی یہ ہیں کہ مکر کا بدلہ دیتا ہے اگر اس بنا پر اسکو مکار کہا جائے تو سخت جہالت اور نہایت حماقت ہے خلدی نے کہا میں نے رویم سے سنا کہتے تھے کہ اللہ تعالی نے کچھ چیزوں کو کچھ چیزوں میں پوشیدہ رکھا ہے اپنے مکر کو اپنے علم میں اور اپنے فریب کو اپنے لطف میں اور اپنے عذاب کو اپنے اکرام میں چھپایا ہے ابو یزید کی نسبت کہتے ہیں کہ اپنے ایک بھائی کی ملاقات کو چلے جب نہر جیحوں پر پہونچے تو کنارے پر ٹھہر کر بولے اے میرے آقا یہ کیسا مکر خفی ہے تیری عزت کی قسم کہ میں نے اس لئے تیری عبادت نہیں کی بعد ازاں وہیں سے لوٹ آئے اور اس پار نہیں گئے سہلکی نے کہا کہ میں نے محمد ابن احمد واعظ سے سنا ذکر کرتے تھے کہ ابو یزید نے کہا کہ جو شخص خدا کو پہچانیگا وہ جنت کے لئے وبال ہوگا اور جنت اس کے لئے وبال ہوگی میں کہتا ہوں یہ بڑی جرأت ہے کہ اللہ تعالی کی طرف مکر کی نسبت کی جاوے اور جنت جو کہ اعلی مقصد ہے اسکو وبال ٹھہرایا جائے بھلا جب خدا شناسوں کو جنت وبال ہوئی تو دوسروں کے لئے کیا کہا جائے یہ سب باتیں کم علمی اور نا سمجھی کی ہیں احمد بن آل عباس

المهلبی قال سمعت طیفور وھو ابو یزید یقول العارفون فی زیارۃ اللہ فی الاخرۃ علی طبقتین طبقۃ تزورہ متی شاءت وانی شاءت وطبقۃ تزورہ مرۃ واحدۃ ثم لا تزورہ بعدھا ابدا فقیل لہ کیف ذالک قال اذا زار الخاصۃ من اول مرۃ جعل لھم سوقا ما فیہ شراء ولا بیع الا الصور من الرجال والنساء فمن دخل منھم السوق لم یرجع الی زیارۃ اللہ ابدا قال ابو یزید فی الدنیا یخدعک یا سوق وفی الاخرۃ یخدعک بالسوق فات ابا یزید السوق قال المصنف تسمیتہ ثواب الجنۃ خدیعۃ وسببا للانقطاع عن اللہ جھل قبیح وانما یجعل لھم السوق ثوابا لا خدیعۃ فاذا اذن لھم فی اخذہ فی السوق بتزعوقھم وایمنع الزیارۃ صفات المثوبۃ عقوبۃ ومن این لہ ان من اختار شیئا من تلک السوق لم یعد الی زیارۃ اللہ ولا یراہ ابدا نعوذ باللہ من ھذا التخلیط والتحکم فی العلم والاخبار عن ھذہ الغائبات لا یعلمھا الا نبی فمن این علمھا وکیف لا یکون کما قال ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ راوی الاحادیث یقول لسعید بن المسیب جمعنا اللہ وایاک فی سوق الجنۃ اتراہ طلب ترک العقوبۃ بالبعد عن اللہ لکن بعد ھؤلاء عن العلم واقتنعوا بواقعاتھم الفاسدۃ اوجبت التخلیط ولیعلم ان الخواطر والواقعات انما ھی ثمرات فمن کان عالما کانت خواطرہ صحیحۃ لانھا ثمرات علمہ ومن کان جاھلا فثمرات الجھل کلھا خطل

ترجمہ مہلبی نے کہا میںنے طیفور سے سنا جنکو ابو یزید کہتے ہیں بیان کرتے تھے کہ آخرت میں جو عارفوں کو دیدار الٰہی ہوگا ان کے دو طبقے ہونگے ایک تو وہ کہ جب چاہینگے اور جسطور سے چاہینگے دیدار کرینگے دوسرے وہ کہ صرف ایکبار انکو دیدار الٰہی ہوگا بعد اسکے کبھی زیارت خدا نہ کرینگے کسی نے اُنسے پوچھا کہ یہ کیونکر ہوگا جواب دیا کہ جب پہلی بار عارفین اللہ تم کو دیکھیں گے تو ان کیلئے ایک بازار بنایا جائیگا جسمیں خرید و فروخت کچھ نہیں صرف مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہونگی عارفوں میں سے جو اس بازار میں داخل ہوجائیگا پھر کبھی دیدار الٰہی کی طرف نہ آئیگا ابو یزید نے کہا دیکھو خدا تمکو دنیا میں بھی بازار کا فریب دیتا ہی اور آخرت میں بھی بازار کا دھوکا دیگا لہذا تم ہمیشہ بازار ہی کے بندے رہے مصنف نے کہا ثواب جنت کا نام مکر و فریب رکھنا اور اللہ تعالی سے دور رہنے کا سبب بتانا جہل قبیح ہے ان لوگوں کے لئے جو بازار مقرر کیا جائیگا وہ فریب نہوگا بلکہ ثواب ہوگا جب اس بازار کی چیزیں لینے کا اُن کو حکم دیا جائے پھر دیدار سے محروم رکھنے کی سزا دیجائے تو یہ ثواب گویا عذاب ہوا۔ اس شخص کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ جو کوئی اوس بازار میں سے کچھ لے گا۔ وہ زیارت آلہی کی طرف نہ آئے گا اور اسکو کبھی نہ دیکھے گا اس تخلیط اور علم میں تحکم سے خدا بچائے۔ یہ غیب کی باتیں جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا اس شخص کو کہاں سے معلوم ہوئیں اور کیونکر ایسا نہ ہوگا جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کثرت سے احادیث کے راوی ہیں سعید بن مسیب سے کہا کہ ہمکو اللہ تعالی جنت کے بازار میں یکجا کرے کیا ابو ہریرہ نے خدا سے دور رہنے کا عذاب گوارا کیا لیکن یہ لوگ علم سے دور رہے اپنے واقعات فاسدہ پر قناعت کی جن سے حق باطل خلط ملط ہوگیا اور جاننا چاہئے کہ یہ واقعات اور خطرات نتیجے ہیں لہذا جو شخص عالم ہوگا اسکے خطرات صحیح ہونگے کیونکہ اسکے علم کے نتائج ہیں اور جو جاہل ہوگا تو جہل کے نتیجے بیہودہ رہینگے

ومن کلامهم فی الحدیث وغیرہ عن عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال جاء ابو تراب النخشبی الی ابی فجعل ابی یقول فلان ضعیف وفلان ثقة فقال ابو تراب یا شیخ لا تعتب العلماء فالتفت ابی الیه وقال له ویحك هذه غیبة لیس هذا غیبة وعن ابی الحسن علی بن محمد البخاری یقول سمعت محمد بن فضل بن العباسی یقول کنا عند عبد الرحمن بن ابی حاتم وهو یقرء علینا کتاب الجرح والتعدیل فدخل علیه یوسف بن الحسین الرازی فقال یا ابا محمد ما هذا الذی تقرء علی الناس قال کتاب صنفته فی الجرح والتعدیل فقال وما الجرح والتعدیل فقال اظهر حال اهل العلم من کان منهم ثقة او غیر ثقة فقال له یوسف بن الحسین استحییت لك یا ابا محمد هؤلاء القوم قد حطوا رواحلهم فی الجنة منذ مائة سنة او مائتی سنة تذکرهم وتغتابهم علی وجه الارض فبکی عبد الرحمن وقال یا یا یعقوب لو سمعت هذه الکلمة قبل تصنیفی هذا الکتاب لم اصنفه قلت عفا الله عن ابی حاتم فانه لو کان فقیها لرد علیه کما رد الامام احمد بن حنبل علی ابی تراب ولولا الجرح والتعدیل من الذین کان یعرف الصحیح من الباطل ثم کون القوم فی الجنة لا یمنع ان یذکرهم بما فیهم وتسمیة ذلك غیبة حدیث نشأ من قلة الایمان بالجرح والتعدیل وما هو کیف یذکر کلامه وینبغی لیوسف ان یشتغل بالعجائب التی تحکی عنه مثل هذا وعن ابی العباس بن عطاء یقول من عرف الله امسك عن رفع حوائجه الیه

ترجمہ اور حدیث وغیرہ میں سعیدان کا کلام یہ ہے کہ عبد اللہ ابن احمد ابن حنبل نے کہا کہ ابو تراب نخشبی میرے والد کے پاس آئے تو میرے والد کہنے لگے کہ فلان راوی غیر معتبر ہے اور فلان معتبر تو ابو تراب نے کہا اے شیخ علما کی غیبت نکر و تو میرے والد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تیرا فسوس یہ خیر خواہی ہے غیبت نہیں ہے اور ابو الحسن علی بن محمد بخاری کہتے ہیں کہ میں نے ابو الفضل عباسی سے سنا کہتے تھے کہ ہم عبد الرحمن ابن ابو حاتم کے پاس تھے اور وہ ہم کو کتاب الجرح والتعدیل سنا رہے تھے تو ان کے پاس یوسف ابن حسین رازی آئے اور کہا اے ابو محمد یہ کیا ہے جو لوگوں کو تم سنا رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک کتاب ہے جسکو میں نے جرح اور تعدیل میں تصنیف کی ہے تو انہوں نے کہا جرح اور تعدیل کیا چیز ہے تو انہوں نے کہا کہ اہل علم کے حالات ظاہر کرتا ہوں کہ کون ان میں سے معتبر تھا اور کون غیر معتبر تھا تو ان سے یوسف ابن حسین نے کہا کہ اے ابو محمد تمہارے بارے میں مجھے شرم آتی ہے یہ قوم ایک یا دو سو برس سے جنت میں داخل ہوئی اور تم دنیا میں انکا ذکر غیبت کے ساتھ کرتے ہو تو عبد الرحمن روئے اور کہا اے ابو یعقوب اگر اس کتاب کے تصنیف کرنے کے پہلے میں یہ بات سنتا تو اسکو تصنیف نکرتا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی ابو حاتم کے گناہ معاف کرے اگر عالم ہوتے تو انکا جواب دیتے جیسا کہ امام احمد ابن حنبل نے ابو تراب کا جواب دیا اور اگر جرح و تعدیل نہوتی تو کھرا نسے صحیح اور غلط حدیثوں میں تمیز ہوتی پھر قوم کا جنت میں ہونا اس بات سے منع نہیں کرتا ہے کہ وہ ان کے نقصات بیان کریں پھر اسکا نام غیبت رکھنا عورتوں کی بات ہے پھر جو شخص یہ نجانیگا کہ جرح اور تعدیل کیا چیز ہے اسکا کلام کیونکر قابل ذکر ہوگا اور یوسف کیلئے تو یہ لائق تھا کہ وہ ان عجیب باتوں میں مشغول رہتے جو مثل اس کے انسے منقول ہیں اور ابو العباس ابن عطاء کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی کو پہچانیگا وہ اپنی حاجتوں کو اسکے پاس پیش کرنیسے رکجائے گا +

لما علم انه العالم باحواله قلت هذا سد لباب السوال والدعاء وهو جهل بالعلم وعن ابی بکر الدقاق الصوفی
قال سمعت الشبلی وقد سأله شاب یا ابا بکر لم تقول الله ولا تقول لا الہ الا الله فقال الشبلی استحیی ان اوجه
بعد نفی فقال الشاب یدلی بحجة اقوی من هذا فقال اخشی ان اخذ فی کلمة الجحود ولا اصل کلمة الاقرار قال المصنف
انظروا الی هذا العلم الدقیق فان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یامر بقول لا الہ الا الله ویحث علیها وفی الصحیحین عنه انه کان یقول
فی دبر کل صلوة لا الہ الا الله وحده لا شریک له وکان یقول اذا قام لصلوة اللیل لا الہ الا انت وذکر الثواب العظیم لمن یقول
لا الہ الا الله فانظر الی هذا الثناء علی الشریعة واختیار ما اختاره رسول الله صلی الله علیه وسلم ولقد بلغنی انه بالحسن البوزی
شهد علیه انه سمع اذان المؤذن فقال طعنة سم الموت وسمع نباح الکلب فقال لبیک وسعدیک فقیل له فی ذلک
فقال ان المؤذن اعار علیه ان یذکر الله وهو غافل ویاخذ علیه الاجرة ولولاها ما اذن ولذلک قلت طعنة
والکلب یذکر الله بلا ریاء فانه قد قال وان من شئ الا یسبح بحمده قال المصنف انظروا اخوانی عصمنا الله
وایاکم من الزلل الی هذا الفقه والاستنباط الطریف وعن الثوری انه رای رجلا قابضا علی لحیة نفسه
قال فقلت له نحیها عن لحیة الله فرفع خبره الی الخلیفة

ترجمہ کیونکہ اس نے جان لیا کہ وہ اس کے حالات کو جانتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سوال اور دعا کے دروازے کا بند کرنا ہے اور یہ بے علمی ہے اور ابوبکر دقاق صوفی نے کہا میں شبلی سے سنا کسی نے ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر تم فقط اللہ کیوں کہتے ہو لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے جواب دیا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اثبات کو بعد نفی کے لاؤں اس شخص نے کہا کہ میں اس سے بڑھکر کوئی دلیل چاہتا ہوں شبلی نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو میں کلمۂ انکار میں مبتلا رہوں اور دراصل کلمہ قرار ہونا چاہیے۔

مصنف نے کہا اس نکتہ دانی پر غور کرنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم فرماتے تھے صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو کہا کرتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اور جب نماز کے لئے اٹھتے تو فرماتے لا الہ الا اللہ انت اور آپ نے بہت بڑا ثواب اس شخص کے لئے فرمایا ہے۔ جو کہے لا الہ الا اللہ یہ شریعت پر زیادتی کرنا اور وہ امر اختیار کرنا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں فرمایا غور کرنے کے قابل ہے ابوالحسن ثوری کی نسبت مجھے سنا ہے لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے مؤذن کی اذان سنی تو طعن سے کہا یہ موت کا زہر ہے پھر کتے کو بھونکتے سنا تو کہا لبیک وسعدیک لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ مؤذن کے بارے میں مجھکو یہ خوف ہے کہ غفلت کے ساتھ ذکر الٰہی کرتا ہے اور اس کام پر اجرت لیتا ہے ورنہ اذان نہ دیتا لہذا میں نے طعن سے کہا اور کتا بلا ریا ذکر خدا کرتا ہے چنانچہ فرمایا وان من شئ الا یسبح بحمدہ یعنی ہر ایک چیز حمد الٰہی کی تسبیح پڑھتی ہے مصنف نے کہا بھائیو خدا ہم کو تمکو لغزشوں سے محفوظ رکھے اس فقہ دقیق اور اجتہاد ظریف پر غور کرو اور منقول ہے کہ ثوری نے ایک شخص کو اپنی داڑھی پکڑے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ خدا کی داڑھی سے اپنی ہاتھ کو دور کر تو یہ بات خلیفہ تک پہونچی

فلما دخل علیه قال بلغنی انه نبح کلب فقلت لبیک وفادی المؤذن فقلت صدقت نعم
قال الله تعالی وان من شئ الا یسبح بحمده فقلت لبیک لانه ذکر الله والمؤذن یذکر الله وهو متلوث
بالمعاصی غافل عن الله قال وقولک للرجل خرئ عن لحیة الله قلت نعم لیس العبد لحیته لله وکلما فی الدنیا والآخرة له قلت عدم العلم
اوقع هؤلاء فی التخبیط وقولک اخرجها ان صفة الملک صفة الذات وحدیث انه کان للشبلی جلیس فاعلمه انه یرید التوبة
فقال له بع مالک واقض دینک وطلق زوجک وایتم اولادک فانهم من التعلق بک لیعدوک فی الموت تفعل
فعل بکره فجمعها فقال اطرحها بین یدی الفقراء وکلهم وعن محمد بن ادریس الشافعی یقول سمعت ابی یقول صحبت
الصوفیة عشرین سنة فما استفدت منهم الا هذین الحرفین احدهما قوله سیف وافضل العصمة ان لا تقدر واذکر تلبیس ابلیس علی
الصوفیة فی الشطح والدعاوی قال المصنف اعلم ان العلم یورث الخوف واحتقار النفس وطول الصمت واذا
اعتبرت علماء السلف رأیت الخوف غالبا علیهم والدعاوی بعیدة عنهم کما قال ابوبکر لیتنی کنت شعرة
فی صدر مؤمن وقال عمر عند موته الویل لعمر ان لم یغفر له وقال ابن مسعود لیتنی اذا مت لا ابعث وقالت
عائشة لیتنی کنت نسیا منسیا ۰

ترجمہ جب ابوالحسن خلیفہ کے سامنے آئے خلیفہ نے پوچھا کہ تم نے کتے کو بھونکتے سنکر لبیک کہا اور موذن کی
آواز سنکر کہا جواب دیا کہ ہاں اللہ تعالی فرماتا ہے وان من شئ الا یسبح بحمدہ تم نے لبیک اس لئے کہا کہ کتے نے خدا کا ذکر
کیا اور موذن خدا کا ذکر کرتا ہے حالانکہ گناہوں میں آلودہ اور خدا سے غافل ہے کہا اور تمہارا یہ قول کہ خدا کی ڈاڑھی سے اپنے ہاتھ کو
دور کر یعنے جواب دیا ماں کیا بندہ اور اسکی ڈاڑھی اللہ تعالی کی نہیں ہے اور جو چیز دنیا اور آخرت میں ہے سب اس کی ہے میں کہتا
ہوں کہ ہیعلمی نے ان لوگوں کو خبط میں ڈالا اور ان کو اس کی کیا حاجت پڑی کہ ملکیت کی صفت ذات کی صفت ہے شبلی کی
نسبت سنا ہے کہ ان کا کوئی ہمنشیں تھا ایک روز اس نے شبلی سے کہا میں توبہ کرنا چاہتا ہوں شبلی نے کہا کہ اپنا مال بیچ ڈال اور قرض
ادا کر اور اپنی بی بی کو طلاق دے اور اپنی اولاد کو یتیم کر اور اپنے تعلق سے انکو نامبد کر تاکہ تجھکو مرے ہوؤں میں شمار کریں وہ شخص
کچھ پیسے لایا جو اس نے جمع کئے تھے شبلی نے کہا یہ مکر مے فقیروں کو کے سامنے ڈالدے اور ان کے ساتھ کہا اور محمد بن ادریس شافعی
کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے بیس صوفیہ کی صحبت اختیار کی تو ان سے صرف یہی دو باتیں حاصل
کیں کہ الوقت سیف یعنی وقت تلوار ہے اور افضل عصمت یہ ہے کہ تجھکو قدرت حاصل ہو شطحیات اور دعووں کے
بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان ۔ مصنف نے کہا جاننا چاہیئے کہ علم خوف اور کسر نفسی اور کثرت سکوت کا باعث
ہوتا ہے سو جب تم علماء سلف کو آزماؤ گے تو انپر خوف غالب پاؤ گے اور دعووں سے انکو دور دیکھو گے چنانچہ ابوبکر کہتے ہیں
کہ کاش میں مومن کے سینے کا ایک بال ہوتا عمر نے نزع کی حالت میں کہا کہ اگر عمر بخشا نہ گیا تو اسپر افسوس ہے ابن
مسعود نے کہا کاش میں مرکر اکیلا ہوتا عائشہ نے کہا کاش میں بالکل بھولی بسری ہوگئی ہوتی ۔

وقال سفیان الثوری لحماد بن سلمۃ عند الموت ترجو ان یغفر لمثلی قال المصنف وانما صدر مثل ھذا عن ھؤلاء السادۃ لقوۃ علمھم باللہ وقوۃ العلم بہ یورث الخوف والخشیۃ قال اللہ عزوجل انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال علیہ السلام انا اعرفکم باللہ واشدکم لہ خشیۃ ولما بعد عن العلم اقوام من الصوفیۃ لاحظوا اعمالھم واتفق لبعضھم من اللطف ما یشبہ الکرامات انبسطوا بالدعاوی کما روی عن ابی یزید البسطامی انہ قال وددت ان قد قامت القیامۃ حتی انصب خیمتی علی جھنم فسالہ رجل منا ولم ذلک یا ابا یزید فقال انی اعلم ان جھنم اذا رانی تخمد فاکون رحمۃ للخلق وعن ابی موسی الدبیلی قال سمعت ابا یزید یقول اذا کان یوم القیامۃ وادخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار فاسالہ ان یدخلنی النار فیقال لہ لم ذلک قال حتی یعلم الخلائق ان برہ ولطفہ فی النار مع اولیائہ قال المصنف ھذا الکلام من اقبح الاقوال لانہ یتضمن تحقیر ما عظم اللہ امرہ فی القرآن فانہ تعالی بالغ فی وصفھا فقال فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ وقال اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی غیر ذلک من الآیات وقد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم ان نارکم ھذہ ما یوقد بنو آدم جزء من سبعین ۔

ترجمہ سفیان ثوری نے موت کے وقت حماد سے کہا کہ کیا تم امید کرتے ہو کہ مجھ ایسا شخص بخشا جائے مصنف نے کہا ان بزرگواروں سے ایسے کلمات اسلئے صادر ہوئے کہ خدا تعالی کو خوب جانتے تھے اور خدا کو اچھی طرح جاننا خوف و دہشت کا باعث ہوتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالی سے فقط اہل علم ہی ڈرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے زیادہ اللہ تعالی کو پہچانتا ہوں اور تم سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں صوفیہ کی جماعتیں چونکہ علم سے دور ہیں لہذا انہوں نے اپنے اعمال کا لحاظ کیا اور بعض سے جو اتفاقیہ کرامات کے مشابہ کچھ لطیفہ سرزد ہو گئے تو بلا تکلف بڑے بڑے دعوے کر بیٹھے چنانچہ ابو یزید کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ کہتے تھے میں چاہتا ہوں کہ قیامت قائم ہوتا کہ اپنا خیمہ دوزخ پر نصب کروں تو ہم میں سے ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ اے ابو یزید ایسا کیوں کرو گے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں کہ دوزخ جب مجکو دیکھیگا تو سرد ہو جائیگا لہذا میں مخلوق کے لئے رحمت ہو جاؤنگا ابو موسی دبیلی کہتے ہیں میں نے ابو یزید کو سنا کہتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائینگے تو میں خدا سے درخواست کرونگا کہ مجھ کو دوزخ میں داخل کرے لوگوں نے پوچھا کیوں کرو گے جواب دیا کہ اس لئے تاکہ مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی کی عنایت و لطف اپنے اولیا پر دوزخ میں ہے مصنف نے کہا یہ کلام قبیح تر اقوال میں سے ہے کیونکہ یہ قول اس چیز کے حقیر جاننے پر شامل ہی جسکو اللہ تعالی امر عظیم قرار دیتا ہی اللہ تعالی نے دوزخ کی صفت میں مبالغہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ یعنی اس آگ سے بچو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں نیز فرمایا اذا رأتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا جب دوزخ اہل دوزخ کو دور سے دیکھیگا تو ان کو اس کے جوش و خروش کی آواز سنائی دیگی اسیطرح اکثر آیات آئی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور فرمایا کہ یہ آگ جو بنی آدم جلاتے ہیں دوزخ کی حرارت کے ستر

جزء امن حرّ جھنم قالوا له الصحابة والله ان کانت لکافیة یارسول الله قال فانها فضّلت علیها بتسعة و ستین جزءً اکلهن مثل حرّها اخرجاه فی الصحیحین وفی افراد مسلم من حدیث ابن مسعود عن النبی صلے الله علیه وسلم انه قال یؤتی بجھنم یومئذ لها سبعون الف زمام مع کل زمام سبعون الف ملك یجرّونها وعن کعب قال قال عمر بن الخطاب یا کعب خوفنا فقلت یا امیر المؤمنین اعمل عمل رجل لو قامت القیامة وقمت بعمل سبعین نبیا لازدرأت عملك فما ترٰی فالتفت عمر ملیاً ثم افاق فقال زدنا یا کعب قلت یا امیر المؤمنین لو فتح من جھنم قدر منخر ثور بالمشرق ورجل بالمغرب لغلا دماغه حتی یسیل من حرها فالتفت عمر ملیاً ثم افاق فقال زدنا یا کعب قلت یا امیر المؤمنین ان جھنم لتزفر یوم القیمة زفرة لا یبقی ملك مقرب ولا نبی مرسل الا خرّ جاثیا علی رکبتیه یقول رب نفسی نفسی لا اسئلك الیوم غیر نفسی وحدثنا ابن السائب عن زاذان قال سمعت کعبا الاحبار یقول اذا کان یوم القیامة جمع الله الاولین والاخرین فی صعید واحد ونزلت الملائکة فصارت صفوفا فیقول یا جبرئیل ائتنی بجھنم فیاتی بها جبرئیل فیقاد بسبعین الف زمام حتی اذا کانت من الخلائق علی قدر مائة عام زفرت زفرة طارت لها افئدة الخلائق

ترجمہ جزؤں سے ایک جزو ہے صحابہ نے یہ سنکر عرض کیا یارسول اللہ عذاب کو تو یہی آگ کافی ہے فرمایا کہ وہ آگ اس آگ سے اونہتر حصے زیادہ ہے ہر حصہ اس آگ کی گرمی کے برابر ہے یہ حدیث صحیحین میں ہے صحیح مسلم میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخکو لائینگے اس روز اسکی ستر ہزار مہاریں ہونگی ہر مہار کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اسکو کھینچتے ہونگے کعب رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے کعب ہمکو خوف کی باتیں سناؤ میں نے کہا یا امیر المومنین جسقدر ایک آدمی سے ہوسکتا ہے اسیقدر عمل کیجئے کیونکہ جب قیامت قائم ہوگی تو اگر آپ ستر نبیوں کے اعمال لیکر بھی اٹھینگے تو آپ کے اعمال ناقص ہونگے زیادہ کیا کہوں حضرت عمر نے دیر تک سر جھکایا پھر سر اوٹھا کر فرمایا اے کعب اور زیادہ بیان کرو کعب بولے۔ یا امیر المومنین اگر دوزخ میں سے بیل کے نتھنے کی برابر مشرق کی جانب کھلجائے اور ایک آدمی مغرب میں ہو تو اس کا دماغ پکنے لگے یہانتک کہ اسکی گرمی سے بہ نکلے حضرت عمر دیر تک سر جھکائے رہے پھر افاقہ میں آکر فرمایا اے کعب اور زیادہ سناؤ کعب نے کہا یا امیر المومنین قیامت کے دن دوزخ ایک سانس لے گی جس کی وجہ سے ہر ایک فرشتہ مقرب اور ہر ایک نبی مرسل گھٹنوں کے بل گر پڑے گا۔ اور عرض کرے گا رب نفسے نفسے اے خدا مجھے بچا مجھے بچا۔ آج اپنے سوا کسی کے لئے تجھسے درخواست نہیں کرتا **ابن السائب** نے زاذان سے روایت کیا اونہوں نے کعب احبار سے سنا کہتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالےٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا اور فرشتے اوتریں گے اور صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ کہ اے جبریل میرے سامنے دوزخ کو لاؤ۔ جبریل اسکو لینے جائینگے۔ اور ستر ہزار مہاروں سے کھینچتے ہوئے لائینگے۔ یہان تک کہ جب مخلوق سے سو برس کی راہ پر کے فاصلہ پر ہوگی۔ تو ایک سانس لے گی جس سے مخلوقات کے دل اڑ جائینگے۔

ثم زفرت ثانیۃ فلا یبقی ملک مقرب ولا نبی مرسل الا جثی علی رکبتیہ ثم تزفر الثالثۃ فتبلغ القلوب الحناجر وتذھل العقول فیفزع کل امرأ الی عملہ حتی ابراھیم الخلیل یقول نفسی نفسی ویقول موسی نفسی نفسی لا اسئلک الا نفسک وان عیسی لیقول بااکرمتنی لا اسئلت الا نفسی ولا اسئلت مریم التی ولدتنی **قال المصنف** وقد روینا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا جبریل مالی اری میکائیل لا یضحک فقال ما ضحک میکائیل منذ خلقت النار وما خلقت النار منذ خلقت خافۃ ان اعصی اللہ فیجعلنی فیھا **وبکی** عبید اللہ بن رواحۃ یوما فقالت امرأتہ مالک تبکی فقال انبئت انی وارد ولم انبأ انی صادر **قال المصنف** فاذا کان ھذہ حالۃ الملائکۃ والانبیاء والصحابۃ وھم المطھرون من الادناس فھذا انزعاجھم لاجل النار فکیف ھانت عند المدعی ویقطع لنفسہ بالولایۃ وبالنجاۃ وھل قطع بالنجاۃ الا لقوم مخصوصین من الصحابۃ **وقد قال** صلی اللہ علیہ وسلم من قال انی فی الجنۃ فھو فی النار وھذا احمد بن واسع یقول عند موتہ یا اخوتاہ اتدرون این یذھب بی واللہ الذی لا الہ الا ھو الی النار او غیر **وحکی** رجل من اھل بسطام انہ سمع ابا یزید البسطامی یقول اللھم ان کان فی سابق علمک انک تعذب احدا من خلقک بالنار فعظم خلقی حتی لا تسع معی غیری

ترجمہ پھر دوسرا سانس لیگی جس سے تمام مقرب فرشتے اور مرسل نبی گھٹنوں کے بل گر پڑینگے پھر تیسرا سانس لیگی جس سے دل مونہہ کو آئینگے اور عقلیں زائل ہوجائینگی ہر شخص گھبرا کر اپنے عمل کو دیکھے گا حتی کہ ابراہیم خلیل اللہ کہینگے اے خدا بذریعہ اپنی خلت کے آج اپنے سوا کسی کی نسبت درخواست نہین کرتا اور موسی کہینگے بوسیلہ اپنی کلام کے آج اپنے سوا کچھ نہیں سوال کرتا عیسے کہینگے بہ برکت اسکے کہ تو نے میرا اکرام فرمایا ہی آج اپنی جان کے سوا کسی کے لئے کچھ نہیں مانگتا حتی کہ مریم جس سے میں پیدا ہوا ہوں اسکی نسبت بھی سوال نہین کرتا مصنف نے کہا ہم روایت کر چکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے جبرئیل کیا وجہ ہے کہ میں نے میکائیل کو ہنستے نہیں دیکھا عرض کیا جب سے دوزخ مخلوق ہوئی ہے میکائیل نہیں ہنسے اور جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے میرے آنسو نہیں تھمے اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو میں اللہ تعالی کی نافرمانی کر بیٹھوں وہ مجھکو اس میں جھونکدے عبید اللہ بن رواحہ ایک روز رونے لگے ان کی بی بی نے پوچھا تم کیوں روتے ہو جواب دیا کہ مجھکو یہ تو خبر دی گئی ہے کہ دوزخ پر گذر ہوگا لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اس سے نکل ہی جاؤنگا **مصنف** نے کہا کہ جب یہ حالت ملائکہ اور انبیا اور صحابہ کی ہو جو نجاستوں سے پاک تھے اور دوزخ کی وجہ سے ایسا گھبرائیں تو پھر یہ دعوی کرنیوالا دوزخ کو کیونکر سہل چیز سمجھتا ہی اور اپنی ذات پر ولایت اور نجات کا قطعی حکم لگاتا ہے حالانکہ نجات کا قطعی حکم صرف صحابہ میں سے ایک جماعت کیلئے لگایا گیا ہی اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص دعوی کرے کہ میں جنتی ہوں وہ دوزخی ہے اور محمد ابن واسع کو دیکھو کہ اپنی موت کیوقت کہتے تھے کہ بھائیو تم جانتے ہو کہ مجھے کہاں لیجائینگے قسم اس ذات کی جسکے سوا اسکے کوئی معبود نہیں میں نہیں جانتا کہ دوزخ کی طرف لیجائینگے یا دوسری طرف **اہل بسطام** میں سے ایک شخص نے نقل کیا کہ اسنے ابو یزید کو یوں دعا کرتے سنا کہ یا اللہ اگر تیرے علم ازلی میں مقدر ہو کہ تو اپنی مخلوق میں سے کسیکو عذاب کریگا تو میری مخلوقت کو بڑا دے حتی کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا

قال المصنف اما ما تقدم من دعاویہ فما یخفی قبحھا واما ھذا القول فخطأ من ثلثۃ اوجہ احدھا انہ قال ان کان فی سابق علمک وقد علمنا قطعا انہ لابد من تعذیب خلق بالنار وقد سمی اللہ عز وجل منھم جماعۃ کفرعون و ابی لھب فکیف یجوز ان یقال بعد القطع والیقین ان کان والثانی قولہ فعظم خلقی فلو قال لادفع عن المؤمنین ولکنہ قال حتی لایسع غیری فاشفق علی الکفار ایضا وھذا تعاط علی رحمۃ اللہ والثالث لایخلو اما ان یکون جاھلا بقدر ھذہ النار او واثقا من نفسہ بالصبر کلا الامرین معدوم عندہ ولقد بلغنی عن سمنون انہ کان یسیء نفسہ بالکذب بسبب ابیات قالھا فیھا ولیس لی فی سواک حظ فکیف ماشئت فامتحنی قال المصنف انہ یقشعر جلدی من ھذا اتوکل علی من یتقاوی وانما ھذا ثمرۃ الجھل باللہ سبحانہ ولو عرفہ لم یسئل الا العافیۃ وقد قال من عرف اللہ کل لسانہ واخبرنا ابو یعقوب الخراط قال قال ابو الحسین النوری قال کان فی نفسی من ھذہ الکرامات شیء فاخذت من الصبیان قصبۃ وقمت بین زورقین وقلت وعزتک لئن لم یخرج لی سمکۃ فیھا ثلثۃ ارطال لاینزید ولا ینقص لاغرقن نفسی فقال فخرجت سمکۃ فیھا ثلثۃ ارطال قال فبلغ ذلک الجنید

ترجمہ مصنف نے کہا کہ ابو یزید کے پہلے دعوے جو مذکور ہو چکے ان کی قباحت تو پوشیدہ نہیں باقی رہا یہ قول سو تین وجہ سے خطا ہے ایک یہ کہ انہوں نے یوں کہا اگر تیرے علم ازلی میں مقدر ہو حالانکہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ ایک مخلوق کو دوزخ کا عذاب ہوگا۔ ان میں سے ایک جماعت کا نام خود اللہ تعالی نے لیا ہے جیسے فرعون اور ابولہب پھر کیونکر جائز ہے کہ قطعی یقین کے بعد یوں کہا جائے کہ اگر تیرے علم میں مقدر ہو۔ دوسرے یوں کہنا کہ میری خلقت کو بڑھا دے اگر اس کے بعد یوں کہتے کہ تمام مومنوں سے دوزخ کو دور رکھوں تو ایک بات تھی۔ مگر انہوں نے تو یوں کہا کہ میرے سوا اس میں دوسرا نہ سما سکے لہذا کفار پر بھی شفقت کی حالانکہ یہ خدا کی رحمت کو چھوڑ دینا ہے۔ تیسری یہ کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس آگ کی حقیقت نہیں جانتے یا اپنے نفس پر صبر کا وثوق ہوتا۔ حالانکہ دونوں سے ان میں ایک بھی بات نہیں سمنون کی نسبت مینے سنا ہے کہ وہ اپنا نام کذاب رکھتے تھے بوجہ چند اشعار کے جو انہوں نے کہے تھے ایک کا ترجمہ یہ ہے مجھے تیرے سوا کسی میں مزا نہیں ملتا تو جس طرح چاہے مجھکو آزمائے۔ تو اوسی وقت انکا پیشاب بند ہوگا۔ اس کے بعد وہ مکتبوں میں پھرا کرتے تھے اور ہاتھ میں ایک شیشہ ہوتا تھا جس میں ان کا پیشاب ٹپکتا تھا۔ اور لڑکوں سے کہتے تھے اپنے کذاب چچا کے لئے دعا کرو مصنف نے کہا اس قصے سے میرے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں دیکھو تو سہی یہ شخص کس کے سامنے دعوی کرتا ہے یہ سب جہالت کا نتیجہ ہے اگر اللہ کو پہچانتا تو بجز عافیت کے اس سے کسی چیز کا سوال نہ کرتا صوفیہ خود ہی کہتے ہیں کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اسکی زبان گونگی ہو جاتی ہے ابو یعقوب خراط نے بیان کیا کہ ابو الحسن نوری نے کہا کہ میرے دل میں ان کرامات کے بارے میں کچھ شبہ تھا میں نے لڑکوں سے ایک رسن لیا اور دو کشتیوں کے درمیان میں کھڑا ہوا اور کہا تیری عزت کی قسم اگر اسوقت میرے لئے ایک ایسی مچھلی نہ نکل پڑی جو پورے تین رطل سے کم ہو نہ زیادہ تو میں اپنے آپکو ڈبو دونگا کہا کہ پھر ایک مچھلی نکلی جو تین رطل کی تھی یہ خبر جنید کو ملی۔

فقال کان حکمہ ان یخرج لہ افعی وعن محمد بن ابان قال سمعت اباسعید الخزاز یقول اکثر ذنبی الیہ معرفتی ایاہ قال المصنف ھذا ان حمل علی معنی انی لما عرفتہ لم اعمل بمقتضی معرفتہ فعظم ذنبی کما یعظم جرم من علم وعصی والا فھو قبیح داخل قوم علی الشبلی فی مرضہ الذی مات فیہ فقالوا لہ کیف تجدک یا ابا بکر فانشأ یقول ازسلطان جبہ قال لا اقبل الرشا فسلوہ فدیتہ لم تقبل تحرشا وقال ابن عقیل وقد حکی عن الشبلی انہ قال ان اللہ سبحانہ تعالی قال ولسوف یعطیک ربک فترضی واللہ لا ارضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفی النار من امتہ احد قال ان محمدا یشفع فی امتہ وانا اشفع بعدہ فی النار حتی لا یبقی فیھا احد قال ابن عقیل والدعوی الاولی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاذبۃ فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یرضی بعذاب الجبار دعوی باطلۃ واقدام علی جھل کیف وقد لعن فی الخمر عشرۃ فدعوی انہ لا یرضی بتعذیب اللہ عز وجل للجبار دعوی باطلۃ واقدام علی جھل بحکم الشرع ودعواہ بانہ من اھل الشفاعۃ فی الکل وانہ یزید علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفر لان الانسان متی قطع لنفسہ بانہ من اھل الجنۃ کان من اھل النار فکیف وھو یشھد بانہ علی مقام یزید علی المقام المحمود وھو الشفاعۃ وعن محمد بن الحسین السلمی قال وجدت فی کتاب ابی بخطہ سمعت ابا العباس الدینوری یقول

ترجمہ اونہوں نے کہا اسکا حکم یہ ہے کہ ایک سانپ نکلے اور اسے کاٹ کھائے **محمد بن ابان** نے کہا میں نے ابو سعید خزاز کو سنا کہتے تھے خدا کی یہاں میرا سب سے بڑا گناہ اسکی معرفت ہے **مصنف** نے کہا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ قول اس معنی پر محمول ہو کہ جب مجکو اسکی معرفت حاصل ہوئی تو میں نے اس معرفت کے موافق عمل نہیں کیا لہذا مجھ سے بڑا گناہ ہوا جیسے کوئی شخص جان بوجھکر نافرمانی کرے اس کا گناہ بڑا ہوگا یہ معنی ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ ورنہ یہ قول قبیح ہے **شبلی** کی مرض موت میں کچھ لوگ اون کے پاس گئے پوچھنے لگے اے ابو بکر کیا کیفیت ہے شبلی نے دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے ۔ اس کا بادشاہ عشق کہتا ہے کہ میں رشوت نہیں لیتا ۔ میں اس کے قربان جاؤں اس سے کہو کہ مجھ کو ویسے ہی قبول کرے ابن عقیل نے کہا شبلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالے فرماتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو خدا اسقدر دیگا۔ کہ تم راضی ہو جاؤ گے خدا کی قسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم راضی نہ ہونگے جبتک ایک بھی ان کی امت میں سے دوزخ میں ہوگا۔ پھر شبلی بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کرینگے۔ اور ان کے بعد میں شفاعت کرونگا یہانتک کہ کوئی دوزخ میں باقی نہ رہیگا ابن عقیل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پہلا دعوی کرنا غلط ہے کیونکہ یہ بات کہ رسول اللہ صلعم فاجروں کے عذاب پر راضی نہ ہونگے غلط دعوی اور جہالت پر مبنی ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ شارع کے بارے میں اس آدمی ملعون ہونے کے ہیں پھر یہ دعوی کرنا کہ آپ فاجروں کے عذاب ہونے پر راضی نہونگے باطل ہے اور حکم شریعت کے جاننے پر اقدام ہے اور یہ دعوی کرنا کہ خود یہی اہل شفاعت ہے سب کی شفاعت کرینگے رسول اللہ صلعم کی شفاعت پر زیادہ بڑھینگے کفر ہے کیونکہ انسان جب قطعی طور سے اپنی آپکو اہل جنت سمجھیگا وہ اہل دوزخ سے ہوگا پھر اس شخص کی نسبت بھلا کیا کہا جائے جو اپنے آپ کو یہ خیال کرتا ہے کہ مقام محمود سے بھی بڑھکر اسکو مقام ملیگا اور وہ مقام شفاعت ہے محمد بن حسین سلمی نے کہا میں نے اپنے باپکی کتاب میں خود انہیکے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا کہ میں نے ابو العباس دینوری سے سنا کہتے تھے

قد نقضوا ارکان التصوف وهدموا سبیلها وغیّروا معانیها یا سامعی احدثوها سمّوا الطمع یادة وسوء الادب اخلاصا والخروج عن الحق شطحا والتلذذ بالمذموم طیبة وسوء الخلق صلة والبخل جلادة واتباع الهوی ابتلاء الرجوع الی الدنیا وصولا والسوال عملا وبذاء اللسان سلامة وبماهذا طریق القوم وقال ابن عقیل عبرت الصوفیة من الحرام بعبارات غیرّوا لها الاسماء مع حصول المعنی فقالوا فی الاجتماع علی الطیبة والغناء والمنکرة اوقات وقالوا فی المردان شهود وفی المعشوقات اخت وفی المحبة مریدة وفی الرقص الطرب وجد وفی منکر اللعب البطالة رباط وبهذا التغییر للاسماء لایباح **بیان جملۃ مرویۃ عن الصوفیۃ من افعال المنکرۃ** قد سبق ذکر افعال کثیرة کلها منکرة وانما نذکر ههنا من تلک افعالا وعجائبها ذکر عن ابی الکرینی وکان استاذ الجنید انه اصابته جنابة وکان علیه مرقعة ثخینة فجاء الی شاطئ الدجلة والبرد شدید فحرنت نفسه عن الدخول فی الماء لشدة البرد فطرح نفسه فی الماء مع المرقعة ولم یزل یغوص حتی خرج وقال اعتقدت ان لا انزعها عن بدنی حتی یجف علیه فلم تجف علیه شهرا وانما ذکر هذا للتالیتبین من فضله فی ذلک جهل المخرلان هذا الرجل عصی الله سبحانه فیما فعل وانما یعجب هذا الفعل العوام الحمقاء لا العلماء ولا یجوز لاحد ان یعاقب نفسه وقد جمع هذا النفسه فنوعا من التعذیب القاؤها فی الماء البارد وکونه فی مرقعة لایمکنه الحرکة فیها

ترجمہ کہ ان لوگوں نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے اور اسکی راہ کو منہدم کر دیا۔ اور اس کے معانی کو بدل ڈالا اور اپنی طرف سے نام تراش لئے طمع کا نام زہد رکھا اور بے ادبی کو اخلاص کہتے ہیں اور راہ حق سے خارج ہونا شطح ہے اور مذموم چیز سے لذت اٹھانا طیبہ ہے اور بداخلاقی صولت ہے اور بخل جوانمردی ہے۔ اور اتباع ہوا امتحان ہے اور دنیا کی طرف رجوع کرنا وصول ہے اور بھیک مانگنا عمل ہے اور بدزبانی ملامت ہے حالانکہ یہ طریقہ قوم کا نہیں اور ابن عقیل نے کہا ہے صوفیہ نے حرام کو ایسی عبارتوں سے ادا کیا کہ ان کے نام تو بدل ڈالے اور معنی باقی رہے تو ظرافت اور گانے وغیرہ پر جمع ہونیکو اوقات کہا اور ان لوگوں نے امردوں کو شہود کہا۔ اور معشوقہ کو بہن اور محبت رکھنے والی عورتوں کو مریدہ اور رقص وطرب کو وجد اور لعب اور رابطالت کے ٹھکانے کو رباط۔ حالانکہ ناموں کے بدلنے سے یہ چیزیں مباح نہیں ہوسکتیں **(چند افعال منکرہ کا بیان جو صوفیہ سے نقل کئے جاتے ہیں)** بہت سے افعال کا ذکر پہلے گذر چکا کہ وہ سب کے سب بُرے تھے اور یہاں پر ہم ان کے صرف بڑے بڑے اور عجیب فعل ذکر کرتے ہیں ابو الکرینی کی نسبت جو جنید کے استاد تھے بیان کرتے ہیں کہ انکو احتلام ہوا وہ ایک موٹے کپڑے کا خرقہ پہنے ہوئے نہر دجلے کے کنارے آئے سردی سخت تھی انکے نفس نے بوجہ سردی کے پانی میں داخل ہونیسے انکار کیا انہوں نے خرقہ سمیت اپنے آپ کو پانی میں ڈالدیا اور برابر غوطہ لگاتے رہے پھر نکلکر بولے کہ میں عہد کرتا ہوں جبتک میرے جسم پر یہ خرقہ خشک نہ ہوجائیگا نہ نکالونگا ایک مہینہ بھر تک وہ خرقہ خشک ہوا اس شخص نے اپنا یہ قصہ لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کیا کہ اسکی بزرگی ظاہر ہو حالانکہ یہ جہل محض ہے کیونکہ اس شخص نے اپنی اس حرکت میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اس فعل سے عقلاء نادان خوش ہوتے ہیں علما پسند نہیں کرتے اور کسی شخص کو جائز نہیں کہ اپنے نفس کو عذاب کرے اس شخص نے اپنی ذات کے لئے کئی قسم کے عذاب جمع کئے اپنے آپکو ٹھنڈے پانی میں ڈالنا اور ایسے خرقے میں ہونا کہ حسب خواہش حرکت نہ کرسکے

کما یرید ولعله قد بقی من معاینة ما لم یصل الماء لکثافة هذه المرقعة وبقاؤها علیه متبلة شهرا وذلک یمنع لذة النوم وکل هذا خطأ واثم **قیل وکان** بین احمد بن الحواری وبین ابی سلیمان عقدان لا یخالفه فی شیء یامره به فجاءه یوما وهو یتکلم فی المجلس فقال ان التنور قد سجر فما تامر فما اجابه فاعاد مرة او مرتین فقال له فی الثالثة اذهب واقعد فیه ففعل ذلک فقال ابو سلیمان الحقوه فان بینی وبینه عقدان لا یخالفنی فی شیء امره به فقاموا معه فجاؤا الی التنور فوجدوه قاعدا فی وسطه فاخذ بیده واقامه معه فما اصابه خدش **قال المصنف** هذه الحکایة بعیدة عن الصحة ولو صحت کان دخوله فی النار معصیة **وفی الصحیحین** من حدیث علی کرم الله وجهه قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم سریة واستعمل علیهم رجلا من الانصار فلما خرجوا وجد علیهم فی شیء فقال لهم الیس قد امرکم رسول الله صلی الله علیه وسلم ان تطیعونی قالوا بلی قال اجمعوا حطبا فجمعوا ثم دعا بنار فاضرمها ثم قال عزمت علیکم لتدخلنها فقال فهم القوم ان یدخلوها فقال لهم شابا انما فررتم الی رسول الله صلی الله علیه وسلم من النار فلا تعجلوا حتی تلقوا النبی صلی الله علیه وسلم فان امرکم ان تدخلوها فادخلوا فرجعوا الی النبی صلی الله علیه وسلم فاخبروه فقال لهم لو دخلتموها ما خرجتم ابدا انما الطاعة فی المعروف

ترجمہ اور عجب نہیں کہ اسکی کثافت کی وجہ سے نیچے کے کچھ حصہ میں پانی نہ پہونچا ہو۔ پھر اسی طرح بھیگا ہوا مرقعہ مہینے بھر تک جسم پر رہنا جس نے اُسکو لذت خواب سے باز رکھا یہ سب حرکتیں خطا اور گناہ ہے کہتے ہیں کہ احمد بن ابی الجواری اور ابو سلیمان میں باہم معاہدہ تھا کہ جو کچھ ابو سلیمان حکم کریں وہ اس کے خلاف نہ کریں ایک روز ابو سلیمان مجلس میں بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے احمد آئے اور کہنے لگے کہ ہم تنور گرم کر چکے آپ کیا حکم کرتے ہیں ابو سلیمان نے کچھ جواب نہ دیا احمد نے پھر دوبارہ یا تین بار کہا تیسری مرتبہ ابو سلیمان بولے جاؤ اور تم تنور میں بیٹھ جاؤ۔ احمد نے ایسا ہی کیا۔ ابو سلیمان لوگوں سے بولے جاؤ اسکو جاکر دیکھو کیونکہ مجھ میں اوس میں باہم معاہدہ ہے کہ جو کچھ میں حکم کرونگا اسکے خلاف نہ کریگا یہ کہکر خود اُٹھے اور لوگ بھی ان کے ساتھ اوٹھہ کھڑے ہوے۔ تنور پر آکے دیکھا تو اسکے بیچ میں احمد کو بیٹھا پایا ابو سلیمان نے ان کا ہاتھ پکڑا اور تنور سے نکالکر کھڑا کیا۔ دیکھا تو کچھ خراش بھی ان کو نہ پہنچی تھی **مصنف** نے کہا یہ حکایت صحت سے بعید ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس شخص کا آگ میں داخل ہونا گناہ ہی **صحیحین** میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کہیں لشکر کا ٹکڑا بھیجا اور انصار میں سے ایک شخص کو سردار بنایا جب وہ چلے تو رستے میں وہ انصاری کسی بات سے اوپر غصہ ہو گئے اور ان سے کہا کہ کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا کہ میری اطاعت کرو سب بولے بیشک فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ اچھا لکڑیاں جمع کرو لوگوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں پھر آگ منگا کر سلگائی پھر کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ لوگوں میں سے داخل ہونیکا قصد کیا ایک نوجوان شخص نے ان سے کہا کہ تم لوگ فقط آتش دوزخ ہی سے تو بھاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھاگ آئے سو جلدی نکرو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل لو اگر آپ تمکو اُس میں داخل ہونے کا حکم دیں تو داخل ہو جاؤ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ اگر تم اُس آگ کے اندر چلے جاتے تو پھر کبھی باہر نہ آتے۔ فرمانبرداری صرف حکم شرعی میں کی جاتی ہے ✦

وحدثنا ابوالخیر الدنبلی قال کنت جالسا عند خیر النساج فاتته امرأة وقالت اعطنی المندیل الذی دفعته الیک قال نعم فدفعه الیها فقالت کم الاجرة فقال درهمان قالت ما معی الشئ فانا قد تردد الیک مرارا فلو ارک وانا آتیک به غدا ان شاء الله تعالی فقال لها ان اتیتنی به ولم تجدینی فارمی بها فی الدجلة فانی فاذا رجعت اخذه فقالت المرأة کیف تاخذ من الدجلة فقال لها خیر هذا التفتیش فضول منک افعلی امرتک قالت ان شاء الله فمرت المرأة قال ابوالخیر فجئت من الغد وکان خیر غائبا واذا المرأة جاءت ومعها خرقة فیها درهمان فلم تر خیرا فقعدت ساعة ثم قامت و رمت بالخرقة فی دجلة فاذا سرطان قد تعلقت بالخرقة وصاح وغاص بعد ساعة جاء خیر وفتح باب حانوته وجلس علی الشط یتوضا فاذا السرطان خرجت من الماء تسعی نحوه والخرقة علی ظهرها فلما قرب من الشیخ اخذها فقلت له رأیت کذا وکذا فقال احب ان لا تسوء به حیا فاجبته الی ذلک **قال المصنف** صحة مثل هذا بعید ولو صح لم یخرج هذا الفعل عن مخالفة الشرع لان الشرع قد امر بحفظ المال وهذا اضاعة **وفی الصحیحین** ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن اضاعة المال وعن الالتفات الی قول من یقول هذا کرامة لان الله تعالی لا یکرم بالخلاف وقد حکی ابوحامد الغزالی فی کتاب الاحیاء قال کان بعض الشیوخ فی بدایة ارادته یکسل عن القیام فالزم نفسه القیام علی رأس طول اللیل لتسهل القیام علی طبعه

ترجمہ ابوالخیر الدنبلی نے بیان کیا کہ میں خیر نساج کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ایک عورت آئی اور بولی کہ لاؤ مجکو وہ رومال دو جو مینے کل تم کو دیا تھا خیر نساج نے کہا بہت اچھا یہ کہکر وہ رومال اسکو دیا وہ بولی کہ اسکی اجرت کیا ہے کہا کہ دو درم عورت نے کہا اسوقت میری پاس کچھ نہیں اور میں تمہارے پاس کئی مرتبہ آئی اور تم کو نہ دیکھا کل انشاء اللہ تم کو دیدونگی خیر نساج بولے کہ اگر تم میری پاس اجرت لاؤ اور میں تم کو نہ ملوں تو دجلہ میں ڈالدینا جسمیں آؤنگا لیلونگا عورت بولی کہ دجلہ سے تم کیونکر لیلوگے خیر نساج نے کہا اسکی تحقیق کرنا تم کو فضول ہے جسطرح میں کہتا ہوں وہ کرو عورت انشاء اللہ کہکر چلی گئی ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں دوسرے روز علی الصباح پھر خیر کے پاس گیا خیر وہاں موجود نہ تھا تھے۔ وہ عورت آئی اور دو درم ایک کپڑے کے ٹکڑے میں باندھکر لائی تھی جب خیر نہ ملے تو تھوڑی دیر تک بیٹھی پھر کھڑی ہوی اور کپڑے کو دجلہ میں پھینکدیا۔ یکایک ایک کیکڑا نکلا اور اس کپڑے کو لیکر پانی میں چلا گیا کچھ دیر بعد خیر آئے اور اپنی دوکان کا دروازہ کھولا اور دجلہ کے کنارے بیٹھکر وضو کرنے لگے ناگاہ وہی کیکڑا پانی سے نکلکر ان کی طرف دوڑتا آیا اسکی پشت پر وہ کپڑے کا ٹکڑا تھا جب ان کے پاس آیا انہوں نے وہ ٹکڑا لیلیا ابوالخیر کہتے ہیں مینے خیر نساج سے کہا کہ ایسا ایسا واقعہ میرے سامنے گذرا ہے خیر بولے میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں کسی پر یہ قصہ ظاہر نہو مینے اس بات کو قبول کیا **مصنف** رح نے کہا اس حکایت کا صحیح ہونا بعید ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو یہ حرکت شرع کی مخالفت سے خارج نہیں کیونکہ شرع نے مال کی نگہداشت کا حکم کیا ہے اور یہ مال کو ضائع کرنا ہے **صحیحین** میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے تلف کرنے سے منع فرمایا اور اس شخص کے قول کی طرف توجہ نہیں کرتے جو کہتا ہے کہ یہ کرامت ہے کیونکہ اللہ تعالی ایسے شخص کا اکرام نہیں فرماتا جو اسکی شرع کے خلاف کرے ابوحامد غزالی نے کتاب احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ کوئی بزرگ آغاز ارادت میں قیام کرنے میں کسل کرتے تھے انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ تمام رات سر کے بل کھڑا رہونگا تاکہ پھر نفس خوشی سے قیام کو آسان سمجھے

قال وعاتب بعضهم رجلا لمال بان باع جميع ماله وربما في البحار خاف من تفريقه على الناس عونة الجود ويلقى البذل قال وكان بعضهم يستاجر من يثنمه على ملا من الناس ليعود نفسه الحلم قال وكان اخر يركب البحر في الشتاء عند اضطراب الموج ليصير تجربة له قال المصنف اعجب من جميع هولاء عندي ابو حامد كيف يرى هذه الاشياء ولم ينكرها وكيف ينكرها وقد اتى بها في معرض التعليم للمريدين فقال قيل لمن يورد هذه الحكايات ينبغي للشيخ ان ينظر الى حالة المبتدي فان رأى معه فاضلا عن قدر حاجته اخذه فصرفه في الخير وفرغ قلبه منه حتى لا يلتفت اليه وان رأى الكبر غلب عليه امره ان يخرج الى السوق للكدية والسوال ويكلفه المواظبة على ذلك فان رأى الغالب عليه البطالة استخدمه في تعهد بيت الماء وتنظيفه وكنس المواضع القذرة وملازمة المطبخ ومواضع الدخان وان رأى شره الطعام غالبا عليه الزمه الصوم فان رأى غريزة الشهوة تقصر عن ان يتسلط على الماء والخبز وليلة على الخبز والماء يجيعه اليوم والليلة كيف يراه ويداويه بما ينكسر به الاشياء لله تعالى وكيف يحل الاقدام على طي الليل ليعكس الامر ويجهد نفسه ذلك من غير ضرورة كيف يحل المال في البحر وهو يعلم انه يسلم بالسبب وهو يعلم انه يسلم ايتا جد على ذلك وكيف يحل السوال لمن يقدر ان يكتسب فارخص ما باع ابو حامد الفقه بالتصوف وعن الحسن بن علي الدامغاني قال كان ابراهيم بن

ترجمہ ایک جگہ ابو حامد لکھتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے مال کی محبت کا علاج یوں کیا کہ اپنا تمام مال بیچ ڈالا اور اسکو دریا میں پھینکدیا اس لئے کہ اگر اسکو لوگوں پر تقسیم کریں تو خوف ہے کہ کہیں جود و سخاوت کی رعونت نہ آجائے اور خیرات میں ریا نہ واقع ہو ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ کہ بعض بزرگ اجرت پر ایسے شخص کو بلاتے تھے کہ انکو بڑے آدمیوں کے سامنے گالیاں دے تاکہ اُن کا نفس حلم و بردباری سیکھے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ بعض لوگ جاڑے میں دریا کا سفر کرتے ہیں جب موج زوروں پر ہوتی ہے تاکہ بہادر ہو جاویں **مصنف** نے کہا سب سے زیادہ مجکو ابو حامد پر تعجب آتا ہے کہ ان باتوں کو کیونکر جائز رکھتے ہیں اور ان پر انکار کیوں نہیں کیا اور مقام تعلیم میں انکا تذکرہ کیا اور ایک جگہ کہتے ہیں کہ شیخ کو مبتدی کی حالت دیکھنا چاہئے اگر اسکے پاس مال ضرورت سے زائد دیکھے تو اسکو لیکر کار خیر میں صرف کرے حتی کہ اس کی طرف وہ مبتدی کچھ توجہ نکرے اور اگر شیخ دیکھے کہ اسپر کبر و غرور غالب ہے تو اسکو حکم دے کہ بازار جاوے اور سوال کرنیکی تکلیف اوٹھاوے پھر بھی اگر فساد دیکھے تو حمام اور باورچیخانہ اور بہاڑو وغیرہ جھونکنے کی خدمت اس سے لے اور اگر کھانیکی حرص اُسپر غالب پائے تو روزہ اُسپر لازم کرے اور اگر دیکھے کہ وہ بن بیاہا ہے اور روزہ سے اسکی شہوت فرو نہیں ہوتی تو اسکو حکم کرے کہ ایک رات فقط پانی پر افطار کرے اور روٹی نہ کھائے اور دوسری رات صرف روٹی پر افطار کرے اور پانی نہ پیئے اور گوشت سے اسکو بالکل باز رکھے **مصنف** نے کہا مجھے ابو حامد سے تعجب ہے کہ کیونکر ان باتوں کا حکم کرتے ہیں جو شرع کے خلاف ہیں کیونکر جائز ہے کہ آدمی تمام رات کے بیل کھڑا رہے جس سے خون کا سیلان الٹا ہو جاوے اور مرض شدید کا باعث ہو اور کیونکر جائز ہے کہ مال کو دریا میں پھینکدے اور کیونکر جائز ہے کہ بلا سبب مسلمان کو گالیاں دے اور بھلا مسلمان کے لئے کیا یہ جائز ہے کہ گالیاں دینے کیواسطے اجرت پر ایک شخص کو لے اور کیونکر جائز ہے کہ جو شخص کسب کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ وہ سوال کرے غرضکہ ابو حامد نے تصوف کے بدلے میں فقہ کو کس قدر ارزان فروخت کردیا **الحسن بن علی** دامغانی سے منقول ہے کہ ایک شخص اہل بسطام میں سے تھا

لا ینقطع من مجلس ابی یزید ولا یفارقه فقال ذات یوم انا منذ ثلاثین سنة اصوم الدهر واقوم اللیل و
قد ترکت الشهوات ولیس اجد فی قلبی من هذا الذی تذکره شیئا البتة فقال له ابو یزید لو صمت ثلث مائة سنة و
ثلث مائة سنة فانت علی ما اراك لا تجد من هذا العلم ذرة قال ولم یا استاذ قال لانك محجوب بنفسك فقال له فهل لهذا دواء حتی
ینکشف هذا الحجاب قال نعم ولکنك لا تقبل ولا تفعل قال بلی اقبل واعمل ما تقول قال ابو یزید اذهب الی الحجام و احلق
راسك ولحیتك وانزع عنك هذا اللباس والبس بعباءة وعلق فی عنقك مخلاة واملأها جوزا واجمع حولك صبیانا
وقل بأعلی صوتك یا صبیان من صفعنی صفعة اعطیته جوزة وادخل فی سوقك الذی تعظم فیه وینظر الیك من عرفك
علی هذه الحال فقال یا ابا یزید سبحان الله تقول لی مثل هذا وتحسن ان افعل مثل هذا فقال ابو یزید قولك سبحان الله شرك
قال کیف قال ابو یزید لانك عظمت نفسك فسبحتها فقال یا ابا یزید هذا لیس اقدر علیه ولیس افعله ولکن دلنی علی غیره
حتی افعله فقال له ابو یزید ابتدئ بهذا اقبل کل شیء حتی یسقط جاهك وتذل نفسك ثم بعد ذلك اعرفك ما یصلح لك قال له
افعل هذا قد قلت انك لا تقبل قال المصنف لیس فی شرعنا بحمد الله شیء من هذا بل فیه تحریم ذلك والمنع منه وقد قال نبینا صلی الله
علیه وسلم لیس للمؤمن ان یذل نفسه وقد فاتت الجمعة الخمیفة فلقی الناس راجعین فاسترجع لئلا یرین التهیؤ لقضاء الصلوٰة

ترجمہ جو ابو یزید کی مجلس سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا اور نہ اسکو چھوڑتا تھا ایکروز اس نے اسسے کہا کہ میں تیس برس سے دنکو ہمیشہ روزہ
رکھتا ہوں اور رات کو قیام کرتا ہوں اور نفس کی خواہشیں چھوڑ دیں لیکن آپ جو ذکر کرتے ہیں اس میں سے کوئی بات اپنے دل میں نہیں
پاتا ہوں تو ابو یزید نے اس سے کہا کہ میرے خیال میں اگر تو تین سو برس روزے رکھیگا اور تین سو برس قیام کریگا جب بھی تجھکو
ایک ذرہ اس سے حاصل ہوگا کہا اے استاد کیوں کہا تو اپنے نفس کی وجہ سے حجاب میں ہے کہا اس کے واسطے کوئی دوا بھی ہے جس سے
یہ حجاب جاتا رہے جواب دیا کہ ہاں ہے لیکن تو منظور نہ کریگا وہ کہنے لگا کہ میں قبول کرونگا اور جو کچھ آپ حکم دینگے اسپر عمل کرونگا ابو یزید بولے
کہ ابھی حجام کے پاس جاکر اپنا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈال اور یہ لباس اپنا نکالکر ایک چادر کا تہبند باندھ اور اپنے گلے میں ایک جھولی
ڈالکر اسکو اخروٹ سے بھرلے اور اپنے چاروں طرف لڑکوں کو جمع کرکے بآواز سے پکار کہ جو مجھکو ایک تھپڑ مریگا اسکو ایک اخروٹ
دونگا اور اس بازار میں جا جہاں تیری تعظیم ہوتی ہے وہ شخص سنکر بولا کہ اے ابو یزید سبحان اللہ آپ مجھ ایسے شخص کو یہ
ہدایت کرتے ہیں ابو یزید کہنے لگا کہ تیرا سبحان اللہ کہنا شرک ہے اسنے پوچھا کہ یہ کیونکر ہے جواب دیا اسلئے کہ تو نے اپنے نفس کی تعظیم کی اور
اس سے مجھ سے کہا ہے کہا اے ابو یزید اسپر میں قادر نہیں ہوں اور نہ کرونگا لیکن اور کوئی بات بتائیے تاکہ اسکو کروں تو ابو یزید نے اس
سے کہا کہ تمام باتوں سے پہلے یہ کر تاکہ تیری عزت جاتی رہے اور تیرا نفس ذلیل ہوجاوے پھر بعد اسکے جو تیرے لئے بہتر ہوگا بتاؤنگا کہا میں اس
کی قدرت نہیں رکھتا کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تو قبول نہ کریگا مصنف نے کہا الحمد للہ کہ ہماری شریعت میں ایسی خرافات باتیں نہیں بلکہ
انکی ممانعت اور مذمت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے آپکو ذلیل کرے ایکبار جمعہ
فوت ہوگیا اور لوگوں کو نماز سے لوٹتے ہوئے آتے دیکھا تو چھپ گئی تاکہ نماز کی حق میں نقص کی نگاہ سے نہ دیکھے جائیں

وهل طالب الشرع احد بحواء النفس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتى شيئا من هذه القاذورات فليستتر بستر الله
كل هذا للاتقاء على حياء النفس فكيف بامر يحمل الصبيان ان يضعوه كان قبيحا فنعوذ بالله من هذه العقول الناقصة التي تطالب المبتدي
بما لا يرضاه الشرع فينفر وحكى ابو حامد عن ابن الكريني قال نزلت في محلة فعرفت فيها بالصلاح فنشب قلبي فدخلت الحمام وعينت على ثياب فاخرة
فسرقتها ولبستها ثم لبست مرقعتي فوقها وخرجت وجعلت امشي قليلا قليلا فلحقوني فنزعوا مرقعتي واخذوا الثياب وصفعوني
واوجعوني ضربا فلما فرغوا بعد ذلك اعرف بلص الحمام فسكنت نفسي قال المصنف واي حال اقبح من حال من خالف الشرع و
رأى المصلحة في المنهي عنه وكيف يجوز ان يطلب صلاح القلوب بفعل المعاصي وقد علم في الشريعة ما يصلح به القلب حتى يستعمل
ما لا يحل فيها هذا من جنس ما يفعله الامراء الجهلة من قطع ما لا يجب قطعه وقتل من لا يجوز قتله ويسمونه سياسة ومضمونه ان
ان الشريعة ما تفي بالسياسة وكيف يحل للمسلم ان يعرض نفسه لان يقال عنه سارق وهل يجوز ان يقصد في هن دينه ومروءته عند شهداء
الله في الارض ولو ان رجلا وقف مع امرأته في طريق يكلمها وليس بها يقال عنه هذا فاسق كان عاصيا بذلك ثم كيف يجوز
التصرف في مال غيره بغير اذنه ثم في نص مذهب الشافعي ان من سرق من الحمام ثيابا عليها حافظ وجب قطع يده

ترجمہ بھلا کیا شریعت کسی سے یہ چاہتی ہے کہ نفس کا اثر مٹادے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی ان ناپاک امور میں سے کسی میں مبتلا ہو تو اسکو چھپانا چاہیئے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پردہ پوشی کرے گا یہ سب اسی لئے فرمایا کہ نفس کا جاہ و مرتبہ قائم رکھا جائے اگر بہلول لڑکوں کو حکم کرتے کہ وہ ان کو چانٹے لگائیں تو بری بات ہوتی۔ ایسی ناقص عقلوں سے خدا پناہ دے جو مبتدی سے اُن امور کی درخواست کریں جن سے شریعت راضی نہیں ابو حامد نے بیان کیا کہ ابن کرینی نے کہا کہ میں ایکبار ایک مقام پر اترا اور میرے خیر و صلاح کی وہاں شہرت ہوگئی میں حمام میں گیا وہاں ایک لباس فاخرہ دیکھکر اسکو چرا لیا اور اپنے وہ لباس پہنکر اوپر سے اپنا خرقہ پہنا اور حمام سے نکلکر آہستہ آہستہ چلنے لگا لوگ میرے پاس آئے اور میرا خرقہ اوتارا اور وہ لباس مجھ سے چھین کر مجھ کو پیٹا اس کے بعد میں حمام کا چور مشہور ہوگیا۔ اسوقت میرے نفس کو قرار آیا مصنفؒ نے کہا اُس شخص کی حالت سے کونسی حالت قبیح تر ہوگی جو شریعت کے خلاف کرے اور امر ممنوع میں مصلحت خیال کرے اور کیونکر جائز ہے کہ معاصی کا مرتکب ہوکر صلاح قلوب طلب کرے کیا شرع میں وہ چیز نہیں ملتی جس سے صلاح قلب حاصل ہو کہ امر ناجائز کو عمل میں لایا جائے یہ حرکت ایسی ہے جیسے بعض جاہل حکام کرتے ہیں کہ جسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا جسکو قتل کرنا جائز نہیں اسکو مار ڈالا اور اسکو سیاست کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہوا کہ شریعت سیاست کیلئے کافی نہیں ہے مسلمان کو کیونکر جائز ہے کہ اپنے آپکو چور مشہور کرے بھلا کیا یہ جائز ہے کہ اس کے دین کو سست کہا جائے یا ایسی حرکتیں ان لوگوں کے سامنے کرے جو زمین پر خدا کی طرف سے شہادت دینے والے ہیں اگر کوئی آدمی سر راہ کھڑا ہو کر اپنی بی بی سے باتیں کرے تاکہ ناواقف لوگ اسکو فاسق کہیں تو اس حرکت سے گنہگار ہوگا پھر کیونکر جائز ہے کہ بیکمال میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کرے۔ پھر شافعی کے مذہب میں نص ہے۔ کہ جو شخص حمام سے وہ کپڑے چرائے جن پر نگہبان موجود ہو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا واجب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ومن ارباب الاحوال حتی یعملوا بواقعاتھم کلا واللہ لذا شریعۃ لو رام ابوبکر الصدیق ان یخرج منہا الی العمل برایہ لم یقبل منہ فتعجبی من ھذا الفقیہ المستلب عن الفقہ بالتصوف اکثر من تعجبی من ھذا المستلب للثیاب وعن الحضرمی یقول مکث ابو جعفر الحداد عشرین سنۃ یعمل کل یوم بدینار وینفقہ علی الفقراء ویصوم ویخرج بین العشاءین فیتصدق من الابواب ما یفطر علیہ **قال المصنف** لو علم ھذا الرجل ان المسئلۃ والصدقۃ لا یجوز لمن یقدر علی الاکتساب لم یفعل ولو قدر نا جوازھا فابن انفۃ النفوس من ذل الطلب وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال المسئلۃ باحدکم حتی یلقی اللہ عز وجل ولیس علی وجھہ مزعۃ لحم وعن الزبیر بن العوام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یحمل الرجل حبلا فیحتطب ثم یجیئ فیضعہ فی السوق فیبیعہ ثم یستغنی بہ فینفقہ علی نفسہ خیر لہ من ان یسأل اعطی او منع وانفرد باخراج ھذا الحدیث البخاری والصدقۃ علی الذی قبلہ وعن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی والمرۃ القوۃ واصلھا من فتل الحبل یقال مرر الحبل اذا فتلتہ فمعنی المرۃ فی الحدیث شدۃ الخلق وصحۃ البدن التی یکون معھا احتمال الکد والتعب **وقال الشافعی** لا تحل الصدقۃ لمن یحترف حرفۃ یقدر بھا علی الکسب **وحکی** یونس ابن ابی بکر الشیبلی عن ابیہ انہ قام علی حائط السطح لیلۃ کاملۃ

ترجمہ کونسے لوگ صاحب احوال ہیں کہ لوگ ان کے واقعات پر عمل کریں ہرگز نہیں خدا کی قسم ہماری شریعت وہ شریعت ہے کہ اگر ابوبکر صدیق بھی چاہیں کہ اسکو چھوڑ کر اپنی رائے پر عمل کریں تو ان کی بات نہ مانی جائیگی کہتے ہیں کہ ابو جعفر حداد نے بیس برس اس طرح گذارے کہ ہر روز ایک دینار کماتے تھے اور اسکو فقیروں پر خیرات کر دیتے تھے اور خود روزہ رکھتے تھے اور مغرب وعشا کے درمیان گھروں سے بھیک مانگ لاکر اسپر افطار کرتے تھے مصنف نے کہا اگر یہ شخص جانتا کہ جو آدمی کسب کر سکتا ہے اسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا جائز نہیں تو ایسا نہ کرتا اور اگر ہم اسکو جائز بھی مان لیں تو اس سوال کر نیسے نفسوں کی غیرت کہاں جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی ہمیشہ سوال کرتا رہیگا قیامت کے دن خدا کے سامنے جائیگا۔ اور اسکے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا بھی نہ ہوگا اور نیز آپ نے فرمایا کہ آدمی ایک رسی لے اور اس میں لکڑیاں باندھ لائے پھر اونکو بازار میں رکھکر بیچے اور اس سے تونگری حاصل کرکے اپنا خرچ چلائے تو اس کے لئے یہ بہتر ہوگا اس سے کہ لوگوں سے سوال کرے وہ اسکو کچھ دیں یا نہ دیں۔ یہ پچھلی حدیث فقط بخاری میں ہے اور اس سے پہلے والی حدیث متفق علیہ ہے عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ لینا نہ تونگر کو جائز ہے اور نہ پوری قوت والے کو حدیث شریف میں ذی مرۃ کا لفظ آیا ہے مرۃ کے معنی قوت کے ہیں اور اصل میں رسی کی مضبوطی کے لئے آیا ہے بولا جاتا ہے مرر الحبل جبکہ رسی کو مضبوط بٹتے ہیں پس حدیث میں مرۃ کے معنی یہ ہیں کہ جسم مضبوط ہو اور بدن تندرست ہو جس تندرستی میں کوشش اور تعب کا برداشت کر سکے شافعیؒ نے کہا جو شخص ایسی قوت رکھتا ہے جس سے کسب پر قادر ہو اسکو صدقہ لینا جائز نہیں یونس بن ابی بکر الشیبلی نے اپنے باپ سے حکایت کی کہ وہ ایک رات تمام شب کوٹھی پر چھت کے کنارے کھڑے رہے

وقال یاعین لئن اطرقت لارمین بک الی الدار فما زال علی تلک الحال فلما اصبح قال یا بنی ما سمعت اللیلۃ ذاکر اللہ الا دیکا یساقین **قال المصنف** ھذا الرجل قد جمع بین شیئین لا یجوز احدھما فخاطرتہ بنفسہ فلو غلبہ النوم وقع وکان معینا علی النفس ولا شک انہ لو رمی بنفسہ کان قد اتی معصیۃ عظیمۃ فتعرضہ بالوقوع معصیۃ والثانی انہ منع عینہ حظھا من النوم **وقد قال** علیہ السلام ان لجسدک علیک حقا وقال اذا نعس احدکم فلیرقد **ومر** بجمل قد مدت زینب فاذا افترت امسکت بہ فامر بحملہ وقال لیصل احدکم نشاطہ فاذا کسل او فتر فلیقعد **وقد** سبقت ھذہ الاحادیث فی کتابنا ھذا **وحکی** لنا محمد بن ابی صابر اللہ قال وقفت علی الشبلی فی قبۃ الشعراء فی جامع المنصور والناس مجتمعون علیہ فوقف علیہ فی الحلقۃ غلام جمیل لم یکن ببغداد فی ذلک الوقت احسن وجھا منہ یعرف بابن مسلم فقال لہ تنح فلم یبرح فقال لہ الثانیۃ تنح یا شیطان عنا فلم یبرح فقال لہ فی الثالثۃ تنح والا واللہ خرقت کلما علیک وکانت علیہ ثیاب فی غایۃ الحسن تساوی جملۃ کبیرۃ فانصرف الفتی **قال الشبلی** طرحوا اللحم للبزاۃ علی ذروتی عدن تصادوا البزاۃ اذ جعلوا فیھم الرسن ابن ذا وجھک الجمیل لا تمر افتن ثوارا دواصیانی سترا وجھک الحسن **قال** ابن عقیل من قال ھذا فقد اخطأ طریق الشرع

ترجمہ اور بولے کہ اے آنکھ اگر تو جھپکی تو میں تجھکو صحن دار میں گرا دونگا غرض اسیطرح کھڑے رہے صبح کو مجھ سے کہنے لگے بیٹا آجکی رات ہمنے کسیکو ذکر الٰہی کرتے نہ سنا بجز ایک مرغ کے جو دو دو انگ کے برابر تھا **مصنف** نے کہا اس شخص نے دو ناجائز حرکتیں ایک ساتھ کیں ایک تو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالا اگر اسپر نیند غالب آجاتی تو گر پڑتا اور نفس کے ہلاک کرنے میں کوشش کرتا اور اسمیں شک نہیں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نیچے گرا دیتا تو بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا اس کا گر پڑنے پر آمادہ ہونا معصیت ہے دوسرے یہ کہ اس شخص نے اپنی آنکھوں کو خواب کی راحت سے باز رکھا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر تمہارے بدن کا حق ہے اور فرمایا کہ جب کسی پر غنودگی غالب آجائے تو چاہیئے کہ سو رہے اور نیز آپ نے ایک رسی دیکھی جو حضرت زینب نے تان رکھی تھی اور جب تھک جاتی تھیں تو اس رسی کو تھام لیتی تھیں آپ نے اس رسی کے کھول ڈالنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب تک دل خوش رہے اسوقت تک نماز پڑھا کرو جب کسل ہو یا تھک جاؤ تو بیٹھ جایا کرو اکثر احادیث ہم اس کتاب میں پیشتر بیان کر چکے **محمد بن ابی صابر** دلال نے ہمسے بیان کیا کہ قبہ شعرا میں جامع منصور میں شبلی کے پاس میں کھڑا ہوا اور لوگ ان کے گرد جمع تھے اسی حلقہ میں ایک خوبصورت لڑکا آکر کھڑا ہو گیا جس سے زیادہ خوبصورت اسوقت تمام بغداد میں نہ تھا اسکا نام ابن مسلم تھا شبلی نے اس لڑکے سے کہا کہ الگ ہو جاؤ وہیں کھڑا رہا۔ پھر دوبارہ کہا کہ او شیطان الگ ہو جاؤ لڑکا نہ ٹلا تیسری بار کہا کہ چلا جا ورنہ جو کچھ تیرے جسم پر ہے سب جلا دونگا اوس لڑکے کے بدن پر بڑے اچھے قیمتی کپڑے تھے یہ سنکر وہ چلا گیا شبلی نے چند شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ کوہ عدن کی چوٹی پر بازوں کیلئے گوشت ڈالدیا۔ پھر بازوں کو ملامت کرنیلگے۔ اور انکو گرفتار کیا۔ تیری خوبصورت چہرہ کو بے پردہ کیا اور پھر جو مفتوں ہوا اسکو ملامت کرنے لگے۔ اگر میرا محفوظ رکھنا چاہتے تو تیری پیارے چہرے کو چھپا دیتے **ابن عقیل** نے کہا جس شخص نے یہ شعر کہا اس نے طریق شرع سے خطا کی۔

لانہ یقول ما خلق اللہ ھذہ الاشیاء الا للافتتان بھا ولیس کذلک انما خلقھا للاعتبار والامتحان فان الشمس خلقت لتضئ لا لتعبد وعن ابی علی الدقاق یقول ان الشبلی لکثرۃ بکائہ کان امر الملح لیعتاد السھر لیاخذہ النوم قال المصنف وھذا قبیح لا یحل للمسلم ان یؤذی نفسہ وھو سبب للمرض لانہ ادامۃ السھر لان فیھا اسقاط حق النفس والظاھر ان دوام السھر والتقلل اخرجھم الی ھذہ الاحوال والافعال وعن حسین بن عبداللہ القزوینی قال حکی لنا من کان معجبا السالبنا انہ قال اتعدی علی قوتی یوما ولحقتنی ضرورۃ فرایت قطعۃ ذھب مطروحۃ فی الطریق فاردت اخذھا فقلت ترکتھا ثم ذکرت الحدیث الذی یروی ان الدنیا کانت ما عبیطا لکان قوت المسلم منھا حلالا فاخذتھا وترکتھا فمضیت غیر بعید فاذا بجلقۃ فیھا صبیان واحدھم یتکلم علیھم فقال لہ واحد منھم یجب العبد حقیقۃ الصدق فقال اذا رمی القطعۃ من الشدق فاخرجتھا من فمی ورمیتھا قال المصنف لا یختلف الفقھاء ان رمیہ ایاھا لا یحل والعجب انہ رماھا بقول صبی لا یدری ما قال وحکی ابو حامد ان شقیقا البلخی جاء الی ابی ھاشم الزاھد وفی طرف کسائہ شیء مصرور فقال لہ ما ھذا شیء معک قال نوازش دفعھا الی اخ لی وقال احب ان تفطر علیھا فقال یا شقیق وانت تحدث نفسک ان تبقی الی اللیل

ترجمہ کیونکہ یہ شخص یوں کہتا ہے کہ یہ اشیاء اللہ تعالے نے فتنہ میں ڈالنے کیلئے پیدا کیں ہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالے نے عبرت حاصل کرنے کو اور امتحان کے واسطے خلق فرمایا ہے آفتاب اسلیئے پیدا ہوا ہے کہ روشنی پہونچائے اسواسطے نہیں کہ اسکی پرستش کی جائے ابوعلی دقاق کہتے ہیں کہ شبلی کی بابت ہم کو خبر ملی ہے کہ انہوں نے اپنی آنکھ میں نمک فلاں فلاں قسم کا نمک لگایا تھا کہ بیداری کی عادت پڑجائے اور نیند نہ آئے مصنف نے کہا یہ حرکت قبیح ہے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اپنے نفس کو تکلیف دے اور نابینائی کا یہی سبب ہے اور ہمیشہ بیدار رہنا جائز نہیں کیونکہ اس میں نفس کی حق تلفی ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ بیدار رہنے اور کم کھانیکی وجہ سے یہ لوگ ایسے احوال و افعال میں پڑگئے حسین بن عبداللہ قزوینی کہتے ہیں کہ ایک روز مجھکو میرا روزینہ نہ ملا اور مجھکو ضرورت لاحق ہوئی مینے رستے میں ایک سونے کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا اسکو اٹھانا چاہا پھر خیال آیا کہ یہ لقطہ ہے تو مینے چھوڑ دیا بعد ازاں مجھکو وہ حدیث یاد آئی کہ روایت کی جاتی ہے اگر تمام دنیا خون ہوتی تو اس سے مسلمان کی روزی حلال ہوتی مینے اسکو اوٹھا کر اپنے مونہہ میں رکھ لیا تھوڑی دیر چلا تھا کہ ایک لڑکو نکا غول دیکھا انمیں سے ایک لڑکا کچھ کلام کر رہا تھا۔ دوسرے نے اس سے پوچھا کہ آدمی صدق کی حقیقت کب پاتا ہے اس لڑکے نے جواب دیا جبکہ اپنے مونہہ میں سے روپیہ پھینکدے یہ سنکر مینے وہ ٹکڑا مونہہ سے نکالکر پھینکدیا مصنف نے کہا کہ فقہا کے نزدیک بلاخلاف اس شخص کا وہ ٹکڑا پھینکدینا جائز نہیں اور تعجب تو یہ ہے کہ اسنے ایک لڑکے کے کہنے سے پھینکدیا۔ جس کو خبر بھی نہیں کہ میں کیا کہتا ہوں ✦

ابو حامد نے بیان کیا کہ ابوہاشم زاہد کے پاس شقیق بلخی آئے ان کی چادر میں کچھ بندھا ہوا تھا ابوہاشم نے ان سے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کیا چیز ہے۔ جواب دیا کہ چند بادام ہیں میرے بھائی نے میرے پاس بھیجے ہیں۔ اور کہا ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں تم ان سے روزہ افطار کرو ابوہاشم بولے۔ کہ اے شقیق تم اپنے نفس سے گفتگو کرتے ہو کہ رات تک زندہ رہوگے

لا کلمتك ابدا فاغلق الباب فی وجهه ودخل **قال المصنف** انظر الی هذا الفقیه الدقیق کیف شجر مسلما
علی فعل جائز بل مندوب لان الانسان مامور ان یستعد لله ما یفطر علیه واستعداد الشیء قبل مجیئ وقته جزم لذلك
قال الله تعالی واعدوا لهم ما استطعتم من قوة **وقد ادخر** رسول الله صلی الله علیه وسلم لازواجه قوت سنة
وجاء عمر بنصف ماله وادخر ابوبکر الباقی ولم ینکر علیه فالجهل بالعلم افسد هؤلاء الزهاد **وعن احمد بن اسحاق الحمانی** قال بلغنا
ان رجلا منهم کان یقال له الهندوانی بالصابر قد اتی علیه مائة سنة قد غمض احدی عینیه فقلت له یا صابر ما ابلغ من صبرك قال
انی هویت النظر الی زینة الدنیا فلم احب ان استوفی منها فغمضت عینی منذ ثمانین سنة فلم افتحها **قال**
المصنف کاد قصدان ینظر الی الدنیا بعین واحدة **فصل فی الصوفیة قوم یسمون الملامیة** اتفقوا الذین
وقالوا مقصودنا ان نسقط من اعین الناس فنسلم من قالتهم وهؤلاء قد اسقطوا جاههم عند الله بمخالفة الشرع **قال**
المصنف وفی القوم طبقة یظهرون للناس من انفسهم اقبح ما هم فیه ویکتمون احسن ما هم علیه
خهم عند الله من اهل الولایة وعند الناس من اهل الافات **قال المصنف** هذا من اقبح الاشیاء **ولقد قال** رسول الله صلی الله علیه وسلم من اتی شیئا
من هذه القاذورات فلیستتر بستر الله **وقال** فی حق ماعز هلا سترته بثوبك یا هزال

ترجمہ نہیں تم سے کبھی بات نکروں گا یہ کہکر دروازہ بند کر لیا اور اندر چلے گئے مصنف نے کہا کہ اس باریک بین فقیہ کو دیکھنا چاہئے کہ کیونکر ایک مسلمان کو ایسے فعل پر چھوڑ دیا جو جائز بلکہ مستحب تھا کیونکہ انسان مامور ہے کہ اپنے لئے افطاری کا سامان تیار کرے اور وقت آنے سے پیشتر کسی چیز کا تیار کرنا ضروری ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعدوا لهم ما استطعتم من قوة یعنی کفار کے لئے جس قدر ہو سکے قوت تیار کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کیلئے ایک سال کا روزینہ ذخیرہ فرمایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نصف مال لائے اور نصف ذخیرہ رکھ آئے آپ نے اپر کوئی انکار نہیں فرمایا جہالت نے ان زاہدوں کو فاسد کر دیا احمد بن اسحاق عمانی کہتے ہیں کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ہندوستان میں ایک شخص صابر کے نام سے مشہور تھا انہوں نے سو برس سے اپنی ایک آنکھ بند کر رکھی تھی انسے پوچھا گیا کہ اے صابر تمہارے صبر کی انتہا کس قدر ہے جواب دیا کہ یعنے بزینت دنیا کی طرف دیکھنا چاہا اور اس سے راحت لینا پسند نہ کیا لہذا اسنے برس ہوے کہ اپنی آنکھ بند کر لی یہ ایک برس تک نہیں کہو لی مصنف نے کہا اس شخص کا قصد یہ تھا کہ دنیا کو ایک آنکھ سے دیکھے فصل صوفیہ میں سے ایک فرقہ ہے جسکو ملامیہ کہتے ہیں وہ گناہوں کی طرف جھک پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی نظروں سے گر پڑیں تاکہ جاہ قربہ کی آفتوں سے سلامت رہیں حالانکہ شریعت کی مخالفت کر کے ان لوگوں نے اپنا رتبہ خدا کے نزدیک بھی ساقط کر دیا اس قوم میں ایک طبقہ ہے جو اپنی قبیح حالت مخلوق پر ظاہر کرتے ہیں اور اچھی کیفیت چھپاتے ہیں لہذا گویا وہ خدا کے نزدیک اہل ولایت ہیں اور خلقت کی نزدیک اہل آفت ہیں مصنف نے کہا یہ حالت تمام چیزوں سے قبیح تر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان خباثتوں میں سے اگر کوئی شخص کسی میں مبتلا ہو جائے تو چاہئے کہ خدا کی پردہ پوشی سے چھپائے ماعز اسلمی کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزال

وجاء علیه بعض الصحابۃ وھو یکلم صفیۃ زوجتہ فقال لہ انہا صفیۃ فقد علم الناس لتجافی عما یوجب سوء الظن فان المؤمنین شہداء اللہ فی الارض **وخرج** حذیفۃ الی الجمعۃ فقاتتہ فرای الناس یرجعون فاستتر لئلا یسیء ظن الناس بہ **وقال** ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ لرجل قال لہ انی لمست امرأۃ وقبلتہا فقال تب الی اللہ ولا تحدث احدا **وقال** رجل بعض الصحابۃ انی فعلت کذا وکذا من الذنوب فقال لقد سترک اللہ علیہ لو سترت علی نفسک فہؤلاء القوم قد خالفوا الشریعۃ وارادوا قطع ما جبلت علیہ النفوس **فصل وقد اندرس فی الصوفیۃ اہل الاباحۃ** فتشبہوا بہم حفظا اللہ ما ثبہم وہم ینقسمون قسمین **الاول** کفار فمنہم قوم لا یقرون باللہ سبحانہ ومنہم من یقر بہ ولکن یجحد النبوات ویری ان ما جاء بہ الانبیاء محال وہؤلاء لما ارادوا اراح انفسہم فی شہواتہا لم یجدوا شیئا یحقنون بہ دماءہم ویستترون بہ ویتاولون فیہ اغراض النفوس کمذہب الصوفیۃ فدخلوا فیہ ظاہرا وہم فی الباطن کفرۃ ولیس لہؤلاء الا السیف **القسم الثانی** یقرون باللسان لا انہم ینقسمون قسمین **القسم الاول** مقلدون فی انعانہم لاشیاخہم من غیر اتباع دلیل ولا شبہۃ فہم یفعلون ما یامرونہم بہ مما رأوہم علیہ **القسم الثانی** عرضت لہم شبہات فعملوا بمقتضاہا والاصل الذی نشأ منہ شبہاتہم ما ظہر بالنظر فی مذاہب الناس لبس علیہم ابلیس

ترجمہ ایک بار آپ صفیہ اپنی بی بی سے کچھ گفتگو فرماتے تھے بعض صحابہ کا ادھر گذر ہوا تو آپ نے انسے فرمایا کہ یہ عورت صفیہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو تعلیم دی کہ جو چیز بدگمانی کا باعث ہو اس سے دور رہیں کیونکہ اہل ایمان زمین پر خدا کیطرف سے شاہد ہیں حذیفہ نے جمعہ کی نماز پڑھنے چلے نماز آپکو نہ ملی لوگوں کو دیکھا کہ نماز پڑھکر چلے آرہے ہیں حذیفہ چھپ رہے تاکہ لوگ آپ کے تئیں بدگمان نہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک عورت کو ہاتھ لگایا اور بوسہ لیا آپ نے اس سے فرمایا کہ توبہ کر اور کسی سے یہ حال بیان نکر بعض صحابہ سے کسی نے آکر بیان کیا کہ میںنے فلان فلان گناہ کئے انہوں نے جواب دیا کہ اگر تو خود چھپائے رکھتا۔ تو اللہ تعالی بھی تیری پردہ پوشی کرتا۔ اس قوم صوفیہ نے شریعت کے خلاف کیا اور یہ چاہا کہ نفوس میں جو بات فطری اور جبلی ہے اسکو دور کریں **فصل** صوفیہ میں اہل اباحت شامل ہوگئے اور اپنی جان بچانے کے لئے صوفیہ سے مشابہت کی ان لوگون کی دو جماعتیں ہیں ایک تو کافر ہیں جنمیں سے ایک فرقہ تو وہ ہے جو خدا تعالی کا اقرار نہیں کرتا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو خدا کا اقرار کرتا ہے مگر نبوت کا انکار کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ انبیانے جو کچھ بیان کیا وہ محال ہے ان لوگون نے جب اپنے نفسوں کو شہوات سے خوش کرنا چاہا تو صوفیہ کے مذہب کی برابر کوئی چیز انکو نہ ملی جس سے اپنی جانیں بچائیں اور اغراض نفسی حاصل کریں لہذا بظاہر صوفیہ کے مذہب میں داخل ہوگئے حالانکہ باطن میں کافر ہیں انکا علاج بجز تلوار کے کچھ نہیں دوسری جماعت وہ ہے جو اسلام کا اقرار کرتی ہیں مگر انکی دو قسمیں ہیں **قسم اول** وہ ہیں کہ اپنے افعال میں اپنے شیوخ کی تقلید کرتے ہیں بغیر اسکے کہ دلیل کے پیچھے پڑیں اور کوئی شبہ لائیں لہذا جو کچھ پیر انکو حکم دیتے ہیں اور جو اپنے پیرو ملو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ بھی وہی کرتے ہیں **قسم ثانی** وہ ہیں کہ انکو شبہات پیش آتے ہیں تو اس چیز کے مطابق عمل کرتے ہیں اور وہ بات جس سے انکی شبہات پیدا ہوئے ہیں یہ ہے جو باتیں لوگوں کے مذہب پر غور کرنیکا قصد کیا تو شیطان نے انکو فریب دیا۔

فاراهم ان الشبهة تعارض الحجج وان التمييز يعسر وان المقصود اجل من ان ينال بالعلم وانما الظفر به
رزق يساق الى العبد لا بالطلب فسد عليهم باب النجاة الذي هو طلب العلم فصاروا يبغضون اسم العلم كما يبغض الرافضي
اسم ابي بكر وعمر رضي الله عنهما ويقولون العلم حجاب والعلماء محجوبون عن المقصود بالعلم فان انكر عليهم
عالم قالوا لابتاعهم هذا موافق لنا في الباطن وانما يظهر ضد ما نحن فيه للعوام الضعاف العقول فان خالفهم
خلافهم قالوا هذا ابله مقيد بقيود الشريعة محجوب عن المقصود ثم عملوا على شبهاتهم وقعت لهم ولو فطنوا
لعلموا ان عملهم مقتضى شبهاتهم علم فقد بطل انكارهم للعلم وانا اذكر شبهاتهم
اكشفها انشاء الله وهي ست شبهات **الشبهة الاولى** انهم قالوا اذا كانت
الامور مقدرة في القدم وان اقواما خصوا بالسعادة واقواما بالشقاوة والسعيد لا يشقى والشقي لا يسعد
والاعمال لا تزاد لذاتها بل لاجتلاب السعادة ودفع الشقاوة وقد سبق ان وجود الاعمال فلا وجه لاتعاب النفس في عمل
ولا لكفها عما لم يكتب في القدم واقعا **والجواب** عن هذه الشبهة ان يقال لهم هذا يجمع الشرائع ويبطل احكامها جميع الكتب وتبكيت الانبياء
كلهم فيما جاؤا به

ترجمہ اور دکھلادیا۔ کہ دلائل میں پڑجانا یہی شبہ ہے اور تمیز کرنا دشوار ہے اور مقصود اصلی اس سے اعلیٰ و برتر ہے کہ علم سے مل جائے
اُس کا حاصل ہونا صرف امر تقدیری ہے جو خود بخود بندہ کو ملتا ہے کوئی طلب سے حاصل نہیں لہذا اوپر شیطان نے نجات کا دروازہ
جو کہ طلب علم ہے بند کر دیا اب انکی یہ حالت ہوگئی کہ علم کے نام سے ایسے ناراض ہوتے ہیں جسطرح رافضی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی
نام سے جلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم حجاب ہے اور علما اُس سے محجوب ہیں جو علم سے مقصود ہے اگر کوئی عالم اوپر انکار کرتا ہے۔
تو اپنے پیروؤں سے کہتے ہیں کہ یہ باطن میں ہمارے موافق ہے۔ صرف ظاہر میں عوام ضعیف العقول کے دکھانیکو ہماری مخالفت
کرتا ہے پھر اگر خوب زور کے ساتھ اونکا خلاف کرے تو کہتے ہیں کہ یہ احمق ہے شریعت کی بیڑیوں میں جھکڑا ہوا ہے مقصود اصلی
سے محجوب ہے۔ پھر جو کچھ شبہات اونکو واقع ہوتے ہیں انہیں پر عمل کرتے ہیں اگر انکو عقل ہوتی تو جان لیتے کہ شبہات کے مطابق
انکا عمل کرنا بھی تو ایک علم ہے۔ لہذا علم کا انکار کرنا باطل ہوگیا ہم انکے شبہات ذکر کرتے ہیں اور ان کو کھولتے ہیں وہ شبہات یہ ہیں
پہلا شبہ یہ ہے کہ کہتے ہیں جب تمام امور ازل میں مقدر ہو چکے اور کچھ لوگ سعادت کے ساتھ کچھ لوگ شقاوت کے ساتھ
مخصوص ہوگئے اور نیک آدمی بد اور بد آدمی نیک نہیں ہوسکتا اور اعمال بذات خود مقصود نہیں ہوتے بلکہ صرف اس لئے ہیں
کہ سعادت حاصل کی جائے اور شقاوت کو دور کیا جائے حالانکہ اعمال کا وجود ہمسے پیشتر ہو چکا لہذا کوئی وجہ نہیں کہ نفس کو اعمال
کے رنج میں ڈالا جائے۔ اور لذتوں سے اُسکو روکا جائے کیونکہ جو کچھ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ لا محالہ واقع ہوگا۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اس قوم سے کہا جائے کہ اس قول سے تو تمام شرائع رد ہوئی جاتی ہیں۔ اور سب احکام
باطل ٹھہرتے ہیں اور جمیع انبیا علیہم السلام جو کچھ لائے ہیں۔ گویا اُن کو سبز نش کرنا ہے

لانہ اذا قال فی القرآن اقیموا الصلوٰۃ قال القائل لماذا انکنت سعید افمصیری الی السعادۃ وان کنت شقیا فما ینفعنی اقامۃ الصلوٰۃ وکذا اذا قال ولا تقربوا الزنا یقول القائل لماذا امنع نفسی عن وذھا والسعادۃ والشقاوۃ قد فرغ منھما وقضی کذلک لفرعون ان یقول لموسیٰ حین قال لہ ھل لک الی ان تزکی مثل ھذا الکلام ثم یترقی الی الخالق فیقول ما فائدۃ ارسالک الرسل وسیجیء ما قدرتہ ومایفضی الی رد الکتب وتجھیل الرسل محال باطل وھذا ھو الذی ردہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحابہ حین قالوا افلا نتکل فقال اعملوا فکل میسر لما خلق لہ واعلم ان للادمی کسبا ھو اختیارہ فعلیہ یقع الثواب والعقاب فاذا خالف فانا نعلم بان اللہ ان اللہ قضی فی السابق بانہ یخالف وانما یعاقبہ علی خلافہ لا علی قضائہ ولھذا یقتل القاتل ولا یعتذر لہ بالقدر وانما منع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ملاحظۃ القدر الی العمل لان الظاھر والمنھی حال ظاھر والمقدر من ذلک باطن ولیس لنا ان نترک ما عرفنا من تکلیف لما لا نعلمہ من المقتضی قولہ فکل میسر لما خلق لہ اشارۃ الی اسباب القدر فان من قضی لہ بالعلم یسر لہ طلبہ وحبہ وفھمہ ومن حکم لہ بالجھل نزع حب العلم من قلبہ

ترجمہ کیونکہ جب کہا جائیگا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اقیموا الصلوٰۃ یعنی نماز قائم رکھو کہنے والا کہے گا۔ کہ کیوں ایسا کروں اگر میں سعید ہوں تو میری بازگشت سعادت کی طرف ہوگی اور اگر میں شقی ہوں تو نماز قائم رکھنے سے مجھکو کچھ نفع نہ ہوگا۔ اسیطرح جب کہا جائیگا کہ لا تقربوا الزنا یعنی زنا کے قریب نہ جاؤ سننے والا جواب دیگا کہ میں اپنے نفس کو اس کی لذت سے کیوں باز رکھوں سعادت اور شقاوت سے فراغت ہو چکی اور قضا و قدر فیصلہ کر چکی ہے علی ہذا القیاس ایسا ہی جواب فرعون بھی حضرت موسیٰ کو دے سکتا تھا جب اونہوں نے اس سے کہا تھا ھل لک الی ان تزکی یعنی کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے پھر اس سے بھی ترقی کر کے خالق تک پہونچے اور اس سے کہے کہ تو نے جو پیغمبر بھیجے اس سے کیا فائدہ جو کچھ تو نے حکم لگایا اور مقدر فرمایا وہ جاری ہوگا اور وہ بات جس سے کتابوں کا رد کرنا اور رسولوں کا جاہل ٹھہرانا لازم آئے وہ محال غلط ہے اور یہی وہ بات ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا جب صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ تقدیر پر بھروسا نہ کریں فرمایا کہ تم عمل کرو جو شخص جس کے لئے پیدا ہوا ہے اسکو اسی کی توفیق ملے گی ✦

انسان چاہیئے کہ آدمی کا ایک کسب ہوتا ہے جو اسکے اختیار میں ہے اسی پر ثواب اور عذاب واقع ہوتے ہیں جب وہ اس اختیاری امر میں خلاف کرتا ہے تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں مقدر فرمایا تھا کہ وہ خلاف کریگا صرف اس خلاف پر اسکو عذاب کریگا اپنی تقدیر پر سزا نہ دیگا اور اسی لئے قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے اور اسکا یہ عذر نہیں مانا جاتا کہ تقدیر میں یونہیں لکھا تھا رسول اللہ صلعم نے صحابہ کو صرف اسواسطے تقدیر پر نظر کرنے سے ہٹا کر عمل میں لگا دیا کہ امر و نہی ظاہری حالت ہے اور جو کچھ انمیں سے مقدر ہے وہ امر باطن ہے ہمارا یہ منصب نہیں کہ جسقدر تکلیف شرعی ہم کو معلوم ہوئی اسکو چھوڑ دیں کیونکہ ہم نہیں جانتے قضا کیا جاری ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ہر شخص کو اسی کی توفیق ملیگی حواس کسبی مقدر ہے اسباب تقدیری کیطرف اشارہ ہے کیونکہ جس شخص کیلیے علم مقدر ہو چکا اسکو علم کی تلاش اور اس کی محبت اور اس کے سمجھنے کی توفیق ہوگی اور جسکیلئے جہل کا حکم ہوا اسکے دل سے علم کی محبت دور کر دے جائیگی

وکذلک من قضی له بولد یسر له النکاح ومن لم یقض له لم یتیسر له **الشبهة الثانیة** انهم قالوا ان الله سبحانه مستغن عن اعمالنا غیر متأثر بها معصیة کانت او طاعة فلا ینبغی لنا ان نتعب انفسنا فی غیر فائدة **وجواب هذه الشبهة** نجیب اولا بالجواب الاول ونقول هذا امر علی الشرع فیما امر به فکما انا قلنا للرسول لم امرت بما لا فائدة فیما امرتنا به ثم نتکلم علی الشبهة فنقول من توهم ان الله تعالی ینتفع بطاعة او یستضر بمعصیة او ینال بذلک غرضا فما عرف الله تعالی لانه منزه عن الاغراض والاعراض عن ان ینتفع او یضر وانما ینفع الاعمال یعود الی النفس کما قال الله تعالی ومن جاهد فانما یجاهد لنفسه ومن تزکی فانما یتزکی لنفسه وانما یامر الطبیب المریض بالحمیة لمصلحة المریض لا لمصلحة الطبیب وکما ان للبدن مصالح من الاغذیة ومضار فللنفس مصالح ومضار من العلم والجهل والاعتقاد والعمل فالشرع کالطبیب فهو انما یامر به من المصالح هذا مذهب جل واکثر العلماء قالوا فنحن لا نعلل **وجواب اخر** اذا کان غنیا عن اعمالنا فهو غنی عن معرفتنا له وقد اوجب علینا معرفته فکذلک وجب طاعته فینبغی ان ینظر الی الامر لا الی الغرض یا مرء **الشبهة الثالثة** قالوا قد ثبت سعة رحمة الله سبحانه وهو لا یعجز عنا فلا وجه لحرمان نفوسنا مرادها **والجواب کالجواب الاول**

ترجمہ اسی طرح بس کے لئے اولاد مقدر ہے اسکو نکاح کی توفیق ملیگی۔ اور بس کے لئے مقدر نہیں اس کو توفیق نہوگی **دوسرا شبہ** یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اللہ تعالے ہمارے اعمال سے مستغنی ہے خواہ معصیت ہو یا طاعت اللہ تعالی پر اس سے کچھ اثر نہیں پڑتا لہذا کیا ضرورت ہے کہ ہم بے فائدہ اپنی جانوں کو زحمت میں ڈالیں **جواب** اس شبہ کا اول تو وہی پہلا جواب ہے کہ ہم کہیں اس سے شریعت کے امور رد ہوے جاتے ہیں گویا ہمنے رسول یا اس کے بھیجنے والے یعنی خدا سے یوں کہا کہ تم جس چیز کا ہمکو حکم دیتے ہو اسمیں کچھ فائدہ نہیں یہ جواب دیکر ہم اس شبہ پر کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس شخص کو وہم ہو کہ طاعت سے اللہ تعالی کو نفع پہونچتا ہے یا معصیت سے ضرر ہوتا ہے یا اسمیں اس کی کوئی غرض ہے تو اس شخص نے خدا کو نہیں پہچانا کیونکہ خدا تعالی اغراض اور نفع وضرر سے پاک ہے بات صرف یہ ہے کہ اعمال کا نفع خود ہمیں کو پہونچتا ہے چنانچہ فرمایا ومن جاهد فانما یجاهد لنفسه یعنی جو جہاد کریگا وہ اپنی ذات کیلئے جہاد کریگا ومن تزکی فانما یتزکی لنفسه یعنی جو گناہوں سے پاک رہیگا وہ اپنے واسطے پاک رہیگا طبیب جو مریض کو پرہیز بتاتا ہے تو مریض کی مصلحت کے لئے ہوتا ہے طبیب کا کوئی نفع نہیں جسطرح بدن کا نفع اور نقصان غذائیں ہیں اسیطرح نفس کا نفع ونقصان بھی علم اور جہل اور عقیدہ اور عمل ہیں پس شریعت بمنزلہ طبیب کے ہے جن مصلحتوں کا حکم شریعت نے دیا ہے انکو وہی خوب جانتی ہے یہ مذہب اون علما کا ہے جو علت نکالتے ہیں اور اکثر علما یوں کہتے ہیں کہ افعال الٰہی کیلئے کوئی علت نہیں دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالی ہمارے اعمال سے مستغنی ہے۔ تو تو اس سے بھی مستغنی ہے کہ ہم اسکی معرفت حاصل کریں حالانکہ اپنی معرفت اسنے ہمپر واجب کردی ہے پس اسیطرح اسکی طاعت بھی واجب ہے لہذا اوسکے حکم پر نظر کرنا چاہیئے یہ نہ دیکھنا چاہیئے کہ اس حکم سے غرض کیا ہے **تیسرا شبہ** وہ کہتے کہ اللہ کی رحمت کا وسیع ہونا ثابت ہوا اور خدا ہمسے عاجز نہوگا لہذا کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنے نفسوں کو انکی مراد سے محروم رکھیں **جواب** اس کا وہی پہلا جواب ہے۔

لان هذا القول یتضمن اطراح ماجاءت الرسل من الوعید وتهوین ماشددت فی التحذیر منه وبالغت فی ذکر عقابه
وهما ینکشف التلبیس فی هذا ان الله تعالی کما وصف نفسه بالرحمة وصفها بشدید العقاب ونحن نری الانبیاء و
الاولیاء یبتلون بالامراض والجوع ویؤاخذون بالزلل کیف وقد خافه من قطع له بالنجاة فالخلیل یقول یوم القیامة نفسی
نفسی والکلیم یقول نفسی نفسی وهذا عمر یقول الویل لعمر ان لم یغفر له **واعلم** انه من رجا الرحمة تعرض باسبابها فمن
اسبابها التوبة من الزلل کما ان من رجا ان یحصد الزرع وقد قال الله تعالی ان الذین آمنوا والذین هاجروا وجاهدوا
فی سبیل الله اولئك یرجون رحمة الله یعنی ان الرجاء لهؤلاء لایلیق **واما** المصرون علی الذنوب وهم یرجون
الرحمة فرجاؤهم بعید **وقد** قال النبی صلی الله علیه وسلم الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع
نفسه هواها وتمنی علی الله الامانی **وقال** معروف الکرخی رجاؤك لرحمة من لا تطیعه خذلان وحمق **واعلم** انه لیس فی افعال الحی
سبحانه مایوجب ان یؤمن عقابه انما فی افعاله مایمنع الیاس من رحمته وکما لایحسن الیاس لما یظهر من لطفه فی خلقه لایحسن الطمع لما
یبدل ومن اخذ انتقامه

المغفرة

ترجمہ کیونکہ یہ قول اس بات کو شامل ہے کہ انبیا علیہم السلام جو وعید لائے ہیں اونکو پس پشت ڈالدیا جائے اور جس چیز سے ڈرانے
میں اونہون نے تشدد کیا ہے اور مبالغہ کے ساتھہ اسکا عذاب بیان کیا اسکو ہیچ سمجھا جائے یہ شیطانی فریب اسطور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنی ذات کو جسطرح رحمت کے ساتھہ موصوف فرمایا ہے اسیطرح شدید العقاب بھی صفت بیان کی ہے ہم انبیا علیہم السلام کو دیکھتے
ہیں کہ امراض اور رفاقہ کی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور لغزشوں پر انکا مواخذہ ہوتا ہے بھلا کیونکر ایسا نہ ہو جب وہ بزرگ اُس سے
ڈرتے ہیں جن کے لئے قطعی طور پر نجات ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ قیامت کے دن نفسی نفسی کہینگے اور حضرت موسی کلیم اللہ
نفسی نفسی پکارینگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا شخص کہتا ہے الویل لعمر ان لم یغفر لہ یعنی افسوس ہی عمر کیلئے اگر بخشا نہ گیا
اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص رحمت کی امید کرے اسکو چاہیئے کہ اسکے اسباب اختیار کرے ان اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ خطاؤں سے توبہ
کرے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھیتی کاٹنے کا امیدوار ہو خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل
الله اولئك یرجون رحمة الله یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں مطلب یہ ہے
کہ یہی لوگ اس قابل ہیں کہ رحمت خدا کی امید کریں باقی رہے وہ لوگ جو گناہوں پر اڑے ہوئے ہیں اور رحمت کی امید کرتے ہیں تو انکی امید
بعید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل کرے اور آخرت کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو
اپنے نفس اور خواہش کی پیروی کرے اور اللہ سے آرزوئیں رکھے اور مغفرت کی تمنا کرے **معروف کرخی** کا قول ہے کہ تو جس کی
اطاعت نہیں کرتا اسکی رحمت کا امیدوار ہونا سوائی اور حماقت ہے اور جاننا چاہیئے کہ افعال الٰہی میں وہ بات نہیں جس سے لازم
آئے کہ اسکے عذاب سے آدمی بیخوف ہو جائے البتہ اسکے افعال میں وہ بات ہے جو اسکی رحمت سے نا امید ہونیکی مانع ہے جسطرح نا امید
ہونا خوب نہیں کیونکہ اسکا لطف احسان خلق پر ظاہر ہے اسیطرح طمع کرنا بھی اچھا نہیں کیونکہ اسکا پکڑنا اور بدلا لینا عیان ہے

فان من قطع اشرف عضو بربع دینار لا یؤمن ان یکون عقابه غدا هکذا **الشبهة الرابعة** ان قوما منهم وقع لهم ان المراد ریاضة النفوس لیتخلص من کدارها الردیة فلما راضوها مدة ثم انهوروا وتعذر الصفا قالوا ما الذا نتعب نفسنا فی امر لا یحصل البتة فترکوا العمل **وکشف هذا التلبیس** انهم ظنوا ان المراد قلع ما فی البواطن من الصفات البشریة مثل قمع الشهوة والغضب وغیر ذلک ولیس هذا مراد الشرع ولا یتصور ازالة ما فی الطبع بالریاضة وانما خلقت الشهوات لفائدة اذ لولا شهوة الطعام لهلک الانسان ولولا شهوة النکاح لانقطع النسل ولولا الغضب لم یدفع الانسان عن نفسه ما یؤذیه وکذلک حب المال مرکوز فی الطبع لانه یوصل الی الشهوات وانما المراد من الریاضة کف النفس عما یونی من جمیع ذلک وردها الی الاعتدال **وقد مدح** الله عز وجل من نهی النفس عن الهوی وانما ینهی عن ما تطلبه ولو کان طلبه قد زال عن طبعها ما احتاج الانسان الی نهیها **وقد قال** تعالی والکاظمین الغیظ وما قال والفاقدین الغیظ والکظم حبس الغیظ یقال کظم البعیر علی جرته اذا ردها فی حلقه فمدح من رد النفس عن الغیظ یقتضی هیجان الغیظ فمن اراد بالریاضة قمع الطباع اداه الی المحال وانما المقصود بالریاضة کسر شره النفس والغضب لازالة اصلها والمراد کما لطبیب العاقل

ترجمہ جو شخص چوتھائی دینار کے بدلہ اشرف عضو یعنی ہاتھ کو کاٹ ڈالے تو اس سے نڈر نہیں ہو سکتے کہ قیامت کو اسکا عذاب بھی ایسا ہی ہو **چوتھا شبہ** صوفیہ میں سے ایک قوم کا خیال ہے کہ نفسوں کو ریاضت میں ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ ناقص کدورتوں سے نجات پائے لہذا جب انہوں نے ایک مدت تک ریاضت کی پھر انہوں نے دیکھا کہ صفا کا حاصل ہونا دشوار ہے تو بولے کہ ہم کو کیا حاجت ہے کہ اپنی جانوں کو ایسے امر کے لئے رنج میں ڈالیں جو بشر کو حاصل نہ ہو یہ سمجھکر عملکو چھوڑ بیٹھے اس شیطانی فریب کا دور کرنا یوں ہے کہ ان لوگوں کا یہ گمان ہے کہ جو امور میں جو صفات بشری پائی جاتی ہیں انکا مٹا دینا مقصود اصلی ہے مثلاً شہوت اور غصہ وغیرہ کو بالکل نیست کر دے حالانکہ شریعت کی مراد یہ نہیں اور ممکن نہیں کہ یہ ریاضت سے طبعی چیز زائل ہو جائے خواہشیں کسی نکسی فائدے کے لئے پیدا کی گئیں ہیں کیونکہ اگر کھانے کی خواہش نہ ہوتی تو انسان ہلاک ہو جاتا اور اگر خواہش نکاح نہ ہوتی تو نسل منقطع ہو جاتی اور اگر غصہ نہ ہوتا تو انسان آزار دینے والی چیز کو اپنے سے دفع نہ کر سکتا اسیطرح مال کی محبت طبیعت میں جما دی گئی ہے کیونکہ مال خواہشوں تک پہونچنے کا ذریعہ ہے ریاضت سے مراد فقط یہ ہے کہ ان خواہشوں میں سے نفس کو جو تکلیف دے اس سے نفس کو روکے اور اعتدال پر رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی تعریف کی ہے جو نفس کو خواہش سے باز رکھے کہ ونہی النفس عن الهوی نفس کو اسی چیز سے باز رکھا جا سکتا ہے جسکی طلب اسمیں موجود ہو اور جب اسکی طلب ہی اسکی طبیعت سے زائل ہو گئی تو انسان کو اس کے باز رکھنے کی حاجت نہیں نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والکاظمین الغیظ یعنی غصہ روکنے والے یوں نہ فرمایا والفاقدین الغیظ یعنی غصہ کھو دینے والے کظم کے معنی ہیں غصہ کو پینا بولا جاتا ہے۔ کظم البعیر علی جرته جب اونٹ اپنی جگالی نگل جاوے اللہ نے اس شخص کی مدح فرمائی جو نفس کو اس بات سے روکے کہ جوش غضب کیموافق عمل کرے اب جس شخص کو یہ دعوی ہے کہ ریاضت سے طبیعتیں بدلجاتی ہیں تو یہ ایک امر محال کا دعوی ہے ریاضت سے مراد یہی ہے کہ نفس کے شر اور غضب کو توڑ ڈالے نہ یہ کہ بالکل نفس کو زائل کر دے ریاضت کرنیوالا ایسا ہے جیسے طبیب عاقل

عند حضور الطعام یتناول ما یصلحه ویکف عما یؤذیه وعادم الریاضة کالصبی الجاهل یاکل ما یشتهی ولا یبالی بما یجنی

الشبهة الخامسة ان قوما منهم داموا علی الریاضة مدة فرأوا انهم قد تجوهروا فقالوا لا ابالی الآن ما عملنا وانما الاوامر والنواهی رسوم العوام ولو تجوهروا اسقطت عنهم قالوا وحاصل النبوة ترجع الی الحکمة والمصلحة والمراد منها ضبط العوام ولسنا نحن من العوام فنحن فی حجر التکلیف لا ناقد تجوهرنا وعرفنا الحکمة وهؤلاء رأوا ان من اثر تجوهرهم ارتفاع الحمیة عنهم حتی ان رتبة الکمال لا تحصل لمن رای اهله مع اجنبی فلم یقشعر جلده فان اقشعر فهو ملتفت الی حظ نفسه لم یکمل بعد او لکمال ما نت نفسه قسموا الغیرة نفسانیة وسموا ذلک الحمیة الذی هو وصف الخائنین کمال الایمان وکشف هذه **الشبهة** انه اذا دامت الاشباح قائمة فلا سبیل الی ترک الرسوم الظاهرة من التعبد فان هذه الرسوم وضعت لمصالح الناس وقد یغلب صفاء القلب علی قلة الطبع الا ان الکدر یسبح مع الدوام علی الخیر ویرکد فاقل شیء یحرکه کالمدة تقع فی الماء التی تخثه حمأة ومثل الطبع الا کالماء والحر بسفینة النفس والعقل الا دولوان المراد من عشرین فرسخا فاهل عادت السفینة تجری ومن ادعی بغیر طبعه کذب ومن قال لا انظر الی المستحسنة بشهوة لم یصدق کیف وهؤلاء لو فاتتهم لقمة او شتمهم شاتم لتغیروا فاین تاثیر العقل

ترجمہ کہ اس کے سامنے کھانا رکھا ہے وہ اسمیں سے جو اسکے لئے نافع ہوگا کھائیگا اور جو تکلیف دیگا اس سے باز رہیگا اور ریاضت نکرنیوالا ایسا ہے جیسے نادان بچہ کہ جو جی میں آتا ہے کھاتا ہے اور گناہ کرنیکی کچھ پرواہ نہیں کرتا **پانچوان شبہ** ان میں سے ایک قوم وہ ہے جو ایک مدت ریاضت کرتے رہے لہذا انہوں نے اپنے آپ میں ایک جوہر پایا تو کہنے لگے کہ اب ہمکو اعمال کی پرواہ نہیں ہے اوامر و نواہی صرف عوام کے لئے رسمیں ہیں اگر عوام میں بھی جوہر آجائے تو انسے اعمال ساقط ہوجائیں کہتے ہیں کہ نبوت کا ماحصل حکمت اور مصلحت ہے جس سے مراد یہ ہے کہ عوام کو بند کیا جاوے اور ہم لوگ کچھ عوام میں سے نہیں کہ تکلیف شرعی کے احاطہ میں داخل ہوں کیونکہ ہمنے جوہر حاصل کرلیا اور حکمت کو خوب پہچان گئے اور اس قوم کی رائے ہے کہ جوہر حاصل کرنیکا اثر یہ ہے کہ محبت وغیرت بالکل دور ہوجائے حتی کہ کمال کا مرتبہ فقط اس شخص کو حاصل ہوگا جو اپنی بی بی کو کسی اجنبی آدمی کے ساتھ دیکھے تو اسکے رونگٹے نہ کھڑے ہوں اگر اسکو حرارت آگئی تو حظ نفس کی طرف متوجہ ہے ابھی کامل نہیں ہوا کیونکہ اگر کامل ہوتا تو اسکا نفس مرجاتا اس قوم نے غیرت وحمیت کا نام تو نفس رکھا ہے اور بے غیرتی کو جو مخنثوں کا خاصہ ہے کمال ایمان کہتے ہیں اس شبہ کا ازالہ کرنا اسطور پر ہے کہ جبتک صورتیں قائم ہیں کسی صورت سے عبادت کی ظاہری رسمیں چھوڑ نہیں سکتیں کیونکہ یہ رسمیں لوگوں کی مصلحتوں کے لئے رکھی گئی ہیں اور صفائی قلب کہ درت طبع پر غالب آجاتی ہے لیکن جب انسان ہمیشہ اعمال خیر میں رہتا ہے تو کدورت بیٹھ جاتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے پھر ذرا سی چیز اسکو جنبش دیدیتی ہے جیسے ڈلا اس پانی میں پڑجائے جسکی تہ میں مٹی بیٹھی ہو طبیعت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پانی جسمیں نفس کی کشتی جاری ہے اور عقل مثل ملاح کے ہے اگر ملاح بیس فرسخ تک کشتی کو کھیتا رہے پھر چھوڑ دے تو کشتی نشیب کی جانب ہولیگی جو شخص طبیعت کی متغیر ہوجانیکا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اور جو یوں کہے کہ میں اچھی صورت کو شہوت سے نہیں دیکھتا وہ سچا نہیں اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اگر ان سے ایک لقمہ فوت ہوجائے یا انکو کوئی گالی دے تو بدلجاتے ہیں اب عقل کی تاثیر کہاں جاتی رہی

والنهي يقوم وقد رأينا اقواما منهم يصافحن النساء **وقد** كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو المعصوم
لا يصافح امرأة **وبلغنا** عن جماعة منهم انهم يؤاخين النساء ويخلون بهن تشريفا عن السلامة **وقد رأو**
انهم سلموا من الفاحشة وهيهات فاين السلامة من اثم الخلوة المحرمة والنظر الممنوع منه
واين الخلاص من جولان الفكر الردي **وقد قال** عمر بن الخطاب رضي الله عنه لو خلا عظمان نخران لهم
احدهما بالآخر يشير الى الشيخ والعجوز **وعن** ابن شاهين قال من الصوفية **قوم اباحوا** الفروج بادعاء
الاخوة فيقول احدهم للمرأة تواخينا على ترك الاعتراض فيما بيننا **قال المصنف** وقد ادعوا موت الشهوة وهذا
لا يتصور مع حياة الآدمي انما يضعف والانسان قد لا يقدر على الجماع ولكنه يشتهي اللمس والنظر ثم يقدر ان يجيء لك ان رفع عنه
اليس في الشرع عن النظر باق وهو عام **وعن** عبد الرحمن السلمي قيل لابي نصر الصباغ ان بعض لنا يجالس النسوان ويقول انا
معصومون في رؤيتهن فقال ما دامت الاشباح قائمة فان الامر والنهي باق والتحليل والتحريم مخاطب به
ولن يجترئ على الشهوات الا من هو يتعرض للمحرمات **وقد قال** ابو علي الروذباري **وقد**
سئل عمن يقول قد وصلت الى درجة لا يؤثر في اختلاف الاحوال فقال قد وصل ولكن الى السقر

ترجمہ یہ لوگ خواہش نفسانی کے تابع ہیں اور ہمنے اکثر قوم کو دیکھا کہ عورتوں سے مصافحہ کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ معصوم تھے عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے تھے ہمنے سنا ہے کہ صوفیہ میں سے ایک جماعت ہے جو عورتوں سے دوستی کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ تخلیہ کرتے ہیں۔ پھر سلامت رہنے کے مدعی ہیں اور ان کا خیال ہے کہ یہ لوگ فواحش سے سلامت ہیں اور یہ بات اگر سلامت بھی رہے تو خلوت حرام اور ممنوع چیز کے دیکھنے سے کہاں سلامت رہے اور ناقص خیال کے دوڑانے سے اخلاص کہاں رہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دو بوسیدہ ہڈیاں بھی خلوت میں تنہا ہوں تو ایک دوسرے کا قصد کریگی۔ بوسیدہ ہڈی کا اشارہ بڈھے اور بڑھیا کی طرف ہے ابن شاہین کہتے ہیں کہ صوفیہ میں سے ایک وہ قوم ہے۔ جنہوں نے اخوت کا دعوی کر کے شرمگاہوں کو مباح کر لیا ہے۔ انمیں سے ایک شخص کسی عورت سے کہتا ہے کہ تم میری منہ بولی بہن بن جاؤ تاکہ جو کچھ ہمارا تمہارا معاملہ ہے اوسپر کوئی اعتراض نہ کر سکے **مصنف** نے کہا کہ یہ لوگ شہوت کے مرجانے کا دعوے کرتے ہیں حالانکہ یہ باوجود آدمی کی زندگی کے ممکن نہیں۔ اتنی بات ہے کہ شہوت کمزور ہوجاتی ہے اور انسان کو جماع کی قدرت نہیں رہتی لیکن جب بھی ہاتھ لگانے اور دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے پھر اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ یہ سب خواہشیں اس سے دور ہوگئیں تو کیا نظر ڈالنے سے شریعت کی ممانعت باقی نہیں جو عام ہے اور عبد الرحمن سلمی کہتے ہیں کہ ابو نصر آبادی سے کہا گیا کہ بعض صوفیہ عورتوں کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم معصوم ہیں۔ تو کہا کہ جبتک صورتیں قائم ہیں امر اور نہی باقی ہے اور حلال وحرام کا خطاب شرعی موجود ہے اور شبہات میں پڑجانیکی جرأت وہی کریگا جو محرمات کا سامنا کریگا ابو علی روذباری سے کسی نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو یوں کہتا ہے کہ میں ایسے درجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ احوال کا اختلاف مجھ میں کچھ اثر نہیں کرتا جواب دیا کہ وہ ضرور پہونچگیا ہے مگر جہنم میں پہونچ میں گیا ہے۔

وقد ذکر عن ابی القاسم الجنید یقول لرجل ذکر المعرفۃ فقال ایرجل اھل المعرفۃ باللہ یصلون الی ترک الحرکات من باب البر والتقرب الی اللہ فقال الجنید ان ھذا قول قوم تکلموا باسقاط الاعمال وھذہ عندی عظیمۃ واللہ یسئل ویزنی احسن حالا من لذی یقول ھذا وان العارفین باللہ اخذوا الاعمال عن اللہ والیہ رجعوا فیھا ولو بقیت الف عالم انقص من اعمال البر ذرۃ الا ان یحال بی دونھا لانہ اوکد فی معرفتی واقوی لحالی وقد قال ابو الحسن النوری من رایتہ یدعی مع اللہ عزوجل حالۃ یخرجہ عن حد علم شرعی فلا تقربہ ومن رایتہ یدعی حالۃ باطنۃ لا یدل علیھا ولیشھد لھا حفظ ظاھرھا فاتھمہ علی دینہ **الشبھۃ السادسۃ** ان اقواما بالغوا فی الریاضۃ فرأوا ما یشبہ نوع کرامۃ اومنامات صالحۃ او فتح علیھم کلمات لطیفۃ انشرھا الفکر والخلوۃ فاعتقدوا انھم قد وصلوا الی المقصود فرفضوا الاوامر والنواھی وقالوا انما ھی ادوات الوصول الی المقصود وقد وصلنا فما یضرنا شئ ومن وصل الی الکعبۃ انقطع عنہ السیر فترکوا الاعمال الا انھم یزینون ظاھرھم بالمرقعۃ والسجادۃ والرقص والوجد ویتکلمون بعبارات الصوفیۃ فی المعرفۃ والوجد والشوق وجوابھم ھو جواب الذین قبلھم **قال** ابن عقیل اعلم ان الناس شردوا عن اللہ تعالی وبعدوا عن وضع الشرع الی اوضاعھم المخترعۃ

ترجمہ ابو القاسم جنید کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے ان کے سامنے معرفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا جو خدا کے عارف ہیں ایسے مقام پر پہونچ جاتے ہیں۔ کہ نیکی اور تقرب الی اللہ وغیرہ تمام حرکات ترک کر دیتے ہیں۔ جنید نے جواب دیا کہ یہ قول اس قوم کا ہے جو اعمال کے ساقط کر دینے میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور یہ بات میرے نزدیک بڑا گناہ ہے اس قول کے قائل سے اس شخص کا حال اچھا ہے۔ جو چوری اور زنا کرتا ہے۔ جو خدا کے عارف ہیں۔ انہوں نے خدا ہی سے اعمال لئے ہیں۔ اور ان میں اوسی کی طرف رجوع کیا ہے۔ اگر میں ہزار برس تک زندہ رہوں تو اعمال نیک سے ایک ذرہ کم نکروں جبتک مجھ میں اور اعمال خیر میں موت حائل نہو جائے نہ چھوڑوں۔ کیونکہ یہ اعمال میرے معرفت حاصل کرنے میں تاکید کرنیوالے ہیں اور ایک قوی حالت ہے ابو الحسن نوری نے کہا جس شخص کو تم دیکھو۔ کہ اللہ تم کے ساتھ ایسی حالت کا دعوی کرتا ہے جو اسکو علم شرعی کی حد سے خارج کر دے تو اسکے نزدیک نہ جاؤ۔ اور جس شخص کو دیکھو کہ باطنی حالت کا دعوی کرتا ہے اور اسپر اوسکی ظاہری حفاظت نہ دلالت کرتی ہے نہ شہادت دیتی ہے تو اسکو اوسکے دین باریمیں تہمت لگاؤ **چھٹا شبہ** کچھ لوگوں نے خوب ریاضت کی اسمیں اونہوں نے کرامت کی قسم سے کچھ دیکھا یا اچھے خواب نظر آئے یا کلمات لطیفہ جو فکر و خلوت سے پیدا ہوئی اونپر منفتح ہوئی اس سے وہ سمجھگئے کہ مقصود اصلی کو پہنچ گئے لہذا اوامر و نواہی کو ترک کر دیا اور کہنے لگے کہ اوامر و نواہی حصول مقصود کے ذریعے ہیں اور ہم مقصود پا چکے اب ہمکو کوئی چیز ضرر نہیں کرتی جو شخص کعبہ پہونچگیا اسکی سیر منقطع ہوگئی اس خیال سے انلوگوں نے اعمال چھوڑ دیئے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ لوگ اپنے ظاہر کو خرقہ اور بانماز اور رقص اور وجد سے زینت دیتے ہیں۔ اور معرفت اور وجد اور شوق کے باریمیں صوفیہ کی طرح پر گفتگو کرتے ہیں۔ جواب انلوگوں کا وہی ہے جو پیشتر والوں کا جواب ہے ابن عقیل نے کہا جاننا چاہیئے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے بھاگے اور طریق شریعت سے دور ہو کر اپنے ایجاد کردہ طریقوں میں پڑ گئے

فمنهم من عبد سواه تعظيما له عن العبادة وجعل تلك وسائل على زعمهم **ومنهم** من وحد الا انه اسقط العبادات و قال هذه اشياء نصبت للعوام لعدم المعارف وهذا نوع شرك فان الله تعالى لما علم ان معرفة ذات تعز بعيد وجوه عال بعيد ان يتقى من لم يعرف خوف بالنار لان الخلق قد عرفوا قدرتها **وقال** لاهل المعرفة ويحذركم الله نفسه وعلم ان التعبدات اكثرها يقتضى الانس بالامثال ووضع الجهات والامكنة والابنية والحجارة للانس والاستقبال فابان عن حقائق الايمان **فقال** تعالى ليس البران تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب **وقال** تعالى لن ينال الله لحومها فعلم ان المعول على المقاصد ولا يكفى بحد المعارف من غير امتثال كما عول عليه الملحدة الباطنية وشطاح الصوفية **وقد** روى عن الشافعى رحمه الله قال لو ان رجلا تصوف اول النهار لا يأتى الظهر حتى يصير احمق **وعنه ايضا** انه قال ما لزم احد الصوفية اربعين يوما فعاد اليه عقله ابدا **وانشد الشافعى** رحمه الله ودع الدين اذا اتوك تنسكوا ؛ واذا خلوا كانوا ذئابا خفافا **وقال** يحيى بن معاذ اجتنب صحبة ثلثة اصناف من الناس العلماء الغافلين والقراء المتصوفة الجاهلين وهؤلاء السلف كانوا يفرون من ادنى بدعة ويهجرون عليها تمسكا بالسنة **ولقد** حدثنا ابو الفتح قال

ترجمہ ان میں اکثر ایسے ہیں۔ جو غیر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اسی عبادت کو خدا کی تعظیم جانتے ہیں اور اپنے خیال میں وسائل گردانتے ہیں۔ اور اکثر ان میں ایسے ہیں جو توحید کے قائل ہیں لیکن عبادات کو ساقط کر دیا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ چیزیں عوام کیلئے مقرر ہیں کیونکہ وہ معارف سے محروم ہیں حالانکہ یہ ایک قسم کا شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ جانا کہ اسکی معرفت ایک قعر بعید اور مقام عالی کو ہے اور جو نہیں جانتا اسکی سمجھ سے باہر ہے لہذا دوزخ کی آگ سے ڈرایا کیونکہ آگ کے جلا دینے کا اندازہ لوگ پہچانتے ہیں اور اہل معرفت سے فرمایا ویحذرکم اللہ نفسہ یعنی تم کو اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور نعلنے جانا کہ عبادتیں ایسی ہیں کہ جو اس امر کی مقتضی ہیں کہ صورتوں کی ساتھ اور جہات اور مقامات اور مکانات اور پتھروں سے انسان کو انس ہو اور قبلہ رو ہونے سے مانوس ہو تو ایمان کی حقیقتیں ظاہر کیں اور فرمایا لیس البران تولوا وجوھکم الخ یعنی یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کیجانب منہ کرو اور فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومھا یعنی قربانیوں کے گوشت کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں پس معلوم ہوگیا کہ مقصد علیہ مقاصد ہیں اور فقط معارف بغیر امتثال امر کے کافی نہیں جس طرح ملحدین باطنیہ اور اہل شطح صوفیہ نے اعتماد کیا **شافعی** رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی چاشت کے وقت صوفی بنے ظہر سے پہلے پہلے ضرور احمق ہو جائے گا۔ اور نیز شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کہ جو شخص چالیس روز صوفیہ کے پاس رہیگا پھر کبھی اسکی عقل اسکے پاس نہ آئیگی شافعی علیہ الرحمہ نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے ایسے لوگوں کو چھوڑ دو کہ جب تمہارے پاس آئیں تو سر جھکا لیں۔ اور مسکین بن جائیں۔ اور جب تنہا ہوں۔ تو چالاک و سنت بھیڑیے بن جائیں **یحیی بن معاذ** نے کہا تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو ایک وہ ملا جو غافل ہیں دوسرے وہ لوگ جو چرب زبان ہیں اور تیسرے وہ صوفیہ جو جاہل ہیں سلف وہ تھے کہ ذرا سی بدعت سے بھاگتے تھے اور اس کو چھوڑ کر سنت کو لازم پکڑتے تھے ابو الفتح نے ہم سے بیان کیا۔

جلس الفقہاء فی بعض الاربطۃ للعزاء بفقیہ لہم فاقبل الشیخ ابو الخطاب الکلواذی الفقیہ متکاءا علی عصاہ حتی وقف بباب الرباط فقال بغز علی لورائی اصحابنا القدماء وانا ادخل ھذا الرباط **قال المصنف** علی ھذا کان اصحابنا و مشائخنا فاما ما فی زماننا ھذا فقد اصطلح الذئب والغنم وقال ابن عقیل ونقلتہ من خطہ قال انا اذم الصوفیۃ لوجوہ یوجب الشرع ذمہم من فعلھا منھا انھم اتخذوا منا خ البطالۃ وھی الاربطۃ فانقطعوا الیھا عن الجماعات فی المساجد فلا ھی مساجد ولا بیوت ولا خانات وصدوا فیھا البطالۃ عن اعمال المعاش وندبوا انفسھم ندب البھائم للاکل والشرب والرقص والغناء وعولوا علی الترقیع المعتمد بہ والتحسین تلمیعا وشوازک بالوان مخصوصۃ ثم یقبلون الطعام والنفقات من الظلمۃ والفجار وغاصبی الاموال کالعداد والاجناد وارباب المکوس وتصحبھم المردان فی السماعات لھم ضوء الشموع ولیسمون الطرب وجدا والدعوۃ وقتا والغناء قولا وافتسام ثیاب الناس حکما ولا یخرجون عن بیت دعوا الیہ الا عن الزام دعوۃ اخری یقولون انھا وجبت واعتقاد ذلک کفر وفعلہ فسوق **ومن اعتقد** المکروہ والحرام قربۃ کان ھذا الاعتقاد کفرا والناس بین تحریمہ وکراھتہ ویسلمون انفسھم الی شیوخھم ولو کان لنا شیخ نسلم الیہ حالہ لکان ذلک الشیخ ابا بکر الصدیق

ترجمہ کہ چند فقہا کسی رباط میں ایک فقیہ کی تعزیت کے لئے جو انتقال کر گیا تھا بیٹھے۔ اتنے میں شیخ ابو الخطاب الکلواذی فقیہ میرے ہاتھ کے سہارے وہاں آئے اور رباط کے دروازے پر کھڑی ہو کر بولے میری شان سے بعید ہے کہ میرے قدیمی اصحاب مجکو اس رباط میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں مصنفؒ نے کہا کہ ہمارے مشائخ و اصحاب کا یہی طریقہ رہا ہے مگر اس ہمارے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک ہو گئے اور میں نے ابن عقیل کی کتاب سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں صوفیہ کو ان وجہوں سے برا کہتا ہوں جسکے کرنیوالے کو شریعت برا کہتی ہے انہیں میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے بطالت کا گھر یعنی رباطیں اختیار کر لی ہیں۔ مسجدوں اور جماعتوں کو چھوڑ کر رباطوں کے ہو رہے پس یہ رباطیں نہ مسجدیں ہیں نہ گھر ہیں نہ سرائیں ہیں بطالت سے ان میں بیٹھ کر اعمال معاش سے جو آتا ہے کہاتے ہیں اور بہائم کی مانند کھانے پینے ناچ گانے پر اپنے آپکو جھکا رکھا ہے اور خرقہ پوشی اور حسن کی چمک دمک اور خاص رگوں میں رنگے ہوئے کپڑوں پر اعتماد کیا ہے پھر ظالم اور بدکار اور مال غصب کرنیوالے مثلاً بنجر زمین پر محصول لگانے والے اور سپاہی چونگی لینے والے جو ان کو کھانا اور خیرات دیتے ہیں قبول کر لیتے ہیں اور گانے کے وقت ان کی صحبت میں امرد رہتے ہیں اور شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ اور یہ لوگ طرب کو وجد اور دعوت کو وقت اور راگ کو قول اور لوگوں کے کپڑے بانٹ لینے کو حکم کہتے ہیں اور جس گھر میں ان کی دعوت ہوتی ہے اس میں سے بغیر دوسری دعوت لازم کئے ہوئے باہر نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ دوسری دعوت واجب ہو گئی حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا کفر اور ایسا کرنا فسق ہے اور جو شخص مکروہ و حرام کو قربت اعتقاد کریگا اس اعتقاد کیوجہ سے کافر ہو جائیگا اور اس دوسری دعوت کے لزوم کو بعض لوگ حرام اور بعض مکروہ بتاتے ہیں صوفیہ اپنی آپکو اپنے پیروں کے حوالے کر دیتے ہیں ہم لوگوں کا اگر کوئی ایسا شیخ ہوتا۔ کہ اپنا حال اس کے سپرد کر دیتے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے ۔

وقد قال ان اعوجت فقومونی ولم یقل فسلموا الی ثم انظر الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کیف اعترضوا علیہ فھذا عمر یقول ما بالنا نقصر وقد امنا واٰخر یقول تنہانا عن الوصال وانت تواصل واٰخر یقول امرتنا بالفسخ ولم تفسخ ثم ان اللہ تعالی یقول لہ الملائکۃ اتجعل فیہا ویقول موسی اتہلکنا بما فعل السفہاء منا وانما ھذہ الکلمۃ جعلتہا الصوفیۃ ترفیہا لقلوب المتقدمین وسلطنۃ سلکوھا علی الاتباع والمریدین کما قال تعالی فاستخف قومہ فاطاعوہ ولعل ھذہ الکلمۃ من القائلین منہم بان العبد اذا عرف لم یضرہ ما فعل وھذہ نہایۃ الزندقۃ لان الفقہاء اجمعوا علی انہ لا حالۃ ینتہی الیہا العارف الا ویبقی علیہ التکلیف کاحوال الانبیاء بل یقولون فی الصغائر فانما اللہ فی الاصغاء الی ھؤلاء الفراغ الذین جمعوا بین مدائح العمال مرتعات وصفو وبین اعمال الخلفاء الملحدۃ الاکل ورقص وسماع ووجد واھمال لاحکام الشرع ولم یتجاسر الزنادقۃ ان ترفض الشریعۃ حتی جاءت المتصوفۃ فوضعوا اسماء فقالوا حقیقۃ وشریعۃ وھذا قبیح لان الشریعۃ ما وضعہ الحق لمصالح الخلق فما الحقیقۃ بعدھا سوی واقع فی النفوس من القاء الشیاطین فکل ما رام الحقیقۃ فی غیر الشریعۃ فغرور ومخدوع

ترجمہ حالانکہ خود حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر میں کجی اختیار کروں تو تم لوگ مجھکو سیدھی پر لاؤیوں نہیں فرمایا کہ تم اسکو تسلیم کرلو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کرنا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ آپ پر کسطرح اعتراض کرتے تھے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا تھا کہ ہم ہر طرح امن میں ہیں پھر نماز کیوں قصر کریں ایک اور صحابی نے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہم کو تو آپ دوروزی ملا کر رکھنے سے منع فرماتے ہیں حالانکہ آپ رکھتے ہیں ایک دوسرے صحابی بولے تھے کہ ہمکو تو آپ فسخ بیع کا حکم دیتے ہیں۔ اور آپ فسخ نہیں فرماتے پھر اس سے آگے بڑھکر خود اللہ تعالیٰ سے فرشتے کہتے ہیں اتجعل فیہا یعنی کیا تو زمین پر ایسی مخلوق پیدا کریگا حضرت موسیٰ کہتے ہیں اتہلکنا بما فعل السفہاء منا یعنی اے خدا کیا تو بیوقوفوں کی حرکات پر ہمکو ہلاک کیا چاہتا ہے وقولہ کا یہ کلام کہ جو پیر کہو اُسے تسلیم کرلو صرف اپنے مقلدین کا دل خوش کرنیکو ہے اور ایک حکومت ہے جو اپنے پیروں اور مریدوں پر جماتے ہیں جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔ فاستخف قومہ فاطاعوہ یعنی لوگونکو سامری نے احمق بنالیا اونہوں نے اسکی اطاعت کرلی اور شائد یہ کلام بھی اونہیں لوگونکا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ بندہ جب معرفت حاصل کرلیتا ہے تو پھر وہ جو چاہے کرے اسکو کچھ ضرر نہیں پہونچتا حالانکہ یہ قول کمال زندیقیت ہے کیونکہ فقہا کا قول بالاتفاق ہے کہ عارف جسحالت پر ترقی کرتا ہے تکلیف شرعی میں اسپر سختی ہوتی ہے جیسے انبیا علیہم السلام کا حال ہے کہ صفائے میں بھی اونپر گرفت ہوتی ہے اب خدا ہی سمجھے پہلا اس قوم کی طرف کیا کوئی کان لگائے جو دین سے فارغ ہیں اور جنہوں نے ظالم علماء کے لباس یعنی مرقعے اور پشمینے اور ملحد خلیفوں کے اعمال یعنی گانا اور ناچ اور گانا اور وجد اور احکام شرع کا چھوڑ دینا اختیار کر رکھے ہیں۔ زنادقہ کی تو اتنی جرأت نہوئی کہ شریعت کو چھوڑ دیا جاے اب صوفیہ آئے ہیں انہوں نے ایک نام مقرر کیا اور کہنے لگے کہ حقیقت اور ہے شریعت اور ہے حالانکہ یہ قول قبیح ہے کیونکہ شریعت وہ ہے جسکو اللہ نے مخلوق کی مصلحتوں کے لئے مقرر فرمایا ہے تو بعد اسکے سوا ان باتونکی جو شیطان دلوں میں ڈالتا ہے اور کیا حقیقت ہوگی لہذا جو شخص شریعت کو چھوڑکر حقیقت کو طلب کریگا وہ بہکا ہوا اور دھوکا کھایا ہوگا +

وان سمعوا احدا یروی حدیثا قالوا مساکین اخذوا علمهم میتا عن میت واخذنا علمنا عن الحی الذی لا یموت فمن قال حدثنی ابی عن جدی قلت حدثنی قلبی عن ربی فهلکوا بهذه الخرافات قلوب الاغمار وانفقت علیهم کاجلها الاموال لان الفقهاء کالاطباء والنفقة فی ثمن الدواء اصعب والنفقة علی هؤلاء کالنفقة علی المغنیات وبعضهم للفقهاء اکبر الزندقة لان الفقهاء یحصرونهم بفتاویهم عن ضلالهم وفسقهم والحق ثقیل کما یثقل الزکوٰة وما اخف جدوی المغنیات واعطاء الشعراء علی المدائح وکذلک بغضهم لاصحاب الحدیث وقد ابدلوا ازالة العقل بالخمر بشیء سموه السماع والوجد والتعرض للوجد المزیل للعقل حرام کفاه الله الشریعة شرهذه الطائفة الجامعة بین دهشة فی الکیش وطیبة فی العیش وخداع بالفاظ مغسولة لیس تحتها سوا اهمال التکلیف وهجران الشرع ولذلک خفوا علی القلوب ولا دلالة علی انهم باطل اوضح من محبة طباع ارباب الدنیا لهم کمحبتهم ارباب اللهو المغنیات **قال ابن عقیل** فان قال قائل نعم ارباب نظافة وتحاریب وحسن اخلاق **قال فقلت** لو لم یصفوا طریقة یجتذبون بها قلوب امثالکم لم یدم لهم عیش والذی وصفتهم به رهبانیة النصاری ولو رأیت نظافة اهل التطفیل علی الموائد ومخانیث بغداد ودماثة المغنیات

النصرانیة

ترجمہ صوفیہ اگر کسی کو سنتے ہیں کہ حدیث روایت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ان بیچاروں نے اپنا علم مرے ہوؤں سے لیا ہے اور ہمنے اپنا علم زندہ باوید یعنی اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے لہذا اگر یہ کہتے ہیں حدثنی ابی عن جدی تو ہم کہتے ہیں حدثنی قلبی عن ربی غرض صوفیہ نے ایسی خرافات سے نادانوں کے دلوں کو ہلاک کر دیا اور اسی سبب سے جہال انکو مال دیتے ہیں کیونکہ فقہا بمنزلہ اطبا کے ہیں اور دوا کے لیے مرج کرنا سخت ضرورت پر ہوا کرتا ہے اور ان صوفیہ کا دینا ایسے ہے جیسا گانیوالیوں کو دیا جاتا ہے اور صوفیہ کا علما سے بغض رکھنا بڑی بددینی ہے کیونکہ علما لوگونکو اپنے فتووں کے ذریعہ سے ان کی گمراہی اور فتوے رد کرتے ہیں اور حق ہمیشہ گران گزرتا ہے جیسے زکوۃ دینا ناگوار ہوتا ہے اور گانے والی عورتوں کو اجرت اور شاعروں کو قصیدوں کے صلے دینا کسقدر سبک معلوم ہوتا ہے اور ایسے ہی صوفیہ کا اہل الحدیث سے بغض رکھنا ہے صوفیہ نے شراب سے عقل زائل کرنیکے بدلے میں دوسری چیز اختیار کی اور اسکا نام سماع اور وجد رکھا حالانکہ ایسے وجد میں پڑنا جو عقل کو زائل کردے حرام ہے اللہ تعالیٰ شریعت کو اس گروہ کے شر سے محفوظ رکھے جنمیں یہ باتیں جمع ہیں کہ مذہب پر خاک ڈالتے ہیں اور خوب عیش مناتے ہیں اور ایسے بمعنی الفاظ سے لوگونکو بہکاتے ہیں جو محض مہمل اور پر تکلف ہیں اور شرع کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور اسی وجہ سے انکی عزت لوگونکے دلوں میں کم ہوگئی اس قسم کی باطل ہونیپر اس سے زیادہ روشن کوئی دلیل نہیں کہ اہل دنیا کی طبیعتیں انسے ایسی محبت رکھتی ہیں جیسے کھیل تماشے والوں اور گانیوالیوں سے ابن عقیل نے کہا اگر کوئی کہے کہنے والا کہ اچھے لوگ ہیں جو صاف ستھرے ہیں اور محرابوں میں پڑے رہتے ہیں اور بڑی خوش اخلاق ہیں۔ میں جواب دونگا کہ اگر یہ لوگ ایسا طریقہ نہ اختیار کرتے جس سے تم ایسوں کے دل کھینچ لیں تو انکا عیش باقی نہ رہتا اور جس چیز کی تم انمیں تعریف کرتے ہو وہ نصاریٰ کی رہبانیت ہے اور اگر تم دسترخوان پر طفیلیوں کی اور بغداد کے مخنثوں کی صفائی ستھرائی اور گانے والیوں کی خوش خلقی و نرم خوئی دیکھو۔

لعلمت ان طریقتہم طریقۃ الفکاھۃ والخداع وھل یخدع الناس الا بطریقۃ او لسان فاذا لم یکن للقوم قدم فی العلم ولا طریقۃ فما یحتذبون قلوب ارباب الاموال **واعلم** ان حمل التکلیف صعب ولا اسھل علی اھل الخداعۃ من مفارقۃ الجماعۃ ولا اصعب علیھم من حجر ومنع صدر عن اوامر الشرع ونواھیہ وما علی الشریعۃ اضر من المتکلمین والمتصوفین فھؤلاء یفسدون العقائد بتوھیمات شبہات العقول وھؤلاء یفسدون الاعمال ویھدمون قوانین الادیان یحبون البطالات وسماع الاصوات وما کان السلف کذلک بل کانوا فی باب العقائد عبید تسلیم وفی باب الاخر ارباب جد والشغل بالمعاش اولی من بطالۃ الصوفیۃ والوقوف علی الظواھر احسن من توغل المتخلۃ **وقد خبرت** طریقۃ الفریقین فنھایۃ ھؤلاء الشک ونھایۃ ھؤلاء الشطح **وقولھم عن اصحاب الحدیث** اخذوا علمھم میتا عن میت فقد طعنوا فی النبوات ومن قال حدثنی قلبی عن ربی فقد صرح انہ غنی عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم **ومن صرح** بذلک فقد کفر وھذہ کلمۃ مدسوسۃ فی الشریعۃ تحتھا ھذہ الزندقۃ **ومن** رایناہ یزری علی النقل علمنا انہ تدعطل امر الشرع وما یومن ھذا القائل حدثنی قلبی عن ربی ان یکون ذلک من القاء الشیطن **فقد قال اللہ** وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم وھذا ھو الظاھر لانہ ترک دلیل المعصوم

ترجمہ تو سمجھ جاؤ کہ ان لوگوں کا طریقہ مسخرے پن اور دغابازی کا ہے آدمیوں کو کسی طریقہ سے دھوکا دیتے ہیں یا زبان سے اور جب ایک قوم کو نہ علم سے بہرہ ہو اور نہ کوئی طریقہ آتا ہو تو وہ مال و دولت والوں کے دل کس چیز سے اپنی طرف کھینچیں اور جان لینا چاہیے کہ تکلیف برداشت کرنا بہت مشکل ہے اور دھوکا دینے والوں کے لئے جماعت کی مفارقت سے زیادہ آسان اور شریعت کے اوامر و نواہی کی پابندی سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں شریعت کو اہل کلام اور اہل تصوف سے بڑھکر کسی نے ضرر نہیں پہونچایا اہل کلام تو عقلی شبہات کے وہم میں ڈالکر عقائد کو فاسد کرتے ہیں اور اہل تصوف اعمال میں فساد لاتے ہیں اور شرعی قوانین کو منہدم کرتے ہیں۔ بطالت اور خوش آوازی کو پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ سلف ایسے نہ تھے بلکہ عقائد کے بارے میں تسلیم کے بندے تھے اور اعمال کے حق میں کمال جفاکش تھے صوفیہ کی بطالت سے اپنے معاش میں مشغول ہونا بہت بہتر ہے اور ظواہر پر موقوف کرنا بیہودگی میں پڑنے سے اچھا ہے ان دونوں فریق کے طریق کو میں نے جانچا تو اہل کلام کی انتہا تو شک ہے اور اہل تصوف کا انجام شطح ہے صوفیہ نے جو اہل حدیث کی نسبت یوں کہا کہ انہوں نے مردوں سے اپنا علم لیا ہے تو گویا نبوت پر طعن کیا اور جس نے یہ کہا کہ حدثنی قلبی عن ربی تو صریح ظاہر ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنی ہے اور جب صریحاً یہ معلوم ہوا تو وہ شخص کافر ہو گیا اور شریعت کے نزدیک اس کلمے کے تحت میں یہ زندقہ پایا جاتا ہے اور ہم جس شخص کو دیکھیں گے کہ نقل پر عیب گیری کرتا ہے تو جان لینگے کہ اسنے امر شرع کو بیکار کر دیا۔ اور یہ شخص جو کہتا ہے **حدثنی قلبی عن ربی** اس بات سے کیوں بے خوف ہے کہ یہ شیطان کے القا سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم** یعنی شیاطین اپنے اولیا کو وحی کرتے ہیں اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس شخص نے معصوم کی دلیل چھوڑ دی۔

وعول علی ما یلقی فی قلبه الذی لم یثبت حراسته من الوسواس وهؤلاء لیسوا ما یقربهم خاطر اقال و الخوارج علی الشریعة کثیرا الا ان الله تعالی یردها بالنقلة حفظا لاصلها وبالفقهاء حفظا لمعناها وهم سلاطین العلماء لا یترکون للکذاب رأسا یرتفع قال ابن عقیل والناس یقولون اذا احب الله بخراب بیت یاجر عاشر الصوفیة قال وانا اقول وبخراب دینه لان الصوفة قد اجازوا لیس النساء الخرق من الرجال الاجانب فاذا حضروا السماع والطرب فربما جری فی خلال ذلک مغازلات واستحل بعض الاشخاص بعضا فصارت الدعوة عرسا للشخصین فلا یخرج القوم الا وقد تعلق قلب شخص الی شخص ومال طبع الی طبع وتنغیر المرأة علی زوجها فان طابت نفس الزوج سمی بالدیوث وان حبسها طلبت الفرقة الی من تلبس منه الرقعة والاختلاط ابن لا یفیق الخناق ولا یجر علی الطباع ویقال تابت فلانة والیسها الشیخ الخرقة وصادت من بناته ولم یقنعوا بان یقولوا هذا لعب وخطاء حتی قالوا هذا من مقامات الرجال ومرت علی هذه السنون وبرد حکم الکتاب والسنة فی القلوب هذا کله من کلام ابن عقیل رضی الله عنه ولقد کان ناقدا بصیرا فقیها عن ابی محمد عبد الرحمن بن عمر التجیبی قال انشدنا الحسن بن علی بن یسا

ترجمہ اور اسپر اعتماد کیا جو اس کے دل میں القا ہوتا ہے حالانکہ اس کے دل کا وسوسوں سے محفوظ رہنا ثابت نہیں ان لوگوں کے دل میں جو بات آتی ہے اسکو خطرہ کہتے ہیں ابن عقیل کہتے ہیں کہ شریعت پر حملہ کرنے والے بہت ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اہل نقل کے اس کے اصل کی حفاظت کے لئے ان کو روکتا ہے اور بذریعہ فقہاء کے اسکے معنی کی حفاظت کیلئے انکو روکتا ہے اور فقہاء علماء دلائل شعائر ہیں جن کے سامنے کذابوں کا سر نہیں اٹھتا ابن عقیل نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اجرت دیکر اپنا گھر خراب کرے تو صوفیہ کی صحبت میں رہے اور میں کہتا ہوں کہ فقط گھر ہی نہیں بلکہ دین بھی خراب کرے کیونکہ صوفیہ نے عورتوں کو اجنبی مردوں کے کپڑے پہنانا جائز رکھا ہے جب یہ لوگ سماع وطرب کے جلسہ میں ہوتے ہیں تو اکثر اس درمیان میں عورتوں سے باتیں ہوتی ہیں ایک شخص کی آنکھیں ایک عورت کی طرف گڑ کر رہجاتی ہیں لہذا وہ دعوت کا جلسہ دو شخصوں کے لئے بزم شادی ہوجاتا ہے حاضرین مخفل جانے نہیں پاتے کہ ایک شخص کا دل دوسری پر آجاتا ہے اور ایک طبیعت دوسری طبیعت پر مائل ہوجاتی ہے اور عورت اپنے خاوند سے بدلجاتی ہے اب اگر خاوند اس امر پر رضامند ہوگا تو اسکو دیوث کہا جائیگا اور اگر عورت کو روک رکھیگا تو وہ اس سے طلاق مانگیگی اور جس نے خرقہ پہنایا ہے اس سے جائیگی اور ایسے شخص سے اختلاط رکھیگی جس میں حرارت کی طاقت ہی اور نہ طبیعت کو باز رکھ سکتا ہے اور لوگوں میں مشہور ہوجاتا ہے کہ فلاں عورت نے توبہ کی شیخ نے اسکو خرقہ پہنایا تھا وہ اسکی بیٹیوں میں شامل ہوگئی اور اسی پر قناعت نہیں کرتے کہ یوں کہیں یہ لعب اور خطا ہی بلکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ مردوں کے مقامات ہیں اور ان عورتوں کے حق میں موت ہے اور کتاب وسنت کا حکم دلوں سے اٹھ جاتا ہی۔ یہانتک ابن عقیل رحمہ اللہ کا کلام ہے حقیقت میں ابن عقیل بڑے نقاد اور اعلی درجہ کے فقیہ تھے۔ ابو محمد عبد الرحمن بن عمر تجیبی کہتے ہیں کہ حسین بن علی بن سیار نے چند شعر کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے +

رأیت قوما علیهم سمة الخیر بجمل الرکاء مبتهله
صوفیة للقضاء صابرة ساکنة تحت حکمه نزله
فلم ازل خادما لهم زمنا حتی تبینت انهم سفله
سل شیخهم و الکبیر مختبرا عن فرضه لا تخاله عقله
علمهم بینهم اذا جلسوا علم اراع الوعاء و الخیله
قد لبسوا الصوف کی یروا صلحا و هم شرار الذیاب فی الخله
لیس من عفة و لا ورعٍ لکن لتعجیل راحة العطله
و استغفر الله من کلامهم و لا تعاود لعشرة الجهله

اعتبروا الناس فی جوامعهم فقلت اذ ذاک هؤلاء هم
ان اکلوا کان اکلهم سرفا و اسئله عن وصف شاربنخ
الوقت و الحال و الحقیقة و البرهان و العکس عندهم مثله
و جانبوا الکسب للمعاش لکی فقل لمن مال باختدأهم
و لا تعاود لعشرة الجهله

سالت عنهم فقیل متکله
اولبسوا کان شهرة مثله
هل الاتراه قد جهله
یستاصلوا الناس شرها کله
الیهم تب فانهم بطله

قال الصوری و انشدنی بعض شیوخنا

اهل التصوف قد مضوا صار التصوف مخرقه صار التصوف صیحة و تواجد او مطبقه
کذبت نفسک لیس ذا تجری علیک صروفه سنن الطریق الملحفة
و همو م سراک مطرقه

ترجمہ مینے ایک قوم کو دیکھا جو ظاہر مین اچھے لوگ ہین شکیزہ یا لوٹا لئے پھرتے ہیں + لوگونسے برطرف ہوکر ایک جگہ بیٹھ رہی ہینے لوگونسے انکا حال پوچھا تو جواب ملا کہ اہل توکل ہیں + صوفیہ ہیں اور قضای الٰہی پر صابر ہیں جو اسکا حکم نازل ہوا سپہ ٹھہرے ہوئے ہیں + مینے یہ سنکر جی مین کہا کہ درصل یہی لوگ انسان ہیں اور ان کے سوا سب رذیل ہیں لہذا ایک زمانہ تک انکی خدمت کرتا رہا یہانتک کہ بعد مین ثابت ہوا کہ یہ لوگ کمینے ہیں۔ اگر کہانے پر آمادہ ہوتو انکا کہانا اسراف ہی اور اگر پہنتے ہیں تو شہرت اور نمایش کیلئے ہوتا ہے + ان کے پیر اور ان کے بڑے سے امتحان کے طور پر اسکا فرض دریافت کرو تو ضرور غافل پاؤگے + اور کسی معشوق ناز و کرشمہ والے کی تعریف پوچھو تو ناواقف نہ دیکھوگے ۔ جب وہ باہم جمع ہوکر بیٹھتے ہیں تو انکا علم وہی ہے جو چرواہوں کمینوں اور رذیلوں کا علم ہے + وقت اور حال اور حقیقت اور برہان اور عکس ان کے نزدیک سب برابر ہیں + انہوں نے صوف کا لباس اس لئے پہنا ہے کہ نیک معلوم ہوں حالانکہ وہ شریر بھیڑیئے اور حیلہ ساز ہیں + کسب و معاش سے اسواسطے الگ ہوگئے ہیں کہ لوگوں کی بیگنی کرینگے انکا مال شرارت سے کہا جائیگا کسب کا چھوڑ دینا کچھ عفت اور پرہیزگاری کے لحاظ سے نہیں بلکہ بیکاری کی راحت حاصل کرینکی غرض سے ہے + جو شخص انکی مکر کیوجہ انکی طرف مائل ہو اس سے کہدو کہ انسے دور رہو کیونکہ وہ اہل بطالت ہیں + اور انکی کلام سے استغفار کرو اور پھر دوبارہ جاہلوں کی صحبت مین نہ جاؤ۔ صوری کہتے ہیں کہ بعض شیوخ نے مجکو چند شعر سنائے جنکا ترجمہ یہ ہی جو اہل تصوف تھے وہ گذر گئے اب تصوف دروغگوئی ہو بیباکی ۔ چیخنا اور وجد کرنا اور تالیاں بجانا تصوف رہ گیا ہے تو زمانے کی گردشیں اتھا رہا ہی اور تیری دل کی خواہشیں رکی ہوئی ہیں تمہارا نفس تم سے جھوٹ بولتا ہے خبردار یہ طریق راست نہیں ہے +

الباب الحادی عشر فی ذکر تلبیس ابلیس علی المتدینین مایشبہ الکرامات قال المصنف قد بینا فیما تقدم ان ابلیس انما یتمکن من الانسان علی قدر قلۃ العلم فکلما قل علم الانسان کثر تمکن ابلیس منہ وکلما کثر العلم قل تمکنہ منہ **ومن العیاذ** من یری ضوءا ونورا فی السماء فانکان فی رمضان قال رأیت لیلۃ القدر وانکان فی غیرہ قال قد فتحت لی ابواب السماء وقد یتفق الشیء الذی یطلبہ فیظن ذلک کرامۃ وربما کان کرامۃ وربما کان اتفاقا وربما کان اختبارا وربما کان من خدع ابلیس والعاقل لا یسکن شیئا من ھذا ولو کان کرامۃ **وقد ذکرنا** فی باب الزھاد **عن** مالک بن دینار وحبیب العجمی انھما قالا ان الشیطان لیلعب بالقراء کما یلعب الصبیان بالجوز **قال المصنف** ولقد استغوی بعض ضعفاء الزھاد بان اراہ ما یشبہ الکرامات حتی ادعی النبوۃ کان یاتی رخامۃ فی المسجد فینقرھا بیدہ فتسیح وکان یطعمھم فاکھۃ الصیف فی الشتاء ویقول اخرج احتی اریکم الملائکۃ واشیاء کثیرۃ یلعب بہ الشیطان **وکان رجل** من اھل البصرۃ قد اتی بیت المقدس فدخل علی الحارث فاخذ فی التحمید ثم اخبرہ بامرہ وانہ نبی مبعوث مرسل فقال لہ ان کلامک لحسن ولکن فی ھذا نظر قال فانظر فخرج البصری ثم عاد الیہ فرد علیہ کلامہ فقال ان کلامک لحسن وقد وقع فی قلبی

ترجمہ گیارھواں باب ان لوگونپر تلبیس ابلیس کے بیان میں جو کرامت کے مشابہ کیفیت کو دین سمجھتے ہیں **مصنف** نے کہا ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ ابلیس کم علمی کے مطابق انسان پر قابو پاتا ہے جسقدر انسان کا علم کم ہوگا اسیقدر ابلیس زیادہ قابو پائیگا اور جتنا علم زیادہ ہوگا اتنا ہی اسکا قابو کم ہوگا عبادت کرنیوالونمیں سے کسی کو روشنی یا نور آسمان پر نظر آتا ہے تو اگر یہ کیفیت ماہ رمضان میں ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ یہ مینے شب قدر دیکھی ورنہ کہتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے بعض اوقات جس چیز کی اسکو تلاش ہوتی ہے اتفاق سے وہ ملجاتی ہے تو اسکو کرامت خیال کر بیٹھتا ہے حالانکہ کبھی تو کرامت ہوتی ہے اور کبھی اتفاقیہ ایسا ہوجاتا ہے ۔ اور کبھی امتحانا ہوتا ہے اور کبھی شیطان کے فریب سے ہوا کرتا ہے اور عاقل کی ایسی باتوں سے تسکین نہیں ہوتی خواہ کرامت کیوں نہو۔ ہم زاہدوں کے باب میں اسکا ذکر کر چکے ہیں مالک بن دینار اور حبیب عجمی کہتے ہیں کہ شیطان قاریوں کے ساتھ اسطرح کھیلتا ہے جیسے لڑکے اخروٹوں سے کھیلتے ہیں **مصنف** نے کہا کہ شیطان نے ایک کم عقل زاہد کو دھوکا دیا کہ اسکو کرامت کے مشابہ کچھ شعبدہ دکھادیا حتے کہ اسنے نبوت کا دعوی کیا وہ مسجد میں آکر فرش کو ہاتھ سے کریدتا تھا تو جو کنکریاں اس کے ہاتھ میں آتی تھیں تسبیح پڑھا کرتی تھیں اور وہ شخص لوگو کو گرمی کے میوے جاڑونمیں کھلایا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ آؤ تم کو فرشتے دکھادوں اور بہت سی چیزیں دکھاتا تھا شیطان اس شخص کے ساتھ کھیل کرتا تھا اہل بصرہ میں سے ایک آدمی بیت المقدس کو گیا وہاں حارث سے ملا حارث نے پہلے حمد الٰہی کی پھر اپنا قصہ سنایا۔ اور کہا کہ میں نبی مرسل خدا کی طرف سے مبعوث ہوں بصری نے کہا۔ کہ تمہارا کلام تو اچھا ہے ۔ لیکن یہ معاملہ غور طلب ہے اس نے کہا غور کر یہ کہہ کر وہاں سے چلا آیا۔ پھر دوبارہ اس کے پاس گیا اس نے اپنا کلام دہرایا۔ بصری نے جواب دیا۔ کہ تمہاری باتیں عمدہ ہیں ۔ اور میرے دل میں گھر کر گئیں ۔

وقد امنت بك هذا الدين المستقيم فامر ان لا يحجب عنه فاقبل البصري يتردد اليه ويعرف مداخله ومخارجه واين يضرب حتى صار من اخص الناس به ثم قال له ائذن لي قال الى اين قال الى البصرة اكون اول داع لك بها قال فاذن له فخرج مسرعا الى عبد الملك وهو بالبصرة فلما دنى من سرادقه صاح النصيحة فقال اهل العسكر وما نصيحتك قال نصيحة لامير المؤمنين فدنى من امير المؤمنين فامر عبد الملك ان ياذنوا له فدخل وعنده اصحابه قال وصاح النصيحة قال وما نصيحتك فقال اخلني ولا يكون عندك احد فاخرج من كان عنده ثم قال ادن فدنى وعبد الملك على السرير قال ما عندك قال الحارث فلما ذكر الحارث طرح نفسه من السرير ثم قال اين هو قال يا امير المؤمنين هو ببيت المقدس قد عرفت مداخله ومخارجه فقص عليه قصته وكيف صنع به فقال وانت ايمان بيت المقدس وامير ما هنها فرني بما شئت قال اجمع لي كل شمعة ببيت المقدس وادفع كل شمعة الى رجل ورتبهم على ازقة بيت المقدس فاذا قلت اسرجوا جميعا وتقدم البصري وحده الى منزل الحارث فاتى الباب فقال للحاجب استاذن لي على نبي الله قال في هذه الساعة وايؤذن عليه حتى يصبح قال اعلمه فدخل عليه فاعلمه فامره بفتح الباب قال ثم صاح البصري اسرجوا فاسرجت الشموع حتى كانت كالنهار ثم قال من مر بكم فاضبطوه ودخل هو الى الموضع الذي يعرفه

ترجمہ اور میں تمہارا ایمان لے آیا یہ تمہارا دین راست ہے حارث نے اسکو حکم دیا کہ مجھ سے غائب نہ رہنا بصری نے منظور کیا اور اس کے پاس جانے آنے لگا اور اسکے اندر باہر کے سب ٹھکانے معلوم کرنے لگا کہ کہاں کہاں بھاگ کر گھسا جاتا ہے یہانتک کہ حارث کے خاص معتبروں میں سے ہو گیا۔ بعد اسکے اس سے بولا کہ اب آپ مجھ کو اجازت دیجے حارث نے پوچھا کہاں جانے کی اجازت مانگتے ہو جواب دیا کہ بصرے جاکر سب سے پیشتر لوگوں کو آپ کے دین کی طرف بلاؤں حارث نے اجازت دی وہ شخص فوراً بصرہ میں عبد الملک کی پاس گیا جب عبد الملک کے خیمہ سے قریب ہوا۔ تو چلا کر بولا کہ نصیحت نصیحت لشکر والوں نے پوچھا کہ کیسی نصیحت ہے۔ جواب دیا کہ امیر المومنین کے لئے ایک نصیحت لایا ہوں عبد الملک کو اطلاع ہوئی حکم دیا کہ اسکو آنیکی اجازت دیں وہ شخص خیمہ میں داخل ہوا عبد الملک کی پاس اسکے اصحاب بیٹھے تھے کہتے ہیں کہ وہ چلایا کہ نصیحت اس شخص نے کہا کہ خلوت کیجئے کوئی دوسرا آپ کی پاس نہ ہو عبد الملک نے سب کو باہر کر دیا اور کہا کہ قریب آکر بیان کر وہ قریب آیا۔ عبد الملک تخت پر بیٹھا تھا پوچھا کہ کیا خبر لایا ہے۔ جواب دیا کہ حارث کی خبر ہے عبد الملک نے جب حارث کا نام سنا تو اپنے آپ کو تخت سے گرا دیا اور پوچھا کہ وہ کہاں ہے جواب دیا کہ یا امیر المومنین وہ بیت المقدس میں ہے اس کے اندر باہر کے سب ٹھکانے معلوم کر لئے اسکا تمام قصہ جو کچھ گذرا تھا بیان کیا عبد الملک نے کہا۔ تجکو یہانکی اور بیت المقدس کی حکومت بخشی جو کچھ تو مجھ سے کہے وہ کروں کہنے لگا کہ آپ سب کے لئے بیت المقدس کی تمام شمعیں یکجا کرائیے اور ہر ایک شمع ایک آدمی کو دیجئے اور سب کو بیت المقدس کی گلیوں پر ترتیب وار کھڑا کیجئے جب میں حکم دوں کہ روشن کرو تو سب شمعیں روشن کر لیں یہ انتظام کر کے وہ بصری اکیلا حارث کے مقام پر گیا دروازے پر کھڑا ہو کر دربان سے کہا کہ میرے لئے نبی اللہ سے اجازت لو دربان نے کہا یہ وقت ان سے ملنے کا نہیں وہ شخص بولا کہ انکو میرا پتہ نشان دو دربان گیا اور اس شخص کا پتہ بتایا حارث نے حکم دیا کہ دروازہ کھولو بصری نے پکار کر کہا روشن کرو تمام شمعیں روشن ہو گئیں گویا دن نکل آیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ جو کوئی تمہاری طرف سے گذرے اسکو گرفتار کرو یہ کہکر خود حارث کی منزل میں گیا جس کو پہچانتا تھا۔

فطلبه فلم یجده فقالت اصحابه هیهات تریدون ان تقتلوا نبی الله قد رفع الی السماء فطلبه فوجده فی سرب قد هیأه فادخل البصری یده فی ذلک السرب فاذا هو به فاخرجه الی خارج ثم قال للقوم اضبطوه فربطوه فبینا هم یسیرون به علی البرید حتی اتوا به عبد الملک فلما سمع به امر بخشبة فنصبت فصلبه وامر رجلا یطعنه فاصاب ضلعا من اضلاعه فکفت الحربة فجعل الناس یصیحون الانبیاء لا یجوز فیهم السلاح فلما رأی ذلک رجل من المسلمین تناول الحربة فطعنه بها فقتله قال الولید بلغنی ان خالد بن یزید بن معاویة دخل علی عبد الملک فقال لو حضرتک ما امرتک بقتله قال ولم قال انما کان به المذهب فلو جوعته ذهب عنه **فصل** قال المصنف وقد اغر اقوام بما یشبه الکرامات فقال بعضهم اصبحت الیوم مهتما بدین علی وهی ستة دراهم فبینا انا امشی علی شط الفرات اذا انا بستة دراهم فاخذتها فوزنتها فاذا هی ستة لا یزید ولا ینقص قال له ابو عمران تصدق بها وابو عمران هو ابراهیم النخعی فقال له ابو عمران تصدق بها فانها لیست لک فانظر الی کلام الفقهاء وبعد الاغترار عنهم وکنت اعلمه انها لقطة ولم یلتفت الی ما یشبه الکرامة وانما امره تعریفها لان مذهب الکوفیین انه لا یجب التعریف لما دون الدینار وکانه انما امره بالتصدق بها لئلا یظن انها کرامة اکرم بها

ترجمہ وہاں ڈھونڈا تو حارث کو نہ پایا حارث کے اصحاب بولے کہ ہیہات تم پیغمبر خدا کو قتل کرنا چاہتے ہو جو آسمان پر اوٹھایا گیا۔ بصری نے اسکو تلاش کیا تو ایک گڑھے میں پایا جو اس نے تیار کر رکھا تھا بصری اپنا ہاتھ اس تنگ گڑھے میں ڈالا اور اسکو باہر نکالا۔ اور حکم دیا کہ اسکی مشکیں باندھ لو لوگوں نے اسکو جکڑا۔ اور گرفتار کر کے پراؤ در پراؤ عبد الملک کے پاس لائے جب عبد الملک نے اسکی خبر سنی تو ایک سولی نصب کرنے کا حکم دیا اور ایک آدمی سے کہا کہ اس کو نیزہ مارے اسنے مارا تو نیزہ اس کی ایک پسلی میں اگر رہگیا لوگ شور مچانے لگے کہ انبیاء پر ہتھیار چلانا روا نہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے جو یہ کیفیت دیکھی تو بڑھکر یہ لیا اور حارث کے بھونک کر اس کو مار ڈالا ولید نے کہا مینے سنا ہے کہ عبد الملک کے پاس خالد بن یزید بن معاویہ لے آکر کہا کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا۔ تو تم کو اس کے مار ڈالنے کی اجازت نہ دیتا۔ عبد الملک نے کہا یہ کیوں جواب دیا۔ کہ اس کو فقط وحشت تھی اگر تم اس کو بھوکا رکھتے تو زائل ہو جاتی **فصل مصنف** رح نے کہا کہ کرامت کے مشابہ کوئی کرشمہ دیکھکر اکثر صوفیہ بہک گئے ہیں ایک شخص بیان کرتا ہے کہ آج مجھکو چھ درم کے لئے تشویش تھی جو مجھپر قرض تھے۔ اتفاقاً فرات کے کنارے جا رہا تھا۔ کہ چھ درم پڑے پائے مینے اُن کو اوٹھالیا۔ تو پورے چھ تھے نہ کم نہ زیادہ اس شخص سے ابو عمران ابراہیم نخعی نے کہا کہ یہ درم خیرات کر ڈالو کیونکہ تمہاری ملکیت نہیں فقہا کے کلام پر غور کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ کیسا فریب کھانے سے دور رہتے ہیں ان درموں کو لقطہ بتایا۔ اور کرامت کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اور تعریف کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوفیوں کے مذہب میں دینار سے کم کے لئے تعریف واجب نہیں۔ اور خیرات کرنے کا حکم شائد اس واسطے دیا۔ کہ کہیں وہ شخص اس کو کرامت نہ سمجھے۔

وقال اخر منهم احتجب یوما الی الوضوء فاذا انا بکوز من جوهر وسواک من الفضة رأسه اللین من الخز فاستکت بالسواک وتوضأت بالماء وترکتهما وانصرفت **قال المصنف** انظر الی قلة عقل هذا الرجل اذ لو کان یفهم الفقه علم ان استعمال الفضة لا یجوز ولکن قل علمه فاستعمله فظن انها کرامة والله تعالی لا یکرم بما یمنع من استعماله شرعا الا ان یکون اظهر له ذلک علی سبیل الامتحان **فصل قال المصنف** واعلم العقلاء شدة تلبیس ابلیس حذروا من اشیاء ظاهرها الکرامة وخافوا ان یکون من تلبیسه **قال** وسمعت زهرون یقول کلمنی الطیر وذلک انی کنت فی البادیة فمنعت فرایت طیرا ابیض فقال لی یا زهرون انت تابه فقلت یا شیطان غر غیری فوثب فی الثالثة وصار علی کتفی و قال ما انا بشیطان انت تابه ارسلت الیک ثم غاب عنی **وحدثنا** محمد بن عمرو **قال حدثنی** زلفی **قالت** قلت لرابعة العدویة یا عمه لم لا تاذنین للناس یدخلون علیک **قالت** وما ارجو من الناس ان اتونی حکوا عنی ما لم افعل لقد بلغنی انهم یقولون انی اجد الدراهم تحت مصلای ویطبخ لی القدر بغیر نار **قالت** فقلت لها ان الناس یکثرون فیک القول یقولون ان رابعة تصیب فی منزلها الطعام والشراب فهل تجدین شیئا فقالت یا بنة اخی لو وجدت فی منزلی شیئا ما مسسته

ترجمہ: ایک صوفی نے بیان کیا کہ مجھے ایک روز وضو کرنے کی ضرورت ہوئی یکایک کیا دیکھا کہ میرے سامنے ایک لوٹا جواہرات کا آیا اور ایک چاندی کی مسواک جسکا سر ریشم سے زیادہ نرم تھا میں نے وہ مسواک لی اور اس لوٹے کے پانی سے وضو کیا اور وہ دونوں چیزیں وہیں چھوڑ کر چلا آیا مصنف نے کہا اس شخص کی کم عقلی پر غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ شخص فقہ کو سمجھتا تو جان لیتا کہ چاندی کا استعمال کرنا جائز نہیں لیکن چونکہ کم علم تھا۔ لہذا اسکا استعمال کیا اور سمجھا کہ وہ کرامت ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ اکرام نہیں فرماتا جسکے استعمال سے شرعاً منع کیا ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ بطور امتحان کے اسکے لئے ظاہر کیا ہو **فصل مصنف** نے کہا کہ اہل عقل نے جب جان لیا کہ ابلیس کی فریب دہی بہت سخت ہے تو ان چیزوں سے پرہیز کیا جو بظاہر کرامت معلوم ہوتی ہیں اس خوف سے کہ کہیں یہ بھی اس کا فریب نہو **زہرون** سے میں نے سنا کہتے تھے کہ مجھ سے پرندہ نے گفتگو کی واقعہ یہ ہے کہ ایک بار میں جنگل میں تھا وہاں لیٹا رہا میں نے ایک سفید پرندہ دیکھا مجھ سے بولا کہ اے زہرون تم راہ بھولے ہوئے ہو میں نے کہا اے شیطان کسی دوسرے کو دھوکا دینا دوبارہ اسنے ایسا ہی کہا اور میں نے بھی جواب دیا تیسری مرتبہ کو دکر میرے شانہ پر آبیٹھا اور بولا کہ میں شیطان نہیں ہوں واقعی تم رستہ بھولے ہوئے ہو مجھکو خدا نے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ کہکر غائب ہوگیا **محمد** بن عمرو نے ہمسے بیان کیا کہ مجھسے زلفا نے ذکر کیا۔ کہ میں نے رابعہ عدویہ سے کہا۔ اے چچی تم لوگونکو اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتی ہو جواب دیا کہ مجھکو لوگوں سے امید ہی کیا ہے یہی ہے کہ میرے پاس آئینگے اور پھر مجھ پر ایسی باتیں جوڑ کر بیان کرینگے جو میں نہیں کرتی سنتی ہوں کہ لوگ بیان کرتے ہیں اپنی جانماز کی تلے درہم پاتی ہوں اور میری ہنڈیا بغیر آگ کے پک جاتی ہے۔ زلفا کہتی ہیں میں نے کہا لوگ تو تمہاری نسبت بہت سی باتیں بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رابعہ کو اپنے گھر میں کھانا اور پانی مل جاتا ہے۔ کیا واقعی تم کو ملتا ہے جواب دیا کہ اے بھتیجی اگر مجھکو میرے گھر میں کچھ ملتا بھی تو میں اسکو ہاتھ نہ لگاتی ۔

ولا وضعت یدی علیه ولقد اصبحت صائمة فی یوم بارد فثار غلتی نفسی الی شئ من الطعام الیسخن افطر علیه وکان عندی شحم
فقلت لو کان لی معه بصل عالجته فاذا طائر قد جاء فسقط من منقاره بصلة فلما رأیته رجعت عما اردت وحلفت ان هذا
من الشیطان **ولقد بلغنا** انهم کانوا یرون وهیبا الله من اهل الجنة فاخبر بها اشتد بکاؤه وقال قد خشیت
ان یکون هذا من الشیطان **وبلغنا** ان ابا حفص النیسابوری خرج ذات یوم ومعه جماعة من اصحابه فی السیاحة
فجلس واصحابه حوله فتکلم علیهم فطابت انفسهم ثم نظر فاذا بایل قد نزل من الجبل فبرک بین یدی الشیخ فبکی الشیخ
بکاء شدیدا فلما سکن سألوه الجماعة فقالوا یا استاذ تکلمت علینا وطابت قلوبنا فلما جاء هذا الوحش و
برک بین یدیک ازعجک وابکاک فقال نعم رأیت اجتماعکم حولی وقد طابت قلوبکم فوقع فی قلبی لو ان لنا شاة ذبحتها
ودعوتهم علیها فما تحکم هذا الخاطر حتی جاء هذا الوحش فنزل بین یدی فخیل لی انی مثل فرعون الذی سأل
ربه ان یجری له النیل فاجراه له **قلت** فما یومنی ان یکون الله تعالی ان یعطینی کل حظ لی فی الدنیا وابقی فی الآخرة
فقیرا لا شئ لی فهذا الذی ازعجنی ولقد اخذ رجل فی زماننا ابریقا جدیدا فاتر فیه عسلا فیبست الخزف بطعم
العسل واستعجب الابریق فی سفره فکان اذا غرف به الماء من النهر وسقی اصحابه وجدوا طعم العسل

ترجمہ ایک روز جاڑے میں میں نے روزہ رکھا میرے نفس نے کچھ گرم کھانا مانگا جسپر افطار کروں میرے پاس چربی تھی میں نے جی میں کہا۔ کہ اگر
اس کے ساتھ پیاز ہوتا تو اس میں ملا لیتی اتنے میں ایک پرندہ آیا اور اس کی چونچ میں سے ایک پیاز گرا جب میں نے اس کو دیکھا تو اپنے ارادہ
سے باز آئی اور قسم کھائی کہ کہیں یہ شیطان کی طرف سے نہ ہو **وہیب** کی نسبت میں نے سنا ہے کہ لوگ خواب میں دیکھا کرتے تھے۔
کہ وہیب بہشتی ہیں وہیب کو اس کی خبر ہوئی تو بہت روئے اور کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ شیطان کا فریب نہ ہو۔ **ابو**
حفص نیشاپوری کی نسبت سنا ہے کہ ایک روز باہر نکلے اور ان کے ساتھ ان کے سفر کے ہمراہی تھے ایک جگہ بیٹھ رہے اور ان کے
گردان کے اصحاب تھے ان کو کچھ باتیں سنائیں جس سے ان کے دل خوش ہوئے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بارہ سنگھا پہاڑ سے
اترا اور شیخ کے سامنے آبیٹھا شیخ بہت روئے۔ جب کچھ ٹھہرے تو لوگوں نے عرض کیا اے استاد تم نے ہم کو وعظ
سنایا ہم خوشدل ہوئے جب یہ وحشی جانور آکر تمہارے سامنے بیٹھا تو تم کو بیقرار کیا اور رولا دیا۔ جواب دیا کہ جان میں نے اپنے گرد
تمہارا مجمع دیکھا اور تمہارے دل خوش ہوئے میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر اسوقت کوئی بکری ہوتی تو اس کو ذبح کرتا اور
تمہاری دعوت کرتا یہ خطرہ ہنوز اچھی طرح دل نشین نہ ہوا تھا کہ یہ وحشی جانور آیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا مجھ خیال پیدا ہوا کہ کہیں میں
فرعون کی مانند تو نہ ہوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے دریائے نیل کے جاری ہوجانیکا سوال کیا تھا خدا نے اسکو جاری کردیا میں نے سوچا
کہ میں کیونکر اس بات سے بیخوف ہوسکتا ہوں کہ میرا تمام حصہ اللہ تعالیٰ مجھکو دنیا میں عطا فرمائے اور آخرت میں فقیر تہیدست رہجاؤں
اسی خیال نے مجھکو بیقرار کردیا ایک شخص نے ہمارے زمانے میں ایک کورا لوٹا لیا اس میں شہد چھوڑا اس لوٹے نے شہد کا مزا جذب
کرلیا وہ شخص ایک سفر میں لوٹے کو ساتھ لیگیا جب نہر سے اسمیں پانی بھرتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو پلاتا تھا وہ اسمیں شہد کا مزا پاتے تھے۔

الباب الثانی عشرۃ فی ذکر تلبیس ابلیس علی العوام قال المصنف وقد بینا ان تلبیس ابلیس یقوی علی قدر قوۃ الجہل وقد افتن فیما فتن بہ العوام لا یمکن ذکرہ لکثرتہ وانما نذکر اصولا یستدل بہ علی جنسہ واللہ الموفق **فمن ذلک** انہ یاتی الی العامی فیحملہ علی التفکر فی ذات اللہ وصفاتہ فیشکک **وقد** اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک ما اخبرنا بہ عنہ ابوھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئلون حتی یقال ھذا اللہ خلقنا فمن خلق اللہ قال فقال ابوھریرۃ فواللہ انی لجالس یوما اذ قال لی رجل من اھل العراق ھذا اللہ خلقنا فمن خلق اللہ قال ابوھریرۃ فجعلت اصبعی فی اذنی ثم صحت صدق اللہ ورسولہ اللہ الواحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد **قال المصنف** انما وقع ھذا لغلبۃ الحس وھو انہ ما رای شیئا الا مفعولا ولیقل لھذا العامی الست تعلم انہ خلق الزمان لا فی الزمان والمکان لا فی مکان فاذا کانت ھذہ الارض وما فیہا لا فی مکان ولا تحتہا شئ وحسک ینفر من ھذا لانہ ما الفت شیئا الا فی مکان فلا یطلب بالحس من لا یعرف بالحس وشاور عقلک فانہ سلیم المشاورۃ **وتارۃ** یلبس ابلیس علی مقتضی الحس فیعتقدون التشبیہ **وتارۃ** یلبس علیہم من جہۃ العصبیۃ للمذاھب فتری العامی یلاحن ویقاتل فی امر ما یعرف حقیقتہ **فمنہم** من تحمر بعصبیۃ ابی بکر ومنہم من تحمر لعلی وکم قد جری فی ھذا من الحروب وقد جری فی ھذا بین اھل الکرخ واھل باب البصرۃ علی مر السنین من القتلی واحراق الدور ما یطول ذکرہ

ترجمہ- **بارھواں باب** عوام پر تلبیس ابلیس کے بیان میں مصنفؒ نے کہا کہ ہم بیان کرچکے ہیں کہ شیطان کا فریب بقدر قوت جہالت کے قوت پاتا ہے عوام کو ایسے ایسے فتنوں میں ڈال رکھا ہے کہ بوجہ کثرت کے انکا ذکر کرنا غیر ممکن ہے ہم فقط اصول ذکر کرتے ہیں انہیں پر انکی مثل کو قیاس کرنا چاہیئے وہ یہ کہ شیطان ایک عامی کے پاس آتا ہے اور اسکو اللہ تعالی کی ذات وصفات میں غور کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے لہذا وہ عامی اللہ تعالے کے لیے صورت قرار دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کی خبر دی ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئیگا کہ لوگ عجیب عجیب سوال کیا کرینگے حتی کہ پوچھا جائیگا کہ ہمکو تو اللہ نے پیدا کیا ہے مگر اللہ کو کسنے پیدا کیا ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عراقی آدمی نے مجھ سے سوال کیا کہ ہمکو تو خدا نے پیدا کیا خدا کو کسنے پیدا کیا ہے یہ سنکر میں نے اپنے کانوں میں انگلی کرلی اور باآواز بلند کہا صدق اللہ وصدق رسولہ اللہ الواحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد **مصنفؒ** نے کہا کہ یہ خوابی اسلیئے واقع ہوئی کہ حواس غالب ہی کیونکہ حس کو جو چیز نظر آتی ہے وہ کسی کی بنائی ہوئی ہوتی ہے اس عامی کو جواب دینا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے زمان کو غیر زمان میں اور مکان کو غیر مکان میں پیدا کیا جبکہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہی لامکاں میں ہی اور اسکے نیچے کچھ نہیں حالانکہ تمہارا حس اسکو بعید جانتا ہے کیونکہ اسنے ہر چیز کو مکان ہی میں پایا۔ تو وہ ذات کس طرح حس سے طلب کی جاسکتی ہے جسکو حس سے نہیں پہچان سکتے تم اس بارہ میں اپنی عقل سے مشاورت کرو کیونکہ عقل اچھی مشیر ہی شیطان کبھی تقاضائے حس کے مطابق فریب دیتا ہے لہذا عوام تشبیہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور کبھی تعصب مذہبی کی رو سے بہکاتا ہے لہذا ایک عامی ایسے امر کے بارہ میں جسکی وہ حقیقت نہیں جانتا گالی گلوچ اور مرنے مارنے پر تیار ہوجاتا ہے بعض تعصب سے خاص حضرت ابوبکر کو بڑا مانتے ہیں بعض حضرت علی کو خاص کرتے ہیں اور اسمیں بہت سی لڑائیاں ہوئیں اہل کرخ اور اہل باب بصرہ میں باہم اسی بنا پر برسوں جنگ وقتال اور آتش زنی رہی جسکا

وترى كثيرا ممن يخاصم فى هذا من يلبس الحرير ويشرب الخمر ويقتل النفس وابوبكر وعلى رضى الله عنهما برئيان منهم
ومن العوام من يقول لربه كيف قضى وعاقب ومنهم من يقول لم ضيق رزق المتقى واوسع على العاصى و
منهم من يشكر على النعم فاذا جاء البلاء اعرض وكفر ومنهم من يقول اى حكمة فى هدم الاجساد بعد بنائها
ومنهم من يستبعد البعث ومنهم من يحيل اليه مقصودا ويبتلى ببلاء فيكفر ويقول انا ما اريد اصلى وربما غلب فاجر نصرانى
مؤمنا فقتله او ضربه فيقول العوام قد غلب الصليب فلماذا نصلى اذا كان الامر كذا وكل هذه الآفات تمكن بها منهم ابليس
ليعدهم عن العلم والعلماء فلو انهم استفهموا اهل العلم لاخبروهم ان الله حكيم ومالك فلا يليق مع هذا اعتراض +
فصل قال المصنف ومن العوام من يرضى عن عقل نفسه فلا يبالى بمخالفة العلماء فمتى خالفت فتواهم عرضه اخذ
يرد عليهم ويقدح فيهم وقد كان ابن عقيل يقول قد عشت هذه السنين فلو دخلت يدى فى صنعة صانع
لقال افسدتها على فلو قلت انا رجل عالم لقال بارك الله لك فى علمك ليس هذا من شغلك وشغله امر حسى
لو تعاطيته فهمته والذى انا فيه امر عقلى فاذا افتيته لم يقبل فصل قال المصنف ومن تلبيسه عليهم
تقديم المتزهدين على العلماء فلو رأوا جبة صوف على اجهل الناس عظموه خصوصا اذا طأطأ راسه

ترجمہ اکثر لوگ جو اس بارے میں بحث کرتے ہیں وہ ہیں جو ریشم پہنتے ہیں شراب پیتے ہیں اور بیخطا لوگوں کو مار ڈالتے ہیں حضرت
ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما ایسے شخصوں سے بیزار ہیں عوام میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے خدا خود ہی مقدر
کرے اور پھر عذاب کرے بعض کہتے ہیں خدا نے متقی کو تنگدست اور گنہگار کو فارغ البال کیوں کیا بعض ایسے ہیں کہ خدا کی نعمتوں کا شکر کرتے
ہیں جب کوئی بلا آتی ہے تو پھر جاتے ہیں اور کفر کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ جسم کو بنا کر بگاڑ دینے میں کیا حکمت ہے بعض قیامت کے قائل
نہیں بعض ایسے ہیں کہ انکا مقصد بر نہ آیا یا کسی بلا میں مبتلا ہو گئے تو کفر اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنا نہیں چاہتے
اکثر اوقات کوئی فاجر نصرانی کسی مومن پر غالب آجائے اسکو مار ڈالے یا مارے تو عوام کہتے کہ صلیب غالب آگیا جب ایسا ہے تو ہم نماز
کیوں پڑھیں اور یہ تمام آفتیں کہ جن سے عوام پر شیطان قابو پا گیا ہے اس لئے ہیں کہ یہ لوگ علم اور علماء سے دور ہیں۔ اگر اہل علم
سے دریافت کرتے تو وہ ان کو بتاتے کہ اللہ تعالے حکیم اور مالک ہے پھر کچھ اعتراض نہ رہتا فصل مصنفؒ نے کہا عوام میں بعض وہ
ہیں جو اپنی عقل پر راضی ہیں اور علما کے خلاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتے لہذا جب علما کا فتوی ان کی غرض کے خلاف ہوتا ہے
تو اسکو رد کرتے ہیں اور علما میں نقص نکالتے ہیں ابن عقیل کہا کرتے تھے کہ میں اتنے برسوں زندہ رہا جب کبھی کسی کام والے
کے کام میں ہاتھ ڈالا تو اس نے کہا تو نے میرا کام خراب کر دیا اگر میں کہا کہ میں عالم آدمی ہوں تو جواب دیا کہ خدا تمہارے علم میں برکت دے یہ تمہارا
کام نہیں اگر تم کرتی ہوتی تو سمجھتے حالانکہ اسکا کام ایک امر حسی تھا اور میں جس شغل میں ہوں وہ امر عقلی ہے لہذا جب میں نے اسکو فتوی دیا تو
قبول نہیں کیا فصل مصنفؒ نے کہا عوام کو شیطان نے ایک یہ بھی دھوکا دیا ہے کہ زاہدوں کو عالموں پر شرف دیتے ہیں لہذا اگر صوف کا جبہ
کسی جاہل سے جاہل آدمی پر بھی دیکھ لیتے ہیں تو اسکی تعظیم کرتے ہیں خاصکر جبکہ وہ شخص اپنا سر جھکا لے

وتخشعهم ويقولون اين هذا من فلان العالم ذاك طالب الدنيا وهذا زاهد لا ياكل عنبة ولا رطبة ولا يتزوج فضلا
منهم بفضل العلم على الزهد وايثار المتزاهدين على شريعة محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم الم يروا هؤلاء الى رسول الله صلى
الله عليه وسلم يكثر التزويج ويصطفي السبا ويأكل لحم الدجاج ويحب الحلوا والعسل **فصل** قال **المصنف** و
اكثر منهم الى الغرباء فهم يوثرونهم على اهل بلدهم ممن قد خبروا امرهم وعرفوا عقيدته وانما ينبغي تسليم النفوس
الى من خبرت معرفته **قال** الله عز وجل فان آنستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم ومن الله سبحانه في ارسال محمد
صلى الله عليه وسلم الى الخلق بانهم يعرفون حاله فقال عز وجل لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم
وقال يعرفونه كما يعرفون ابناءهم **ومنهم** من يقول الرب كريم والعفو واسع والرجاء من الدين
فيسمون تمنيهم واغترارهم رجاء وهذا الذي اهلك عامة المذنبين **قال** ابو عمرو بن
العلاء ان الفرزدق جلس الى قوم يتذاكرون رحمة الله فكان اوسعهم في الرجاء صدرا
فقالوا له لم تقذف المحصنات فقال اخبروني لو اذنبت الى والدي ما اذنبته الى ربي عز وجل
اتراهما كانا يطيبان نفسا ان يقذفاني في التنور قالوا لا انما كان يرحمانك قال فاني اوثق برحمة ربي منهما

ترجمہ اور انکے سامنے خشوع وعجز کا اظہار کرے اور کہتے ہیں کہ بھلا کجا یہ بزرگ اور کجا فلاں عالم وہ تو دنیا کا طالب ہے اور یہ حضرت زاہد ہیں
نہ انگور کھاتے ہیں نہ چھوارا چکھتے ہیں نہ کبھی نکاح کرتے ہیں جہالت کے سبب سے یہ نہیں جانتے کہ زہد سے علم افضل ہے محمد بن عبد اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ کر زاہدوں کو اختیار کر رکھا ہے کیا یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے کہ شادی کثرت سے فرماتے
تھے قید ہو کر جو عورتیں آتی تھیں ان سے اپنے لئے منتخب کرتے تھے مرغ کا گوشت کھاتے تھے شہد اور حلوا پسند فرماتے تھے **فصل** مصنف
نے کہا کہ اکثر عوام کی توجہ اور رغبت مسافر اور بیرونی زاہدوں کی طرف ہے انکو اختیار کرتے ہیں اپنے شہر والوں کو چھوڑتے ہیں جنکی حالت
آزما چکے اور عقیدہ پہچان چکے حالانکہ اپنے آپ کو اسی کے حوالے کرنا چاہیے جسکی معرفت کا امتحان ہو چکا اللہ تم فرماتا ہے فان آنستم
منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم یعنی جب تم یتیموں کو دیکھو کہ ان میں رشد ہے تو انکا مال ان کے حوالہ کرو اور نیز اللہ نے محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو خلقت کیطرف بھیجکر احسان فرمایا ہے کہ کفار آپکا حال خوب جانتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ لقد من الله على المؤمنين اذ
بعث فيهم رسولا من انفسهم یعنی اللہ تم نے اہل ایمان پر احسان فرمایا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور فرمایا۔
يعرفونه كما يعرفون ابناءهم یعنی یہ لوگ آپکو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں بعض عوام کہتے ہیں کہ خدا کریم ہے اور اسکا عفو
وسیع ہے اور رجا عین ایمان ہے اپنی خام خیالی اور دھوکا کا نام رجا رکھا ہے اور اسی بات نے تمام گنہگاروں کو ہلاک کر دیا۔ ابو عمرو بن العلا
نے کہا کہ فرزدق ایک جماعت میں بیٹھا جو رحمت الٰہی کا ذکر کرتے تھے فرزدق رحمت کی امیدوار ہونیمیں سب سے زیادہ فراخ سینہ تھا
لوگوں نے اس سے کہا کہ تو پاکدامن عورتوں کو تہمت کیوں لگایا کرتا ہے جواب دیا کہ بھلا مجکو یہ تو بتاؤ کہ جو گناہ میں اپنے پروردگار کا کرتا ہوں اگر یہی گناہ
اپنے ماں باپ کا کروں تو کیا انکا دل اسبات کو گوارا کریگا کہ مجکو تنور میں جھونکدیں لوگوں نے کہا نہیں بلکہ تجھپر رحم کرینگے بولا کہ مجکو اپنے پروردگار

قال المصنف وهذا هو الجهل المحض لان رحمة الله سبحانه ليست برقة طبع ولو كان كذلك لما ذبح عصفور ولا اميت طفل ولا دخل احد الى جهنم قال الاصمعي كنت مع ابي نواس بمكة فاذا انا بغلام امرد يستلم الحجر الاسود فقال لي ابو نواس والله لا ابرح حتى اقبله عند الحجر فقلت ويلك اتق الله عز وجل فانك ببلد حرام وعند بيته فقال ما بلي منه بد ثم دنا من الحجر فجاء الغلام فبادر ابو نواس فوضع خده على خد الغلام فقبله وانا ارى فقلت ويلك في حرم الله تعالى فقال دع ذا عنك فان ربي رحيم ثم انشأ يقول وعاشقان التقى خداهما عند استلام الحجر الاسود فاشتفا من غيرانيا ثم كانا كانا على موعد قال المصنف انظروا الى هذه الجرأة التي نظر فيها الى الرحمة ونسي شدة العقاب بانتهاك تلك الحرمة ولقد دخلوا على ابي نواس في مرض موته فقالوا له تب الى الله تعالى فقال اياي تخوفون حدثنا حماد بن سلمة عن يزيد الرقاشي عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي شفاعة واني اخبأت شفاعتي لاهل الكبائر من امتي افترى لا اكون منهم قال المصنف وخطأ هذا الرجل من وجهين احدهما انه نظر الى جانب الرحمة ولم ينظر الى جانب العذاب والثاني انه نسي ان الرحمة انما تكون للتائب كما قال عز وجل واني لغفار لمن تاب وقال

ترجمہ مصنفؒ نے کہا یہ خیال محض جہالت ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت رقت طبع سے نہیں اور اگر ایسا ہوتا تو نہ کوئی چڑیا ذبح ہوتی پاتی اور نہ کوئی بچہ مرتا اور نہ کوئی دوزخ میں جاتا اصمعی نے کہا میں ابو نواس کے ساتھ مکہ میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک امرد لڑکا حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے ابو نواس مجھ سے کہنے لگا کہ واللہ میں حجر اسود کے پاس سے لڑکے کا بوسہ لئے بغیر نہ ٹلوں گا میں نے کہا تجھ پر خدا کی مار خدا سے ڈر اس وقت تو حرمت والے شہر میں ہے اور خدا کے گھر کے پاس ہے جواب دیا کہ میں اس سے مجبور ہوں۔ یہ کہکر سنگ اسود کے پاس گیا لڑکا آیا ابو نواس نے بڑھکر اپنا رخسارہ لڑکے کے رخسارہ پر رکھکر اس کا بوسہ لیا میں نے کہا وائے ہو تجھ پر اللہ تعالیٰ کے حرم میں ایسا کرتا ہے بولا کہ یہ باتیں رہنے دو میرا پروردگار رحیم ہے پھر دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ عاشق و معشوق کے رخسارے حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت باہم ملگئے۔ عاشق کی مراد برآئی اور دونو پر کچھ گناہ بھی نہ ہوا۔ گویا وہ دونوں وعدہ کر چکے تھے مصنفؒ نے کہا اس جرأت پر غور کرنا چاہیئے جس میں وہ رحمت کی طرف دیکھتا ہے۔ اور اس حرمت کی کے اوٹھا دینے پر عذاب کی سختی بھولتا ہے ابو نواس کی مرض موت میں لوگ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اب توبہ کرو۔ جواب دیا کہ کیا تم مجھے ڈراتے ہو مجھ سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ یزید رقاشی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کے لئے ایک شفاعت ہے اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے تو کیا عجب کہ میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ مصنفؒ نے کہا اس شخص نے دو وجہ سے خطا کی ایک تو یہ کہ جانب رحمت کو دیکھا اور جانب عذاب پر غور نہ کیا دوسرے اس بات کو بھولا کہ رحمت فقط توبہ کرنے والے کے واسطے ہے چنانچہ فرمایا واني لغفار لمن تاب یعنی جو توبہ کرتا ہے میں

اس کا بخشنے والا ہوں۔ اور فرمایا

ورحمتی وسعت کل شئ فساکتبہا للذین یتقون وھذا التلبیس ھو الذی یہلک عامۃ العوام **فصل** ومن العوام من یقول ھؤلاء العلماء ما یحافظون علی الحدود فلان یفعل کذا وفلان یفعل کذا فامری انا اقرب **ویکشف** ھذا التلبیس ان الجاھل العالم فی باب التکلیف سواء فغلبۃ الھوی للعالم لایکون عذرا للجاھل **و** بعضہم یقول ما قدر ذنبی حتی اعاقب ومن اناحتی اواخذ وذنبی لایضر طاعتی لاتنفعہ وعفوہ اعظم من جرمی کما قال قائلہم من انا عند اللہ حتی اذنبت لایغفر لی ذنبی وھذہ حماقۃ عظیمۃ کانہم اعتقدوا انہ لایواخذ الا ضدا وندا اما علموا انہم بالمخالفۃ قد صاروا فی مقام معاند سمع ابن عقیل رضی اللہ عنہ رجلا یقول من اناحتی یعاتبنی اللہ فقال لہ انت الذی لوامات اللہ جمیع الخلائق وبقیت انت لکان قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس خطابا لک **ومنہم** من یقول ساتوب واصلح وکم من ساکن الامل من اہلہ فاختطفہ الموت قبلہ **ولیس** من الجزم تعجیل الخطا وانتظار الصواب **و ربما** لم تنتہیا التوبۃ وربما لم تصح وربما لم تقبل ثم لو قبلت بقی الحیاء من الخیانۃ ابد الدہر ومرارۃ خاطر المعصیۃ حتی تذہب اسہل من معاناۃ التوبۃ حتی تقبل **ومنہم** من یتوب ثم ینقض فیعلم ابلیس بالمکائد لعلمہ بضعف عزمہ **حدثنا** المبارک بن فضالۃ عن الحسن انہ قال

ترجمہ ورحمتی وسعت کل شئ فساکتبہا للذین یتقون یعنی میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے میں اس کو متقیوں کے لئے لازم کرونگا یہی شیطان کا فریب عامہ عوام کو ہلاک کرتا ہے **فصل** بعض عوام کہتے ہیں کہ یہ علما لوگ حدود الٰہی کی نگہداشت نہیں کرتے فلاں ایسا کرتا ہی۔ اور فلان ایسا کرتا ہے بس میری حالت ٹھیک ہے اس شیطانی فریب کا اظہار اسطور پر ہے کہ تکلیف شرعی کے بارے میں جاہل اور عالم برابر ہیں لہذا عالم پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہونا جاہل کے لئے عذر نہ ہوگا۔ **بعض** کہتے ہیں کہ ہمارے گناہ ہی کسقدر ہیں جو ہمکو عذاب ہوگا اور ہم کون ہیں جن سے مواخذہ ہوگا ہمارے گناہ سے خدا کا کچھ نقصان نہیں اور ہماری اطاعت سے اسکا کوئی نفع نہیں اور اسکا عفو ہمارے جرم سے عظیم تر ہی چنانچہ انمیں سے ایک شخص نے کہا خدا کے سامنے میری حقیقت ہی کیا ہے کہ میں گناہ کروں اور وہ میرا گناہ نہ بخشے حالانکہ یہ بہت بڑی حماقت ہے شاید ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تم اپنی ضد اور مثل سے مواخذہ کرتا ہے یہ نہیں جانتے۔ کہ مخالفت کیوجہ سے یہ لوگ معاند کے مقام میں ہونگے **ابن عقیل** نے ایک آدمی کو سنا کہتا تھا میں کون ہوں کہ خدا مجھکو عذاب کریگا اس سے کہا کہ تو وہ ہے کہ اگر اللہ تمام مخلوقات کو موت دے اور فقط تو باقی رہجائے تو یا ایہا الناس تجھکو خطاب الٰہی ہوگا **بعض** عوام کہتے ہیں کہ ہم آیندہ توبہ کرلینگے اور نیک بنجائینگے حالانکہ بہت سے امید کرنیوالے اپنی امید سے رہ گئے اور موت نے پہلے ہی خاتمہ کردیا خطا میں جلدی کرنا اور راستی کے منتظر رہنا گو گناہ بسا اوقات توبہ سے نہیں ہوتی اور اکثر توبہ ٹھیک نہیں ہوتی اور بعض دفعہ قبول نہیں ہوتی پھر اگر توبہ قبول بھی ہوگئی تو گناہ کی شرمندگی ہمیشہ رہتی ہے لہذا گناہ کی خیال کو ہٹانا حتی کہ دور رہی اس بات سے آسان ہی کہ توبہ کی محنت اٹھائے حتی کہ قبول ہو بیانہ ہو بعض ایسے ہیں کہ توبہ کرتے ہیں اور پھر توڑ ڈالتے ہیں شیطان ان کے ارادہ کا ضعف معلوم کرکے اسکو اپنے مکر و فریب میں پھنسا لیا **مبارک** بن فضالہ نے بیان کیا کہ حسن نے کہا

تعرفنی قلت لا قال لنا ابو الهیثم العیار اللص الطرار صحیح کتوب فی دیوان امیر المؤمنین انی ضربت ثمانیة عشر الف سوط بالتفاریق وضربت ذلک علی طاعة الشیطان لاجل الدنیا فاصبر انت فی طاعة الرحمن لاجل الدین **قال المصنف** ابو الهیثم هذا یقال له ابو خالد الحداد کان یضرب المثل بصبره وقال له المتوکل ما بلغ من جلدک قال املأ لی جرابا عقارب ثم ادخل یدی فیه وانا لیو لمنی ما یولمک واجد لاخر سوط من الالم ما اجد لاول سوط ولو وضعت فی فمی خرقة وانا اضرب لاحترقت من حرارة ما یخرج من جوفی ولکن وطنت نفسی علی الصبر فقال له الفتح ویحک مع هذا اللسان والعقل ما یدعوک الی ما انت علیه من الباطل فقال احب الریاسة فقال المتوکل نحن خلیدیة وقال الفتح انا خلیدی وقال رجل لخالد یا خالد ما انتم لحوم ودماء یولمکم الضرب فقال بلی یولمنا الضرب ولکن معنا عزیمة صبر لیست لکم **قال داود** بن علی لما قدم بخالد اشتهیت ان اراه فمضیت الیه فوجدته جالسا غیر متمکن لذهاب لحم الیته من الضرب واذا حوله فتیان فجعلوا یقولون ضرب فلان وفعل بفلان کذا فقال لهم لم تتحدثون عن غیرکم افعلوا انتم حتی یحدث عنکم

ترجمہ کہ تم مجکو پہچانتے ہو مینے کہا میں تمکو نہیں جانتا جواب دیا کہ میں ابو الہیثم عیار طرار چور ہوں جسکا نام امیر المؤمنین کے دفتر میں لکھا ہی مینے متفرق طور پر اٹھارہ ہزار کوڑے کھائے ہیں اور یہ سب ضرب دنیا کے لئے شیطان کی اطاعت پر تھی لہذا تم صبر کرو کہ دین کے لئے رحمان کی اطاعت پر ضرب کھاتے ہو **مصنف** نے کہا یہ ابو الہیثم وہ ہے جسکو ابو خالد حداد کہتے ہیں یہ شخص صبر کرنے میں ضرب المثل ہے خلیفہ متوکل باللہ نے اس سے پوچھا کہ تیرا صبر کس حد تک ہے جواب دیا۔ کہ آپ ایک تھیلی مین بچھو بھر دیجے پھر میں اس میں اپنا ہاتھ ڈالدوں حالانکہ جس چیز سے آپکو تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھ کو بھی ایذا پہونچتی ہے اور آخری کوڑے کی تکلیف مجکو اسیقدر ہوتی ہے جسقدر پہلے کوڑے کی جب مجھپر ضرب پڑتی ہے اگر میں اسوقت اپنے مونہہ میں کپڑے کا ٹکڑا رکھ لوں تو میرے اندر سے جو حرارت نکلتی ہے اسکو جلادے لیکن مینے اپنے نفس کو صبر پر قرار دیا ہے یہ سنکر اس سے فتح نے کہا وای ہو تجھپر باوجود اس زبان اور عقل کے کیا چیز تمکو اس رطالت کی حالت پر آمادہ کرتی ہی جواب دیا کہ میں ریاست کو پسند کرتا ہوں متوکل یہ سنکر بولا کہ ہم خلیدی ہیں فتح نے کہا کہ میں بھی خلیدی ہوں کسی شخص نے خالد سے کہا اے خالد تم میں ہی تو گوشت اور خون ہے کیا ضرب سے تم کو تکلیف نہیں ہوتی جواب دیا کیوں نہیں ہوتی ضرب سے تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن ہم میں وہ قوی صبر ہے جو تم میں نہیں ہے **داود** بن علی نے کہا جب خالد پکڑا آیا تو مینے اسکو دیکھنا چاہا اس کے پاس گیا اسکو دیکھا کہ بیٹھا ہے لیکن ایک جانب قرار نہیں پکڑتا کیونکہ ضرب کیوجہ سے اسکے سرین کا گوشت جاتا رہا تھا اس کے گرد بہت سے جوان آدمی تھے وہ لوگ کہنے لگے کہ فلان نے آج کوڑے کھائے اور فلان نے اسقدر ایسا کیا خالد نے اُن سے کہا کہ تم دوسروں کی باتیں کیوں کرتے ہو تم بھی ایسا کرو تاکہ لوگ تمہاری باتیں کریں

قال المصنف فانظروا الی الشیطان کیف یتلاعب بھؤلاء فیصبرون علی شدۃ الالم لیحصل لھم الذکر ولو صبروا علی یسیر التقوی لیحصل لھم الاجر والعجب انھم یظنون حالھم مرتبۃ وفضیلۃ مع ارتکاب العزائم **فصل** ومن العوام من یعتمد علی نافلۃ ویضیع فرائض مثل ان یحضر المسجد قبل الاذان وینتفل فاذا صلی ماموما سابق الامام **ومنھم** من لا یحضر فی اوقات الفرائض ویزاحم لیلۃ الرغائب **ومنھم** من یتعید ویبکی وھو مصر علی الفواحش لا یترکھا فان قیل لہ قال سیئۃ وحسنۃ واللہ غفور رحیم وجمھورھم یتعبد برایہ فیفسد اکثر مما یصلح ورایت رجلا منھم حفظ القرآن وتزھد ثم جب نفسہ وھذا من الخش الفواحش **فصل** وقد لبس ابلیس علی خلق کثیر من العوام یحضرون مجالس الذکر ویذکرون ویبکتفون بذلک ضلا منھم ان المقصود ھو الحضور فی مجلس الذکر لو علموا ان المقصود ھو العمل والزوم لعلم کان زیادۃ فی الحجۃ علیہ وانی لاعرف خلقا یحضرون المجلس منذ سنین ویبکون ویخشعون ولا یتغیر احدھم عما اعتادہ من المعاملۃ بالربا والغش فی البیع وبعضھم یارکاز الصلوۃ والغیبۃ للمسلمین والعقوق للوالدین وھؤلاء قد لبس ابلیس علیھم فاراھم ان حضور المجلس والبکاء یرفع میلا لیس من الذنوب وأری بعضھم ان مجالسۃ العلماء والصلحین یذھب علیکم

ترجمہ مصنف نے کہا غور کرنا چاہیے شیطان ان لوگوں کے ساتھ کیسا کھیلتا ہے کہ تکلیف کی سختی پر صبر کرتے ہیں تاکہ ان کو شہرت حاصل ہو اور اگر تھوڑے سے تقویٰ پر صبر کریں تو ان کو ثواب ملے تعجب تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے حال کو مرتبہ اور فضیلت خیال کرتے ہیں حالانکہ بڑے گناہوں کے مرتکب ہیں **فصل** اکثر عوام نفل پر اعتماد کرتے ہیں اور فرض کو ضائع کرتے ہیں مثلاً مسجد میں اذان سے پہلے آتے ہیں اور نفل پڑھتے ہیں پھر جب مقتدی ہو کر فرض ادا کرتے ہیں تو امام پر سبقت کرتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ فرائض کے وقتوں میں نہیں آتے اور لیلۃ الرغائب یعنی ماہ رجب کی ستائیسویں شب میں ہجوم کرتے ہیں بعض وہ ہیں کہ عبادت کرتے ہیں اور روتے ہیں حالانکہ بری باتوں پر اڑے ہوئے ہیں اُنسے باز نہیں آتے اگر انسے کوئی کچھ کہتا ہے تو کہتے ہیں کہ آدمی سے نیکی بدی دونوں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے جمہور عوام اپنی رائے سے عبادت کرتے ہیں لہذا جسقدر بھلائی کرتا ہے اس سے زیادہ برائی کرتا ہے یعنے ایک عامی کو دیکھا کہ قرآن حفظ کیا اور زاہد بنا پھر اپنے آپ کو مجبوب کر دیا یعنی اپنا عضو تناسل کاٹ ڈالا حالانکہ یہ افحش الفواحش ہے **فصل** عوام میں خلق کثیر کو شیطان نے دھوکا دیا وہ وعظ کی مجلسوں میں آتے ہیں ذکر سنتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس خیال سے کہ ان کے نزدیک مقصود اصلی فقط مجلس وعظ میں حاضر ہونا ہے کاش یہ جانتے کہ مقصود اصلی تو عمل ہے جب آدمی سنی ہوئی باتوں پر عمل نہ کریگا تو حجت الٰہی میں اور زیادتی ہوگی میں بہت سی مخلوق کو جانتا ہوں کہ برسوں سے وعظ میں آتے ہیں اور روتے ہیں اور عجز کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ کسی کی عادت میں تغیر نہیں آیا معاملہ میں انکی وہی حالت ہے کہ ربا کھاتے ہیں اور خرید و فروخت میں دھوکا کرتے ہیں اور نماز سے واقف نہیں مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں ماں باپ کے نافرمان ہیں ان لوگوں کو شیطان نے فریب دیا اور سمجھا دیا کہ مجلس میں آنا اور رونا سب گناہوں کو دور کرتا ہے اور بعض کو پڑھا دیا کہ علماء اور صالحین کے پاس بیٹھنے سے گناہ دور ہوتے ہیں +

فصل وقد لبس ابليس على اصحاب الاموال من اربعة اوجه احدها من جهة كسبها فلا يبالون كيف حصلت و قد فشا الربا في اكثر معاملاتهم والسوء حتى ان جهور معاملاتهم خارجة عن الاجمال وقد روى ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ليأتين على الناس زمان لا يبالي المرء ما اخذ المال بحلال ام حرام والثاني من جهة البخل بها فمنهم من لا يخرج الزكوة اتكاء على العفو ومنهم من يخرج بعضها ثم يغلبه البخل فيظن ان المخرج يدفع عنه ومنهم من يحتال لاسقاطها مثل ان يهب المال قبل الحول ثم يسترده ومنهم من يحتال باعطاء الفقير ثوبا يقوم عليه بعشرة دنانير وهو يساوي دينارين ويظن ذلك الجاهل انه قد تخلص ومنهم من يعطي الزكوة من يستخدمه طول السنة فهي على الحقيقة اجرة وعن الضحاك عن ابن عباس قال اول ما ضرب الدراهم اخذها ابليس فقبلها ووضعها على عينيه وعلى سرته وقال بك اطغى وبك اكفر رضيت من ابن ادم بحبه للدنيا من ان يعبدني وعن الاعمش عن شقيق عن عبد الله قال ان الشيطان يريد الانسان بكل ارادة فاذا اعياه اضطجع في ماله فيمنعه ان ينفق منه شيئا والثالث من حيث التكثر بالاموال ظن الغنى بالنفس خيرا من الفقر وهذا جهل لان الفضيل بفضائل النفس اللازمة لها لا بجمع حجارة خارجة عنها

ترجمہ فصل مالدار لوگوں کو چار صورت سے شیطان نے فریب دیا ایک تو مال حاصل ہونے کی جہت سے وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ کیونکر حاصل ہوا اُن کے اکثر معاملات میں کھلم کھلا ربا ہے وہ اسکو بالکل بھولا ہوا ہیں حتی کہ انکے تمام معاملات اجماع سے خارج ہیں ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپنے فرمایا لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ آدمی پرواہ نہیں کریگا کہ اسکو حلال ذریعہ سے مال حاصل ہوا یا حرام دوسری بخل کی جہت سے اکثر مالدار ایسے ہیں کہ عفو الٰہی پر بھروسا کرکے زکوۃ نہیں نکالتے بعض ایسے ہیں کہ کچھ زکوۃ کیلئے نکالتے ہیں پھر انپر بخل غالب آتا ہی تو خیال کرتے ہیں کہ اسیقدر نکالا ہوا کافی ہی بعض ایسے ہیں کہ زکوۃ کو ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرتے ہیں مثلاً سال پورا ہونے سے پیشتر مال کو ہبہ کردیتے ہیں اور پھر واپس لیلیتے ہیں اور بعض اسطور پر حیلہ کرتے ہیں کہ فقیر کو ایک کپڑا دیتے ہین اور اسکی قیمت اُسکو دس دینار بتاتے ہیں حالانکہ وہ دو دینار کی برابر ہوتا ہی اور یہ دینے والا جاہل خیال کرتا ہی کہ زکوۃ سے بری الذمہ ہوگیا اور بعض اس شخص کو زکوۃ دیتے ہیں جو سال بھر تک انکی خدمت کرتا ہی اور درحقیقت وہ اجرت ہوتی ہے ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا کہ تکسال میں جب پہلے درم ڈالا گیا تو شیطان نے اسکو لیکر بوسہ دیا اور اسکو اپنی آنکھوں اور ناف پر رکھکر کہا کہ تیرے ذریعہ سے میں سرکش بناؤنگا اور تیری بدولت کافر کرونگا میں فرزند آدم کی اس بات سے خوش ہوں کہ دینار کی محبت کی وجہ سے میری پرستش کرتا ہی اعمش نے شقیق سے روایت کیا کہ عبد اللہ نے کہا شیطان ہر عمدہ چیز کے ذریعہ سے انسانکو فریب دیتا ہی جب تنگ آجاتا ہی تو اسکے مال میں لیٹ رہتا ہی اور اسکو کچھ خیرات کرنیسے باز رکھتا ہی تیسرے کثرت مال کی حیثیت سے اسطور پر کہ اپنے آپکو فقیر سے بہتر جانتا ہی حالانکہ یہ نادانی ہی کیونکہ فضیلت ان فضائل سے حاصل ہوتی ہی جو نفس کے لئے لازم ہیں پتھر جمع کرنے سے فضیلت نہیں حاصل ہوتی جو نفس سے خارج چیز ہے ✦

كما قال الشاعر غنى النفس ربما يقل خير من غنى المال ۔ هو فضل الناس في الانفس ليس الفضل في الحال والرابع في انفاقها
فمنهم من ينفقها على وجه التبذير والاسراف تارة في البنيان الزائد على مقدار الحاجة وتزويق الحيطان وزخرفة
البيوت وعمل الصور وتارة في اللباس الخارج بصاحبه الى الكبر والخيلاء وتارة في المطاعم الخارجة الى السرف وهذه
لا يسلم صاحبها من فعل محرم او مكروه وهو مسئول عن جميع ذلك وعن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم يا ابن ادم لا تزول قدما ك يوم القيمة بين يدي الله عز وجل حتى تسأل عن اربع عمرك فيما افنيته وجسدك فيما
ابليته ومالك من اين اكتسبته واين انفقته ومنهم من ينفق في بناء المساجد والقناطير الا انه يفصل الرياء
والسمعة وبقاء الذكر فيكتب على ما ينوي ولو كان عمله لله تعالى لكفى بعلمه سبحانه فلو كلف ان يبني حائطا من غير ان يكتب
اسمه عليه لم يفعل ومن هذا الجنس اخراجهم الشمع في رمضان في الانوار طلبا للسمعة ومحافظتهم على السنة مطلقا لان اخراجهم
قليلا من دهن كل ليلة لا يؤثر في المدح ما يؤثر اخراج شمعة في رمضان ولقد كان اغناء الفقراء بثمن الشمع اولى وربما
خرجت الاضواء الكثيرة الى السرف الممنوع منه غير ان الرياء يمحو عمله وقد كان احمد بن حنبل يخرج الى المسجد في بعض الليالي

ترجمہ چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے عقلمند کے نزدیک مال کی تونگری سے نفس کی تونگری بہتر ہے کیونکہ انسان کی فضیلت ذات میں
ہوتی ہے حالت میں فضیلت نہیں ہوتی چوتھے مال کے خرچ کرنے میں بعض ایسے ہیں کہ بطور فضول خرچی کے صرف کرتے ہیں ؛
کبھی مکان بنواتے ہیں جو مقدار ضرورت سے زائد ہوتا ہے دیوار دنکو خوب آراستہ کرتے ہیں کمروں میں نقش و نگار کرتے ہیں
تصویریں بناتے ہیں جو سب کو نظر آئیں جس سے کبر و غرور ظاہر ہو اور کبھی کھانے ایسے کرتے ہیں جنمیں اسراف ہوتا ہے اور
ان سب حرکتوں کا کرنیوالا حرام یا مکروہ فعل سے محفوظ نہیں رہتا حالانکہ اس سے ہر چیز کا سوال ہوگا انس بن مالک نے کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فرزند آدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے تیرے قدم نہ ہٹینگے یہانتک کہ تجھ سے چار چیزوں کا سوال
ہو ایک عمر کو کس کام میں برباد کیا دوسرے جسم کو کس چیز میں مبتلا رکھا تیسرے مال کہاں سے حاصل کیا چوتھے مال کس جگہ صرف
کیا بعض مالدار ایسے ہیں جو مسجد اور پل بنوانے میں مال خرچ کرتے ہیں مگر نمایش اور شہرت مقصود ہوتی ہے اور چاہتے ہیں کہ نام
باقی رہے لہذا جو کچھ اُسنے بنوایا ہے اسپر سرزنش کیجائیگی اور اگر اسکا یہ عمل خدا تعالیٰ کیلئے ہوتا تو علم الٰہی پر کفایت کرتا اگر اُس سے
کہا جائے کہ ایک باغ معہ چار دیواری تیار کرے بغیر اسکے کہ اسپر اسکا نام لکھا جائے تو کبھی ایسا نکریگا اسی قسم سے ان لوگوں کا
یہ عمل ہو کہ رمضان شریف میں شہرت طلب کرنے کے لئے مسجدوں میں روشنی کے واسطے چراغ لیجاتے ہیں حالانکہ اُنکی مسجدیں
سال بھر تک اندھیری پڑی رہتی ہیں کیونکہ ہر رات انکا تھوڑا سا تیل دینا اسقدر تعریف اور مدح میں اثر نہ کریگا جسقدر رمضان
شریف میں ایک شمع لیجاتے میں تعریف ہوگی حالانکہ اس شمع کی قیمت دیکر محتاجوں کو خوش کر دینا بہتر ہوگا ۔ اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی روشنی کرنے سے اسراف لازم آتا ہے جو ممنوع ہے مگر کیا کیا جائے ۔ ریا اپنا عمل کر رہا
ہے احمد بن حنبل مسجد میں جایا کرتے تھے آپ کے ہاتھ میں ایک چراغ ہوتا تھا ۔

فیضعه ویصلی **ومنهم** من اذا تصدق اعطی الفقیر والناس یرونه فیجمع بین قصدهم وبین ازلال الفقیر و
منهم من یحمل معه الدنانیر فیکون فی الدینار قیراطین ونحو ذلک وربما کانت ردیة فیتصدق بها بین الجمع مکشوفة لیقال قد
اعطی فلان دینارا والعکس من هذا جماعة من الصلحین المتقدمین یجعلون فی القرطاس الصغیر دینارا ثقیلا یزید وزنه
علی دینار ونصف ویسلمونه الی الفقیر فی سر فاذا رای القرطاس صغیرا ظنه قطعة فاذا المسه وجد تدویره ظنه درهم نقرة ففرح
فاذا راه ثقیلا ظنه یقارب الدینار فاذا وزنه فراه زائدا علی الدینار اشتد فرحه فالثواب یضاعف للمعطی عند کل مرتبة
ومنهم من یتصدق علی الاجانب ویترک الاقارب وهو اولی **اخبرنا** هشام عن حفصة عن سلیمان بن عامر
قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الصدقة علی المسکین صدقة والصدقة علی ذی الرحم اثنتان صدقة وصلة **ومنهم** من
یعلم فضیلة التصدق علی القرابة الا ان یکون بینهما عداوة دنیویة فیمتنع من مواساته مع علمه بفقره ولو واساه
کان له اجر الصدقة والقرابة ومجاهدة الهوی **وقد روی** عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم افضل الصدقة علی ذی الرحم الکاشح **قال المصنف** وانما فضلت هذه الصدقة لمخالفة الهوی

ترجمہ اسکو سامنے رکھکر نماز پڑھتے تھے۔ بعض مالداروں کا قاعدہ ہی کہ جب خیرات کرتے ہیں تو فقیر کو دیتے ہیں اور لوگ انکو
دیکھتے ہیں اس میں اپنی مدح چاہتے ہیں اور فقیر کا ذلیل کرنا منظور رہتا ہے بعض ایسے ہیں کہ دینار لیتے ہیں اور وہ دینار کم و
بیش چار دانگ ہوتا ہے اکثر اوقات کھوٹے دینار ہوتے ہیں سب کے سامنے کھولکر ان کو خیرات کرتے ہیں تاکہ لوگ
کہیں فلان امیر نے دینار فقیروں کو دیئے اور اس کے برخلاف متقدمین صلحا کا قاعدہ تھا کہ ایک چھوٹے سے کاغذ میں ہزار
دینار جو ڈیڑھ دینار کے وزن سے زیادہ ہوتا تھا لپیٹ کر چپکے سے فقیر کو دیدیا کرتے تھے وہ فقیر جب کاغذ کو چھوٹا دیکھتا تھا
تو خیال کرتا تھا کہ کچھ روپیہ اشرفی اس میں ہوگا پھر جب اسکو ٹٹولتا تھا اور اسکو گول پاتا تھا تو سمجھتا تھا کہ چاندی کا درم ہی لہذا
خوش ہوتا تھا پھر جب تولکر دیکھتا تھا کہ دینار سے زائد ہے تو اسکی خوشی بہت بڑھ جاتی تھی لہذا ہر مرتبہ پر دینے والے کا ثواب
دوچند ہوتا جاتا تھا بعض مالدار ایسا کرتے ہیں کہ غیروں کو خیرات دیتے ہیں اور اپنے اقربا کو چھوڑتے ہیں حالانکہ بہتر اقربا کو دینا ہے
ہشام نے حفصہ سے روایت کی۔ کہ سلیمان بن عامر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ
کہ مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ ہی ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دو باتیں ہیں ایک صدقہ دوسرے صلہ رحم
بعض امیر ایسے ہیں کہ اقارب کو صدقہ دینے کی فضیلت جانتے ہیں مگر ان میں باہم دنیاوی عداوت ہوتی ہے لہذا باوجود
اقربا کی محتاجی کا علم ہونے کے ان کی خبرگیری سے باز رہتے ہیں حالانکہ اگر انکی اعانت کرتے تو تین ثواب پاتے ایک
صدقہ دوسرے قرابت تیسرے خواہش نفسانی کا مارنا **ابو ایوب انصاری** سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل صدقہ وہ ہے۔ جو کینہ رکھنے والے رشتہ دار
کو دیا جائے **مصنف** نے کہا یہ صدقہ افضل اسلئے ہی کہ خواہش نفسانی کی مخالفت کی جاتی ہے

فان من تصدق علی ذی قرابۃ تحجبہ فقد انفق علی ھواہ **ومنھم** من یتصدق ویضیق علی اھلہ فی النفقۃ **اخبرنا** ابو الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقۃ عن ظھر غنی وابدأ بمن تعول **وقال** تصدقوا فقال رجل عندی دینار فقال تصدق بہ علی نفسک ثم قال عندی دینار اخر فقال تصدق بہ علی زوجتک قال عندی دینار اخر قال تصدق بہ علی ولدک قال عندی دینار اخر قال تصدق بہ علی خادمک قال عندی دینار اخر قال انت ابصر **ومنھم** من یجور فی وصیتہ ویزوی الوارث ویری انہ مالہ یتصرف فیہ کما یشاء وینسی انہ بالمرض قد تعلقت حقوق الوارثین بہ **وقد قال** علیہ السلام من حاف عند الوصیۃ قذف فی الویا والویا وادی جھنم **وعن** الاعمش عن خیثمۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان یقول ما غلبنی علیہ ابن آدم فان یغلبنی فی ثلث امرہ باخذ المال من غیر حقہ وانفاقہ فی غیر حقہ ومنعہ من حقہ **فصل وقد لبس ابلیس علی الفقراء فمنھم** من یظھر الفقر وھو غنی فان اضاف الی ھذا السوال والاخذ من الناس فانما یستکثر من نار جھنم **وعن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال الناس اموالھم تکثیرا فانما یسال جمرا

یدنوہ

ترجمہ کیونکہ جو شخص اپنے رشتہ داروں کو بحجت کیوجہ سے صدقہ دیگا تو وہ اپنی خواہش پر خیرات کریگا بعض مالدار ایسے ہیں۔ کہ خیرات کرتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو نفقہ دینے میں تنگی کرتے ہیں ابو زبیر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جو بعد اپنی فراغت کے ہو اور پہلے انکو دو جو تمہاری عیال ہیں اور نیز ایک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دو ایک آدمی نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے آپ نے فرمایا اسکو اپنے اوپر صرف کرو اسنے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسکو اپنی بی بی پر خرچ کرو وہ بولا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسے اپنی اولاد کو دو کہنے لگا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسکو اپنے نوکر کو بخشو اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اب تم بہتر جانو تمہارا کام جانے بعض کا قاعدہ ہے کہ وصیت کرنیمیں حد سے تجاوز کرتے ہیں اور وارث کو محروم رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا مال ہے جسطرح چاہیں اسمیں تصرف کریں اور یہ نہیں یاد رکھتے کہ انکے بیمار ہوتے ہی وارثوں کے حقوق اس مال کے متعلق ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وصیت کرتے وقت خیانت کریگا وہ ویا میں پھینکا جائیگا۔ اور ویا دوزخ میں ایک جنگل کا نام ہے اعمش نے خیثمہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان کہتا ہے کہ فرزند آدم مجھپر غالب نہیں آتا اور اگر غالب بھی آتا ہے تو میں اسکو تین باتوں کا حکم کرتا ہوں مال کا غیر حق سے لینا غیر حق میں صرف کرنا حق سے باز رکھنا **فصل** فقرا کو بھی شیطان نے فریب دیا بعض فقیر ایسے ہیں کہ فقر کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ غنی ہوتے ہیں اب اگر اسکی ساتھ وہ سوال کرتے ہیں اور لوگوں سے کچھ لیتے ہیں تو فقط آتش دوزخ جمع کرتے ہیں ابو ہریرۃ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال بڑھانے کی لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارے مانگتا ہے۔

فلیستقل منه او یستکثر فان لم یقبل هذا الرجل من الناس شیئا وکان مقصوده باظهار الفقر ان یقال رجل زاهد فقد رایا و ان کتم نعمة الله عنده یظهر علیه الفقر لئلا ینفق ففی ضمن بخله الشکوی من الله وقد ذکرنا فیما تقدم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای رجلا باذا الهیئة فقال هل لک من مال قال نعم قال فای نعمة الله علیک قال کان کثیرا فاحتاجنا فالمستحب له کتمان الفقر واظهار التجمل فقد کان فی السلف من یحمل نفقة عیاله وهو عریان له دار او لا یبیت الا فی المساجد **ومن تلبیس ابلیس علی الفقراء** ان یری نفسه خیرا من الغنی اذ قد تکفف بعض الغنی فیه وهذا غلط وان التخییر لیست بالوجود والعدم انما هی بما وراء ذلک **وقد لبس ابلیس علی جمهور العوام** بالجریان مع العادات وذلک من اکثر اسباب هلاکهم **فمن** ذلک انهم یقلدون الاباء والاسلاف فی اعتقادهم فتری الرجل یعیش خمسین سنة علی ما کان علیه ابوه ولا ینظر علی صواب کان او علی خطاء **ومن هذا** تقلید الیهود والنصاری والجاهلیة اسلافهم **وکذلک المسلمون** یجرون فی صلواتهم وعیاداتهم مع العادة فتری الرجل یعیش سنین یصلی علی صورة ما یری الناس یصلون ولا یقیم الفاتحة

ترجمہ اب چاہے کم کرے یا زیادہ کرے اور اگر یہ شخص لوگوں سے کچھ سوال نہیں کرتا اور اظہار فقر سے اس کی مراد یہ ہے۔ کہ لوگ اسکو مرد زاہد کہیں۔ تو ریاکار ہے اور اگر اللہ تعالے نے جو نعمت بخشی ہے اسکو چھپا کر فقر کا اظہار اس لئے کرتا ہے کہ خیرات نہ کرنا پڑے تو اپنے بخل کے ساتھ خدا کا ناشکر گزار ہے اور ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پھٹے پرانے حال میں دیکھا دریافت فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے۔ جواب دیا ہاں فرمایا کہ پھر خدا کی نعمت کا اظہار کرنا چاہئے اور اگر فقیر محتاج ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ فقر کو چھپائے اور تجمل کا اظہار کرے کیونکہ سلف میں اکثر ایسے بزرگ تھے جو اپنی ماتحت ایک کنبہ رکھتے تھے اور خیال دلاتے تھے کہ انکا کوئی گھر ہے حالانکہ رات کو فقط مسجدوں میں رہا کرتے تھے **فقر** پر ایک شیطان کا فریب یہ ہے کہ اپنے آپ کو مالدار سے اچھا سمجھتے ہیں اس لئے کہ جس چیز کی مالدار کو رغبت ہے یہ لوگ اس سے بے رغبت ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ خیر و صلاح ایک چیز کے عدم و وجود پر موقوف نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک اور امر پر منحصر ہے **اکثر عوام** کو شیطان نے فریب دیا کہ عادت کے موافق عمل جاری رکھیں اور یہی اسباب اکثر انکی ہلاکت کے ہیں ان باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ عوام اپنے اعتقاد میں اپنے باپ دادا اور بزرگوں کی تقلید کرتے ہیں تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی پچاس برس تک اسی طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہے جس پر اس کا باپ تھا اور اس بات کو نہیں دیکھتا کہ خطا پر تھا یا صواب پر اسی قسم کی تقلید یہود و نصاری اور اہل جاہلیت اپنے اسلاف کی کرتے تھے اور اسی طرح مسلمان اپنی نماز اور عبادتوں میں عادت کے موافق عمل کرتے ہیں ایک آدمی برسوں زندہ رہتا ہے اور جس طرح لوگوں کو دیکھتا ہے اسی طرح نماز پڑھ لیا کرتا ہے۔ حالانکہ سیدھی طرح الحمد نہیں پڑھ سکتا

ولا یدری ما الواجبات ولا یسهل علیه ان یعرف ذلک اهانا یالدین ولو انه اراد
تجارة لسال قبل سفره عما ینفق فی ذلک البلد ثم تری احدهم یرکع قبل الامام ویسجد قبل الامام
ولا یعلم انه اذا رکع قبله فقد خالفه فی رکن فاذا رفع قبله فقد خالف فی رکنین فبطلت
صلاته وربما یسلم عند تسلیم الامام فقد بقی علیه من التشهد الواجب شیء وذلک ان لا یحمله
الامام فتکون صلوته باطلة وربما یترک احدهم فریضة وزاد فی نافلة وربما اهمل غسل بعض العضو
کالعقب وربما کان فی رجله خاتم وقد حصر الا صبع فلا یدیر وقت الوضوء ولا یوصل الماء الی ما تحته
فلا یصح الوضوء واما بیعهم وشراؤهم فاکثر عقودهم فاسدة وهم لا یتعرفون حکم الشرع فیها ولا یخاف
علی احدهم ان یقلد فقیها فی رخصة استفتاه لمنام للدخول تحت حکم الشریعة وقل ان یبیعوا شیئا الا
وفیه غش وتغطیة عیب والجلاء یغطی عیوب الذهب الردی حتی ان المرأة تضع الغزل فی الماء وتندیه
لتقل وزنه ومن جریانهم مع العادة ان احدهم یتوانی فی صلوته المفروضة فی رمضان ویفطر علی الحرام
ویغتاب الناس وربما قبل ولو ضرب بالخشب لم یفطر فی العادة لان العادة استبشاع القطر

ترجمہ اور نہ یہ جانتا ہے کہ واجبات کیا ہیں اسقدر سیکھ لینے کی توفیق اسکو اس لئے نہیں ہوتی کہ دین کو فضول سمجھتا ہے
اور اگر تجارت کا ارادہ کرے تو سفر سے پیشتر اس شہر کے اخراجات کا حال پوچھتا پھرے پھر تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی امام سے پہلے
رکوع اور سجدہ کرتا ہے اور اتنا نہیں جانتا کہ جب امام سے پہلے رکوع کیا تو ایک رکن میں اس کی مخالفت کی اور پھر جب امام سے پہلے
سر اٹھایا تو دو رکنوں میں مخالفت ہوگئی لہذا اسکی نماز باطل ہوئی بسا اوقات امام کے ساتھ سلام پھیر دیتا ہے حالانکہ
اوسپر تشہد واجب باقی رہگیا ہے جسکا ذمہ دار امام نہیں لہذا اس کی نماز باطل ہوگی اکثر اوقات بعض لوگ فرض چھوڑ دیتے
ہیں اور نوافل زیادہ پڑھتے ہیں اور بسا اوقات وضو میں بعض عضو مثلاً ایڑی خشک رہجاتی ہے اکثر اوقات ہاتھ میں
انگوٹھی ہوتی ہے جو انگلی میں تنگ ہوا کرتی ہے وضو کے وقت اسکو پھیرتے نہیں اور اسکے نیچے پانی نہیں پہنچتا لہذا
وضو صحیح نہیں ہوتا۔ رہے ان کے معاملات خرید و فروخت میں ان کی یہ حالت ہے کہ اکثر فاسد
ہوتی ہے اور وہ شریعت کا حکم نہیں جانتے ان لوگو نپر یہ امر دشوار گذرتا ہے کہ معاملات میں کسی فقیہ کی تقلید کریں کیونکہ
حکم شرعی کے تحت میں داخل ہونا ناپسند کرتے ہیں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز فروخت کریں اور اس میں کھوٹ
نہ ہو اور اس کا عیب نہ چھپایا گیا ہو۔ روئی سوتے کا عیب جلا دیکر چھپاتے ہیں جیسے کہ عورت سوت کاتکر
اسکو تر کر لیتی ہے تاکہ وزن بھاری ہو جائے عوام کا عادت کے موافق عمل ایک یہ بھی ہے۔ کہ رمضان
شریف میں نماز فرض میں تاخیر کرتے ہیں اور حرام پر افطار کرتے ہیں اور لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور بسا اوقات
بوسے لیتا ہے حالانکہ اگر لکڑی سے بھی مارا جائے تو عادت کے طور پر روزہ نہیں توڑیگا کیونکہ عادتاً روزہ توڑنا برا سمجھا جاتا ہے ؛

ومنهم من يدخل في الرباء بالاستيجار فيقول معي عشرون دينارا لا املك في غيرها فان انفقتها ذهبت وانا استاجر بها دارا واكل اجرة الدار ظنا منه ان هذا لا مر قريب منهم من يرهن الدار على شئ ويؤدي الربا ويقول هذا موضع ضرورة وربما كانت له دار اخرى وفي بيته الات لو باعها لاستغنى عن الرهن والاستيجار ولكنه يخاف على جاهه ان يقال قد باع داره او انه يستعمل الخزف مكان الصفر وماجروا فيه على العادات اعتمادهم على قول الكاهن والمنجم والعراف وقد شاع ذلك بين الناس واستمرت به عادات الاكابر فنقل ان ترى احدا منهم ليسافر او يفصل ثوبا او يحتجم الا سأل المنجم وعمل بقوله ولا يخلو دارهم من تقويم وكم دار له ليس فيها مصحف وفي الصحيح عن النبي صلعم انه سئل عن الكاهن فقال ليس بشئ فقالوا يا رسول الله انهم يحدثونا احيانا بشئ يكون حقا فقال رسول الله صلعم تلك الكلمة من الحق يخطفها الجني فيقرها في اذن وليه قرقرة الدجاجة فيخلطون فيها اكثر من مائة كذبة وفي صحيح مسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من اتى حرانا فسأله عن شئ لم تقبل له صلوة اربعين ليلة وروى ابو داود من حديث ابي هريرة رض

ترجمہ بعض عوام وہ ہیں کہ کوئی چیز اجرت پر لینے سے ربا میں داخل ہو جاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میرے پاس بیس دینار ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں اگر خرچ کر ڈالونگا تو چک جائینگے میں ان سے ایک مکان اجرت پر لوں اور اسکی اجرت کھاؤں یہ شخص خیال کرتا ہے کہ اسکی یہ حرکت درست ہے بعض ایسے ہیں کہ مکان کو کچھ نقد پر رہن رکھتے ہیں اور اس کا سود ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ضرورت کی جگہ ہے اکثر اوقات ایک شخص کے پاس دو سرا مکان ہوتا ہے اور اس کے گھر میں اسقدر اسباب ہوتا ہے کہ اگر اسکو بیچ ڈالے تو رہن رکھنے کی ضرورت نہ پڑے اور کرایہ لینے کی حاجت نہو لیکن اس کو اپنے جاہ و مرتبہ کا خوف ہوتا ہے کہ کہیں لوگ یوں نہ کہنے لگیں فلاں شخص نے اپنا مکان بیچ ڈالا یا وہ شخص تانبے کی جگہ مٹی کے برتن استعمال کرتا ہے ایک انکا عادت کیموافق عمل کرنا یہ ہے کہ کاہن اور نجومی اور رمال کے قول پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ امر لوگوں میں شائع ہے ہمیشہ سے بڑے بوڑھوں کی عادت رہی کمتر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص سفر کرے یا کپڑے بدلے یا حجامت کرائے۔ اور نجومی سے پوچھکر اُسکے قول پر عمل نہ کرے ان کے گھر جنتری سے خالی نہیں رہتے اور بہت سے ایسے گھر ہیں جنمیں کوئی قرآن شریف نہیں صحیح بخاری میں رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ کسی نے آپ سے کاہن کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاہن لوگ کبھی کبھی ایسی بات بیان کرتے ہیں جو ٹھیک ہوتی ہے فرمایا کہ وہ کلمہ حق ہوتا ہے جسکو جن اُچک لیتا ہے اور آکر اپنے ولی کے کان میں پھونک دیتا ہے جسطرح مرغی چونچ مار کر ایک دانہ اُٹھا لیتی ہے اور اس میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتا ہے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جوتشی کے پاس آوے اور اس سے کچھ پوچھے تو چالیس روز اسکی نماز مقبول نہ ہوگی ابوداود میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد برئ مما انزل علی محمد ۴
ومن عاداتھم لبس الحریر والتختم بالذھب وربما توزع احدھم عن لبس الحریر ثم لبسہ
فی وقت کالخطیب یوم الجمعۃ ومن عاداتھم اھمال انکار المنکر حتی ان الرجل یری اخاہ او
قریبہ یشرب الخمر ویلبس الحریر فلا ینکر علیہ ولا یتغیر بل یخالطہ مخالطۃ حبیب ومن
عاداتھم ان یبنی الرجل علی باب دارہ مصبطۃ یضیق بھا طریق المسلمین المارۃ وقد
یجتمع علی باب دارہ ماء مطر فیکثر فیجب علیہ ازالتہ فلا یفعل وقد یرش رشا کثیرا فلو زلق زالق فیہ
وجب علیہ الضمان واثم بکونہ سببا لاذی المسلمین ومن عاداتھم دخول الحمام بلا مئزر وفیھم من
اذا دخل بمئزر رفعہ مئزرہ ورمی بہ علی فخذہ فتری جوانب الیتیہ ویسلم نفسہ الی
المدلک فیری بعض عورتہ لان العورۃ من الرکبۃ الی السرۃ ثم ینظر
ھو الی عورات الناس ولا یکاد یغض ولا ینکر ومن عاداتھم ترک القیام بحق الزوجۃ وربما
اضطروھا الی ان تسقط ھرھا ویظن الزوج انہ قد اسقط عنہ وقد یمیل الرجل الی احدی زوجتیہ عن الاخری

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچ جانے تو وہ شخص اس سے بیزار ہے۔ جو
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے عوام کی عادتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ریشم اور سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں اور اکثر بعض
آدمی ریشم کے پہننے سے پرہیز کرتے ہیں پھر خاص وقت میں پہنتے ہیں مثلاً خطیب جمعہ کے دن اور نیز ان کی عادات میں سے
ہے کہ بری بات پر انکار کرنا مہمل جانتے ہیں حتی کہ ایک آدمی اپنے بھائی یا رشتہ دار کو دیکھتا ہے کہ شراب پیتا ہے ریشمی کپڑے
پہنتا ہے اور اسپر انکار نہیں کرتا اور نہ اوس سے کچھ کشیدہ ہوتا ہے بلکہ بڑے دوست کی طرح اس سے میل جول رکھتا ہے
ایک انکی عادت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے گھر کے دروازے پر چبوترا بناتا ہے جس سے مسلمانوں کا عام رستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ کبھی
اس کے گھر کے دروازے پر بہت سا بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے جس کا دور کرنا اسپر واجب ہے اور وہ نہیں کرتا بعض دفعہ اپنے
گھر کے دروازے پر چھڑکاؤ کرتا ہے اور زیادہ پانی ڈالتا ہے جسمیں کوئی وہاں پھسل کر گر پڑے تو اسپر ضمان واجب ہے اور اسکا
اسکو گناہ ہوا کہ مسلمانوں کی اذیت کا سبب بن گیا ہے ایک ان لوگوں کی عادت ہے کہ حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہوتے ہیں
اور بعض ایسے ہیں کہ جب تہبند باندھے داخل ہوتے ہیں تو سمیٹ کر تہبند کو رانوں پر ڈال لیتے ہیں جس سے سرین کے دونوں
جانب نظر آتے ہیں اور بدن ملنے والے کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں وہ بعض شرمگاہ دیکھتا ہے کیونکہ شرمگاہ گھٹنے سے ناف تک
ہے پھر خود وہ شخص دوسرے لوگوں کی شرمگاہیں دیکھتا ہے اور نہ باہم آنکھیں نیچی کرتے ہیں نہ اس پر انکار کرتے ہیں ایک انکی
عادت ہے کہ بی بی کا حق پورے طور پر ادا نہیں کرتے بعض وقت بی بی کو مسبات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنا مہر معاف کر دے
اور خاوند خیال کرتا ہے کہ اسکے ذمہ سے بی بی کا مہر ساقط ہو گیا بعض آدمی اپنی ایک بی بی کی جانب دوسری بی بی سے زیادہ متوجہ ہوتے ہیں

فیجورفی القسمۃ منہا ونابذلک خطا ان الامر فیہ قریب وقد روی ابوہریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کانت لہ امرأتان یمیل الی احدٰہما علی الاخری جاء یوم القیٰمۃ یجر احد شقیہ ساقطا او مائلا ومن عاداتہم ادفان المیت فی التابوت وھذا فعل مکروہ والمغالات فی الکفن وانما ینبغی ان یکون وسطا ویدفنون معہ حلۃ من الثیاب وھذا حرام لانہ اضاعۃ للمال ویقیمون النوح علی المیت وفی صحیح مسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال النائحۃ اذا لم تتب قبل موتہا تقام یوم القیامۃ وعلیہا سربال من قطران ودرع من جرب وفی الصحیحین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لیس منا من شق الجیوب ولطم الخدود ودعی دعوی الجاھلیۃ ویلبسون بعد الموت ادون الثیاب ویبقون علی ذلک شہرا او سنۃ وربما لم یناموا ھذہ المدۃ فی سطح ومن عاداتہم زیارۃ القبور فی لیلۃ النصف من شعبان ویتخذ النار عندھا ویاخذ تراب القبر المعظم قال ابن عقیل لما صعب التکالیف علی الجہال والطغام عدلوا عن اوضاع الشرع الی تعظیم اوضاع وضعوھا لانفسہم فسہلت علیہم اذلم یدخلوا بہا تحت امر غیرھم وقال وھم کفار علی

ترجمہ یہ تقسیم میں حد سے تجاوز کرتے ہیں اس بات کو سہل انگاری سمجھ کر خیال کرتے ہیں کہ اس میں کوئی قباحت نہیں ابوہریرہ رض نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جس شخص کی دو بی بیاں ہوں اور ایک کی دوسری سے زیادہ وقعت کرے قیامت کے دن اس حالت میں آئیگا کہ اپنا ایک جانب کا دھڑ کھینچتا ہوگا جو گرتا ہوا یا جھکتا ہوا ہوگا ایک ان لوگوں کی عادت ہے کہ میت کو تابوت میں رکھکر دفن کرتے ہیں۔ اور یہ فعل مکروہ ہے اور کفن کو گراں قیمت رکھتے ہیں حالانکہ کفن اوسط درجہ کا ہونا چاہیے اور میت کے ساتھ اس کے سب کپڑے دفن کرتے ہیں حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے اور میت پر نوحے وماتم قائم رکھتے ہیں صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کریگی تو قیامت کے دن کھڑی کی جائیگی اور اس کے جسم پر ایک گندھک کا کرتا اور خارش کی کرتی ہوگی صحیحین میں ہے کہ آپ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو گریبان پھاڑے اور منہ پر طمانچے مارے اور جاہلیت کا کفر بکے یہ لوگ میت کے بعد کم درجہ کا لباس پہنتے ہیں اور مہینوں اور برسوں یہ حالت رکھتے ہیں اکثر اس مدت میں کوٹھے پر نہیں سوتے ایک انکی عادت ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات کو قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں جاکر آگ جلاتے ہیں اور بڑی بزرگ کی قبر سے مٹی لیتے ہیں ابن عقیل نے کہا جب جاہلوں اور کمانے کے بندوں پر شرعی تکلیفیں سخت پڑیں تو انہوں نے شرعی طریقے چھوڑ کر ان طریقوں کی تعظیم شروع کی جنکو خود انہوں نے اپنے لئے مقرر کیا ہے وہ طریقے ان کو آسان معلوم ہوئے کیونکہ ان کی بدولت کسی غیر کے حکم کے ماتحت ہوکر نہ ہے یہ لوگ حقیقت نزدیک کافر ہیں ✦

بهذه الاوضاع مثل تعظيم القبور والتزامها بما نهى الشرع عنه من ايقاد النيران وتقبيلها وتخليقها
وخطاب الموتى بالحوائج وكتب الرقاع فيها يا مولاى افعل بى كذا وكذا واخذ التربة تبركا وافاضة
الطيب على القبور وشد الرحال اليها والقاء الخرق الخ اقتدا عبد عبد اللات والعزى والعجب فيهولاء
من يحقق فى زكوة فيسأل عن حكم يكومه والويل لمن ليقبل مشهد
المكشوف ولم يتمم بجيطان مسجد المامونية يوم الاربعاء ولم يقبل الحمالون على جنازة
ابى بكر الصديق رضى الله عنه وعلى ولم يكن معها نياحة او لم يوقد على ابيه ارجايا بالحص
والاجر ولم يشق ثيابه الى الذيل ولم يرق ماء الورد على القبر ويدفن معه ثيابه **فصل**
واما تلبيس ابليس على النساء فكثير جدا وقد افردت كتابا للنساء ذكرت
فيه ما يتعلق بهن من جميع العادات وغيرها وانا اذكر ههنا كلمات فمن ذلك ان المرأة تطهر من الحيض
بعد الزوال فتغتسل بعد العصر فتصلى العصر وحدها وقد وجبت عليها الظهر وهى لا تعلمه وفيهن
من توخر الغسل يومين وتحتج بغسل ثيابها ودخول الحمام وقد توخر غسل الجنابة فى الليل

ترجمہ جنہوں نے ایسے طریقے نکالے مثلاً قبروں کی تعظیم کرتے ہیں اور ان سے پلٹتے ہیں شریعت نے انہیں باتوں
سے منع کیا ہے کہ قبر پر آگ جلائی جائے اور ان کو بوسہ دیا جائے اور انپر حلقہ باندھا جائے اور اپنی حاجتوں میں میت کو
خطاب کیا جائے اور اس مضمون کے رقعے لکھے جائیں کہ اے میرے آقا میرے لئے ایسا ایسا کردیجئے اور تبرکاً قبر کی مٹی لی جائے
اور قبر پر خوشبو چھڑکی جائے اور دور دور سے قبر پر سفر کرکے آئیں اور خرقے درخت پر ڈالے جائیں۔ یہ سب
حرکتیں انلوگوں کی پیروی ہے جو لات وعزی کو پوجتے تھے تم کو کوئی ان لوگوں میں ایسا نہ ملیگا جو زکوۃ کے بارے میں
تحقیق کرے اور وہ حکم دریافت کرے جو اسپر لازم ہے ان کے نزدیک قابل افسوس وہ شخص ہے جو مشہد الکف
کو بوسہ نہ دے اور چارشنبہ کے روز مسجد مامونیہ کی دیواریں نہ چھوئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
ابوبکر صدیق وحضرت علی رضی اللہ عنہما کا جنازہ حمالوں نے نہیں اوٹھایا نہا اسکی ساتھ نوحہ خوانی نہوتی تھی انکی قبریں
چونے اور اینٹ سے پکی نہیں گئیں تھیں دامن تک ان کے کپڑے چاک نہیں کئے اور قبر پر گلاب کا عرق نہیں چھڑکا اور
کپڑوں سمیت انکو دفن نہیں کیا **فصل** عورتوں کو جو شیطان نے فریب دئے ہیں وہ بہت کثرت سے ہیں میں نے جداگانہ
عورتوں کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان کے متعلق تمام عادات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اس مقام پر چند کلمے بیان کرتا
ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت زوال کے بعد حیض سے پاک ہوتی ہے اور عصر کے وقت غسل کرتی ہے اور فقط
عصر کی نماز ادا کرتی ہے حالانکہ ظہر واجب ہوچکا اور یہ اسکو نہیں جانتی بعض عورتیں ایسی ہیں کہ دو دو دن تک نہیں غسل
کرتیں اور عذر پیش کرتی ہیں کہ دھونا ہے اور حمام میں جانا ہے رات کو غسل جنابت میں تاخیر کرتی ہیں +

الی ان تطلع الشمس فاذا دخلت الحمام لم تستتر بمئزر وتقول ماتدخل علی الا الثلاثة انا واختی وجاریتی وهن نساء مثلی فمن استتر وهذا کله حرام فان تاخیر الغسل من غیر عذر لایجوز ولایحل للمرأة ان تنظر من المرأة بابین سرتها ورکبتها ولو کانت لبنتها او اختها الا ان تکون البنت صغیرة فاذا بلغت سبع سنین استترت واستتر منها وقد تصلی المرأة قاعدة وهی تقدر علی القیام فالصلوة حینئذ باطلة وقد تحیض بنجاسة ثوبها ببول طفلها وهی تقدر علی غسله ولو ارادت الخروج الی الطریق لتهیأت واستعارت وانما هان عندها امر الصلوة وقد لاتعرف من واجبات الصلوة شیئا ولاتسال وقد تنکشف من هذه الحرة مایبطل صلوتها وتستهین به وقد تستهین المرأة باسقاط الحبل ولاتدری انها اذا اسقطت ماقد نفخ فیه الروح فقد قتلت مسلما ثم تستهین بالکفارة الواجبة علیها عند ذلک فانه یجب علیها ان تتوب وتؤدی دیته الی ورثته وهی غرة عبد او امة قیمتها نصف عشر دیة ابیه او امه ولایرث الامر من ذلک شیئا ثم تعتق رقبة فان لم تجد صامت شهرین متتابعین وقد تسیء المرأة عشرتها مع الزوج وربما کلمته بالمکروه وتقول هذا ابو اولادی

ترجمہ یہانتک کہ دن نکل آتا ہی اور جب کوئی عورت حمام میں داخل ہوتی ہے تو تہبند نہیں باندہتی اور کہتی ہے کہ میرے پاس فقط تین ہی شخص تو آتے ہیں میں ہوں میری بہن ہے لونڈی ہے یہ سب بھی میری طرح عورتیں ہیں۔ پھر پردہ کس سے کروں حالانکہ یہ تمام باتیں حرام ہیں غسل میں بلاعذر تاخیر کرنا جائز نہیں اور نہ عورت کو یہ روا ہے کہ دوسری عورت کا جسم ناف سے گھٹنوں تک دیکھے خواہ بیٹی ہو یا ماں ہاں اگر لڑکی چھوٹی ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن جب سات برس کی ہوجائے تو اس سے پردہ کرنا چاہئے اور اسکو بھی پردہ کرنا چاہئے بعض اوقات عورت بیٹھکر نماز پڑھتی ہے حالانکہ کھڑے ہونیکی قدرت رکھتی ہے ایسی حالت میں نماز باطل ہوتی ہے کبھی عذر پیش کرتی ہی کہ آج بچے نے کپڑے نجس کردیئے حالانکہ اس کے دھونے پر قادر ہے اور کہیں جانے کا ارادہ کرے تو خوب تہیہ کرے اور مانگ کر کپڑے بدلے مگر نماز اس کے نزدیک ایک امر سہل ہے اکثر عورتیں نماز کے واجبات کچھ نہیں جانتی ہیں اور کسی سے نہیں پوچھتیں اکثر حرہ عورت کا وہ بدن نماز میں کھلجاتا ہے جو نماز کو باطل کرتا ہی اور وہ اس میں کچھ قباحت نہیں خیال کرتی بعض عورتیں حمل ساقط کردینے کو آسان سمجھتیں ہیں۔ اور یہ نہیں جانتیں کہ روح دمیدہ کو ساقط کرینگی تو ایک مسلمان کا خون کرینگی پھر جو کفارہ اپر واجب ہوا اسکی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ کفارہ یہ کہ ہے کہ عورت توبہ کرے اور اس کی دیت اس کے وارثوں کو دے اور وہ دیت ایک غلام یا لونڈی ہے جسکی قیمت اس بچے کے ماں یا باپ کی دیت کا بیسواں حصہ ہو اور اس دیت کے مال سے اس ماں کو جس نے حمل ساقط کیا کچھ ورثہ نہ ملیگا اگر دیت نہ دے سکے تو ایک غلام آزاد کرے اگر غلام آزاد نہ کرسکے تو دو مہینے کے روزے رکھے کبھی عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے سہنے کو برا کہتی ہے اور کبھی خاوند کو برے کلموں سے یاد کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تو میری اولاد کا باپ ہے

وما بيننا هذا وتخرج بغير اذنه وتقول ما خرجت بمعصية و نفس خروجها لا يؤمن منه فتنة وفيها من تلازم المقابر وتحد لا على زوج وقد صح عن رسول صلعم انه قال لا تحل لامرءة تومن بالله والیوم الاخر ان تحد على میت الا زوج اربعة اشهر وعشرا وقد یدعوها زوجها الى فراشه وتابى وتظن ان هذا الخلاف لیس بمعصیة وقد اخبرنا ابو حازم عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دعا الرجل امرءة الى فراشه فابت وبات وهو علیها ساخط لعنتها الملائکة حتى تصبح اخرجاه فی الصحیحین وقد تفرط المرءة فی مال زوجها ولا تحل لها ان تخرج من بیته شیئا الا ان باذن لها او تعلم رضاه وقد تعطی من یلعب بها بالحصی ومن یسحر وتسمی ذلک عطفا وکل هذا حرام وقد تستهین بثقب اذان الاطفال وهو حرام فان افلحت وحضرت مجلس الوعظ فربما لبست خرقة من ید الشیخ الصوفی وصافحته وصارت من نبات فخرجت الى عجائب وینبغی ان نکف عنان القلم اقتصارا على هذه النبذة فان هذا الامر یطول ولو بسطنا النبذ المذکورة فی هذا الکتاب اوشیدنا ارکانا على من ردنا علیه بالاحادیث والاثار

ترجمہ اور ہم دونوں میں یہ معاملہ ہو اور خاوند کے بغیر اجازت کہیں چلی جاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ کچھ کسی گناہ میں تو نہیں گئی تھی حالانکہ فقط اس کا گھر سے نکلنا فتنہ سے خالی نہیں بعض عورتیں ایسی ہیں کہ قبر پر جاکر بیٹھ رہتی ہیں اور شوہر کے سوا دوسرے کے لئے ماتمی لباس پہنتی ہیں سوگ رکھتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اسکو جائز نہیں کہ کسی میت کے سوگ میں بیٹھے بجز اپنے شوہر کے کہ اس کا چار مہینے دس روز تک کرے بعض اوقات عورت کو اسکا شوہر اپنے بستر پر بلاتا ہے وہ انکار کر دیتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ خلاف کرنا کوئی گناہ نہیں ابو حازم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی بی بی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور وہ انکار کرے جس سے رات بھر اسکا شوہر اسپر ناراض رہے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہ حدیث صحیحین میں ہے۔ کبھی عورت اپنے شوہر کے مال میں تصرف کرتی ہے حالانکہ اسکو جائز نہیں کہ شوہر کے گھر سے بغیر اسکی اجازت کے کوئی چیز نکالے یا اسکی رضامندی جان لے۔ بعض اوقات اس شخص کو کچھ دیتی ہے جو اس کے لئے کنکریوں سے کھیلتا ہے یا اسکو شوہر کی محبت کے لئے تعویذ گنڈا پھونک پڑھکر دیتا ہے حالانکہ یہ سب حرام ہے اور کبھی لڑکوں کے کان چھدانے میں کچھ مضایقہ نہیں سمجھتی حالانکہ یہ حرام ہے اور اگر ایسی باتوں سے بچی رہی اور مجلس وعظ میں آئی تو بسا اوقات شیخ صوفی کے ہاتھ سے خرقہ پہنتی ہے اور اس سے مصافحہ کرتی ہے اور ان بزرگ کی پیٹھ داخل ہو جاتی ہے اور عجائب حرکات میں پھنس جاتی ہے ہم کو اسی قدر بیان پر اقتصار کرکے عنان قلم کو روکنا چاہئے کیونکہ یہ امر بہت طویل ہے اگر ہم بیانات مذکورہ ہی کو شرح و بسط سے بیان کریں۔

اجتمعت مجلدات واناذكرنا اليسير ليدل على الكثير وقد اقتصرنا فى ذكر فاحش القبح من افعال الغالطين بنفس حكايته دون رده لان الامر فيه ظاهر والله يعصمنا من الزلل بمنه و كرمه انه جواد كريم **الباب الثالث عشر** فى ذكر تلبيس ابليس على جميع الناس بطول الامل كم قد خطر على قلب يهودى ونصرانى حب الاسلام فلا يزال ابليس يثبطه ويقول لا تعجل واهمل فى النظر فيسوفه حتى يموت على كفره وكذلك يسوف العاصى بالتوبة فيعجل له غرضه من الشهوات ويمنيه الاناية كما قال الشاعر تعجل الذنب كما تشتهى * وتامل التوبة من قابل * وكم من عازم على الجد سوفه وكم ساع الى مقام فضيلة ثبطه فربما عزم الفقيه على اعادة درسه فقال استرح ساعة وانتبه العابد فى الليل ليصلى فقال له عليك وقت ولا يزال يحبب الكسل ويسوف بالعمل وليس الامر الى طول الامل وينبغى للحازم ان يعمل على الحزم والحزم بدار الوقت وترك التسويف والاعراض عن الامل فان المخوف لا يؤمن والفوات قد يبعث وسبب كل تقصير فى خير اوميل الى شر طول الامل فالانسان لا يزال يحدث نفسه بالنزع عن الشر والاقبال على الخير الا انه اهمل نفسه بذلك ولا يبعد

ترجمہ تو یہ کتاب کئی جلدوں میں جمع ہو جانے فقط تھوڑا سا بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہم کو خطاؤں اور لغزشوں سے بچائے رہے۔ اور نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے **تیرھواں باب** طول امل کے ساتھ تمام لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں **مصنف** نے کہا اکثر یہودی اور نصرانی کے دل میں محبت اسلام گذرتی ہے ابلیس ہمیشہ اسکو مشغول رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ جلدی نہ کر اور اچھی طرح سمجھ بوجھ لے اسی طرح اسکو ٹالتا رہتا ہے حتی کہ اسی کفر پر مرجاتا ہے اسی طرح گنہگار کو توبہ کے لئے ٹالتا ہے اور اسکو شہوات سے غرض حاصل کرنے میں جلدی کراتا ہے اور توبہ کر لینے کی آرزو دلاتا ہے چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے تو خواہش کیموافق گناہ میں جلدی کر اور آیندہ سال توبہ کرنے کی امید رکھ۔ بہت سے لوگ جنہوں نے نیکی کا ارادہ کیا شیطان نے ان کو ٹال دیا اور بہت سے وہ لوگ جنہوں نے مقام فضیلت پر پہونچنے کی کوشش کی شیطان نے اُن کو دوسری طرف لگا دیا بسا اوقات فقیہ آدمی اپنے درس کو دوبارہ دیکھنا چاہتا ہے شیطان اس سے کہتا ہے تھوڑی دیر آرام کر لو یا عبادت کرنیوالا رات کو نماز پڑھنے کے لئے اٹھتا ہے۔ اس سے کہتا ہے کہ ابھی تیرے لئے بہت وقت ہے اسیطرح ہمیشہ کسل اور سستی کی محبت دلاتا رہتا ہے اور عمل میں ٹالتا رہتا ہے اور نہایت طول امل پر حالت پہنچ جاتی ہے لہذا عقلمند کو چاہیئے کہ دور اندیشی پر عمل کرے وقت کا خیال رکھے اور آیندہ پر کام موقوف رکھنا چھوڑ دے اور امید کرنے سے روگردانی کرے کیونکہ جس شخص کو خوف دلایا گیا ہے وہ نڈر نہیں ہوا کرتا اور فوت شدہ چیز کبھی پھر نہیں آیا کرتی ہے اور تمام نیکی میں کوتاہی اور بدی میں رغبت کرنے کا سبب طول امل ہے اور آدمی ہمیشہ اپنے جی میں باتیں کیا کرتا ہے کہ برائیاں چھوڑ کر نیکیاں کرے لیکن اس کا نفس یہ وعدہ ہی دیتا رہتا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں

انه من امل ان یمشی سائر بالنهار وسیر افاتر او من امل ان یصیح عمل باللیل عملا ضعیفا ومن صور
الموت عاجلا جد وقد قال ﷺ صل صلوة مودع وقال بعض السلف انذرکم سوف فانها اکبر جنود
ابلیس ومثل العامل علی الحزم والمساکن لطول الامل کمثل قوم کانوا فی سفر فدخلوا قریة فعجب الحازم
فاشتری مایصلح لتمام سفره وجلس متاهبا للرحیل وقال المفرط ساتاهب فربما اقمنا شهرا فضرب یوق الرحیل فی
الحال فاغتبط المتحرز واعتبط الاسف المفرط فهذا مثل الناس فی الدنیا فمنهم المستعد
المستیقظ فاذا جاء ملک الموت لم یندم ومنهم المغرور المسوف یتجرع مریر الندم وقت
الرحلة واذا کان فی الطبع حب التوانی وطول الامل ثم جاء ابلیس یحث علی العمل
بیقتضی مافی الطبع صعبت المجاهدة الا انه من انتبه لنفسه علم انه فی صف حرب وان عدوه
لایفرعنه فان فر فی الظاهر ابطن له مکیدة واقام له کمینا ونحن نسال
الله عز وجل السلامة من کید العدو وفتن الدنیا انه قریب مجیب ؎

ترجمہ کہ جس شخص کو یہ امید ہو کہ شام تک چلیگا تو دن بھر سست رفتار رہیگا اور جسکو صبح تک زندگی کی امید ہوگی۔ تو رات میں کم کام کریگا اور جو کوئی موت کی صورت سامنے تصور کرے گا وہ کوشش میں سرگرم ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جو نماز ادا کیا کرو اسکو رخصتی اور آخری نماز سمجھا کرو کسی بزرگ نے کہا ہے کہ میں تم کو لفظ عنقریب سے ڈراتا ہوں کیونکہ یہی لفظ شیطان کا بڑا لشکر ہے (مطلب یہ ہے) یوں نہ کہنا چاہیے کہ میں عنقریب ایسا کرلونگا یا آیندہ چل کر دیکھا جائیگا جو شخص دور اندیشی پر عمل کرتا ہے اور جو طول امل کی سے ٹھہر جاتا ہے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگ سفر میں گئے اور ایک گاؤں میں داخل ہوئے دور اندیش آدمی گیا اور سفر کے لئے جو ضروری چیزیں تھیں وہانسے خرید لیں اور کوچ کرنے کے لئے تیار ہو بیٹھا کوتاہی کرنے والے نے دل میں کہا کہ عنقریب تیار ہو جاؤنگا کیونکہ اکثر ہمنے ایک ایک مہینہ قیام کیا ہے اتنے میں ایک دم کوچ کا نقارہ بج گیا دور اندیش نے فوراً اپنی گٹھری سنبھالی اور کوتاہی کرنیوالا افسوس اور رشک کرتا رہا اسیطرح جب ملک الموت آجائیگا تو پہلے کو کچھ ندامت نہ ہوگی اور دوسرا جسنے آیندہ پر کام اٹھا رکھا اور دھوکا کھایا موت کے وقت نادم ہو کر شور وغل مچائیگا طبیعت میں کاہلی اور طول امل کی محبت ہوتی ہے پھر شیطان اگر ابھارتا ہے کہ مقتضائے طبیعت پر عمل کرے تو جفاکشی اور محنت گراں گذرتی ہے مگر جو شخص اپنے نفس کو بیدار کرے وہ جان لیگا۔ کہ میں لڑائی کے صف میں ہوں اور دشمن بھاگتا نہیں اور اگر بھاگ بھی جاتا ہے تو خفیہ طور پر اس کے لئے کوئی مکر وفریب کوتاہی لہذا وہ شخص دشمن کے لئے نگاہ قائم کرے گا ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ دشمن کے مکر سے ہمکو سلامت رکھے اور دنیا کے فتنوں اور اسکی شرارتوں سے بچائے اسی کا نام قریب مجیب ہے غرض دنیا کی لوگوں کی مثال یہ ہے بعض انمیں وہ بھی ہیں جو مستعد اور بیدار ہیں اللہ تعالےٰ ہمکو بھی انہیں میں سے کرے آمین

تمت

ختم الطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین - والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین - امابعد اہل بصیرت پر ظاہر ہے کہ ہر کام کے لیے اُسکے درجہ کے موافق موانع ہوتے ہیں - معمولی کام کے لیے معمولی مانع ہوتا ہے اور بڑے کام کے لیے بڑا - چونکہ شریعتِ اسلام ایک عظیم الشان امر ہے لہذا اس قاعدہ کے موافق ضروری ہے کہ اسپر عمل کرنے کے موانع بھی زبردست ہوں - چنانچہ یہ بات بداہتہً دکھائی بھی دے رہی ہے - نفسانی خواہشیں الگ مانع ہیں اور شیطانی وسوسے علٰحدہ سدراہ ہیں - معہذا شیطان اپنے خیالات اس خوبصورتی سے ظاہر کرتا ہے کہ دشمنی کرجاتا ہے اور دوست کا دوست بنا رہتا ہے - لہذا اس شاہراہ پر چلنے والے کو ضرور ہے کہ وہ نفسانی اور شیطانی ہتھکنڈوں سے واقف ہو - اگرچہ شیطان اپنے کام سے کبھی غافل نہیں ہا اور نہایت سرگرمی سے اپنا کام کرتا رہا لیکن جسقدر زمانہ نبوت سے قریب ہا اُسیقدر اُسکو اپنے کام میں ناکامی ہوتی رہی اور جسقدر زمانہ نبوت سے بُعد ہوتا گیا اُسکی کامیابی ترقی کرتی گئی - اور اُس کے راستے پر چلنے کے لیے کثرت سے لوگ آمادہ ہوتے گئے - یہاں تک کہ آج مکائد شیطانی کا بازار کھلا ہوا ہے اور ہر ہر قدم پر شیطانی جال بچھا ہوا ہے - جب حکمائے اسلام نے یہ حالت دیکھی تو مستقل طور پر خاص مکائدِ شیطانی کے بارے میں کتابیں لکھیں اور اُسکے تمام فریبوں کو نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا اُنہیں میں سے یہ کتاب **تلبیس ابلیس** بھی ہے - اس کتاب میں یہ بات بتفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ شیطان مختلف خیالات کے لوگوں کو کیا کیا روپ بدلکر بہکاتا ہے چونکہ موجودہ زمانہ کے لیے ایسی کتاب کی اشد ضرورت ہے - لہذا اس کتاب کا شائع کرنا مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوا - لیکن چونکہ یہ کتاب عربی میں تھی - اردو خوان نفع نہیں اُٹھا سکتے تھے لہذا اصل کتاب مع ترجمہ کے شائع کی گئی تاکہ علماء اور اُردو خواں تمام حضرات فائدہ اُٹھائیں +

۱۵ - ذی الحجہ ۱۳۲۳ ہجری

خادم الاسلام

عاجز سید محمد عبدالسلام عفی عنہ ابن السید محمد معظم مالک مطبع فاروقی دہلی

مختصر فہرست کتب مطبع فاروقی دہلی

اعلان

اعلان

عارف معارف رحمانی و اتقان عوارف سبحانی پرشیفتہ
ہیں کہ توفیق الٰہی ہمیشہ انکی دستگیری کرتی رہتی ہے اور انکی ہدایت کے
لیے ہمیشہ غیب سے ایک نہ ایک ایسا اسباب مہیا کرتی رہتی ہے جو انکے لیے ایک زبردست
ہادی کا کام دیتا ہے اسکی زندہ مثال ہمیں مع جود ہے کہ کتاب **تلبیس ابلیس** تصنیف علامہ
ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جو ہدایت کے باب میں ایک بے نظیر کتاب ہے چھپ کر تیار ہو گئی کتاب
صرف کمیاب بلکہ ایسی نایاب تھی جسکا عموماً دستیاب ہونا تو درکنار خاص خاص کتبخانوں میں بھی
مشکل سے پائی جاتی تھی باوجود اسکے جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ یہ گرا ہوا خزانہ ظاہر ہو تو محترمی والدماجد
جناب **میر محمد معظم** صاحب کے دل میں القا کر اسکی اشاعت کا شرف حاصل کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے
اس کارخیر پر کمر باندھی اور دو قلمی قدیم نسخوں سے اصل درست کرکے ترجمہ کرایا اسپر بھی یہ احتیاط کی کہ
جناب حاجی عبد الغفار صاحب رئیس دہلی کے مدنی نسخے سے چھپتے وقت اصل کی درستی میں کام لیا جو آپنے
مدینہ منورہ سے نقل کراکے منگایا ہے چونکہ کارخیر میں موانع کا پیش آنا تقریباً لازم ہے لہذا اس کتاب کی اشاعت
میں ایسی ایسی رکاوٹیں پیش آئیں جس کی وجہ سے نہ صرف اشاعت میں تاخیر ہوئی بلکہ پیسوں کی جگہ
روپے اور روپیوں کی جگہ اشرفیاں خرچ ہوئیں غرض اسکی اشاعت میں جو جو دقتیں پیش آئیں
اور جس قدر روپیہ صرف ہوا اسکا بیان طول ہے لہذا اس کتاب کی حسب ضابطہ بموجب قانون
بستم ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء رجسٹری عاجز کے نام کی گئی ہے اس لیے کوئی صاحب بدون
اجازت تحریری قصد طبع نہ فرمائیں جسقدر نسخے مطلوب ہوں راقم سے
طلب فرمائیں فرمایش کی فوراً تعمیل ہوگی + راقم

عاجز سید عبد السلام عفی عنہ مالک مطبع
فاروقی دہلی بازار ملیماراں

المشتہر
سید عبد السلام مالک فاروقی پریس دہلی بازار ملی ماراں

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔